هوالعلی العظیم

نیرنگ فصاحت

ترجمہ

نہج البلاغہ

باب علم خطیب منبر رسول کے کلکِ گوہربار سے تراشے ہوئے وہ جواہر ریزے
جو بصارت کو خیرہ اور بصیرت پر جلا کرتے ہیں، قرآنِ ناطق کے لبہائے مبارک سے نکلے ہوئے
وہ مقدس الفاظ جن کی زیارت کے لئے مومنین کی آنکھیں ترس رہی تھیں، پند و نصائح کا وہ
بیش بہا خزانہ جو ہدایت میں کلام خدا کے بعد دوسرے درجے پر ہے، ہر ہر لفظ مولود حرم کے نور کی
شعاع کا پرتو ہے۔ یہ مکمل نہج البلاغہ کا ترجمہ ہے جس میں جملہ خطبات امیرالمومنین علی ابن ابیطالب
علیہ السلام نیز ملفوظات و وصایا و فرامین کا ترجمہ درج ہے

[illegible] اس کے علاوہ اب تک کوئی مکمل ترجمہ نہج البلاغہ کا شائع نہیں ہوا ستمبر ۱۹۲۲ء

باہتمام سید نصیر امام زیدی بی اے از مطبع یوسفی دہلی شائع شد

مختار نامہ

یعنی

سوانح عمری امیر مختار رحمۃ اللہ علیہ

کربلا کے دل خراش روح فرسا اور دل دوز و جگر سوز واقعات سے متاثر ہو کر حضرت امیر مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی نے مظلوم کربلا شہید جفا کے قاتلوں مسلمان کافروں، آنکھوں والے اندھوں، بولتے ہوئے پتھروں اور شیاطینِ بنی اُمیہ کو جس طرح چُن چُن کر دار البوار میں پہنچایا اُس کی حقیقی تصویر اس کتاب کے اوراق میں پوشیدہ ہے

واقعۂ ہائلہ کربلا سے

داغ داغ کلیجوں اور برادرانِ ایمانی کے زخمہائے قلب پر یہ کتاب مرہم کا کام کرتی ہے

ملنے کا پتہ

مطبع یوسفی دہلی ۱۹۴۶ء

نیرنگ فصاحت

ترجمۂ

نہج البلاغہ

از

جناب مولوی حکیم سید ذاکر حسین صاحب قبلہ مدظلہٗ

باہتمام

سید نصیر امام نصیر زیدی الواسطی دہلوی بی۔اے

ابن

ابوالقلم سید منیر حسن منیر زیدی الواسطی مدظلہ العالی

از مطبع یوسفی دہلی شائع شد

طبع پنجم　　تعداد طبع ایک ہزار　　مطبوعۂ اکتوبر ۱۹۲۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

جس میں خلقت زمین و آسمان و حضرت آدم کا بیان ہے

حمد اور تعریف اسی خداوند عزوجل کے لئے زیبندہ ہے جس کی مدح و ثنا کی حقیقت کو اچھے اچھے زباں دانوں کی گویائی نہیں پہنچ سکتی۔ محاسب اور شمار کرنے والے اس کی نعمتوں بخششوں اور بذل و کرم کے شمار کرنے سے عاجز ہیں۔ اور بڑے بڑے کوشش کرنے والے اس منعم حقیقی کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ وہ خداوند بزرگ و برتر جسے ہمتیں، ارادے اور عزم نہیں پا سکتے۔ داناییوں، زیرکیوں اور عقلوں کی گہرائیاں اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ وہ جل و علےٰ کہ جس کی توصیف کے لئے کوئی حد معیّن اور محدود نہیں اور نہ کوئی نعت و صفت موجود[1]۔ نہ کوئی وقت معدود ہے۔ نہ کوئی مدت دراز[2]۔ اس نے اپنی قدرت اور قوت سے خلقت کو ایجاد کیا۔ اپنی رحمت و کرم سے ہوا کو پھیلا دیا۔ اور زمین متزلزل کو پتھروں کی میخوں اور عظیم الشان پہاڑوں سے مضبوط اور محکم کر دیا۔ دین کا پہلا زینہ اس کی معرفت ہے۔ کمال معرفت یہ ہے کہ اس کی تصدیق کی جائے اور تصدیق اس کی توحید پر یقین لانے سے کامل ہوتی ہے۔ اور توحید کی تکمیل یہ ہے کہ اسے خالص واحد و یکتا تسلیم کیا جائے: پھر اس وحدت یکتائی اور اخلاص کا درجہ کمال یہ ہے کہ اسے تمام صفات زائدہ سے مبرّا و منزّہ سمجھ لیں۔ کیونکہ جس شخص نے اس کے لئے صفات زائدہ قرار دیں تو گویا اسے (مخلوق سے) قرین اور اس کا ہمسر بنا دیا اور جس نے اس کو مقارن و نزدیک سمجھ لیا تو گویا وہ دوئی کا قائل ہو گیا۔ اور جو شخص دوئی کا قائل ہوا اس نے

---

[1] ایسی نعت و صفت جو کنہ ذات کی معرف ہو۔ ۱۲۔

[2] وہ زمان و زمانیات سے برتر ہے اور ان کا خالق۔ ۱۲۔

اسے صاحبِ اجزا قرار دیا۔ اور جس نے صاحبِ اجزا قرار دیا، وہ اس سے جاہل ہو گیا۔ اور جو اس سے جاہل ہوا وہ اس کی طرف اشارہ کرنے لگا اور جس نے اشارے سے کام لیا۔ اس نے اسے محدود کر دیا، اور جس نے محدود کر دیا اس نے اُسے شمار کر لیا۔ اور جس شخص نے سوال کیا کہ وہ کس چیز میں موجود ہے تو اس کے لئے ظرف تجویز کیا اور جس شخص نے سوال کیا کہ وہ باری تعالیٰ کس چیز پر قائم ہے، تو اس نے دوسری اشیاء کو اس سے خالی سمجھ لیا۔ اس کی ہستی حادث نہیں وہ موجود ہے مگر عدم سے وجود میں نہیں آیا۔ وہ ہر ایک شے کے ساتھ ہے مگر نہ بطور مقارنہ وہ ہر ایک چیز کے ساتھ مغایرت رکھتا ہے مگر نہ بطریق مفارقت و مزائلت۔ وہ فاعل ہے مگر نہ حرکات و آلات کی مدد سے۔ وہ واحد و تنہا ہے کیونکہ کوئی ایسی شے نہیں جس سے وہ مانوس ہو وہ کسی ایسی چیز کے گم ہو جانے سے متوحش بھی نہیں ہوتا۔ اس نے خلق کو پیدا کیا، جو پیدا کرنے کا حق ہوتا ہے۔ اس نے مخلوق کی ابتدا کی جیسی کہ کرنی چاہیئے۔ نہ اس بارے میں قوت فکری جولانی میں آئی، نہ کسی تجربے سے استفادہ کیا۔ نہ کسی حرکت سے اشیا کا احداث ہوا، نہ اہتمام نفس کا اس بارے میں اضطراب۔ وجود اشیا کو گردش دیدی جب ان کا وقت آ گیا۔ مختلف اشیا کو باہم ملا دیا اشیا کی طبیعتوں کے آثار محکم کر دیئے۔ ان کی صورتوں کو ان کے ساتھ لازم کر دیا جنہیں وہ ان اشیا کی پیدائش سے پہلے جانتا تھا وہ ان کی حدود اور انتہا کا احاطہ کئے ہوئے تھا۔ ان کے قرائن احوال اور پہلوؤں کا عارف تھا۔ پھر اس نے آسمان کی فضاؤں کو ایجاد کیا اطراف ہوا اور ہوا کے بالائی حصہ کو شگافتہ کیا۔ اور اس میں پانی کو جاری کر دیا جس کی موجیں تلاطم خیز تھیں۔ جس کی لہریں ایک دوسرے پر چھائی ہوئی تھیں۔ اس پانی کو باد تند اور توڑ دینے والی آندھی کی پشت پر سوار کیا۔ پھر اس ہوا کو حکم دیا کہ اسے پلٹاتی رہ۔ اسے مسلط کر دیا کہ اسے گرفت میں رکھے۔ اس کے تھام لینے اور نگہبان رہنے پر اسے پانی کی حد و انتہا کے قریب اور نزدیک کر دیا اب یہ حالت ہوئی کہ ہوا نیچے تھی اور پانی اس کے اوپر موجیں سے رہا تھا۔ پھر اس خداوند تعالےٰ شانہ ریح عظیم کو پیدا کیا جس کے جھونکے نباتات و اشجار اور بادل پیدا نہیں کرتے۔ اس کے مکان و محل کو دوام بخشا۔ اس کے جھونکوں کو تیز و تند کر دیا اس کی نشو و نما کی جگہ کو دور تک پھیلا دیا۔ اور اسے حکم دیا کہ آب ذخار کی موجوں کو حرکت دے۔ اور دریاؤں کی لہروں کو جوش میں لائے۔ اس ہوا نے خدا کے حکم سے اس پانی کو جنبش دی جیسے دہی سے بھری ہوئی مشک کو (مسکہ حاصل کرنے کے لئے) جنبش دیا کرتے ہیں اور اسے فضائے گردوں میں ایسی جنبش دی جو جنبش دینے کا حق ہوتا ہے۔ یہ ہوا اس کے اوّل کو آخر اور ساکن کو متحرک کر رہی تھی۔ موجیں پے در پے آئیں جن سے کف (جھاگ) ظاہر ہو گئی۔ پھر اس کف کو ہوائے کشادہ اور فضاء و مکان وسیع میں بلند کیا اور اس سے نہایت ہی راست طریقہ کے ساتھ ہفت آسمان

ایجاد کئے اور ان آسمانوں کے طبقۂ زیریں کو مواج گہرائی جگہ سے نہ ٹلنے والا اور حصۂ بالا کو ایک محفوظ سقف (چھت) بنا دیا۔ بغیر کسی ستون کے انہیں قائم کیا اور بغیر کسی ریسمان کے انہیں منظم کر دیا۔ پھر انہیں ستاروں کی آرائش اور آنکھوں میں گھر کر جانے والی روشنی سے مزین کیا۔ ان میں اس چراغ (آفتاب) کو روشن کیا جس کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اس قمر کا اجرا فرمایا جو ضیا بخش دیدۂ مردم ہے اور ہر ایک ان میں سے دورہ کرنے والے فلک کے اور سیر کرنے والی سقف اور رونده و دونده سطح آسمان میں ثابت و قائم ہے۔ پھر اعلیٰ آسمانوں کے درمیان ایک فضا شگافتہ کی اور ان آسمانوں کو اپنے قسم قسم کے ملائکہ سے لبریز کر دیا۔ ان ملائکہ میں بعض ایسے ہیں جو ہمیشہ سر بسجود ہیں۔ رکوع کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ بعض ایسے ہیں جو رکوع میں ہیں اور کبھی سیدھے نہیں ہوتے۔ بعض ایسے ہیں جو (اس کی جلالت کبریائی کے سامنے) صف بستہ ہیں۔ اپنے مقام سے ہٹتے ہی نہیں۔ بعض ایسے ہیں جو تسبیح کر رہے ہیں۔ کبھی اس تسبیح سے دل تنگ نہیں ہوتے۔ ان ملائکہ کی آنکھوں کو نیند کبھی نہیں ڈھانکتی۔ نہ عقلوں کا سہو، نہ بدنوں کی تکان نہ نسیان کی غفلت۔ بعض ان میں سے اس کی وحی کے امین ہیں، اس کے پیغمبروں کے لئے اس کی زبان (ترجمان) ہیں۔ اور خدا کے فرمان و احکام لے کر ان کے پاس آتے ہیں۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں جو اس کے بندوں کے محافظ ہیں۔ اس کی جنت کے دروازوں کے خادم ہیں۔ بعض ایسے ہیں جن کے پاؤں تحت الثریٰ پر ہیں اور گردنیں بلند آسمان سے نکلی ہوئی ہیں۔ اقطار و اطراف عالم میں ان کے ارکان و اعضا نہیں سماتے ان کے شانے عرش کے پایوں کے مناسب اور موافق ہیں (یہ ملائکہ حاملان عرش ہیں) عرش کے سامنے ان کی گردنیں خم ہیں اور اس کے نیچے اپنے پروں کو اپنے آپ پر لپیٹے ہوئے ہیں۔ ان کے اور ملائکہ تحتانیہ کے درمیان حجابہائے عزت اور پردہ ہائے قدرت پڑے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے وہم و خیال میں خدا کی تصویر نہیں کھینچتے۔ وہ اس پر صفات مخلوق و مصنوع جاری نہیں کرتے کسی مکان و مقام میں اسے محدود نہیں کرتے کسی نظیر اور مثال کے ساتھ اس کی طرف اشارہ نہیں کرتے (کہ وہ ذات و صفات میں فلاں مخلوق کی مانند و مشابہ ہے) پھر خداوند عالم نے زمین سنگلاخ و نرم اور شیریں و شورزار سے ایک ایک قسم کی مٹی جمع کی۔ پھر اس مٹی میں پانی ملایا یہاں تک کہ وہ خالص ہو گئی۔ اسے رطوبت میں مخلوط کیا۔ حتیٰ کہ چسپیدگی اس میں پیدا ہو گئی پھر اس سے ایک صاحب اطراف و پیوستگی اعضاء و مفاصل صورت پیدا کی۔ اسے منجمد کیا۔ حتیٰ کہ اس کے اعضاء ایک دوسرے سے پیوست ہو گئے۔ اسے سخت کر دیا۔ قوت فکریہ کے ذریعہ سے متصرف تھا۔ ایک وقت معدود اور زمانۂ معلوم کے لئے پھر اس میں اپنی روح پھونکی

اور صاحب ذہن و ذکا انسان کی تصویر بن گئی جو قوت ذہن کو جولانیاں دے رہا تھا۔ قوت فکریہ کے ذریعے متصرف تھا۔ اعضائے ظاہری سے خدمت لے رہا تھا۔ آلات باطنی کو منقلب کر رہا تھا۔ وہ ایک ایسی معرفت کا مالک تھا جس کے سبب سے وہ حق و باطل میں چکھنے، سونگھنے اور الوان و اجناس میں تمیز کر رہا تھا۔ اس کا خمیر رنگ برنگ کی مٹی، آپس میں میل کھانے والی اشباہ۔ متضاد اشیا، متباین اخلاط گرمی، سردی، رطوبت اور جامدیت سے تیار کیا گیا تھا اب خداوند عالم نے اس امانت کی ادائیگی کے واسطے فرشتوں کو حکم دیا جسے ان کے پاس ودیعت رکھا تھا۔ اس وصیت کے وفا کرنے کے لئے فرمایا جو انہیں کی گئی تھی کہ اسے (آدم کو) سجدہ کریں۔ اس کی بزرگی اور تعظیم کے سامنے سر جھکائیں۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو، سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نہ جھکا۔ اسے عصبیت ذاتی نے کھا لیا۔ شقاوت اس پر غالب آگئی۔ وہ آگ سے پیدا ہونے کے سبب اپنے آپ کو معزز سمجھنے لگا۔ مٹی سے پیدا ہونے والے کی توہین کی۔

اب خداوند عالم نے ابلیس کو مہلت دی تاکہ وہ قہر و غضب کا مستحق ہو، اس کا امتحان کامل ہو جائے اور اس کا وعدہ پورا کر دیا جائے۔ اور اس سے فرمایا کہ تجھے ایک وقت معلوم کے دن (قیامت) تک مہلت دی گئی ہے۔ پھر خداوند عالم نے آدمؑ کو اس گھر میں جگہ دی جس میں اس کی زندگی خوش گوار اور اس کی منزل مامون و محفوظ۔ اسے ابلیس اور اس کی عداوت سے ڈرایا، پس اس کے دشمن (ابلیس) نے اسے دار المقام (فانی نہ ہونے والے مکان) اور صاحبت ابرار کی ترغیب دے کر فریب دیا۔ اس فریب کے سبب سے آدمؑ نے اپنے یقین کو شک اور مستقل ارادے کو سستی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اس نے خوشی و خرمی کو اضطراب سے بدل لیا۔ اور فریب کھا کر ندامت حاصل کی۔ پھر (جبکہ اسے اپنے کردار پر پشیمانی ہوئی) خداوند عالم نے اس کے واسطے توبہ کی بساط بچھا دی اور اپنی رحمت بخشش کا کلمہ اس کے دل میں القا کیا اور اسے اپنی جنت میں لے آنے کا وعدہ فرمایا پس اسے آزمائش اور امتحان کے گھر اور نسل بڑھانے کے مقام میں نازل کیا۔ پھر خدا تعالےٰ نے ان کی اولاد میں سے پیغمبروں کو چن لیا۔ وحی کی برداشت پر ان سے عہد و پیمان لیا اور تبلیغ رسالت پر ان کو امین بنا لیا۔ پھر جبکہ اکثر مخلوق نے خدا کا عہد تبدیل کر دیا۔ خدا کے حق کو بھلا دیا۔ اس کے لئے شریک اور امثال تجویز کرنے لگے۔ شیاطین نے انہیں معرفت الٰہی سے ایک طرف ہٹا دیا۔ انہیں عبادت خداوندی سے الگ اور منقطع کر دیا، اس وقت خداوند عالم نے ان کے پاس اپنے رسول بھیجے اور متواتر پے در پے اپنے پیغمبر ان کی طرف روانہ فرمائے تاکہ ان کی خلقت اور جبلت کے عہد کی ادائیگی

طالب ہوں۔ انہیں خدا کی وہ نعمت یاد دلائیں جسے بھول بیٹھے ہیں۔ خدا کے احکام پہنچا کر ان پر اتمام حجت کریں۔ عقلوں کے دفینے ان کے سامنے پھیلا دیں۔ قدرت کی نشانیاں انہیں دکھلائیں ان نشانیوں میں سے ایک یہ چھت ہے جو ان کے بالائے سر نظر آرہی ہے۔ یہ خواب گاہ ہے جو ان کے قدموں کے نیچے رکھی گئی ہے۔ یہ معیشت و معاش زندگانی کے اسباب ہیں، جو انہیں جلا رہے ہیں۔ یہ منقضی ہونے والی عمر کی مدتیں ہیں جو انہیں فنا کر دیتی ہیں۔ یہ مشقتیں اور تکلیفیں ہیں جو پیری و صد عیب کو ان کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ یہ حوادثات ہیں جو پے در پے ان پر نازل ہوتے ہیں۔

خداوند سبحانہ و تعالےٰ نے کبھی اپنی مخلوق کو نبی مرسل یا نازل شدہ کتاب یا حجۃ لازمہ (وصایت و امامت) یا جادہ مستقیم سے خالی نہیں رکھا۔ وہ رسول جن کی قلت عدد انہیں فرض منصبی ہدایت سے) قاصر نہیں رکھ سکتی۔ نہ ان کے تکذیب کرنے والوں کی کثرت ان کے سد راہ ہو سکتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک پیغمبر کو اس کے بعد مبعوث ہونے والے رسول کا نام بتا دیا جاتا تھا (جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے یاتی من بعدی اسمہ احمد (میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام احمدؐ ہے) اور ہر ایک موجودہ پیغمبر کو انبیائے گذشتہ کی شناخت کرادی جاتی تھی (انبیائے سابق پیغمبران آئندہ کی خبر دینے والے تھے اور یہ ان کی رسالت و شریعت و حقیت کی تصدیق کرنے والے) اسی طریقہ پر زمانہ تبدیلیوں کے ساتھ گذرا اور مدتیں ہی گزر گئیں۔ آباء و اجداد اپنے بیٹوں کو جانشین کرتے ہوئے گذر گئے حتیٰ کہ پروردگار عالم نے اپنے وعدے کو پورا اور اپنی نبوت کو تمام کرنے کے لئے جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تمام انبیاء سے ان کی نبوت کا اقرار (عالم ارواح میں) لے لیا تھا۔ جس کی صفات مشہور ہیں اور جس کی پیدائش کرامت والی۔ اور جب حضرتؐ مبعوث ہوئے ہیں۔ تو زمین والے متفرق ملتوں، پراگندہ خواہشوں اور مختلف گروہوں میں تقسیم تھے۔ ایک فرقہ خدا کو اس کی مخلوق کے ساتھ مشابہ کر رہا تھا۔ کوئی خدا کے نام میں الحاد سے کام لے رہا تھا۔ اور کوئی غیر خدا کی طرف اشارہ کر رہا تھا (عالم کون و فساد کے آثار کو غیر خدا کی طرف نسبت دیتا تھا جیسے کہ دہریے) پس آپ نے انہیں ہدایت کی ضلالت سے نکالا اور جہالت سے چھڑا دیا۔ پھر خداوند سبحانہ و تعالےٰ نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے اپنی ملاقات کو اختیار کیا۔ اپنی قربت ان کے واسطے پسند فرمائی، دار دنیا کے ترک کرنے کی کرامت انہیں عطا کی۔ اور دار بلا و ابتلاء کی مقارنت سے انہیں جدا کر دیا۔ پس انہیں اپنے پاس نہایت ہی عزت و اکرام کی حالت میں بلا لیا صلی اللہ علیہ و آلہ اس پیغمبر برحق نے تمہارے درمیان اس چیز کو چھوڑا جسے انبیائے سلف اپنی امتوں

میں چھوڑتے چلے آئے ہیں۔ کیونکہ کسی نبی نے اپنی امت کو حیران اور واضح اور صاف رستے اور قائم رہنے والی نشانی کے بغیر نہیں چھوڑا۔ اب تمہارے درمیان جو چیز چھوڑی گئی ہے، وہ خدا کی کتاب ہے، جو اس کے حلال و حرام۔ فرائض و مستحبات کو بیان کرنے والی ہے۔ وہ احکام جو منسوخ ہو گئے ہیں یا جو بندوں کی وسعت کے واسطے قرار دیئے گئے ہیں (جیسے کہ روزے مریض اور مسافر کے لئے معاف ہیں) وہ احکام جن سے تجاوز نہیں ہو سکتا (مثلاً اقیموا الصلوٰۃ) وہ الفاظ جو مخصوص ہیں (جیسے کہ حج البیت میں بیت کے معنی خاص خانۂ کعبہ کے ہیں) وہ لفظ جو عام ہیں (جیسے کہ من قتل مومناً الخ اس میں ایک عمومیت ہے یعنی جو کوئی بھی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے وہ جہنمی ہے) وہ کلمات جو مقید نہیں۔ وہ کلمے جو مقید ہیں۔ وہ آیات محکمات جن کے معنی میں کسی قسم کا اشتباہ نہیں ہو سکتا۔ وہ آیتیں جن کے معنی میں شبہہ دامن گیر ہو جاتا ہے۔ ان تمام باتوں کو اس کتاب خدا نے ظاہر کر دیا ہے۔ یہ کتاب اپنے مجمل کی تفسیر کرنے والی ہے اپنے غوامض و مشکلات کی مظہر ہے۔ یہ کتاب ان آیات کو لئے ہوئے ہے جن کا علم خدا نے بندوں پر واجب کر دیا ہے، جن کے بارے میں وہ اپنی جہالت کا عذر پیش نہیں کر سکتے (جیسے کہ آیات توحید قل ھو اللہ احد الخ) اور اس کتاب میں وہ آیات موجود ہیں جن کے نہ جاننے میں خدا نے بندوں کو وسعت دی ہے (جیسے کہٰیٰعص) یہ کتاب ان فرائض پر شامل ہے جن کا وجوب اس کتاب کے لحاظ سے تو ثابت اور معلوم ہے مگر سنت و حدیث نبوی میں وہ منسوخ ہو گئے ہیں (مثلاً پہلے زانیہ کو وقت وفات تک محبوس رکھنے کا حکم تھا۔ حدیث نبوی نے بحکم آیۂ رجم اس کو منسوخ کر دیا) یہ کتاب ان احکام کو بیان کرتی ہے جن پر عمل کرنا بلحاظ سنت و حدیث واجب ہے مگر اس نے ان کے ترک کرنے کی اجازت دی ہے (مثلاً اول اسلام میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے بلحاظ سنت پیغمبرؐ نماز پڑھی جاتی تھی مگر جب کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا تو ارشاد سنت منسوخ ہو گیا) اس کتاب میں وہ حکم موجود ہے، جو ایک وقت خاص میں واجب ہے۔ مگر آئندہ چل کر واجب نہیں رہتا (مثلاً جب ایک صاحب استطاعت شخص ایک دفعہ حج کر چکا ہو تو اب وہ آئندہ لاکھ مستطیع ہوا کرے حج اس پر واجب نہیں رہا) یہ کتاب امور محارم کو ایک دوسرے سے جدا کرنے والی ہے کبیرہ جس پر اپنی آگ کا وعدہ کیا ہے (جیسے فرمایا ہے من قتل مؤمناً متعمداً فجزاءہٗ جھنم خالداً فیھا) یا صغیرہ جس کے واسطے اپنی بخشش اور مغفرت کو مہیا کیا ہے (مثل آیۂ انہ ھو الغفور الرحیم) اس کتاب میں ان اعمال خیر کا ذکر ہے جن کا تھوڑا سا حصہ بھی خداوند عالم کے نزدیک مقبول ہے اور ان میں انتہائی وسعت بھی دی گئی ہے جس قدر چاہو زیادہ سے زیادہ بجا لاؤ۔

حج کا بیان فرماتے ہیں

ایہا الناس! تم پر اس مکان مقدس کا حج واجب و فرض کیا گیا ہے جو لوگوں کے لئے قبلہ مقرر ہوا ہے اور وہ گھر جس میں انسان اس طرح وارد ہوتے ہیں جیسے گوسفند شتر اور تمام چوپائے پانی میں۔ وہ گھر جس کی طرف بحالت شوق کبوتروں کی مانند پرواز کی جاتی ہے۔ عبادت حج کو باری تعالیٰ نے اپنی عظمت اور بزرگی کے واسطے حاجیوں کی فروتنی کی نشانی اور اپنی عزت کی تصدیق قرار دیا ہے۔

پروردگار عالم نے اپنے بندوں میں سے ایسے سننے والوں کو چن لیا ہے جو حج کی طرف بلانے والی آواز کا جواب دیتے ہیں۔ اس کے کلمات کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور اسی مقام میں استادہ ہوتے ہیں جو انبیا و اولیاء کے لئے مقام اطاعت و بندگی مقرر ہے۔ وہ عرش الٰہی کا طواف کرنے والے فرشتوں سے مشابہ ہیں اور اس عبادت الٰہی کی تجارت میں نفع کثیر اور فائدہ بیّن حاصل کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے سامنے بخشش اور نجات کی وعدہ گاہ پر حاضر ہوتے ہیں۔ بے شک اس مقدس مکان کو پروردگار عالم نے اسلام کے لئے ایک بزرگ نشانی اور پناہ گیروں کے واسطے حرم محترم اور امن کی جگہ قرار دیا ہے۔ اس مکان کا حج فرض ہے۔ اس کا حق ادا کرنا واجب ہے (کہ یہاں عبادت کی جائے) اور لکھ دیا گیا ہے لازم کر دیا گیا ہے کہ (تم لوگ مطیعان اسلام) عبادت کے لئے وہاں حاضر ہو جاؤ۔

پروردگار عالم فرماتا ہے للہ علی النّاس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین خدا کے واسطے (خدا کی راہ میں) حج بیت اللہ لوگوں پر واجب ہے جو اس کی راہ میں گامزن ہونے کی استطاعت اور قدرت رکھتا ہو اور جو نا شخص نافرمانی کرے کفر اختیار کرے۔ بیشک پروردگار عالم دونوں جہاں سے غنی ہے (اس کی ذات بے پروا ہے اسے ہماری عبادت کی حاجت نہیں)

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام جو صفین[1] سے واپسی کے وقت ارشاد ہوا تھا

اتمام نعمت کا سوال پورا ہوا۔ اس کی قدرت و عزت کے سامنے انقیاد اور خضوع و خشوع کی دولت حاصل ہوئی اور اس کے لطف اور توفیق کی وجہ سے اس کی نافرمانیوں اور معصیتوں سے دامن تر نہ ہوا میں ان امور پر اس ذات برتر کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ اسی سے مدد چاہتا ہوں۔ اور اسی کی کفایت کیلئے دست بدعا ہوں کیونکہ وہ نصیر حقیقی جسے ہدایت کا رستہ دکھا دیتا ہے پھر وہ شخص گمراہ نہیں ہو سکتا، وہ گوہر مقصود کو پالیتا ہے اور بیشک اس کا دشمن اس کا عدو کبھی اپنی مراد تک نہیں پہنچتا اور وہ شخص کبھی فقیر اور محتاج نہیں ہوتا جو اس ذات برتر و قوی کی حمایت اور کفایت کے سایہ میں آجاتا ہے اور بے شک یہ امر

---

[1] صفین ملک شام میں ایک موضع کا نام ہے۔

اگر میزان عقل میں تولا جائے تو ہر جنس گراں بہا سے اس کا پلہ بھاری رہتا ہے۔ یہ وہ جوہر آبدار ہے کہ خزائن معقولات و محسوسات کے گوہر شہوار اس کے سامنے ہیچ ہی نہیں سکتے۔ ہاں میں شہادت دیتا ہوں کہ اس ذات برتر و اعلیٰ کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے اور یہ وہ شہادت ہے جس کا اخلاص آزمایا ہوا ہے۔ امتحان[۵۱] شدہ ہے۔ یہ وہ شہادت[۵۲] ہے جس کے اخلاص اور صدق کا اعتقاد کر لیا گیا ہے ہم جب تک زندہ ہیں اس شہادت سے متمسک ہیں۔ اور اسی شہادت کو اس ہولناک ڈرانے والے منظر (قیامت) سے نجات پانے کے لئے ذخیرہ اور توشہ قرار دیتے ہیں کیونکہ یہی شہادت واجب و لازم ہے۔ ایمان[۵۳] کی تکمیل اس کے بغیر نہیں ہو سکتی اور مومن کو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ بے شک یہی شہادت احسان[۵۴] پروردگار عالم کی ابتدا ہے (بصدق دل اقرار شہادت کرتے ہی رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے) یہی شہادت[۵۵] پروردگار رحمن و رحیم کی خوشنودی اور رضا کا سبب ہے اور شیطان رجیم کو دور کرنے والی ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے بندے اور رسول اس کے ہیں، اور پروردگار عالم نے انہیں ایسے دین کے ساتھ بھیجا ہے جو (صدق و راستی میں) مشہور و

[۵۱] حدیث میں وارد ہے کہ امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص نے اخلاص کے ساتھ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھا وہ داخل جنت ہو گیا اور اخلاص کے یہ معنی ہیں کہ جس چیز کو پروردگار عالم نے حلال کیا ہے اسے حلال سمجھے اور جسے حرام کیا ہے اسے حرام جانے ۱۲۔

[۵۲] امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کلمۂ عظیمۂ کریمہ ہے۔ جو شخص اخلاص اور صدق دل کے ساتھ اسے زبان پر جاری کرتا ہے پروردگار عالم اس پر بہشت واجب کرتا ہے اور جس شخص کی زبان پر بدروغ و کذب رواں ہوتا ہے اس کا مال اور اس کا خون محفوظ ہو جاتا ہے مگر عاقبت ایسے شخص کی جہنم ہے (یہ غالباً منافقین کی طرف اشارہ ہے) ۱۲ [۵۳] کیونکہ توحید ایک امر فطری ہے اور تصدیقات اولیہ کی سرتاج ہے لہذا دین الٰہی میں اول اسی کلمہ کا اقرار قرار پایا اور باقی اس کے توابع اور فروع ہیں جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ بندوں پر خدائے تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ اس کی طرف کسی برائی کو منسوب نہ کریں نیز آپ نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ بہترین عبادات ہے ۱۲۔

[۵۴] مروی ہے کہ اقرار لا الٰہ الا اللہ بہشت کی قیمت ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کا کہنے والا بہشتی ہے مگر یہ لطف تو دیکھیے کہ اسی منادی من قال لا الٰہ الا اللہ وجبت لہ الجنۃ کو سنکر ایک صاحب نے بیچارے ابوہریرہ کی مرمت کر دی اور رسولؐ پر بھی اعتراض جڑ دیا کہ بس حضرت رہنے دیجیے اگر یہی فیاضی ہے تو سب کے سب روزہ نماز حج و زکوٰۃ چھوڑ بیٹھیں گے۔ اللہ سے بھوانی نکتہ رسی ۱۲۔ [۵۵] مروی ہے کہ پروردگار عالم کے نزدیک کوئی کلمہ کلمۂ لا الٰہ الا اللہ سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور برگزیدہ بندے کو ضرور اس کی پیروی کرنی چاہیئے ــــ رسول خداؐ سے مروی ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ میرا حصار اور قلعہ ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے بے خوف ہے۔ وجہ یہ کہ یہ کلمہ توحید ذات و صفات و افعال پر مشتمل ہے اور تمام عبادتوں کا مقصد اقصیٰ یہی ہے لہذا بیشک یہ کلمہ پروردگار کی خوشنودی اور شیطان علیہ اللعن سے علیحدگی کا سبب ہے، چنانچہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ من یرجو لقاء ربہ فیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً جو شخص اپنے پروردگار کی ملاقات کی امید و توقع کرے اسے عمل نیک کرنا چاہیئے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے ۱۲۔

معروف ہے۔ انہیں معجزات عطا کئے وہ کتاب مسطور لے کر آئے۔ وہ نورِ مرتفع[1] بلند کے حامل تھے۔ وہ ضیاء درخشندہ[2] کے مالک تھے۔ وہ اس امر[3] کے ساتھ تشریف لائے جو حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ ان کی تشریف آوری کی علت غائی کیا تھی؟ شبہات باطلہ کا دور کرنا۔ منکرین الہی کے سامنے بین اور واضح دلیلیں پیش کرنا۔ خداوند عالم کی نشانیوں سے ڈرانا اور آنے والے خوفناک حادثہ (قیامت) سے خوف دلانا، خبردار کرنا اور جس وقت آپ مبعوث ہوئے ہیں اس وقت یہ کیفیت تھی کہ انسانی گروہ فتنہ و فساد میں مشغول تھا اور دین و شریعت کی رسی قطع ہو گئی تھی۔ اصل (دین) میں ہزاروں اختلاف تھے اور احکام دینی بالکل پراگندہ ہو رہے تھے۔ کفر سے باہر نکلنے کی راہیں سخت تنگ اور بگڑی ہوئی تھیں۔ رہائی کا سرچشمہ نگاہوں سے غائب تھا۔ ہادی اور روشن ضمیر بالکل گمنام تھے۔ اندھاپن اور جہالتیں اطراف عالم میں شائع تھیں۔ خدا کی نافرمانیوں پر عمل درآمد تھا۔ شیطان کی نصرت میں دل و جان سے کی جا رہی تھیں اور ایمان بالکل مخذول تھا۔ چھوڑ دیا گیا تھا۔ اس کے ستون گر چکے تھے۔ اس کی روشن اور چمکدار راہیں مٹ چکی تھیں۔ شیطان کی اطاعت کا دم بھرا جا رہا تھا۔ شیطانی رستے اختیار کر لئے گئے تھے۔ اور سب کے سب اسی کی آبگاہوں میں چلے آ رہے تھے۔ اس شیطانی لشکر کے سبب سے ابلیسی جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔ اور اسی خبیث کے پھریرے ہوا میں لہرا رہے تھے۔ یہ لوگ ان فتنوں میں مبتلا تھے۔ جنہوں نے اپنے اونٹوں کے گھٹنوں سے انہیں پامال کر دیا تھا۔ اپنی گایوں کے شگافتہ سموں سے انہیں درہم برہم کر دیا تھا۔ اور جو اپنے گھوڑوں کے سموں پر قائم تھے۔ پس یہ لوگ ان فتنوں میں سرگرداں و پریشاں تھے۔ حق و باطل میں فرق کرنے سے متردد۔ اپنے خیر و شر، نفع و ضرر میں تمیز کرنے سے قطعی جاہل۔ طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار۔ خیر الدار (مکہ) کے ساکن ہو کر یہ لوگ، اہل عالم کے لئے بدترین ہمسایہ تھے۔ ان کی نیند بے خوابیاں تھیں۔ اور اشک ان کے آنکھوں کے لئے سرمہ تھے۔ جس زمین پر یہ رہتے تھے۔ اس کی حالت یہ تھی کہ اس زمین کے دانا اور عالم زبان بستہ تھے۔ ان کے منہ میں لگامیں پڑھی ہوئی تھیں اور جاہل و نادان مطلق العنان اور عزت و غلبہ والے سمجھے جاتے تھے۔

اسی خطبہ میں آل محمدؐ کی طرف بھی اشارہ ہوا

اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے راز ہائے پوشیدہ اور چھپے ہوئے علوم کے

---

[1] نور مرتفع سے خود جناب امیر علیہ السلام مراد ہیں۔ اور اشارہ ہے من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ کی طرف ۱۲

[2] ضیاء درخشندہ: ائمہ علیہم السلام [3] امر یعنی قائم آل محمدؐ صاحب الامر علیہ السلام عجل اللہ ظہورہ ۱۲

مخزن ہیں. اس کے حکم کی پناہ ہیں. اس کے تیر علم کے لئے ترکش ہیں. اس کی حکمتوں کے مرجع. اس کی سنن مکتوبہ کے منبع اور اس کے دین کے لئے ایسے پہاڑ ہیں جن کے سبب سے یہ دین قائم ہے. انہیں کی مدد سے آپ نے دین کی ٹیڑھی ہو جانے والی پشت کو سیدھا کر دیا اور اپنے شانوں کے گوشت کی لغزش کو دور کر دیا.

اسی خطبہ میں ایک دوسرے گروہ کی طرف بھی اشارہ ہوا ہے

ان لوگوں نے فسق و فجور کی تخم ریزی کی. پھر اسے غفلت اور غرور کے پانی سے سینچا اور پھر اس نخل میں وہ خوشے نکل آئے جو خسران اور تباہی سے بھرے ہوئے تھے. اس امت میں سے کسی کو آل محمدؐ سے نسبت نہیں دی جا سکتی اور وہ شخص کبھی اہل بیت محمدؐ کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا جس پر ان کی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جاری ہو چکی ہیں (نعمت دین ہر شخص کو انہیں کے گھر سے ملی ہے. اب جس کا جی چاہے امیر المومنین بن جائے) یہ لوگ (اہل بیت محمدؐ) دین اسلام کی بنیاد ہیں اور یہی لوگ صدق و یقین کے ستون ہیں. انہیں کی طرف گراں بہا علم و اعتقاد رجوع ہوتا ہے اور عمل و عبادات کہ علم سے دوسرے درجہ پر ہیں انہیں سے لاحق ہوتے ہیں (علم دین خدا انہیں سے حاصل ہوتا ہے اور اعمال و عبادات کے سکھانے والے بھی یہی ہیں) حقوق ولایت کے لئے جو خصلتیں ہونی چاہئیں وہ ان میں موجود ہیں. وصیت و وراثت (خلافت) انہیں کے لئے مختص ہے (شکر خدا) اب وہ زمانہ ہے کہ حق صاحبان حقوق کی طرف راجع ہوا ہے اور پھر اسی مقام کی طرف آ گیا ہے، جہاں سے نکال لیا گیا تھا.

خطبہ شقشقیہ

جناب امیر علیہ السلام کا یہ ایک مشہور و معروف خطبہ ہے شقشقہ لغت میں اسے کہتے ہیں جو اونٹ حالت مستی میں بکری کے پھیپھڑے کے مانند ایک چیز اپنے منہ سے نکال کر چبایا کرتا ہے. اور اس وقت ایک عجیب آواز بھی اس کے گلے سے پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ چیز غائب ہو جاتی ہے. چنانچہ حضرت نے اس خطبہ کے آخر میں جناب ابن عباس کو مخاطب کر کے فرمایا یا ابن عباس ہیہات تلک شقشقۃ ہدرت ثم قرت عالم محویت اور شوق بد ابہت خلق میں یہ باتیں میری زبان سے نکل گئی ہیں. گویا یہ ایک شقشقہ شتر کی آواز تھی جو پھر اپنے مقام پر واپس لوٹ گیا. لہذا یہ خطبہ اس نام سے موسوم ہوا اور اسی خطبہ کو خطبہ مقمصہ بھی کہتے ہیں کیونکہ حضرت نے بدیں عبارت اس کو شروع کیا ہے اما واللہ لقد تقمصہا فلان چونکہ ابتدائی جملہ میں لفظ تقمص آیا ہے اس لئے مقمصہ کہا جاتا ہے

اے سننے والے خبردار ہو جا کہ قسم خدا کی فلاں شخص (ابوبکر) نے پیرہن خلافت کو زیب تن کر لیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا اور اسے اچھی طرح یقین تھا کہ خلافت کے لئے میرا وہی مقام ہے اور مجھے اس سے وہی نسبت ہے جو قطب[۱] آسیا کو آسیا سے۔ مجھ سے علم کا ایک متلاطم دریا نکل رہا ہے اور میرے علم و منزلت کا پایہ وہ رفیع و بلند ہے جہاں پہنچتے ہوئے شاہین تیز پرواز کے پر جلتے ہیں۔ جب ابن ابی قحافہ نے اس پیرہن کو ناحق اپنی زینت تن بنا لیا تو میں نے اپنے اور اس کی خلافت کے درمیان پردہ ڈال دیا اس سے پہلو تہی کی اور اس معاملہ میں غور کرنا شروع کیا کہ اپنے بریدہ اور شکستہ ہاتھ سے اس پر حملہ کروں یا اس ظلمت اور تاریکی وضلالت پر صبر کروں۔ یہ ایک ایسی مصیبت تھی جس کے صدمہ سے خورد سال بوڑھا ہو۔ بوڑھا ضعیف ہو جائے اور مومن رنج و غم میں گرفتار ہو یہاں تک کہ وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ اس واقعہ پر میرا صبر کرنا بہت ہی بہتر اور نہایت ہی عقلمندی ہے۔ لہٰذا میں نے صبر اختیار کیا مگر اس وقت یہ حالت تھی کہ آنکھیں غبار اندوہ و خار مصیبت کی خلش میں گرفتار تھیں اور حلق میں غم و غصہ کی ہچکیوں سے پھندے پڑے جاتے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ میری میراث کس طرح تاراج و غارت ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ اول (غاصب) تو اپنے رستے پر گذر گیا۔ مگر اپنے بعد خلافت کے ڈول کو ابن الخطاب کے کنوئیں کی طرف پھینک گیا۔

یہاں تک ارشاد فرمانے کے بعد آپ نے تمثیلاً اعشیٰ ایک شاعر عرب کا شعر پڑھا جس کا ماحصل یہ ہے کہ ایک روز میں اپنے اونٹ پر سختیوں میں سفر کر رہا تھا اور ایک روز حیان برادر جابر کے ہمراہ راحت و نعمت میں محو تھا۔ ان ہر دو روز میں کس قدر فرق ہے۔

عشیٰ قبیلۂ بنی قیس میں سے ایک شاعر تھا اور حیان و جابر دو بھائی تھے۔ حیان بڑا تھا جابر چھوٹا۔ حیان مقام یمامہ میں صاحب قلعہ اور اہل دولت تھا۔ ہمیشہ عیش و عشرت میں بسر کرتا تھا۔ نہ سفر کرتا تھا۔ نہ رنج سفر سے اسے آگاہی تھی۔ اعشیٰ اس کا ندیم اور مصاحب تھا۔ اس نے ایک قصیدہ اس کی تعریف میں لکھا اور اسی قصیدہ کا یہ شعر ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ مطلب اس کا یہی ہے کہ ایک روز میں اونٹ پر سوار ہو کر حصول معیشت کے لئے سرگرداں پھرتا تھا اور ایک روز حیان کا ندیم اور مصاحب تھا۔ کچھ فکر ہی نہ تھی عجب انقلاب ہے۔

اسی طرح حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہایت حسرت واندوہ کے ساتھ اس تمثیل کے ذریعہ سے اپنے مافی الضمیر سے آگاہ فرماتے ہیں کہ برادر بزرگ یعنی جناب رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں کس شادمانی اور فرحت کے ساتھ بسر ہوتی تھی۔ اور یا یہ آج کا دن ہے۔ غرض

---

[۱] جس طرح مانی (قطب آسیا) کے بغیر چکی بیکار ہے اسی طرح خلافت نبی بھی جس کا مقصد اعلیٰ ہدایت خلق ہے بغیر ذات مستحق کے بے فائدہ ہے جس سے کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا۔ ۱۲۔

پھر آپ نے فرمایا۔ مگر مجھے تو تعجب ہے اور سخت تعجب ہے کہ وہ جانے والا اپنی حیات میں بیعت خلافت کے توڑ دینے کا حکم دیتا تھا۔ وہ اقالہ طلب کیا کرتا تھا مگر باوجود اس قول کے اپنے مرنے کے بعد دوسرے کے ساتھ خلافت کو منعقد کر دیا۔ اور واقعی امر یہ ہے کہ پستان ناقہ خلافت کو دونوں نے آپس میں خوب بانٹ لیا۔ افسوس خلافت کو ایک درشت مزاج اور تند خو کے حوالے کر دیا جس کی زبان کے زخم نہایت سخت اور کاری تھے، اور جس کا چھونا بھی ناگوار تھا جس کی گفتار و کردار دونوں ناہموار و ناہنجار تھیں۔ اس کی طبیعت میں سخت لغزشیں تھیں۔ وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا تھا اور پھر اپنی لغزشوں پر (ازراہ زمانہ سازی) عذر خواہ بھی ہو جاتا تھا۔ ایسی طبیعت والے شخص کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو کبھی بوجھ نہ اٹھانے والے اونٹ پر سوار ہو۔ اگر یہ سوار اس کی مہار کھینچتا ہے تو اس کی ناک پارہ پارہ ہوئی جاتی ہے۔ اور اگر چھوڑتا ہے تو خود گرنے کا خوف ہے حیات خداوندی کی قسم ہے کہ لوگ اس کے سبب سے خبط میں مبتلا ہو گئے۔ ہر اہل و نا اہل دینی و دنیوی امور میں رائے زنی کرنے لگا۔ متلوّن مزاجیاں دامنگیر ہو گئیں۔ اعتراضوں کی بوچھار ہونے لگی۔ خیر میں نے ان صدمات پر بھی صبر کیا۔ اس محنت کی شدت کو بھی برداشت کیا یہاں تک کہ یہ شخص بھی اپنے رستہ پر گذر گیا (مر گیا) اور امر خلافت کو ایک جماعت کے سپرد کر گیا اور گمان کیا کہ میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔ یا اللہ اس شورے کی بابت میں فریاد کرتا ہوں مجھے کسی زمانہ میں یہ تردد و شک لاحق ہوا تھا کہ میں اس جماعت کے اول اور پیشوا (ابوبکر) کا مصاحب اور ساتھی بن جاؤں۔ یہاں تک کہ اس جماعت کے ایسے ایسے لوگوں سے مقارن ہوں جب خود ابوبکر کی ہی مصاحبت اور معیت مجھے پسند نہ تھی جو ان کا پیشوا تھا پھر ان کے شریک مشورہ ہونا مجھے کیونکر پسند ہو۔ میری شان و قدر، علم و فضل، حکمت و اخلاق کے درجے بہت اعلیٰ ہیں۔ جاہلوں کے مشورے میں شریک ہونا مجھے کب گوارا ہو سکتا ہے۔ لیکن جب یہ لوگ زمین کی طرف اترے۔ مجبوراً میں بھی ان کے ساتھ اترا اور جب یہ اونچی اڑان پر گئے مجھے بھی ہمراہ رہنا پڑا۔ مجھے تو ان کا رام کرنا اور انہیں ہدایت کا رستہ دکھا دینا مطلوب ہے۔ جیسے اہلی کبوتر جنگلی کے ساتھ پرواز کر کے اسے اپنا کر لیتا ہے۔ پس اس جماعت میں سے ایک شخص (سعد ابن ابی وقاص) اپنے حسد

لے باسناد صحیح ثابت ہے کہ خلیفہ اول نے اپنی حیات میں فرمایا اقیلونی ولست بخیر کم تم میری بیعت توڑ ڈالو کیونکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں ہاں علیؑ تم سے بہتر ہے اس کی اطاعت میں فلاح ہے۔ مگر یہ سب زبانی لپ لپ تھی حکومت کا نشہ اترنا ذرا مشکل ہے۔ پھر لطف تو دیکھئے کہ چلتے چلتے بھی وصیت کی چھری لگا ہی گئے اور ان بیچاروں کے ہی حق بطرف تھا۔ یہ تو ہارون کی تُلی بنی ہوئی باتیں تھیں۔ عہد و پیمان ہو چکے تھے کہ آج تو تمہیں مسند پر بٹھائے دیتے ہیں مگر ذرا کل کو انتخاب کا بھی خیال رہے پھر اپنے قول اقیلونی کی پروا کیوں کر کی جاتی اور ضرورت ہی کیا تھی۔ چھڑے کی زبان تھی پھسل گئی۔ بس یہی عذر کافی ہے ۱۲

اور کینہ کی وجہ سے میرا دشمن ہوگیا اور ایک دوسرا شخص (عبد الرحمٰن ابن عوف) اپنے داماد (عثمان) کی طرف مائل ہوگیا اور دو اور شخص بھی اس کے ہمزبان ہو گئے۔ جو اپنی قباحت اور رذالت کے لحاظ سے اس قابل بھی نہیں کہ ان کا نام لیا جائے۔ یہاں تک کہ اسی قوم میں سے ایک تیسرا شخص عثمان (مسند) خلافت پر قائم ہوگیا، اور اس کی یہ حالت تھی کہ اس نے اپنے معدے اور امعاء کو حلق تک دنیا کے مال سے بھر لیا۔ تن پروری اختیار کی۔ لوگوں کے مال کھانے شروع کئے اور پھر اس کے ساتھ ہی اس کے باپ کے بیٹے (عزیز و اقارب بنی امیہ) بھی کھڑے ہو گئے۔ اور خدا کے مال (بیت المال) کو اس طرح کھانے لگے جیسے اونٹ فصل بہار کی گھانس کو چرجاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے قبیلے اس پر ٹوٹ پڑے (اس کی جماعت پراگندہ ہوگئی) اور اس کے اعمال نے اس کے قتل کرنے میں بڑی سرعت سے کام لیا اور اس کی شکم پری نے اسے اوندھا منہ کے بھل گرا دیا (فقرا اور مستحقین کا مال کھا جانے اور بیت المال میں اسراف کرنے سے یہ نوبت ہوگئی۔ اس وقت بھی کسی چیز نے مجھے خوف وخطر میں مبتلا نہیں کیا، مگر یہ کہ لوگ میری طرف بجّوؤں کی طرح یکے بعد دیگرے چلے آتے تھے اور چاروں طرف بیعت کے لئے مجھے گھیر لیا تھا۔ یہاں تک کہ حسنین علیہم السلام اسی کش مکش اور اژدہام میں پامال ہو گئے۔ میری رداکے دونوں گوشے شگافتہ ہوگئے اور بکریوں کے گلّے کی طرح لوگ میرے گرد جمع ہو رہے تھے (ان تمام امور سے مجبور ہوکر) جب میں نے امر خلافت کو قائم کیا تو ایک گروہ ناکثین میں داخل ہوا (مثل طلحہ و زبیر و امثالہم) ایک جماعت خوارج اپنے اقوال سے پھر گئی اور کچھ لوگ (مثل اصحاب معاویہ) فاسق ہوکر اطاعت خداوندی سے باہر ہوگئے گویا انہوں نے خدائے بزرگ و برتر کا یہ کلام سنا ہی نہ تھا کہ تلک الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين (یہ سرائے آخرت ہم نے ان لوگوں کے لئے بنائی ہے جو زمین پر سرداری۔ جاہ طلبی اور فتنہ و فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور عاقبت کی نیکیاں پرہیزگاروں ہی کے لئے ہیں) نہیں قسم خدا کی انہوں نے اس کلام کو سنا تھا۔ یہ الفاظ ان کے دلوں پر نقش تھے۔ مگر شیطان نے دنیا کو طرح طرح کی آرائشوں کے ساتھ ان کی آنکھوں کے سامنے پیش کیا تھا اور اس (زائل ہوجانے والے) جمال پر انہیں فریفتہ کر دیا تھا۔ ہاں آگاہ رہو قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا۔ انسان کو نیستی سے میدان ہستی میں کھڑا کر دیا اگر حاضرین کی کثرت نہ ہوتی۔ ناصرین کا ہجوم قیام حجت کے لئے نہ ہوتا اور مجھے اس عہد و میثاق کا بھی خیال نہ ہوتا جو پروردگار عالم نے علماء سے لے لیا ہے کہ ظالم کو مسکینوں اور غریبوں کے مال کھانے کی اجازت نہ دی جائے اور مظلوم ظالم کے ستم سے بھوکا نہ رہے تو بیشک میں خلافت کی مہار کو اس کے اونٹ کے کوہان پر ڈال دیتا (کہ جہاں چاہے

چلا جاتا ہے) اور آخری حصۂ خلافت کو بھی اس سے پہلے (خالی) پیالے سے سیراب کر دیتا (میں خلافت کو اختیار نہ کرتا۔ اور کبھی اس کے اہل کو آب حیات ابدی سے سیراب نہ کرتا وہ مثل سابق پیاسے ہی رہتے اور العطش العطش کہتے کہتے مرجاتے)۔ یہ دنیا جو تمہیں اس قدر مرغوب ہے جس پر تم یوں جان دیئے دیتے ہو واللہ یہ میرے نزدیک بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے۔

راویان خطبہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت خطبہ کے اس مقام پر پہنچے۔ ایک شخص دوسری ولایت کا رہنے والا تھا، اس نے ایک خط پیش کیا اور آپ اس مکتوب کی طرف متوجہ ہوئے جب اسے پڑھ چکے تو جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا امیرالمومنین کاش آپ اس تقریر کو پھر وہیں سے شروع کریں، جہاں سے چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے ابن عباس یہ ایک شقشقہ تھا جو گلے سے پیہم صدا دے رہا تھا اور اب ساکن و ساکت ہو گیا۔ ابن عباس کا قول ہے کہ کبھی کسی کلام پر مجھے اتنا افسوس و الم نہیں ہوا جتنا اس کلام پر کہ امیرالمومنین نے جس ارادے سے اسے شروع کیا تھا وہ پورا نہ ہوا۔ یعنی بالتمام بیان نہیں کیا۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

ایہا الناس! ہمارے (اہلبیت) کی بدولت ہی تمہیں تاریکی ضلالت سے نکلنے کی توفیق اور سبیل ہدایت نصیب ہوتی ہے اور ہمارے ہی سبب سے ناقۂ بلند کوہان پر سوار ہوئے ہو (آخرت کی بلندی و رفعت ملی ہے بہشت میں درجات عالیہ کے مستحق ہوئے ہو) ہم وہ آفتاب ہدایت ہیں جس کے پرتو سے تمہیں (دین شریعت کی) صبح میسر ہوتی۔ وہ کان بہرے ہو جائیں جو اس آواز کو نہ سنیں اور اس ارشاد کو نہ سمجھیں اور بے شک ان ہدایت آمیز صداؤں کو وہ کیا سن سکتا ہے جس کے کان بہرے ہیں جو دیدہ و دانستہ بہرا بنا ہوا ہے اسے زبردست سے زبردست آواز بھی ہشیار نہیں کر سکتی (خفی سے خفی اور سخت سے سخت دونوں آوازیں اس کے نزدیک یکساں ہیں) ان قلوب کو اطمینان اور قرار نصیب ہو جنہیں خوف خدا سے ایک اضطراب اور خفقان لاحق رہتا ہے۔ میں تمہارے غدر اور بے وفائی کے انجام کا منتظر رہتا ہوں اور دنیوی آرائشوں کے فریب میں آجانے (والو میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں مجھے تمہاری ہدایت کے لئے دین کے پیراہن اور تقوے کے لباس نے ڈھانک لیا ہے اور اپنے صدق نیت کے سبب سے مجھے دیدۂ حق بیں عنایت ہوئے ہیں جن کے سبب سے میں تمہارا نگران اور نگہبان ہوں میں نے تم کو ضلالت اور گمراہی کے میدانوں سے نکال کر سیدھے رستہ پر کھڑا کر دیا

ہے۔ تم اس مقام پر مجتمع اور ملاقی تھے جہاں کوئی رہبر اور ہادی موجود نہ تھا۔ تم کنواں کھودتے تھے مگر پانی چکھنا نصیب نہ ہوتا تھا۔ آج میں بے زبان صاحب بیان کے حالات وصفات تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں اپنے صفات پسندیدہ و ملکات قدسیہ کا اظہار کرتا ہوں اگرچہ وہ محتاج شرح نہیں مگر تمہاری زیادتی ہدایت اور تمہارے اطمینان کے لئے بطور وعظ کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ اس شخص کی رائے اور تدبیر دور ہو جو مجھ سے تخلف کرتا ہے۔ میری اطاعت سے انکار کرتا ہے۔ ایہا السامعین! حاشا و کلا جب سے مجھے راہ حق دکھائی گئی میں نے کبھی اس[1] میں شک اور تردد نہیں کیا اور گمراہوں کی دولت اور جاہلوں کے غلبہ سے کبھی حضرت موسیٰؑ کے دل میں کسی قسم کا خوف جانشین نہیں ہوا۔ قرآن شریف میں جو یہ قصہ مذکور ہے اور جناب کلیم کا یہ قول درج ہے قال ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغےٰ الخ ان دونوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر غالب نہ آجائے اور بغاوت پر آمادہ نہ ہو اس وقت ارشاد باری ہوا تم خوف نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ سنتا ہوں۔ دیکھتا ہوں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ حضرت موسیٰؑ واقعی ڈر گئے تھے۔ بلکہ ان کے خوف کی یہ وجہ تھی کہ مبادا یہ ہمارے تابعین ان ساحروں کے سحر کو دیکھ کر فریب کھا جائیں۔ اور دائرہ حق سے باہر ہوں۔ چنانچہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنی ذات اقدس کو حضرت موسیٰؑ سے تشبیہ دی ہے اور یہ پوری پوری تشبیہ ہے۔ منشاء حضرت کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی طرح میں بذات خود دشمنوں سے نہیں ڈرتا۔ ہاں ان بندگان خدا کی گمراہی کا خوف ہے کہ یہ غریب کہیں ان کے دھوکوں میں آکر دنیا و دین سے نہ جاتے رہیں۔ آج کے دن ہم اور ہمارے مخالف راہ حق و باطل پر کھڑے ہوتے ہیں اور جس شخص کو ایک بحر مواج کی موجودگی کا یقین ہے وہ کبھی پیاسا نہیں رہ سکتا۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

جس وقت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا اور جناب عباس رضی اللہ عنہ اور ابو سفیان بن حرب نے حضرت کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ خلافت کے واسطے بیعت لیجئے اس وقت آپ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایہا الناس! (دریائے) فتنہ و فساد کی ٹریہتی

---

[1] ایک اور صاحب بھی مسلمانوں کے خلیفہ تھے جنہوں نے صلح حدیبیہ کے دن فرمادیا تھا کہ جیسا آج کے دن مجھے نبوت میں شک ہوا ہے ایسا کبھی ہوا ہی نہ تھا۔ گویا شک تو اکثر واقع ہوتا تھا مگر آج کا شک کچھ بڑھا ہوا تھا۔ کیا کہنے ہیں خلیفہ صاحب اس صدق یقین کے۔

ہوتی) لہروں کو نجات کی کشتی سے شگافتہ اور دور ہٹا کر دو (مثل اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح کی طرف اشارہ ہے یعنی ہمارے ساتھ ہو جاؤ رستگاری پاؤ گے) منافرت اور نقصان کے رستوں سے الگ ہو جاؤ۔ مفاخرت اور بزرگی کے تاجوں کو زمین پر پٹک دو جو شخص اپنے پر پرواز کے ذریعہ سے بلندی پر اڑا یا سلامتی کا طلب گار ہوا وہ فلاح یافتہ ہے اور اسے راحت و آرام حاصل ہے (مطلب یہ کہ لڑائی اور جنگ قوت اعوان و انصار پر منحصر ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اعوان و انصار کی امداد کے بغیر لڑائی پر آمادہ ہونا) ایک بدبودار پانی ہے۔ اور ایک ایسا لقمہ ہے جو کھانے والے کے گلے میں اٹک رہتا ہے (یعنی اس وقت کہ اعوان و انصار میرے پاس نہیں پھر کیونکر اپنے حق کو طلب کر سکتا ہوں اور لڑائی کا جھنڈا کیونکر بلند ہو سکتا ہے۔ اسی کی تائید میں پھر ارشاد ہوا ہے) بے وقت کے میوے چننے والے کی مثال اس کھیتی کی سی ہے جو زمین شور میں بوئی جاتی ہو (عجب تماشا ہے) اگر میں اپنا حق طلب کرتا ہوں تو (حاسدین) یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص ملک و مال پر کتنا حریص ہے اور اگر خموشی اختیار کرتا ہوں تو سرگوشیاں ہوتی ہیں کہ موت سے ڈر گیا۔ آہ۔ یہ آخری تہمت (موت سے ڈرنا) اس پہلی تہمت (حریص مال و جاہ) سے بہت بزرگ ہے۔ قسم خدا کی ابوطالب کا بیٹا تو موت سے ویسا ہی مانوس ہے جیسا کہ ایک طفل شیرخوار پستان مادر سے۔ یاد رکھو مجھ میں وہ گوہر نایاب چھپے ہوئے ہیں یعنی ان علوم مکنونہ کا خزانہ ہوں کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دیئے جائیں تو تم اس طرح مضطرب اور بیتاب ہو جاؤ گے جیسے گہرے اور عمیق کنوئیں میں ڈول کی رسی مضطرب اور بے قرار ہوا کرتی ہے (بے شک در مدینۂ علم کی یہی شان ہوتی ہے)

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

یہ خطبہ آپ نے اس وقت ارشاد فرمایا ہے کہ جب طلحہ و زبیر کی بغاوت کی خبر پہنچی اور بعضوں نے کہا کہ آپ ان کے مقابلہ پر تلوار نہ اٹھائیں۔

قسم خدا کی میں وہ گفتار نہیں ہوں جو دیر تک صیاد کے آہستہ آہستہ زمین پر لکڑی مارنے سے سو جاتا ہے (فریب میں آجاتا ہے) یہاں تک کہ اس کا طالب اس تک پہنچ جاتا ہے اور اس کا منتظر اسے دھوکہ دے دیتا ہے (یہ ایک عرب میں ضرب المثل ہے واللہ لا اکون مثل الضبع تسمع اللدم حتی تخرج ولصادہا میں وہ گفتار نہیں ہوں جو کسی چیز کے زمین پر گرنے کی آواز سنکر باہر نکل آتا ہے اور شکار ہو جاتا ہے مشہور یہ ہے کہ صیاد اس جانور کی گرفتاری کے لئے یہ حیلہ کرتے ہیں کہ اس کے سوراخ کے قریب جا کر زمین پر لکڑی یا اور کوئی چیز آہستہ آہستہ مارتے ہیں۔ یہ جانور دھوکے سے یہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ میرا شکار ہے۔ فوراً باہر آتا ہے اور دام صیاد میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ حضرتؑ نے اسی ضرب المثل

کو اپنے ہاشمی اور فصیح و بلیغ لہجہ میں بیان کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس جہاد میں کبھی یہ تعجیل درست نہیں۔ بالکل کفتار اور صیاد کی مثل ہو جائے گی میں ان کے فریب میں نہیں آسکتا (اگر یہ کشتن روز اول مشہور ہے) ہاں بے شک میں جب تک زندہ ہوں اور حیات مستعار باقی ہے حق پسند اور کلام حق کو سننے والے کے ساتھ ہو کر اس شخص پر تلوار کھینچوں گا جو حق سے پھر گیا ہے۔ جو سرکش ہے اور کلام خدا اور رسولؐ میں شک لانے والا ہے۔ قسم خدا کی جب سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ نے انتقال فرمایا ہے اس وقت سے آج کے دن تک میں اپنے حق سے محروم کیا گیا ہوں۔ اور مجھ پر غیروں کو تفضیل اور فضیلت دی گئی ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

لوگ شیطان کا اتباع کرتے ہیں اور اسی کو اپنے کام اور امر کے لئے پیشوا قرار دے لیا ہے شیطان نے بھی اچھی طرح انہیں شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔ ضلالت کا تخم ان کے کشت سینہ میں بو دیا اور اب اس سے ہوا و ہوس کے چوزے پر و بال نکال رہے ہیں۔ وہی شیطان جہاں جائیں ان کے ساتھ ہے اور ان کی آغوش سے ایسا وابستہ ہو گیا ہے کہ جدائی نظر ہی نہیں آتی۔ وہی شیطان ان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور انہیں کی زبانوں سے کلام کرتا ہے اور ان کو لغزشوں کے گھوڑے پر سوار کر رکھا ہے فتنہ و فساد۔ دروغ و کذب ان کے لئے مزین کر دیتے ہیں۔ اور یہ پیروی شیطان اس شخص کا فعل ہے جس کی سلطنت میں شیطان شریک ہو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ میں حسب مقتضائے مقام زبیر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

وہ (زبیر) خیال کرتا ہے اس کا گمان ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے بیعت کی ہے اور دل سے بیعت نہیں کی (ظاہر داری کی یا برائے نام بیعت ہے جب جی چاہا توڑ ڈالی) پس بالتحقیق اس نے بیعت کا اقرار کرتے ہوئے ایک امر پوشیدہ کا دعویٰ کیا ہے۔ اب اسے لازم ہے کہ اس امر پوشیدہ کو بیان کرے (جس نے اُسے دلی اور قلبی بیعت سے باز رکھا) تاکہ دیکھنے والے دیکھ لیں اور پرکھنے والے پرکھ لیں ورنہ اُسے فوراً اسی احاطہ میں داخل ہونا چاہیئے جہاں سے خروج کیا ہے (ان کلمات سے غالباً حضرت کی منشا یہ ہے کہ وہ اب بھی اپنی حرکت پر پشیمان ہو اپنے جرم سے توبہ کرے اپنے کردار کی معافی کا خواستگار ہو)

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

یہ چند فقرے جنگ جمل والوں کی بزدلی اور اپنی شجاعت وصولت کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں اور وہ رعد کی طرح گرج رہے تھے۔ بجلیوں کی طرح چمک رہے تھے (لڑائی سے پہلے یہ ساری شورشیں تھیں۔ چاروں طرف سے جدال وقتال کی ہی آوازیں آتی تھیں) مگر باوجود ان دونوں باتوں کے انجام کار ان سے ایسی بزدلی ظاہر ہوئی جس پر سخت تعجب ہوتا ہے اور ہماری یہ حالت ہے کہ ہم تو جب تک میدان جنگ کو آراستہ نہ کرلیں اور جب تک (دشمنوں پر) تیروں اور تلواروں کی بارش نہ کرلیں نہ تو شور مچاتے ہیں نہ سیلاب کی طرح لشکروں پر ہجوم کرتے ہیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

آگاہ ہو جاؤ اور خبردار ہو جاؤ کہ شیطان کا لشکر جمع ہو چکا ہے۔ اس کے سوار اور پیادے ایک مقام پر کھنچے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ اور تم یاد رکھو کہ (امور دینی و دنیوی میں) میری بینائی (میرا علم) میرے ہی ساتھ ہے۔ میں امر حق سے غافل نہیں ہوں کیونکہ امیر المومنین اعلیٰ علیین اور دنیا ئے علم کا ساکن ہے اور علم کی حقیقت جہل کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی) میں نے لباس جہل کو زیب تن نہیں کیا ہے اور نہ کسی کو قدرت ہے کہ جو کسی امر شیطانی کو مجھ پر مشتبہ کر سکے۔

قسم خدا کی میں ان کے لئے ایک عظیم الشان حوض کو پر کردوں گا اور میں ہی اس کا ساقی ہوں گا (غالباً یہ کلام تہدید آمیز معاویہ والوں کی شان میں ہے کہ اگر تم اپنے کردار سے باز نہ آؤ گے تو لشکرگاہوں کے حوض عظیم الشان فوجوں کی سیل سے بھر جائیں گے اور میں اس وقت ساقی یعنی حاکم ہوں گا مطلب یہ کہ خود بنفس نفیس تم سے مقابلہ اور جنگ کروں گا) اور وہ ایسا حوض ہوگا کہ نہ تو اس سے منہ پھرا سکیں گے (جائیں گے کہاں چاروں طرف لشکر ہی لشکر ہے) نہ اس کی طرف پلٹنے (حملہ کرنے) کی تاب ہوگی۔

کلام جناب امیر علیہ السّلام

جنگ جمل میں جب حضرت محمد ابن حنفیہ[ا] علم لشکر عطا کیا ہے۔ اس وقت لڑائی پر ترغیب دے

ا حنفیہ آپ کی مادر گرامی کا لقب ہے اس بی بی کا نام خولہ ہے اور عبداللہ قیس کی دختر ہے حنفیہ اس قبیلہ کے بزرگ کا لقب تھا اور اسی سے یہ ذی مرتبت بی بی منسوب ہے یہ بی بی عہد خلافت اول میں اسیر ہو کر آئی جناب امیرؑ نے انہے خرید لیا اس کے قبیلہ والوں نے جب یہ سُنا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر نجابت اور بزرگی کو ظاہر کیا۔ حضرت نے ان کی وقت آزادی کا پروانہ عطا کیا اور نکاح کر لیا جناب محمدؓ اسی بی بی کے بطن سے ہیں ۱۲۰

تحریص دینے کے لئے یہ کلمات فرمائے۔

بیٹا! پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔ سر بفلک چوٹیاں سرک جائیں۔ مگر تو اپنے مقام سے نہ ہٹنا۔ اپنے دانتوں کو ایک دوسرے سے پیوستہ کر کے بتیسی خوب مضبوط بند کرلے اپنے کاسۂ سر کو عاریۃً خدا کے حوالے کر دیعنی تمام وہ فکریں جو کاسۂ سر میں گشت کیا کرتی ہیں انھیں امر جہاد کی تدبیر میں صرف کر یا یہ کہ اپنے سر کو مابین جہاد خدا کی راہ میں دیدے کہ اس کے بدلے خداوند عالم دنیاو آخرت کی زندگی عطا فرماتا ہے) اپنے قدموں کو (لوہے کی سلاخوں کی طرح) زمین میں گاڑدے۔ اس قوم (مخالف کے منتہیٰ پر نظر کر (کہ کیا کثرت و غلبہ ہے اور تو کس حالت میں گرفتار ہے) اپنی آنکھوں کو (حیات دنیوی کی طرف سے بند کرلے) بیشک فتح و فیروزی و نصرت خداوند تعالےٰ کی جانب سے ہے۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

جب بعنایات ایزدی جمل والوں پر فتح کامل پائی تو اصحاب حضرت میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت کیا اچھا ہوتا میرا فلاں بھائی زندہ ہوتا اور دیکھتا کہ پروردگار عالم نے آپ کو دشمنوں پر کیسی نصرت اور فتح عنایت فرمائی ہے اس وقت حضرت نے فرمایا اے شخص کیا تیرا بھائی ہمارے ساتھ رہنے کی خواہش رکھتا تھا؟ عرض کیا بیشک۔ تب حضرت نے ارشاد کیا "ہمارے لشکر میں اس وقت وہ لوگ موجود تھے جو ابھی مردوں کی صلب اور عورتوں کے رحم میں ہیں (یعنی پیدا بھی نہیں ہوئے جب یہ لوگ موجود تھے پھر تیرا بھائی جو اسی آرزو میں جان بحق ہوا ہے ضرور شامل لشکر تھا) عنقریب ان کے خوف سے معاندین زمانہ کی نکسیر پھوٹے گی اور ایمان ان کے سبب سے قوت و شوکت حاصل کرے گا۔

کلام جناب امیر علیہ السّلام

یہ الفاظ حضرت نے بصرہ اور اہالیان بصرہ کی مذمت میں فرمائے ہیں۔ تم لوگ ایک عورت (عائشہ) کی سپاہ اور چوپائے (وہ اونٹ جس پر عائشہ سوار تھی) کی پیروی کرنے والے تھے۔ جب اس شتر نے آواز دی گرداگرد جمع ہو گئے، اور جب اس کے پاؤں قطع ہو گئے بھاگ نکلے۔ دنایت اور رذالت یہ تو تمہارے اخلاق ہیں اور بدعہدی۔ بے وفائی تمہارا عہد ہے۔ نفاق تمہارا دین و مذہب ہے۔ اور آب شور و تلخ سے تمہاری مٹی کا خمیر کیا گیا ہے۔ جو شخص تمہارے پاس مقیم ہو۔ تمہارے شہر میں رہے بس وہ گناہ کے لئے رہن ہو گیا۔ وقف ہو گیا اگر گناہ نہ کرے جان سے جائے۔ بے جرمی تمہارے ہاں سخت گناہ ہے اور جو شخص تمہاری مفارقت گوارا کرے۔ تمہارے درمیان سے چلا جائے

بیشک اس پر پروردگار کی بے شمار رحمتیں نازل ہوئی ہیں۔ گویا تمہاری یہ مسجد میرے نئے سینۂ کشتی کی مانند ہے جس پر اوپر سے بھی عذاب نازل ہو رہا ہے اور نیچے سے بھی۔ اور جو لوگ اس میں بیٹھے ہیں وہ غرق ہو رہے ہیں۔

دوسری روایت میں ہے قسم خدا کی تمہارا یہ شہر غرق ہو جائے گا اور میں اس شہر کی مسجد کی طرف نظر کرتا ہوں تو وہ سینۂ کشتی کی مانند پانی میں نظر آتی ہے یا شتر مرغ ہے جو پانی میں سویا ہوا ہے۔

دوسری روایت میں ہے یہ مسجد سینۂ شتر مرغ کی مانند ہے جو دریا میں ڈوبا ہوا ہو۔

کلام جناب امیر علیہ السّلام

یہ کلام بھی مثل سابق بصرے والوں کے حق میں فرمایا ہے تمہاری زمین آب تلخ و شور سے نزدیک اور آب شیریں سے بہت دور ہے تمہاری عقلیں خفیف اور سبک ہو گئی ہیں اور تمہاری دانائیاں سفاہتوں اور نادانیوں سے بدل گئی ہیں۔ اب تم تیر حوادث کا نشانہ بن رہے ہو تم کھانے والے کے لیے لقمۂ تر ہو اور شیران حملہ آور کے شکار ہو۔

کلام جناب امیر علیہ السّلام

بیت المال کے متعلق قطعات آراضی جو عثمان نے اپنے سگوں کے حوالے کر دیئے تھے انہیں مسلمانوں کو عطا فرماتے وقت حضرت نے یہ کلام ارشاد فرمایا ہے۔ قسم خدا کی اگر میں اس مال کو پاؤں جس کے سبب سے عورتوں سے نکاح کیا گیا ہے اور لونڈیاں اس سے خریدی گئی ہیں تو بیشک میں اسے مسلمانوں کو واپس کر دوں گا۔ اگرچہ وہ عورتوں کا مہر اور لونڈیوں کی قیمت ہو گیا ہے۔ مگر میں اسے ضرور مستحقین کو لوٹا دوں گا) کیونکہ عدل میں بہت بڑی وسعت ہے اور جس شخص کے لیے عرصۂ عدل تنگ ہے اس کے لیے عرصۂ ظلم و جور تنگ تر ہو گا۔ جو شخص عدل کی وجہ سے تنگ اور پریشان ہوتا ہے وہ ظالم کے ظلم سے اور زیادہ پریشان اور دل تنگ ہو گا۔

جب مدینہ میں لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اس وقت آپ نے فرمایا جو کچھ میں کہتا ہوں اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے۔ میں اپنے قول کا پابند ہوں اور اپنے عہد و پیمان کے پورا کرنے کے لئے ضامن اور کفیل ہوں جس کے سامنے عقوبات دنیا کے عبرتناک نظارے موجود ہیں وہ کبھی شبہہ اور تلبیس میں گرفتار ہو کر اپنے نفس کو ہلاک نہیں کر سکتا۔ خبردار ہو جاؤ تمہارے لئے وہی بلائیں اور وہی امتحان موجود ہیں جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت موجود تھے (زمانۂ بعثت میں بلائے جاہلیت دامنگیر تھی۔ اور حضرت کی وفات کے وقت بھی لوگ جاہلیت کی طرف عود کر گئے یہاں تک کہ جناب امیر المومنینؑ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ یہ کلام

بلاغت نظام حدیث شریف من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ الخ کی طرف پورا پورا اشارہ کر رہا ہے) اُسی ذات واجب الوجود کی قسم ہے جس نے سچائی اور راستی کے ساتھ اس پیغمبر کو مبعوث کیا تم نہایت ہی سخت وساوس اور اضطراب میں گرفتار ہو تمہیں بہت ہی درشت طریقہ سے امتحان کی چھلنی میں چھانا جائے گا تم ایک دوسرے سے ایسے آمیختہ کر دیئے جاؤ گے جیسے دیگ میں آمیزش ہوتی ہے یہاں تک کہ باغوائے شیاطین تمہارے ماتحت اور ذلیل تمہارے افسر و سردار ہو جائیں گے اور تمہارے سرداروں کو پستی اور تنزلی کا خلعت نصیب ہوگا۔ وہ لوگ خلق خدا کی پیش روی اور حکومت کے طلب گار ہیں جو (رسول اللہ کے نزدیک) بالکل بے قدر اور کم منزلت تھے اور جن لوگوں کی رسول کے نزدیک قدر و منزلت تھی سابق الاسلام تھے۔ بلند مرتبہ تھے۔ وہ بے قدریوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے جاتے ہیں۔ قسم خدا کی میں نے کبھی کسی امر حق کو نہیں چھپایا۔ اور کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولا (جو کچھ اوپر بیان ہوا وہ بالکل ایک امر واقعی ہے) قسم خدا کی مجھے اس مقام (خلافت) کی خبر دی گئی تھی مجھے یہ دن بھی (جس میں میرا حق مجھے ملا ہے) معلوم تھا۔ آگاہ ہو جاؤ خطائیں اور گناہگاریاں۔ وہ شریر کوتل اور سواری نہ دیئے ہوئے گھوڑے ہیں کہ جو ان پر سوار ہوا جس شخص نے ان کی لگام تھامی اُسے آتش جہنم میں گرا دیا۔ آگاہ ہو جاؤ بے شک تقویٰ اور پرہیزگاریاں نہایت ہی سبک خرام اور اصیل ناقے ہیں جن میں اہلیت ہیں وہ ان پر سوار ہوتے ہیں ان کی مہاریں تھامتے ہیں اور وہ اپنے سواروں کو بہشت میں پہنچا دیتے ہیں۔ موجودات میں حق مطلق اور باطل محض موجود ہے اور ہر ایک شخص کو ان دونوں میں سے وہی نصیب ہوتا ہے جو جس کا اہل ہے۔ اور حق مطلق یعنی خیر مطلق وہ خداوند عالم ہے اور باطل مطلق یعنی شر مطلق وہ شیطان لعین ہے لہذا صاحبان خیر اہل اللہ ہوتے ہیں اور اہل شر و شریر سب کے سب اولیان شیطان) اگر باطل اور اہل باطل زیادہ ہو جائیں تو یہ تو ہمیشہ سے ہی ہوتی آئی ہے۔ زمانے والے انہیں خوب جانتے ہیں۔ اور اگر حق اور اہل حق قلیل ہوں تو اُن کی شناسائی بھی مشکل ہے۔ اور ایسا بہت کم ہوا ہے کہ جس چیز نے حق کی طرف سے پشت پھرائی ہو پھر اس نے حق کو قبول کیا ہو۔

اور اسی خطبہ میں ہے جس شخص کی نگاہوں میں بہشت کے جلوے اور دوزخ کے آتش خیز منظر موجود ہوں وہ گناہوں سے بہت دور ہے۔ حق کی طرف نہایت عجلت کے ساتھ سعی کرنے والا بیشک رستگار ہے وہ منزل مقصود تک پہنچ چکا ہے اور وہ شخص جو حق کا شائق تو ہے مگر ذرا سست قدم ہے اس کے لئے بھی نجات کی امید ہے اور آخر وقت تک منزل پر پہنچ جائے گا اور جو شخص بالکل ہی مقصر اور کوتاہ ہمت ہے طلب حق کا شائق ہی نہیں اس کے لئے کوشش ہی نہیں کرتا اس کا مسکن بیشک ہلاکت کی آگ ہے اور اسی میں جلتا رہے گا۔ یاد رکھو دائیں بائیں جنوب و شمال ضلالت

اور کفر کی راہیں کھلی ہوئی ہیں۔ اور درمیانی رستہ جو ہے وہی صراط مستقیم ہے۔ اسی رستہ پر نبوت کے آثار باقی ہیں اور اسی پر رسولؐ خدا کی کتاب ہے اسی رستہ سے سنّت و طریقۂ نافذہ رسول کا پتہ چلتا ہے اور انجام کار دنیا و آخرت کا یہی مرجع ہے مدعی حق جس میں اس کی بو بھی نہیں ہے ہلاک ہونیوالا ہے اور مفتری کذّاب جو حقیقت کا دعوےٰ کرتا ہے بالکل نقصان رسیدہ اور زیاں کار ہے جو شخص حق کی طرف اپنی توجہ کا اظہار کرے وہ جہال مردم کے نزدیک ہلاک ہونے والا ہے (یعنی جاہل اس کی حق طلبی کو اس کی ہلاکت تصوّر کریں گے کیونکہ وہ حق کو ہی نہیں پہچانتے پھر طالب حق کو کس طرح پہچان سکتے ہیں) اور انسان کی جہالت اور نادانی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی قدر و منزلت کو نہ پہچانے (کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو ہی نہیں پہچانتا کہ میں حق پر ہوں یا باطل پر وہ اپنے غیر کی قدر کیوں کر جان سکتا ہے اپنی قدر و منزلت کا فراموش کرنے والا غیر کی عزت و مرتبہ و قدر سے بھی جاہل رہے گا لہذا اپنی قدر و منزلت سے جاہل رہنا ہی جہل مطلق کے لئے کافی ہے) کسی اصل کی اصل جو تقویٰ و پرہیزگاری پر ہو کبھی برباد اور ہلاک نہیں ہو سکتی اور جس قوم کی کھیتیاں زمین زہد و تقویٰ پر لہرا رہی ہوں ہمیشہ شاداب رہیں گی۔ اور کبھی قحط آب کی شدت سے مرجھانے نہ پائیں گی۔ تم اپنے گھروں میں چھپے ہوئے ہو اور اپنے درمیانی فتنہ و فساد کی اصلاح کے لئے چلے آرہے ہو۔ اپنے فساد دلی کی اصلاح کرو اور فتنہ و فساد خارجی پیدا نہ کرو اور توجہ تمہارا تعاقب کر رہی ہے تم جب چاہو اس کی طرف رجوع کر سکتے ہو) کسی حمد اور شکر کرنے والے کو کسی نعمت کے حاصل ہونے پر سوائے پروردگار عالم کے دوسرے کی شکر گذاری نہیں کرنی چاہیے (کیونکہ تمام نعمتیں اسی سے ہیں اور وہی مسبب الاسباب ہے لہذا حمد اور شکر اسی کی ذات سے مختص ہے) اور کسی ملامت کرنے والے کو زیبا نہیں کہ وہ اپنے نفس کو چھوڑ کر دوسرے کو ملامت کرے۔ قول پروردگار عالم ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک مشہور ہے۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

یہ کلام اس شخص کے بارے میں ارشاد ہوا ہے جو کلام خدا کو لوگوں میں پھیلانے کے لئے آمادہ ہو اور اس کی قابلیت و اہلیت نہ رکھتا ہو۔ پروردگار اپنی مخلوق میں دو شخصوں پر سخت غضب ناک ہے اول تو وہ شخص کہ جسے پروردگار عالم نے اس کے حال پر چھوڑ دیا ہے۔ شیطان میں اور اس میں کوئی مانع باقی نہیں رہا۔ وہ میانہ روی سے دور ہے۔ وہ کلام بدعت آمیز کا دیوانہ اور مجنون ہے۔ ضلالت اور گمراہی کو طلب کرتا ہے۔ بے دینی کا عاشق ہے۔ وہ ہر ایک اس شخص کے لئے

فتنہ و فساد ہے جو اس کی باتوں پر مفتون ہو کر اس کا مرید ہو جائے وہ سبیل ہدایت و عدل اور راہ راست سے گمراہ ہے جو اس کے پہلے موجود تھی وہ ہر ایک اس شخص کو جو اس کی زندگی میں یا مرنے کے بعد اس کی اقتدا کرے گمراہ کرنے والا ہے، وہ دوسروں کی خطاؤں اور گنہگاریوں کا بھی حمال اور بوجھ اٹھانے والا ہے (کیونکہ یہی تو اس کی معصیتوں کا سبب ہوا ہے) عصیان اور خطا کے ہاتھ بکا ہوا ہے اثم و عدوان کی دکان میں رہن رکھا ہوا ہے (گناہ کرنا اس کے لئے لازمی بات ہے) اور دوسرا وہ شخص ہے جس نے جہالت اور نادانی کو اپنے لئے جمع کر لیا وہ اپنی قوم کے جہال میں ایک موضع ہے (ساری قوم کی جہالتیں اسی کے ہاں نشو و نما پاتی ہیں) فتنہ و جہالت کی تاریکیوں میں غافل ہے صلح اور صفائی کرنے کی منفعتیں اور مصلحتیں اور ان کی روشنیاں اسے بالکل نظر نہیں آتیں وہ بالکل اندھا ہے اُسی کے ہمصفیر اور اُسی جیسے لوگ اسے عالم و دانا کہتے ہیں حالانکہ یہ صفات اس میں موجود نہیں یہاں تک کہ وہ آب متعفن و گندہ سے سیراب ہوا اس نے بہت سی فضول باتوں اور بیہودگیوں کو جمع کر لیا۔ لوگوں کے درمیان (مسند حکمرانی پر) قاضی و ضامن بن کر حکمرانی کرنے کے لئے اور اس امر کو خالص کرنے کے لئے جو اس کے غیر پر مشتبہ تھا بیٹھ گیا۔ اب اگر ایسا امر مبہم پیش ہوا جس کا اسے بالکل علم نہیں تو اس میں اپنی رائے دوڑانے لگا۔ قیاس کو دخل دینے لگا۔ اور پھر اپنے وہم و گمان کی ہی بنا پر اس پر حکم بھی صادر کر دیا۔ حالانکہ اس کے یہ شبہے اور گمان و وہم مکڑی کے جالے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ اسے تو یہی معلوم نہیں کہ میرا یہ حکم خطا ہے یا صواب (اللہ رے جہالت) اگر بر سر صواب ہے تو خوف کر رہا ہے کہ کہیں میں بر سر خطا نہ ہوں۔ اور اگر خطا کی ہے تو صواب کی امید رکھتا ہے یہ شخص بالکل جاہل ہے اور اپنی جہالتوں میں بالکل مخبوط الحواس ہے۔ رات اور رات کی تاریکیوں میں گرفتار ہے۔ محض اندھا ہے اس نے کبھی دندان جزم کو علم کے لئے نہیں کھولا سوائے وہم و گمان کے کسی مسئلہ میں علم یقینی حاصل نہیں کیا۔ اس نے علم کے بکھیڑوں کو پراگندہ کر دیا۔ جیسے ہوا خشک اور سوکھی ہوئی گھانس کو تنکا تنکا کر دیتی ہے قسم خدا کی اسے طاقت و قدرت نہیں کہ جو مسئلہ اس کے روبرو پیش کیا جائے اس پر حکم صادر کر سکے۔ اور جس مسئلہ پر انکار کر دیا بس پھر اس کی تصدیق و صداقت کا خیال بھی نہیں کرتا۔ جہل مرکب اسی کو کہتے ہیں اور اس طریقہ کے سوا جس سے اُسے علم حاصل ہوا ہے اپنے غیر کے لئے کوئی رستہ ہی نہیں سمجھتا اس کا خیال ہے کہ اس طریقہ سے کوئی اور طریقہ افضل و اعلیٰ نہیں ہو سکتا یا یہ کہ جو کچھ میں نے سمجھا ہے دوسرا اسے نہیں پہنچ سکتا۔ اب اگر کوئی مشکل امر اس کے سامنے پیش ہو تو اس کے علم کو پوشیدہ کرنے کا حکم ہوتا ہے محض جہالت اور نادانی کی وجہ سے اس کے علم کے فائدہ کو چھپاتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ اس کے جاننے سے کوئی فائدہ نہیں) اس کے اس ظالمانہ حکم سے

بہت خون ناحق فریاد کررہے ہیں (کہ ہم بے گناہ قتل ہوئے) اور بہت غیر مستحقین کو پہنچ جانے والی میراثیں آواز بلند کررہی ہیں (کہ ہمیں بالکل ناحق طریقہ سے تقسیم کیا گیا ہے) یہ ہیں ان دونو شخصوں کی صفات جو بدترین مخلوق (اور مغضوب پروردگار ہیں)

میں پروردگار عالم سے ان مجمعوں کی شکایت کرتا ہوں جو جہالت اور نادانی کی زندگی بسر کرکے گمراہی اور ضلالت کی حالت میں مرجاتے ہیں۔ ان لوگوں میں اس سے زیادہ کوئی امر ناروا تر نہیں ہے کہ کلام اللہ کی کماحقہ تلاوت اور تفسیر کی جائے۔ کسی جنس کی خریداری اس سے زیادہ تر نہیں کہ کلام خدا کی تحریف کی جائے۔ کوئی شے اس سے زیادہ بیش بہا نہیں سمجھی جاتی کہ کلام خدا کے مقامات کو تبدیل کردیا جائے اور کوئی رسم اس سے زیادہ رائج نہیں کہ کلام خدا کی اپنی ہوا و ہوس کے مطابق تفسیر کی جائے۔ ان لوگوں کے نزدیک نیکی اور احسان سے زیادہ کوئی امر ناشائستہ نہیں اور نہ قبیح و برائی سے زیادہ کوئی امر مستحسن سمجھا جاتا ہے

کلام جناب امیر علیہ السلام

یہ کلام بلاغت نظام ان عالموں کی مذمت میں ارشاد فرمایا ہے جو فتوے دینے میں اختلاف کرتے ہیں۔ جب کسی قاضی اور مفتی کے سامنے کوئی قضیہ حکم حاصل کرنے کے لئے پیش ہوتا ہے تو وہ اپنی رائے اور قیاس سے حکم لگاتا ہے۔ پھر بعینہ وہی قضیہ دوسرے کے سامنے بیان ہوتا ہے اب یہ شخص اس پہلے کے قول سے بالکل خلاف حکم دیتا ہے پھر یہ سب قاضی اور مفتی مل جل کر اپنے امام کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے انہیں قاضی اور حاکم مقرر کیا ہے اب وہ ہر ایک رائے کے صواب اور درست ہونے کی نسبت حکم لگاتا ہے۔ حالانکہ ان کا خدا ایک ہے۔ نبی ایک ہے۔ کتاب ایک ہے۔ کیا خداوند عالم نے انہیں اختلاف کا حکم دیا ہے جو یہ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ یا اس عالم و دانا نے انہیں (اختلاف سے) منع نہیں کیا جو یہ اس کی نافرمانی کرتے ہیں۔ کیا خداوند عالم نے دین (اسلام) کو ناقص طریقہ سے نازل کیا اور اس کے اتمام کے لئے ان سے مدد طلب کی اور استعانت چاہی۔ کیا یہ بزرگ کے شریک ہیں اور ان پر فرض ہے کہ یہ کہیں اور اس پر واجب و لازم ہے کہ وہ ان کے قول پر راضی ہوجائے ہا کیا ایسا تو نہیں کہ پروردگار عالم نے (دین اسلام) کو تمام و کمال طریقہ سے نازل کیا مگر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تبلیغ اور (ادام رسالت) با حسن الوجوہ ادا کرنے سے قاصر رہے۔ قسم خدا کی پروردگار عالم فرماتا ہے

لے اس خطبہ کے پڑھنے کے بعد پھر اس زمانہ پر نظر دوڑایئے جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقال فرماچکے تھے منا امیر و منکم امیر کی صدائیں بلند تھیں ہوا و ہوس کے دریا چڑھے ہوئے تھے۔ اور پھر دیکھئے کہ ان کوششوں کے بعد جو حضرات حاکم اور والی امر قرار پائے ان میں کون کون سے بزرگواران صفات سے متصف ہیں جو اس خطبہ میں مذکور ہیں۔ تاریخ سے سب کچھ پتہ چل سکتا ہے و العاقل تکفیہ الاشارۃ ۱۲

مَا فرطنافی الکتاب من شیٔ و تبیان لکل شیٔ وذکران الکتاب یصدق بعضہ بعضا و انہ لا اختلاف فیہ فقال سبحانہ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدو افیہ اختلافا کثیرا ہم نے کتاب (قرآن مجید) میں تفریط نہیں کی اور کسی چیز کو باقی نہیں چھوڑا اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے اور پھر اسی کتاب کی مدح میں فرماتا ہے بالتحقیق اس کی بعض (آیات) بعض کی تصدیق کرتی ہیں اور بے شک اس میں اختلاف نہیں ہے پھر اسی کتاب کے بارے میں ارشاد ہوا ہے اگر یہ کتاب کسی غیر خدا کی طرف سے (نازل) ہوتی تو البتہ اس میں اختلاف کثیر تمہیں نظر آتے۔ بیشک یہ کتاب خدا ظاہر میں نہایت خوب اور خوش آیند ہے اور اس کا باطن نہایت عمیق اور گہرا ہے (اس میں بڑے بڑے گوہر شہوار چھپے ہوئے ہیں جنہیں سوائے غواص چابک دست کے دوسرا حاصل نہیں کر سکتا) اس کے عجائب و غرائب نہ فنا ہوتے ہیں نہ ناقص اور تاریکیوں کے پردے اگر اٹھ سکتے ہیں تو وہ اسی کتاب کی مدد سے اٹھ سکتے ہیں۔

کلام امام علیہ السلام

آپ ایک روز کوفہ کی مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اشعث ابن قیس نے آپ کے چند الفاظ پر اعتراض کیا اور کہا یہ الفاظ آپ کے ہی حق میں مضر ہیں اور ان سے آپ کے لئے کوئی نفع مترتب نہیں ہو سکتا اصل واقعہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے خطبہ میں جنگ صفین کے قصۂ تحکیم کو بیان کرنا شروع کیا آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص اٹھ کر کہنے لگا پہلے تو آپ نے ہمیں امر تحکیم سے منع کیا پھر اس کا حکم دیا ان دونوں امروں میں سے ہم نہیں جانتے کہ کون سی بات بہتر ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ اس شخص کی جزا ہے جس نے حزم و احتیاط کو ترک کیا یعنی میری جزا ہے کہ میں نے احتیاط سے کام نہ لیا اور وقوع فتنہ و فساد اور لوگوں کے کافر ہو جانے کے خوف سے میں امر تحکیم پر آمادہ ہو گیا اشعث نے اس ارشاد کے مفہوم کو نہ سمجھا بلکہ اپنی جہالت سے یہ رائے قائم کر لی کہ امام اپنی غفلت اور ترک احتیاط کا اقرار کر رہے ہیں۔ اور کہنے لگا آپ کا یہ کلام آپ کے لئے سخت مضر ہے کیونکہ امام کو چاہیئے کہ بصیر اور دانا ہو مصلحت وقت سے غافل نہ ہو۔ گویا آپ کا کلام آپ کی خلافت کے بالکل منافی ہے یہ سنکر حضرت نے اشعث مذکور کی طرف غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھا اور فرمایا۔

تو کیا جانتا ہے تجھے کس نے اطلاع دی کہ فلاں چیز میرے لئے مضر ہے اور فلاں نفع پہنچانے والی (تو میرے نفع اور نقصان کو کیا سمجھ سکتا ہے) تجھ پر خدا کی لعنت برس رہی ہے لعنت کرنے والے تجھ پر لعنت کر رہے ہیں۔ او اشر کے بیٹے شریر انسان او! کافر کے بیٹے منافق تجھے ایک مرتبہ کفر نے[1] اسیر کیا ہے

---

[1] حالت کفر میں اس کی اسیری کا قصہ یہ ہے کہ ایک قبیلہ نے اس کے باپ کو قتل کر دیا۔ یہ اپنے باپ کا خونبہا لینے کے لئے چڑھ گیا اور آخر گرفتار ہوا۔ پھر تین ہزار اونٹ دے کر رہائی کی شکل نصیب ہوئی (بقیہ صفحہ ۲۷ پر)

اور دوسری مرتبہ اسلام نے (ایک مرتبہ تو حالت کفر میں قید ہو چکا ہے اور دوبارہ حالت اسلام میں) (ان دونو دفعتوں میں ایک دفعہ بھی تیرا مال اور تیرا حسب و نسب تیری قید کو نہ روک سکے کسی قسم کی عزت یا بزرگی نہ تجھے حالت کفر میں میسر تھی نہ حالت اسلام میں) جس نابکار نے اپنی قوم پر تلواریں علم کرا دیں اور موت کو اس کی طرف روانہ کر دیا وہ اسی امر کا سزاوار ہے کہ اس کے عزیز و قریب اسے دشمن سمجھیں اور بیگانے اسے امین اور دیانت دار نہ خیال کریں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

بے شک اگر تم اس منظر کا معائنہ کر لیتے جسے تم میں سے مرجانے والے دیکھ چکے ہیں۔ تم فریاد کرتے تمہارے قلب لرز جاتے۔ اور (اوامر و نواہی خدا پر) سوائے سمعنا و اطعنا کہنے کے اور کچھ تمہاری زبان پر نہ ہوتا۔ مگر جو کچھ ان مُردوں نے دیکھا ہے ابھی تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ ہے اور وہ وقت بالکل قریب ہے جب یہ پردہ و حجاب سراسر اٹھا دیا جائے گا لیکن اگر تم چشم بینا رکھتے ہو۔ اگر تم سامعہ باطنی سے بہرہ مند ہو تو تمہیں تو وہ تمام منظر دکھا دیئے گئے ہیں۔ ایک ایک واقعہ سنا دیا گیا ہے۔ اگر تم میں قبول ہدایت کی استعداد موجود ہے اور تم ہدایت کے طلب گار ہو تو سبیل ہدایت تم پر نہایت ہی مشرح طریقہ سے ظاہر کر دی گئی ہے قسم خدا کی میں سچ کہتا ہوں دنیا کی عبرتوں نے احوال رفتگاں کو تم پر بالکل آشکارا کر دیا ہے تمہارے سامنے عبرت کے دفتر کھلے ہوئے ہیں۔ قوم نوح کی حالت کا اندازہ کرو۔ قوم عاد پر نظر ڈالو۔ قوم ثمود کی عبرتناک حالت دیکھو وغیرہ وغیرہ) تمہیں زجر و توبیخ کی گئی ہے۔ تم اس چیز سے منع کر دیئے گئے ہو جس میں تمہارے منع کرنے کا موقع و مقام ہے۔ پروردگار کی جانب سے رسولان آسمان (ملائکہ) کے بعد انسان کے سوائے اور کسی نے تبلیغ رسالت نہیں کی (یعنی انسان کو ہی انسانوں کے لئے مبعوث کیا ہے اور اس طریقہ کے بغیر خلقت کی ہدایت نہیں ہو سکتی ممکن نہیں ہے)

(بقیہ صفحہ ۲۶) اور یہ خدمت رسول میں حاضر ہو کر اسلام کا کلمہ پڑھنے لگا۔ اب حالت اسلام میں قید ہونے کا یہ واقعہ ہے کہ رسول خداؐ کی وفات کے بعد جب ابوبکر خلیفہ ہوئے تو اس نے تمام حضرموت والوں کو زکوٰۃ دینے سے منع کر دیا۔ ابوبکر نے زیاد ابن لبید کو اس کے مقابلے کے لیے متعین کیا۔ وہ فوج لے کر چڑھ گیا۔ یہ پہلے تو اس فوج سے لڑتا رہا بالآخر محصور ہو گیا اور زیاد نے بھی بڑی سختی سے محاصرہ کیا۔ پانی اس پر بند کر دیا اس نے امان طلب کی مگر اپنے اہل و عیال کے لئے اور چند اپنے اہل قوم کے لئے مگر امان نامے میں اپنا ذکر فراموش کر گیا۔ جب یہ قلعہ سے باہر نکلا تو زیاد نے فوراً یہ حجت پیش کر کے کہ تو نے اپنے لئے امان طلب نہیں کی ہے پا بجولاں کر کے ابوبکر کے پاس بھیج دیا۔ باقی لوگ جو قلعہ میں محصور تھے اب وہ بھی یہ سمجھ کر کہ امان مل چکی ہے باہر نکل آئے۔ زیاد نے چند لوگوں کے سوا جن کا ذکر امان نامہ میں ہو چکا تھا، باقی سب کو تلواروں پر دھر لیا اور خوب جی بھر کے کشت و خون کیا۔ ۱۲

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

تمہارا منتہی اور تمہارا مرجع بالکل تمہارے سامنے موجود ہے (یا لطبع انسان اس کی طرف چلا جا رہا ہے اور وہ ساعت تمہارے آگے ہے جسے قیامت کہتے ہیں جو تمہیں کھڑا کردیگی لیکن تم (گناہوں معصیتوں اور دنیائے دنی کی نفسانیتوں کے بوجھ سے) بالکل ہلکے ہو رہو تاکہ نہایت آسانی کے ساتھ (اپنی منتہی اور مرجع سے) لاحق ہو جاؤ کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تمہارا آخر تمہارے اول کا انتظار کر رہا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

(خون عثمان میں اپنی عدم شرکت کی نسبت ارشاد ہوا ہے)

آگاہ ہو جاؤ شیطان نے اپنا لشکر تیار کر لیا ہے اور اس کی فوجیں کھنچی چلی آ رہی ہیں اور یہ چڑھائی اس لئے ہے کہ ظلم و جور اپنے وطن (ناصق) کی طرف اور کذب و باطل اپنے مقام (جاہل) کی طرف عود کر آئے قسم خدا کی (اسی جہالت اور شیطنت میں گرفتار ہو کر ان لوگوں نے مجھ پر بہتان باندھے ہیں۔ طرح طرح کے طوفان اٹھائے ہیں) قتل عثمان میں خواہ مخواہ میرا دامن ملوث کئے دیتے ہیں اور میرے اور اپنے درمیان بالکل انصاف نہیں کیا۔ یہ لوگ مجھ سے اس حق (خون عثمان) کو طلب کرتے ہیں جسے انہوں نے خود ترک کیا ہے۔ یہ مجھ سے اس خون کے قصاص کے طالب ہیں جسے انہوں نے خود بہا دیا۔ اگر (میں قتل عثمان میں) اس کا شریک تھا تو ان کے لئے بھی تو اس میں حصہ موجود ہے (پھر ان کا مطالبہ بالکل غلط ہے اور قاتل وارث بن کر خون بہا نہیں طلب کر سکتا) اور اگر میری اجازت کے بغیر یہ اس (قتل) کے مرتکب ہوئے تو اس حالت میں بھی (اس خون) کی عقوبت اور سزا انہیں کے ذمے ہے (یہ کسی طرح بھی مجھ سے مطالبہ کرنے کے حقدار نہیں کیونکہ دونوں صورتوں میں انہی کا دامن رنگین نظر آتا ہے) اور بیشک ان کی سب سے بڑی حجّت انہیں کے نفس کے لئے ہے (کہ یہی قتل عثمان کے مرتکب تھے) ان کا مطالبۂ خون عثمان کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اس عورت سے دودھ طلب کرے جس کا دودھ سوکھ گیا ہو اور اب یہ لوگ پھر اسی بدعت عثمانی کو زندہ کرنا چاہتے ہیں جو بالکل کالعدم ہو چکی ہے۔ اے نقصان رسیدہ اور مجھے لڑائی کے لئے بلانے والے آ میرے سامنے حاضر ہو۔ دیکھیں تو کون بلاتا ہے اور اسے کیا جواب دیا جاتا ہے۔ میں ہر حالت میں حجۃ خداوندی (کلام خدا و سنت رسول خدا) کے ساتھ راضی ہوں جو ان پر قائم کی گئی ہے اور علم (حکم خدا اور رسول خدا کے ساتھ جو ان کے بارے میں موجود ہے) اگر یہ حجۃ خدا کی پیروی سے انکار کریں گے جو ان پر تمام ہو چکی ہے تو پھر میری طرف سے

(اس مطالبۂ ناحق کے بدلے) انہیں شمشیر کی تیزی نصیب ہوگی جو انہیں مرض تعدی و جور سے شفا دینے کے لئے اور اہل حق کی نصرت کے واسطے کافی و وافی ہے کس قدر تعجب ہے مجھے پیغام دے رہے ہیں کہ (میدان حرب میں) نیزے کی نوکوں کے سامنے نکل اور تلوار کی آنچ پر صبر کر مردہ اولاد کی مائیں انہیں مردہ اور مفقود دیکھیں۔ میدان حرب و ضرب میں قائم رہنا تو میرا ہی حصہ ہے۔ میں کبھی لڑائی کے نام سے ڈرایا نہیں جا سکتا اور نہ کبھی ضرب نیزہ و شمشیر سے مجھے خوف دلایا جا سکتا ہے (کسی شخص نے میدان جنگ میں خوف اور بیم کی نسبت ہی میری طرف نہیں کی) میں اپنے پروردگار کی جانب سے بیقین پر محکم و استوار ہوں (مجھے فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہے) اور وہ موت جس سے تم لوگ خوف کر رہے ہیں اور دوسروں کو بھی ڈراتے ہو میرے پروردگار عالم نے اس موت کے خوف سے مجھے نجات عطا فرمائی ہے۔ میں تو اس سے مانوس ہوں۔ حیات ابدی کا شائق ہوں مجھے اس سے ذرا بھی خوف یا وحشت نہیں۔ اور مجھے اپنے دین (اسلام) میں کوئی شبہ اور شک نہیں ہے

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

حمد خدا و نعت رسول صلعم کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ حکم پروردگار عالم آسمان سے زمین کی طرف (پراگندہ اور منتشر طریقہ سے) اس طرح نازل ہوتا ہے جیسے بارش کے قطرے اور مینھ کی بوندیں اور ہر ایک نفس ہر ایک ذات کے لئے تقسیم کیا جاتا ہے کمی اور زیادتی کے ساتھ (عمر میں مال میں اولاد میں عزت و مرتبہ میں) لہذا اب اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے پاس اولاد۔ مال یا دوست بکثرت دیکھے تو تمہیں (دلگیر ہو کر) فتنہ و فساد برپا کرنا زیبا نہیں (کیونکہ یہ امر رضا بقضا کے خلاف ہے) بالتحقیق مرد مسلمان نے جب تک بظاہر دنایت اور پستی کا لباس نہیں پہنا جس کے ذکر کے وقت اسے جھکنا پڑے اور لئیم انسان اس کی حالت (دنایت و پستی) کو دیکھ کر مغرور ہو جائیں۔ برائیوں پر تُل جائیں (کہ جب یہ شخص ایسے عمل کرتا ہے تو ہم کیوں نہ کریں) تو اس شخص کی مثال بالکل اس کامیاب قمار باز کی سی ہے جو اول کامیابی کا منتظر ہو کہ قمار بازی میں وہی تیر اس کے نام نکل آئے جس کے سبب سے مال غنیمت نصیب نہ ہو اور تاوان نہ دینا پڑے اور ایسا ہی وہ مرد مسلم جو خیانت سے بیزار ہے اس کی مثال بھی اسی کامیاب شخص کی سی ہے۔ یہ شخص بھی پروردگار عالم سے دو نیکیوں میں سے ایک نیکی کا طالب ہے۔ یا تو وہ خدا کے حکم کو طلب کرتا ہے (اپنی موت چاہتا ہے اور دوسروں کو بھی اسی کی ترغیب دیتا ہے) اب جو خدا کے پاس رحمتیں اور کرامتیں ہیں بیشک اس پر نازل ہوں گی۔ یا وہ خداوند تعالےٰ سے رزق روزی طلب کرتا ہے اور وہ یکایک صاحب مال اور صاحب اولاد ہو جائے گا، اور اس کے ساتھ ہی اسے دین بھی عطا ہوگا اور دین کی کرامتیں اس پر ظاہر ہو جائیں گی

بیشک مال اور اولاد دنیا کی کھیتیاں ہیں اور عمل نیک آخرت کی زراعت ہے اور کبھی پروردگار عالم ان دونو چیزوں کو جماعتوں کے پاس جمع کر دیتا ہے (جن میں صلاحیت دیکھتا ہے) پس تم خدا سے ڈرو اور اس طرح ڈرو کہ تعذیر اور سزا (کے خوف) سے ملتبس نہ ہونے پاؤ (ارتکاب محارم ومناہی سے خالص طور پر خوف کرو) اور لوگوں کے دکھانے اور سنانے کی غرض سے عمل نہ کرو۔ اس لئے کہ جو شخص غیر خدا کے لئے عمل کرتا ہے پروردگار عالم اُسے اس کے نفس پر چھوڑ دیتا ہے (پھر اس میں اور شہوات نفسانیہ میں کوئی پردہ یا حجاب باقی نہیں رہتا۔ پس ہوا وہوس کی عبادت ہوتی ہے اور ضلالت وشرک میں گرفتار ہو جاتا ہے) ہم پروردگار عالم سے نیک بختوں کی زندگانی اور شہیدوں کے مرتبے طلب کرتے ہیں۔

ایہا الناس تمہیں معلوم ہونا چاہیئے انسان کتنا ہی صاحبِ مال ہو جائے اپنے عزیزوں اور قبیلے والوں سے بے نیاز اور بے پروا نہیں ہو سکتا وہ اپنے ہاتھوں سے، اپنی زبانوں سے اس شخص کے لئے دفاع کرتے ہیں (اس کے دشمنوں کو روکتے ہیں اور اس کی مدد اور اطاعت کے لئے لوگوں کو بلاتے ہیں) یہ لوگ بہت زیادہ رعایت کے سزاوار ہیں کیونکہ اس کی غیبت میں اس کی حفاظت کرتے ہیں اس کی پراگندہ ہو جانے والی چیزوں کو جمع کرتے ہیں اور زمانہ کی سختیوں میں سے جب کوئی سختی اس پر نازل ہوتی ہے تو سب سے زیادہ شفقت اور محبت انہیں سے ظہور میں آتی ہے[1]۔ اور انسانوں میں جس شخص کو پروردگار عالم نے زبان خیر عطا فرمائی ہو وہ اس مال سے لاکھ درجہ بہتر ہے جس کے اغیار وارث اور مالک ہوں (ذکر خیر کا باقی رہنا ارث سے بدرجہا بہتر ہے جس سے وارث نفع اٹھاتے ہیں کیونکہ ذکر خیر جو لوگوں میں ہوگا سب سننے والے اپنے ہوں یا بیگانے اس کیلئے دعائے مغفرت کریں گے۔ اور مال چھوڑ جانے پر وہی لوگ دعا کریں گے جنہیں اس میں سے کچھ حصہ ملا ہے اور ذکر خیر لوگوں میں فقط احسان و انعام بخشش وعطا۔ داد ودہش۔ سلوک حسن اخلاق کے سبب سے ہوا کرتا ہے) پھر اسی خطبہ میں درباب صلۂ رحم فرمایا ہے خبردار تم میں سے کوئی شخص جب عزیز و قریب کو فقر وفاقہ میں مبتلا دیکھے ہرگز ہرگز اس سے مُنہ نہ پھیرے اور کبھی ایسی حقیر چیز کے ساتھ اس کی احتیاج کا دروازہ بند نہ کرے جس کا پاس رہنا اس کے لئے موجب زیادتی عزت واعتبار نہ ہو اور اور جس کا گم ہونا ہاتھ سے جاتا رہنا اس کی قدر ومنزلت کو کم نہ کرے جو شخص اپنے قبیلہ کی امداد سے ہاتھ کھینچتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کا تو ایک ہی ہاتھ ان سے کھنچتا ہے اور ان کے بہت سے ہاتھ (مختلف موقعوں پر اس کی مدد سے) علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اور جس کا حاشیہ (گوشہ۔ پہلو۔ طرف) نرم ہوتا ہے (جو شخص ممسک بخیل اور خشک نہیں ہوتا اس کی قوم اس پر ہمیشہ مہربان رہتی ہے۔

[1] کاش ہم اپنے امام کے اس حکم پر عمل کریں اور خدا ہمیں توفیق دے کہ ہمارے عزیز واقارب کو ہماری ذات سے نقصان نہ پہنچے۔ ۱۲۰ .

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

بندگان خدا تقوی اور پرہیزگاری اختیار کرو اور خدا کے عذاب سے خدا کی ہی طرف پناہ لے جاؤ۔ تم اس رستہ پر چلو جو تم پر بالکل واضح اور آشکار کر دیا گیا ہے تم اسی حبل المتین کے ساتھ قائم ہو جاؤ جس سے تمہیں باندھا گیا ہے (وہ حبل المتین امیر المومنین علیہ السلام کی اولا ہے جو خالق و مخلوق کے درمیان ربط ہے اور اس سے تمسک کئے بغیر راہِ خدا دستیاب نہیں ہو سکتی) اور علیؑ (امیر المومنین علیہ السلام درصورت تولائے خود) تمہاری آئندہ رستگاری و کشائش کا ضامن ہے اگرچہ وہ تمہیں جلدی حاصل نہ ہو۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

جب امیر المومنین کو متواتر یہ خبریں پہنچیں کہ معاویہ والے حکومت کے شہروں پر قبضہ کرتے جاتے ہیں اور یمن کے عامل عبید اللہ بن عباس اور سعید ابن نمران بھی بسر ابن ابی ارطاۃ سے مغلوب ہو کر چلے آئے اس وقت حضرت اپنے اصحاب کے جہاد سے باز رہنے پر بہت تنگدل تھے اور ان کی مخالفتیں رہ رہ کر آپ کو اندوہناک کر رہی تھیں۔ چنانچہ اسی غم و غصہ کی حالت میں آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا سوائے کوفہ کے اور کوئی میری مملکت نہیں ہے چاہے میں اسے لپیٹوں چاہے کشادہ کروں (جس طرح چاہوں تصرف کروں) اے کوفہ اگر تجھ میں فتنہ و فساد کی ہوائیں چلیں اور تیرے ذلیل مردم بغاوت پر آمادہ ہوں تو خدا تیرا برا کرے۔ اے عمرو مجھے تیرے باپ کی جان کی قسم جو خیر و خوبی میں مشہور تھا کہ میرے حصہ میں فقط وہ چکنائی اور دسومت ہے جو پیالے میں شوربا وغیرہ کھا لینے کے بعد باقی رہ جاتی ہے۔ اس سلطنت میں میرا فقط اتنا ہی حصہ ہے جس قدر کہ چربی پیالے میں کھا لینے کے بعد باقی رہ جاتی ہے (یعنی نہایت ہی قلیل) پھر فرمایا مجھے بسر ابن ارطاۃ (سردار معاویہ) کی خبر ملی ہے کہ اس نے یمن پر قبضہ کر لیا۔

آہ! تم اپنے برحق امام سے مخالفتیں کر رہے ہو، تم میں تفرقے ظاہر ہو رہے ہیں۔ قسم خدا کی کہ مجھے اس (حملہ آور) قوم کی طرف سے گمان ہے کہ وہ تمہاری ان بدعنوانیوں سے فائدہ اٹھا کر تمہیں اپنی رعایا بنا لے گی اور تم ان (ظالموں) کے فرمانبردار ہو جاؤ گے۔ افسوس تم اپنے امام برحق کی نافرمانیاں کر رہے ہو اور وہ اپنے باطل و کاذب پیشوا کی اطاعت پر کمر بستہ ہیں۔ وہ اپنے حکمران (ظالم) کی امانتوں کو ادا کرتے ہیں اور تم (اپنے سچے اور برحق امیر کے حق میں) خیانت کر رہے ہو۔ وہ اپنے شہروں کی اصلاح کر رہے ہیں اور تم اپنے بلاد میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا رہے ہو (پھر وہ کیونکر تم پر

فتح نہ پائیں گے) تمہاری یہ حالت ہے کہ اگر میں تمہیں کاٹھ کی پیالی (کاٹھ کے پیالے) پر بھی امین مقرر کردوں تو مجھے خوف ہے کہ تم اس پیالے کو رسی سمیت اُڑالے جاؤ گے جس میں وہ لٹکا ہوا ہے تمہاری خیانتیں حد درجہ کو پہنچ چکی ہیں اور حقیر سے حقیر چیز کے لئے بھی تم امین نہیں ہو سکتے۔ پروردگارا میں نے اس قوم کو (جہاد کی طرف بلا بلا کر اور احکامات شرعیہ کی طرف دعوت دے دے کر بہت ملول کیا ہے اور اس نے بھی (اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے) میرے آزردہ اور ملول کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ میں نے اس کو بوجوہ مذکورہ بہت کچھ تنگدل کیا ہے اور اس قوم نے بھی مجھے دلگیر کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ اب تو ان لوگوں کے عوض ان سے بہتر مجھے عنایت فرما اور میرے عوض شریر اور بدترین خلق انہیں (حاکم) عطا کردے۔

پروردگارا! ان کے دلوں کو نرم کردے اور اس طرح گھلادے جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے (یہ دعائیہ کلمے ہیں کہ حضرت کی عین شفقت اور مہربانی پر دلالت کرتے ہیں)

اے لوگو! تم خوب سمجھ لو کہ مجھے تمہاری اس جمعیت کی نسبت یہ امر بہت عزیز ہے کہ (میری نصرت اور حمایت کے لئے فقط) ہزار سوار قبیلۂ بنی فراس بن غنم کے پیدا ہو جائیں (یہ قبیلہ شجاعت وحمیت اور اپنے حاکم کی اطاعت میں مشہور ہے) کیونکہ ضرورت اور مدد کے وقت جب انہیں طلب کیا جائے تو ان کے سوار موسم گرما کی بارش اور اساڑھ کے دونگڑے کی طرح برستے ہوئے آتے ہیں۔ یہ فرماکر آپ منبر سے اتر آئے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

بالتحقیق پروردگار عالم نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کو دونوں جہان کے ڈرانے اور اپنے احکام کی امانت کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اے گروہ عرب (وقت بعثت) تمہاری یہ حالت تھی کہ تم نہایت ہی برے دین میں مبتلا تھے۔ بدترین مکانوں میں تمہاری سکونت تھی اور تم سخت پتھروں اور بہرے سانپوں (البیوں) کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ تم گدلا اور غلیظ پانی پی رہے تھے اور نہایت ہی ناگوار اور بے مزہ چیزیں تمہاری خوراک تھیں۔ تم آپس میں ایک دوسرے کا خون بہا رہے تھے (خوں ریزیوں کے جن سروں پر سوار تھے) اور قطع رحم تمہاری گھٹیوں میں پڑا ہوا تھا۔ بت اور اصنام (عبادت کے لئے) تمہارے درمیان نصب تھے اور گناہوں کی رسیاں (نہایت ہی پیچیدہ طور پر) تم سے لپٹی ہوئی تھیں۔

پھر اسی خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے اب میں نے دیکھا اور چاروں طرف نظر کی تو سوائے اہلبیت کے کسی کو اپنا معین ومددگار نہ پایا پس میں نے ان کی موت سے بخل کیا اور ان

کی موت سے بخل کیا اور ان کے قتل ہو جانے پر راضی نہ ہوا (یہ فقرے اس سانحہ کو یاد دلاتے ہیں جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد گزرا تھا دنیا کے لوگ ہوا و ہوس میں مبتلا ہو گئے تھے اور کسی کو حق کی طرف توجہ باقی نہ رہی تھی)

پھر اسی خطبہ میں فرمایا ہے معاویہ بیعت نہیں کیا گیا (عمرو عاص نے اس کی بیعت نہیں کی) جب تک اس بیعت کی قیمت (شہر مصر) کا اقرار نہیں لے لیا پس ایسے ہاتھ کو کبھی فتح و فیروزی میسر نہیں ہوتی (جیسے عمرو عاص کا ہاتھ جس نے دنیا کے عوض دین کو بیچ ڈالا یا خریدار کا ہاتھ جو معاویہ ہے اور لوگوں کے دین خرید رہا ہے۔ انہیں گمراہیوں میں مبتلا کر رہا ہے) الٰہی ایسے مشتری کی امانت (وہی عہد جو عمرو عاص سے کیا تھا) خوار اور ذلیل اور رسوا ہو جائے اب تم لڑائی اور جنگ کی استعداد کو اخذ کرو۔ میدان جنگ کے لئے مستعد آمادہ اور کمربستہ ہو جاؤ اور میدان قتال کے لئے ان چیزوں کو بالکل تیار کر لو جن کا تیار اور مہیا کرنا نہایت ضروری ہے (تلواریں سان پر چڑھائی جائیں۔ برچھیوں پر صیقل ہو جائے۔ نیزوں کی نوکیں نکل آئیں اور تیروں کے پیکانوں میں وہ روانی پیدا ہو جائے جو چھوتے ہی دشمن کے قلب میں گھر کر جائے) ہاں دیکھو لڑائی کی آگ بھڑک چکی ہے۔ اور اس کی روشنیاں بلندی پر پھیل رہی ہیں صبر کو اپنا شعار بناؤ۔ استقامت کو اپنے لئے لازم کرو کیونکہ یہی چیز فتح و ظفر کی طرف بلانے والی ہے اور دشمن پر نصرت حاصل کرنے اور اسے مغلوب کرنے کا یہی راز ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

حمد خدا و نعت رسول کے بعد (ایہا الحاضرین تمہیں معلوم ہونا چاہیئے) کہ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ جسے پروردگار عالم اپنے دوستوں اور اولیاء کے لئے کشادہ کرتا ہے (اور یہ جہاد کیا چیز ہے) وہ تقویٰ اور صلاح کا لباس ہے (کیونکہ جہاد اشرار کی شرارتوں اور کفار کی مضرتوں کو متقین سے دور کرتا ہے، گویا وہ ایک لباس ہے جو سردی اور گرمی سے بچانے والا ہے) اور وہ (جہاد) حفاظت پروردگار عالم کی ایک مفید اور محکم زرہ ہے (جو وسوسہ شیاطین کے تیروں اور نیزوں سے مومنین کے سینوں کو بچاتی ہے) وہ (جہاد) ایک مضبوط سپر ہے (جس پر منافقین کی تلبیس کے گرز اور شمشیریں اثر نہیں کر سکتیں۔ اب جس نے اسے (جہاد کو) ترک کر دیا پروردگار عالم اسے ذلت کا لباس پہنائے گا اور بلیات و آفات کی ردائیں (اسے اوڑھنے کے لئے) نصیب ہوں گی۔ اور ایسا شخص (تارک جہاد) ذلت اور اہانت کے سبب سے بالکل حقیر کر دیا جائے گا اس کے دل کو وہ درد نصیب ہوگا

جو عقل کو زائل کر دیتا ہے۔ وہ فضیلت جہاد کو ضائع کرنے کے سبب سے طریق حق سے بہت دور ڈال دیا جائے گا۔ اسے نقصان اور ظلم کی زحمتیں میسر ہوں گی اور عدل و انصاف اس سے بالکل روک لیا جائے گا (کوئی فریاد رس اس کی فریاد کو نہ پہنچے گا اور کوئی عادل و منصف اس کا انصاف چکانے کے لئے اس کی طرف متوجہ نہ ہوگا) خبردار ہو جاؤ میں شب و روز علانیہ اور پوشیدہ طور سے تمہیں اس قوم (مطیعان معاویہ) سے جہاد کرنے کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ تم ان کے حملوں سے پہلے ان پر چڑھائی کرو (تاکہ آگے بڑھنے نہ پائیں) قسم خدا کی جس قوم نے اپنے گھر کے گوشوں میں بیٹھ کر لڑائی اور جنگ کی ہے وہ ہمیشہ مغلوب و مقہور رہتی ہے۔ اور تم اس حکم کو ایک دوسرے پر چھوڑ رہے ہو ایک دوسرے کے خذلان پر آمادہ ہو (اس کا نتیجہ کیا ہوگا) آخرکار قتل اور غارتیں تم پر گر جائیں گی (تمہارے مال تاراج ہوں گے اور تمہارے گھروں پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ ہاں دیکھو یہ غامد کا بھائی (سردار معاویہ) ہے جس کے سوار ولایت انبار میں داخل ہو رہے ہیں اور وہاں کے عامل حسان ابن حسان بکری کو قتل کر ڈالا ہے اس نے تمہارے سواروں کو تمہارے اسلحہ خانوں سے ہٹا دیا ہے (حفاظت کرنیوالوں کو ان کے مقامات سے دور کر دیا ہے) مجھے ان حملہ آوروں (کے ظلم و جور) کی یہاں تک خبر پہنچی ہے کہ ان میں سے ایک شخص کسی مسلمہ یا ذمیہ عورت کے گھر میں داخل ہوا۔ اس کی پازیب، اس کے کڑے، اس کا گلوبند اس کے گوشوارے یہ سب زیورات (نہایت بیرحمی کے ساتھ) چھین لئے وہ عورت اس مرد کو روک نہ سکی مگر ہاں وہ برابر صدائے گریہ بلند کر رہی تھی اور اپنے قبیلے والوں کو بلا رہی تھی اور یہ لشکر ایک کثیر اور وافر مال غنیمت حاصل کر کے واپس ہو گیا۔ نہ تو ان میں سے کسی کو زخم پہنچا نہ کسی کے خون کا ایک قطرہ زمین پر گرا۔ اب اگر کوئی مرد مسلماں اس سانحہ دلخراش پر افسوس کرتا کرتا مر جائے تو اسے ملامت نہیں کی جا سکتی بلکہ وہ اسی مرگ کا سزاوار ہے۔ آہ! التعجب ہے دل (اس حزن و اندوہ سے) مردہ ہوا جاتا ہے اس پر ہم و غم کی کیفیت طاری ہو رہی ہے کہ وہ مخالف تو سب کے سب اپنے فعل باطل پر اس قدر اجتماع کر رہے ہیں اور تم امر حق سے یوں متفرق اور پراگندہ ہو رہے ہو۔ قبح اور زرشتی تمہیں نصیب ہو۔ اندوہ و الم تمہارا دامنگیر ہو جائے جبکہ تم وہ نشانہ بن جاؤ جس کی طرف تیر پھینکا جاتا ہے وہ (مخالف) تمہیں قتل و غارت کئے دیتے ہیں اور تم انہیں ہلاک و پامال نہیں کرتے وہ تم سے لڑائی لڑ رہے ہیں اور تم لڑائی سے جان چراتے ہو۔ خدا کی نافرمانیاں اور معصیتیں کی جا رہی ہیں اور تم راضی ہو بیٹھے بیٹھے دیکھ رہے ہو۔ جب میں موسم گرما میں تمہیں ان کی طرف کوچ کرنے کے لئے حکم دیتا ہوں تو تم کہہ دیتے ہو یہ سخت گرمی کے دن ہیں ہمیں مہلت دیجئے کہ یہ گرمیاں ذرا کم ہو جائیں اور جب جاڑوں میں یہ حکم دیا جاتا ہے تو عذر کرتے

ہو کہ اب تو سردی کی شدت ہے ذرا مہلت عنایت ہو کہ سردیوں کی تکلیف ہم سے زائل ہو جائے یہ سب گرمی اور سردی سے بھاگنے کی باتیں ہیں۔ یہ محض حیلے ہیں۔ اور اگر واقعی تم گرمی اور سردی کی شدت برداشت نہیں کر سکتے اور اس سے بھاگتے ہو تو تلوار کی آنچ سے تو ضرور ہی فرار کر جاؤ گے (پھر اس پر دعوے شجاعت) اے مرد صورتو! حالانکہ مرد تم میں کوئی نہیں ہے۔ اے خوابہائے اطفال! اے عقول زنان حجلہ نشین۔ میں اس بات کو دوست رکھتا تھا کہ تمہیں نہ دیکھوں اور تمہیں نہ پہچانوں۔ قسم خدا کی تمہاری اس جان پہچان نے پشیمانی کے دروازے کھول دیئے ہیں اور حزن والم اس کے متعاقب ہے۔ پروردگار عالم تمہیں قتل کرے تم نے میرے قلب کو (پکے پھوڑے کی طرح) پیپ سے لبریز کر دیا ہے اور میرے سینہ کو غیظ وغضب سے بھر رکھا ہے۔ تم نے دم بدم مجھے (شراب) غم واندوہ کے گھونٹ پلائے ہیں اور تم نے اپنے عصیان ونافرمانی کی وجہ سے میری رائے اور میری تدبیر کو بھی فاسد کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ اب قریش یہ کہتے ہیں کہ ابی طالب کا بیٹا مرد شجاع تو ضرور ہے مگر علم جنگ سے واقف نہیں۔ خدا ان کے بزرگوں پر رحمت کرے کیا ان (قریش) میں سے کوئی ایسا شخص تھا یا ہے جو مشغولیت حرب میں مجھ سے شدید ہو اور میدان جنگ میں مجھ سے زیادہ قائم رہنے والا ہو۔ بیشک میں اس وقت لڑائی کے لئے دست بشمشیر ہو کر اٹھا تھا جب میری عمر بیس برس کو بھی نہ پہنچی تھی۔ اور اب میں ساٹھ سال کو پہنچ چکا ہوں (عمر معرکہ آرائیوں میں ہی بسر ہوئی ہے) لیکن حقیقت یہ ہے کہ رائے اور تدبیر اس شخص کے لئے کچھ سودمند نہیں جو اس پر عمل کرنے والا نہیں ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

خدا کی حمد اور رسول رب مجید کی تعریف وتوصیف کے بعد (ایہا الحاضرین تمہیں معلوم ہونا چاہیئے) بیشک دنیا نے (تم سے) منہ پھیر لیا ہے۔ اپنی رخصت کا اعلان کر رہی ہے۔ اور آخرت سامنے آئی جاتی ہے اور احوال دنیا پر مطلع ہو رہی ہے۔ آگاہ اور خبردار ہو جاؤ کہ آج کے دن (دنیا میں سختیاں جھیل جھیل کر) سوکھنے والا کل کے روز (قیامت میں) گوئے سبقت لے جانے والا ہے وہی سبقت بہشت ہے (سبقت کرنے والا داخل بہشت ہوتا ہے اور لذائذ دنیوی کی غایت اور اس کا فائدہ سوائے نار جہنم کے کچھ نہیں) کیا تو موت سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ نہیں کرتا۔ کیا تو روز بختی واحتیاج (قیامت) سے پہلے اپنے نفس کے لئے امور پر کاربند نہیں ہوتا جو اسے فائدہ پہنچا سکیں یاد رکھو تم ایام آرزو میں (گزر کر رہے) ہو جس کے پیچھے اجل اور غفلت کی موت لگی ہوئی ہے جس شخص نے اپنی موت سے پہلے ایام آرزو وزندگی میں کوئی نیک کام کیا بیشک وہ عمل نیک اسے

فائدہ پہنچائے گا اور اجل اور مرگ ناگہانی اسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گی، اور جو شخص موت سے پہلے اس حسرت اور زندگی کے دنوں میں عمل نیک سے قاصر رہا بیشک اس کا عمل ضائع ہو گیا۔ اور غفلت کی موت نے اسے سخت نقصان پہنچایا۔ خبردار ہو جاؤ اور اسی طرح ذوق و رغبت کے ساتھ عبادت کرو جیسے کہ بیم و خوف عقوبت کے سبب سے عمل کرتے ہو (اور اس قسم کی عبادت اکراہ و اجبار پر مبنی ہے۔ ذوق و شوق کی عبادت سے اسے کچھ نسبت نہیں) خبردار ہو جاؤ میں کسی چیز کو بہشت سے بہتر اور نیک نہیں دیکھتا ہوں حالانکہ اس کا طالب اور چاہنے والا سو رہا ہے اور کوئی چیز دوزخ سے زیادہ خراب اور قبیح میری نظر میں نہیں۔ اور اس سے بھاگنے والا بھی غفلت کی نیندیں لے رہا ہے (بہشت کے طالب اور آتش دوزخ سے گریز کرنے والے بہت ہی قلیل ہیں) خبردار ہو جاؤ جس شخص کو حق نفع نہیں پہنچاتا، بے شک باطل اسے ضرر اور نقصان پہنچاتا ہے۔ اور جس کو ہدایت اور راہنمائی سیدھا نہیں کرتی ضلالت اور گمراہی اسے ہلاکت اور تہلکہ کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

آگاہ ہو جاؤ تم (اس دار فنا سے) رحلت اور کوچ کرنے پر مامور ہو اور زاد آخرت اور توشہ عقبیٰ کے جمع کرنے کی تمہیں ہدایت کی گئی ہے۔ خبردار ہو وہ خوفناک چیز جس کا مجھے تمہاری طرف سے خوف ہے یہ ہے کہ تم ہوا و ہوس کے تابع ہو جاؤ اور تمہاری آرزوئیں اور حسرتیں دراز ہو جائیں دنیا میں رہ کر مال دنیا سے (آخرت کے لئے) توشہ اور زاد راہ جمع کرو جس سے فردائے قیامت میں تمہارے نفس فائدہ اٹھائیں گے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

اے وہ لوگو! جن کے بدن ایک مکان میں جمع ہیں اور جن کی خواہشیں اور آرزوئیں مختلف ہیں تمہاری باتیں (شجاعت کی لن ترانیاں) تو سخت سے سخت پتھروں کو نرم کرتی ہیں اور تمہارے افعال (لڑائی سے بھاگنے) کو دیکھ دیکھ کر دشمن تم پر دلیر اور شیر ہوا جاتا ہے۔ تم اپنی مجالس اور اپنے جلسوں میں چنیں چناں اور لاف و گزاف کرتے ہو، مگر جب معرکۂ قتال درپیش ہوتا ہے تو سوائے حیدی حیاد[1] کہنے کے اور کچھ بن نہیں آتی۔ جو شخص تمہیں مدد کے لیے بلاتا ہے اس کو تمہارا بلانا کچھ فائدہ نہیں دے سکتا (کیونکہ تم محض بودے ہو تمہارا ہونا نہ ہونا برابر ہے) اور جو شخص تمہارے لیے زحمتیں اور مشقتیں برداشت کرے اس کا قلب کبھی راحت نہیں پا سکتا (امر جہاد میں) تمہارا طرح طرح کی علتیں اور بہانے پیش کرنا محض ضلالتوں اور گمراہیوں کی وجہ سے ہے (اور اس کی ایسی ہی مثال ہے) جیسے کوئی قرضدار قرض خواہ

---

[1] یہ ایک کلمہ ہے جو لڑائی سے بھاگنے کے وقت زبان سے نکلتا ہے جس کے معنی "میرا انحراف" ہیں یعنی میرے منحرف ہونے اور بھاگ نکلنے کا وقت آپہنچا۔ ۱۲

کا فارغ کیا کرتا ہے (اور اسے امروز فردا ہی پڑتا لتا ہے ایسے ہی تم جہاد کے لیئے حیلے حوالے پیش کرتے ہو) ظالم اور جابر کے ظلم و جور کو وہ شخص دور نہیں کر سکتا جس نے ذلت و خواری کو اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔ بسنو! کوشش اور تلاش کے بغیر انسان حق تک نہیں پہنچ سکتا۔ اپنے گھروں کی خرابی اور بربادی کے بعد پھر تم کون سے مکانوں کی دشمن سے حفاظت کرو گے اور میرے بعد پھر کون سے امام کے مقتدا بن کر قتال کرو گے (جبکہ تم اپنے شہر کو دشمن کے حملوں اور تصرف سے نہیں روک سکتے۔ پھر دوسرے مقامات پر تصرف کرنے سے کیونکر روک سکتے ہو اور جب مجھ جیسے شجاع دلیر اور بہادر امام و پیشوا کے ساتھ رہ کر اپنے دشمن سے مقابلہ نہیں کر سکتے پھر کس سردار کے ماتحت رہ کر جنگ کر سکتے ہو کسی کے ساتھ بھی نہیں) قسم خدا کی پورا مغرور اور دھوکہ کھانے والا وہی شخص ہے جسے تم نے دھوکہ دیا ہے۔ اور جو شخص تمہارے سبب سے (دشمن کے مقابلے میں) کامیاب ہوا ہے وہی تیر[1] اور وہی پیالہ نصیب ہوا جس کے لئے کوئی مال غنیمت مقرر نہیں ہے (تمہارے سبب سے کامیاب ہونا بھی عین ناکامی ہے) اور جس شخص نے تیر کی طرح تمہیں دشمن کی طرف پھینکا (تمہیں ساتھ لے کر چڑھائی کی) اس نے ایک تیر سر شکستہ پھینکا ہے جس کا پیکان ندارد ہے اور جو نشانہ پر بیٹھ کر بھی کارگر نہیں ہو سکتا) خدا کی قسم میں نے ایسے عالم میں صبح کی ہے کہ نہ تمہارے قول کی تصدیق کر سکتا ہوں نہ مجھے تمہاری نصرت اور مدد کی تمنا ہے اور نہ میں تمہارے (تمہاری جماعت پر بھروسہ کرکے) دشمن کو ڈرا سکتا ہوں (افسوس) یہ تمہاری کیا حالت ہے۔ تمہیں کیا مرض لاحق ہو گیا ہے تمہارے اس مرض کی کیا دوا ہے۔ دشمن اور مخالف بھی تو تم ہی جیسے انسان ہیں (تمہاری مردانگیوں کو کیا ہو گیا) کیا تمہارا قول علم و اعتقاد سے خالی ہے؟ کیا فسق و فجور میں غرق ہو کر غافل ہو گئے ہو کیا تمہیں کسی خلاف حق امر میں کسی قسم کی طمع ہے (خدا کی معصیت اور گنہگاری میں کسی نفع کی امید رکھتے ہو)

کلام جناب امیر علیہ السلام

قتل عثمان کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں اگر میں اس کے قتل کا حکم دیتا تو البتہ میں قاتل تھا، اور اگر میں اس فعل سے منع کرتا تو اس (عثمان) کا ناصر و مددگار تھا (میں بالکل علیحدہ ہوں مجھے اس سے ذرا بھی علاقہ نہیں اور میری طرف سے کسی قسم کا امر و نہی اس کے بارے میں صادر نہیں ہوئی) لیکن پھر بھی اس کا یار و مددگار یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس شخص نے اس کی مدد نہ کی جس میں میں بہتر ہوں (مراد یہ ہے کہ اس کے یار و انصار و مددگار مثل مروان اور دیگر چند اراذل بنی امیہ اپنے آپ کو مدد نہ کرنے والوں پر ترجیح نہیں دے سکتے جن میں امیر المومنین علیہ السلام اور دیگر

[1] زمانۂ جاہلیت میں تیروں اور پیالوں کے ساتھ قمار بازی کا ایک طریقہ تھا ۱۲۔

اصحاب شامل ہیں اور جن کی بزرگی مسلّم ہے) اور جس شخص نے اس کی مدد نہیں کی وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے بہتر شخص نے اس کی مدد کی ہے (پس بنابراتفاق ناصرین اس کے مدد نہ کرنے والے نصرت کرنے والوں سے بہتر تھے اور اس کی مدد میں کسی قسم کی اچھائی ہی نہ تھی جو کوئی اسے اختیار کرتا) اب میں اس کے امر کو (اپنے کلام میں) تمہارے لئے جمع کرنے والا ہوں (ظاہر کرتا ہوں) جسے اس نے اپنی خلافت میں اختیار کیا اور بہت بُرا اختیار کیا اور اب تم اس پر جزع فزع کر رہے ہو اور یہ امر تمہارے لئے نہایت ہی برا ہے اور ایسے کارہائے بد کو اختیار کرنے والے اور (ایسے رباطل طریقہ پر) جزع فزع کرنے والے کے لئے پروردگار عالم کا حکم (بروز جزا) ظاہر ہونے والا ہے۔

کلام جناب امیر علیہ السّلام

جنگ جمل میں جب طرفین سے صف بندی ہو چکی اس وقت حضرت نے عبداللہ ابن عباس کو زبیر کے پاس بھیجا کر اُسے اطاعت امیر المومنینؑ کی طرف توجہ دلائے اور یہ کلمے ارشاد فرمائے طلحہ سے ہرگز ملاقات نہ کرنا اگر اس سے ملے تو اسے اس بیل کی مثال پاؤ گے جس کے سینگ کانوں کے برابر ہوتے ہوئے لپشت کی جانب مڑے ہوئے ہوں (جو کوئی اس کے پاس جاتا ہے وہ اُسے آزار دینے کے درپے ہو جاتا ہے اور اس طلحہ کی یہ کیفیت ہے وہ شتر سرکش پر سوار ہے اور پھر اسے مطیع اور سبک رفتار بیان کرتا ہے۔ ہاں زبیر سے ملنا کیونکہ وہ ایک نرم طبیعت آدمی ہے۔ اس سے کہنا کہ تیرے ماموں کے بیٹے نے تجھے پیغام دیا ہے کہ تو نے حجاز میں تو میرا حق پہچانا (میری بیعت کی) اور عراق میں آکر منکر ہو گیا۔ تجھے کس چیز نے اس سے منحرف کر دیا جو تجھ سے ظاہر ہو چکا ہے (کس لئے بیعت توڑ ڈالی)

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

ایہا الناس ہم نے آنکھ کھول کر دنیا کو ظالم و جابر اور زمانے کو کفران نعمت کرتے ہوئے دیکھا ہے (یہ ایسا زمانہ ہے) جس میں محسن اور نیکوکار بدکار شمار کیا جاتا ہے اور ظالم اس زمانہ میں کبر و نخوت کو زیادہ کرتا ہے۔ ہم اس زمانہ میں اپنے علم سے منتفع نہیں ہو سکتے (کیونکہ وہ عمل سے خالی ہے) اور نہ ہم اس چیز کی ماہیت دریافت کرتے ہیں جس سے ہم جاہل ہیں (اس زمانہ میں عالم عمل سے اور جاہل طلب علم سے خالی ہیں) جب تک کوئی حادثہ اور سانحہ ہم پر نازل نہ ہو جائے ہم اس سے خوف ہی نہیں کرتے اب (تمہیں جاننا چاہیئے کہ) طبقۂ انسان چار قسموں پر منقسم ہے کچھ تو وہ لوگ ہیں جن کے مال کی کمی ان کی کم فہمی بے عقلی اور ان کے نفوس کی ذلت انہیں فساد

فی الارض سے روک رہی ہے یہ لوگ رئیسان ملک ومملکت ہیں اور طلب دنیا کے لئے طرح طرح کے حیلے کر رہے ہیں مگر نہ صلاحیت کے ساتھ بلکہ بروجہ فساد ان کا شغل یہی ہے کہ زمین خدا میں تحصیل مال وجاہ کے لئے فساد برپا کریں (مگر دغا و فریب سے حاصل شدہ مال کی کمی. نفس کی خواری اور مکر و زور پیدا کرنے کے لئے بلید الذہنی فساد سے روکے رہتی ہے) کچھ ایسے نفوس ہیں جن کی تلواریں میان سے باہر ہیں. ان کی شرارتیں علانیہ طور سے ظاہر ہو رہی ہیں وہ اپنے سواروں اور پیادوں کو جمع کر رہے ہیں ایسے شخصوں نے اپنے نفوس کو ملک و مال کی علامت قرار دے لیا ہے، دنیا طلبی میں محو ہیں اپنے دین کو اس دنیاوی مال ومتاع کے بدلے ہلاک کر دیا ہے جسے یا تو اپنے سواروں کی مدد سے حاصل کیا ہے (قتل و غارت کر کے) یا منبروں پر کھڑے ہو کر اور خطبے پڑھ پڑھ کے. اور یہ امر نہایت ہی بد ہے کہ دنیا کو اپنے نفس کی قیمت دیکھے (دنیا کے ہاتھ بک جائے) اور اس دنیا کو اس چیز کی قیمت قرار دے جسے پروردگار عالم نے تیرے لئے مقرر کیا ہے (کہ بہبودی آخرت وجنت ہے) اور بعض اشخاص ایسے ہیں جو عمل آخرت (عبادت) کے ذریعے سے دنیا کو طلب کرتے ہیں اور عمل دنیا کے ساتھ آخرت کو طلب نہیں کرتے. ایسے شخص نے سکون اور طمانیت کو اپنے لئے قرار دے لیا ہے. چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہے وہ اپنا دامن سنبھالے ہوئے اپنے آپ کو تکتے رہتا ہے. امین بننے کے لئے اپنے نفس کو زیور تقویٰ وصلاح سے متکلف و ریاکاری آراستہ کر رہا ہے اور خداوند عالم کی پردہ پوشی کو معصیت کا ذریعہ بنا رکھا ہے (یہ وہ لوگ ہیں جو رئیس ملت و شریعت ہیں ریاکاریوں کے ساتھ ریاست و بزرگی دنیا کے طالب ہیں اور کھلم کھلا ظلم وجور کے ذریعہ سے تحصیل ملک وجاہ نہیں کرتے) اب چوتھی قسم کے وہ انسان ہیں جنہیں پستی نفس اور عدم اسباب (امداد) نے طلب ملک ومال سے بٹھا دیا ہے (وہ بالکل بیکس اور بے پر ہیں ہاتھ پاؤں ہلا ہی نہیں سکتے) اور اس حالت نے انہیں ان کی حالتوں پر چھوڑ رکھا ہے. اب وہ قناعت کا زیور بتکلف پہن رہے ہیں. اور صاحبان زہد کا لباس نہایت ہی تکلف کے ساتھ زیب تن کئے جاتے ہیں. حالانکہ یہ ان کا تصنع ہی تصنع ہے ان کی رات کی خوابگاہیں اور دن کو آرام کرنے کے کمرے دنیا طلبی سے خالی نہیں رکھتے دنیا طلب ہیں شب و روز اسی کی فکر میں غلطاں پیچاں رہتے ہیں. مگر عصمت بی بی از بے چادری والا معاملہ ہے) اب ایک نہایت ہی قلیل گروہ اور بھی ہے اور اس کی یہ کیفیت ہے کہ ذکر معاد اور ہول قیامت نے (مال دنیا کی طرف سے) ان کی آنکھوں کو بند کر دیا ہے. محشر کے خوف سے ان کے آنسو رواں ہیں اس گروہ کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی اپنے وطن اور عزیزوں سے بچھڑ گیا ہو. خائف ہو. اور ٹوٹا ہوا دل اپنے پہلو میں رکھتا

ہو۔ خاموش ہو اور اس کی زبان پر مُہر لگا دی گئی ہو۔ دعا کرنے والا ہو مگر نہایت ہی خلوص اور اخلاص کے ساتھ اور ایک درد رسیدہ اور دکھے ہوئے دل کی طرح فریاد کر رہا ہو۔ آہ! یہ وہ مقدس گروہ ہے جو خوف اعدا کے سبب تقیہ کرنے سے بالکل بے قدر اور گمنام ہے۔ اور نگاہیں اسے نہایت ذلّت و خواری میں دیکھ رہی ہیں۔

آہ! یہ لوگ وہ ہیں جو آب شور و تلخ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کے مُنہ شکایت روزگار سے بند ہیں اور ان کے دل زخم زخم ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں نے وعظ اور نصیحتیں کیں یہاں تک کہ (زمانہ والوں کے بگوش توجہ نہ سننے سے) ملول ہوئے۔ یہ دنیا پرستوں سے مغلوب و مقہور ہو کر ذلیل و خوار ہو گئے، اور ان کی افراد پر یہاں تک شمشیریں رواں ہوئیں کہ اب بالکل ہی قلیل رہ گئے۔ اے لوگو! سزاوار ہے کہ دنیا اور آرائش دنیا تمہاری نگاہوں میں اس ثفل اور پھوک سے بھی زیادہ حقیر ہو جو چمڑے کو دباغت دینے کے بعد ببول کی چھال کا رہ جاتا ہے۔ اور تم دنیا اور مال دنیا کو اس اون، پشم سے بھی زیادہ ذلیل سمجھو جو قینچی کے ساتھ چینی جاتی ہے۔ تم اپنے گذشتہ بزرگوں کے حالات سے عبرت حاصل کرو (کہ وہ دنیا اور مال دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر کس حسرت و افسوس کے ساتھ چلتے بنے)، قبل اس کے کہ تمہاری آنے والی نسلیں تمہارے حال سے نصیحت حاصل کریں تم دنیا کو بالکل ترک کر دو۔ اس کی محبت نہایت ہی مذموم ہے اور اس دنیا نے اسی کو چھوڑا ہے۔ اسی سے بے وفائی اختیار کی ہے جس نے اُسے طلب کیا ہے اور اس کی دوستی کا دم بھرا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

جب حضرت اہل بصرہ سے معرکہ آرائی کے لئے تشریف لے چلے تو منزل ذی وقار میں جو بصرہ سے قریب ہے لشکر کا قیام ہوا، عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ آپ اپنی نعلین میں پیوند لگا رہے ہیں۔ میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ یا ابن عباس بھلا اس جوتے کی کیا قیمت ہے۔ میں نے عرض کی کچھ بھی نہیں اس کی قیمت ہی کیا ہو سکتی ہے۔ فرمایا قسم خدا کی اے ابن عباس تمہاری اس حکومت اور سلطنت سے مجھے یہ اپنی جوتی عزیز ہے۔ اگر کیا کروں میں حق کو قائم کرنے اور باطل کو دفع کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں پھر آپ خیمے سے باہر نکلے اور یوں گہر افشانی شروع کی۔

ایہا الناس! پروردگار عالم نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کو اس حالت میں مبعوث فرمایا جب عرب والوں میں سے کسی شخص نے کتاب (خدا) کو نہیں پڑھا تھا (کسی پر کتاب

الٰہی نازل نہیں ہوتی تھی اور کسی شخص نے اس کتاب کو حامل وحی سے نہیں پڑھا تھا۔ کیونکہ طائفہ عرب میں سوائے خاتم المرسلین کے کوئی صاحب کتاب نبی نہیں گذرا) اور نہ کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اب جناب رسالتمآبؐ نے ان لوگوں کو طریقہ مستقیم پر چلایا، یہاں تک کہ وہ اپنے مقام تک پہنچ گئے اور انہیں منزل نجات تک پہنچا دیا۔ اب ان کے تیرے سیدھے ہوئے اور ان کے متحرک اور لغزشیں کھلانے والے پتھر ساکن ہو گئے (وہ اپنے دشمنوں پر فتحیاب ہوئے اور خانہ کعبہ جو کفر و ضلالت کی طغیانیوں سے متزلزل ہو رہا تھا ساکن اور قائم ہو گیا) خدا کی قسم اس طریقہ حقہ کی طرف چلانے میں (رسول خدا صلعم کے) میں بھی شامل تھا یہاں تک کہ وہ سب کے سب مطیع ہو گئے اور میں عاجز نہیں ہوا اور مجھے کسی طرح کا خوف و بیم لاحق نہیں ہوا۔ اور یہ میرا موجودہ سفر بھی اسی سفر کے مانند ہے۔ بیشک اور البتہ میں (باطل کے) پردوں میں سوراخ کر دوں گا۔ اُسے پھاڑ ڈالوں گا یہاں تک کہ حق کا جلوہ اس کے پہلو سے ظاہر ہو جائے گا۔ ہاں مجھے کون سا امر طلب حق سے باز رکھ سکتا ہے اور قریش کی طاقت کیا ہے جو میری اطاعت نہ کریں۔ قسم خدا کی میں نے اس وقت ان سے جنگ کی ہے جب وہ کافر تھے اور اب پھر ان سے مقاتلے کے لئے تیار ہوں جبکہ وہ (مال دنیا اور آرائش شیطانی پر) مفتون اور فریفتہ ہو گئے ہیں اور بے شک جیسا کہ میں کل (پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں) ان کا مصاحب اور مالک تھا آج بھی مجھے وہی حق حاصل ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

یہ خطبہ حضرت نے اہل شام پر چڑھائی کرنے کی ترغیب دینے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

افسوس! میں تمہاری وجہ سے نہایت تنگدل ہو گیا ہوں، اور تمہیں ملامت کرتے کرتے بھی اندوہناک ہو رہا ہوں۔ کیا تم آخرت کی زندگی کے بدلے حیات دنیا پر راضی ہو؟ کیا تم رضامند ہو کہ تمہاری ذلتیں عزتوں کی جانشین ہو جائیں۔ آہ! جب میں تمہیں تمہارے دشمن سے جہاد کرنے کے لئے طلب کرتا ہوں تمہاری آنکھیں اس طرح پھر جاتی ہیں گویا تم موت کی سختیوں میں مبتلا ہو اور تم پر سکرات اور جانکنی کی غفلتیں اور بیہوشیاں طاری ہیں۔ اور تم میری باتوں کا جواب دینے میں ایسے متحیر اور متردد ہو گویا تمہارے قلب مختل العقل اور دیوانے ہو گئے ہیں۔ اور تم بالکل ہی لا یعقل ہو۔ افسوس راتوں کا تغیر تمہیں میرے نزدیک ثقہ اور معتمد نہیں ثابت کر سکتا (کبھی تم پر اعتماد نہیں ہو سکتا) اور تم ہرگز وہ رکن اور سپاہی نہیں ہو جنہیں دشمن کی طرف توجہ دلائی جائے۔ تم وہ گروہ ہی نہیں ہو کہ دشمن کے مقابلے میں تمہاری طرف احتیاج کا منہ پھیرا جائے۔ آہ! تمہاری مثال بالکل ان اونٹوں کی سی ہے جن کا ساربان ہلاک ہو جاتا ہے۔ جب وہ اونٹ ایک طرف سے جمع کئے جاتے ہیں تو وہ دوسری جانب سے پراگندہ

اور منتشر ہو جاتے ہیں قسم خدا کی تمہیں ساتھ لے کر لڑائی کی آگ بھڑکانی بہت ہی بری ہے۔ تم پر (لڑائی میں) دشمن کے مکر اور حیلے چل جاتے ہیں۔ اور تم ان کے لئے کوئی مکر و حیلہ نہیں کر سکتے۔ دشمن ہمیشہ تدابیر و اسباب جنگ میں مصروف رہتا ہے اور تم خواب خرگوش میں پڑے ہو۔ تمہارے اطراف و جوانب ناقص ہوئے جاتے ہیں (دشمن تمہارے گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کئے جاتا ہے) اور تمہیں بالکل غصہ نہیں آتا (تمہاری حمیتیں بالکل مٹ گئی ہیں) دشمن تمہاری طرف سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوتا اور تم ویسے ہی غافل اور تاخیر کرنے والے ہو۔ قسم خدا کی لڑائی میں پیٹھ دکھانے والے ہمیشہ مقہور و مغلوب ہوتے ہیں۔ قسم خدا کی مجھے بالکل گمان ہے کہ اگر لڑائی میں سختیاں درپیش ہوں اور بازار موت گرم ہو جائے تو تم (اپنے راس و رئیس اور امیر) علی ابن ابی طالب سے اس طرح جدا ہو جاؤ گے جیسے کوئی اپنے سر سے الگ ہو جاتا ہے (سر سے جدا ہونا گویا اپنی زندگی سے علیحدہ ہو جانا ہے ایسے ہی تم بھی حیات ابدی سے دور ہو جاؤ گے) قسم خدا کی جو شخص اپنی طرف دشمن کو راہ دیتا ہے (اس کا دفاع نہیں کرتا) وہ خود اپنے گوشت کو کھاتا ہے، خود اپنی ہڈیوں کو توڑتا ہے، اور خود اپنی کھال کو چیرتا ہے۔ بیشک ایسے شخص کی عجز و ناتوانیاں بہت عظیم ہیں۔ اور اس کا وہ دل نہایت ہی ضعیف ہے جس پر سینہ کی ہڈیاں لپٹی ہوئی ہیں۔ اے مخاطب اگر تو چاہتا ہے تو تو بھی (ویسا ہی بزدل اور جہاد سے جان چرانے والا) بن جا لیکن میں تو خدا کی قسم پر مشرفی[۱] تلواریں ایسی برساؤں گا کہ اس کے دماغ کی ہڈیوں کے پرخچے اڑ جائیں گے اس کے بازو اور قدم ٹوٹ ٹوٹ کر گر جائیں گے۔ پھر اس کے بعد منشائے الٰہی ظاہر ہو جائے گا۔ ایہا الناس! میرا تم پر حق ہے اور تم بھی مجھ پر حق رکھتے ہو۔ تمہارا حق تو مجھ پر یہ ہے کہ میں تمہیں نصیحت کروں۔ تمہارے مواجبات اور غنائم کو زیادہ کروں، تمہیں تعلیم دوں، تاکہ تم جاہل نہ ہو جاؤ تمہیں ادب سکھاؤں تاکہ تم اس پر عمل کرو۔ اور میرا حق تم پر یہ ہے کہ تم بیعت کو وفا کرو (اس پر قائم رہو) میرے سامنے اور میری غیبت میں میری نصیحتوں کو سنو۔ جب میں تمہیں بلاؤں، میرے پاس چلے آؤ اور جو تمہیں حکم دیا جائے اس کی اطاعت کرو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

جب جنگ صفین میں ناموافقت زمانہ سے عمرو عاص اور ابو موسیٰ اشعری حکم مقرر ہوئے اور عمرو عاص بدنہاد نے ابو موسیٰ جاہل کو فریب دیا اور حضرت کو کوفہ میں یہ خبر پہنچی اسی وقت آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا میں خداوند عالم کا شکر کرتا ہوں اگرچہ زمانہ نے ایک سخت سانحہ اور بزرگ حادثہ ظاہر کر دیا ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ خداوند عالم کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ اور کوئی دوسرا خدا اس کا شریک

[۱] مشارف الشام عرب میں کچھ دیہات ہیں نواح آباد ان کے متصل وہاں کی تلواریں مشہور ہیں ۱۲۔

اور ساتھی نہیں ۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ آلہ وسلم اس معبود کے بندے ہیں ۔ اس کے رسول ہیں ۔ اب اس حمد و صلوٰۃ کے بعد ایہا النّاس تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ناصح مشفق اور تجربہ کار عالم و عاقل کی نافرمانیاں اور مخالفتیں ہمیشہ حسرت پیدا کیا کرتی ہیں ، اور ان کے بعد ہمیشہ ندامت گریبان گیر ہوا کرتی ہے ۔ میں نے اس حکومت اور حکم بنانے میں تمہیں اپنے حکم کی اطاعت کا حکم دیا اور اپنی رائے کے خزانہ کو تمہارے لئے بالکل خالص کر دیا (اپنی تدبیروں کا خلاصہ اور لب لباب تمہارے سامنے پیش کر دیا) کاش قصیر[1] کے حکم کی اطاعت کی جاتی (کاش تمہیں میری اطاعت کی توفیق ہوتی) تم نے جفا کار مخالفین کی طرح میری اطاعت سے انکار کیا اور بیعت توڑنے والے گنہگاروں کی طرح مجھ سے پھر گئے حتیٰ کہ ناصح بھی اپنی نصیحتوں میں مشکوک ہو گیا اور چقماق بھی آگ دینے میں بخل کرنے لگا ۔ اب میری تمہاری وہی کیفیت ہو گئی جیسے برادر قبیلہ ہوازن نے کہا ہے میں[2] نے منزل منعرج اللوا میں تمہیں نصیحت کی اور نیک صلاح دی ۔ مگر تم نے اسے ظاہر و واضح نہ کیا یعنی اس نصیحت پر کاربند نہ ہوئے لیکن جب اگلے روز چاشت کے وقت اس کا فائدہ ظاہر ہوا تو اس وقت اس نصیحت کو یاد کرنے لگے ۔

---

[1] عرب میں جب کوئی شخص کسی کی نصیحت نہ مان کر ندامت میں گرفتار ہوتا ہے تو کہتے ہیں یطاع لقصیر کاش قصیر کی اطاعت کی جاتی ۔ اصل اس ضرب المثل کی یہ ہے کہ شاہان عرب میں سے ایک بادشاہ تھا جذیمۃ الابرش نام اس نے ملکہ زبا کے باپ بادشاہ جزیرہ کو کسی لڑائی میں قتل کیا اب کچھ روز بعد ملکہ نے فریب اور خدعہ کی راہ سے اسے اپنے نکاح کا پیغام دیا خدیمہ خوش ہو گیا اور اپنے تمام لشکر کو چھوڑ چھاڑ کر معدودے چند سواروں کو ساتھ لیکر جزیرہ کی طرف چلا آیا قصیر نامی ایک غلام اس کے ساتھ تھا اس نے بہت سمجھایا کہ اس طرح بے سر و سامان وہاں جانا مناسب نہیں کیونکہ ملکہ موصوفہ تجھ سے خون کی بھی دعویدار ہے ۔ اس نے ایک نہ سنی ۔ غرض جب جزیرہ میں پہنچا تو فوراً قتل کر دیا گیا ۔ اس کے قتل ہونے کے بعد اس غلام نے کہا لایطاع لقصیر امر ۔ قصیر کے مشورے کی پابندی اور اطاعت نہیں کی گئی ۔ اس وقت سے عرب میں یہ ایک ضرب المثل مشہور ہو گئی ۔ ۱۲۰

[2] یہ ایک قصیدہ کا شعر ہے ؎ امرتکم امری لمنعرج اللوی ؛ فلم تستبینوا النصح الّا ضحی الغد اس شعر کا مطلب متن میں بیان ہوا یہ قصیدہ درید نے اپنے بھائی عبد اللہ کے بارے میں تصنیف کیا تھا ۔ عبد اللہ مذکور بنی ہوازن کے ساتھ لڑکر بہت سی غنیمت لایا تھا ۔ لوٹتے وقت اس نے منزل منعرج اللوا میں ٹھیرنے کا ارادہ کیا ۔ اس کے بھائی نے کہا یہ امر حزم و احتیاط سے بہت دور ہے مبادا دشمن موقع پاکر چڑھ آئے اور غفلت کی حالت میں آپڑے ۔ اس نے نہ مانی اور وہیں قیام کیا ۔ اگلے روز چاشت کے وقت بنی ہوازن بہت سی جمعیت لیکر چڑھ آئے عبد اللہ کو قتل کر دیا ، مال و اسباب لوٹ لیا اور درید نے بہت سے زخم کھا کر وہاں سے رہائی پائی اس وقت یہ قصیدہ لکھا جس کا یہ ایک شعر ہے جس میں وہ بیان کرتا ہے

(بقیہ نوٹ آئندہ)

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

یہ خطبہ حضرت نے خوارج نہروان کو ڈرانے اور دھمکانے کی غرض سے ارشاد فرمایا ہے
میں تمہیں ڈراتا ہوں کہ تم اس حالت میں صبح کرو کہ تمہاری لاشیں اس نہر کے اطراف و جوانب میں پڑی ہوں اور تمہارے کشتے اس وادی کے درمیان خاک و خون میں لوٹ رہے ہوں۔ اور تمہاری یہ حالت ہو جائے کہ نہ پروردگار کی جانب سے تمہارے پاس گواہ و شاہد ہو اور نہ کوئی واضح دلیل تمہارا ساتھ دے (بلکہ حجۃ خدا تم پر تمام ہو چکی ہے کہ کس لئے حجۃ اللہ کی اطاعت اختیار نہ کی) سن لو تمہیں دار دنیا نے ہلاک کر دیا ہے اور تمہارے انداز و اور مقدار عمر نے تمہیں اپنے دام میں گرفتار کر لیا ہے میں نے تمہیں اس امر تحکیم سے منع کیا تم نے مخالفوں اور پیمان شکنوں کی طرح انکار کیا حتیٰ کہ (مجبوراً) مجھے بھی تمہاری خواہشوں پر اپنی رائے کو محمول کرنا پڑا۔ تمہارا گروہ خوب یاد رکھو ایک چھوٹے سے مغز والا اور نہایت ہی بے عقل ہے تمہارے لئے باپ نہوں میں شر اور حادثہ کو تمہاری طرف نہیں لایا ہوں۔ میں نے تمہارے ضرر کا ارادہ نہیں کیا ہے (تم خود اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال رہے ہو)

کلام امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسّلام

حضرت نے اپنے اوصاف حمیدہ اور درجات عالیہ کا ذکر فرماتے ہوئے خلائق کو نصیحت کرنے کے لیے یہ کلام بھی بمنزلہ خطبہ کے ارشاد فرمایا ہے، فرماتے ہیں میں اس وقت حکم خدا کی تعمیل کے لیے کھڑا ہو گیا جب تمام خلقت کسل و کاہلی میں مبتلا تھی۔ میں اس وقت شکر الٰہی میں رطب اللسان ہوا میں نے اس وقت کلام کیا جب سب کے سب تردد فی الکلام میں گرفتار تھے۔ میں نے اس وقت ظہور کیا جب سب کے سب حالت اختفا میں تھے۔ میں ظلمات (امکانی) سے اس وقت نور احدی کے ساتھ گذرا ہوں جب تمام خلقت ظلمات (امکانی) میں استادہ تھی ہمارے ہی سبب سے لوگ قائم بامر خدا ہوئے ہیں۔ ہمارے ہی وسیلہ سے خدائے تعالےٰ کی حمد و شکر کرنے لگے ہیں۔ ہمارے ہی طفیل سے ظاہر ہوئے ہیں اور ہمیں سے ہدایت کی راہ ملی ہے۔ اور ہماری ہی وجہ سے تمام خلق اولین و آخرین ظلمات امکانی سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کہ میں نے مشفقانہ نصیحت کی تھی مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا اور پھر اگلے روز چاشت کے وقت اس نصیحت کا فائدہ انہیں معلوم ہو گیا۔ اسی کی تمثیل دے کر حضرت بیان کرتے ہیں کہ تم نے جنگ میں میری نصیحت نہ سنی میں لاکھ کہتا رہا کہ عمرو عاص کے فریب میں نہ آؤ جو مصنوعی قرآنوں کو نیزوں پر بلند کر رہا ہے اور محاکمہ کی خواہش ظاہر کئے جاتا ہے۔ مگر تم اپنی ضد پر قائم رہے۔ اس کی بات کو قبول کر لیا جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا ۱۲۰ سطہ یہ ایک بدونا ہے "لا ابا لکم" ۱۲

باہر نکلی ہے۔ تمام عوالم عقلی و نفسی و طبعی میں ہمیں السّابقون الاوّلون ہیں جن کا ذکر کلام مجید میں آیا ہے اور ہمارے ہی سردار کے لئے لولاک لما خلقت الافلاک کا زرّیں تاج تجویز ہوا ہے) میری آواز سب سے زیادہ خفی تھی (یعنی خاضع و خاشع ترین مردم تھا ہر عالم میں) مگر ہر آفاق میں بلحاظ فوقیت و بلندی سب سے اعلیٰ اور بلند تھا۔ اب میں عنانِ قدرت و توانائی مجاہدہ و محاربہ فی سبیل اللہ کے ساتھ اڑا۔ اپنے مقام سے نہایت ہی سبک روی کے ساتھ جنبش کی اور اس میدان ریاضت کے ہاتھ بک جانیوالوں میں بالکل تنہا اور خالص رہ گیا (اور وہ بہشت کا اعلیٰ درجہ حاصل کر لیا جو سابقین کے لئے خداوند تعالےٰ نے مقرر کیا ہے۔ اس کا حصہ میرے لئے مختص کر دیا اور میں اس کے واسطے خاص ہو گیا) میں اس مجاہدہ میں اس پہاڑ کی طرح قائم رہا جسے نہ کوئی درختوں کو توڑ دینے والی تیز و تند ہوا جنبش دے سکتی ہے۔ نہ آندھیاں اسے اس کی جگہ سے ہلا سکتی ہیں۔ کسی شخص کو میری عیب گیری کی قدرت ہی نہ تھی (کیونکہ مجھ میں کوئی عیب ہی نہ تھا جسے کوئی بیان کرتا) نہ کسی کہنے والے کی یہ مجال تھی کہ میری غیبت کے لئے زبان کھولے (مجھ میں بدی کا کوئی دھبہ ہی نہ تھا کمال وجودیت نے امکانیت کے نقص و عیب کو اس طرح مغلوب و مقہور کر لیا ہے کہ اب اس کا اثر بھی ظاہر نہیں ہوتا گویا میں نقص و عیب کا مبدا ہی نہیں، پھر کیونکر کوئی شخص میرا عیب بیان کر سکتا ہے) ہر ایک ذلیل میرے نزدیک عزیز ہے تا اینکہ میں اس کے غیر سے اس کا حق لے لوں اور ہر ایک قوی میرے نزدیک ضعیف ہے حتیٰ کہ مستحق کا حق اس سے دلا دیا جائے (ہر وہ شخص جو اپنی قوت غضبیہ کا پابند ہو کر کسی کا حق چھین رہا ہے۔ میری عقل اور میری عدالت اسے مقہور و مغلوب کر سکتی ہے) ہم رضائے الٰہی کے پابند ہو کر اس قضا پر راضی ہیں اور ہم نے اس کے حکم کو (بسر و چشم) تسلیم کیا ہے (اور ہم بدون شائبہ شرک کے) اس حکم کو اسی سے مختص سمجھتے ہیں۔ اب پیغمبرؐ کی وفات کے بعد جو ہم نے جہاد میں اور احقاق حق میں تاخیر کی اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ اغیار اس کے مستحق ہیں اور ہمیں وہ حق نہیں پہنچتا۔ بلکہ یہ رضا بمقتضائے الٰہی کا معاملہ تھا۔ کیا تو گمان کرتا ہے کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بہتان باندھ رہا ہوں۔ کیا میں معاذ اللہ دروغ کو ان کی طرف نسبت دے رہا ہوں (اپنے آپ کو ان کا خلیفہ بلافصل ثابت کرنا اور مطابق وحی خدا اپنے تقرر خلافت کا اظہار رسول اللہ کا بارہا اس کی تشریح کرنا یہ معاذ اللہ حضرت پر اتہام نہیں اور میں ان پر جھوٹ نہیں بول سکتا (کیونکہ) قسم خدا کی میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے رسول کی تصدیق کی ہے اور اب میں کیونکہ اس کا اول تکذیب کرنے والا ہو سکتا ہوں (اور یہ اسی صبر و رضا کا پرتو ہے کہ وفات رسولؐ کے بعد) جب[1] میں نے اپنے امور پر نظر کی تو ناگاہ میں نے

[1] بعض شارحین کا یہ بھی قول ہے کہ یہ فقرہ کلام سابقہ کا تتمہ معلوم نہیں ہوتا بلکہ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

دیکھا کہ میرا خدا کی اطاعت کرنا اپنے لئے بیعت لینے سے مقدم ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

شبہہ کو شبہہ اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ حق کے مشابہ اور مماثل ہے (باطل حق کے ساتھ اسی وقت مشابہ ہوتا ہے کہ جب کسی قسم کی مشابہت اور مماثلت پائی جائے) اور اسی وجہ سے ضعیف العقول اور نادان لوگ اسے حق سمجھ لیتے ہیں۔ اور جب یہ مقدمہ معلوم ہو گیا۔ اب خلافت باطلہ خلافت حقہ سے بالکل علیحدہ ہو گئی۔ کیونکہ ان دونوں میں کسی قسم کی مشابہت ہی نہیں جیسا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے قد تبین الرشد من الغی ضلالت سے ہدایت بہت ہی واضح اور روشن ہے۔ اب اس مقدمے کے معلوم ہو جانے کے بعد جاننا چاہیئے کہ اولیاء اللہ (جو صاحب خلافۃ حقہ ہیں) کی ضیا اور روشنی (اس خلافت میں) یقینی ہے (سائل کو ان کے احکام و مسائل کا یقین کلی ہو جاتا ہے اور کسی طرح کا شک اس میں باقی نہیں رہتا) اور ان کی دلالت (رہبری) ہمیشہ ہدایت کی طرف ہوتی ہے لیکن اعداء اللہ ان کا (امر خلافت میں دعوی کرنا صریحاً ضلالت ہے۔ اور وہ ضلالت کی ہی طرف لیجاتے ہیں) اب تم یہ سمجھ لو اور یقین کر لو کہ میں ولی خدا ہوں میں تمہیں جہاد کی طرف دعوت دے رہا ہوں (جو یقیناً سبیل ہدایت ہے) اب جو شخص (جہاد) میں موت سے ڈرتا ہے۔ اسے موت سے کسی حالت میں نجات نہیں مل سکتی۔ اور جو شخص بقا کو دوست رکھتا ہے وہ دنیا میں کبھی باقی نہیں رہ سکتا۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

مقام عین التمر میں مالک ابن کعب حضرت کا عامل رہتا تھا۔ اس کے پاس کل تیم سو سوار تھے نعمان ابن بشیر سردار معاویہ نے دو ہزار سواروں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ مالک موصوف نے وہاں سے بھاگ کر حقیقت حال کو حضرت کے روبرو بیان کیا۔ آپ نے یہ سنکر تمام لوگوں کو طلب کیا اور تمام واقعہ سُنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بجائے خود ایک کلام ہے جو حضرت نے قوم کی طرف سے جہاد میں تساہل اور کسل دیکھ کر شکایۃً یہ فرمایا ہے کہ قوم کے لئے میری اطاعت میری بیعت سے مقدم ہے (کیونکہ جب تک اطاعت نہ ہو بیعت متحقق نہیں ہو سکتی) اور جب اطاعت نہیں پائی جاتی تو گویا شرط اس کی معدوم ہے۔ اس صورت میں جہاد کرنا بے فائدہ اور فضول ہے۔ نزدیک ہے کہ میں خلقت کو اسی گمراہی پر چھوڑ دوں لیکن جب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی ہدایت کا عہد مجھ سے لیلیا گیا ہے کہ میں انکو صراط مستقیم دکھاؤں جب کسی قدر بھی شرط کا وجود پایا جائے گو بالکمال نہو تو لابد میں جہاد کو اختیار کرتا ہوں اگرچہ فائدہ کلی حاصل نہو اب اگر قوم میں زندہ دلی ہو اور وہ نجات کے رستوں کو پیش نظر رکھے اپنی تکلیف پر کاربند ہو تو میں اپنے عہد کو کلیۃً پورا کر سکتا ہوں جس میں انہیں کیلئے دنیا و آخرت کی بہبودی اور بھلائی ہے (۱۲)

سنا کر مدافعہ کی طرف توجہ دلائی۔ الکوفی لا یرقی مشہور ہی ہے صرف چند آدمی حضرت کی اطاعت پر آمادہ ہوئے، آپ کو بہت ملال ہوا اور کوفہ والوں کو مخاطب کر کے فرمایا میں ایسے آدمی پر مبتلا ہوں۔ جو میرے حکم کی اطاعت نہیں کرتا اور نہ وہ جواب دیتا ہے جب میں اسے بلاتا ہوں تمہارے لئے باپ نہوں تم اپنے پروردگار کے دین کی مدد کرنے کے لئے کس چیز کا انتظار کر رہے ہو۔ کیا تمہارے پاس کوئی بھی ایسا دین نہیں ہے جو تمہیں (جہاد کے لئے) جمع کرے؟ کیا تم میں ذرا بھی حمیت اور غیرت نہیں جو تمہیں خشمناک کر سکے۔ میں تم میں کھڑا ہوا مدد کے لئے فریاد کر رہا ہوں اور واغوثاہ وامدداہ کہہ کہہ کر تمہیں آواز دے رہا ہوں۔ نہ تم میرے قول کو سنتے ہو نہ میرے حکم کی اطاعت کرتے ہو۔ یہاں تک کہ بدانجامیوں کے امور ظاہر ہو جائیں (ان امور کا انجام بد ظاہر ہو جائے) پھر تم سے اس اپنے خون کی حفاظت کا سوال نہ ہوگا اور کوئی مقصود تمہیں حاصل نہ ہو سکے گا۔ میں نے تمہیں تمہارے بھائیوں کی امداد کے لئے بلایا تم نے (اس دعوت کا انکار کرتے ہوئے) ایسی سخت اور درشت آواز نکالی جیسے سینہ پر زخم کھانے والا اونٹ آواز نکالتا ہے۔ تم اپنی جگہ سے حرکت کرنے میں ایسے سست اور ضعیف ہو گئے جیسے زخمی پشت والا اونٹ ناتوان ہو جاتا ہے۔ تم میں سے ایک تھوڑی سی ایسی ضعیف پست اور مضطرب سپاہ میری مدد کے لئے آمادہ ہوئی گویا وہ موت کی طرف ہانکی جا رہی ہے اور وہ اپنی موت کا نظارہ کر رہی ہے۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

جنگ صفین کے بعد جب معاملۂ حکمین قرار پایا اور حضرت نے کوفہ کی طرف مراجعت فرمائی اس وقت ایک گروہ لشکر سے نکل گیا اور اسی گروہ کو خارجی کہتے ہیں۔ یہ لوگ صحرائے کوفہ کی طرف چلے گئے جسے صحرائے حرور کہتے ہیں اور وہاں جا کر پکارنے لگے کا حکم الا اللہ ولو کرہ المشرکون الا ان علیاً و معویۃ اشرکا فی اللہ یعنی خدا کے سوا اور کسی کے لئے حکم نہیں ہے اگرچہ مشرکین اکراہ کریں خبردار ہو جاؤ کہ علیؑ و معاویہ دونوں کے دونوں مشرک ہو گئے جنہوں نے امارت و حکومت کا ادعا کرتے ہوئے امر حکمین قرار دیا جب حضرت کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا کہ ان کا یہ قول کا حکم الا اللہ ولو کرہ المشرکون بالکل سچ ہے مگر اس سے امر باطل کا ارادہ کیا گیا ہے اور فرمایا آدمیوں کے لئے سوائے اس کے چارہ نہیں ہے کہ ان پر کوئی امیر اور رئیس مقرر ہو اب خواہ وہ شخص نیکو ہو جس کے زمانۂ امارت میں مومن اپنی آخرت کے لئے عمل کرے گا اور خواہ وہ امیر اور رئیس بدکار اور فاجر ہو اس کے عہد میں کافر مال دنیا سے متمتع ہوگا اور اس امارت میں خداوند عالم مرگ اور اجل کو پہنچا دیتا ہے (یعنی یہ بہت جلد فنا ہو جاتی ہے) اور اسی امیر کے سبب سے مال غنیمت و خراج

جمع ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ دشمن سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔ اسی کی وجہ سے رستے امن پذیر ہوتے ہیں اور قوی (ظالم) سے ضعیف (مظلوم) کا حق لیا جاتا ہے (یہ وہ فوائد ہیں جو بدیہی ہیں اور بغیر امیر اور رئیس کے قائم نہیں رہ سکتے اور نظام عالم کے لئے امیر اور رئیس کا ہونا ضروری اور لابدی ہے) حتیٰ کہ امیر نیکوکار کے عہد میں مومن آسائش پاتا ہے (کافر کو اس عہد میں آرام نہیں مل سکتا) اور امیر فاجر کے عہد میں مطلقاً آسائش وآرام موجود ہے (خواہ کوئی شخص ہو مومن ہو یا کافر کیونکہ اس عہد میں مومن بھی اپنے امر معاش کی طرف سے مطمئن رہتا ہے اگرچہ اعمال معاد میں زحمت اور مشقت ہوتی ہے۔ اور فاجر کی آسائش تو فاجر کے زمانے میں ظاہر ہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ امیر و رئیس کے بغیر تو خلقت کو کسی حالت میں چارہ ہی نہیں۔ اب اگر امیر نیکوکار اور متقی ہو تو اس کی وہ کیفیت ہوتی ہے اور فاجر کے زمانہ کی یہ حالت ہے۔

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت نے خوارج کا یہ قول لا حکم الا اللہ سنا تو فرمایا میں تمہارے باب میں حکم خداوندی کا منتظر ہوں اور ارشاد ہوا نیکوکار امیروں کے عہد میں متقی اور مومن عمل آخرت بجا لاتا ہے اور فجّار کے زمانہ میں شقی اور بدبخت دمالی دنیا سے متمتع ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی مدت قطع ہوتی ہے اور موت گریباں گیر ہو جاتی ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

بے شک وفا اور ایفائے وعدہ صداقت اور راستی کی ہمزاد ہے میں کسی سپر کو نہیں دیکھتا ہوں جو وفائے عہد سے زیادہ (شر و نقصان سے) حفاظت کرنے والی ہو۔ وہ شخص کبھی بے وفائی۔ بدعہدی اور غدر نہ کرے گا جس کے سامنے مرجع (آخرت) کی تکلیفیں موجود ہوں۔ افسوس! ہم نے ایسے زمانے میں صبح کی ہے جس میں اکثر ارباب زمانہ اس مرض میں مبتلا ہو کر اسی (غدر و بیوفائی) کو زیرکی اور دانائی سمجھ رہے ہیں (جیسے کہ معاویہ۔ عمرو عاص و مغیرہ بن شعبہ وغیرہ) اور جاہل لوگ ان مکار اور غادر لوگوں کو حسن تدبیر اور خوبی رائے کی طرف نسبت دے رہے ہیں ان کے لئے اس امر میں نفع کیا ہے خدا انہیں قتل کرے (تاکہ لوگ ان کے دغدغہ اور فریب سے نجات پا جائیں) جو شخص امور کائنات کی مکاریوں اور تقلب سے آگاہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ مکر و حیلے کے کیا کیا طریقے ہیں مگر وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ پروردگار عالم اس سے مانع ہے وہ اس کی ممانعت کرتا ہے اس لئے وہ خود دانستہ اس طریقہ کو ترک کرتا ہے جس پر اسے کافی قدرت حاصل ہے اور جس شخص کے لئے منہیات دین میں کسی قسم کی تنگی نہیں۔ وہ ممانعت الہٰی کی پروا نہیں کرتا۔ وہ اس فریب اور خدعہ کی فرصت کو غنیمت سمجھتا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

ایّہا النّاس! دو چیزیں بڑی خوفناک ہیں جن کا تمہاری طرف سے مجھے خوف لاحق ہے۔ اول تو یہ کہ حرص وہوا کے پنجوں میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ دوسرے یہ کہ کہیں تمہاری آرزوئیں دراز اور طویل نہ ہو جائیں خوب سمجھ لو۔ ہوا و ہوس کا اتباع امر حق سے روکتا ہے۔ اور امیدوں کی درازیاں آخرت کو بھلا دیتی ہیں۔ خبردار ہو جاؤ دنیا اور اس کی لذتیں دنیا والوں سے نہایت سرعت اور تیزی کے ساتھ روگردانی کر رہی ہیں اور کسی شخص کی دنیا باقی نہیں رہتی مگر مثل اس ظرف شراب کے جس میں سے پی پلا کر باقی تلچھٹ رہ گئی ہو اور اب اس میں حسرت و ندامت کے سوا کوئی اور چیز نظر نہ آتی ہو) آگاہ ہو جاؤ آخرت تمہارے سامنے ہے ان دونوں (دنیا و آخرت) میں سے ہر ایک کے لئے چند پسر ہوتے ہیں پس تم آخرت کے پسر ہو جاؤ اور ابنائے دنیا نہ بنو کیونکہ ہر ایک بیٹا قیامت کے دن اپنی ماں کے ساتھ ملحق ہونے والا ہے خوب جان لو! آج کا دن عمل کا دن ہے روز حساب نہیں اور کل (قیامت) کا دن یوم حساب ہوگا نہ کہ روز عمل۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

جب حضرت نے جریر بن عبد اللہ بجلی کو معاویہ کو قاصد بنا کر بھیجا تو لوگوں نے قرائن سے معلوم کر کے خدمت میں عرض کی کہ معاویہ مطیع نہ ہوگا، آپ اہل شام سے جنگ کرنے کے لئے مستعد ہو جائیے حضرت نے فرمایا میں بھی جانتا ہوں مگر بے شک اہل شام سے لڑائی کے لئے میرا مستعد اور آمادہ ہو جانا حالانکہ میرا قاصد جریر ان کے پاس موجود ہے گویا ان لوگوں کے لئے در حجت کو بند کر دینا ہے اور گویا میں اہل شام کو اگر وہ خیر و اطاعت کا ارادہ بھی رکھتے ہوں ان کے ارادوں سے روک رہا ہوں (میں تو اہل شام کے لئے در حجت کھول رہا ہوں تاکہ انہیں پھر کلام کی گنجائش نہ رہے) لیکن جس قدر وقت کہ میں نے جریر کے لئے مقرر کیا ہے وہ اس کے گذرنے کے بعد بھی وہاں نہیں ٹھیر سکتا مگر ہاں یا تو معاویہ اسے فریب دے کر قید کر لے یا وہ نافرمان ہو جائے لہذا ابھی تو میری رائے توقف کی ہے (جب تک جریر کا حال معلوم نہ ہو جائے) اب تم بھی توقف اور آرام کرو۔ ہاں میں تمہاری تیاری جنگ کو برا اور مکروہ نہیں سمجھتا (تم شوق سے تیاریاں کرو لیکن ابھی چڑھائی نہیں ہو سکتی اور اندرونی طور پر آمادہ رہو) کیونکہ میں نے اس امر اور تدبیر کی ناک اور آنکھ کو گھس لیا ہے (میں نے قرائن احوال سے استنتام کر لیا ہے اور اصل حقیقت میری نگاہوں میں آچکی ہے) میں نے اس کے ظاہر و باطن کو اچھی طرح الٹ پلٹ کر دیکھ لیا ہے (اس کشمکش میں) مجھے دو ہی باتیں نظر آتی ہیں یا تو قتال اور لڑائی یا کفر

(چونکہ دوسرا نتیجہ یعنی کفر مجھ سے ہو نہیں سکتا۔ اب تم سمجھ لو کہ میں لڑائی اور جہاد کے لئے مستعد ہوں) اور یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ عثمان اس امت پر والی وحاکم تھا اس نے دین اسلام میں طرح طرح کی بدعتیں احداث واختراع کیں۔ لوگوں کو اس پر طعن کرنے کا موقع ملا اور وہ طعنہ زنی کرنے لگے حتےٰ کہ اس سے انتقام لیا اور اس کی حالت کو متغیر کر دیا۔ اور اسے قتل ہی کر ڈالا۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

ایک دفعہ بنی ناجیہ خوارج کے ساتھ اتفاق کر کے نافرمانی کرنے لگے۔ یہ سب کے سب نصرانی تھے۔ اور آپ کے سایہ حکومت میں امن چین کے ساتھ گزران کرتے تھے۔ جب یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے معقل ابن قیس کو دو ہزار سواروں کا افسر مقرر کر کے ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کر دیا معقل مذکور نے انہیں دریائے فارس پر جا لیا۔ لڑائی ہوئی، ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہوئے اور تقریباً پانچ سو آدمی اسیر ہوئے اور معقل مذکور انہیں لئے ہوئے اس مقام پر پہنچ گیا جہاں وہ حضرت کی طرف سے عامل تھا وہاں پہنچ کر ان اسیروں نے مصقلہ ابن ہبیرہ شیبانی سے رہائی کی درخواست کی اس نے ان قیدیوں کو پانچ لاکھ درہم میں خرید کر آزاد کر دیا اور وعدہ کیا کہ میں یہ قیمت اس قدر مدت کے اندر ادا کر دوں گا۔ معقل نے یہ کیفیت حضرت کی خدمت میں لکھ دی۔ آپ اس وقت کے منتظر رہے۔ جب مدت گذر گئی اور قیمت پہنچنے میں دیر ہوئی تو حضرت نے مصقلہ کو لکھا یا تو قیمت بھیج ورنہ خود حاضر ہو۔ وہ حاضر ہوا دو لاکھ درہم تو پیش کر دیئے اور باقی کے لئے مہلت طلب کی اور مہلت ملتے ہی معاویہ کی طرف بھاگ گیا۔ اس وقت حضرت نے فرمایا خدا مصقلہ کا برا کرے۔ اس نے کام تو سرداروں اور بزرگوں کا سا کیا (قیدیوں کو خرید کیا) مگر غلاموں کی طرح (اپنے مولا سے) بھاگ نکلا۔ مدح کرنے والوں کی زبان کھلی ہی تھی کہ انہیں خاموش کر دیا اپنے مداح اور وصف کرنے والے کی تصدیق بھی نہ کی تھی کہ انہیں اپنی سرزنش اور توبیخ پر آمادہ کر لیا اگر وہ قائم رہتا اور نہ بھاگتا ہم اس سے اسی قدر قیمت لیتے جو اسے میسر تھی اور اس کے مال و دولت کے وافر ہو جانے کا انتظار کرتے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور تعریف کا وہی پروردگار سزاوار ہے جس کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں جس کی نعمت سے کوئی شے خالی نہیں جس کی بخشش اور مغفرت سے کسی کو یاس نہیں۔ جس کی عبادت سے کوئی شے تکبر اور اکراہ نہیں کرتی وہ پروردگار جس کی رحمتیں زائل نہیں ہوتیں جس کی نعمتیں مفقود نہیں ہو سکتیں ایہا الناس تم سمجھ لو کہ دنیا وہ سرائے ہے جو عنقریب فنا ہونے والی ہے اور اس کے ساکن اس سے باہر ہونے

والے ہیں۔ اہل دنیا کے نزدیک یہ ایک شیریں اور سبز چیز ہے۔ یہ اپنے طالب کے لئے تعجیل کرتی ہے اور بہت جلد اس کی طرف پہنچائی جاتی ہے (حالانکہ اس کی عجلت ہی فنا کی دلیل ہے مگر طالب اس کی بقا اور ہمیشگی کا خیال کرتا ہے) لیکن ناظر اور صاحب بصیرت کے دل میں اس کی طراوتیں اور سبزہتیں مشتبہ ہیں۔ تم نہایت عمدہ توشہ اور زاد (آخرت) لیتے ہوئے اس سے گذر جاؤ اس سے بقدر کفاف ہی سوال کرو اور تم اپنی منزل پر پہنچنے سے زیادہ اس سے طلب ہی نہ کرنا۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

جب حضرت جہاد کے لئے عازم شام ہوئے تو فرمایا پروردگار امیں مشقت و محنت سفر حزن و اندوہ واپسی سفر اور خلقت کی اہل اور نفس اور مال میں بد نظری سے تیری طرف پناہ لے جاتا ہوں پروردگارا سفر میں تو ہی مالک ہے اور تو ہی میرے اہل و عیال پر خلیفہ ہے (تیرے ہی بھروسہ پر چھوڑے جاتا ہوں) اور تو ہی ان کا حامی و حافظ ہے اور یہ ہر دو صفتیں تیرے سوا کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتیں۔ کیونکہ جو خلیفہ ہوتا ہے وہ مصاحب نہیں ہوسکتا اور جو مصاحب ہوتا ہے۔ وہ خلیفہ نہیں ہوسکتا (تو ایام سفر میں میرا بھی مصاحب یعنی مالک ہے۔ اور میرے اہل و عیال کا بھی خلیفہ ہے یعنی محافظ یہ دونوں صفتیں ایک ہی وقت میں بندے کی ذات میں جمع نہیں ہوسکتیں یہ تیرے ہی لئے سزاوار ہیں)

کلام امام ہمام علیہ السّلام

کوفہ کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے اے سرزمین کوفہ گویا میں تیرے ساتھ قائم اور استادہ ہوں اور تو بازار عکاظ[۱] کے چمڑے کی طرح کشیدہ ہو رہی ہے (ارباب جور کے تصرف کی طرف اشارہ ہے) تو حوادثات نازلہ کے سبب سے پسی جا رہی ہے۔ اور گویا تو زلزلوں پر سوار ہے (تو متحرک ہو رہی ہے تجھے ایک حالت پر قرار نہیں) اور بیشک میں جانتا ہوں کہ جس ظالم و جابر نے تجھ سے بدی کا ارادہ کیا اسے پروردگار نے (ہلاکت میں) مبتلا کر دیا۔

خطبہ حضرت امیر علیہ السّلام

شام کی طرف سفر فرماتے وقت حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ حمد اور سپاس اسی خداوند حقیقی کیلئے سزاوار ہے جب تک کہ رات کی تاریکیاں ظاہر و پوشیدہ ہوں اور جب تک ستارے چمکتے اور غروب

---

[۱] حوالی مکہ میں ایک بازار تھا جہاں کا چمڑا بہت مشہور تھا۔ ۱۲۔

ہوتے رہیں۔ بیشک تعریف اور حمد کا مستحق وہی خلاق ہے جس کے انعام مفقود نہیں ہوتے۔ اور جس کے افضال کسی سے مشابہت نہیں رکھتے۔ اس حمد و سپاس کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے اپنے دو لشکروں کو (جو مقدمۃ الجیش ہیں) روانہ کر دیا ہے اور انہیں حکم دیدیا ہے کہ وہ فرات کے کنارے پر قیام کریں جب تک میری طرف سے کوئی دوسرا حکم نہ پہنچے۔ اب میری صلاح یہ ہے کہ آپ[۱] فرات سے گذرتے ہوتے میں مسلمانوں کے اس گروہ کی طرف جاؤں جو دجلہ کے سواحل پر آباد ہے اہل مدائن سے ملوں ان کو دشمن کے مقابلہ کے لئے تمہارے ساتھ تیار کروں اور ان کی طاقتوں کو تمہاری امداد کے لئے آمادہ کروں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

حمد اور تعریفیں اسی خلاق عالم کو زیبا ہیں جو پردہ ہائے اختفا میں پوشیدہ ہے اور آثار ظاہرہ کی علامتیں اس (کے وجود) پر دلالت کر رہی ہیں۔ چشم بینا[۲] اُسے دیکھ نہیں سکتی (اس کے جلوے اس میں سما نہیں سکتے) اب وہ آنکھ جس نے افراط نور کے باعث اسے نہیں دیکھا اس کو زیبندہ نہیں کہ وجود خالق کا انکار کرے (کیونکہ وہ اس کے آثار ظہور کو دیکھ رہی ہے) اگرچہ اس کے نور کے دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتی اور وہ دل جس نے اس کی علامات ظاہر کو پہچان لیا ہے اسے طاقت نہیں کہ اس کا نظارہ کر سکے (کیونکہ وہ اس کے نور کے دیکھنے سے حقیقتاً معذور ہے۔ وہ اپنی بلندی اور برتری میں سبقت کر رہا ہے اور کوئی شے اس سے اعلیٰ اور برتر نہیں ہو سکتی۔ وہ قریب سے قریب ہے اور کوئی شے اس سے زیادہ نزدیک اور اقرب نہیں ہو سکتی۔ اس کی بلندی نے مخلوقات میں سے کسی شے کو اس سے دور نہیں کر دیا (بلندی اور برتری درمیان مخلوقات و خالق بُعد پیدا نہیں کر سکتی بلکہ مخلوق کو اس سے زیادہ نزدیک کر رہی ہے) اور نہ اس کے قرب نے مخلوق کو اس کے ساتھ ایک مکان میں مساوی کر دیا ہے (سبحان اللہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہے اور پھر قریب ہے۔ نزدیک سے نزدیک ہے اور پھر بلند ہے) عقلیں اور دانائیاں اس کی صفات کی کنہہ اور تہ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ کوئی عقل اس کا احاطہ نہیں کر سکتی اور (پھر باوجود اس کے) کوئی شے اس کی معرفت سے انہیں (عقلوں کو) مانع نہیں ہے۔ وہ خدا جس کے وجود کی علامتیں اس کے موجود ہونے پر شہادت دے رہی ہیں اور منکر سے منکر اور دہریے کا قلب بھی اقرار کر رہا ہے۔ خالق کو مخلوق سے (ذات و صفات میں) مشابہت دینے والوں

---

[۱] حضرت نے اس موقع پر "نطفہ" فرمایا ہے۔ جس سے آپ صاف فرات مراد لی ہے سید رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ عجیب و غریب عبارت ہے اور فصحا اس تعبیر اور استعارے میں متعجب نظر آتے ہیں۔ ۱۲

[۲] رویت کے معتقدوں کو سمجھنا چاہیے ۱۲۔

اور منکروں۔ نیچریوں کے اقوال (خرافات) سے اس کی ذات بہت بلند اور نہایت ہی بالاتر ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

بیشک فتنہ وفساد کی پیدائش حرص وہوا کی پیروی اور ان احکام کے باعث ہوتی ہے جو خلاف شرع (وساوس شیطانی میں گرفتار ہوکر) ایجاد واختراع کئے جاتے ہیں۔ کتاب خدا تو ان بدعتوں اور گمراہیوں کی مخالفت کررہی اور وہ لوگ جنہیں دین الٰہی سے سروکار نہیں ان (احکام خلاف شرع اور حرص وہوا) کی متابعت کررہے ہیں۔ اگر باطل حق کی آمیزش سے علیحدہ ہوجاتا طالبین پر راہ خدا پوشیدہ نہ رہتی اور اگر حق لباس باطل سے علیحدہ اور خالص رہتا تو معاندین کی زبانیں خلاف حق گفتار سے قطع ہوجاتیں۔ لیکن پروردگار عالم نے خلقت ابو البشر آدم میں یہ بات رکھ دی ہے کہ اس میں کچھ تو حق ہو (جو علیین کی طینت ہے) اور کسی قدر باطل ہو (جو طینت سجّین ہے) یہ دونو باتیں خلط ملط ہورہی ہیں۔ اب اولیاء شیطان (محبان شیطان جو سجّین کی طینت رکھتے ہیں) پر تو شیطان قبضہ کرلیتا ہے اور وہ لوگ اس سے نجات پاجاتے ہیں جن کے لئے پروردگار کی طرف سے نیک خصلت نے سبقت کی ہے (جو لوگ احکام خدا اور عقل کے پابند ہیں) جن میں علیین کی طینت غالب ہے۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

جنگ صفین میں جب معاویہ کے لشکر نے فرات پر قبضہ کرکے آپ کی فوج پر پانی بند کردیا اس وقت حضرت نے فرمایا۔ دشمن کے لشکر نے تم سے لڑائی کا طعام طلب کیا ہے (تم پر پانی روک رہا ہے اور قتل وقتال پر آمادہ ہے) اب یا تو تم اسی ذلت وخواری پر قائم رہتے ہوئے تاخیر کرتے رہو اور لڑائی نہ کرو۔ یا اپنی تلواریں سونت لو اور ان کی پیاس دشمن کے خون سے بجھاتے ہوئے خود بھی آب فرات سے سیراب ہوجاؤ۔ یہ خوب سمجھ لو کہ اگر تم دشمن سے مقہور اور مغلوب ہوکر جئے تو یہ زندگی عین موت ہے۔ اور اگر دشمن پر مظفر ومنصور ہوتے ہوئے مرگئے تو یہ عین حیات ہے (اگر جہاد کرتے ہوئے مرجاؤ تو حیات ابدی تمہارے لئے موجود ہے اور جہاد سے منہ پھرا کر جینے میں چند روزہ حیات دنیا تو سمجھ لو مگر آخرت میں خسارہ اور نقصان ہی نقصان نظر آتا ہے) آگاہ رہو معاویہ نے ایک گمراہوں کی جماعت کو اکٹھا کرکے نیکی کی رستے ان پر مخفی اور پوشیدہ کردیئے ہیں۔ اور ان گمراہوں کے حلقوم کو موت کے تیروں کا نشانہ بنا رکھا ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

آگاہ ہوجاؤ دنیا گذر رہی ہے اور اپنے گزرنے کا اعلان کررہی ہے۔ وہ اپنے معروف کا

انکار کر رہی ہے وہ کسی کے ساتھ احسان اور نیکی کے ساتھ پیش نہیں آتی اور نہایت ہی سرعت اور تیزی کے ساتھ پشت پھرا رہی ہے۔ آہ! یہ دنیا اپنے باشندوں کے لئے فنا کی قبریں تیار کرتی ہوئی اپنے ہمسایوں کو بھی جو اس کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں موت کی طرف کھینچ رہی ہے۔ اس دنیا کی لذتیں آخرت میں نہایت ہی تلخ ہیں۔ اور اس کی صاف و شفاف شرابیں وہاں بالکل دُردآمیز اور مکدر سمجھی جاتی ہیں اس دنیا کی کوئی شے باقی نہیں رہتی مگر یا تو ہاتھوں کے دھوون کی مانند اور یا اس جرعہ کے مثل جو کہ حالت سفر میں پانی کم ہو جانے کے وقت پانی تقسیم کرنے والے پیالے میں باقی رہ جاتا ہے۔ اگر کوئی تشنہ اور پیاس کا مارا ہوا ان دونوں چیزوں کو پئے تو اپنی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ یہی حالت دنیا کی ہے بندگان خدا! تم اس گھر سے کوچ اور رحلت کا ارادہ کرو جس کے مکینوں کے لئے زوال اور نیستی مقدر ہو چکے ہیں۔ دیکھو کہیں دنیا کی آرزوئیں اور خواہشیں تم پر غالب نہ ہو جائیں۔ اور تم اپنی مدت عمر کو طویل اور دراز نہ سمجھ بیٹھو۔ قسم خدا کی اگر تم اپنے بچے سے علیحدہ ہونے والی ماں کی طرح فریاد کرو اور قمری کی طرح صداؤں کو بلند کرو اور تم اسی طرح تضرع اور زاری میں مشغول رہو جیسے رہبان اور گوشہ نشین مصروف رہتے ہیں اس کی قربت میں درجات عالیہ کو تلاش کرتے ہوئے یا ان گناہوں کی معافی طلب کرتے ہوئے جنہیں کراماً کاتبین نے لکھ لیا ہے اور تمام ملائکہ و پیغمبران پر شاہد ہیں۔ تم اپنے مال، اپنی اولاد سے درگذر کرو اور خدا کی طرف رجوع ہو جاؤ تو یہ تمام باتیں اس چیز کے سامنے بالکل حقیر اور قلیل ہیں جس کے ثواب کی میں تمہارے لئے امید کرتا ہوں اور جس کے عذاب سے تم پر خوف کر رہا ہوں۔ قسم خدا کی اگر تمہارے قلب پگھل جائیں، اشکوں کے عوض خون جاری ہو اور تمہاری آنکھیں اس حالت کے مشاہدے کی تاب نہ لا سکیں پھر تم اسی حالت سے دنیا میں زندہ رہو جب تک بھی دنیا باقی ہے پھر بھی تمہارے اعمال اگرچہ تم کتنی ہی کوشش کرو اور جد و جہد میں کوئی بات اٹھا نہ رکھو کبھی ان عظیم الشان نعمتوں کے مقابل نہیں ہو سکتے کہ جو پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہیں اور کبھی اس احسان سے مساوات کا مرتبہ نہیں رکھ سکتے جو ہدایت اور ایمان کی راہ دکھا کر تم پر کیا گیا ہے۔

عید قرباں کا ذکر فرماتے ہوئے قربانی کی نسبت ذکر فرمایا ہے اور قربانی کے جانور کے لئے یہ امر بھی لازمی ہے کہ اس کے کان اور آنکھ اچھی طرح دیکھ لئے جائیں (کان کٹے ہوئے نہ ہوں آنکھوں میں کوئی عیب نہ ہو) اگر آنکھ اور کان سلامت ہیں تو قربانی کا جانور سالم ہے اور ناقص نہیں ہے اور اگر اس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو اور مذبح کی طرف چلنے سے اپنے پاؤں کو کھینچے اور لنگڑا ہو تو وہ قربانی کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

(جنگ صفین کے بارے میں میرے سامنے لوگ آ کر اس طرح ایک دوسرے پر ہجوم کرتے ہوئے

تھے (اور اس قدر ہجوم کر رہے تھے) جیسے اپنے مقام پر وارد ہو کر پیاسے اونٹ جنہیں ساربان نے رہا کر دیا ہو اور ان کے زانو کی رسیاں کھول دی ہوں (حتّٰی کہ اس اژدہام کو دیکھ کر) میں یہ گمان کرتا تھا کہ یہ لوگ یا تو مجھے قتل کر ڈالیں گے، یا آپس میں کشت و خون ہوگا اور ایک دوسرے کو قتل کرے گا۔ اب میں نے بھی اس آنے والے واقعہ کے ظاہر و باطن کو اچھی طرح الٹ پلٹ کر دیکھا، اسی فکر میں میری نیند بھی اڑ گئی۔ مگر میں نے اپنے لئے سوائے اذیں کوئی وسعت نہ دیکھی اس کے سوا کوئی چارہ ہی نظر نہ آیا کہ یا تو (معاویہ والوں سے) قتال کروں یا ان احکام کا منکر ہو جاؤں جنہیں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں۔ نظر بریں امور جنگ کی مزاولت اور ممارست میرے نزدیک عذاب کے سہہ لینے سے بہت آسان تھی اور دنیا کی سختیاں اور شدتیں آخرت کے شدائد سے سہل تر تھیں۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

جنگ صفین میں جب آپ نے اپنے اصحاب کو باوجود بار بار اذن طلب کرنے کے لڑائی کی اجازت نہ دی اور یہ معاملہ طول پکڑ گیا تو بعض جہال نے یہ افواہ اڑائی کہ امیر المومنینؑ شاید عاجزی کی وجہ سے اور مرگ کو مکروہ اور برا سمجھ کر اپنے اصحاب کو اجازت نہیں دیتے یا حضرت کو شک واقع ہو گیا ہے کہ یہ لڑائی موافق حکم الٰہی ہے یا نہیں۔ حضرت نے یہ اقوال سنے تو فرمایا لیکن تمہارا یہ قول کہ لڑائی میں اس قدر تساہل موت سے کراہت کرنے کی وجہ سے ہے قسم خدا کی مجھے کچھ بھی خوف نہیں ہے کہ میں موت کے اندر داخل ہو جاؤں یا موت میری طرف چلی آئے۔ اب تمہارا یہ مقولہ کہ مجھے اہل شام کے معاملہ میں شک ہے خدا کی قسم میں کسی دن لڑائی سے باز نہیں رہتا مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی گروہ ہمارے ساتھ ملاقی ہو کر ہدایت پا جائے اور جہالت کی تاریکیوں سے میری روشنی ہدایت کی طرف چلا آئے (یہ تمام تساہل اسی وجہ سے ہے کہ شاید اب بھی مخالفین کچھ سمجھیں اور شاید اس توقف میں کسی گمراہ کو ہدایت نصیب ہو) کیونکہ یہ ہدایت میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے کہ میں اس گمراہ گروہ کو اسی ضلالت کے عالم میں قتل کر دوں (میں تو یہی طمع رکھتا ہوں) اگرچہ وہ گروہ اپنے گناہوں کی طرف رجوع کرنے والا ہے (نافرمانیاں ان کے خمیر میں داخل ہو چکی ہیں)

کلام امام ہمام علیہ السّلام

ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے باپ بھائی بیٹوں اور اعمام کو قتل کرتے تھے اور (دن بدن) یہ امر ہمارے لئے ایمان و تسلیم و رضا کو زیادہ کرتا تھا۔ راہیں ہمارے لئے روشن ہوتی تھیں۔ اور ہم شدت درد و الم میں صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے جہاد کی جد و جہد میں مصروف

رہتے تھے۔ ایک آدمی ہماری طرف سے نکلتا تھا ایک دشمن کی طرف سے وہ دونوں ایک دوسرے پر اس طرح نعرے مارتے ہوئے حملہ کرتے تھے جیسے نر گھوڑے یا نر اونٹ اور ان دونوں میں ہر ایک اپنے مدمقابل کو موت کا پیالہ پلا دیتا تھا اس حالت میں کبھی تو دشمن پر ہم غالب ہو جاتے تھے اور کبھی دشمن کا غلبہ ہو جاتا تھا جب پروردگار نے ہماری سچائی اور راستی کو آزما لیا تو ہمارے دشمن کے لئے ذلت اور شکست نازل فرمائی اور ہمارے واسطے فتح و نصرت حتیٰ کہ اسلام قائم اور برقرار ہو گیا اس کا حلقوم زمین پر ٹک گیا اور اس نے اپنے وطن (لوگوں کے دلوں میں) میں گھر کر لیا مجھے اپنی عمر کی قسم اگر ہم بھی امر جہاد میں یوں ہی کاہلی اور کسل کو راہ دیتے جیسے کہ تم دے رہے ہو تو کبھی (خانہ) دین کے لئے ستون اور رکن نہ ہوتا اور باغ ایمان کی شاخیں کبھی ہری بھری نہ ہو سکتیں۔ قسم خدا کی تم اپنی گردن کی رگوں میں سے خون نکال رہے ہو۔ اپنے نفس کو ندامت اور پشیمانی کا تابع کئے لیتے ہو (کیونکہ اگر تمہاری یہی حالت انکار جہاد قائم رہی تو تم خود اپنا خون بہاؤ گے اور دشمن سے مغلوب اور مقہور ہو کر پشیمانی اور ندامت اٹھاؤ گے)۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

حضرت نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے یقیناً میرے بعد تم پر ایک شخص غالب ہوگا جس کا حلقوم کشادہ ہوگا اس کا شکم بہت بڑا ہوگا جس چیز کو پا جائے گا کھا لے گا اور جو چیز میسّر ہوگی اُسے طلب کرے گا تم اسے قتل کر ڈالنا مگر تم اسے قتل نہیں کر سکو گے (یہ از قسم اخبار غیب ہے اور اس پیٹو کے تعین میں ارباب سیر و تاریخ مختلف ہیں کیا تعجب ہے یہ معاویہ ہو۔ کیونکہ جب سے رسول خدا نے بد دعا فرمائی کبھی اس کا پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ کہہ دیا کرتا تھا کہ بس اب یہ خوان اٹھا لو گو میرا پیٹ نہیں بھرا مگر کھاتے کھاتے تھک گیا ہوں اور اسی نے بدعت سب و دشنام جاری کی۔ اغلباً حضرت کا اشارہ اسی طرف ہے جیسا کہ فقرہ آئندہ سے اس کی توضیح ہوتی ہے)

خبردار ہو جاؤ وہ تم کو مجھے سب و شتم اور مجھ سے بیزاری کرنے کے لئے حکم دے گا۔ لیکن سب و شتم خیر تم (تقیۃً) اس پر عامل ہونا کیونکہ یہ امر میرے لئے درجات عالیہ اور تمہارے لئے (اس کے شر و فساد سے) نجات کا سبب ہے۔ اب رہی بیزاری قلبی۔ برائت۔ تبرا۔ تم ہرگز مجھ سے بیزاری نہ کرنا کیونکہ (میری ولایت و محبت تمام اعتقادات و عبادات کی شرط ہے اور) میں فطرۃً دوسروں کو اسلام سکھانے کے لئے پیدا ہوا ہوں۔ میں نے ایمان اور ہجرت کی طرف سبقت کی ہے (میں بالذات مومنین کے ایمان اور ہجرت پر مقدم ہوں جو وہ خدائے تعالیٰ کی

طرف کرتے ہیں۔ کیونکہ میری تولا ان کے اعتقادات و عبادات کے لئے شرط ہے اور اسی تولا کی وجہ سے یہ راہ خدا پر چل سکتے ہیں)

کلام امام ہمام علیہ السّلام

جنگ صفین میں معاملہ تحکیم پر خوارج نے کہا کہ آپ نے اس معاملہ میں خطا کی اور (معاذاللہ) کفر اختیار کیا۔ آپ نے اپنے کفر کی شہادت دیتے ہوئے توبہ کیجیئے ان کے جواب میں حضرت نے فرمایا تم پر عذاب الٰہی کی آندھیاں چڑھ آئیں اور اب کوئی تم میں نخل کی اصلاح کرنے والا باقی نہ رہا۔ کیا خدا پر ایمان لانے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ جہاد کرنے کے بعد اپنے نفس کے لئے کفر کی شہادت دوں اور اگر میں ایسا کروں تو بیشک میں گمراہ ہوں۔ اور راہ (ہدایت) پالینے والوں میں سے نہیں ہوں۔ تم لوگ نہایت بُرے طریقہ پر دین سے برگشتہ ہو گئے اور اپنی ایڑیوں پر پلٹتے ہوئے رجعت قہقہری کر گئے۔ آگاہ رہو! تم یقیناً میرے بعد نہایت ہی پستی۔ ذلت، شمشیر قاطع اور عالم ناخوشی سے ملاقات کرو گے اور آئندہ ظالم و جابر ان باتوں کو تم سے اخذ کریں گے۔ اور یہ امور بدکرداری سنت قرار پا جائیں گے۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

جب حضرت خوارج سے جنگ کرنے کے لئے چلے تو رستے میں خبر ملی کہ مخالف کا لشکر نہروان کے پل کو عبور کر چکا ہے۔ حضرت نے فرمایا ان کی قتل گاہ نہر فرات کے قریب ہے قسم خدا کی ان کے دس آدمی قتل سے نجات نہیں پائیں گے اور تمہارے دس آدمی بھی قتل نہ ہوں گے پھر مخبر سے ارشاد فرمایا کیا تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ عرض کی بیشک۔ ارشاد ہوا قسم خدا کی انہوں نے عبور نہیں کیا ان کے قتل کا مقام نہر کے اس طرف ہے۔ پھر ایک دوسری جماعت نے حاضر ہو کر یہی عرض کی حضرت نے پھر یہی فرمایا اور بذات خود اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے سوار ہوئے۔ اس وقت ملاحظہ کیا کہ تمام خوارج نے اپنی تلواروں کے نیاموں کو توڑ دیا ہے گھوڑوں کو پے کر دیا ہے اور مرنے مارنے پر آمادہ ہیں چنانچہ لڑائی شروع ہوئی۔ جماعت خوارج سب قتل ہو گئی صرف نو آدمی زندہ بچے اور حضرت کے اصحاب میں سے فقط آٹھ آدمی شہید ہوئے حضرت کا یہ خبر دینا بھی از قبیل معجزہ و کرامت ہے۔

کلام امام علیہ السلام

جنگ خوارج کے بعد حضرت کی خدمت میں یہ خبر پہنچائی گئی کہ یا امیرالمومنین قوم خوارج کل قتل ہوگئی تو فرمایا قسم خدا کی[۵۱] یہ بات نہیں جو تم کہہ رہے ہو ابھی تو ان کے نطفے مردوں کی پشت اور عورتوں کے رحم میں موجود ہیں جب ان کا کوئی بزرگ نمودار ہوگا وہ ہلاک اور قتل ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کی آئندہ نسلیں چور اور لوگوں کو برہنہ کرنے والی ہوں گی۔

پھر خوارج کے بارے میں ارشاد ہوا ہے

خوارج کو میرے بعد قتل نہ کرنا کیونکہ جو شخص حق کو طلب کرنے میں خطا کر جائے وہ اس سے بہتر ہے جو باطل کو طلب کرے اور وہ اسے حاصل ہو جائے (باطل سے مراد معاویہ اور اس کے اصحاب ہیں جو بغیر استحقاق کے خلافت کے طالب تھے اور ریاست باطلہ کی مسندوں پر بیٹھے تھے) اور خوارج ریاست اور خلافت کے خواہشمند نہ تھے بلکہ وہ خلیفۂ برحق کے مطیع تھے۔ مگر شیطان کے اجتہاد باطل نے انہیں گمراہ کر دیا اور وہ جہالت کی وجہ سے اس میں گرفتار ہو گئے گویا معاویہ اور اصحاب معاویہ خوارج سے بھی زیادہ گمراہ اور ضلالت میں گرفتار ہیں۔

کلام امام علیہ السلام

بعض اصحاب نے حضرت کو خبر دی کہ ابن ملجم وغیرہ آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور وہ وقت فرصت میں اچانک آپ پر حملہ کریں گے۔ اس وقت حضرت نے فرمایا۔ پروردگار کی ایک (دشمن کے غدر و مکر کو) روکنے والی سپر میری حفاظت کر رہی ہے۔ جب میری موت کا وقت آجائے گا تو وہ علیحدہ ہو جائے گی مجھے موت کے سپرد کر دے گی اس وقت اجل کا تیر خطا نہ کرے گا اور اس کا زخم مندمل نہ ہوگا۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

آگاہ ہو جاؤ دنیا وہ مکان ہے جس کے رہنے والوں کو اسی میں رہ کر اس کے عذاب و عقاب سے سلامتی حاصل ہو سکتی ہے (اعمال صالحہ اور توبہ و استغفار دنیا ہی میں ہو سکتے ہیں) کیونکہ دنیا دار العمل ہے

---

[۵۱] گروہ خوارج کے باقی رہنے کی نسبت حضرت نے خبر دی ہے کہ قرناً بعد قرن ان کا ظہور ہوگا۔ زمین میں فتنہ و فساد بپا کریں گے۔ قتل و قتال کریں گے اور کشتہ ہو جائیں گے چوری اور ڈاکہ زنی اور بٹ ماری ان کا پیشہ ہوگا۔ چنانچہ وہ نو آدمی جو جنگ نہروان میں بچ رہے تھے مختلف شہروں کی طرف بھاگ نکلے اور وہاں جا کر اپنے مذہب کی ترویج شروع کی جن کی تفصیل کتب تواریخ میں مذکور ہے

اور وہ شے جو اسی دنیا کے لئے حاصل کی جائے کبھی نجات نہیں دے سکتی۔ یہ دنیا دار الامتحان ہے۔ اسی دنیا میں اچھی طرح گرفتار کرکے لوگوں کا امتحان لیا جا رہا ہے۔ اب جن لوگوں نے دنیا میں سے اسی کی آسائشوں کو حاصل کیا ہے وہ ان سے خارج کر دیئے جائیں گے۔ ان آسائشوں سے علیحدہ ہو جائیں گے اور ان کے حاصل کرنے پر ان سے حساب لیا جائے گا اور جنہوں نے دنیا میں اس کے غیر (آخرت) کے لئے کچھ کمایا ہے وہ کمائی (دنیا سے علیحدہ ہونے کے بعد) انہیں پہنچا دی جائیگی اور وہ ان کے لئے قائم رہے گی۔ بے شک دنیا عقلمندوں کے نزدیک شاخص[۱] کے سائے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ جسے ابھی تو نے پھیلا ہوا دیکھا تھا اور ابھی بالکل فنا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

بندگان خدا! خدا کے عذاب سے ڈرو۔ تقویٰ اختیار کرو اور اعمال خیر کے ساتھ اپنی موت کی طرف عجلت کرو (موت آنے سے پہلے اعمال خیر میں کوشش کرو تاکہ مرنے کے بعد نیکوکاروں اور متقیوں کے دفتر میں تمہارا نام لکھا جائے) وہ چیز جو تمہارے پاس سے زائل ہو جانے والی ہے اس کے عوض وہ شے خرید کرو جو تمہارے لئے باقی رہے گی۔ تم کوچ کرو اور کوچ کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ اس میں دیر نہ کرو کیونکہ بحکم خدا تمہاری فطرت ہی تمہیں رحلت پر آمادہ کر رہی ہے تم موت کے لئے بالکل تیار اور مستعد ہو جاؤ جس کا سایہ تم پر چھایا ہوا ہے۔ تم وہ قوم ہو جاؤ جو آواز دینے اور پکارنے سے بہت جلد بیدار ہو جاتی ہے۔ تم خوب جان لو دنیا تمہارا (اصلی) گھر نہیں تم اس کو تبدیل کر ڈالو (اعمال دنیا کی عوض اعمال آخرت بجا لاؤ) کیونکہ پروردگار عالم نے تمہیں عبث اور فضول پیدا نہیں کیا ہے اور تمہیں یوں ہی مہمل طریقہ پر نہیں چھوڑ دیا۔ تم میں کسی شخص اور بہشت و دوزخ کے درمیان نازل ہونے والی مدت کے سوا کوئی حد فاصل نہیں۔ تمہاری عمر اور بقا کی مسافت جسے ایک ایک لحظہ فنا کئے دیتا ہے اور ایک ایک ساعت اسے منہدم کر رہی ہے بے شک تقلیل مدت کی ہی سزاوار ہے اور ہم میں سے غائب ہو جانے والا جسے لیل و نہار کی نت نئی گردشوں نے منزل تک پہنچا دیا ہے، اسی قابل تھا کہ بہت جلد اپنی منزل پر پہنچ جائے کیونکہ الحق لیل و نہار نہایت ہی تیز روی کے ساتھ جا رہا ہے اور جو شخص (دنیا میں آکر نیک بختی و سعادت پر فائز ہوتا ہے یا بدبختی اور شقاوت کی طرف قدم بڑھاتا ہے وہ بہترین آمادگی کا مستحق ہے (اسے حوادثات زمانہ سے بچنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے) اور موت ہی ان حوادثات سے نجات دینے والی ہے اور عمدہ تیاری اور آمادگی یہی ہے کہ نیکیوں کی طرف رجوع کی جائے۔ جو بدکاریوں

[۱] شاخص بمعنی مسافر اور زوال آفتاب کو پہچاننے کا آلہ۔ ۱۲

کی اذیتوں کو دفع کرنے والی ہیں۔ جو شخص اپنے نفس کو نصیحت کرتا ہے توبہ کی طرف اقدام اور پیش دستی کرتا ہے اپنی خواہشوں کو مغلوب کرتا ہے وہ بندہ اپنے آپ کو پروردگار کے مواخذہ سے بچا لیتا ہے اور دوسرے کی یہ حالت ہے کہ بے شک موت اس کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے اس کی خواہشیں اور امیدیں فریب دے رہی ہیں شیطان اس پر موکل ہے جو معصیتوں اور نافرمانیوں کو مزین کرتا ہوا اسے ان کے ارتکاب پر آمادہ کرتا ہے توبہ کو بھلاتا ہوا تاخیر میں مبتلا کر دیتا ہے اور پھر وہ بندہ بے خوف ہو کر گناہ میں مصروف ہوتا ہے۔ شیطان اسے اسی حالت میں قائم اور برقرار رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اچانک اور عین غفلت کے عالم میں پیغام اجل پہنچ جاتا ہے۔ میں ہر ایک اس غافل کی حالت پر کس قدر تعجب ناک حسرت و افسوس کرتا ہوں جس کے لئے اس کی عمر ایک حجۃ و برہان ہے وہ اس مدت میں سعادت اور نیک بختی حاصل کر سکتا ہے (اور پھر نہیں کرتا) یہاں تک کہ اس کا زمانہ اسے بدبختی اور شقاوت کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ ہم سوال کرتے ہیں کہ پروردگار عالم ہمیں اور تمہیں ان شخصوں میں سے بنا دے جن کی نعمتیں انہیں تکبر اور طغیان میں مبتلا نہیں کرتیں اور کوئی دنیاوی (فائدہ) اور نفع انہیں عبادت پروردگار سے باز نہیں رکھ سکتا اور نہ جن کو موت کے بعد پشیمانی اور ندامت حاصل ہوتی ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور سپاس اُسی خدا کے لئے مختص ہے جس پر کسی حالت اور کسی صفت نے سبقت نہیں کی وہ آخر ہونے سے پہلے اول اور باطن ہونے سے قبل ظاہر تھا (اس کا کسی صفت سے متصف ہونا کسی دوسری صفت کے ساتھ متصف ہونے پر مقدم نہیں) ہر ایک وہ شے جسے اس پروردگار کے علاوہ[1] واحد کہا جا سکے قلیل ہے اور اس پروردگار کے ماسوا جو کوئی عزیز اور صاحب شوکت و قدرت ہے وہ ذلیل ہے، ہر ایک قوی اس کے علاوہ ضعیف ہے اور اس کے سوا ہر ایک قادر اور توانا عاجز ہے اس کا غیر ہر ایک سننے والا بہت سی لطیف آوازوں کو نہیں سن سکتا۔ بہت ہی بزرگ اور بلند آوازیں اسے بہرہ کر سکتی ہیں اور بہت سی دور کی آوازوں سے اس کی قوت سامعہ محروم رہتی ہے اس کے ماسوا ہر ایک ناظر، بصیر اور دیکھنے والا بہت سے ہلکے ہلکے رنگوں اور لطیف لطیف جسموں کے دیکھنے سے نابینا ہے۔ اس کے علاوہ جو چیز ظاہر ہے وہ ظاہر ہے (ہر شخص اس کی حقیقت اور کُنہ کو جان سکتا ہے) اور اس کے سوا جو چیز پوشیدہ ہے

[1] وحدت کی دو قسمیں ہیں۔ عددیہ اور غیر عددیہ، وحدت غیر عددیہ خاص پروردگار عالم کے لئے مخصوص ہے اور وہی واحد حقیقی ہے۔ رہی وحدت عددیہ غیر خدا میں بھی پائی جاتی ہے۔

وہ پوشیدہ ہے لیکن اس کی نشانیاں عالم میں پھیل رہی ہے اس نے اپنی مخلوق کو نہ کسی قوت اور سلطنت کی زیادتی کے لیے پیدا کیا اور نہ زمانہ کے حوادثات دشوار کیلئے خوف سے ہر ایک شئے اس کی سطوت سے خائف ہے اپنی مخلوق کو کسی جوش دلانے والے بدمقابل کی استعانت کسی شریک کثیرالاعوان اور کسی نفرت کرنے والے کی ضد پر پیدا نہیں کیا مخلوقات اس کی تربیت کی ہوئی ہے خلقت کو اپنے رب مطلق ہونے کی وجہ سے پیدا کیا ہے اس نے چند ذلیل بندوں کو پیدا کیا (اور پھر انہیں عزیز بنا دیا۔ بے شک اسی کے لئے عزت ہے اور وہ رب العالمین ہے) اس نے کسی چیز میں حلول نہیں کیا اور نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اس چیز میں موجود ہے وہ کسی چیز سے دور نہیں اور نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں چیز سے دور ہے۔ مخلوق کی ایجاد اور تدابیر ایجاد نے اسے ماندہ اور خستہ نہیں کیا۔ اسے تھکا نہیں دیا اور نہ کسی شے کے پیدا کرنے سے اسے عجز و ضعف لاحق ہوا ہے۔ اسے اپنے قضا و قدر میں شبہ اور شک واقع نہیں ہوتا بلکہ اس کی قضا یقینی ہے اس کا علم محکم ہے۔ اس کا علم لازمی اور استوار ہے۔ اس کے انتقام سے امید رحمت ہے (کیونکہ انتقام گناہوں سے پاک صاف کر دیتا ہے) اس کی نعمتوں سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ دنیاوی نعمتیں حقیقت میں بلائیں اور امتحان کی کسوٹیاں ہیں۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

جنگ صفین کے موقع پر ایک روز حضرت نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا اے گروہ اسلام تم خوف خدا کو اپنے لیے شعار اور پیراہن بنالو اور تسکین و آرام کو اپنی طرف کشش کرو (خوف خدا سے ڈرو، جہاد فی سبیل اللہ میں تساہل نہ کرو اور جہاد میں قائم و ساکن رہو) تم دانتوں سے دانت ملاتے ہوئے دشمن پر حملہ کرو۔ کیونکہ یہ حالت دشمن کی تلواروں کو مغز سر سے دور رکھتی ہے ظاہری اور کوتاہ و ناقص ذرہ کو تمام کرو، پھینک دو، ذو کل کی ذرہ پہنو اور شمشیروں کو کھینچنے سے پہلے نیاموں ہی میں جنبش دے لو جس سے جھنکار پیدا ہو جائے۔ دائیں بائیں کا خیال رکھتے ہوئے چاروں طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے نہایت سرعت کے ساتھ نیزہ بازی کئے جاؤ۔ دشمن کو تلواروں کی باڑھ پر دھر لو اور شمشیروں کو دشمن سے ملائے رہو۔ تم خوب جان لو کہ پروردگار کی مدد تمہارے ساتھ ہے۔ تم ابن عم رسول اللہ (روحی لہما الفدا) کے ماتحت ہو (دیکھتے کیا ہو دوبارہ دشمن پر پلٹ پڑو) لڑائی سے منہ نہ پھراؤ۔ بھاگنے سے حیا و شرم کرو کہ بدنامی اور ننگ اس کا انجام ہے اور روز حساب اس کے بدلے آگ نصیب ہوگی۔ اپنے نفس کو اسی کی خواہشوں سے خوش کرو اور بطیب خاطر موت کی

طرف نہایت آسانی کے ساتھ چلے چلو۔ تم دشمن کے لشکر کی اس زبردست سیاہی پر چھا جاؤ یہ طنابوں والا گنبد اور خیمہ (معاویہ) جو سامنے موجود ہے اس کو گھیر لو اور اس میں بیٹھنے والوں پر تلواریں برسا دو۔ اس رواق کے اطراف میں ایک شیطان چھپا ہوا ہے جو آگے بڑھنے کے لئے پیش دستی کرتا ہے اور پاؤں کو پلٹنے کے لئے پس پشت ڈال دیا ہے (یہ ایک بزرگ سلطنت کی طرف دست درازی کر رہا ہے۔ اگر تم بزدلی سے کام کرو گے۔ اور اگر مرد میدان بن جاؤ گے تو بھاگنے کے لئے تیار ہی ہے) لڑو لڑو یہاں تک کہ قدرتی گرز تمہارے لئے آشکار ہو جائے اور امداد غیبی تمہیں مظفر و منصور کر دے۔ تم بہت بلند مرتبہ ہو۔ پروردگار کی نصرت تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال اور جہاد کی مشقتوں کو ضائع اور برباد نہیں کرے گا۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وفات کے بعد جب حضرت کو خبر پہنچی کہ مہاجرین و انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر خلافت اور ابوبکر کی بیعت پر جھگڑا کر رہے ہیں اس وقت آپ نے فرمایا انصار کا اس بارے میں کیا قول ہے۔ عرض کی وہ کہتے ہیں منا امیر و منکم امیر ایک امیر ہم میں سے ہو ایک تم میں سے۔ اس وقت ارشاد فرمایا مہاجرین نے کیوں یہ دلیل اور برہان پیش نہ کی کہ رسول خدا نے وصیّت فرمائی ہے کہ ان (انصار) کے اچھوں سے نیکی کی جائے اور بُروں کے افعال سے درگذر کی جائے۔ اصحاب نے عرض کی اس میں ان کی عدم امارت کی کون سی دلیل ہے فرمایا اگر ان میں امارت ہوتی اور ان میں بھی کوئی امیر اور خلیفہ ہوتا تو انہیں دوسروں کے سپرد کیوں کیا جاتا۔ (کہ ان کے اچھوں سے نیکی اور بروں کے قصور سے درگذر کرنا) پھر فرمایا اچھا قریش نے کیا دلیل پیش کی۔ اصحاب نے عرض کیا وہ یہ برہان لائے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے شجرے سے ہیں۔ پیغمبر کے خاندان اور قبیلہ سے ہیں۔ ارشاد فرمایا وہ اس شجرے کے ساتھ تو متمسّک ہوتے مگر اس کے ثمر کو ضائع کر دیا (اگر قرابت اور نوصد خاندانی کو دلیل خلافت پیش کیا گیا ہے تو اہلبیت سے زیادہ اس کا کون حقدار ہے۔ مگر قریش نے اس شجرے کے ثمر یعنی حق اہلبیت نبوت کو ضائع کر دیا)

کلام امام علیہ السّلام

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جو حضرت کی طرف سے مصر کا عامل تھا جب جنگ صفین

کے بعد عمرو عاص نے اسے قتل کرا کے مصر پر تصرف کیا اور حضرت کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا میرا ارادہ تھا کہ میں ہاشم ابن عتبہ کو والی مصر مقرر کروں اور بے شک اگر میں اسے وہاں کا حاکم بنا دیتا تو وہ اس ولایت کو دشمن کے لئے خالی نہ کرتا اور وہ اسے مہلت ہی نہ دیتا (جیسا کہ محمد نے شہر سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا شہر کو خالی چھوڑ دیا اور دشمن کو اس پر قبضہ کرنے کی مہلت مل گئی) مگر ہاشم کی اس تعریف میں محمد کی مذمت پوشیدہ نہیں بیشک محمدؓ میرا محبوب تھا وہ میرا ربیب[1] تھا اور میری زوجہ کا پسر تھا۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

حضرت نے اپنے منافق اصحاب کی مذمت میں فرمایا ہے میں کہاں تک تمہاری خاطر و مدارات اس اونٹ والے کی طرح کئے جاؤں جو اپنے زخمی کوہان والے اونٹوں کی تواضع کیا کرتا ہے اور جس طرح پرانے لباس والا اپنے لباس کے ساتھ نرمی اور ملائمت کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اور جب ایک دامن اس کا سی لیتا ہے تو دوسرا نکل جاتا ہے (تم بالکل ان اونٹوں کی مثال ہو جن کے کوہان زخمی ہوئے ہیں۔ جب تک ان کی خاطر و مدارات نہ کی جائے وہ بوجھ ہی نہیں اٹھاتے۔ تم بالکل بوسیدہ کپڑے کی مانند ہو جب ایک طرف سے سیا جائے تو دوسری جانب سے چل دیتا ہے۔ یہی حال تمہارا ہے۔ تم میں اجتماع کی صلاحیت ہی نہیں) جب شام کے لشکروں میں سے ایک آدھ دستہ تمہارے قریب آجاتا ہے تو تم خوف کے مارے اپنے دروازوں کو بند کر لیتے۔ اپنے حجروں میں اس طرح پوشیدہ ہو جاتے ہو جیسے سوسمار اپنے سوراخ میں یا کفتار اپنے بھٹ میں۔ خدا کی قسم جس کی تم مدد اور نصرت کرو وہ ذلیل ہے) تم اسے لڑائی میں چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے اور مغلوب ہو کر اسے خواہ مخواہ ذلت نصیب ہو گی) اور جس شخص نے تمہیں دشمن کے مقابلے کیلئے بھیجا اس نے ایک بے پیکان تیر چلایا قسم خدا کی تم اپنے مکانوں کی فضا میں تو بہت جتھے ہو مگر میدان میں علم کے نیچے تمہاری تعداد بہت ہی قلیل ہوتی ہے۔ بے شک میں اس چیز سے خوب واقف ہوں جو بہت ہی قلیل ہوتی ہے۔ بے شک میں اس چیز سے خوب واقف ہوں جو تمہارے فتنہ و فساد کی اصلاح کر سکتی ہے۔ تمہاری کجی کو سیدھا کر سکتی ہے

---

[1] محمد کی والدہ اسما بنت عمیس، ابوبکر کے انتقال کے بعد حضرت کے حبالہ نکاح میں آئی تھی۔ اس کے پاس ابوبکر سے دو اولادیں تھیں۔ پسری اولاد میں محمد تھے اور دختری اولاد میں ام کلثوم تھی جس کا نکاح خلیفہ ثانی سے ہوا اور جسے جہال سُنی دختر فاطمہؑ تجویز کرتے ہیں ۱۲۔

(جابر اور ظالم بادشاہوں کی سیاستوں کا تمہارے ساتھ عملدرآمد ہو سکتا ہے) اگر میں اپنے نفس کو فاسد کر کے تمہاری اصلاح نہیں چاہتا خدا تمہارے چہروں کو ذلیل وخوار کرے تمہارے نصیب اور مقدر کو پست کردے تم بدبخت ہو جاؤ کیا تم حق کو اتنا بھی نہیں جانتے جتنا کہ باطل کو پہچانتے ہو؟ کیا تم ابطال باطل میں اتنی کوشش بھی نہیں کر سکتے جتنی کہ حق کو چھپانے کے لئے عمل میں لاتے ہو

کلام امام علیہ السّلام

شب ضربت کی صبح کو آپ نے فرمایا میں بیٹھا ہوا تھا کہ نیند نے میری آنکھوں پر غلبہ کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لاتے ہیں، میں نے عرض کی دیکھیے یارسول اللہ آپ کی امت سے مجھے یہ کجی اور بدی نصیب ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا تو انہیں چھوڑ دے۔ ان پر نفرین کر۔ اس وقت میں نے کہا، پروردگار عالم ان کی عوض ایسے مصاحب اور اعوان وانصار عطا کرے جو میرے لئے ان سے بہتر اور نیک ہوں اور میرے عوض ان پر حاکم جابر مسلط فرمائے جو ان کے لئے نہایت ہی بد ہو۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

اہل عراق کی مذمت میں فرمایا ہے۔ حمد خدا ونعت رسول کے بعد۔ اے عراق والو! تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تم بالکل اس حاملہ عورت کی مانند ہو جو مدت حمل تمام ہوتے ہی اپنے حمل کو ساقط کردے جنین مردہ کو گرادے۔ پھر اس کا شوہر مر جائے اور اس کی بیوگی کی مدت دراز اور طویل ہو اور دور ونزدیک کوئی اس کا والی ووارث باقی نہ رہے قسم خدا کی میں اپنے اختیار اور ارادے سے تمہارے پاس نہیں آیا ہوں۔ قضا وقدر کا حکم لایا ہے مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مجھے دروغ گو کہتے ہو۔ خدا تمہیں قتل کرے دنیا اور آخرت کی زندگی تم سے چھین جائے۔ بتاؤ تو میں نے کس کی نسبت جھوٹا الہام لیا کیا میں (معاذ اللہ) خدا پر کوئی جھوٹ اور افترا باندھ رہا ہوں۔ میں تو اس پر سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ پھر کیا نبی کی نسبت کچھ دروغ گوئی کرتا ہوں؟ جاہو سب سے پہلے تو میں ہی اس کی تصدیق کرنے والا ہوں قسم خدا کی ہرگز میں نے کسی کی نسبت جھوٹ نہیں بولا ہاں لیکن میرا ایک خاص لہجہ ہے اور ڈھلے ہوئے لفظ میرے منہ سے نکلتے ہیں جن کی سمجھ اور ادراک سے تم بہت دور ہو اور تم ہرگز اس کے اہل ہی نہیں ہو۔ تم میری گفتگو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ میری تکذیب کرنے والے کی ماں اس کے سوگ میں بیٹھی ہوئی فریاد کرے میں تو پیمانے بھر بھر کر دیتا ہوں علوم

اسے بخش دوں جن کی قیمت کا بھی طالب نہیں۔ بشرطیکہ اس کا ظرف متحمل ہو اور بے شک وہ قیامت کے دن میرے قول کی تصدیق کو سن لے گا اسے معلوم ہو جائے گا اور اس تکذیب کا مزا چکھ لے گا۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

اس خطبہ میں حضرت نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود بھیجنے کا طریقہ تعلیم کیا ہے فرماتے ہیں اے ان بچھی ہوئی زمینوں کے بچھانے والے! اے آسمان بلند و مرفوع کو بحالت خود رکھنے والے اے ہر ایک نفس کو اس کی جبلت اور فطرت سعادت یا شقاوت پر پیدا کرنے والے پروردگارا! اپنی تکریمات اور تحیات شریفہ اور برکات متزایدہ کو اپنے بندے اور رسول محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے لئے قائم اور برقرار کر دے جو خاتم الانبیاء رہے علوم سربستہ کا فاتح اور نہایت سچائی اور حق کے ساتھ امر حق کا اعلان کرنے والا ہے جو باطلوں کے جوش کا دافع اور بڑے بڑے سطوت و جبروت والے گمراہوں کا مغز پاش پاش کرنے والا ہے۔ پروردگارا! تو بھی اپنے اس نبی پر درود بھیج جیسا کہ اس نے رسالت کے سنگین بوجھ کو اٹھایا، تیرے حکم پر قائم رہا۔ تیری مرضی اور خوشنودی کی طرف پیش دستی کرتا رہا۔ اس نے قدم بندگی پیچھے نہیں ہٹایا۔ اس نے ادائے رسالت میں سستی اور تساہل نہیں کیا۔ وہ تیری وحی کا محافظ رہا، تیرے عہد و پیمان کو قائم رکھا اور تیرے اجرائے احکام پر گذر گیا۔ حتیٰ کہ متعلم کے لئے آتش علم کے شعلوں کو ظاہر کر دیا اور مخبوط اور غلط کاروں کے لئے ہدایت کے رستے روشن کر دیئے وہ قلوب جو فتنہ و فساد اور گناہوں میں غرقاب تھے اس کی بدولت ظاہر اور واضح نشانیوں اور روشن احکام کی طرف ہدایت پا گئے۔ وہ تیرا امین ہے اور تو نے (وحی کے لئے) اسے امین مقرر کیا ہے۔ وہ تیرے پوشیدہ اور پنہاں علوم کا جامع ہے وہ قیامت کے دن تیرا گواہ ہے۔ تو نے اسے صداقت اور حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اور اپنی مخلوق کے لئے رسول مقرر فرمایا ہے۔ پروردگارا اپنی رحمت کے سایہ میں اس کے مکان کو وسیع فرما اور اپنے فضل و کرم سے اسے دوہری دوہری نیکیاں اور درجات عالیہ عنایت کر۔ اپنے مقربین کے درجوں سے اس کے مدارج کو بلند کر اپنے نزدیک اس کی منزلت کو مکرم رکھ اور اپنا نور اس کے لئے تمام کر دے۔ تو نے اسے شہادت مقبولہ اور اقوال مرضیہ کی رسالت پر مبعوث فرمایا۔ اب اُسے اس کی جزا دے (اے امت کے بارے میں حق شفاعت عطا فرما کیونکہ وہ صاحب نطق و عدل ہے اور حق و باطل کو علیحدہ کرنے والا ہے) پروردگارا! ہمارے اور اس کے درمیان عمدہ عمدہ عیش و آرام کو جمع کر۔ اپنی نعمتوں کو قائم رکھ اور وہ خواہشیں جن کی

آرزو کی جاتی ہے اور وہ لذتیں جن کی تمنا ہے عنایت کر۔ عمدہ آسائشیں اور راحتیں انتہائی آرام اور نفیس نفیس کرامتوں کے تحفے عطا فرما دے۔

کلام امام علیہ السّلام

جنگ جمل میں جب مروان ابن الحکم اسیر ہوا تو اس نے حسنین علیہما السلام سے استدعا کی کہ اپنے پدر بزرگوار کی بارگاہ میں میری شفاعت کیجیے۔ شاہزادوں نے اس کی درخواست کو قبول کیا اور حضرت کی خدمت میں گذارش کی۔ آپ نے اسے رہا کر دیا۔ پھر شاہزادوں نے التماس کیا یا امیر المومنین وہ آپ سے بیعت کرنی چاہتا ہے۔ اس وقت حضرت نے فرمایا کیا اس نے قتل عثمان کے بعد میری بیعت نہیں کی تھی (جسے توڑ ڈالا) مجھے اس کی بیعت کی حاجت نہیں۔ وہ یہود کے ساتھ بیعت کر چکا ہے، اس کا طریقہ یہودیوں کا ہے اگر وہ اپنے ہاتھ سے میری بیعت کرے گا تو اپنے دھڑ کے ساتھ مکر اور غدر کرے گا۔ اس کے لئے ایک حکومت ہے وہ اسے اس طرح چاٹے گا جیسے کتا اپنی ناک کو چاٹا کرتا ہے۔ وہ چار بیٹوں کا باپ ہے اور قریب ہے کہ امت کو اس کے اور اس کے بیٹوں کے ہاتھ سے سرخ موت نصیب ہو (وہ امت کو قتل کریں)

کلام امام علیہ السّلام

جب لوگوں نے عثمان سے بیعت کی اس وقت حضرت نے فرمایا تم خوب جانتے ہو کہ میں اپنے غیر سے زیادہ حکومت اور بیعت کے لیے قابل اور مستحق ہوں۔ اور خدا کی قسم میں (قضا و قدر خداوندی کو) تسلیم کرتا ہوں۔ جب تک امور مسلمین سلامت رہیں (کسی طرح کا فتنہ و فساد دینوی ظاہری برپا نہ ہو) اور اس کے ایام خلافت میں کھلم کھلا ظلم وجور نہ ہو گو خاص مجھ پر ظلم وستم ہوتے رہیں (کیونکہ مجھ پر تو پہلا ظلم یہی ہے کہ میرا حق چھین لیا گیا) اور میں اس تسلیم و رضا کو اس لئے اختیار کرتا ہوں کہ مجھے خداوند تعالے کی جانب سے اس کا اجر و ثواب عطا ہو۔ تقرب خداوندی نصیب ہو۔ کیونکہ جس چیز کی زیب و زینت کے سبب سے تم اس کے طالب اور اس پر راغب ہو رہے ہو میں اس سے پرہیز کرتا ہوں۔

کلام امام علیہ السّلام

جب حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ بنی امیہ آپ کو بھی خون عثمان میں شریک قرار دیتے ہیں اس

وقت آپ نے فرمایا: "کیا میری خصلتوں کے علم نے انہیں اس تہمت سے منع نہیں کیا؟ کیا یہ جاہل میرے حالات سابقہ کو جانتے ہوئے بھی مجھے متہم کرنے سے باز نہ رہے (وہ نہیں جانتے میں کیسا شجاع ہوں میں نے رسول کے زمانہ میں کس دلیری اور ثابت قدمی کے ساتھ جہاد کیا ہے۔ پھر کیونکر میں پوشیدہ طور پر کسی کے قتل میں شریک ہو سکتا ہوں جو بزدلوں کی نشانی ہے) کیا میری زبان سے زیادہ پروردگار عالم نے غیبت کو منع نہیں فرمایا۔ کیا ارشاد نہیں ہوا "ان بعض الظن اثم" کیا خدا کا یہ قول نہیں "ولا یغتب بعضکم بعضا" کیا یہ اس کا کلام نہیں "والذین یؤذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا و اثما مبینا) میں امر حق سے خارج ہو جانے والے خارجیوں کے ساتھ مجادلہ کرنے والا ہوں۔ میں شک کرنے والوں کا دشمن ہوں۔ یہ دعویٰ جو بنی امیہ کر رہے ہیں اسے کتاب خدا پر عرض کیا جائے (کتاب خدا کی کوئی آیت اپنے دعوے کے اثبات میں پیش کریں) اور بے شک قیامت کے روز بندوں کو ان کے دلی خیالات پر جزا دی جائے گی (بنی امیہ جو خون عثمان کا دعوے کر رہے ہیں فی الحقیقت اس کی تہ میں خلافت اور حکومت کی ہوس پوشیدہ ہے)

کلام امام علیہ السّلام

خدا اس بندے پر رحمت کرے جس نے کلام حق سُنا اور اسے کان میں رکھا اسے راہ حق کی طرف بلایا گیا وہ قریب آگیا۔ کسی ہادی اور رہبر نے اس کی کمر تھامی (اس کی دستگیری کی) اور وہ ناجی ہو گیا۔ اپنے پروردگار کے اوامر و نواہی کی محافظت کی اور اس نے اپنے گناہوں کی عقوبتوں سے خوف کیا عمل خالص و بے ریا کی طرف اقدام کیا پیش دستی کی اور اعمال صالحہ بجا لایا۔ اس نے وہ کمائی کی جو آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ ہوگی اور کام آئے گی اور جن امور سے منع کیا گیا ان سے پرہیز کیا اس نے اپنا تیر نشانہ پر پہنچا دیا اور عمدہ عوض اور بدلے کو جمع کر لیا اپنی خواہش نفسانی سے عداوت رکھی اس کا تابع نہ ہوا اور دنیاوی آرزوؤں اور حسرتوں کو بالکل جھوٹی سمجھا۔ صبر کو اپنی نجات کا بوجھ اٹھانے والا اونٹ بنا لیا اور تقوےٰ و پرہیزگاری کو اپنے لئے توشۂ و زاد سفر آخرت تجویز کیا۔ طریقہ غرا پر سوار ہوا اور مسلک بیضا اور راہ روشن کے لئے لازم اور ملزوم ہو گیا۔ بقائے دنیا کی فرصت اور مہلت کو غنیمت سمجھا۔ اجل کی طرف مبادرت کی ہر وقت آمادہ مرگ رہا اور اعمال صالحہ کو زاد راہ بنا لیا۔

کلام امام علیہ السّلام

عثمان کے زمانہ میں سعید ابن عاص کوفہ کا حاکم تھا اس نے آپ کے لئے ایک ہدیہ بھیجا اور ایک

خط تحریر کیا کہ میں نے سوائے خلیفہ عثمان کے اور کسی کے لئے اس سے بہتر ہدیہ اور تحفہ نہیں بھیجا جب آپ نے اس خط کے یہ الفاظ پڑھے تو فرمایا بنی امیہ رسول خداؐ کی میراث میں سے مجھے اس طرح تھوڑا تھوڑا بھیجتے ہیں جیسے اونٹنی کا ایک دفعہ تھوڑا سا دودھ لیا جاتا ہے اور باقی دودھ اس کے تھنوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ قسم خدا کی اگر میں زندہ رہا اور ان کے لئے باقی رہا۔ میں انہیں اس طرح پاش پاش کردوں گا جیسے قصاب خاک آلودہ اوجھڑی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

حضرت ان کلمات کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے چونکہ امید ہے کہ مومنین بھی حضرت کی تاسّی اور پیروی کو نیک خیال فرمائیں گے لہذا اصل کلمات معہ ترجمہ درج کئے جاتے ہیں اللّٰھم اغفرلی ما انت اعلم بہ منی پروردگارا میرے اس گناہ کو بخش دے جسے تو مجھ سے بہتر جانتا ہے فان عدت فعدلی بالمغفرۃ اگرؑ میں گناہ کی طرف عود کروں بخشش اور مغفرت کے ساتھ میری طرف عود کر اللّٰھم اغفرلی ما وئیت من نفسی ولم تجد لہ وفاءً عندی خداوندا تو اس وعدے کو بخش دے جو میں نے اپنے نفس سے کیا ہے اور تو نے میری طرف سے اس کی وفا کو نہیں پایا (یہ وعدہ امور طبعیہ کی طرف سے بے اعتنائی اور علوم عقلیہ میں کامل محویت تھا جسے جہاد فی سبیل اللہ میں واقع ہونے والی قوت غضبیہ نے وفا ہونے دیا اگرچہ جہاد فی نفسہ کمالات عقلیہ کے لئے ایک حجاب ہے) اللّٰھم اغفرلی ما تقربت بہ الیک ثم خالفہ قلبی پروردگارا میرے اس عمل کو بخش دے جس کی وجہ سے میں نے تیرا تقرب حاصل کیا اور پھر میرے قلب اور میری عقل نے اس کی مخالفت کی (مثلاً قتل کفار اگرچہ وجہ تقرب ہے لیکن فی نفسہ قوت غضبیہ طبعیہ کا ہیجان ہے عقل کے مخالف اور ایک قسم کا گناہ ہی حسنات الابرار سیئات المقربین انہیں نکات کو تو کہتے ہیں) اللّٰھم اغفرلی رمزات الالحاظ وسقطات الالفاظ وشھوات الجنان وھفوات اللسان۔ خداوندا میری کن انکھیوں کے اشاروں۔ میرے الفاظ کی لغزشوں دلی خواہشوں (جو لذت دنیوی کے لئے پیدا ہوتی ہیں) اور ہفوات زبان کو بخش دے۔

کلام امام علیہ السّلام

حضرت نے جب خوارج کی سرکوبی کا عزم کر کے لشکرکشی کا ارادہ کیا تو ایک شخص نے کہا کہ

ؑ اس سے یہ مطلب نہیں کہ حضرت گناہ کی طرف رہ رہ کر عود کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ جب میں تیرے فضل و کرم سے کسی مرتبہ کمال پر پہنچوں تو اسے انتہائے ذوق و خلوص سمجھ لینا گناہ ہو لہذا تو مجھے اپنی رحمت سے اس سے زیادہ عطا فرما

آپ اس وقت سوار نہ ہوجیے بقاعدہ نجوم اگر اس وقت سفر ہوگا تو آپ دشمن پر فتح نہ پائیں گے اس وقت حضرت نے فرمایا کیا تو گمان کرتا ہے کہ تو اس ساعت کو بتا سکے جس میں سفر کرنے والے کو نقصان نہ پہنچے. کیا تو ڈرا سکتا ہے کہ فلاں ساعت میں سفر کرنے والے کو نقصان اور ضرر لاحق ہوگا؟ جو تیرے ان اقوال کی تصدیق کرے بیشک وہ قرآن کی تکذیب کر رہا ہے (کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے قل لا یعلم من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الا اللہ اور پھر ارشاد فرماتا ہے وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ھو وغیر ذٰلک) اور محبوب ومطلوب تک پہنچنے اور مکروہات کو دفع کرنے میں پروردگار کی مدد اور استعانت سے بے پروا اور مستغنی ہوگیا. تیرے قول کی رو سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تیرے حکم پر عمل کرنے والا تجھی کو حمد اور تعریف کا مستحق خیال کرے نہ کہ پروردگار کو. کیونکہ تو اپنے زعم فاسد میں اسے ایسی ساعت کی طرف ہدایت کرتا ہے جس میں اُسے نفع پہنچے گا اور ضرر سے محفوظ رہے گا. یہاں تک فرمانے کے بعد حضرت نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ایہا الناس تم تعلیم و تعلم نجوم سے پرہیز کرو سوائے ان چند قواعد کے جو بری اور بحری سفر میں تمہارے کام آتے ہیں. کیونکہ یہ علم نجوم کہانت کی طرف دعوت دیتا ہے منجم کی مثال بالکل کاہن کی سی ہے اور کاہن جادوگر اور ساحر ہے. ساحر کافر ہے اور کافر کا ٹھکانا جہنم ہے. تم خدا کا نام لیکر چلے چلو.

کلام جناب امیر علیہ السلام

جب حضرت جنگ جمل سے فارغ ہوئے تو عورتوں کی مذمت میں ارشاد فرمایا "معاشر الناس! بیشک عورتیں ناقص الایمان ہیں. ناقص النصیب ہیں. ناقص العقول ہیں (دلیل سنو!) نقص ایمان تو یہ کہ انہیں اپنے ایام میں صوم وصلوٰۃ سے علیحدہ رہنا پڑتا ہے. ناقص العقول یوں ہیں کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوتی ہے اور نقص نصیب یہ ہے کہ میراث میں انہیں مردوں سے آدھا حصہ ملتا ہے) تم شریر عورتوں سے تو بچو مگر نیک عورتوں سے بھی حذر کرتے رہو. کسی امر نیک میں بھی ان کی اطاعت نہ کرو. مبادا کسی امر بد میں تمہارے مطیع کرنے کی درپے ہوں (ازرہ فریب کسی نیک امر کی جھلک دکھا کر بدی میں گرفتار نہ کردیں)

کلام امام علیہ السلام

ایہا الناس امیدوں کو کوتاہ کرنا. نعمت حاصل کرنے پر شکر بجا لانا اور تمام محرمات سے دور رہنا یہ امور لوازمات ومعروفات زہد سے ہیں. اگر زہد کما حقہٗ تمہیں حاصل ہو اور تم سے دور رہے تو کم از کم اتنا تو ہو کہ شہوات دنیوی تمہارے صبر کو مغلوب نہ کریں اور تم نعمت کے حصول پر شکر منعم کو

نہ بھلاؤ (کیونکہ یہ چیزیں بھی لوازمات زہد سے ہیں ان کے باعث تم ہلاکت اخروی سے تو نجات پا جاؤ گے (اگرچہ درجات عالیہ کے مستحق نہ ہو گے بلکہ ان خصائل کے سبب سے زہد تک پہنچنے کی بھی توفیق ہو جائے گی) بیشک پروردگار عالم نے اپنی بین اور روشن حجتوں اور ظاہر و واضح کتابوں سے تمہارے عذر اور تمہاری حجتوں کو زائل کر دیا ہے (اس نے اپنی حجت تم پر تمام کر دی اور تمہاری کوئی حجت اس پر باقی نہیں رہی۔

کلام امام علیہ السّلام

دنیا کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں۔ میں اس مکان کی کیا توصیف کروں جس کے اول میں تو رنج و تعجب ہے اور آخر میں فنا اس کی حلال چیزوں میں (تصرف کرنے سے) حساب کا سامنا ہوتا ہے اور اس کے محرمات میں عذاب کا۔ جو اس میں رہ کر غنی اور مستغنی ہو گیا وہ مفتون ہے معرض امتحان میں مبتلا ہے اور جو اس میں فقیر ہے وہ حزن والم میں گرفتار ہے جس نے اس کے حاصل کرنے میں سعی اور کوشش کی اسی کے پاس سے فوت ہو گئی اور جو اس کی طرف سے مُنہ پھیر کر بیٹھا اس کی طرف متوجہ ہو گئی جس نے اس دنیا کو گہری نگاہ سے دیکھا دنیا نے اسے بینا اور آگاہ کر دیا اور جس کی نگاہیں اس کی زینتوں اور آرائشوں ہی میں الجھ کر رہ گئیں اسے اس دنیا نے اندھا کر کے چھوڑا۔

خطبۂ غرّا

حضرت کا یہ ایک مشہور و معروف خطبہ ہے اور اسے خطبۂ غرّا کہتے ہیں۔ حمد اور تعریف اسی پروردگار کیلئے مختص ہے جو اپنی قوت و قدرت کاملہ کی وجہ سے غالب بلند اور قاہر ہے اپنے فضل فیض اور رحمت کے سبب سے نزدیک ہے وہ ہر ایک فائدے اور بزرگی کا عطا کرنے والا۔ وہ ہر قسم کی سختیوں اور صعوبتوں کا دور کرنے والا ہے میں اس کے پے در پے احسانات اور وسیع و فراخ نعمتوں پر (نظر کر کے ان کا اعتراف کرتا ہوا) اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ وہ مبدء اول ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ وہ ہادی ہے اور قریب ہے۔ میں اسی سے ہدایت کا رستہ طلب کرتا ہوں۔ میں اسی سے مدد چاہتا ہوں اسی کی استعانت کا خواہشمند ہوں کیونکہ وہ قاہر ہے۔ قادر ہے اور اسی پر توکل کرتا ہوں کیونکہ وہی کافی ہے اور وہی ناصر ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ اس وحدہٗ لاشریک نے انہیں اپنے احکام کے اجرا اپنی حجت کو پہنچانے اور اپنے انذار و تخویف کی طرف تقدیم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

بندگان خدا! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں تم اس خدا سے ڈرو جس نے تمہارے لیے بہت سی مثالیں قائم کر دی ہیں اور تمہاری موت کا وقت معین کر دیا ہے۔ اس نے تمہیں آمد و شد کا لباس پہنا دیا ہے (جہاں چاہو سفر کرو) معاش کے رستے تمہارے لیے کھول دیے ہیں (زراعت فلاحت۔ تجارت جو چاہو کرو) اس نے تمہارے اعمال کو شمار کرتے ہوئے ان کا احاطہ کر لیا ہے (تمہارے خیر و شر سے واقف ہے) اور تمہیں ان اعمال کی جزا و سزا کے لیے منتظر کر دیا ہے تمہارے لیے تمام اور کامل نعمتیں اور بلند و برتر بخششیں اختیار کر لی ہیں اور اعمال بد سے تمہیں ڈرا دیا ہے وہ تمہارے اعداد کا احصا کر چکا ہے اور اس دار الامتحان اور مکان عبرت میں تمہاری مدتوں اور عمر کے اوقات کو معین کر رکھا ہے۔ تم اس دنیا میں امتحان دے رہے ہو اور اعمال دنیا پر (بروز آخرت) تم سے حساب لیا جائے گا۔ آہ! یہ دنیا اس دنیا کے چشمے نہایت تاریک اور مکدر ہیں۔ اس کے آبشار نہایت ہی گدلے اور غبار آلود ہیں۔ اس کے منظر (منظر ظاہر) نہایت خوش آیند اور فرحت بخش ہیں مگر انجام کار ہلاک کرنے والے۔ یہ دنیا مکار ہے۔ فریب دینے والی ہے اس کی روشنی بہت جلد اوجھل ہو جائے گی۔ اس کا سایہ زوال پذیر ہے اور اس کی تکیہ گاہیں خراب اور برباد ہو جانے والی ہیں حتیٰ کہ جب نفرت کرنے والا اس سے مانوس ہوا اور اس کا انکار کرنے والا اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا تو اس دنیا نے اسے لات مار دی۔ اپنے دام میں اسیر کر لیا اور اپنے تیروں سے اسے ہلاک کر ڈالا۔ اس دنیا نے انسان کی گردن میں موت کی رسی باندھ کر اسے ایک تنگ و تاریک خواب گاہ وحشت ناک منزل اور مکان کی طرف کھینچ لیا جہاں وہ اپنے اعمال کا معائنہ کرے گا اور عمل نیک کا ثواب اور اس کی جزا پائے گا یہی حالت پسماندگان کی بھی ہونے والی ہے۔ موت ہلاکت کو ترک نہیں کرتی۔ اور نہ ان باقی رہنے والوں کو جرم و گناہ پر زجر و توبیخ کرتی ہے۔ ان سب کی حالتیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور جب تک غایۃ منتہی اور نہایت فنا تک نہ پہنچ جائیں یوں ہی گذرتے رہیں گے (یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا) یہاں تک کہ تمام امور منقطع ہو جائیں۔۔ زمانے گذر جائیں حشر و نشر قریب ہو (اس وقت پروردگار عالم تمام انسانوں کو ان کی قبروں کے سوراخوں۔ طائروں کے آشیانوں۔ درندوں کے مسکنوں اور ان مکانوں سے باہر نکالے گا۔ جہاں وہ ہلاک ہوئے ہیں۔ وہ حکم پروردگار کی طرف نہایت تیز روی کے ساتھ روانہ ہوں گے۔ وہ اس کے معاد کی طرف رخ کریں گے۔ مگر کس حالت سے؟ وہ گروہ گروہ ہوں گے۔ ان پر خموشی کا عالم طاری ہو گا اور صف باندھے ہوئے میدان حشر میں کھڑے ہوں گے۔ نور بصر ان سے تجاوز کر جائے گا) یہ ظاہر اور مرئی ہوں گے اور پکارنے والے کی آواز انہیں سنوا دی جائے گی۔ جس وقت طلب کیا جائے گا فوراً حاضر ہوں گے

فروتنی، مسکینی۔ اطاعت اور ذلت کا لباس انہیں ڈھانکے ہوئے ہوگا۔ وہاں حیلے اور تدبیریں زائل ہو جائیں گی۔ آرزوئیں، امیدیں اور حسرتیں قطع ہوں گی۔ دل اپنی حالتوں کا اندازہ کرتے ہوئے حرص و ہوا سے گر جائیں گے اور آوازیں نہایت ہی پستی کے عالم میں لرز جائیں گی۔ ان کے چہروں پر جاری ہونے والا پسینہ لگام کی طرح مُنہ تک آئے گا۔ اور ان کا خوف و بیم نہایت ہی بزرگ ہوگا۔ ان کے کان اس بلانے والے کی سخت و درشت آواز کی طرف مضطرب ہوں گے جو انہیں خطاب فاصل کی طرف بلائے گا (جہاں حق و باطل کا فرق معلوم ہوگا) محل جزا و عقوبت عذاب کی طرف دعوت دے گا اور بخشش ثواب کے لئے طلب کرے گا۔ یہ اہل محشر وہ بندے ہیں جنہیں اس نے اپنی قدرت و قوت سے پیدا کیا ہے۔ جبراً و قہراً ان کی تربیت کی ہے۔ اختصار موت کی راہ سے ان کو گرفت کر لیا گیا ہے۔ یہ قبروں میں دفن ہوئے ہیں ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہیں۔ اور پھر ان کے ایک ایک فرد کو دوبارہ مبعوث کیا گیا ہے ان کے اعمال کی ان کو جزا دی گئی ہے اور معرض حساب میں آکر یہ ممتاز ہوئے ہیں۔ انہیں تاریکی جہالت سے نکلنے کی مہلت دی گئی تھی۔ واضح اور روشن رستے انہیں دکھا دیئے گئے تھے۔ خوشنودی خدا حاصل کرنے کے لئے انہیں عمر عطا ہوتی تھی اور شک و شبہہ کی تاریکیاں ان سے اٹھا دی گئی تھیں انہیں اس مدت عمر اور مضطرب الحال زندگی میں عمدہ اور نفیس گھوڑوں کو دوڑانے، عقل سے کام لینے۔ نیک تدبیریں طلب کرنے اور طلبِ راہِ خدا کی آگ روشن کرنے والے کی پیروی کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔ کاش ان کے قلوب صحیح اور صائب مثالوں اور شفا بخش مواعظ سے متاثر ہوتے۔ گوش شنوا اسے سنتے اور محتاط عقلیں ان پر کاربند ہوتیں۔ بندگان خدا! تم خدا سے ڈرو اس شخص کی طرح جس نے سُنا اور خوف کیا۔ ارتکاب گناہ کیا اور معترف ہوا اور ڈرا پھر عمل نیک کیا گناہ سے محترز ہوا۔ طاعت و عبادت کی طرف اقدام کیا۔ اس نے موت کا یقین حاصل کر لیا۔ اور یہ ایک نیک کام کیا۔ دوسروں کو بنگاہ عبرت دیکھا اور عبرت حاصل کی۔ اسے خوف دلایا گیا اور اس نے ممانعت (از گناہ) کو قبول کر لیا۔ بندگان خدا! تم اس شخص کی طرح تقویٰ اختیار کرو جس نے رسول اللہ کی اجابت کی۔ آپ کے قول کو سنا اور خدا کی طرف رجوع کی اپنی فطرت اصلی کی طرف راجع ہوا۔ توبہ میں مشغول ہوا، انبیاء کی پیروی کی اور عمل و اعتقاد میں ان کے موافق ہو گیا۔ اسے حق کے آثار اور نشانات دکھائے گئے اور اس نے حق کو پہچان لیا۔ یہ بندہ اپنے مطلوب کا طالب ہو کر گناہوں سے بھاگا اور نجات پا گیا۔ ذخیرۂ آخرت کا فائدہ حاصل کیا۔ اپنے باطن کو پاک اپنی روح کو مطہر بناتے ہوئے آخرت میں اپنا مکان تعمیر کر لیا اس نے اپنی ضرورت کے موقعہ احتیاج کی حالت اپنے رستے اور اپنے کوچ کرنے کے دن

کے واسطے توشہ اور زادِ راہ کو نظر میں رکھا اس ذخیرہ کو پہلے ہی اپنے مقامی مکان میں روانہ کردیا بندگانِ خدا! خدا سے ڈرو اس چیز کے سبب سے جس کے لئے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اور ہمیشہ خوف و حذر کرتے رہو اس عظیم الشان خوف سے جو اس کی ذات سے تمہیں پہنچایا گیا ہے اس کی قیامت کے خوف سے ڈرتے ہوئے اور اس کے وعدوں کی حقیقت کی سچائی کا یقین کرتے ہوئے اس چیز کے مستحق ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

اور اسی خطبہ کے متعلق ہے ایہا الناس! تمہیں کان عطا کئے گئے ہیں تاکہ تم اس چیز کی حفاظت کرو کہ جو کان کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔ تمہیں آنکھیں عنایت فرمائی گئی ہیں تاکہ تم تاریکی اور سیاہی سے نکل آؤ۔ اس نے اجسام کو ایسی حالت میں پیدا کیا ہے کہ اپنے اعضا کو جمع کرنے والے تھے۔ ترکیب اشکال اور مدتِ تہائے عمر میں اپنے اطراف کے واسطے ملائم تھے۔ پھر پیدا کیا ایسے ابدان کے ساتھ جو اپنے منافع کے ساتھ قائم ہیں اور ایسے قلوب کے ساتھ جو اس کی بزرگ نعمتوں میں اس کے احسانات کے اسباب میں اس کی عافیت کے جمع ہونے کے مقامات میں اس کی بلاؤں سے منع کرنے والے مواضعات میں اپنی روزی کے طالب ہیں اس نے تمہاری عمروں کو معین کیا اور ان کی مقدار تم سے پوشیدہ رکھی۔ اس سے پہلے ان گذر جانے والوں کے آثار عبرت کے لئے باقی رکھ چھوڑے ہیں۔ جنہوں نے اپنے دنیاوی حصے کو حاصل کیا جن کے گلوگیر ہونے والی موت کی مدت وسیع تھی۔ ابھی وہ اپنی آرزوؤں تک پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ موت نے نہایت سرعت کے ساتھ آلیا۔ موت کی قطع و برید نے آرزوؤں کو ان سے قطع کردیا۔ انہوں نے صحتِ بدن کی حالت میں کوئی سامان (آخرت) مہیا نہ کیا اور اوائل زمانہ میں عبرت حاصل نہ کی کیا شباب کی طراوتوں کے مالک سوائے جھکا دینے والے بڑھاپے کے اور کسی چیز کے منتظر نہیں ہیں؟ کیا صحت و تندرستی کی خوشی کے اہل دشوار اور شدید امراض کے سوا کسی اور چیز کا انتظار کرتے ہیں؟ کیا اوقات فنا کے علاوہ (مدتِ بقا) زندگی میں بسر کرنے والوں کو کسی اور چیز کا انتظار ہے؟ باوجودیکہ زوال اور رحلت و انتقال قریب ہے۔ لرزہ۔ درد و قلق۔ اضطراب و الم۔ مصیبت۔ غصہ ہائے حزن و محنت۔ فرزند زادوں، خویش و اقربا و اعزہ و معاصرین سے استعانت کی تمنا یہ سب باتیں بالکل نزدیک ہیں تو کیا عزیز و اقارب نے اس کے ضرر کو دفع کیا؟ رونے والوں نے کچھ نفع پہنچایا اسے اموات کے مکان میں چھوڑ دیا ایسی حالت میں کہ وہ اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے اسے ایک تنگ و تاریک خواب گاہ کے حوالے کردیا۔ درآنحالیکہ وہ بالکل تنہا ہے کیڑے مکوڑوں نے اس کی جلد کو پھاڑ ڈالا غلبہ کرنے والوں نے اس کے نئے لباس کو کہنہ کردیا تیز اور تند ہواؤں نے اس کے آثار

برباد کر دیئے اور حوادث زمانہ نے اس کے نشانات کو مٹا ہی دیا۔ تر و تازہ بدن متغیر ہو گئے اور قوت والی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر رہ گئیں۔ روحیں اپنے بوجھ کی سنگینیوں کی مرہون ہیں اور اپنے اخبارات غیب (قیامت) کا یقین کرنے والی ہیں۔ ان کے عمل نیک میں زیادتی کی طلب نہیں ہوتی۔ نہ ان کی لغزشوں کی برائیوں میں رضا جوئی کا پرتو ہے۔ کیا وہ لوگ تمہارے آباؤ اجداد نہ تھے۔ کیا تم ان کے بیٹے، ان کے خویش و اقربا نہیں ہو؟ تم ان کے اعمال کی پیروی کرتے ہو۔ ان کے طریقہ پر سوار ہو اور انہیں کے رستے کو روندتے ہوئے چلے جا رہے ہو۔

افسوس دل اپنے حصے حاصل کرنے سے سخت ہیں۔ اپنی صلاح و اصلاح تارک ہیں۔ اپنے محل اعمال سے الگ ہو کر چل رہے ہیں، گویا وہ ان کی منزل مقصود ہی نہیں، گویا دنیا کے جمع کرنے میں ہی ان کی صلاح و اصلاح منحصر ہے۔

خوب جان رکھیں پل صراط۔ اس کی لغزش کی جگہ۔ اس کی لغزشوں کے خوف اور اس امر کے نہایت ہی عظیم الشان خوف پر سے گذرنا ہے۔ پس تم اس ذی عقل کی طرح خدا سے ڈرو جس کے دل کو اس کے تفکر نے امر آخرت میں مشغول کر دیا ہے۔ اس کے بدن کو خوف و اندوہ نے رنج میں ڈال رکھا ہے اس کی تھوڑی سی نیند کو تہجد گزاری نے بیداری سے بدل دیا ہے۔ امید ثواب نے جس کی نہایت ہی گرم دن کو تشنہ کر رکھا ہے (صائم الدہر ہے) زہد و تقوے نے جس کی خواہشات کو روک دیا ہے ذکر خدا نے جس کی زبان کو ہر وقت متحرک کر رکھا ہے اور اس نے خوف و خطر سے ایمن رہنے کے لئے خوف خدا کو اپنا پیشوا بنا لیا ہے۔ واضح اور ظاہر رستے سے اس نے تشکیکات کو دور کر دیا ہے، اور وہ نہایت ہی نزدیک رستے سے اپنی منزل مقصود کی طرف جا رہا ہے۔ فریب اور غرور کی پیچیدگیوں نے اسے واپس نہیں لوٹایا۔ مشتبہ امورات اس سے چھپے نہیں رہے۔ وہ شادی و خوشی کی بشارت اور نعمت راحت جنت پر فائز ہوا۔ قبر میں اس کی نیند نہایت ہی خوشتر نیند سے اور (قیامت میں) اس کا دن نہایت ہی مامون و محفوظ ہے۔ وہ نہایت ہی محمود طریقے کے ساتھ اس سرائے عجلت (دنیا) کے پل سے عبور کر گیا اور نہایت ہی نیک بختی حاصل کر کے توشہ آخرت آگے روانہ کر دیا اس نے خدا کا خوف کر کے بندگی میں پیش دستی کی اور زمان مہلت دنیا میں طریق عبادت پر نہایت سرعت کے ساتھ سالک ہوا۔ طلب آخرت کی رغبت کی اور دنیا سے گریز کرتے ہوئے آخرت کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ آج کے دن (دنیا میں) اپنی آخرت کا نگاہبان رہا، اور ہمیشہ اپنے پس و پیش پر نظر رکھی۔ پس ثواب اور بخشش کے لئے بہشت، عذاب اور وبال کے لئے نار جہنم حجت تمام کرنے اور منکرین سے دشمنی رکھنے کے لئے کتاب خدا کافی ہے۔

بندگان خدا! میں تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہیں خوف دلا کر تمہارا عذر اٹھا دیا اور واضح و روشن طریقہ کے ساتھ تم پر حجت قائم کی۔ اس نے تمہیں اس دشمن سے ڈرایا ہے جو چھپے ہوئے رنگ سے تمہارے سینوں میں داخل ہو گیا ہے۔ پنہاں طور سے تمہارے کانوں میں عداوت کی آگ کو پھونک رہی ہے۔ اس نے تمہیں گمراہ کر دیا ہے۔ تمہیں مار ڈالا ہے۔ تم سے آرزوؤں کا وعدہ کیا ہے۔ تمہیں تمناؤں میں ڈال رکھا ہے۔ گناہوں کی برائیوں کو مزین کر دیا ہے اور مہلکات بزرگ کو تمہارے لئے آسان کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے مصاحب کو شقاوت کے اعلیٰ درجہ تک پہنچا دیا جو اس کی پیروی کے ہاتھ بکا ہوا تھا، اسے مقید کر دیا۔ جس چیز کو مزین کیا تھا اس کا انکار کر دیا جسے آسان سمجھا تھا اس کی دشواریاں سمجھا دیں جس چیز سے بے خوف کر رہی تھی اسی سے ڈرانا شروع کر دیا۔

اسی خطبہ میں خلقت انسان کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں

یہ انسان وہ ہے جسے اس خلاق عالم نے ارحام کی تاریکیوں اور پردہ ہائے ارحام کے غلافوں میں پیدا کیا در آنحالیکہ وہ ایک ڈالا ہوا قطرہ۔ سیاہ کیا ہوا مضغہ۔ شکم مادر میں رہنے والا بچہ تھا۔ وہ شیر خوار ہوا۔ کودک نادان بنا اور حدِ بلوغ تک پہنچا۔ پس خدائے برتر نے اسے ایک حفاظت کرنے والا قلب عطا کیا، بولنے والی زبان عنایت کی اور دیکھنے والی آنکھ مرحمت فرمائی تاکہ وہ عبرت حاصل کرتا ہوا عقل و فہم سے کام لے بے رغبت اور منزجر ہوتا ہوا گناہوں سے باز رہے حتیٰ کہ اس کے اعضا کا اعتدال قائم ہو گیا اس کی صورت اور مثال بالکل راست ہو گئی اب اس نے متکبر ہو کر اطاعت سے سرکشی کی، بیباک ہو کر اپنی ہوا و حرص کے ڈول سے پانی کھینچتے ہوئے اپنی دنیا کے واسطے سعی و تلاش اور جد و جہد کرتے ہوئے اپنی لذتوں کے سر درد اور اپنی حاجتوں کے ظہور میں مست ہو کر گمراہ ہو گیا وہ کسی مصیبت کا گمان ہی نہیں کرتا اور کسی خطرے سے نہیں ڈرتا۔ پس وہ فریب کھاتے ہوئے اپنی گمراہی میں مر گیا اس نے تھوڑے سے عرصہ تک اپنی لغزشوں میں زندگی بسر کی اس نے کسی عوض اور بدلے کو حاصل نہ کیا اور کسی فریضۂ واجب کو بجا نہ لایا۔ وہ ابھی بقیہ سرکشی میں گرفتار تھا اپنے عیش و نشاط کے طریقہ پر سالک ہو رہا تھا کہ اچانک موت کی مصیبتوں نے پکڑ لیا اس نے مضطرب ہو کر سینہ زنی کرنے والی اور از راہ بے صبری فریاد کرنے والی عورت۔ مہربان باپ اور ہمزاد برادر کے درمیان بیماریوں اور دردوں کے حوادث اور رنج و آلام کی ناخوش آیند سختیوں میں صبح سے شام کی اور بیداری کی حالت میں رات گذری ریاں یہ رونے والے تو رو پیٹ رہے تھے اور یہ مرد

غافل کر دینے والی موت کی بے ہوشی توڑ دینے والی مصیبت و شدت۔ نالہ درد انگیز میں گرفتار تھا۔ غم خیز طریقے سے اسے (اس کے مقام سے) کھولا جا رہا تھا اور رنج دینے والی حالت میں اسے ہنکایا جا رہا تھا پھر یہ اپنے کفن میں اہل و عیال سے ناامید ہو کر لپیٹ گیا اور دنیا سے اس کو کھول دیا گیا۔ اس وقت یہ بالکل مطیع تھا اور ذرا سی ناہمواری بھی اس میں باقی نہ تھی۔ پھر یہ جنازے کی لکڑیوں پر ڈال دیا گیا۔ اس وقت یہ اپنے مرض سے واپس ہو چکا تھا زار و نزار ہو رہا تھا اور بیماری کے ہاتھوں لاغری اس پر چھائی ہوئی تھی اسے اس کے خدمت گاروں یعنی بیٹوں اور مدد کرنے والوں یعنی بھائیوں نے کاندھے پر اٹھایا اور ایسی جگہ لے چلے جو اس کی غربت کا مکان تھا اور جہاں پھر دوبارہ اس کی زیارت نہ ہو سکتی تھی حتیٰ کہ جب مشایعت کرنے والا پلٹا، مصیبت کشیدہ واپس آیا یہ شخص اس کے گڑھے میں بٹھا دیا گیا۔ اب یہ امتحان اور آزمائش کی لغزش اور سوال کی دہشت سے آہستہ آہستہ بات کرتا تھا۔

سب سے بڑی اور زبردست بلا جو قبر میں ہے یہ ہے کہ جہنم کا کھولتا ہوا پانی مہیا کیا گیا ہے۔ دوزخ کی آگ کباب کئے دیتی ہے اور آگ کے شعلے جوش کھا رہے ہیں۔ یہاں قبر میں عذاب میں راحت دینے والی سستی۔ عذاب کو زائل کرنے والی واگذاشت۔ عذاب کو منع کرنے والی قوت اور جلدی سے آجانے والی موت نہیں نہ وہ پہلی ہلکی ہلکی نیند ہے جو عذاب ساعات اور حالات مرگ کے درمیان آرام پہنچاتی ہے۔ بیشک ہم خدا کی طرف پناہ لے جاتے ہیں۔

اے وہ خدا کے بندو! جنہیں زندگی عطا کی گئی ہے اور وہ نعمتوں میں گذار رہے ہیں جنہیں تعلیم دی گئی ہے، اور وہ اپنے نیک و بد کو خوب سمجھتے ہیں، انہیں مہلت عطا ہوتی ہے اور وہ غافل ہیں انہیں سلامتی مرحمت کی گئی ہے اور وہ اپنے مبدا و معاد کو بھول بیٹھے ہیں۔ انہیں ایک مدت دراز تک مہلت دی گئی ہے۔ انہیں نہایت ہی عمدہ بخشش عنایت ہوتی ہے، انہیں عذاب الیم سے ڈرایا گیا ہے اور ایک ثواب بزرگ کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ان گناہوں سے ان عیوب سے حذر کرو جو ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں جو قہر الٰہی کا باعث ہوتے ہیں اے دیکھنے والو، سننے والو۔ صحت و سلامتی میں گذران کرنے والو۔ مال و متاع کے مالکو کیا کوئی گریز گاہ یا خلاصی یا پناہ یا تکیہ گاہ یا فرار یا مرجع ہے یا نہیں؟ تمہاری بازگشت کس حالت میں ہوگی؟ تم کس مکان کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ تم کس چیز پر فریفتہ ہو رہے ہو۔ تم میں سے ہر ایک شخص کا قد و قامت اس طویل اور عریض زمین میں حصہ (قبر ہے) وہ ایسی حالت میں اس حصہ کا مالک ہوگا کہ اس کے رخسارے پر خاک ڈالی ہوئی ہوگی۔

بندگان خدا! اس زمانہ کو رائگاں نہ کرو۔ اس وقت گلوگیر موت نے تمہیں چھوڑ رکھا ہے۔ رنج کورہائی حاصل ہے۔ اس وقت تم طلب کر سکتے ہو۔ تمہارے بدن صحیح وسالم ہیں۔ بقیہ عمر کے گذرنے میں تاخیر ہے۔ تم خود مختار ہو۔ توبہ کرنے کی مہلت ہے، اور تمہارے زمانہ حاجات میں ابھی بہت وسعت ہے (تم اعمال وعبادات میں کوشش کرو) قبل اس کے کہ تنگی احوال لاحق ہو، تنگ وتار یک مکان میں اتار دیئے جاؤ۔ خوف واضمحلال تم پر چھا جائیں، اور قبل اس سے کہ نظر سے غائب رہنے والی موت آجائے، جس کا تم انتظار کر رہے ہو اور خداوند قوی وقادر کا عذاب تمہیں گرفت کرے۔

روایت میں وارد ہوا ہے کہ جس وقت حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا بدن لرز گئے آنکھوں نے دریا بہا دیئے اور دل مضطرب بے قرار ہو کر رہ گئے۔

کلام امام علیہ السّلام

عمرو عاص کا ذکر کرتے ہوئے حضرت نے فرمایا ہے سخت تعجب ہے یہ پسر زانیہ اہل شام کو روز و رغلاتا ہے اور میری نسبت ان سے کہتا ہے کہ میری خصلت میں مزاح اور شوخی ہے اور میں ایک لہو ولعب میں مشغول رہنے والا آدمی ہوں اور ہمیشہ اسی عمل کی مزاولت کرتا ہوں بیشک اس کا یہ قول باطل ہے اور نہایت گنہگاری کی حالت میں اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں۔ یاد رکھو بدترین قول جھوٹ ہے اور عمرو عاص پرلے درجہ کا جھوٹا ہے، وعدہ کرتا ہے اور مکر جاتا ہے اس سے سوال کیا جاتا ہے وہ بخل کرتا ہے۔ سوال کرتا ہے اور قسم دیتا ہے۔ اپنے عہد میں خیانت کرتا ہے۔ قطع رحم کا مرتکب ہوتا ہے۔ اگر جنگ میں حاضر ہو تو کس قدر حکم دینے والا اور زجرو توبیخ کرنے والا ہے مگر اسی وقت تک جب تک تلواریں میان سے نہ نکلی ہوں اگر یہ وہی شخص ہے جس کی یہ توصیف کی گئی تو بیشک اس کا بزرگ ترین فریب یہ ہے کہ اپنی عورت[1] (دبر) کو قوم کے لئے بخش دیتا ہے قسم خدا کی مجھے لہو ولعب سے موت کا ذکر منع کرتا ہے اور اسے آخرت کا نسیان منع قول حق پر آمادہ کر رہا ہے۔ اس شخص نے معاویہ سے بیعت نہیں کی جب تک اس سے قول نہیں لے لیا کہ کوئی انعام دیا جائے اور اس دین فروشی کے عوض کوئی عطیہ (شہر مصر) عنایت ہو۔

---

[1] اس بخشش کا قصہ یہ ہے کہ جنگ صفین میں اسے بھی حضرت سے معرکہ آرائی کی سوجھی اور مقابلہ پر آیا مگر تھوڑی دیر بعد اسے معلوم ہو گیا کہ میں اس قاتل مرحب کے ہاتھ سے جیتا نہیں بچوں گا، کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔ یہ سوچتے ہی گھوڑے سے گر پڑا اور برہنہ ہو کر اوندھا لیٹ گیا۔ حضرت نے اس کی بے حیایانہ حرکت دیکھ کر اپنا منہ پھیر لیا۔ اس نے اس فرصت کو غنیمت خیال کیا اور بھاگ نکلا۔ اس روز سے عرب میں اس کا یہ فریب بھی مشہور ہے لعنت ہے خدا کی ۱۲

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

میں شہادت دیتا ہوں کہ خداوند تعالےٰ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں وہ اوّل ہے اور کوئی شے اس سے قبل نہیں، وہ آخر ہے اور کوئی اس کے لئے غایت و نہایت نہیں وہم و گمان اس کی صفات (کی کنہ) تک نہیں پہنچ سکتے نہ قلوب اس کی کسی کیفیت کا اعتقاد کر سکتے ہیں نہ اس کا تجزیہ ہو سکتا ہے نہ اس کے لئے اعضا قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ نہ اسے آنکھیں احاطہ کر سکتی ہیں نہ قلوب (عقلیں)

اسی خطبہ میں فرمایا ہے۔ بندگان خدا! تم ان نصائح اور مواعظ سے نصیحت حاصل کرو جو آخرت میں تمہارے کام آنے والی ہیں۔ روشن علامتوں اور واضح نشانیوں سے عبرت حاصل کرو (جو تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں) وہ تخویفات جو حد کمال کو پہنچی ہوئی گناہوں سے منع کر رہی ہیں، ان پر خیال کرو گناہوں سے باز آجاؤ۔ اور مواعظ و نصائح سے منتفع ہو جاؤ (تم احوال رفتگان سے اس طرح عبرت حاصل کرو) گویا تم خود شیر درندہ مرگ کے پنجوں میں گرفتار ہو اور حسرت و آرزو کی دل بستگیاں تم سے منقطع ہو چکی ہیں گویا امور کی سختیوں اور شدتوں نے تمہیں پکڑ لیا ہے اور تم وارد ہونے کے مقام کی طرف ہنکائے جا رہے ہو۔ ہر ایک نفس کے ساتھ ایک ہنکانے والا اور گواہ موجود ہے۔ وہ ہنکانے والا تو اسے محشر کی طرف لے جا رہا ہے۔ اور گواہ اس کے اعمال پر گواہی دینے کے لئے تیار ہے۔

اسی خطبہ میں تعریف جنت فرماتے ہیں۔ بہشت میں درجے ہیں جن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور اس بہشت میں منزلیں ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ تفاوت رکھتی ہیں (ہر شخص کو اس کے اعمال کے موافق درجہ عطا ہو گا)

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

پروردگار عالم تمام سرائر اور گہرائیوں کو جانتا ہے۔ اسے تمام تخیلات قلوب کا علم ہے وہ ہر ایک شے کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ ہر ایک شے پر غالب ہے۔ وہ ہر ایک چیز پر قوت رکھتا ہے۔ اب زیبندہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک عمل کرنے والا قبل اس سے کہ اس کی موت کا وقت نزدیک ہو۔ پیشتر اس سے کہ وہ موت میں مشغول ہو جائے پہلے اس سے کہ اس کا مجرائے نفس گرفت کر لیا جائے اپنی مہلت کے ایام میں اپنی فارغ البالی کے دنوں میں اپنے عالم تنفس میں عمل خیر میں مشغول ہو اسے زیبا ہے کہ اپنے نفس اور قدم کی آسائش

کے لئے اپنے مکان کو ہموار کر دے اور اپنی اس سرائے فانی میں سے اپنے اصلی مکان کی اقامت کے لئے توشہ اور زاد حاصل کرے۔ بندگان خدا پروردگار عالم سے اس شے کے بارے میں خوف کرو جس کی حفاظت کا اس نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے اور اس کے ان حقوق کا خیال کرو جس کا تمہیں امین اور امانت دار بنا کر وہ حقوق تمہیں سونپے گئے ہیں خوب جان لو پروردگار سبحانہ و تعالےٰ نے تمہیں عبث طریقہ سے خلق نہیں کیا نہ تمہیں مہمل اور فضول طور سے (ان ایام مہلت زندگانی میں) چھوڑ دیا ہے۔ نہ تم جہالت اور اندھے پن کی حالت میں چھوڑے گئے ہو اس نے تمہاری غایتوں کو تم پر ظاہر کر دیا ہے۔ اسے تمہارے اعمال کا علم ہے اور اس نے تمہاری عمروں کی مقدار مقرر کر دی ہے۔ اس نے تم پر وہ کتاب نازل کی جو ہر ایک شے کا بیان کرنے والی ہے۔ پھر ایک مدت تک پیغمبرؐ کو تم لوگوں میں زندہ رکھا حتےٰ کہ اس شے کے بارے میں اپنے دین کو تمہارے لئے اور پیغمبرؐ کے لئے کامل کر دیا ہے، جو اپنی کتاب میں نازل فرمائی ہے۔ یہ وہی دین ہے جس پر اپنے نفس کے لئے راضی ہو گیا ہے، جو اس کا پسندیدہ اور برگزیدہ دین ہے۔ اس نے تمہارے لئے اپنے پیغمبر کی زبان سے اعلان کر دیا کہ یہ فعل و عمل میرا محبوب ہے اور اسے مکروہ سمجھتا ہوں۔ اور یہ میرے امر و نواہی ہیں۔ اس نے تمہارے سامنے معذرت کو ڈالدیا اور تم پر حجت پکڑ لی۔ تمہارے سامنے اپنے وعید کو پیش کر دیا اور تمہیں اس عذاب شدید سے ڈرا دیا جو تمہارے سامنے موجود ہے، اب اپنی بقیہ عمر کا تدارک کرو کہ وہ بھی یوں ہی ضائع نہ ہو جائے اپنے نفوس کو اس بقیہ وقت کے لئے وقف کر دو (اسے طاعت خداوندی میں صرف کرو) کیونکہ یہ ان ایام کے مقابلے میں بہت ہی قلیل ہے۔ جن میں تم پر غفلت طاری رہی اور وعظ و پند سے منہ پھرائے رہے تم اپنے نفسوں کو (خواہش ہائے دنیا کی) اجازت نہ دو کیونکہ یہ اجازت تمہیں ستم گاروں کے مذہب اور طریقہ کی طرف لے جاتی ہے۔ تم تقویٰ اور پرہیزگاری میں تساہل نہ کرو۔ مبادا یہ تساہل تمہیں خداوند عالم کی نافرمانی میں داخل کر دے۔ بندگان خدا اپنے نفس کو نصیحت کرنے والا سب سے زیادہ اپنے پروردگار کا مطیع ہے اور اپنے نفس کو فریب دینے والا سب سے بڑھ کر اپنے رب کا گنہگار ہے۔ مغبون (غبن شدہ) وہی ہے جو اپنے نفس کے ساتھ مکر کرے خوش حال اور مسرور وہ شخص ہے جس کے لئے اس کا دین صحیح و سالم ہو سعید وہ بندہ ہے جو اپنے غیر سے وعظ اور نصیحت حاصل کرے۔ جس شخص کو اس کا غرور اس کی خواہشیں فریب دیدیں، وہ بدبخت اور بدبخت ہے۔ تم خوب جان لو۔ تھوڑی سی ریاکاری

بھی شرک میں داخل ہے۔ صاحبان ہوا و ہوس کی صحبتوں میں بیٹھنا ایمان فراموشی کا اعلیٰ سبب ہے اور شیطان کے قلب میں حاضر ہو جانے کی پوری وجہ۔ تم کذب و دروغ سے دوری اختیار کرو کیونکہ یہ صفت ایمان سے دور کرنے والی ہے۔ سچ بولنے والا نجات۔ رستگاری اور کرامت کے کنارے پر بیٹھا ہوا ہے مگر دروغ گو اور کاذب وہاں قائم ہے جہاں سے بہت جلد چاہ ہلاکت میں گرے گا۔ وہ خواری اور ذلت کے کنارے پر کھڑا ہوا ہے۔ تم آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو کیونکہ حسد ایمان کو اس طرح کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ تم آپس میں بغض اختیار نہ کرو (امید ہے مومنین اپنے مولا کی نصیحت پر عمل فرمائیں گے اور جذبہ حسد کو قطعی دل سے نکال دیں گے) کیونکہ۔ تم خوب جان لو کہ آرزو اور امید عقل کو سہو میں گرفتار کرتی ہوئی ذکر آخرت کو بھلا دیتی ہے۔ تم ان آرزوؤں کی تکذیب کرو کیونکہ یہ غرور ہیں اور صاحب آرزو مغرور ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

بندگان خدا! بندوں میں سب سے زیادہ پروردگار کے نزدیک وہی محبوب ہے جس کے نفس پر پروردگار عالم نے اس کی اعانت کی ہو (اسے نفس امارہ پر مسلط ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہو) اس نے حزن و اندوہ کو اپنا شعار اور خوف خدا کو اپنا لباس بنا لیا۔ اس شخص کے دل میں ہدایت کی شمع روشن ہے اور وہ آنے والے مہمان (موت) کی ضیافت کی تیاری کر رہا ہے اس نے امر بعید (موت) کو اپنے نفس سے نزدیک کر رکھا ہے (وہ موت سے بالکل مانوس ہے) اور شدائد دنیا کو (بامید ثواب آخرت) اپنے لئے آسان سمجھ رہا ہے۔ اس نے غور و فکر کی نظر ڈالی اور حقیقت امر کو دیکھ لیا اپنے انجام کو یاد کیا اور اس کی معرفت میں استکثار سے کام لیا۔ وہ اس آب خوشگوار و شیریں سے سیراب ہو گیا کہ معرفت کے سبب سے جس پر وارد ہونے کی راہیں اسپر آسان تھیں۔ اس نے شراب کافور مزاج کو پی لیا اور نہایت ہی اطمینان اور سکون قلب کی حالت میں راہ ہائے ہموار پر سالک ہوا اس نے شہوات نفسانیہ کا پیرہن اتار دیا وہ تمام ہموم و آلام سے علیحدہ ہو گیا فقط ایک غم اپنے لئے خاص کر لیا (کہ قرب خداوندی دائمی نصیب ہو) وہ جہالت کی تاریکی اور کوری سے خارج ہو گیا اور مشارکت اہل ہوا سے نکل گیا وہ ہدایت کے دروازوں کی کنجیاں بن گیا (خلق کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے لگا) اور ضلالت کے دروازوں پر (خلق اللہ کیلئے) قفل جڑ دیئے اس نے ہدایت کا رستہ دیکھ لیا اور اس پر چل نکلا اس نے اس کی علامتوں

کو پہچان لیا اور حائل ہونے والی سختیوں اور شدتوں کو دفع کر دیا۔ اس نے عروۃ الوثقیٰ اور ان مضبوط رسیوں کو تھام لیا جو خالق و مخلوق کے درمیان سلسلۂ ارتباط ہیں اس شخص کے لئے ضرور آفتاب کی طرح نور یقین آشکار ہے اس نے بلند ترین امور (ہدایت خلق) میں ہر ایک وارد ہونے والے کے واسطے حکم صادر کرنے کے لئے (ہر ایک اپنے پاس آنے والے کو راہ ہدایت دکھانے کے لئے) اور ہر ایک فرع کو اس کی اصل کی طرف پہنچانے کے لئے محض اللہ کے واسطے اپنی ذات اور اپنے نفس کو قائم اور نصب کر دیا۔ ایسا بندہ ہر ایک تاریکی کا چراغ ہے ہر ایک حجاب اور پردے کا اٹھانے والا ہے۔ ہر امر مشتبہ اور مبہم کا کھولنے والا ہے ہر ایک مشکل کو دور کرنے والا اور ہر ایک بیابان میں راہ گم کرنے اور بھٹکنے والے کا رہبر ہے وہ وہی کہتا ہے جو اسے سمجھایا گیا ہے (اس کی تقریر جہالت سے مبرا ہے) وہ اسی امر پر خاموش ہو جاتا ہے جو اسے تسلیم کرا دیا گیا ہے (نادانی اور جہل کی وجہ سے ساکت نہیں ہوتا) اس نے اپنے کو پروردگار کے لئے خالص اور مختص کر لیا اور پروردگار نے اسے اپنا خالص (اور مقرب) بنا لیا۔ ایسا شخص دین خدا کی اصل ہے اور زمین خدا کے لئے میخ اور وتد کا کام دے رہا ہے اس نے عدل کو اپنے نفس کے لئے لازم و واجب کر دیا اور اس کی پہلی عدالت یہ ہے کہ خواہشوں اور ہوا و ہوس کو دل سے دور کر رہا ہے وہ (دوسرے کے سامنے) امر حق کی توصیف کرتا ہے اور اسی پر عمل کرتا ہے، وہ کسی چیز کو جس میں خیر یقینی ہو ترک نہیں کرتا مگر یہ کہ اس کا قصد کرتا ہے (اس کے حاصل کرنے کا عزم کرتا ہے) وہ کسی مظنہ خیر کو نہیں چھوڑتا مگر یہ کہ اس کا ارادہ کرتا ہے وہ کتاب خدا پر نہایت مضبوطی سے اس کی لگام پکڑے ہوئے تمکین اور سوار ہے (اس کے معانی و مفہوم کو خوب سمجھتا ہے) اور وہی اس کی لگام کا کھولنے والا اور وہی اس کا امام ہے (وہی اس کے مسائل و احکام بیان کرتا ہے) وہ شخص وہی مکان ڈھونڈتا ہے جہاں بار متاع قرآن کے رکھنے کا موقع ہو اور وہیں منزل تلاش کرتا ہے جہاں اس کی منزل ہو۔ ولائل و احکام قرآنی کا واقف ہے اس کے احکام کو حسب مقام و موضع جاری کرتا ہے اور دلائل قرآن کو اس کے مدلولات میں ہی بیان کرتا ہے۔ یہ تو صفات تھیں اولیاء خدا کی، اب محبان شیطان کا افسانہ سنو۔ بندگان خدا میں سے ایک بندہ اور بھی ہے، جو اپنے آپ کو عالم کہلواتا ہے، مگر فی الحقیقت وہ ایسا نہیں اس نے نادانوں سے نادانی جاہلوں سے جہالت اور گمراہوں سے گمراہی کو چن لیا ہے، اس نے لوگوں کے لئے ایک دام بچھایا ہے جو مکر و فریب کی رسیوں اور تزویر آمیز اقوال سے بنا ہوا ہے۔ قرآن کو اپنی رائے پر محمول اور امر حق کو اپنی خواہش نفسانی کے موافق منحرف کر رکھا ہے، وہ بزرگ سے بزرگ عقوبتوں کا

جائے پناہ اور عظیم سے عظیم گناہ کا آسان کرنے والا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں شبہات اور شک سے باز رہتا ہوں مگر ان میں گرفتار ہے اس کا قول ہے کہ میں بدعتوں سے دوری اختیار کر رہا ہوں حالانکہ انہیں (بدعتوں) میں سویا ہوا ہے۔ اس کی صورت و شکل انسان کی سی ہے، مگر اس کا قلب بالکل حیوانوں کا سا واقع ہوا ہے وہ ہدایت کے دروازے کو ہی نہیں پہچانتا جو اس کی متابعت کرے اس کی طرف چلے نہ وہ جہالت اور نابینائی کے دروازے سے واقف ہے جو اپنے آپ کو اس سے باز رکھے یہ شخص زندہ ہو کر مردہ ہے اب جب ان دونوں بندوں کے حالات معلوم ہو گئے، حق و باطل کا فرق تمہیں معلوم ہو گیا۔ پس بندگان خدا! اب تم کدھر جاتے ہو اور اپنے امور دینی و دنیوی میں کس طرف رجوع کرتے ہو حالانکہ (حق کی) جھنڈیاں قائم ہو چکی ہیں۔ آیات و نشانیاں بالکل واضح اور روشن ہیں۔ مینار ہدایت نصب شدہ ہیں۔ اب تمہیں کس چیز نے بیابان گمراہی میں سرگرداں کر رکھا ہے۔ بلکہ سخت تعجب ہے کہ تم گمراہی میں گرفتار ہو رہے ہو حالانکہ تمہارے نبی کی عترت تمہارے درمیان موجود ہے اور یہ لوگ (اہلبیت) حق تک (پہنچا دیتے) کی مہاریں ہیں۔ یہ لوگ صدق و راستی کی زبانیں قرآن کی بہترین منزل ہیں۔ ان کے لئے اسی قرآن کی منزل تجویز کرو (اپنے دل میں ان کی محبت کو جگہ دو کیونکہ قرآن کے لئے بہترین منزل دل ہی ہے) اور ان کی طرف اس طرح وارد ہو جاؤ جیسے کہ پیاسے اونٹ آب گاہوں پر وارد ہوتے ہیں (کیونکہ یہی لوگ منبع آب حیات علم ہیں) ایہا الناس! تم جناب رسول اللہ کے قول کو سنو کہ فرمایا ہے جو شخص ہم میں سے ارادی موت کے ساتھ مرتا ہے اسے موت طبعی لاحق ہو جاتی ہے۔ بظاہر اس کے حواس بیکار ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ مرا نہیں۔ اور ہم میں سے جو شخص اس موت طبعی کے باعث بیکار و کہنہ ہو جاتا ہے وہ فی الحقیقۃ ایسا نہیں ہے۔ ایہا الناس! جس چیز کو تم پہچانتے ہی نہیں اس میں گفتگو نہ کرو کیونکہ بسا اوقات ان باتوں میں امر حق ہوتا ہے جن کا تم انکار کرتے ہو، اور اس شخص کو معذور رکھو جس پر تمہاری کوئی حجت نہیں ہے اور وہ میں ہوں (جس شخص نے تمہیں طرح طرح کی نصیحتیں کیں اور تم نے ان کو نہ سنا اب اگر اس خلاف ورزی میں تمہیں کوئی نقصان پہنچے تو یہ نہ کہنا کہ ہمیں اس کا علم نہ تھا کیونکہ میں نے سب کچھ تمہیں تعلیم کر دیا ہے خداوند تعالےٰ کی حجت ختم ہو چکی ہے اور اب تمہاری کوئی حجت باقی نہیں رہی) کیا میں نے تمہارے درمیان میں ثقل اکبر (قرآن) پر عمل نہیں کیا؟ تمہیں اس کی تعلیم نہیں دی۔ کیا میں نے تمہارے درمیان ثقل اصغر (اہلبیت) کو نہیں چھوڑا۔ میں نے علم و بیرق ایمان کو تمہارے درمیان قائم کرتے ہوئے تمہیں حلال و حرام کی حدوں پر کھڑا کر دیا ہے۔ میں نے تمہیں اپنے عدل سے عافیت کا لباس پہنا دیا۔ اور قولاً و فعلاً حسن کو تمہارے لئے فرش بنا دیا میں نے اپنے

نفس کی جانب سے مکارم اخلاق کے اعلےٰ نمونے تمہارے سامنے پیش کر دیتے. تم اس چیز میں عقل اور رائے کو استعمال نہ کرو جس کے کنہ میں بینا آنکھیں بھی نہیں پڑ سکتیں اور نہ فکر و تامل اس میں داخل ہو سکتا ہے (معارف و احکام الٰہیہ شرعیہ جن میں عقل ادراک سے کام نہیں لے سکتی ان کی طرف اپنی رائے اور استحسانات عقلیہ کی بناپر اقدام نہ کرو) کیونکہ معارف آلہیہ کی معرفت بغیر الہام وحی کے ممکن نہیں اور وحی و الہام انہیں نفوس قدسیہ کے لئے مختص ہے جو موید من اللہ ہیں۔ پس معارف و احکام میں سوائے نفوس قدسیہ کے دوسرے کی طرف رجوع کرنا یقیناً گمراہی اور ضلالت ہے۔

اسی خطبہ میں فرمایا ہے حتیٰ کہ گمان کرنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ دنیا بنی امیہ کے لئے اس طرح بندھ گئی ہے جیسے کسی اونٹنی کو زانو بند سے باندھ دیتے ہیں۔ وہ انہیں اپنا دودھ پلاتی ہے۔ انہیں نفع پہنچاتی ہے۔ انہیں اپنے صاف اور شفاف چشموں پر وارد کرتی ہے اور اس امت سے ان کا تازیانہ اور ان کی تلوار علیحدہ نہیں کی جا سکتی۔ ایسا گمان کرنے والا بالکل کاذب ہے بلکہ یہ تو لذت زندگی کی ایک کلی ہے جس کا ذائقہ تھوڑی دیر تک چکھیں گے پھر تمام کو پھینک دیں گے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

حمد خدا و نعت رسول کے بعد تمہیں جاننا چاہیئے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ظالموں اور ستمگران زمانہ (کی قوتوں) کو نہیں توڑا ہے مگر مہلت (از مرگ) اور وسعت عیش دنیا کے بعد اور امم سابقہ میں سے کسی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو نہیں جوڑا ہے۔ مگر بعد تنگی و شدت و نزول بلا۔ اب تم نے جو عذاب شدید کی طرف رخ کر لیا ہے اور مخاطبہ و مواعظ کی طرف سے پشت پھرائے ہوئے ہو مجھے اس حرکت پر سخت تعجب ہے۔ یاد رکھو! ہر صاحب دل صاحب عقل نہیں ہوتا نہ ہر صاحب گوش سننے والا اور نہ ہر ایک صاحب نظر دیکھنے والا ہوتا ہے (صاحب دل (باخبر و باہوش) صاحب گوش اور سامع) صاحب چشم (بینا) وہی لوگ ہوتے ہیں جو محبت دنیا سے دل برداشتہ ہوتے ہیں جو آوازۂ شہرت دنیا کو سماعت نہیں کرتے اور آرائش دنیا کو بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں) مجھے کس قدر تعجب ہے اور کوئی شے مجھے اس تعجب سے روک نہیں سکتی کہ یہ جماعت متفرقہ کس قدر خاطی ہے کس قدر غلط ہے باوجودیکہ اپنے امر دین میں مختلف حجتوں اور قسم قسم کی دلیلوں پر اسے اطلاع حاصل ہے نہ یہ لوگ ارشاد و وصیت پیغمبر کی پیروی کرتے ہیں نہ یہ وصی پیغمبر کے عمل کی اقتدا کرتے ہیں نہ یہ امر غیب (روز جزا و سزا) پر ایمان

رکھتے ہیں نہ اپنے عیوب اور گناہوں سے باز آتے ہیں۔ امور باطلہ اور شبہات میں عمل کرتے ہیں اور خواہشہائے نفسانیہ میں ان کا سفر ہوتا ہے (انہیں کی تگ و دو میں رہتے ہیں) ان کے نزدیک مستحسن اور عمدہ چیز وہی ہے جو ان کی طبیعت کے موافق ہو اگرچہ شرع اس کی قباحت کا فتوے لگائے۔ اور امر بد اور فعل قبیح وہی ہے جسے ان کی طبیعتیں قبیح تجویز کریں (اگرچہ شرع کی رو سے مستحسن اور عمدہ ہو) احکام مشکلہ میں اپنے نفس کی ہی طرف رجوع کرتے ہیں (اچھا یا برا جیسا کچھ اپنی سمجھ میں آئے گا اسی پر عمل کریں گے اگرچہ فرمان خدا و رسولؐ کے خلاف ہو) اور امور مبہمہ خفیہ (حقائق و معارف الہی) میں اپنی ہی باطل اور فاسد رائے کو دخل دیتے ہیں (اگرچہ مخالف عقل و نقل ہو) ان میں سے ہر شخص اپنے نفس کے لئے پیشوا ہے، جو مسئلہ نظر میں آئے اس کے لئے اپنے نفس سے ہی اسباب و دلائل محکمہ اور زبردست تمسک کرتا ہے (مسائل حرام و حلال میں اپنے دل سے ہی دلیلیں گھڑتا ہے۔ ارشاد خدا و رسول کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنے ہی ایجادی اور اختراعی قوانین پر اجتہاد کرتا ہے)

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس وقت مبعوث فرمایا جب پیغمبران سابق کو آئے ہوئے مدت گذر چکی تھی، امتوں کی غفلتیں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھیں۔ فتنہ و فساد کے زمانے طویل ہو رہے تھے۔ حالتیں پراگندہ تھیں اور لڑائیوں کی آگ بھڑک رہی تھی اس وقت دنیا کا نور (جو انبیاء و اولیاء ہیں) منکسف اور مختفی پنہاں تھا۔ غرور اور فریب ظاہر ہو رہے تھے۔ اس دنیا کے عیش کے پتوں پر خزاں کا عالم طاری تھا۔ اس کے میووں کی منفعتیں ناامیدیوں میں گرفتار تھیں۔ آبرو و اعتبار زمین میں غرق ہو چکے تھے۔ ہدایت کی نشانیاں مٹی ہوئی تھیں۔ ہلاکت کے جھنڈے لہرا رہے تھے، اور یہ دنیا ایک دنیا دار کے لئے نہایت ہی بر انتقام تھی اور ایک طالب دنیا کی پیشانی پر نجاست کا داغ بن کر چمکتی تھی۔ اس کے ثمر اور پھل فتنہ و فساد تھے۔ اس کا طعام اور خوراک مُردار تھا۔ خوف اور ترس ان کے بدن کے لئے پوشش تھی اور ان کے کاندھوں کی ردائیں تلواریں تھیں۔ بندگان خدا! تم عبرت حاصل کرو اور ان حالتوں کا تصور کرو جن میں تمہارے باپ اور تمہارے بھائی رہین اور گرفتار تھے۔ اور انہیں افعال پر اب ان سے حساب لیا جائے گا۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ دور و دراز مدتیں تم پر اور ان پر نہیں گذریں اور نہ تمہارے اور ان کے درمیان طویل زمانے اور قرن گزرے ہیں اور نہ اس وقت سے جبکہ تم اپنے بزرگوں کی اصلاب میں تھے آج کے دن تک کچھ ایسے

بعید اور دور گئے ہو قسم خدا کی تمہارے آباؤ اخوان ماعنیہ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم نے کوئی شے (وعدہ و وعید سے) نہیں سنائی اِلّا یہ کہ میں بھی اسی امر کو تمہیں سنا رہا ہوں (جو کچھ رسول اکرم تمہارے آباؤ اجداد کے سامنے بیان کرتے تھے وہی میں تمہارے آگے پیش کرتا ہوں) اور آج کے دن تمہارے کان ان لوگوں کے کانوں سے پست نہیں ہیں جو کل موجود تھے ان کے لئے آنکھیں وا نہیں کی گئیں اس زمانہ میں ان کے قلوب ہدایت کی طرف مائل نہیں کئے گئے مگر یہ کہ تمہیں بھی اس وقت اسی زمانہ کے مطابق عطا کیا گیا ہے رہنمائی اور راہ خدا کی طرف بلانے والا اسی نور کا ٹکڑا ہے جو پہلے موجود تھا۔ تمہارے احوال و اوصاف بھی تمہارے بزرگوں کی مانند ہیں اور یہ نصیحتیں بھی وہی ہیں جو انہیں کی جاتی تھیں کوئی نئی بات نہیں۔ اب جس طرح وہ سنکر اطاعت کرتے تھے تم بھی انہیں کی پیروی کرو) قسم خدا کی تمہیں کوئی ایسی شے نہیں دی گئی ہے جس سے تمہارے گزشتگان جاہل ہوں اور تم کسی ایسی چیز کے ساتھ محفوظ اور موصوف نہیں ہو جس سے وہ محروم کئے گئے ہوں بالتحقیق (تسلط معاویہ اور سلطنت بنی امیہ کے باعث) تم پر بلائیں نازل ہو رہی ہیں جو ہر وقت متحرک ہیں ان کی مہار استوار نہیں ہے اور ان کا تنگ (بند زیر شکم) نہایت ہی سست اور کمزور ہے۔ پس تمہیں وہ دولت و ثروت جس میں اہل غرور اور ناداں صبح کر رہے ہیں کہیں فریفتہ اور مفتوں نہ بنا دے کیونکہ اس کی کوئی ہستی نہیں ہے۔ وہ ایک سایہ ہے جو ایک وقت معین تک زمین پر کھینچ دیا گیا ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

وہ پروردگار بغیر دیکھے کے (آثار صنائع سے) پہچانا گیا ہے وہ بغیر فکر اور تامل کے ایجاد کرنے والا ہے، وہ ہمیشہ سے اور اس وقت سے دائم و قائم ہے جب نہ برجوں والے آسمان تھے نہ بڑے بڑے دروازوں والے حجاب اور پردے، نہ اندھیری اور تاریک راتیں تھیں نہ ایستادہ اور رکے ہوئے سمندر نہ گھاٹیوں والے پہاڑ تھے اور نہ وسیع و فراخ کج آمیز رستے نہ بچھی ہوئی زمین تھی نہ صاحب قوت و قدرت مخلوق۔ یہ ذات واجب الوجود ادراک عقول اوہام سے دور رہنے والی مخترع اور مبدء خلق ہے اور اس کی وارث ہے یہی ذات معبود و مقصود خلق ہے اور رزق عطا کرنے والی چاند اور سورج اس کے ارادہ کے موافق دورہ کر رہے ہیں۔ ہر ایک نئی شے کو جامہ کہنگی پہنا رہے ہیں اور ہر مادہ ممکنہ کو وجود سے نزدیک کئے دیتے ہیں اس آفریدگار مطلق نے مخلوق کیلئے ان کی روزی کو مقرر کیا ہے تقسیم کیا ہے۔ ان کے افعال کو گن لیا ہے، ان کے اعمال کو شمار کر لیا ہے ان کے نفسوں کے اعداد معلوم کر لئے ہیں۔ ان کی آنکھوں کی پوشیدہ نگاہوں کو جان لیا ہے۔ وہ ان

تمام خطرات اور ضمائر پر مطلع ہے جو ان کے سینوں میں پیدا ہوتے ہیں وہ ان کے مستقر سے واقف ہے ان کے رحم مادر سے دنیا میں آنے اور ظاہر ہونے کا عالم ہے یہاں تک کہ وہ اپنی انتہائی غایت کو پہنچ جائیں اور ایسا خدا ہے جس کے عذاب کی زحمت (آخرت) میں دشمنوں (کفار و مشرکین) کیلئے سخت اور شدید ہے۔ گو ان کے لیے دنیا میں اس کی رحمت وسیع ہے اپنے دوستوں کے لئے آخرت میں اس کی رحمتیں نہایت وسیع و فراخ ہیں گو دنیا میں ان کیلئے سختی و صعوبت ہے وہ اس شخص پر غالب و مسلط ہے جو اس کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو۔ وہ اس شخص کو ہلاک کرنے والا ہے جو اس کی مخالفت کا دم بھر رہا ہو، اور اس شخص کو ذلیل اور خوار کرنے والا ہے جو اس سے دور رہ کر خود سری اور نافرمانی میں مبتلا ہو وہ اس شخص پر غالب ہے اسے مغلوب کرنیوالا ہے جو اس کی دشمنی پر کمر بستہ ہو رہا ہو جو شخص اس پر توکل اور بھروسہ کرتا ہے وہ اس کیلئے کفایت کرنے والا ہے۔ جو شخص اس سے سوال کرتا ہے اس کی استعداد کے موافق اسے عطا فرماتا ہے جو اُسے قرض دیتا ہے (اس کے نام پر خیر و خیرات کرتا ہے) وہ اس کا اچھا عوض اور بدلہ عطا فرماتا ہے اور وہ شکر کرنے والے کو جزا دینے والا ہے بندگان خدا! تم اپنے نفسوں کو وزن کرلو، تول لو۔ قبل اس کے کہ تم (بروز حساب) وزن کئے جاؤ۔ تم اپنے نفسوں سے خود محاسبہ کرو قبل ازیں کہ تم سے حساب لیا جائے تم توبہ و انابت کی ہواؤں میں نفس کشی کرو قبل اس سے کہ تمہارے سانس کے رستوں کو موت کا پھندا تنگ اور ضیق کر دے تم فرمانبرداری اور اطاعت میں بسر کرو قبل اس سے کہ تمہیں نہایت شدت کے ساتھ (آخرت) کی طرف روانہ کیا جائے یاد رکھو کہ جس شخص نے توفیق الہٰی اور عقل سلیم سے کام لے کر اپنے نفس پر توجہ نہ کی اس پر مسلط نہ ہوا تاکہ اس کے عقل و ہوش اسے وعظ و نصیحت کرنے والے ہو جاتے پھر ایسے شخص کے لئے کوئی دوسرا شخص زجر و توبیخ کرنے والا اور نصیحت دینے والا پیدا نہیں ہوتا (جو اپنے نفس امارہ کا مطیع ہو جاتا ہے دوسرے کی نصیحتیں اس پر ذرا بھی اثر نہیں کرتیں)

خطبۃ الاشباح

حضرت کا یہ خطبہ جلائل خطب میں شمار کیا گیا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ مسجد کوفہ میں ایک شخص خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض پیرا ہوا کہ مجھے پروردگار کی ان صفات سے آگاہی دیجئے جن کا ادراک حس ظاہری سے ہو سکتا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ پر ایک خوفناک غصہ کا عالم طاری ہو گیا، اسی وقت اذان کا حکم دیا، لوگ نماز کے لئے جمع ہو گئے نماز پڑھاتی اور نماز پڑھاتے ہی وہ خطیب منبر سلونی یوں گہر افشانی کرنے لگا۔

حمد و ثنا اسی پروردگار کے لئے مختص ہے جس کا بخشش نہ کرنا اس کے مال کو زیادہ اور

وافر نہیں کرسکتا دستِ کرم روک لینے سے جس کی دولت بڑھ نہیں سکتی) اور نہ بخشش وجود اس کی دولت و ثروت کو کم کرسکتے ہیں (آفتاب کی کرنیں ایک جہان پر پھیل پھیل کر روشنی بخش دیدہ مردم ہوتی ہیں مگر اس سے آفتاب کے نور میں کسی قسم کا نقصان نہیں آتا) کیونکہ ہر ایک کریم اور بخشش کرنے والے کا مال جود و کرم سے کم اور ناقص ہوتا ہے اور ہر ایک دست کرم کو روکنے والا سوائے اس پروردگار عالم کے مذموم ہے۔ خداوند عالم اگر بخشش کرے تو بھی جواد ہے اور نہ بخشے تو بھی کیونکہ وہ سائل اور سوال کی قابلیت سے اچھی طرح واقف ہے ؎

قسمت کیا ہر ایک کو قسّام ازل نے ۔۔۔ جو شخص بھی جس چیز کے قابل نظر آیا

وہ اپنی نعمت ہائے فراواں اور بخشش ہائے زائدہ کے سبب سے ہر شخص پر احسان رکھنے والا ہے۔ وہ منان حقیقی ہے۔ مخلوق اس کی عیال ہے۔ وہ ان کے رزق کا ضامن ہے۔ ان کی صالح ترین روزی کے وقت معین کرچکا ہے۔ اس نے راغبین معاش کے لئے بہت سی راہیں واضح اور ظاہر کر رکھی ہیں، اور طالبین معاد کے لئے رستے کھول دیئے ہیں، وہ ایسا کریم برحق ہے کہ اس کے کرم اور بخششیں اس چیز میں بھی ظاہر ہیں جس کا اس سے سوال نہ کیا گیا ہو (وہ ہر ایک شخص کی احتیاج سے واقف ہے اس کے یہاں یہ بات نہیں کہ جس چیز کا سوال کیا جائے وہی ملے نہیں بندے کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ خود بخود اس کے لئے مہیا کردیتا ہے اس کے نزدیک سائلین اور غیر سائلین سب برابر ہیں) وہ اول ہے اور ایسا اول ہے کہ جس کے لئے ابتدا نہیں نہ اس کیلئے مبدا جس سے یہ لازم آئے کہ اس سے پہلے بھی کوئی چیز ہوگی۔ وہ ایسا آخر ہے کہ جس کے لئے کوئی انتہا نہیں جس سے یہ شبہ ہو کہ اس کے بعد کوئی شے ہوگی هو الاول بلا اوائل والآخر بلا آخر وہ ابصار اور مردمک ہائے چشم کو لوٹا دینے والا ہے کہ وہ اس تک پہنچ جائیں اور اس کو بدیدہ ظاہر ادراک کرسکیں (وہ قاہر ہے کسی ادراک اور احساس سے مقہور نہیں ہوسکتا۔ کوئی قوت مدرکہ اسے مطیع و مغلوب نہیں کرسکتی۔ اس کے لئے زمانہ کا اختلاف ضرر رساں نہیں کہ اس کی وجہ سے اس کی حالتیں بھی متغیر ہوجائیں زمانہ اس کا محکوم ہے وہ تاثر زمانہ کا محکوم نہیں ہوسکتا) نہ وہ کسی خاص مکان میں ٹھانہ ہے جس سے دوسرے مکان کی طرف انتقال اور منتقل ہونا اس کے لئے جائز اور ممکن ہو اور پہاڑوں کے معدن جو اسی کے فیض و کرم سے جواہرات کو ظاہر اور خارج کرتے ہیں دریا کے صدف جو اس کے فضل وجود سے بخشش کرنے والے لبوں کو کشادہ کرتے ہوئے فلزات طلا و نقرہ موتیوں کی لڑیوں اور مرجان کے خوشوں کو منظر عام میں لاتے ہیں۔ اگر یہ سب کے سب ثانی تو یہ اثر اس کی بخشش میں کچھ محسوس نہ ہوگا اس کی فیاضیاں خالی نہ ہوں گی) اور نہ اس کے وسیع کشادہ عطا و کرم میں یہ اثر نفوذ کرسکے گا بیشک اس کے پاس انعام و اکرام کے خزانے ہیں جنہیں لوگوں

کی خواہشیں فانی نہیں کرسکتیں کیونکہ وہ ایسا سخی ہے ایسا جواد ہے کہ سائلین کا سوال جس کے بحرِ کرم میں سے ایک بوند بھر بھی کم نہیں کرسکتا۔ اور نہ زیادہ طلب کرنے والوں کا بیشتر طلب کرنا اُسے بخیل کرسکتا ہے۔

اب دیکھ! اے سائل اس کی صفات میں سے قرآن مجید نے تجھے کس صفت کی طرف رہنمائی کی ہے تو اس کی پیروی کر اسی سے نورِ ہدایت کا طالب ہو اور جس چیز کے علم حاصل کرنے کا وسوسہ شیطان نے تیرے دل میں ڈال دیا ہے اس کا علم کتاب اللہ میں تجھ پر فرض نہیں کیا گیا نہ سنت اور نہ طریقہ ائمہ ہدیٰ میں اس کا کچھ اثر موجود ہے (پھر کیوں اپنی حد سے بڑھتا ہے) نہیں جانتا کہ قہر کی بجلیاں تجھے سوختہ کردیں گی۔ تجھے جو قرآن میں تعلیم دی گئی ہے اس پر عمل کر اور اس کے مخالف اعتقاد کو اپنے دل میں جگہ نہ دے مثلاً کلام مجید میں ہے ان اللہ سمیع و بصیر وعلیم اب اس کا اعتقاد رکھنا لازمی ہے کہ خدا سننے والا ہے، دیکھنے والا ہے۔ دانا اور علیم ہے لیکن چونکہ قرآن میں لامس، ذائق، شام اس کی صفات وارد نہیں پھر تو کیوں ایسی چیز کا اعتقاد کرتا ہے۔ ہاں یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ پروردگارِ عالم شمومات و ملموسات و مذوقات کا عالم ہے خلاصہ یہ ہے کہ اسمائے الٰہی جو کچھ قرآن و حدیث و ادعیہ میں وارد ہوئے ہیں انہیں اسماء سے اسے یاد کرنا چاہیئے نہ کہ بالغیر (لو کان عند العقل صحیح) اب تو اس شے کے علم کو (جس کا تجھے وسوسہ ہوا ہے) خدائے پاکیزہ و برتر پر ہی چھوڑ دے (کیونکہ تمہارے حق اللہ تجھ پر یہی ہے کہ تو قرآن و حدیث پر عمل کرے) اور اے شخص خوب جان لے کہ راسخون فی العلم وہی لوگ ہیں جنہیں اقرارِ توحید و رسالت نے غیب پر پڑے ہوئے پردوں میں بشدت و سختی داخل ہونے سے بے نیاز کردیا ہے۔ اور جن امورِ غیب مستور کی تفسیر انہیں معلوم نہیں ان کا مجملاً ہی اعتقاد کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جس چیز کو ان کا علم احاطہ نہیں کرسکتا وہ اس کے ادراک سے عجز کا اقرار کرلیتے ہیں۔ اس لئے پروردگارِ عالم نے ان کی مدح کی ہے اور جس کُنہ حقیقت کے دریافت کرنے کی ان کو تکلیف نہیں دی گئی یہ اس کے پیچھے نہیں پڑتے اور اسی ترکِ تعمق کو پروردگارِ عالم نے رسوخ قرار دیا ہے اور ان لوگوں کی شان میں فرمایا ہے راسخون فی العلم۔

اب اے نادان سائل تو بھی اسی بات پر اقتصار کر عقل آرائی نہ کر تو پروردگار کی بزرگی و عظمت اور اس کی صفات کمالیہ کی مقدار کو اپنی عقل کے موافق نہ سمجھ (کہ میری عقل کی رسائی وہاں تک ہوسکتی ہے۔ تیری کیا لیاقت ہے جو تو ان کا محیط ہوسکے) ورنہ تو ہلاک ہونے والوں میں سے ہو جائے گا۔

سن! وہ ایسا قادر اور قدرت والا ہے کہ اگر وہم و گمان نظر و فکر کے تیروں سے

تیراندازی کریں اس کی انتہائی طاقت دریافت کرنے کے لئے اگر وہ قوت متفکرہ وساوس شیطانی سے بری ہوتی ہوئی اس کی سلطنت کے اسرار غائب کی گہرائیوں تک پہنچنے کا ارادہ کرے اگر قلوب مشتاق نہایت ہی شدت کے ساتھ اس کی صفات کی کیفیت معلوم کرنے کیلئے اس قدر باریک اور دقیق ہو جائیں. جن سے زیادہ ممکن نہیں تو وہ قادر مطلق ان اوہام وعقول کو لوٹا دیگا. یہ سب چیزیں نہایت مایوسی کے ساتھ واپس آئیں گی. حالانکہ یہ غائب از حواس تاریکیوں کی جاہائے ہلاکت کو اس حالت میں طے کر چکی ہیں کہ غیر خدا سے منہ پھراتی ہوتی اس کی طرف رُخ کئے ہوئے ہیں. اور یہ عقول اس وقت واپس ہوتی ہیں جب انہیں ممانعت کی گئی ہے اور انہوں نے خود بھی اقرار کر لیا ہے کہ بے شک جور واعتساف سے اس کی کنہ معرفت تک رسائی نہیں ہو سکتی اور نہ صاحبان فکر کے دل میں اس کی قدرت وعظمت وجلالت وغلبہ کے اندازہ کرنے کا خیال پیدا ہو سکتا ہے. وہ ایسا خالق کامل ہے جس نے کسی مثال سے سبق حاصل کئے بغیر خلقت کو میدان ایجاد میں رکھ دیا نہ اس کے سامنے کوئی ایسا اندازہ موجود تھا جو (معاذ اللہ) اس سے پہلے خالق نے مقرر کیا ہو اور پھر اس کو دیکھ کر اس نے خلقت کا اندازہ معین کیا ہو اس نے ہمیں اپنی قوت اور اپنے تسلط کو دکھا دیا اور وہ عجیب صنعتیں دکھائیں جو اس کی حکمت کی زندہ اور بولنے والی علامتیں ہیں اس نے دکھا دیا کہ خلق اللہ اس احتیاج کا اعتراف کر رہی ہے کہ وہی اسے اپنی قوت وقدرت سے تھامے رہے یہاں تک کہ وہ حجت اور برہان اضطراریہ کے ساتھ اپنی معرفت اور تصدیق وجود کے لئے راہنما ہو گیا. وہ عجیب غریب صنعتیں جنہیں اس نے پیدا کیا ہے اس کی حکمت کی علامتیں ہیں، اس کی صنعت کی نشانیاں ہیں اور ہر ایک مخلوق اس کے وجود کے لئے ایک زبردست حجت اور بجائے خود دلیل ہے. اگرچہ وہ مخلوق بے زبان ہے مگر اس کی حجت تدبیر کے ساتھ ناطق ہے (وہ زبان حال سے کچھ کہہ رہی ہے) اور اس کی دلالت اپنے مبداء ومعاد پر قائم ہے. پروردگارا! میں شہادت دیتا ہوں کہ جس شخص نے تجھے تیری مخلوق سے تشبیہ دی تیرے لئے بھی اسی طرح اعضائے متبائنہ تجویز کئے مخلوق کے مفاصل جو تیری حکمت آمیز تدبیروں سے گوشت وپوست میں پوشیدہ اور مستور ہیں اور ان میں جو سوراخ ہیں یہی سوراخ اور یہی مفاصل تیرے لئے بھی بیان کئے. اس کے دلی اسرار نے ہرگز تیری معرفت کا اعتقاد نہیں کیا. ظاہر ہے کہ تیرے لئے مثل اور مانند نہیں مگر اس کا قلب اس یقین سے مس بھی نہیں ہوا. گویا ایسے شخص نے یہ پیشین گوئی اور سچی حکایت سنی ہی نہیں کہ قیامت کے روز مشرکین اپنے خداؤں سے کہیں گے قسم خدا کی ہم ایک ظاہر بظاہر گمراہی میں مبتلا تھے جو پروردگار عالم کے ساتھ تمہیں مساوی ومشابہ کر دیا.

پروردگارا! وہ جھوٹے ہیں، مفتری ہیں۔ اور حق سے عدول کرنیوالے ہیں جو تجھے تیری مخلوق سے مشابہت دیتے ہیں تجھے اپنے بتوں کے مساوی سمجھتے ہیں اپنے اوہام باطلہ کے سبب زیور مخلوق سے تجھے آراستہ کر رہے ہیں اپنے فاسد گمانوں میں تجھے دیگر جسم دار حیوانات کی طرح صاحب اعضا اور صاحب اجزا سمجھ رہے ہیں، اور وہ اپنی خراب عقلوں کے باعث مخلوقات مختلفہ بزرگ و کوتاہ کی مثال پر تیری مقدار مقرر کر رہے ہیں کہ چھوٹا ہے یا بڑا ہے۔

پروردگارا! میں شہادت دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری مخلوق سے مساوی خیال کیا تجھے تیری مخلوق سے مشابہت دی تیرے لئے عدیل و شریک مقرر کیا ایسا شخص یقیناً کافر ہے ان دلائل نقلیہ کے ساتھ جن پر تیری آیات محکمات نازل ہیں اور ان براہین عقلیہ کے ساتھ جن پر تیری حجتیں اور شواہد زبان نطق کشادہ کر رہے ہیں۔ تو ایسا خدا ہے جس کی کنہ اور نہایت عقل میں سما نہیں سکتی فکروں کی جائے پرواز میں تو مکیف نہیں ہو سکتا قوائے ادراکیہ تیرے لئے کوئی کیفیت ذہنی تجویز نہیں کر سکتے اور نہ وساوس قلوب تجھے محدود کر سکتے ہیں۔

اسی خطبہ میں فرمایا ہے اس نے اپنی مخلوقات کے لئے ایک مقدار معین (دنیا کے واسطے) قرار دی اور اس تقدیر و تعیین کو محکم اور مضبوط کر دیا۔ اس کے لئے تدبیر کی اور عمدہ تدبیر کی اسے اس کے مطلوب اور غایت کی طرف متوجہ کر دیا اب یہ مخلوقات اپنی حدود منزلت سے تجاوز نہیں کر سکتی اور نہ اپنی غایت مقصود کی طرف منتہی ہوئے بغیر اسے چارہ ہے اور جب کسی ارادے پر چلنے کا حکم دیا تو اسے دشوار نہیں بنایا اور کیونکر دشوار کر سکتا ہے حالانکہ تمام امور اس کی مشیت سے صادر ہوتے ہیں۔ وہ اقسام اشیاء کو بغیر تامل فی الفکر کے جو ان کی طرف راجع ہو ایجاد کرنے والا ہے نہ کوئی قوت فکریہ اپنے ضمیر میں قائم کی ہے (کہ اس کے سبب سے خلقت اشیا ظہور میں آئی ہو) نہ اس نے حوادث زمانہ سے تجربہ حاصل کیا ہے نہ کوئی اس کا ایسا شریک ہے کہ عجیب و غریب امور کی اختراع و ایجاد میں اس نے مدد کی ہو۔ اس کی مخلوق (اس کے محض ارادے سے) تمام ہو گئی اس کی اطاعت کو قبول کیا اس کی دعوت کا جواب دیا اور اس امر تکوین میں کوئی سست کرنیوالی سستی اور تاخیر میں ڈالنے والا درنگ اس کے لئے ظاہر نہیں ہوا اس نے اشیا کی کجی کو سیدھا کر دیا ان کی غایتیں اور نہایتیں واضح و آشکار کر دیں اس کے اضداد میں اپنی قوت و قدرت سے پیوند لگا دیا ان کے اسباب قرائن و عوارض کو وصل کر دیا اور پھر انہیں بلحاظ اطلاق و صفات و اشکال و مقدار اجناس مختلفہ میں تقسیم کر دیا یہ چیزیں (دقیق الحقیقت) عجائب مخلوقات ہیں جن کی خلقت کو اس نے محکم و استوار کر دیا اور اپنے ارادے پر انہیں ایجاد و اختراع کیا۔

اسی خطبہ میں آسمان کی تعریف یوں فرمائی ہے۔ آسمان کے کشادہ اور فراخ مقامات کو بلا کسی رشتہ کے پیوست کر دیا جس طرح موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیتے ہیں اس کے ٹکڑوں (طبقات مختلفہ) کو باہم چسپاں کر دیا اور اسے اس کے ازواج (نفوس) کو ایک دوسرے سے واصل بنا دیا اور نردبان آسمان کی دشواری کو ان فرشتوں کے لئے آسان کر دیا جو اس کے حکم سے زمین پر آتے ہیں اور زمین سے اعمال و کارہائے خلوص کے ساتھ اوپر جاتے ہیں جس حالت میں کہ یہ آسمان ایک دھواں تھا اسے تدلگی اور فوراً اس کے مقامات فراخ کے سوراخ ملصق اور باہمدگر چسپاں ہو گئے پھر اس اجماع کے بعد اس بلند شدہ دروازوں کو کھول دیا اور روشن اور نگاہوں میں سما جانے والے ستاروں کو اس کے رخنوں پر نگاہبانی کے لئے متعین کر دیا (ممانعت شیطان کے لئے) اپنی قوت و قدرت سے اس کی نگہبانی کی کہ وہ اپنے مکان سے اپنی خواہشات کے ساتھ حرکت کرے اور اسے حکم دے دیا کہ اپنے پروردگار کی فرمانبرداری میں ساکن اور قائم رہے پھر آفتاب کو اس کے دن کے لئے ایک بینائی بخشنے والی نشانی بنا دیا اور ماہتاب کو اس کی رات کے لئے ایک کلف (نشان) قرار دیا پھر ان دونوں کو ان منازل میں جاری کیا جو ان کے مجری (ان کی حرکات خاصہ کے ساتھ انہیں جنبش دی) ان دونوں کی مقدار حرکت کو ان کے درجات کے مدارج میں معین اور مقدر کیا تاکہ ان کے سبب سے دن اور رات کی تمیز ہو سنہ اور سال کے اعداد معلوم کئے جائیں اور ان کی مقدار حرکت سے حساب اوقات کو جانچ لیا جائے پھر فضائے آسمان میں مدار آسمان (فلک) کو معلق کیا۔ اس کی زیب و زینت کو اس کے ساتھ مربوط کیا ان روشن ستاروں اور چراغہائے کواکب سے جو دن میں پوشیدہ اور مخفی رہتے ہیں شیاطین سخن چین پر اس کے سوراخ اور سوراخ کرنے والے تیر برسائے اور اسے (آسمان کو) اس امر پر جاری کر دیا کہ وہ اپنے حالات کا مسخر رہے۔ مثلاً ثوابت کا ثابت رہنا سیاروں کا سیر کرنا۔ اور ان کا ہبوط و صعود (اتار چڑھاؤ) نحوست و سعادت ان میں سے کسی حالت میں فرق نہ آئے۔

ملائکہ کی تعریف میں ارشاد ہوا ہے۔ پھر پروردگار عالم نے اپنے آسمانوں کو بسانے اور اپنی سلطنت کے طبقات اعلیٰ کو آباد کرنے کے لئے ایک عجیب و غریب مخلوق از قسم ملائکہ پیدا کی، آسمان کی وسیع و فراخ راہوں کے شگاف اور مقامات خالیہ ان سے بھر دیئے اور تمام فضائے آسمان کے سوراخوں کو ان کے ساتھ لبریز کر دیا اور ان شگافوں کی وسیع و فراخ راہوں کے درمیان ملائکہ مجلین کی طرب انگیز آوازیں خطائر قدس (بہشت) پردہائے حجاب اور بزرگ و اعلیٰ آستانوں میں لہرا رہی ہیں یہ آوازیں جن سے کان بہرے ہوتے

جاتے ہیں ان کے صاحب کی پشت سر میں شعاعیں اور نورانی درخشندگیاں ایسی ہیں جو البصار کو ان تک پہنچنے سے مانع ہوتی ہیں اور ان بینائیوں کو نہایت ہی حیرانی کی حالت میں ان کی حدود و جوانب سے دور رہنا پڑتا ہے۔ پروردگار عالم نے ان فرشتوں کو مختلف الصور اور متفاوت المقدار پیدا کیا ہے۔ انہیں پر پرواز عنایت کئے ہیں اور وہ اس کی عزت و جلال کی تسبیح میں رطب اللسان ہیں۔ یہ عجیب و غریب مخلوق مصنوعات الٰہیہ کو جو اس کی خلقت میں ظاہر ہے اپنی طرف نسبت نہیں دیتی (اس بات کا اعتقاد نہیں کرتی کہ یہ شے ہماری بنائی ہوئی ہے) نہ یہ فرشتے ادعا کرتے ہیں کہ خلقت اشیاء جو پروردگار عالم کے لئے مخصوص ہے اس میں ہم بھی شریک ہیں۔ بلکہ یہ ملائکہ اس کے مکرّم اور گرامی قدر بندے ہیں کسی قول میں خداوند عالم پر سبقت نہیں کرتے اور دل و جان سے اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ پروردگار عالم نے انہیں شکوک و شبہات سے معصوم بنایا ہے (وہ معارف الٰہیہ میں مشکک نہیں اور کوئی فرد ان میں سے رضائے خالق سے منحرف نہیں) فوائد معونت معیشت (معارف و علوم) میں ان کی مدد کرتا ہے اور ان کے دلوں کو فروتنی۔ آرام و تواضع اور خضوع و خشوع کی تعلیم کی ہے اپنی تمجید اور ستائش کی اقسام کی طرف ان کے لئے آسانی اور سہولت کے دروازوں کو کھول دیا ہے اور اپنی توحید کی بلندیوں پر ان کے لئے ظاہر نشان اور بیّن مینارے قائم کئے ہیں سنگین گناہوں کے اسباب انہیں گناہوں سے ثقیل اور سنگین نہیں بنا سکتے (کیونکہ نفس امارہ جو سبب گناہ ہے ان میں موجود نہیں) نہ تعاقب کرنے والے دن اور رات انہیں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف کوچ کرنے پر آمادہ کر سکتے ہیں۔ شک و شکوک ان کے پختہ اعتقاد کے ساتھ تنازعہ نہیں کر سکتے ہیں اور نہ ظنون و اوہام ان کے سچے یقین سے جنگ و جدل کر سکتے ہیں ان کے درمیان حسد کی چقماق آگ نہیں بھڑکا سکتی اور معرفت خداوندی جو ان کے دلوں سے ملاقی ہے اسے ان کی حیرت سلب نہیں کر سکتی (انہیں تردد اور شک معرفت الٰہی میں لاحق نہیں ہوتا) اور اس کی بزرگی اس کا سلطنت کا خوف ان کے سینوں میں جانشین ہے۔ وسوسہ ہائے شیطانی ان میں طمع نہیں کر سکتے (انہیں لاحق نہیں ہو سکتے) جو ان کی بد لو ان کے تدبر و تفکر کو کو بیدہ کر دے ان فرشتوں میں سے کوئی تو ابر ہائے غلیظ۔ کوہ ہائے بزرگ اور غبار تیرہ و تار کی خلقت کے لئے ہے اور بعض ایسے ہیں جن کے پاؤں نے زمین کی تہ کو شگافتہ کر رکھا ہے یہ فرشتے پرچمہائے سفید کی مانند ہیں کہ مواضع شگاف ہوا میں نفوذ کئے ہوئے ہیں ان کے نیچے طیب اور ساکن ہوا ہے یہ پرچمیں اس ہوا کی نگہبان ہیں حدود و تناہی میں جہاں بھی وہ پہنچے (یہ وہ ملائکہ ہیں جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں کہ جن کے مقتدر اور صاحب تسلط پاؤں شگافتہ ہوا اور

فضاہائے عالم میں نافذ ہیں۔ ریاح نفوس طیبہ انہیں کے تصرف میں ہیں کہ ہر مادہ مستعد کیلئے انہیں مستعد کرتے رہتے ہیں، اس کی عبادت کے شغل نے ان فرشتوں کو اور جمیع اشغال سے فارغ کر رکھا ہے۔ اعتقادات یقینیہ ان کے اور تقرب خداوندی کے درمیان وسیلہ ہیں یقین وشہود معرفت خداوندی نے ان سے دیگر علائق کو قطع کر رکھا ہے اور ان کی رغبت ان کا شوق ان کا سرور جو خداوند عالم کے سامنے موجود ہے انہیں اس شے کی طرف تجاوز کرنے نہیں دیتا جو غیر خدا کے پاس ہے۔ انہوں نے معرفت الٰہی کی حلاوت اور شیرینی کا ذائقہ چکھ لیا ہے وہ اس کی دوستی کا چھلکتا ہوا ساغر پی چکے ہیں اور ان کے سویدائے قلوب میں اس کے خوف کا ریشہ مکین اور جاگزیں ہے۔ انہوں نے اپنی پشت کی راستی کو ایک طویل اطاعت کی طرف مائل کر رکھا ہے درازی رغبت وشوق نے ان کی استعداد تضرع وزاری کو نیست اور فانی نہیں کیا، اور نہ بڑھے ہوئے تقرب نے حلقہ خضوع وخشوع کو ان کی گردنوں سے علیحدہ کیا ہے عجب وتکبر ان پر مستولی نہیں ہوا کہ وہ اپنی اطاعت گزشتہ کو کثیر اور قابل اطمینان تصور کر لیں اور جلالت خداوندی نے ان کی طاعت کے سبب سے ان کے اعمال حسنہ کی تعظیم کے لئے کوئی حصہ اور نصیب باقی نہیں چھوڑا ہے یہ جدّ وجہد جو وہ ایک مدت دراز سے عمل میں لا رہے ہیں اس کے سبب سے ان میں سستی اور کاہلی کا عمل دخل نہیں ہوا نہ ان کا شوق نقص پذیر ہوا ہے کہ ان امیدوں سے مخالفت کریں جو انہیں اپنے پروردگار کی ذات سے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ اس درازی مناجات نے ان کی زبانوں کی رطوبتوں کو خشک کر دیا ہو (وہ ہر وقت مناجات میں رطب اللسان رہتے ہیں) کوئی دوسرا شغل ان کا مالک نہیں ہوا ہے جو پست ہو کر ان کی دعاؤں کی بلند آوازیں منقطع ہو جائیں نہ صف ہائے اطاعت سے ان کے شانے مختلف ہوئے ہیں (صف اطاعت سے ایک قدم پس وپیش نہیں رکھتے) حکم خداوندی میں تقصیر اور کوتاہی کی راحت حاصل کرنے کیلئے ان کی گردنیں خم نہیں ہوتیں ان کی غفلتوں کی بلادت اور کندی ان کے استحکام جدّ وجہد کے ساتھ تیر اور ظلم نہیں کر سکتی اور خواہشات وشہوات کے فریب انکی ہمتوں میں تیر اندازی نہیں کر سکتے انہوں نے اپنے یوم احتیاج کے لئے صاحب عرش کو ذخیرہ بنا لیا ہے وہ نہایت رغبت و شوق سے اس وقت تک کے لئے اس کی طلب کرتے ہیں جبکہ خلقت جمیع خلائق سے منقطع ہو جائے گی (روز قبض جمیع ارواح ہوگا) وہ اسکی عبادت کی غایت مدت کو طے نہیں کرتے (ان کا یہ اعتقاد نہیں کہ اس کی عبادت کی منتہی کو پہنچ کر حق عبادت ادا کر دیں گے) اور نہ کسی قسم کی حرص انہیں التزام اطاعت کی طرف رجوع کرتی ہے مگر ہاں ان کے دلوں کی منقطع نہ ہونے والی استعداد اور امید وبیم خداوندی یہ دو باتیں انہیں عبادت پر آمادہ کر رہی ہیں خوف

باری تعالیٰ کے اسباب ان سے جدا نہیں ہوتے جو ان کی سعی و کوشش میں ضعف آ جاتے نہ کسی قسم کی طمع دنیوی نے انہیں اسیر کیا ہے جو وہ امر آخرت کی کوششوں کے بدلے دنیا طلبی اختیار کریں وہ اپنے اعمال گزشتہ کو بزرگ اور عظیم نہیں شمار کرتے۔ اگر انہیں قابل وقعت اور کسی لائق سمجھتے تو بے شک امید ان کے حد سے بڑھے ہوئے خوف کو رفع کر دیتی وہ تسلط شیطان کے باعث اپنے پروردگار کی اطاعت میں خلاف ورزی نہیں کرتے ایک کے دوسرے کو کاٹنے پر آمادہ کر دینے والی بدی انہیں پراگندہ اور منتشر نہیں کر سکتی ایک کا دوسرے پر حسد کرنا ان پر حاکم نہیں ہوتا وجوہ شکوک و شبہات انہیں مختلف اور منشعب نہیں کر سکتے اور نہ ارادے اور عزم کے اقسام انہیں باصناف مختلفہ منقسم کر سکتے ہیں یہ نفوس قدسیہ بندگان ایمان ہیں حق سے عدول کرنے کی طرف مائل ہونا ضعف و تساہل فی الاطاعت ان میں سے کوئی شے انہیں حلقہ بندگی سے آزاد نہیں کر سکتی۔ طبقات آسمان میں بمقدار پوست حیوان بھی کوئی ایسا مقام نہیں جہاں کوئی سجدہ کرنے والا متحرک ہو کر خدمت کرنے والا فرشتہ نہ موجود ہو۔ یہ فرشتے اپنی طول طویل اطاعت پروردگار کے باعث اپنے علم کو بڑھاتے ہیں اور پروردگار عالم کی سلطنت ان کے دلوں میں اس کی بزرگی اور عظمت کو زیادہ کرتی رہتی ہے (حضرت نے جو ملائکہ کے یہ اوصاف مختلفہ بیان فرماتے ہیں ان سے غرض یہ ہے کہ لوگ اخلاق ملکوتی کی حرص اور اوصاف شیطانی سے پرہیز کریں)

اسی خطبہ میں زمین کی تعریف اور اس کے پانی پر بچھانے کی نسبت بیان فرمایا ہے

سخت اور شدید موجوں کے اضطراب۔ بزرگ و عظیم الشان دریاؤں کی بلندیوں پر زمین کو بچھایا ایسی حالت میں کہ ان دریاؤں کی شدید موجیں ایک دوسرے کے ساتھ طمانچہ زنی کر رہی تھیں ان عظیم الشان دریاؤں کے تیز رو گھوڑے جنبش کر رہے تھے اور اس طرح کف ڈال رہے تھے جیسے مستی کے وقت شتر نر۔ اب زمین کے بوجھ اور ثقل کے سبب سے بحر متلاطم کی سرکشی فروتنی سے بدل گئی۔ وہ ساکن ہو گیا اس کا ہیجان اور اس کے ایک دوسرے کو باہر پھینکنے کی شدت کم ہو گئی۔ جب زمین نے اپنے سینہ سے پانی کو پامال کیا اس کی رفتار میں نرمی آ گئی وہ خاضع و خاشع ہو گیا۔ جب زمین نے اپنے شانوں کو اس پر غلطاں کر دیا اب اس پانی نے اپنی امواج کی آوازہائے بلند کے بعد ایسی حالت میں صبح کی کہ وہ بالکل آرام سے تھا مغلوب تھا ذلت کی لگام کے حلقہ میں گرفتار تھا مطیع و منقاد تھا اور اس کی حالت بالکل ایک اسیر کی سی تھی اس کی عظیم الشان موجوں پر فرش ہو جانے والی زمین ساکن ہو گئی اور اس سے نخوت و غرور فخر و سرکشی بلند بینی و تکبر اور گردن کی حد سے زیادہ بڑھ جانے والی بلندی ان سب چیزوں کو باطل برطرف کر دیا۔

اسے اس کی روانی کی شدتوں سے لبستہ کر دیا اب پانی نے اپنے تلاطم کے بعد فروتنی اختیار کی
اور اپنی جست وخیز اور طغیانی کے بعد نچلا ہو کر بیٹھ گیا. جبکہ زیر اطراف زمین سے پانی کو ساکن کر دیا
اور کوہ ہائے بلند کو وہ شہائے زمین پر بار کیا تو اس کی (زمین کی) سینوں (پہاڑوں) میں سے
پانی کے چشمے شگافتہ کیے. پھر ان چشموں کو بیابانوں کی فضا اور اس زمین کے شگافوں میں متفرق
کر دیا اور پھر حرکت زمین کی اس کے بلند پتھروں اور بڑے بڑے زبردست اور سربلند پتھروں
سے تعدیل کر دی اب ان پہاڑوں کے قیام اور پارہ ہائے ارض میں پیوست ہو جانے سے زمین
اضطراب اور حرکت سے ساکن ہو گئی اور پہاڑوں کی بینی میں سوراخوں میں داخل ہونے اور
زمین ہموار و ناہموار کی گردن پر ان (پہاڑوں) کے سوار ہو آنے نے بالکل ساکن کر دیا. اب
اس خداوند مطلق نے طرف بالائے ہوا اور زمین کے درمیانی حصوں کو وسیع کر دیا اور ہوا
کو ساکنین زمین کے لئے موضع نسیم و نفس بنا دیا. اہل زمین کو زمین کی طرف عدم سے موجود میں
لایا ایسی حالت میں کہ وہ تمام منفعتہائے زمین پر مسلط و متصرف ہیں اور اس زمین بے آب و علف
کو بھی باقی نہیں چھوڑا جو حصول آب سے قاصر تھی چشموں کا پانی جس کی بلندیوں پر نہیں پہنچتا تھا اور
نہروں کی جدولیں جس کی اونچائیوں تک پہنچنے کا ذریعہ نہیں باقی تھیں. ایسے مقامات کے لئے
اس نے زندہ کرنے والے ابر کو ایجاد کیا جو مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے نباتات کو اگاتا ہے
اور ابر کو اس ترکیب سے پیدا کیا کہ سفید بادلوں کے ٹکڑے جو جدا جدا تھے ایک دوسرے سے
الگ الگ نظر آتے تھے انہیں خلعت ترکیب بخشا یہاں تک کہ ایک زبردست اور بزرگ ابر نے
فضائے گردوں میں حرکت کی بجلیاں چمکائیں جن کی درخشندگی نے اس ابر سفید کے بزرگ پہاڑ
اور گھرے ہوئے بادل میں ذرا بھی آنکھ نہ جھپکائی اس کوہ بزرگ کو متواتر پانی برسانے کے لئے
روانہ کر دیا اس کا حصہ زیریں زمین کے نزدیک ہو گیا ہو لتے جنوبی اس کی بارش کی دو شیدگی میں
مشغول ہوتی اور باران بے شمار کو باہر لے آئی اس ابر مطیر نے جس وقت اپنے سینہ کو
زمین پر ٹکا دیا اور وہ بار جو اس پر محمول تھا اسی قدر اس پر ڈال دیا جس کی برداشت میں وہ مستقل
رہ سکتی تھی (اس قدر بارش ہوئی جس کی وہ متحمل ہو سکتی تھی) تو پروردگار عالم نے خشک زمینوں اور خشک
زار پہاڑوں کے سینوں سے تر و تازہ اور ہری بھری روئیدگی کو نکالنا شروع کر دیا جب یہ حالت ہوئی تو
زمین پر ایک خوش وقتی کی کیفیت طاری ہو گئی. اس لیے کہ اب وہ اپنے باغات کی زینتوں سے مزین
ہو رہی تھی اور باغات کے شگوفوں کی سفید چادر جو اوڑھے ہوئے تھی اور وہ زیور اور گلوبند جو تازہ بتازہ
شگوفے اس کے لئے مہیا کر رہے تھے ان آرائشوں نے اس پر عجب و کبر کو مسلط کر دیا اور خداوند تعالیٰ
نے اس نباتات کو آدمیوں کے لئے کفایت کرنے والی اور چارپایوں کا رزق قرار دے دیا. اطراف

زمین میں وسیع و فراخ راہیں کشادہ کردیں اور اس کی شاہراہوں اور رستوں پر چلنے والوں کیلئے نشان قائم کردیئے۔ پس جس وقت باری تعالیٰ نے زمین کو بچھایا اور اس کی تکمیل سے فارغ ہوا تو آدم علیہ السلام کو اپنی مخلوق میں برگزیدہ کیا اور اسے اول خلقت بنی نوع انسان قرار دے کر اپنے بہشت میں سکونت کا امر فرمایا اس بہشت میں اس کی روزی کو وسعت عطا فرمائی اور اس چیز کی طرف اشارہ کیا جس سے اسے ممانعت کی اور اسے خبر دیدی کہ اس چیز کی طرف قدم بڑھانے اور متعرض ہونے میں معصیت خداوندی اور تیرے مرتبہ و منزلت کی ہلاکت ہے پس حضرت آدم علیہ السلام نے جس چیز سے انہیں منع کیا گیا تھا اس کی طرف اقدام کیا جیسا کہ باری تعالیٰ کے علم سابق و قدیم میں گذر چکا تھا۔ اب آپ کو توبہ کے بعد بہشت سے زمین پر اتار دیا تاکہ اپنی زمین کو ان کی نسل سے معمور کرے اور ان کی ذات سے اپنے بندوں کے لئے حجت قائم فرمائے اور آدم علیہ السلام کی قبض روح کے بعد اپنے بندوں کو اس چیز سے خالی نہیں رکھا جو اپنے پروردگار کی حجت و دلیل کی ان پر تاکید کرے بندگان خدا اور معرفت الٰہی کے درمیان وصل قائم کردے بلکہ قرناً بعد قرن اپنے برگزیدہ انبیا اور اپنی رسالت کی امانتوں کے برداشت کرنے والے پیغمبروں کی زبانوں سے حجج و دلائل کا اظہار کرکے بندوں سے عہد و پیمان لے لیا حتیٰ کہ ہمارے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کے ساتھ اس کی حجت تمام ہوگئی اور عذر خداوندی (بر عذاب بندگان) اور تخویف الٰہی (بر معاصی) انجام کو پہنچ گئے اس نے بندوں کی روزی کو مقدر کیا کسی کے لئے زیادہ کسی کے لئے کم اور تنگی اور فراخی پر بنا کر کے روزی کو تقسیم کیا۔ اس کی یہ قسمت عین عدل ہے اور یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا ہے تاکہ وسعت و تنگی رزق سے اس شخص کا امتحان لے جس کے امتحان کا ارادہ کیا ہے اور اس تقسیم سے یہ بھی مقصود ہے کہ اغنیا و فقرا سے بندگان کے صبر و شکر کا امتحان لیا جائے پھر وہ لوگ جو فقر اور احتیاج پر باقی اور قائم تھے انہیں وسعت رزق کے متصل اور مقرون کیا۔ ان کی روزی پر جو حوادثات اور آفات واقع ہوتی تھیں انہیں سلامتی سے بدل دیا اور ان کی روزی کے غم و غصہ کو خوشی اور کشائش رزق سے مبدل فرمایا اور عمر کی مدت معین خلق فرمائی بعض کے لئے طویل اور بعض کے لئے کوتاہ کسی کی مدت عمر کو مقدم کیا اور کسی کو مؤخر اور ان عمر کی مدتوں کے اسباب کو موت سے متصل کیا اور موت کو عمر کی طویل و دراز رسیوں کی کھولنے والی اور ریسمان عمر کے استحکام کو پارہ پارہ کرنے والی بنادیا وہ پوشیدہ خطرات اور ضمائر جو دلوں میں گذرتے ہیں وہ آہستہ آہستہ باتیں کرنے والوں کی سرگوشیاں وہ گمان کرنے والوں کے گمانوں میں گذرنے والے خطرے وہ عزائم یقین کی بندشیں وہ دزدیدہ نگاہی اور چوری چھپے پلکوں کے اشارے ان سب امور سے وہ ذات عالم و دانا اچھی

طرح واقف ہے وہ نامعلوم امور جو دلوں کے پردوں میں لپیٹے ہوئے ہیں وہ باتیں جو قعرہائے پنہاں میں چھپی ہوئی ہیں وہ پوشیدہ کلام جن کے چوری سے سُن لینے پر قوت سامعہ کانوں کو متوجہ کرتی ہے ان میں سے کوئی امر اس پر پوشیدہ نہیں اسے چھوٹے چھوٹے کیڑوں کے گرمائی مقامات معلوم ہیں، وہ زیرزمین بسر کرنے والے حشرات الارض کی زمستانی قیام گاہوں سے اطلاع رکھتا ہے بے زبان حیوانوں کی نالہ وزاری کو سنتا ہے۔ ہموار سے ہموار اور سبک سے سبک قدموں کی آواز بھی اس پر ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتی خوشوں کے غلافوں اور ان کے اندرونی حصوں میں میووں کے کشادہ ہونے اور بڑھنے کے مقامات۔ غارہائے کوہ میں حیوانات وحشی کے پوشیدہ ہونے کی جگہ اور پہاڑوں کی سیل گاہیں درختوں کی چھال اور ان کی شاخوں میں مچھروں کے چھپنے کے سوراخ ان میں سے کوئی امر اس پر مخفی نہیں۔ وہ شاخوں سے پتوں کے گرنے کے موقع ومحل اور مخلوط منی کے اصلاب کی راہوں سے آکر ٹھیرنے کے مستقر سے اچھی طرح واقف ہے۔ ابر کا ظاہر ہونا اور آپس میں مل جانا قطرہ ہائے باراں کی ریزش اور ان کا اجتماع یہ ساری باتیں اسے معلوم ہیں وہ چیزیں جنہیں بگولوں کے دامن منتشر اور پراگندہ کر دیتے ہیں، وہ اشیاء جنہیں بارشیں اپنے سیلابوں سے محو اور فنا کر دیتی ہیں وہ اس کے علم میں موجود ہیں وہ ریگ کے ٹیلوں میں حشرات الارض کو پہچانتا ہے۔ وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر پرندوں کے بسیرے کے مقاموں سے خوب ماہر ہے۔ آشیانوں کی تاریکی میں خوش الحان جانوروں کی آوازیں اس پر ظاہر ہیں۔ اور وہ مروارید جنہیں صدفوں نے اپنے سینہ سے لگا رکھا ہے اور موجیں ان کی پرستاری پر کمربستہ ہیں۔ ہرگز ہرگز اس کے احاطۂ علم سے باہر نہیں۔ وہ اشیا جنہیں رات کی تاریکی نے ڈھانک لیا ہے یا وہ چیزیں جن پر آفتاب کی شعاعیں پرتو افگن ہیں۔ یا ان پر متواتر تاریکی یا درخشندگی نور کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ کچھ بھی ہو مگر اس کی نظر سے کوئی چیز باہر نہیں۔ چھوٹے چھوٹے قدم کا اثر ہر ایک آواز کی حرکت۔ ہر ایک کلمہ کی ترجیع، ہر ایک لب کی جنبش۔ ہر انسان کے مستقر۔ ہر ایک ذرہ کے وزن اور ہر ایک نفس ارادی کے ہمہمے۔ وہ ان سب امور کا احاطہ کرنے والا ہے۔ ہر درخت کا میوہ جو زمین پر ہے۔ ہر برگ پختہ۔ نطفے کے قائم ہونے کا مقام۔ اجتماع خون کا محل۔ گوشت بن جانے والا خون۔ ظاہر ہونے والی مخلوق۔ حیوانات کے نتیجے۔ ان سب رموز کو اس کی حکمت اور دانائی گھیرے ہوئے ہے۔ ان اشیا کے جاننے اور معلوم کرنے میں، اسے کوئی مشقت اور محنت عارض نہیں ہوتی اور اس مخلوقات کے نگاہ رکھنے میں جسے اس نے ایجاد فرمایا ہے اسے کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوتا۔ نہ اشیا کے کامل کرنے سے اور مخلوقات کی تدابیر میں اس پر کوئی دلتنگی اور سستی طاری ہوتی ہے۔ پروردگارا

تو اسی قابل ہے کہ تیری صفات جمیلہ کا ذکر ہو تیرے احسان و نعمت کو شمار کیا جائے اگر تیری طمع کی جائے تو یہ بہترین طمع ہے۔ اگر تجھ سے امید رکھی جائے تو عمدہ ترین امید ہے۔ پروردگارا! تو نے میرے لئے اپنی اس مدح کو بچھا دیا ہے جس کے ساتھ میں تیرے غیر کی ستائش نہیں کر سکتا اور نہ اس مدح کے ساتھ تیرے سوا کسی دوسرے کی ثنا کر سکتا ہوں۔ میں نے اس مدح و ستائش کو (جس کا تو ہی سزاوار ہے) معدنہائے خیبت و خسران اور مقامات شبہہ و بہتان کی طرف متوجہ نہیں کیا۔ تو نے میری زبان کو ستائشہائے مردم اور مربوبین مخلوقین (جو بندوں کے پرورش کئے ہوئے ہیں) کی حمد وثنا سے بالکل لوٹا دیا ہے۔

پروردگارا! ہر ایک مدح و ثنا کرنے والے کے لئے اس کے ممدوح کے پاس ایک اجر اور بزرگ اجر ایک احسان اور بخششہائے بزرگ کا احسان ہوتا ہے۔ اب میں تجھ سے امید رکھتا ہوں کہ تو مجھے توشہ ہائے بخشش اور گنج ہائے آمرزش کی طرف رہنمائی کر اور یہ مقام اے پروردگار اس شخص کے لئے سزاوار ہے جس نے تجھے ایسی توحید کے ساتھ منفرد اور مختص کیا ہو جو تیرے لائق اور قابل ہے جس کا تو اہل ہے اور جس نے تیرے سوا کسی غیر کو ان محامد اور مدائح کا سزاوار نہ دیکھا ہو۔

خداوندا! مجھے تیری طرف حاجت ہے۔ میں تیرا محتاج ہوں اور تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی چیز اس احتیاج کا سدباب نہیں کر سکتی۔ اس کی ضروریات دفع نہیں ہو سکتیں۔ مگر تیری بخشش بے اندازہ سے۔ تیرے جود و کرم سے خداوندا مجھے اس مقام میں اپنی خوشنودی اور رضا کا جامہ پہنا مجھے اپنے سوا دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بے نیاز کر دے بیشک تو اپنی مشیتوں پر قادر اور قدرت رکھنے والا ہے۔

کلام امام علیہ السلام

عثمان کے قتل کے بعد جب لوگوں نے حضرت سے بیعت کا ارادہ کیا، اس وقت آپ نے فرمایا تم مجھے چھوڑ دو اور میرے غیر سے التماس کرو کیونکہ ہم ایک ایسے امر کی طرف رُخ کر رہے ہیں جس کی مختلف صورتیں ہیں، جس کے مختلف رنگ ہیں (ایسا کام ہے جو وجوہ مختلفہ اور حالات متلونہ کا احتمال رکھتا ہے) حالانکہ دل اس کے لئے قائم نہیں ہوئے اور عقلیں اور رائیں اس پر ثابت و قائم نہیں ہوتیں (کسی کے دل میں کچھ ہے کسی کے دل میں کچھ) بہ تحقیق کہ ابر جہالت آفاق پر چھایا ہوا ہے اور شاہراہیں متروک اور ناپید ہو گئی ہیں، (چونکہ امر خلافت بالذات اور بالنص متحقق ہوا ہے نہ کہ بالاجماع والبیعت اور آپ ہر حالت میں خلیفۂ الٰہی تھے، خواہ

بیعت ہو یا نہ ہو اور اسی بیعت کی وجہ سے آپ کا حق غصب ہوا لہذا اس بیعت بے من حیث البیعت آپ نے اکراہ فرمایا نہ کہ خلافت سے اور اسی سے فرمایا کہ تم دوسرے سے بیعت کر لو کیونکہ میری خلافت تو اطاعت و اعتقاد دلی پر موقوف ہے نہ کہ بیعت ظاہری پر جو محض حرص و طمع و جہالت سے ہوتی ہے) اور خوب جان لو اگر میں تمہارے التماس کو قبول کروں اور تم سے بیعت لے لوں تو تمہیں احکام خداوندی کا متحمل بناؤں گا جنہیں میں اچھی طرح جانتا ہوں اس وقت میں کسی کہنے والے کے قول کی پروا نہ کروں گا نہ لوم لائم اور نہ کسی عتاب کرنے والے کے عتاب کا مجھے خوف ہو گا اور اگر تم مجھے ترک کر دو گے تو اس وقت میں تمہیں میں سے ایک فرد ہوں (اجرائے امر خلافت کی تکلیف مجھ سے ساقط ہو گی) اور امید ہے کہ میں تم سے زیادہ سننے والا اور مطیع بن جاؤں اس شخص کے لئے جسے تم اپنے امر کا والی قرار دو اور میں تمہارے لئے بحیثیت ایک وزیر کے اس سے بہتر ہوں کہ تمہارا امیر بنوں۔ تم مجھے خلیفہ بالوحی اور بالنص اور وزیر از جانب خدا تسلیم کرو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم مجھے اپنی بیعت کے سبب سے خلیفہ مانو۔ تم نے جناب رسول خدا سے بارہا سنا ہو گا علی منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اور ہارون کی منزلت کو خود قرآن مجید نے واضح کر دیا ہے واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی حضرت موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارون کی وزارت کی درخواست کی ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

ایہا الناس! بعد حمد و نعت تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں نے فتنہ و فساد کی آنکھوں کو نکال دیا ہے جبکہ تاریکیوں کی موجیں زوروں پر تھیں اور اس کے کتے کا مرض شدت پکڑ رہا تھا اور میرے سوا کوئی اس امر کی جرأت نہیں کر سکتا اب تم مجھ سے سوال کرو جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو قبل اس سے کہ مجھے نہ پاؤ اور میں تم سے فوت ہو جاؤں۔ قسم اس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم مجھ سے اس چیز کا سوال نہ کرو گے جو تمہارے اور قیامت کے درمیان ہے اور نہ اس گروہ کے حالات دریافت کرو گے جس کے سو آدمی ہدایت پانے والے اور سو گمراہ ہیں الا یہ کہ میں ان کے آواز دینے والے ان کے کھولنے والے ان کے ہنکانے والے ان کے شتر سواروں کی خوابگاہیں ان کے بوجھ رکھنے کے مقامات ان میں سے از روئے قتل کے قتل ہو جانے والے۔ از روئے موت کے مر جانے والے۔ ان سب چیزوں کی تمہیں کما حقہ خبر دوں گا اور اگر تم مجھے نہ پاؤ اور امور مکروہہ و کارہائے شدیدہ و عظیمہ نازل ہوں تو اکثر سائلین سر

جھٹلائیں گے (وہ حیران ہوں گے کہ ہم کہاں جائیں کس سے پوچھیں کس طریقہ سے سوال کریں)
اور ہیبت سے سوال کئے جانے والوں کو اس کے جواب دینے میں خوف اور ترس لاحق ہوگا
اور یہ امر (سکوت سائل وخوف مسئول) اس وقت ہوگا کہ جب تمہاری لڑائیاں زوروں پر ہونگی
تم جد وجہد سے دامن کشی کروگے۔ دنیا تم پر بالکل تنگ ہو جائے گی تم پر نازل ہونے والی بلاؤں
کے ایام طویل ودراز ہو جائیں گے یہاں تک کہ خدا تعالےٰ اس شخص کو فتح وفیروزی بخشے گا
جو تمہارے نیکوکاروں کا بقیہ ہوگا۔ اے اشرار بنی امیہ کی موت کے بعد سلامتی دین ودنیا اور
فتح وفیروزی نصیب ہوگی) اور فتنہ وفساد جب کسی قوم کی طرف رُخ کرتے ہیں تو اپنے آپ کو
صلاح وامن کے ساتھ مشتبہ اور ملبّس کر لیتے ہیں۔ اور جب اس سے مُنہ موڑتے ہیں تو اپنے
شر وفساد سے آگاہ اور متنبہ کرتے ہیں۔ جب بالکل ہی سامنے آجاتے ہیں، اس وقت لوگ خبردار
ہوتے ہیں اور انہیں مکروہ اور بد سمجھنے لگتے ہیں اور حالات غیبت میں انہیں نیکوترین مردم سمجھا
جاتا ہے۔ یہ ہواؤں کی طرح پھرتے ہیں ایک شہر میں پہنچتے ہیں اور دوسرے شہر سے تجاوز کرتے
ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ تمہارے لئے میرے نزدیک بدترین فتنہ بنی امیہ ہیں۔ بیشک یہ اندھے
اور تاریک فتنے ہیں عام لوگ ان کے وقت میں حق کی طرف اصلا نظر نہیں کرتے ان کی بلائیں
ہم اہلبیت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جو شخص ان کے زمانہ میں چشم بینا سے کام لے وہ بلاؤں کا
شکار اور ان کے عیوب سے نابینا ان کی شرارتوں اور بلاؤں سے سالم اور محفوظ ہے۔ قسم خدا
کی تم میرے بعد بنی امیہ کو بہت برے حاکم اور خداوند پاؤ گے۔ اس کاٹنے والی اونٹنی کی
طرح جو اپنے مُنہ سے کاٹتی ہو اپنے ہاتھوں سے زمین کو کوٹتی ہو اپنے پاؤں سے لاتیں مارتی
ہو اور اپنے دودھ سے منع کرتی ہو (ایسا ہی بنی امیہ مُنہ سے غلبت کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ دست
تسلط وجور سے لوگوں کو ذلیل اور پیوند زمین کئے دیتے ہیں ظلم وتعدی کے پاؤں سے لوگوں کو
ان کے وطنوں سے دور پھینکتے ہیں اور کسی کو نفع نہیں پہنچاتے) وہ تمہیں برابر اذیت پہنچاتے
رہیں گے یہاں تک کہ ایک شخص کو بھی تم میں سے ایسا نہ چھوڑیں گے جو انہیں نفع نہ پہنچائے یا ان
کے نزدیک اس کا نفس بے مضرت ثابت نہ ہو۔ ان کی بلائیں برابر تم پر مسلط رہیں گی جب تک
کہ تم میں سے ایک ایک شخص ان کا غلام اور خدمت گار نہ ہو جائے اور جب تک تم ان کی اس طرح
اطاعت نہ کرو جیسا کہ بندہ اپنے خدا کی اور غلام اپنے آقا کی اطاعت اور خدمت کیا کرتا ہے
ہم اہلبیت ان فتنوں کے گناہوں اور وبال سے رستگار ہوں گے اور اس پر آشوب زمانہ میں
کسی کو حق کی طرف دعوت نہ کر سکیں گے پھر خداوند عالم تم سے اس فتنہ کو اس طرح قطع کرے گا
جیسے خراب اور فاسد چمڑے کو کاٹ ڈالتے ہیں اس شخص کے سبب سے جو انہیں عذاب اور رسوائی

کے میدانوں میں چرانے والا اور شدت و دشواری کی طرف ہنکانے والا ہے انہیں موت کا تلخ پیالہ پلا دیا جائے گا۔ سوائے تلوار کے انہیں دوسری چیز عطا نہ ہوگی اور پیراہن خوف و بیم کے سوا انہیں کوئی چیز نہ پہنائی جائے گی۔ اس زمانہ میں قریش اس بات کو دوست رکھیں گے کہ تمام دنیا و مافیہا کی عوض مجھے ایک مرتبہ دیکھ لیں اگرچہ وہ اتنا ہی وقت کیوں نہ ہو جتنا کہ بچۂ شتر کے نحر ہونے میں صرف ہوتا ہے۔ اس وقت انہیں میری قدر معلوم ہوگی اور اس وقت تمنا کریں گے کہ ان سے اس چیز کو بالکلیہ قبول کروں جس کے بعض حصوں کو آج طلب کر رہا ہوں، اور یہ مجھے دینے سے انکار کرتے ہیں[۱]۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

صاحب برکت و خیر و فضل و احسان وہ خدا ہے جس کی کنہ معرفت تک وہ ارادے اور عزم نہیں پہنچ سکتے جو دور و بعید اشیاء تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور نہ دقت نظر والی عقلوں کی دانائی اس تک پہنچ سکتی ہے۔ وہ ایسا اول ہے جس کی بقا کے لئے کوئی نہایت اور انتہا نہیں کہ اس کی طرف وہ منتہی ہو اور نہ اس کی بقا کے لئے کوئی نہایت اور انتہا ہے کہ اس کی طرف وہ منتہی ہو نہ اس کی بقا کے واسطے کوئی جزو آخر ہے کہ اس کے بعد اس کا وجود تمام اور منقضی ہو جائے۔

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام کو امین بنایا اور بہترین امنا بنایا عمدہ مستقر میں انہیں ٹھہرایا انہیں نفیس اور بزرگ اصلاب سے طیب و طاہر ارحام کی طرف منتقل کیا ہر ایک زمانہ میں جو گزرا ہے۔ انبیاء اقامت دین الٰہی۔ اس کی خلافت اور جانشینی کے لئے قائم ہوئے یہاں تک کہ خداوند سبحانہ تعالےٰ کی کرامت اور بزرگی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر تمام ہو گئی انہیں ظاہر کیا درآنحالیکہ ان کے اُگنے کی جگہ بہترین معاون ہے اور ان کے پھیرنے کا مکان نایاب ترین اصلہا واقع ہوا ہے۔ اور ایسا درخت ہے جس سے اپنے پیغمبروں کو ظاہر کیا ہے اور جس سے اپنے امینوں کا انتخاب فرمایا ہے اس کی (محمد صلے اللہ علیہ و آلہ کی) عترت بہترین عترت اس کے اہلبیت عمدہ ترین اہلبیت ہیں۔ اس کا درخت[۲] (نفس نفیس) بہترین اشجار ہے جس نے حرم کبریا میں نشو و نما پائی ہے اس کی کرامت اور رحمت کے سایہ میں بلند ہوا ہے

---

[۱] حضرت کی پیشین گوئی کس قدر جلد پوری ہوگئی یاد کرو واقعہ حرا کو جو یزید پلید ابن معاویہ علیہ الہاویہ کے زمانہ میں گزرا ۱۲۔

[۲] اس درخت سے مراد روح اعظم اور حقیقت محمدیؐ و اول مخلوق ہے جیسا کہ خصال میں جابر سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا اول ما خلق اللہ نوری ابتدعہ من نورہ و اشتقہ من

اس کی بہت سی طویل اور بلند شاخیں ہیں۔ اس میں بہت سے ثمر ہیں جو ابھی رسیدہ نہیں ہوتے پس آپ پرہیزگاروں کے پیشوا ہیں ہدایت یافتگان کے لئے روشنی چشم ہیں آپ کا وجود ایک ایسا چراغ ہے جس کی روشنی چمک رہی ہے اور ایسی روشنی ہے جس کا نور بلند ہو رہا ہے اور آپ ایسی آگ روشن کرنے والے ہیں جس کی درخشندگیاں درخشاں ہو رہی ہیں۔ آپ کا طریقہ متوسط اور میانہ روی ہے آپ کی سنت رشد اور مسلک راہ ہدایت ہے۔ آپ کا کلام حق و باطل کا فیصلہ کرنے والا اور آپ کا حکم عین عدل ہے۔ خدا تم پر رحمت کرے۔ تم ائمہ دین کی علامتہائے ظاہرہ پر عمل کرو شریعت کی راہ نہایت واضح ہے وہ تمہیں دارالسّلام کی طرف بلا رہی ہے۔ تم اس مکان میں ساکن رہو جس میں طاعت خداوندی کے باعث رضائے الٰہی چاہی گئی ہے اور خوب جان لو کہ تم اس وقت مقام مہلت و فراغت میں موجود ہو نامۂ اعمال کھلے ہوئے ہیں، ان میں قلم چل رہے ہیں۔ بدن صحیح اور تندرست ہیں زبانیں کشادہ ہیں توبہ مسموع ہے اور اعمال مقبول ہیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

پروردگار عالم نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ کو اس وقت مبعوث فرمایا جبکہ انسان گمراہ تھے۔ حیرانیوں میں گرفتار تھے۔ فتنہ فساد میں مخبوط ہو رہے تھے۔ خواہشات ہلاکت کی طرف کھینچ رہی تھیں۔ تکبر اور خود پسندی نے لغزشیں دے رکھی تھیں اور ناوانوں کی نادانیاں انہیں گھیرے ہوئے تھیں۔ وساوس جہالت اور تردد فی الامر کے باعث لوگ حیران و پریشان ہو رہے تھے پس رسول برحق نے ان کے نصیحت کرنے میں ازحد مبالغہ کیا۔ سبیل خدا کے سالک بنے اور خلقت کو راست گفتاری۔ درست کرداری اور موعظۂ حسنہ کی طرف دعوت دی۔

(بسلسلہ صفحہ اول) جلاول عظمتہ یعنی پہلے پہل خداوند عالم نے میرے نور کو خلق فرمایا جسے اپنے نور سے ایجاد کیا اور اپنی بزرگی عظمت سے مشتق اور ظاہر فرمایا۔ بصائر الدرجات میں مروی ہے کہ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیۂ اصلھا ثابت و فرعھا فی السّماء کی نسبت سوال کیا حضرتؑ نے فرمایا کہ قسم خدا کی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس درخت کی اصل اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اس کی فرع اور باقی ائمہ اس کی شاخیں ہیں ائمہ علیہم السلام کا علم اس درخت کا میوہ ہے اور ان کے شیعہ اس کے پتے ہیں۔ کیا تو اصل و فرع و میوہ و برگ کے درمیان کسی قسم کی جدائی اور تفریق دیکھتا ہے۔
راوی نے عرض کی میں تو کوئی جدائی نہیں دیکھتا ان چیزوں کا مجموعہ درخت ہوتا ہے بعدش امام نے فرمایا کہ قسم خدا کی جب مومن مرتا ہے اس درخت کا ایک پتہ گر جاتا ہے اور جب کوئی مومن متولد ہوتا ہے تو اس درخت میں ایک پتہ اُگ آتا ہے ۱۲

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

حمد اور تعریف اسی پروردگار کے لئے زیبا ہے جو اول ہے اور ایسا اول ہے کہ کوئی شے اس سے قبل نہیں۔ آخر ہے اور ایسا آخر ہے کہ کوئی شے اس کے بعد نہیں۔ ظاہر ہے اور ایسا ظاہر ہے کہ کوئی شے اس پر غالب نہیں۔ باطن ہے اور ایسا باطن ہے کہ کوئی چیز اس سے نزدیک تر نہیں۔

اسی خطبہ میں جناب رسالتمآبؐ کا ذکر فرمایا ہے

ان کا مستقر و مرتبہ (پروردگار عالم کے نزدیک) بہترین مستقر و مراتب۔ ان کا نبیت (اگنے کی جگہ) اشرف ترین مناہت ہے معدنہائے کرامت اور سلامتی کے گہواروں میں ابرار اور نیک بندوں کے قلوب آپ کی طرف منصرف کئے گئے ہیں۔ اور ذوالابصار کی نگاہوں کی مہاریں آپ کی طرف پھیر دی گئی ہیں۔ حقد و حسد کو آپ کے سبب سے دفن کر دیا۔ عداوتوں اور فتنہ ہائے ضلالت کے شعلے آپ کی وجہ سے منطفی ہو گئے۔ مواخات کے سلسلے قائم ہوئے۔ مشرکین و کفار کی جماعتیں آپ کی وجہ سے پراگندہ اور متفرق ہو گئیں۔ ذلت و خواری کو آپ کے سبب سے نایاب کر دیا۔ عزت دنیوی ذلیل ہو گئی۔ آپ کا سخن بیان احکام خداوندی ہے، اور آپ کی خاموشی ہزار ہزار نصائح آمیز زبان اللھم صل علی محمد و آل محمد۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

اگرچہ خداوند عالم نے ظالم کو مہلت دی ہے مگر اس کا اس ظالم کو گرفت کر لینا فوت نہیں ہوا، اور وہ اس کی تاک میں ہے، اس کی گذرگاہوں پر کھڑا ہے اور اس کا وہ مقام جو مجرائے آب دہن (ٹینٹوا) ہے پکڑنے کے لئے تیار ہے۔ قسم اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ قوم (بنی امیہ) تم پر غلبہ حاصل کرے گی۔ اس لحاظ سے نہیں کہ وہ اولیٰ بالحق اور حقدار ہے بلکہ اس سبب سے کہ یہ قوم اپنے امیر کی دعوت باطلہ کی نہایت سرعت کے ساتھ اطاعت کرتی ہے اور تم میری دعوت حقہ کو نہایت آہستگی کے ساتھ قبول کرتے ہو۔ میں نے تم کو جہاد کیلئے کوچ کرنے کا حکم دیا تم نے کوچ نہ کیا۔ میں نے امر حق کو تمہارے کانوں تک پہنچایا تم نے نہ سنی اُن سُنی کر دی میں نے تمہیں آشکارا اور پنہاں طریقوں سے بلایا تم نے جواب بھی نہ دیا۔ میں نے تمہیں نصیحتیں کیں مگر تم نے قبول ہی نہ کیں۔ تم میرے پاس مثل غائب کے حاضر ہو (تمہاری حاضری و غیر حاضری دونوں برابر ہیں) تم مثل آقا کے بندے ہو اور ہو تو بندے مگر مزاج آقا کے سے رکھتے ہو مجھ

سے بیعت کر رکھی ہے پھر مجھی پر حکومت کرنی چاہتے ہو) میں کلمات اور نصائح کو تم پر تلاوت کرتا ہوں تم اس سے بھاگتے ہو میں تمہیں کامل مواعظ کے ساتھ وعظ کرتا ہوں تم اُن سے متفرق ہوتے ہو میں تمہیں اہل بغاوت وضلال کے ساتھ جہاد کی ترغیب وتحریص دیتا ہوں مگر ابھی میرا قول تمام نہیں ہوتا یہاں تک کہ میں تمہیں اولادِ سبا[1] کی مانند متفرق و پراگندہ دیکھتا ہوں تم اپنی مجلسوں کی طرف رجوع کرتے ہو اور ایک دوسرے کو اپنی نصیحت سے فریب دیتا ہے۔ میں تمہیں صبح کے وقت سیدھا کرتا ہوں اور شام کے وقت پھر ٹیڑھی کمان کی پشت کی مانند ہو کر میرے پاس آتے ہو۔ اے حاضرین مردم جن کے بدن ان سے غائب ہیں جن کی عقلیں مختلف ہیں جن کی خواہشوں نے ان کے بزرگوں کو فتنہ وفساد میں مبتلا کر دیا ہے۔ تمہارا صاحب تمہارا امیر اطاعت خداوندی کی طرف بلاتا ہے اور تم نافرمانی اور عصیان سے کام لیتے ہو اور امیر اہل شام (معاویہ) خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور شام والے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ قسم خدا کی (تمہارے ان افعال سے بیزار ہو کر) میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ معاویہ مجھ سے اس طریقہ سے تمہارا معاوضہ کرے کہ دینار (طلائے مسکوک) کی عوض درہم (نقرۂ مسکوک) مجھے میسر ہو اور دس نفر تم میں سے لے لے اور فقط ایک مرد شامی میرے حوالے کر دے۔ اے اہل کوفہ! میں تو تمہاری تین خصلتوں اور دو خصلتوں کے سبب سے تم میں مبتلا ہو رہا ہوں حالانکہ تم صاحب گوش ہو مگر امر حق کے سننے سے تمہارے کان بہرے ہیں سچی بات میں تمہاری زبان گنگ ہے حالانکہ تم صاحب زبان ہو تم دیکھتے ہو صاحب ابصار ہو اور اندھے بنے ہوئے ہو۔ نہ تم دوستوں کی ملاقات کے وقت مردان راست گو اور آزاد ہو اور نہ بلاؤں کے وقت موثق اور معتمد بھائی۔ تمہارے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں (تم ہمیشہ فقیر رہو) تمہاری مثال ان اونٹوں کی سی ہے جن کے ساربان ان سے غائب اور دور ہوں۔ جب وہ ایک طرف سے جمع ہو جاتے ہیں تو دوسری طرف سے متفرق ہو جاتے ہیں۔ خدا کی قسم میں تمہیں اپنے عالم خیال میں دیکھ رہا ہوں کہ اگر حرب وضرب کی سختی ہو اور تلوار کی لڑائی گرم ہو جائے تو تم مقابلہ سے ہٹ جانے والی عورت کی طرح ابن ابی طالب سے علیحدہ ہو کر گشتہ ہو جاؤ گے۔ قسم خدا کی جانب پروردگار عالم سے میں برہان اور دلیل پر قائم ہوں میں اپنے پیغمبر کی جانب سے راہ راست پر کھڑا ہوں اور بالتحقیق میں ایک روشن رستے پر ثابت ہوں اور اس رستے کو نہایت درستی کے ساتھ طے

---

[1] سبا عرب میں ایک شخص تھا۔ اس کی اولاد دس فرقوں میں متفرق ہو گئی تھی چھ فرقے قبائل یمن سے اور چار فرقے قبائل شام سے ہو گئے۔ کتب تاریخ میں اس کا قصہ مشہور ہے۔ اور "ایادی سبا" عرب میں ایک ضرب المثل ہو گئی ہے ۱۲۰

کر رہا ہوں تم اپنے نبی کے اہلبیت پر نظر کرو۔ انہیں دیکھو۔ ان کے طریقے سے لازم اور پیوست ہو جاؤ۔ ان کے آثار و رفتار کی پیروی کرو کیونکہ یہ لوگ تمہیں ہدایت کے رستے سے نکال کر ہلاکت کی طرف نہ پہنچائیں گے۔ جہاں یہ ٹھہریں وہاں تم بھی ٹھہر جاؤ۔ جب یہ اٹھیں تم بھی کھڑے ہو جاؤ، ان سے مقدم نہ ہو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے ان سے بہت پیچھے نہ رہ جاؤ ورنہ ہلاک ہو رہو گے۔ میں نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کے اصحاب کو دیکھا ہے تم میں کوئی بھی تو ان کی نظیر دکھائی نہیں دیتا۔ وہ اس حالت میں صبح کرتے تھے کہ الجھے ہوئے بال غبار آلود چہرے ان کی راتیں قیام و سجود میں گذرتی تھیں۔ کبھی ان کی پیشانیاں صرف سجود ہوتی تھیں کبھی رخسارے۔ وہ اپنے معاد کے ذکر سے ایسے ہو جاتے تھے جیسے بقیہ تنہ خرمہ (ان میں ذرا بھی حس و حرکت نہ رہتی تھی) سجدوں کے طول سے ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانیوں پر) گھٹے پڑ کے ایسے ہو گئے تھے جیسے بکریوں کے زانو۔ جب خدائے تعالے کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہوئی جیب و دامن کو تر بتر کر دیتی تھیں۔ وہ خوف عقوبت اور امید ثواب سے ایسے لرزتے تھے جیسے سخت آندھی کے وقت درخت جنبش کیا کرتے ہیں۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

قسم خدا کی بنی امیہ سلطنت و حکومت پر برابر قائم رہیں گے جب تک محرمات الہٰی کو حلال نہ کر دیں اور عقد تکالیف شرعیہ کو مکلفین کی گردنوں سے نہ کھول دیں اور اس وقت تک ان کا زور دورہ رہے گا جب تک کہ کوئی کچا مکان اور بالوں کا خیمہ ایسا رہے جس میں ان کا ظلم داخل نہ ہو لیا ہو اور ان کی بدسلوکیاں خلقت کو گھروں سے نہ نکال دیں اور جب تک کہ دو رونے والے ظاہر نہ ہو جائیں۔ ایک اپنے دین کے لئے گریہ کرے (کہ اس کی بیدینی سے اس کا دین جاتا رہا) اور دوسرا اپنی دنیا کے لئے روئے (کہ ان کے ظلم و جور نے اس کا مال و متاع غارت کر دیا) اور جب تک کہ تمہارے ایک نفس کی خدمت ان کے ایک نفر کے لئے خدمتگاری غلام و خواجہ کی مانند نہ ہو جائے کہ جس وقت سامنے آ جائے اطاعت کرے اور جس وقت غائب ہو غیبت میں مشغول ہو اور جب تک کہ تمہارے بزرگ اور تم سے بہتر خدا کا اعتقاد رکھنے والے ان فتنوں میں معتوب نہ ہو جائیں پس اگر خداوند عالم تمہیں ان ظالموں کے ظلم سے عافیت عطا فرمائے تو اسے قبول کرو اور شکر خدا بجا لاؤ اور اگر مبتلا کر کے تمہارا امتحان لے تو صبر سے کام لو اور بے شک عاقبت کی نیکیاں پرہیزگاروں ہی کے واسطے مہیا ہیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

میں خداوند تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں اس عمل پر جو واقع ہو چکا ہے اور مدد چاہتا ہوں ان اعمال خیر کے لئے جو واقع ہونے والے ہیں۔ جس طرح میں تندرستی بدن کا سوال کرتا ہوں اسی طرح سلامتی دین کی طلب کرتا ہوں۔ بندگان خدا! میں تمہیں اس دنیا کے ترک کی وصیت کرتا ہوں جو تمہیں ترک کر رہی ہے اگرچہ تم اس کے چھوڑ دینے پر راضی نہیں ہو۔ یہ تمہارے بدنوں کو کہنہ کئے دیتی ہے اور تم ان کے نئے ہونے کو دوست رکھتے ہو گویا تمہاری اور اس دنیا کی مثال مسافروں کی سی ہے۔ وہ کسی رستے پر چلے گویا انہوں نے اسے قطع کر دیا کسی نشان کا قصد کیا اور اس تک پہنچ گئے اور یہ بات بہت قریب ہے کہ کسی انتہا کی طرف روانہ ہونے والا اس کی طرف روانہ ہوتا ہے حتیٰ کہ اس تک پہنچ جاتا ہے اور یہ امر نہایت ہی بعید ہے کہ ایک شخص جس کے لئے ایک دن ہے وہ باقی رہے اور اس دن سے تجاوز نہ کرے حالانکہ بسرعت طلب کرنے والا (جو کہ موت ہے) اسے دنیا میں چلا رہا ہے یہاں تک کہ وہ دنیا کو چھوڑ دیتا ہے پس تم دنیا کی عزتوں میں۔ دنیا کے فخر میں دل نہ لگاؤ۔ اس کی نعمتوں اس کے زیورات کے سبب سے عجب و کبر اختیار نہ کرو۔ دنیا کی مضرتوں اور سختیوں میں مبتلا ہو کر جزع فزع نہ کرو کیوں کہ اس کی عزتیں اس کے فخر قطع ہونے والے ہیں۔ اس کی نعمتیں اس کی آرائشیں قریب بہ زوال ہیں۔ اس کی مضرتیں سختیاں اور برائیاں بہت جلد تمام ہو جائیں گی۔ دنیا کی ہر ایک مدت (اچھی ہو یا بری) انتہا کو پہنچنے والی ہے۔ اور ہر ایک دنیا میں رہ کر زندگی کرنے والا ابھی ابھی موت اور فنا کی طرف پہنچا جاتا ہے۔ کیا آثار اولین سے تمہیں بصیرت حاصل نہیں ہوتی۔ کیا تمہارے گزر جانے والے آباؤ اجداد کے حالات میں تمہارے لئے مقام عبرت نہیں ہے؟ ہاں ضرور ہے بشرطیکہ تم عقل سے کام لو۔ کیا تم اپنے گزشتگان کو نہیں دیکھتے کہ اب واپس نہ ہوں گے۔ کیا تم اپنے پیچھے باقی رہنے والوں پر نظر نہیں ڈالتے کہ یہ باقی نہ رہیں گے۔ افسوس کیا تم دنیا والوں کے حالات نہیں دیکھتے جنہیں انہیں نیرنگیوں میں صبح ہوتی ہے شام ہو جاتی ہے۔ کہیں مُردہ پڑا ہوا ہے، عزیز و اقارب رو رہے ہیں اپنے بیگانے ماتم پرسی اور تسلی و تشفی میں مصروف ہیں۔ کہیں بیمار اور مریض کراہ رہا ہے۔ لوگ عیادت کو چلے آ رہے ہیں اور ایک دوسرا شخص ہے (جو ہزار ہزار حسرتوں کو سینہ میں چھپائے ہوئے دم توڑ رہا ہے) ایک انسان ہے کہ دنیا کو طلب کر رہا ہے اور موت

اس کی طالب ہے۔ وہ موت سے غافل ہے مگر موت اس سے غافل نہیں اور یہ شخص اسی اثر ماضیہ پر قائم ہے جس پر ہر ایک باقی رہنے والا چلا جائے گا۔ آگاہ رہو جب تم اعمال قبیحہ کے لئے جلد جلد اٹھو تو اسے یاد کرو جو لذتوں کا برباد کرنے والا خواہشات کو برائیوں میں ڈبونے والا اور آرزوؤں کو قطع کرنے والا ہے وہ حقوق خداوندی جو تمہارے ذمے واجب ہیں اور اس کی نعمتیں اور احسانات جن کا شمار نہیں کیا جاتا تم ان کے ادا کرنے اور ان کا شکر بجا لانے کے لیے اسی حق سبحانہ و تعالیٰ سے مدد کے طلب گار رہو۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

حمد و ستائش کا مستحق وہ خداوند سبحانہ ہے جس نے اپنے فضل و احسان کو دنیا پر پھیلا رکھا ہے اور جس کے دست کرم اس دنیا پر سایہ کیے ہوئے ہیں۔ میں جملہ امور و صحت و مرض و شدت رضا میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے حقوق کی محافظت کے لیے اسی سے مدد کا طلب گار رہوں میں شہادت دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ و آلہ اس کے بندے ہیں اس کے رسول ہیں اس نے ان کو بھیجا ہے درآنحالیکہ وہ اس کے حکم کو آشکارا کرنے والے اور اسی کی یاد میں لبوں کو جنبش دینے والے ہیں انہوں نے نہایت ہی امانت کے ساتھ حق رسالت ادا کیا اور خلقت کو ہدایت کرتے ہوئے دنیا سے انتقال فرما گئے۔ وہ ہمارے درمیان حق کی نشانی کو (جو قرآن و اہلبیت ہیں) اپنا خلیفہ چھوڑ گئے جس نے اس نشانی پر سبقت اور تقدیم کی وہ دین سے خارج ہو گیا جس شخص نے غلاظت ورزی اختیار کی وہ ہلاک ہوا اور جس شخص نے انہیں لازم سمجھتے ہوئے ان کی متابعت کی وہ حق سے ملحق ہو گیا۔ اس نشانی حق کی دلیل و راہنمائی تانی فی الکلام کے ساتھ تھی۔ وہ بہت دیر کے بعد لوگوں میں کھڑی ہوئی اور کھڑے ہوتے ہی بہت جلد گزر گئی۔ جس وقت تمہاری گردنیں اس کے لئے نرم ہو گئیں (تم نے اطاعت کے لئے سر جھکائے اور اپنی انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا (اس کی حقیقت اور خلافت کا اعتقاد کرتے ہوئے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھائے) اس کی موت آئی اور اسے دنیا سے لے گئی (یہ حضرت اپنی ذات مقدس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں) اب تم اس کے بعد دنیا میں اس وقت تک ٹھہرو جب تک خدا کو منظور ہو حتیٰ کہ تم میں سے کسی ایسے شخص کو ظاہر کر دے جو تمہیں ایک حلقہ میں جمع کرے اور تمہاری پراگندگیوں کو فراہم کر دے (تمہارے دین و دنیا کا انتظام کرے اور یہ قائم آل محمدؐ کی طرف اشارہ ہے) تم اس امام سے جو حاضر ہو اور انتظام امور دنیا

کا اقبال نہ کرتا ہو کبھی اپنے امور کی طمع نہ کرنا اور اس امام سے کبھی مایوس نہ ہونا جو تم سے غائب ہو اور پشت پھرائے ہوئے ہو کیونکہ شاید اس امام غائب کا ایک پاؤں اپنی جگہ (سلطنت ظاہری) سے ہٹا ہوا ہو اور دوسرا قدم اپنے مقام (سلطنت باطنی) پر قائم ہو اور پھر اس کے دونوں قدم رجوع کریں یہاں تک کہ اپنے دونوں قدموں (سلطنت ظاہری و باطنی) کو برقرار اور ثابت کرے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد صلے اللہ علیہ و آلہ کے اہلبیت کی مثال آسمان کے ستاروں کی سی ہے جہاں ایک ستارہ غروب ہوا دوسرا طالع ہو گیا اور تم میں تو گویا خدا کی جانب سے نعمتیں اور بخششیں کامل ہو گئیں اور میں نے تمہیں اس چیز کو بھی دکھا دیا ہے جس کی تم آرزو رکھتے ہو (یعنی قائم آل محمدؑ کا ظہور ہے)۔

قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے یہ کلام بلاغت نظام اپنے اصحاب مخلصین سے ارشاد فرمایا ہے اپنے قلیل زمانہ حکومت کی بھی خبر دی ہے اور پژمردہ دلوں کو حضرت قائم کے ظہور کا مژدہ سنا کر خوش وقت فرمایا ہے جسے ایک بہت جلد اور یقیناً پوری ہونے والی پیشین گوئی کہنا چاہیئے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

اس خطبہ میں حضرت نے اکثر واقعات اور فتنہ ہائے عظیمہ کا ذکر فرمایا ہے فرماتے ہیں: بزرگ و برتر وہی ذات ہے جو ہر ایک اول سے اول اور ہر ایک آخر سے آخر ہے اس کی اوّلیت واجب کر رہی ہے کہ اس کے لئے کوئی اول نہ ہو اور اس کی آخریت سے لازم آ رہا ہے کہ اس کا کوئی آخر نہ ہو میں شہادت دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ ایسی شہادت ہے جو سرًّا و علانیۃً ہر حالت میں موافق ہے۔

ایہا الناس! کہیں میری عداوت اور مجھ سے مخالفت تمہیں جرم اور گناہ میں مبتلا نہ کر دے تم کہیں میری نافرمانی کرنے سے ہلاکت تک نہ پہنچ جاؤ۔ جب تم مجھ سے کوئی کلام سنو تو اسے سنکر آپس میں اشارہ بازی نہ کرو۔ ایک دوسرے کی طرف نگاہیں نہ دوڑاؤ۔ قسم اس خدا کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا جس نے انسان کو پیدا کیا میں تمہیں ان چیزوں کی بنی صلعم کی معرفت کی خبر دیتا ہوں جن کا نہ تو پہچاننے والا (پیغمبر) معاذ اللہ کاذب اور دروغگو ہے نہ سننے والا (امیر المومنین) جاہل (جو کچھ میں تمہیں خبر دیتا ہوں یہ وحی خدا ہے اس میں دروغ و افترا کو دخل نہیں) گویا میں ایک گمراہ ہو جانے والے کی طرف دیکھ رہا ہوں جو شہر شام میں حیوانوں کی طرح آواز نکال رہا ہے اس لئے نواحی کوفہ میں اپنے علم بلند

اور ظاہر کئے ہیں، میں دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب اس کا فتنہ درندوں کی طرح کھل جائے۔ اس کی سرکشیاں شدید ہو جائیں وہ زمین میں نہایت سختی سے منہ مارنے لگے اس کے فتنہ آمیز اور نکیلے دانت اہنائے زمانہ کو گزند پہنچائیں لڑائی کی موجیں جنبش کریں دنوں میں اس کے ظلم و ستم کی گرفت ظاہر ہو اور راتوں میں اس کے جور و الم کی گزندگی۔ میری نگاہوں میں ہے کہ اس کی زراعت سرسبز ہو اس کے رسیدہ میوے نہال ہو جائیں۔ اس کا گلو شقشقہ شتر مست کی طرح آواز دینے لگے۔ اس کی تلواروں کی بجلیاں چمکیں اس کے فتنہ ہائے مشکلہ کے علم لبتہ ہو جائیں اور اس کے فتنے شب تیرہ و تار اور بحر مواج و متلاطم کی طرح نظر آنے لگیں۔ شہر کوفہ توڑ دینے والی آندھیوں سے شگافتہ ہو جائے۔ تند اور سخت ہواؤں کا اس پر گذر ہو۔ تھوڑے ہی زمانہ میں گروہ مردم دوسرے گروہ کے ساتھ لپٹ جائے۔ مردم ایستادہ تلواروں سے ریزہ ریزہ ہوں اور ریزہ ریزہ ہو کر زیر خاک پنہاں ہو جائیں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

اس خطبہ میں بھی مثل سابق احوال آئندہ کی نسبت گہر افشانی فرمائی ہے۔ بروز قیامت مناقشہ حساب و جزائے اعمال کے لئے پروردگار عالم اولین و آخرین کو جمع کرے گا۔ وہ نہایت خضوع اور فروتنی کے ساتھ ایستادہ ہوں گے۔ پسینہ ان کے لئے لجام ہوگا (پیشانی سے بہہ بہہ کر منہ تک آئے گا) زمین انہیں اپنے زلزلے سے لرزائیگی۔ ان سب میں بہتر وہ شخص ہوگا جس کا پاؤں کوئی مقام اور مکان رکھتا ہو، وہ اپنے مقام پر نہایت ثبات کے ساتھ قائم ہو اور وہ اپنے نفس کے لئے وسعت و فراخی دیکھ رہا ہو"

پھر اسی خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ زمانۂ آئندہ میں شب تاریک کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ظاہر ہوں گے کوئی مرد قائم ان کی مقاومت کی تاب نہ لا سکے گا اور نہ کسی لشکر کا علم انہیں روک سکے گا وہ تمہاری طرف اس طرح آئیں گے جیسے نکیل والی اور لدی پھندی اونٹنی جس کی مہار کھینچنے والا اسے سختی سے چلا رہا ہو اور جس کا سوار نہایت تیزی کے ساتھ اسے دوڑا رہا ہو یہ فتنہ پرداز ایک قوم ہوگی جس کی حرص بہت زیادہ ہوگی اور ماحصل نہایت قلیل ہوگا اس قوم کے ساتھ ایک ایسا گروہ جہاد فی سبیل اللہ کرے گا جو متکبرین کے نزدیک ذلیل و خوار زمین میں مجہول القدر و الحال اور آسمان میں مشہور و معروف ہوگا۔ اے ولایت بصرہ! ویل ہو تجھ پر جس وقت کہ وہ عقوبت الٰہی کا لشکر آئے کہ نہ تو اس کے گھوڑوں کے پاؤں کا غبار نظر آئے گا نہ اس کے اسلحہ کی جھنکار سنائی دیگی۔ اے ولایت بصرہ عنقریب

تیرے رہنے والے موت احمر میں گرفتار ہوں گے تلوار کے گھاٹ اتریں گے اور غبار آلود گرسنگی (قحط وگرانی) ان پر مسلط ہوگی۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

تارکین دنیا، زاہدین اور اس سے منہ پھیر لینے والوں کی طرح دنیا کی طرف نگاہ کرو۔ کیونکہ خدا کی قسم یہ دنیا اپنے پاس اقامت کرنے والوں اور ساکن رہنے والوں کو بہت جلد دور کر دیتی ہے۔ صاحبان دولت، والیان نعمت اور اہالیان امنیت کو بڑے صدمے پہنچاتی ہے۔ جس نے اس سے روگردانی کی وہ پھر نہیں لوٹے گا۔ اس نے اپنی جوانی اور صحت و زندگی کی طرف سے پیٹھ پھرالی اور یہ بھی تو معلوم نہیں کہ اس دنیا میں کیا کیا صدمے پیش آئیں گے تاکہ ان کا انتظار کریں۔ ان کا پہلے سے تدارک کیا جائے۔ دنیا کی خوشحالیاں رنج واندوہ کے ساتھ ملی ہوتی ہیں۔ دنیا میں مردوں میں مردوں کی قوت ضعف اور سستی کی طرف مائل ہوتی جاتی ہے۔ ایسی ہی لائق ہے اور یہی چاہیئے کہ دنیا کی وہ آرائشیں جو دلوں کو لبھاتے لیتی ہیں جن کا تمہیں بہت کم حصہ نصیب ہوا ہے تمہیں فریب نہ دیدیں۔ تم مفتون نہ ہو جاؤ۔ خدا اس بندے پر رحمت نازل کرے جس نے امر دنیا میں غور وفکر سے کام لے کر عبرت حاصل کی اور عبرت کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں اسے معلوم ہو گیا کہ دنیا میں یہ جو کچھ موجود ہے قلیل مدت میں ناپید ہو جائے گا گویا اس کی ہستی فی الحقیقت نیستی ہے اور تھوڑا سا وقت گزر جانے کے بعد آخرت میں جو شے موجود ہے وہ ہمیشہ رہے گی وہاں کی ہستی کے لئے نیستی کا نام ہی نہیں وہ ہر ایک چیز جو محدود ہے اور گنتی چنی ہوئی ہے (عمر دنیا) وہ منقضی ہونے والی ہے اور وہ شے جس کی توقع اور امید کی جارہی ہے (آخرت) وہ ضرور آئے گی اور ہر ایک آنے والی چیز قریب الوقوع اور نزدیک ہے۔

اسی خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے وہ شخص عالم و دانا ہے جو اپنی قدر پہچانے اور انسان کی جہالت کے لئے یہی امر کافی ہے کہ اپنی قدر و منزلت نہ جانتا ہو۔ بیشک اور بے شبہ پروردگار کے نزدیک سب سے زیادہ بغض رکھنے کے قابل وہ بندہ ہے جسے اس نے اس کے نفس پر اس کی حالت پر چھوڑ دیا ہو۔ اب اس بندے کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ رستے کے درمیانی حصہ کو چھوڑ کر بیرونی حصہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ وہ بغیر راہنما کے سفر کرتا ہے اگر اسے زراعت دنیا کی طرف بلایا جائے تو خوشی خوشی جاتا ہے اور کام کرتا ہے۔ اگر اسے چمن بندی آخرت کی طرف بلائیں تو ہزار ہزار سستیاں اور کاہلیاں پیدا ہوتی ہیں گویا

اس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ عمل دنیا اس پر واجب ہے اور وہ اعمال جن میں تاخیر کی گئی ہے اس کے ذمے سے بالکل ہی ساقط ہیں۔

پھر اسی خطبہ میں فرماتے ہیں اس پر آشوب زمانہ میں سوائے اس مومن کے کسی کو نجات میسر نہیں ہو سکتی جو بالکل گمنام و نشان ہو اگر کسی مجلس میں حاضر ہو تو کوئی اسے نہ پہچانے اور اگر غائب ہو تو کوئی اسے دریافت اور تلاش نہ کرے ایسے مومن ہدایت کے چراغ اور شب تاریک میں روشن نشان ہیں وہ فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے خلقت میں گردش نہیں کرتے اور نہ سفاہت اور بیہودہ گوئی کے ساتھ کسی کے عیب لوگوں کے سامنے بیان کرتے پھرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے پروردگار عالم اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا اور اپنی عقوبت کی اذیتوں کو ان سے دور فرمادے گا۔

ایہا الناس! تم پر عنقریب ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کو اس میں (فتنہ و فساد سے) اس طرح بھر دیں گے جیسے کوزہ اور برتن اس چیز سے بھر جاتا ہے جو اس میں موجود ہو۔

ایہا الناس! پروردگار عالم نے اس بات سے تمہیں پناہ دی ہے کہ وہ تم پر ظلم و جور کرے ہاں تمہیں آزمائش امتحان اور ابتلا سے پناہ نہیں دی گئی ہے جیسا کہ اس جل سبحانہ نے فرمایا ہے ان فی ذلک الایٰت وان کنا لمبتلین اس امر میں (گرفتاری مردم میں) بہت زبردست علامتیں ہیں اور حقیقۃً ہم آزمائش کرنے والے اور ممتحن ہیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

حمد خدا و نعت رسول کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ پروردگار عالم نے سردار دو جہاں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت مبعوث فرمایا جب کہ عرب میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے قرآن کو پڑھا ہو اور نہ کوئی نبوت اور وحی الٰہی کا مدعی تھا اس پیغمبر عربی (روحی لہ الفدا) نے اپنے تابعین کے ساتھ ان لوگوں سے جہاد کیا جو نافرمانیاں کرتے تھے حالانکہ آپ انہیں مکان نجات کی طرف بلانا چاہتے تھے ان کے سامنے قیامت کے مناظر کو پیش کرتے تھے کہ اس کی عقوبتیں ان پر نازل ہوں گی۔ تھکا ہوا شخص فرو ماندہ ہو جاتا تھا اور وہ شخص جسے بار گمراہی نے شکستہ کر رکھا ہو کھڑا ہو جاتا تھا۔ آپ اس سے مجادلۂ حسنہ کرتے تھے حتیٰ کہ وہ اپنی انتہا اور غایت (اسلام) کو پہنچ جاتے مگر سوائے ہلاک ہونے والے شخص کے کہ اس کی شکستگیاں درست نہیں ہوتی تھیں، اور یہ مجادلہ برابر جاری رہا حتیٰ کہ ان لوگوں کو ان کی نجات کے مکان دکھا دیئے انہیں ان کے مراتب و منازل میں جگہ دی ان کے عیش و آرام کی آسیا گردش کرنے لگی اور ان کے نیزوں

کی انیاں سیدھی ہوگئیں۔ قسم خدا کی میں ان (جنوز کفر و ضلالت) کے ہنکانے میں مصروف تھا حتیٰ کہ انہوں نے پشت دکھائی تاب مقاومت نہ لاسکے اور مطیع و رام ہونے کے گہوارے میں جمع ہوگئے ہیں ان سے جہاد کرنے میں کبھی ضعیف نہیں ہوا نہ مجھ سے بزدلی ظہور میں آئی نہ ان سے مقاتلہ کرنے میں خیانت کی اور نہ کبھی سستی اور کاہلی کو دخل دیا۔ قسم خدا کی میں ہر آئینہ باطل کو شگافتہ کروں گا جب تک کہ حق کو اس کے شکم اور اس کے درمیان سے خارج اور علیحدہ نہ کر لوں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

پروردگار عالم نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مبعوث فرمایا وہ جمیع انبیاء کی (تبلیغ کی) شہادت دینے والے تھے۔ وہ بشیر و نذیر تھے۔ وہ عالم طفلی میں بہترین مردم تھے۔ وہ سن کہولت میں برترین خلائق تھے وہ ارحام و اصلاب کی رو سے اطہر المطہرین اور ادامت بخشش کے لحاظ سے سب بخشش کرنے والوں سے زیادہ جواد و کریم تھے۔

ایہا الناس! دنیا اپنی لذتوں میں تمہارے لئے شیریں نہیں ہوئی اور تم اس کی پستان کا دودھ پی کر توانا اور مضبوط نہیں ہوئے مگر بعد پیغمبر تم نے یہ منافع حاصل کئے (کیونکہ وہ تمہیں ارتکاب ملاہی و مناہی دنیا سے منع فرماتے تھے) اور ان کے بعد تم نے دنیا کے میووں سے لذتیں حاصل کیں ایسی حالت میں کہ اس کی مہار جولانیوں پر ہے (کوئی اس کی مہار تھامنے والا نہیں) اور اس کی کاٹھی کا تنگ بالکل مضطرب اور متحرک ہے۔ دنیا کی حرام چیزیں ان گروہوں کے نزدیک بمنزلہ درخت سدر (بیری) ہو رہی ہیں جس میں کانٹے نہ ہوں اور اس کے پھل نہایت آسانی سے چن لئے جاتے ہیں اور اس کی حلال اشیا لوگوں کے درمیان سے معدوم اور مفقود ہوگئی ہیں۔ خدا کی قسم تم نے اس حالت میں دنیا کے پھل کھائے ہیں کہ اس کا سایہ ایک وقت معدود تک پھیلا ہوا ہے۔ اب تو زمین تمہارے لئے موانعات سے خالی ہے (یعنی جا ہو ظلم کرو) تمہارے دست تسلط اس میں کشادہ ہیں اور تمہارے مقتدا یان حقیقی کے ہاتھ تم سے باز رکھے گئے ہیں۔ تمہاری شمشیریں ان پر مسلط ہیں اور ان کی تلواریں تم سے اٹھالی گئی ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ ہر ایک خون کا خونبہا چاہنے والا موجود ہے اور ہر ایک حق کے لئے کوئی نہ کوئی طالب ہے اور بے شک ہمارے خون کا انتقام لینے والا گویا اپنے نفس کے حق میں حکم کرنے والا ہے وہ خدا ہے اور ایسا خدا ہے کہ جس کا مطلوب اسے عاجز نہیں کر سکتا (اسے کامل دسترس حاصل ہے) اور نہ اس سے بھاگنے والا اسے فوت کر سکتا ہے (وہ ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہے) اے بنی امیہ میں خدا کی

قسم کھا کر کہتا ہوں کہ عنقریب تھوڑے ہی سے عرصہ میں تم اس خلافت و سلطنت کو اپنے اغیار (بنی عباس) کے ہاتھوں اور اپنے دشمنوں کے گھروں میں پاؤ گے آگاہ ہو جاؤ کہ بیناترین چشم وہ آنکھ ہے جس کے گوشے امر خیر میں نفوذ کر جائیں اور سب سے زیادہ سننے والا وہ کان ہے کہ ناصح کی نصیحتیں اس کے قلب میں نقش ہو جائیں۔ ایہا الناس! اپنے دلوں کے چراغوں کو نصائح واعظ کی شمع کی لَو سے روشن کر لو اور اس صاف و شفاف چشمہ سے اپنے ڈول بھر لو جو کدورتوں سے بالکل مبرا و منزہ ہے۔ بندگان خدا! تم اپنی جہالتوں کی طرف رُخ نہ کرو اپنی خواہشات کے شکار نہ ہو کیونکہ اس منزل (غصب خلافت) میں قیام کرنے والا عنقریب ایسی حالت میں داخل جہنم ہو گا کہ اس کے بوجھ کو اپنی پشت سے جگہ بہ جگہ اور مکان در مکان نقل کرے گا (باپ سے بیٹے کو سلطنت پہنچے گی) ان تدبیروں اور شیطنتوں کے سبب سے جو اس کے لئے پے در پے حادث ہوتی ہیں اور وہ تدابیر یہ ہیں کہ ان چیزوں کو آپس میں ملائے جو ملحق نہیں ہو سکتیں اور ان اشیا کو آپس میں نزدیک کرے جو قریب نہیں ہوتیں (معاویہ لوگوں کو مال حرام پر فریفتہ کر کے سلطنت کو اپنی اولاد اور نسل میں باقی رکھنے کی تدبیریں کرے گا اور یہ امر مشیت ایزدی کے خلاف ہے۔ خلافت بہت جلد بنی عباس میں پہنچے گی اور وہاں سے اپنے اصلی مکان کی طرف عود کرے گی انشاء اللہ) خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو، اس شخص کے پاس اپنی شکایتیں نہ لے جاؤ جو تمہارے سوزش سینہ کی شکایات کو دفع نہیں کر سکتا اور نہ اپنی تدبیر سے ان عقدوں کو کھول سکتا ہے جو تمہارے لئے محکم و استوار ہو چکے ہیں (کوئی شخص اندوہ آخرت کا رفع کرنے والا اور حلال مشکلات دینیہ نہیں ہو سکتا۔ یہ خاص امام برحق کا کام ہے) خوب جان لو امام کے ذمے سوائے اس کے اور کچھ نہیں جو پروردگار نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہے اور وہ اتنی باتیں ہیں۔ پند و نصائح میں مبالغہ کرے۔ نصیحتوں میں انتہائی کوشش پر کاربند ہو۔ احیائے سنت نبی کا عامل ہو۔ مستحقین حدود پر حدیں جاری کرے۔ اور حصّوں کو ان کے سچے وارثوں تک پہنچا دے۔ تم علم حاصل کرنے میں جلدی کرو قبل اس سے کہ گلشن علم پر خزاں آ جائے (امام برحق رحلت فرما جائے) اور قبل اس سے کہ تم اپنی خواہش نفسانی میں مشغول ہو کر عمدہ اور عمدہ علوم سے انحراف کرو۔ اور اہل علم سے روگرداں ہو جاؤ امور منکرہ سے ایک دوسرے کو منع کرو اور خود بھی ان سے باز رہو۔ کیونکہ تمہیں یہی حکم ہے اور تم اسی پر مامور ہوئے ہو کہ ارتکاب مناہی سے تائب ہونے کے بعد لوگوں کو منہیات سے باز رکھنے کی کوشش کرو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

حمد اور تعریف اسی پروردگار کے لئے مختص ہے جس نے دین اسلام کو ظاہر اور واضح کیا اور اس کے چشموں کو ہر ایک وارد و صادر کے لئے آسان کر دیا (یہ چشمے پیغمبر اور اس کی عترت طاہرہ ہیں جن میں سے ہر ایک منبع علم اور سہل الماخذ ہے) جس شخص نے چاہا کہ اسلام پر غالب آجائے اسی پر اس کے ارکان کو غالب کر دیا (یہ ارکان پیغمبر اور اوصیائے پیغمبر ہیں جنہوں نے معجزات قاہرہ اور دلائل و براہین سے ہر ایک مخاصمہ کرنے والے کو مغلوب و مقہور کر دیا) جو شخص اس اسلام کے ساتھ متمسک ہو۔ جو شخص اس میں داخل ہو جائے اس کے لئے اسے امن دینے والا اور سلامتی عطا کرنے والا بنا دیا۔ جو شخص اس اسلام کی جرح و قدح میں کلام کرے یہ اس کے لئے ایک زبردست برہان اور حاکم جو اس سے مخاصمہ کرے اس کے واسطے ایک صاحب دلیل اور شاہد۔ جو شخص اس سے روشنی حاصل کرے اس کے لئے نور جو شخص اس کے معارف کو سمجھے اس کے لئے فہم عقل۔ ہر ایک تدبیر کرنے والے کے لئے حقائق اشیا کا راہنما۔ متلاشی فہم و فراست کے لئے اعلیٰ نشان۔ بینائی کا عزم کرنے والے کے لئے تبصرہ وعظ و نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے عبرت تصدیق کرنے والے کے لئے نجات۔ متوکل کے لئے سبب وثوق و اعتماد جو شخص اپنے امور کو اس کے حوالے کر دے اس کے لئے راحت ابدی اور ہر ایک صابر کو ضرر سے بچانے کے لئے ایک زبردست سپر۔ یہ بزرگیاں ہیں جو خداوند عالم نے اس کو عطا فرمائی ہیں۔ اس اسلام کی راہیں نہایت روشن۔ اس کے اسرار بالکل واضح۔ اس کی صداقت کے نشان کج فہموں کی سرکوبی کرنے والے۔ اس کے چراغ منوّر اور درخشاں اس کی ریاضتوں کے میدان صاحب کرامت۔ اس کا مطلوب اور اس کی غایت نہایت بلند اس کا بازار طرح طرح کے ہنر کا جامع اس کی طرف سبقت کرنے والے صاحب قدر و صاحب نفاست اس کے سوار نہایت شریف۔ فضیلتیں اسی کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔ تصدیق اس کا رستہ ہے۔ دلائل صحیحہ اس کی علامتیں ہیں۔ موتوا قبل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) یہی اس کی غایت ہے۔ دنیا اس کی ریاضت کا میدان ہے۔ قیامت اس کے گھوڑے دوڑانے کا مقام ہے اور بہشت اس کے محل ہیں۔

اسی خطبہ میں جناب رسالت مآبؐ کا ذکر فرماتے ہیں۔ ہر ایک خواہش رکھنے والے کے لئے آتش شوق و شعلۂ عشق الٰہی کو بھڑکا دیا۔ ہر ایک محبوس تاریکی ضلالت

وجہالت کے لئے ہدایت کی نشانیاں روشن کیں۔ بارالہا! وہ تیرا امین ہے اور غبن و خیانت سے بالکل محفوظ ہے۔ وہ قیامت کے روز تیرے بندوں کے اعمال پر شہادت دینے والا ہے۔ تو نے خلقت پر کمال احسان و انعام فرما کر اسے مبعوث کیا تو نے اپنے بندوں پر غایت درجہ مرحمت فرما کر اسے رسول بالحق بنا کر بھیجا۔ پروردگارا! اپنے عدل کا صدقہ اسے حصۂ وافر عطا کر اپنے فضل و کرم کا تصدق اس کے اعمال خیر کی المضاعف جزا کرامت فرما۔ پروردگارا کمالات کاملین کی بنا پر اس کے کمالات کی بنیاد کو بلند کر اپنے حضور ان نعمتوں کو بکرم فرما جو اس کے لئے مہیا کی ہیں۔ اس کی منزلت کو اپنے نزدیک مشرف کردے اسے مدارج عالیہ عنایت فرما اور تمامی خلقت پر اسے بلندی اور بزرگی عطا کرے۔ اسی کے زمرے میں ہمیں بھی محشور فرما مگر اس حالت سے کہ نہ ہم ذلیل و خوار ہوں نہ اپنے افعال پر نادم ہوں نہ راہِ راست سے بھٹکے ہوئے ہوں نہ ہم نے اس کے عہد کو توڑا ہو، نہ گمراہ ہوئے ہوں اور نہ بلاؤں کے ساتھ ہمارا امتحان لیا گیا ہو۔

اسی خطبہ میں اپنے اصحاب سے خطاب فرماتے ہیں۔ کرامت خداوندی کے باعث تم اس منزل تک پہنچ گئے تھے کہ تمہاری کرامتوں سے تمہارے خادم بھی مکرم ہو رہے تھے اور تمہارے کرم کا فیض ہمسایوں تک پہنچ رہا تھا۔ تم ان شخصوں پر بزرگی حاصل کر رہے تھے جن پر تمہیں فضیلت میسّر نہ تھی نہ اس کے نزدیک تمہارا کوئی احسان تھا تمہارے تسلط کے سبب سے وہ شخص بھی تم سے ترسناک تھا جو بالکل نہ ڈرتا تھا اور تمہیں اس پر حکومت و امارت حاصل نہ تھی مگر افسوس ہے کہ اب تم خدا سے عہد کرنے والوں کی پیماں شکنی دیکھ رہے ہو اور غضب ناک نہیں ہوتے حالانکہ تم اپنے بزرگوں سے کسی شخص کی عہد شکنی کو ننگ و عار سمجھتے ہو۔ احکام خدا اور رسول و وصی رسول کی وساطت سے تم پر صادر ہوتے تھے اور پھر تم سے تمہارے مقلدین تک پہنچتے تھے اور وہ مرافعات کے لئے پھر تمہاری طرف رجوع کرتے تھے اب تم نے اپنی منزلت میں ظالموں کو جگہ دیدی تم نے اپنے امور کی مہار کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ تم نے خدا کے احکام انہیں سونپ دیئے جو شک و شبہہ پر عمل کرتے ہیں۔ اور خواہش ہائے نفسانی جن کی سیرگاہیں بنی ہوئی ہیں۔ قسم خدا کی اب ان ظالموں کا خوف تمہیں ہر ایک ستارے کے نیچے پراگندہ اور متفرق کر دے گا اور پروردگار عالم تمہیں ان کی سلطنت کے ضرر کے لئے جمع فرما دے گا اگرچہ تم اطراف و اکناف عالم میں منتشر ہو جاؤ مگر ظالموں کی اذیتیں تمہیں پہنچ کر رہیں گی۔ یہ امر مقدر ہو چکا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

ایک روز جنگ صفین میں حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا: میں نے صفوف جنگ سے تمہاری جولانیوں، تمہاری گریختگیوں اور تمہارے انحراف کو دیکھا۔ شام کے صحرانشینوں اور رذیل لوگوں سے تم بھاگ نکلے حالانکہ تم عمدہ ترین عرب ہو۔ مسند شرف و بزرگی کے صدر نشین ہو۔ تم عرب کی ناک ہو۔ تم زبردست اور عظیم پہاڑ ہو (جو کبھی لاکھ لاکھ حرکتوں سے بھی جنبش نہ کھاتے تھے) میرے سینہ کو اگر کوئی چیز شفا دے سکتی ہے تو وہ یہی ہے کہ میں انجام کار دیکھ لوں کہ تم نے ان کی صفوں کو توڑ دیا ہے، جیسا کہ وہ صفوں کو پراگندہ اور منحرف کر چکے ہیں۔ تم نے ان کو مورچوں سے ہٹا دیا ہے جیسا کہ وہ تمہیں ہٹا چکے ہیں تمہارے تیر اور تلواریں انہیں مستاصل کر رہی ہیں، اور تمہارے نیزے ان کے سینوں سے پار ہو رہے ہیں اور ان کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ ان کا ایک دستہ دوسرے پر اس طرح سوار ہے جیسے وہ تشنہ اونٹ جنہیں ان کے حوضوں سے دور پھینک دیا ہو اور انہیں آب گاہوں سے بالکل منع اور دور کر دیا ہو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

حمد اور تعریف اسی خدا کے لئے سزاوار ہے جو اپنی مصنوعات کے سبب سے خلقت میں مشہور و معروف ہے جو اپنے حجج و براہین کے سبب سے خلقت کے دلوں پر ظاہر ہو رہا ہے اس نے بغیر فکر و تفکّر کے خلقت کو پیدا کیا کیونکہ افکار صاحبان ضمیر کے ہی لائق ہیں (جن کے لئے قوائے مدرکہ باطنیہ موجود ہیں) اور خداوند تعالےٰ فی نفسہ صاحب ضمیر نہیں۔ اس کے علم نے پردہ ہائے غیب کے باطن کو شگافتہ کر دیا۔ اس کا علم عقدہ ہائے مستورہ کا احاطہ کئے ہوئے ہے

جناب رسالت مآبؐ کا ذکر فرماتے ہیں اسی خداوند عالم نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو برگزیدہ فرمایا شجرۂ انبیاء سے (جو عقول مجردہ ہیں من حیث العقل) روزنۂ روشنی سے (جو نفوس نوریہ ہیں من حیث النفس) ان گیسوؤں سے جو پیشانی کے اوپر بل کھاتے رہتے ہیں (جو طبائع مطہرہ ہیں من حیث الطبع) وسیع و فراخ سیلگاہ کی ناف سے (جو ملائکہ عادلہ ہیں من حیث الاخلاق) ظلمت اور تاریکی کے چراغوں سے (جو انبیاء و مرسل علیہم السلام ہیں) حکمت کے چشموں سے (جو ملل و ادیان حقّۂ سابقہ ہیں من حیث الدین والشریعۃ والسنّۃ) پھر فرمایا وہ اپنے معالجہ کی رو سے طبیب حاذق ہے امراض مہلکہ نفسانیہ کا علاج کرنے

والا ہے) اس کے علم کا مرہم (جراحت ہائے دلی کے مندمل کرنے کے لیئے) نہایت استوار ہے اس نے اپنے داغ دینے والے آلات (پند و نصائح) کو آتش حکمت پر گرم کر لیا ہے. جس مقام پر چاہتا ہے ان کا استعمال کرتا ہے اندھے ہو جانے والے قلوب اور حق سے بہرے ہو جانے والے کان اور اقوال صدق و راستی سے گنگ ہو جانے والی زبانیں. یہ امراض مہلکہ ہیں وہ انہیں زخموں کو اپنے مرہم سے مندمل کرتا ہے اور انہیں کے دور کرنے کے واسطے آلات داغ (پند و نصائح) سے کام لیتا ہے. اس طبیب کی یہ صفات ہیں جو معالجہ کرنے کے لیئے ان مقامات کو تلاش کرتا ہے جہاں غفلتیں ہجوم کر رہی ہیں. ان مکانوں کو ڈھونڈتا ہے جہاں حیرانیاں مکین ہو رہی ہیں وہ مقامات و مکان ایسے ہیں جو ضیائے علم و حکمت سے روشن و منور نہیں ہوئے علوم ثاقبہ کی چقماق سے انہوں نے آگ نہیں بھڑکائی. شعلۂ اشتیاق علم افروختہ نہیں ہوا اور اس باب میں ان کی مثال بالکل سخت پتھروں اور چرنے والے جانوروں کی سی ہے. بیشک صاحبان بصیرت پر اسرار علوم منکشف ہو گئے. گم شدگان کے لیئے راہ حقیقت آشکارا ہو گئی. قیامت نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھا لیا. اس کی علامتیں اور نشانیاں بالکل روشن ہو گئیں جنہیں ہر شخص دیکھ سکتا ہے بشرطیکہ چشم بصیرت رکھتا ہو. مجھے کوئی چیز نافع نہیں ہو سکتی جو تمہیں ان جسموں کی طرح نہ دیکھوں جن کی روحیں پرواز کر چکی ہیں. نہ تم میں عقل ہے نہ ادراک. نہ تم نصیحتوں سے متاثر ہوتے ہو نہ مواعظ سے. یا تمہیں وہ روحیں نہ سمجھوں جو بدنوں سے بالکل علیحدہ ہیں (تم دشمنوں کے خوف سے بالکل مردہ ہو رہے ہو) افسوس میں تمہیں صلاح و تقویٰ سے الگ رہ کر عبادت کرنے والے دیکھ رہا ہوں (تم بغیر ثبات قدم کے جہاد میں مصروف ہوتے ہو تم وہ تجار ہو جو کسی طرح کا نفع حاصل نہیں کر سکتے. تمہارا جاگنا سونا ہے. تمہارا حاضر غائب ہے. تم میں جو صاحب نظر ہے بالکل اندھا ہے. تمہاری قوت سامعہ بہری اور قوت ناطقہ بالکل گونگی ہے. تم کس خواب غفلت میں پڑے ہو گمراہیوں کے علم قائم اور برپا ہو چکے ہیں. اس کی شاخیں اطراف و اکناف میں پھیلتی جاتی ہیں، وہ تمہارے اموال کو اپنی خواہش اور اشتہا کے موافق وزن کر لیں گی اور اپنے زور بازو سے تمہیں جہاں تک بھی ہو گا زدوکوب کرنے میں کوتاہی نہ کریں گے. اس آنے والی ضلالت کا امیر (معاویہ) ملت اسلام سے خارج ہے، وہ ضلالت اور گمراہی پر قائم ہے. اس وقت (جبکہ اس کا زمانہ آئے گا) تمہارے مال و منال میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے گی مگر اس قدر جیسے کہ دیگ میں کھرچن رہ جاتی ہے. یا وہ درخت میوہ دار جسے باو تند جنبش دے کر بے ثمر کر چکی ہو اور پھر اسے ہلایا جاتے شاید ایک آدھ پھل ہاتھ لگ جائے تو آئے. وہ آنے والی ضلالت تمہیں اس طرح مل ڈالیگی

جیسے چمڑے کو دباغت دیا کرتے ہیں۔ تمہیں اس طرح پامال کر دے گی جیسے خرمن کو ریزہ ریزہ کر دیتے ہیں اور وہ تم میں سے مومن کو اس طرح چن لے گی (اور رنج پہنچائے گی) جیسے کہ مرغ چھوٹے چھوٹے دانوں میں سے بڑے دانے کو انتخاب کر لیتا ہے۔ یہ راہیں تمہیں کہاں لے جائیں گی، یہ تاریکیاں تمہیں کہاں تک حیران کریں گی۔ یہ کذب و دروغ تمہیں کس چیز پر فریفتہ کرینگے تم کہاں سے جاتے جاؤ گے اور کس طرف لوٹو گے۔ کیونکہ ہر ایک مدت کے منقضی ہونے کے لئے ایک زمانہ معین ہے اور ہر ایک غیبت کے بعد رجعت ہے ان احوالات میں گرفتار ہو کر قیامت میں تمہارا کیا حشر ہوگا اور کون سی عقوبت میں گرفتار ہو گے۔ اب تم اپنے خدا کے خلیفہ کے اقوال کو سنو انہیں قبول کرو۔ اپنے قلوب کو اس کے سامنے حاضر کرو اگر وہ تمہیں آواز دے اور پکارے تو فوراً خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کارواں سالار کو یہی لازم ہے کہ وہ قافلے والوں کے ساتھ سچ بولے اپنے پراگندہ ہو جانے والوں کو جمع کرے اپنے ذہن کو ان کی بہتری کی تدبیروں کے لئے حاضر رکھے اور بے شک تمہارے قافلہ سالار نے تمہارے واسطے امر (مخفی) کو اس طرح ظاہر کر دیا ہے جیسے گردن کے مہرے کو چیر کر نکال لیتے ہیں اور اس کے پوست کو اس طرح شگافتہ کر دیا ہے جیسے درخت کی چھال کو گوند نکالنے کے واسطے شگافتہ کر دیتے ہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جب یہ فتنے برپا ہوں گے اس وقت باطل اپنے ماخذ (ظلم و ستم) کو اخذ کرے گا۔ جہالتیں اپنے مرکبوں پر سوار ہوں گی۔ بغاوتیں ترقیاں کریں گی۔ دین و مذہب کی رعایت کرنے والوں کا گروہ نہایت قلیل رہ جائے گا۔ زمانہ حیوانات درندہ اور گزندہ کی طرح خلقت پر حملہ کرے گا اور خاموشی کے بعد شتر مست کی طرح آواز نکالے گا لوگ فسق و فجور پر رشتۂ مواخات قائم کریں گے دین و مذہب سے ہجرت کر جائیں گے۔ دروغگوئی مستحسن سمجھی جائے گی اور سچائی پر غیظ و غضب نازل ہو گا جب ایسا زمانہ آئے گا تو اولاد اپنے آباؤ اجداد پر شدت اور سختی کرے گی۔ برساتیں گرمیوں سے بدل جائیں گی۔ مردم لئیم ترقی کریں گے۔ کریم اور سخی بندوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ جائے گی۔ اس زمانہ کے لوگ بھیڑیئے بن جائیں گے۔ سلاطین وحشی درندہ ہوں گے۔ مردمان متوسط حرام خوری پر کمر باندھیں گے فقیر اور محتاج شدت احتیاج سے مر جائیں گے۔ راستی پیوند زمین ہو گی۔ کذب اور دروغ کے دریا لہریں لینگے۔ محبتیں زبانوں پر ہی رہ جائیں گی۔ دلوں میں آتش عداوت مشتعل ہو گی۔ زنا کی اولاد پھیلے گی۔ عصمت و عفت کو تعجب کی نگاہ سے دیکھا جائے گا، اور اسلام کا لباس اس طرح پہنا جائے گا جیسے دیوانے الٹی پوستین پہنا کرتے ہیں (اسلام کا لباس کفر و زندقہ کے دیوانوں کی پوشش سے مبدل ہو جائے گا)

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

ہر ایک شے اس پروردگار کے سامنے جھکی ہوئی ہے۔ ہر ایک چیز اسی کے سبب سے قائم ہے۔ وہ ہر ایک فقیر کو غنی اور بے نیاز کرنے والا۔ ہر ذلیل و خوار کو عزت بخشنے والا ضعیف کی قوت۔ ہر ایک خائف کا پناہ دہندہ۔ جو اس سے بات کرتا ہے وہ اسے سنتا ہے اور جو خاموش رہتا ہے وہ اس کے رازِ دلی سے واقف ہے۔ ہر ایک عیش کرنے والے اور زندہ رہنے والے کی روزی کا وہی ذمہ دار ہے اور ہر ایک مرنے والا اسی کی طرف منقلب ہوتا ہے۔ بار الہا! آنکھوں نے تجھے نہیں دیکھا کہ وہ تیری حقیقت اور ماہیت کی خبر دے سکیں بلکہ تیری خلقت میں جو تیرا وصف کرنے والے ہیں تو ان سب سے پہلے ہے تو نے اپنی وحشت اور تنہائی کے دور کرنے کے لئے خلقت کو پیدا نہیں کیا نہ اپنی کسی غرض اور منفعت کے لئے ان میں عمل وا ثر کیا ہے (یا انہیں ایجاد کیا ہے) جس کو تو نے طلب کیا وہ تجھ پر سبقت نہیں کر سکا۔ اس کی طاقت نہیں ہوتی کہ تجھ سے متاخر ہو جائے اور جس شخص کو اپنے قبضۂ تصرف میں لیا۔ اس کی مجال نہیں ہوتی کہ تجھ سے فرار کر جائے۔ جو شخص تیری نافرمانی کرے اس کے اس فعل سے تیری بادشاہت میں نقص نہیں آتا اور جو شخص تیری اطاعت کرے اس کی فرمانبرداری سے تیرا ملک زیادہ نہیں ہو سکتا۔ جو شخص تیرے حکم کو دشمن سمجھتا ہے وہ اسے رد نہیں کر سکتا اور جو شخص تیرے فرمان سے روگردانی کرے وہ تجھ سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک راز تجھ پر ظاہر ہے۔ اور ہر ایک غیب تیرے سامنے آشکار ہے۔ تو ہمیشہ سے ہے اور تیرے لئے انقضا نہیں تو ہر چیز کا منتہیٰ ہے تجھ سے گریز نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک شے کے لئے تو ہی معاد ہے، تیرے حساب سے خلاصی نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک متحرک کی پیشانی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے اور تیری ہی طرف ہر نفس کی بازگشت ہے سبحان اللہ میں تیری خلقت کو کس قدر عظیم دیکھ رہا ہوں اور اس عظمت پر تیری قدرت کے پہلو میں کس قدر چھوٹی ہے۔ یہ تیری بادشاہت جسے میں دیکھ رہا ہوں کس قدر خوفناک اور ڈرانے والی ہے اور پھر تیری اس سلطنت کے مقابلہ میں کس قدر حقیر ہے جو نگاہوں سے غائب ہے دنیا پر تیری نعمتیں کس قدر تمام ہو رہی ہیں اور نعمات آخرت کے مقابلے میں یہ نعماتِ دنیا کس قدر ہیچ اور ناچیز ہیں۔

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں تو نے ملائکہ کو اپنے آسمانوں میں ساکن۔ انہیں اپنی زمین سے بلند فرمایا۔ وہ تیری ذات کو سب مخلوقات سے زیادہ پہچاننے والے ہیں (کیونکہ ان میں مادہ کا نام ہی نہیں جس کی کثافت مانع تعقل ہو) وہ تمام مخلوق سے زیادہ تجھ سے

خوف کرتے ہیں وہ تجھ سے قریب ترین مخلوق ہیں۔ نہ انہوں نے پشت پدر میں قرار لیا اور نہ رحم مادر میں مکین ہوئے۔ نہ قطرۂ ناچیز سے ان کی خلقت ظہور میں آئی نہ حوادثات زمانہ نے انہیں متفرق کیا ہے اب وہ فرشتے باوجودیکہ ان کا مکان تیرے نزدیک ہے ان کی منزلت تجھ سے نہایت ہی قریب ہے۔ ان کی خواہشیں تیری ہی عبادت میں جمع ہوتی ہیں۔ وہ بکثرت تیری ہی اطاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ تیرے حکم سے مطلق انحراف نہیں کرتے پھر بھی اگر وہ تیری اس کنہ کا معائنہ کریں جو ان سے مخفی ہے تو بیشک وہ اپنے اعمال کو حقیر سمجھیں۔ اپنے نفسوں کی عیب جوئی کریں اور جان لیں کہ انہوں نے وہ عبادت نہیں کی جو تیری عبادت کا حق ہے اور وہ اطاعت نہیں بجا لائے جسے حق اطاعت کہہ سکتے ہیں تو پاک و سبحان ہے تو خالق ہے تو معبود ہے تو نے اپنی خلقت کا عمدہ امتحان لیا تو نے بہشت کو پیدا کیا اس میں کھانے پینے کے سامان مہیا کئے حور و غلمان کو خلق کیا نفیس نفیس قصر تیار کئے، نہریں بہائیں، زراعتیں سرسبز کیں۔ تر و تازہ میوے تیار کئے۔ پھر تو نے ایک بلانے والے کو بھیجا جو ان نعمتوں کی طرف دعوت کرے مگر اس مخلوق نے اس بلانے والے کی آواز کو قبول نہ کیا اور نہ اس چیز کی رغبت کی جس کی تو نے رغبت دلائی تھی اور جس چیز کا تو نے شوق دلایا تھا، اس کے لئے اشتیاق ظاہر کیا۔ مگر ان لوگوں نے دنیا کے مردار پر توجہ کی، اسے کھا کھا کر رسوائیوں میں گرفتار ہوئے۔ اس مردار کی محبت پر اپنا اتفاق ظاہر کیا۔ اسی مردار خواری پر آپس میں مصالحت کر لی۔ کیونکہ جو شخص جس چیز سے عشق رکھتا ہے تو اس کی عیب بینی سے اس کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اس کا قلب مریض ہو جاتا ہے وہ ایک مریض آنکھ سے دیکھتا ہے اور بہرے کان سے سنتا ہے ایسا شخص بندۂ دنیا ہے اور اس چیز کا غلام ہے جو اس کے ہاتھ میں موجود ہے جس طرف وہ مائل ہوتی ہے وہ بھی اسی طرف جھکتا ہے اور جدھر وہ رخ کرتی ہے یہ بھی اُدھر ہی متوجہ ہوتا ہے۔ وہ خدا کی جانب سے منع کرنے والے کے منع کرنے سے باز نہیں رہتا اور نہ اس شخص کی نصیحت قبول کرتا ہے جو خدا کی جانب سے اسی کام پر مامور ہوا ہے۔ حالانکہ یہ شخص گرفتاران غفلت کو اس حیثیت میں دیکھ رہا ہے کہ وہ چیز جس سے وہ جاہل تھے (موت) ان پر کس طرح نازل ہوتی ہے دنیا کا فراق جس سے اپنے آپ کو امن میں سمجھ رہے تھے کس طرح انہیں عارض ہوا ہے اس چیز (آخرت) کی طرف کس طرح وارد ہوتے ہیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔ پھر موت ان میں زیادتی کے ساتھ داخل ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک شخص اور اس کی گفتار کے درمیان مانع اور حائل ہو جاتی ہے حالانکہ وہ اپنے اہل و عیال و عزیز

واقارب کے درمیان موجود ہے (مگر کوئی اس کو اس حالت سے نجات نہیں دے سکتا) ابھی وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اپنے کانوں سے سنتا ہے، اس کی عقل صحیح ہے۔ اس کی فہم و فراست باقی ہے اب وہ فکر کرتا ہے کہ میں نے کس چیز میں اپنی عمر کو فنا کیا۔ کس کار خیر میں میرا زمانہ صرف ہوا۔ اب وہ اپنے اموال کو یاد کرتا ہے جنہیں اس نے جمع کیا اور جمع کرنے میں مطلق حلال و حرام کا لحاظ نہیں رکھا حلال و حرام کے واضح طریقوں بمشتبہ مقامات غرض جس طرح بھی ہوا اندوختہ کرنے سے غرض رکھی اس طرح جمع کرنے کے گناہ اس کی ذات سے چسپاں ہو چکے ہیں۔ اور وہ اس مال کے فراق پر مطلع ہو گیا ہے۔ یہ مال اس کے پس ماندگان کے لیے رہ جائے گا وہ اس مال کے سبب سے بعیش و آرام اپنا زمانہ گزاریں گے اور اس کے پھل وہی کھائیں گے اب یہ مال اس کے اغیار کو گوارا اور اس کا وبال اور بار اس کی پشت کے لیے مبارک ہو۔ اب آثار مرگ اس کے بدن میں برابر ساعت لساعت ترقی کر رہے ہیں یہاں تک کہ اس کے کانوں پر مسلط ہو گئے اور اہل و عیال کے درمیان اس کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ نہ زبان سے کچھ کہہ سکتا ہے نہ کانوں سے سن سکتا ہے۔ وہ گوشۂ چشم کو ان لوگوں کے چہروں کی طرف نظر کرنے کے لئے حرکت دے رہا ہے اور یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ ان لوگوں کی زبان کی حرکتوں کو تو دیکھتا ہے مگر ان کے الفاظ ان کی باتیں نہیں سن سکتا۔ اب موت نے اپنی پیوستگی کو اور زیادہ کر دیا، اس کی آنکھوں پر بھی قبضہ کر لیا جیسا کہ کانوں پر کر رکھا تھا۔ روح اس کے جسم سے نکل گئی وہ اپنے اہل و عیال میں ایک مردار کی مانند رہ گیا۔ اب وہ لوگ اس کی جانب سے وحشت کر رہے ہیں اس کے پہلو سے دور بھاگ رہے ہیں۔ اس کے قریب سے دور دور ہو رہے ہیں کوئی پاس آنے کا روادار نہیں اب یہ نہ گریہ کرنے والے کی مساعدت کر سکتا ہے اور نہ کسی پکارنے والے کا جواب دے سکتا ہے پھر اس کو زمین کے آغوش میں لٹانے کے لئے اٹھایا گیا ہے اسے اس کے اعمال کے حوالے کر دیا اور اس کی زیارت سے بھی منقطع ہو گئے (اس کی ملاقات سے ہاتھ دھو بیٹھے)
جب تک کہ دنیا کی نوشتہ شدہ عمر اتمام کو پہنچے خلقت کے کام مقدارہائے معینہ تک پہنچ جائیں آخر مخلوقات ان کی حالت اولیہ سے لاحق ہو، خدا کا وہ حکم نازل ہو جائے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے اور وہ حکم یہی ہے کہ خلقت حساب و کتاب کے لئے نئے سرے سے پیدا کی جائے۔
اس نوشتہ کے پورا ہونے کے وقت پروردگار عالم آسمان کو جنبش دے گا، اسے شق کر دیا جائے گا زمین متزلزل کر دی جائے گی۔ لرزے کھائے گی۔ زمین کے پہاڑ جڑوں سے ہلا دیئے جائیں گے وہ ان کی بنیادوں سے اکھاڑ دیئے جائیں گے اور وہ جبار و قہار

اپنی بزرگی ونہابت اور صولت وشوکت کے باعث ان پہاڑوں میں سے بعضوں کو بعض کے ساتھ کوبیدہ کردے گا۔ زمین میں جو کچھ بھی ہے سب نکال لیا جائے گا پھر خلقت کو از سرِ نو زندہ کرے گا جبکہ ان کی ہڈیاں تک بوسیدہ ہو گئی ہوں گی۔ پھر ان کے اعمالِ مخفیہ اور افعالِ پوشیدہ پر سوال وجواب کرکے ان کو ممتاز بنائے گا ان کے دو فرقے کر دیئے جائیں گے۔ ایک فرقے پر انعام واکرام نازل ہوں گے اور دوسرے سے انتقام لیا جائے گا اب اہل طاعت وعبادت کو اپنے جوارِ رحمت میں جزائے نیک عطا کرے گا انہیں اپنے بہشت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ساکن فرمائے گا کہ نہ تو اس مکان سے انہیں کوچ کرنے کی ضرورت ہوگی نہ ان کے حالات تغیر وتبدل قبول کریں گے نہ انہیں کسی قسم کا خوف عارض ہوگا نہ بیماریاں ان تک رسائی کر سکیں گی نہ ہلاکت انہیں لاحق ہوگی نہ سفر کرنا انہیں اس مکان سے باہر نکال سکے گا اور اہل معصیت کی یہ کیفیت ہوگی کہ انہیں نہایت ہی بڑے مکان میں اتار دیا جائے گا زنجیروں سے ان کے ہاتھ گردنوں سے باندھ دیئے جائیں گے ان کی پیشانیوں کو قدموں سے پیوست کر دیا جائے گا پگھلے ہوئے تانبے کا لباس ان کے لئے تجویز ہوگا اور دہکتی ہوئی آگ کے ٹکڑے انہیں پہنائے جائیں گے وہ ایسے عذاب میں ہوں گے جس کی آگ نہایت شدید ہوگی اور ایسے مکان عذاب میں ہوں گے جس کے دروازے ان پر بالکل بند کر دیئے جائیں گے اور ایسی آگ میں ہوں گے جو ان کے جلانے پر حریص ہوگی اس سے ہولناک آوازیں پیدا ہوں گی خوفناک صدائیں نکلیں گی اور اس کے شعلے دم بدم تیزیاں اور درخشندگیاں دکھائیں گے اس آگ میں قیام کرنے والا باہر نہیں نکالا جائے گا۔ اس کو اس اسیری سے رہائی دینے کے لئے کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس آگ کی بندشیں اور قیود شکستہ نہ ہوں گی اس مکان کے لئے کوئی مدت ہی معین نہیں کہ اس کے بعد نیست ونابود ہو جائے اور نہ اس قوم کے لئے کوئی وقت معین ہے کہ اس کے بعد قضا کر جائے ہمیشہ زندہ رہیں گے اور ہمیشہ اسی عذاب میں گرفتار رہیں گے۔

ذکر جناب رسالتمآب صلعم

اس بزرگوار اور نفسِ قدسی نے دنیا کو نہایت حقیر اور پست جانا اسے نہایت ذلیل وخوار سمجھا امر دنیا کو اپنے نفس کے لئے آسان کر لیا اور دوسری نگاہوں میں بھی اس کی مذمت کر کر کے اسے آسان کر دیا اور سمجھ لیا کہ پروردگارِ عالم نے چونکہ مجھے برگزیدہ فرمایا ہے لہذا آرائشِ دنیا کو (جو نہایت ہی ذلیل چیز ہے) مجھ سے دور کر دیا

اور میرے اغیار (کفار) کے لئے جنہیں وہ نہایت ہی حقیر سمجھتا ہے۔ اس دنیا کی بساط کو پھیلا دیا اس نے دلی نفرت کے ساتھ اس دنیا سے روگردانی کی دنیا کی یاد کو اپنے نفس سے بالکل بھلا دیا اور اسی بات کو اچھا سمجھا کہ دنیا کی زینتیں اس کی نگاہوں سے غائب ہو جائیں تاکہ دنیا کے کسی لباس کی آرزو نہ ہو اور اس کی آسودگیوں کی بالکل تمنا نہ کی جائے اس ذات مقدس نے اپنے پروردگار کی رسالت کی کما حقہٗ تبلیغ کی اور لوگوں کے لئے کوئی عذر باقی نہ چھوڑا اپنی امت کو نصیحتیں کیں عذاب الہٰی سے ڈرایا جنت کی بشارتیں دیں اور اسی کی طرف دعوت دی۔

ایہا الناس! اب تم خوب سمجھ لو کہ ہم اہلبیت شجرہ نبوت ہیں رسالت کے اترنے کے مقام ہیں، ملائکہ کی آمد و شد کے محل ہیں، علم کے معدن ہیں اور حکمت و معرفت کے چشمے ہیں اور جو ہمارا دوست ہے جو ہمارا مددگار ہے وہ رحمت الہٰی کا امیدوار ہے اور ہمارا دشمن ہم سے بغض رکھنے والا قہر الہٰی کا انتظار کر رہا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

پروردگار سبحانہ تعالےٰ کا تقرب ڈھونڈنے والے جس چیز کو اپنے تقرب کا وسیلہ بناتے ہیں ان وسائل میں سب سے افضل یہ امور ہیں خدا اور رسول پر ایمان لانا جہاد فی سبیل اللہ کیونکہ جہاد رکن اعلائے اسلام اور کلمۂ اخلاص ہے اور ایمان انسان کی فطرت میں داخل کیا گیا ہے۔ نماز کا قائم کرنا کیونکہ یہ رکن اعظم ملت و مذہب ہے۔ زکوٰۃ کا ادا کرنا کیونکہ یہ فریضۂ واجبہ ہے۔ ماہ رمضان کے روزے کیونکہ یہ عذاب خداوندی کے لئے سپر ہیں۔ خانۂ کعبہ کا حج و عمرہ بجا لانا کیونکہ یہ فقر و فاقہ کو دور کرنے میں گناہوں کو محو کر دیتے ہیں۔ صلۂ رحم بجا لانا کیونکہ اس سے مال زیادہ ہوتا ہے مرگ میں تاخیر ہوتی ہے۔ پوشیدہ طور سے صدقہ دینا کیونکہ یہ گناہوں کو ڈھانک لیتا ہے۔ صدقۂ علانیہ کیونکہ یہ بری حالت کی موت کو دور کرتا ہے خلقت کے ساتھ احسان اور نیکی کرنا کیونکہ یہ مکانہائے ذلت و خواری میں گرنے سے روکتا ہے۔

ایہا الناس! تم ذکر خدا میں کوشش کرو کیونکہ بہترین اذکار ہے۔ اس سے بہتر کوئی ذکر نہیں۔ تم اس چیز (بہشت) کی طرف رغبت کرو جس کا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے اور بیشک اس کا وعدہ بالکل سچا وعدہ ہے تم اپنے نبی کی ہدایتوں کے مقتدی بنو کیونکہ یہ عمدہ ترین ہدایات ہیں۔ اپنے نبی کی راہنمائی کی اقتدا کرو کیونکہ یہ بہترین راہنما ہے تم قرآن کا علم حاصل کرو کیونکہ افضل ترین حدیث یہی ہے اسی میں غور و فکر کرو کیونکہ یہ قرآن پژمردہ قلوب کے لئے باد بہاری کا کام دیتا ہے اپنے مرض ظلمت جہل کے لئے اسی قرآن کے نور سے شفا طلب کرو کیونکہ یہ سینوں کا شفا دینے والا ہے اس کی عمدہ طریقوں

سے تلاوت کرو اسے سمجھ اس سے نصیحتیں سیکھو کیونکہ یہ قرآن سب قصوں سے زیادہ نفع دینے والا ہے اور بے شک وہ عالم جو اپنے علم کے اضداد پر عمل کرتا ہے اس متحیر جاہل کی مثال ہے جو اپنے جہل سے کبھی ہوش میں نہیں آتا بلکہ خدا کی حجت ایسے عالم پر نہایت عظیم ہے حسرت وندامت اس کے لئے لازم تر ہے اور بیشک وہ جناب باری کے نزدیک غایت درجہ مستحق ملامت ہے

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

حمد خدا و نعت رسول کے بعد ایہا الناس حقیقۃً میں تمہیں دنیا سے ڈرا رہا ہوں کیونکہ یہ دنیا شیریں ہے اور سبز باغ دکھا رہی ہے شہوات کے باعث اس کا طواف کیا جا رہا ہے۔ جلدی زائل ہو جانے والی نعمتوں کے سبب سے محبوب ہے۔ تھوڑی سی زندگی کے ساتھ خوش آیند ہے۔ اس نے آرزوؤں کے ساتھ آرائش کر رکھی ہے۔ مکر و فریب کے ساتھ مزین ہو رہی ہے۔ اس کی شادیاں اور فرحتیں ہمیشہ نہیں رہیں گی اور نہ اس کے آلام و مصائب سے پناہ مل سکتی ہے۔ یہ دنیا فریبی ہے مکار ہے۔ ضرر پہنچانے والی ہے۔ آخرت سے منع کرتی ہے بہت جلد زائل ہو جائے گی یہ اب اتمام کو پہنچی یہ اب ہلاک ہوئی یہ اکالہ ہے اپنے شکاروں کو کھا جانے والی ہے اور اپنے گرفتاروں کو ہلاک کرنے والی ہے۔ یہ دنیا جب اپنی طرف رغبت کرنے والوں کی انتہائی آرزو تک پہنچ جاتی ہے تو پھر اس مثال سے تجاوز نہیں کر سکتی جیسا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کماءٍ انزلناہ من السّماء فاختلط بہ نبات الارض فاصبح ھشیماً تذروہ الریاح وکان اللّٰہ علیٰ کل شیئٍ مقتدرا۔ اس پانی کی مثال ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا اور نباتات ارضیہ اس کے ساتھ ممزوج و مختلط ہو گئے ا چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آنے لگا پھر اس شاداب گیاہ نے ایسی حالت میں صبح کی کہ سوکھ کر ریزہ ریزہ ہو گئی اور ہواؤں نے اس کو ادھر ادھر منتشر کر دیا بے شک خداوند جل وعلیٰ ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ بعینہٖ یہی عالم دنیا کا ہے۔ ابھی سرسبز تھی ابھی خشک پڑی ہے اور خرمن ہستی کو فنا کی ہوائیں اڑائے لئے جاتی ہیں کوئی ایسا شخص نہیں جس نے دنیا میں کوئی ساعت خوشی کے ساتھ گذاری ہو اور پھر اس کے بعد ہی آنسو کا تار نہ بندھ گیا ہو کوئی متنفس ایسا نہیں جس کے ساتھ اس دنیا نے اپنی مسرتوں کے ساتھ ملاقات کی ہو اور پھر اسے اپنی مضرتوں اور سختیوں کے مزے نہ چکھا دیے ہوں۔ کسی شخص پر وسعت نام سے دنیا کی بارشیں نہیں برستیں مگر یہ کہ فوراً اس پر بلاؤں کے بادل چھا جاتے ہیں انسان دنیا طلب کے لئے یہی سزاوار ہے کہ جب اس کے لئے دنیا اس حالت میں صبح کرے کہ اس کی یار و مددگار ہو تو لازم ہے کہ اس کے واسطے دشمنی کی حالت میں شام کرے۔ اس دنیا کا

یہی وطیرہ ہے اس کی دوستی کا بالکل اعتبار نہ کرنا چاہیئے) اور اگر ایک جانب سے دنیا اس کے لئے شیریں اور خوش گوار ہو تو لازمی ہے کہ دوسری طرف سے تلخیاں پہنچائے. کوئی شخص دنیا میں اپنی خوشی و وسعت کی مرادوں کو نہیں پہنچتا مگر یہ کہ دنیا اسے مصائب و حوادث کی مشقتوں کا متحمل بنا دے اور اس دنیا میں کوئی امن کے بازوؤں میں شام نہیں کرتا مگر یہ کہ خوف و بیم کے سائے میں صبح کرتا ہے۔ یہ دنیا سخت دھوکے دینے والی ہے۔ یہ سراسر فریب ہے جو اشیاء اس میں موجود ہیں سب کی سب فانی ہیں جو اس کا ملازم ہوا اسی کو نیست و نابود کر دیا اور اس دنیا میں توشہ و زاد راہ کے قابل اگر کوئی چیز ہے تو وہ تقویٰ ہے اور سوا زہد و تقوے کے کسی چیز میں بہتری اور بھلائی نہیں جس شخص نے مال و متاع دنیا میں بہت قلیل حصہ لیا اس نے ان اشیاء میں بہت بڑا حصہ لے لیا جو اسے عقوبتوں سے امن دینے والی ہیں۔ اور جس شخص نے بہت سا مال دنیا جمع کیا اس نے وہ چیزیں بہت بڑی مقدار میں اکٹھی کر لیں جو اسے ہلاک کرنے والی ہیں اور بہت جلد اس کے پاس سے زائل اور گم ہو جائیں گی جس شخص نے دنیا پر بھروسہ کیا وہی درد رسیدہ بن گیا جو شخص دنیا میں مطمئن اور صاحب آرام بنا اس نے اسی کو زمین پر پچھاڑ دیا جو صاحب جاہ و منزلت ہوا اسی کو حقیر اور پست کیا جس شخص نے نخوت کی اسی کو اس دنیا نے ذلت و خواری میں گرفتار کر دیا۔ دنیا کی بادشاہتیں پلٹنے والی ہیں اس کے عیش مکدر ہیں۔ اس کی شیرینیاں ناگوار ہیں اس کی حلاوتیں تلخ ہیں اس کی غذائیں زہر ہیں۔ اس کے اسباب بھٹکنے والے ہیں اس کی زندگی موت ہے اس کی صحت و سلامتی عین مرض ہے۔ اس کی سلطنت کھینچ لی گئی ہے قاہر دنیا مقہور ہے اس کے اموال معرض نکبت میں آئے ہوئے ہیں اور اس دنیا کا ہمسایہ آوارہ و پریشان ہے۔

ایہا الناس! کیا تم ان لوگوں کے مساکن میں سکونت گزیں نہیں ہو جن کی عمریں تم سے بہت زیادہ طویل تھیں۔ جن کے آثار تم سے زیادہ باقی رہنے والے تھے جن کی آرزوئیں حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھیں جن کا شمار تم سے بہت زیادہ تھا جن کے لشکر بہت زیادہ فراہمی اور انبوہ رکھتے تھے انہوں نے کس کس طرح دنیا کی بندگی کی کن کن طریقوں سے دنیا کو اختیار نہ کیا مگر آخر کار دنیا سے کوچ کر گئے نہ توشہ زاد راہ میسر ہوا جو منزل تک پہنچا دے نہ کوئی سواری میسر ہوئی جو قطع مسافت میں کام آئے۔ کیا تمہیں خبر پہنچی ہے؟ کہ دنیا نے ان کے لئے ایک لمحے کے واسطے بھی بخشش و عطا سے کام لیا یا کسی قسم کی معاونت سے ان کی اعانت کی یا ان کے ہمراہ ہو کر کسی قسم کا احسان کیا۔ نہیں نہیں بلکہ سخت سخت مصائب کو ان پر شامل حال کر دیا۔ نہیں طرح طرح کی کوفت پہنچا کر مضمحل بنا دیا۔ حوادثات زمانہ سے وہ بالکل مضطرب ہو کر رہ گئے

انہیں نتھنوں تک خاک میں آلودہ کر دیا چکمہ ہائے پائے شتر سے خوب ہی زود کوب کیا۔ اور حوادثات زمانہ کو ان پر مسلط کر ہی دیا بے شک تم نے اس شخص کے لئے دنیا کی ناشناسائی کو دیکھ لیا ہے جو اس کا تقرب تلاش کر رہا تھا اسے ہی اختیار کرتا تھا۔ اسی کی طرف مائل تھا حتیٰ کہ وہ اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدائی اختیار کرتے ہوئے کوچ کر گیا۔ کیا سوائے گرسنگی کے ایسے لوگوں کو اور بھی زاد راہ دنیا کی طرف سے میسر ہوا کیا سوائے تنگی او ضیق کے انہیں اور بھی کہیں جگہ دی۔ کیا سوائے ظلمت اور تاریکی کے کچھ اور بھی ان کے لئے ظاہر کیا۔ کیا سوائے پشیمانی کے کوئی اور چیز بھی ان کی متعاقب ہوئی۔ اب کیا تم اس دنیا کو اختیار کرتے ہو جس میں یہ یہ صفات موجود ہیں؟ کیا تم دنیا کی اب بھی طمع کرو گے؟ کیا تمہیں اس کی طرف سے اطمینان کلی حاصل ہے؟ کیا تم اس پر حرص کرو گے؟ خوب جان لو کہ دنیا اس شخص کے لئے نہایت ہی برا مقام ہے جو اسے محل تہمت وا تہام نہ سمجھے اور اس میں رہ کر خوف و بیم میں اپنی زندگی نہ گزارے۔ افسوس ہے تم کار وبار دنیا میں اس قدر مشغول ہو، حالانکہ جانتے ہو کہ تمہیں اسے چھوڑ جاؤ گے۔ اس سے کوچ کر جاؤ گے تم ان لوگوں کی نصیحتیں مان رہے ہو جو تم سے پہلے کیا کرتے تھے کون ہم سے زیادہ زبر دست اور شدید القوۃ ہے بشنو وہ لوگ ان کی قبروں کی طرف سوار کر دیئے گئے اور انہیں سوار نہیں کہا گیا (جیسا کہ حالت حیات میں جب وہ مرکب پر بیٹھتے تھے تو کہا جاتا تھا کس قدر صاحب شوکت سوار ہیں) انہیں ان کی قبروں میں منزل دی گئی۔ اور انہیں مہمان نہیں سمجھا گیا (جیسا کہ زندگی میں جب کسی جگہ مقام کرتے تھے طرح طرح کی مہمانیوں سے ان کی تواضع کی جاتی تھی) اب تو ان کی قبریں پتھروں کے ڈھیر ہیں۔ مٹی ان کے لئے کفن کا کام دے رہی ہے، اور بوسیدہ ہڈیاں ان کی ہمسایہ ہیں۔ اب وہ ایسے ہمسایہ ہیں کہ لاکھ لاکھ پکارو مگر ایک جواب نہ دیں گے ان پر کتنا ہی ظلم کیا جائے مگر منع نہیں کر سکتے اور نہ رونے کے لئے ان کی آنکھ میں نداوت باقی ہے۔ اگر اہل دنیا اب ان کے ساتھ احسان کریں تو انہیں خوشی حاصل نہیں ہوتی اور اگر دست کرم کو روک لیں تو وہ مایوس نہیں ہوتے۔ وہ سب ایک جگہ قبرستان میں جمع ہیں مگر پھر علیحدہ علیحدہ ہیں (کوئی کسی کا شریک حال ہی نہیں) وہ آپس میں نزدیک ہیں۔ مگر ایک دوسرے کی زیارت نہیں کر سکتے۔ وہ آپس میں خویش و قریب ضرور ہیں۔ مگر ایک دوسرے کے نزدیک نہیں آتا۔ وہ بردبار ہیں کینہ ان کے دلوں سے نکل چکا ہے وہ نادان ہیں حسد ان سے بالکل زائل ہو گیا ہے ان کا درد انہیں خوفناک نہیں کر سکتا ان کے مٹا دینے کی امید نہیں رکھ سکتا۔ ان لوگوں نے روئے زمین کو تو زمین سے تبدیل کر لیا ہے وسعت کی عوض تنگی قبول کی ہے۔ اپنے اہلبیت پر وحشت کو مقدم کیا ہے اور اپنی روشنیاں تاریکیوں سے مبدل کر لی ہیں۔

اب یہ لوگ پا برہنہ تن برہنہ پھر زمین پر آئیں گے جیسا کہ اس سے مفارقت کی ہے اور پھر اس زمین سے اپنے اعمال کے ساتھ حیات دائمی اور ہمیشہ باقی رہنے والے مکان کی طرف کوچ کریں گے جیسا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین جیسا کہ ہم نے اول خلق کو ظاہر کیا ہے اسی طرح اس کو لوٹائیں گے (جیسا کہ ہم کو ان کی ابتدائی پیدائش پر قدرت حاصل تھی ویسے ہی ان کے اعادہ پر بھی ہے) یہ وعدہ ہے جو ہم پر لازم ہے اور بے شک ہم ہر ایک کام کرنے والے ہیں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

ملک الموت کا ذکر فرماتے ہیں جس وقت کہ ملک الموت کسی مکان میں داخل ہو اس وقت آیا تو کسی حواس ظاہری سے اس کا احساس کر سکتا ہے؟ یا جب وہ کسی کی روح قبض کرتا ہے تو اسے دیکھتا ہے وہ کس طرح شکم مادر میں اطفال کی روح قبض کرتا ہے کیا وہ اعضائے مادر میں سے کسی عضو میں داخل ہوتا ہے یا روح اپنے پروردگار کے حکم سے اس کی (ملک الموت کی) اجابت کرتی ہے۔ کیا وہ (ملک الموت) اس طفل کے ساتھ احشائے مادر میں ساکن وقائم ہے پھر وہ شخص کیونکر اپنے خدا کی صفات بیان کر سکتا ہے جو اپنی مثل مخلوق کے اوصاف بیان کرنے سے عاجز ہو۔ اللہ اکبر یہ ہے فلاسفران ربانی کی کنہ شناسی۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

میں تم کو دنیا سے ڈراتا ہوں۔ یہ وہ مکان ہے جس کی بنیادیں اکھڑنے والی ہیں۔ یہ عیش و آرام کا گھر نہیں۔ یہ لوگوں کو فریفتہ کرنے کے لئے مزین ہو رہی ہے یہ اپنی آرائشوں سے لوگوں کو فریب دیتی ہے۔ یہ وہ مکان ہے جو اہل دنیا کے لئے خوار ہے۔ ان کی ذلت و خواری کا سبب ہے۔ اس کے حلال حرام سے ملے ہوئے ہیں، اس کی بھلائیاں شرارت آمیز ہیں۔ اس کی شیرینی میں تلخیوں کی آمیزش ہے اسے پروردگار عالم نے اپنے دوستوں کے لئے خالص نہیں کیا انہیں اسی لئے دنیاوی شوکتیں عطا نہیں ہوئیں اور اپنے دشمنوں کے ساتھ بخشش ہائے دنیا میں بخل کو دخل نہیں دیا۔ بہبودیاں یہاں نایاب ہیں۔ شرارتیں مہیا اور آمادہ ہیں۔ اس کے اموال کا اجتماع نیست ہونے والا ہے۔ اس کا ملک سب سلب کر لیا جائے گا۔ اس کی عمارتیں بہت جلد خراب ہو جائیں گی۔ اب بتاؤ اس مکان میں کون سی خوبی ہے جس کی بنیادیں خراب ہو کر شکستہ ہو جاتیں اس عمر میں کون سی بھلائی ہے۔ جو آہستہ آہستہ توشۂ راہ کی طرح فنا ہو جائے

اس زمانہ میں کیا بہتری ہے جو مسافر کی مسافت کی طرح منقطع ہو رہے۔

ایہا الناس! پروردگار عالم نے تمہارے مطالب و مقاصد میں سے جو کچھ تم پر واجب و فرض کیا ہے اسے بجا لاؤ تم خدا سے اسی شے کا سوال کرو جو تم سے ادائے حقوق واجبہ کی نسبت اس نے سوال کیا ہے موت کی آواز کو بگوش دل سنو (آمادہ مرگ رہو) قبل ازیں کہ موت تمہیں بلائے (آثار و علامات مرگ تم پر ظاہر ہوں) بالتحقیق دنیا میں رہ کر اس کی طرف رغبت نہ کرنے والوں کے قلوب روتے رہتے ہیں گو ہنسی کے سامان ان کے لئے مہیا رہیں۔ ان کا حزن و ملال بہت بڑھا ہوا ہے۔ اگرچہ اسباب فرحت و شادی فراہم ہو جائیں۔ نفس امارہ پران کا غصہ طاری ہی رہتا ہے۔ سامان خوش حالی اس چیز کے سبب سے جو ان کے رزق میں مقرر کی گئی ہے حاصل ہوں ہوا کریں۔

ایہا الناس! موت کا نقش تمہارے دلوں سے مٹ گیا ہے۔ تم جھوٹی آرزوؤں کے لئے ہر وقت حاضر ہو آخرت سے زیادہ دنیا تم پر مسلط ہو رہی ہے۔ دنیاوی امور کارہائے آخرت سے زیادہ تمہیں متحرک کر رہے ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ از روئے دین اسلام تم آپس میں بھائی بھائی ہو۔ تمہیں کوئی شے ایک دوسرے سے متفرق اور جدا نہیں کر سکتی۔ مگر تمہارے دلوں کی پوشیدہ خباثت اور تمہارے قلوب کی برائیاں تمہیں پراگندگیوں پر آمادہ کرتی ہیں۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ افسوس مال دنیا کا تھوڑا سا حصہ جب تمہیں مل جاتا ہے بے اندازہ فرحناک ہو جاتے ہو پھولے نہیں سماتے اور وہ اجر کثیر آخرت جس سے تم محروم کر دیئے جاتے ہو تمہیں ذرا بھی اندوہناک نہیں کرتا۔ اگر دنیا کی ذرا سی چیز تمہارے پاس سے فوت ہو جاتی ہے تو وہ تمہیں مضطرب اور پریشان کر دیتی ہے۔ اس کا قلق و اضطراب تمہاری صورتوں سے ظاہر ہونے لگتا ہے انتہائی بے صبری تمہارے چہروں پر برس جاتی ہے اس چیز کے سبب سے جو تم سے لی گئی ہے۔ گویا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ دنیا تمہاری ہمیشہ کی سکونت کا مقام ہے اور اس کے مال و متاع ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمہارے پاس باقی رہیں گے تم میں سے کسی فرد واحد کو وہ کون سی چیز اس سے منع کرتی ہے کہ وہ اپنے بھائی کا اس کے ان عیوب کے ساتھ استقبال کرے جن سے وہ ڈرتا ہے اس کے عیوب کو اس کے سامنے ظاہر کرے) مگر یہ بات ہے کہ اسے بھی یہ خوف لگا ہوا ہے کہ میرے ساتھ بھی اس طرح پیش آئے گا (چونکہ تم سب کے سب معائب میں ایک دوسرے کی مثال ہو لہذا کسی کی جرأت نہیں پڑتی کہ دوسرے کے سامنے اس کے عیوب کا اظہار کرے کیونکہ یہ خوف ہے کہ وہ میری قلعی کھول دے گا) اس صورت میں البتہ ترک آخرت و محبت دنیا پر تم لوگوں میں خالص

دوستی پیدا ہو گئی اور تم میں سے ہر ایک کا دین اسی قدر رہ گیا ہے کہ اُسے فقط زبان سے چاٹ لیا جائے (فقط زبانوں ہی زبانوں پر دین کا نام ہے اور دل اعتقاد سے خالی ہیں) تمہاری یہ خصلت اس غلام کی خصلت سے مشابہ ہے جو اپنے آقا کے کاروبار سے فارغ ہو چکا ہو اور اس کی خوشنودی حاصل کر لی ہو (جیسا کہ وہ شخص اب مطمئن ہے اور کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتا) تم بھی ایسے ہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے ہوئے فراغت کے ساتھ باطمینان خاطر بیٹھے ہو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

حمد اور تعریف اسی خداوند جل وعلا کے لئے زیبا ہے جو حمد کو نعمت کے ساتھ اور نعمت کو شکر کے ساتھ وصل کر دیتا ہے۔ میں اس کی نعمتوں پر بھی اس کی ویسی ہی حمد و ثنا کرتا ہوں جیسا کہ اس کی بلاؤں پر۔ میں ان نفوس پر حاوی ہو جانے کے لئے اس سے مدد مانگتا ہوں جو سستی سے کام لیتے ہیں اس امر کے بجالانے میں جس پر مامور ہیں اور جس بات سے انہیں ممانعت کی گئی ہے اسی کی طرف دوڑتے ہیں۔ میں ان گناہوں سے استغفار کرتا ہوں جن کا اس علم نے احاطہ کر لیا ہے اور اس کی کتاب ان کا احصا کر چکی ہے اس کا علم وہ علم ہے جو کسی شے میں قاصر نہیں اور اس کی کتاب وہ کتاب ہے جس نے کسی چیز کو شمار کئے بغیر باقی نہیں چھوڑا۔ میں اس پر اس طرح ایمان لایا ہوں اس کے وجود کا اس شخص کے مانند اعتقاد کر رہا ہوں جس نے امور غائبہ کا آنکھوں سے معائنہ کر لیا ہو اور ان چیزوں پر مطلع ہو گیا ہو جن کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ ایمان اور اعتقاد مشرک ہونے سے روکتا ہے اور شک کو یقین سے بدل دیتا ہے میں شہادت دیتا ہوں کہ اس معبود برحق کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا اور یگانہ ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ اس کے بندے ہیں اس کے رسول ہیں۔ یہ دونوں شہادتیں اعتقاد کو بلند کرتی ہیں۔ اعمال (عبادات) کو رفیع الدرجات بنا دیتی ہیں۔ یہ دونوں شہادتیں جب میزان میں رکھ دی جائیں تو اس کا پلہ نہایت بھاری ہو جاتا ہے۔ اعمال (عبادات) گرانقدر ہو جاتے ہیں اور جب میزان سے یہ دونو شہادتیں اٹھالی جائیں تو اس کا پلہ نہایت سبک ہو جاتا ہے۔ بندگان خدا! میں تمہیں تقوائے خدا کی وصیت کرتا ہوں جو آخرت کے لئے زاد راہ ہے جو پناہ کا مقام ہے۔ یہ توشہ منزل مقصود پر پہنچا دے گا۔ یہ توشہ حوائجات پر ظفر پانے کے لئے مقام پناہ ہے۔ بلانے والے کی آواز کا سب سے زیادہ سننے والا اس کی طرف بلاتا ہے اور اعلیٰ حفاظت کرنے والا (پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ) اس کی حفاظت کرتا ہے بلانے والے نے اُسے سنا دیا اور اس کی حفاظت کرنے والا رستگار ہو گیا۔

بندگان خدا! بیشک تقوائے الٰہی نے محارم الٰہی کو اس کے دوستوں سے منع کر رکھا ان کے

دلوں کو خوف و خشیتہ خدا کا ملازم بنا دیا۔ اس کے سبب سے ان کی راتیں نماز گزاریوں کے لیے بیداریوں سے بدل گئیں روزہ داری کے سبب سے ان کے ایام کو تشنہ کر دیا اور یہ لوگ اس تعب و تشنگی دنیا کے سبب سے راحت آخرت کے مستحق ہو گئے۔ انہوں نے موت کو بہت نزدیک سمجھا اور عبادت کو ترقیاں دیتے رہے دنیا کی آرزوؤں کو جھوٹا سمجھا اور آخرت پر ہی نگاہیں رکھیں۔

خوب جان لو! یہ دنیا فنا کا گھر ہے، یہ رنج و تعب کا مکان ہے یہ متغیر ہو جانے والا مقام ہے یہ عبور کر جانے کی جگہ ہے اور اسی فنا کے سبب سے زمانہ اپنی کمان کو زہ کر رہا ہے اس کی بلاؤں کے تیر خطا نہیں ہوتے اس کی جراحتوں کا علاج نہیں ہو سکتا زندہ کو موت کے گڑھے میں پھینک دیتا ہے تندرست کو مریض بنا دیتا ہے اور نجات یافتہ کو ہلاکت کی طرف کھینچ لیتا ہے یہ وہ کھلانے والا ہے جس کا پیٹ ہی نہیں بھرتا یہ وہ پینے والا ہے جو کبھی سیراب ہی نہیں ہوتا اور دنیا کے رنج و تعب میں سے یہ امر کس قدر رنج وہ ہے کہ انسان مال جمع کرتا ہے اور خود نہیں کھاتا۔ مکان بناتا ہے مگر اس میں سکونت میسر نہیں ہوتی۔ وہ اس حالت میں جزائے الہی کی طرف جاتا ہے کہ نہ تو اپنا جمع کیا ہوا مال اٹھا سکتا ہے نہ مکانات کو اپنے ساتھ منتقل کر سکتا ہے۔ اب تغیرات دنیا کو دیکھو! تو ایک شخص کو دیکھتا ہے کہ جس کی حالت فقر و فاقہ کے سبب سے نہایت قابل رحم تھی وہ اب دولت و مال کے سبب سے محسود مردم ہو رہا ہے اور جو محسود مردم تھا اس کی حالت نہایت ہی قابل رحم ہے اور یہ تمام صرف اس وجہ سے ہے کہ یہ قابل رحم شخص ستم کشی کی سختیوں کا متحمل ہوا اور اس محسود شخص نے صاحب نعمت کی نعمتوں کو بہ ستم چھین لیا۔ اب عبرتہائے دنیا بھی قابل غور ہیں تم نے دیکھا ہو گا کہ ایک شخص اپنی آرزوؤں پر فائز ہوا چاہتا ہے اور اپنی تمناؤں کے بالکل قریب ہے ناگہاں موت آئی اور اس کی آرزوؤں کو قطع کر دیا۔ اب کوئی آرزو ہی نہ رہی جس تک پہنچنے کی تمنا ہو اور کوئی آرزومند ایسا نہیں جسے موت نے چھوڑ دیا ہو۔ سبحان اللہ اس دنیا کی خوش حالیاں کس قدر فریب دینے والی ہیں۔ اس کی سیرابیوں میں کس قدر تشنگیاں مضمر ہیں اس کا سایہ کتنے جلد دھوپ سے مبدل ہو جائے گا اور بے شک آنیوالی شے ایسی نہیں جو پلٹ سکے اور نہ کوئی گزشتہ ہے جو پھر واپس آ جائے۔

سبحان اللہ! ملحق ہو جانے کے سبب سے شخص زندہ کس قدر مردے کے قریب ہے اور منقطع ہو جانے کے سبب سے مردہ زندے سے کس قدر دور اور بعید ہے انواع عذاب میں کوئی عذاب عذاب الہی کے سوا نہیں اور نہ اقسام ثواب میں ثواب خداوندی کے سوا کوئی ثواب ہے دنیا کی ہر ایک چیز سننے کی حالت میں دیکھنے سے بزرگتر ہے (جس قدر کہ اس کے اوصاف سنے جاتے ہیں مشاہدہ حقیقی کے نزدیک ان کی کوئی وقعت نہیں) اور آخرت کی ہر ایک چیز کا معائنہ اوصاف شنیدنی سے بہت بالا ہے (دیکھنے سے اس کے جو اوصاف معلوم ہوتے ہیں وہ سماعت سے نہیں ہوتے) اب سزاوار ہے کہ

تمہیں دیکھنے کی بہ نسبت سننا اور غیب کی نسبت خبر ہی کفایت کرے۔ تم خوب جان لو کہ دنیا میں جو شئے ناقص رہی اور اس کے سبب سے آخرت میں زیادتی ہوگئی وہ اس سے بہتر ہے کہ آخرت میں نقص آئے اور دنیا میں زیادتی ہو کیونکہ اکثر ناقص شدہ چیزیں فائدہ مند ہیں اور اکثر زیادتیاں نقصان آمیز ہیں اور بیشک وہ چیز جس پر تم مامور ہو اس سے نہایت وسیع ہے جس سے تمہیں منع کیا گیا ہے حلال اشیا ان سے کہیں زیادہ ہیں جو تم پر حرام کی گئی ہیں تم ان زیادہ چیزوں کے سبب سے کم کو ترک کر دو اور امور ضیقہ کو ان چیزوں سے بدل ڈالو جو صاحب وسعت ہیں یہ امر یقینی ہے کہ پروردگار عالم تمہاری روزی کا متکفل ہے اور تم محض عمل و عبادت کے لئے مامور ہوئے ہو۔ اب تمہیں سزاوار نہیں کہ تم طلب روزی کو جو تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہے اولیٰ اور بہتر سمجھو اور اسے اس عمل پر مقدم سمجھو جو تم پر فرض کیا گیا ہے۔

باوجود ان باتوں کے بھی قسم خدا کی تم لوگوں میں شک ظاہر ہو رہا ہے اور یقین معیوب سا خیال کیا جا رہا ہے۔ اور تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ روزی جس کا ضامن خدا وند جل و علیٰ ہے اس کی طلب تم پر فرض ہے اور جو شئے حقیقۃً تم پر فرض ہے (عبادت) وہ تم سے اٹھالی گئی ہے۔ بندگان خدا تم اعمال کی طرف جلدی کرو ناگہانی موت سے ڈرو اس لئے کہ عمر رفتہ کے واپس آنے کی اتنی بھی امید نہیں جتنی کہ رجعت رزق کی امید ہے وہ رزق جسے زمانے نے فوت اور گم کر دیا ہے۔ امید ہے کہ وہ کل کو زیادہ ہو جائیگا اور عمر کا وہ حصہ جو کل گم ہو گیا آج اس کے واپس آجانے کی آس نہیں۔ آئندہ کے لئے امید ہے مگر گذشتہ کے لئے بالکل ناامیدی۔ اب تم خدا سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہوتا ہے اور سزاوار ہے کہ تم نہ مرو الا یہ کہ دائرہ اسلام میں رہ کر موت اختیار کرو۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

بارش کی طلب میں حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا ہے۔ پروردگار خشکی کی وجہ سے ہمارے پہاڑ شق ہو گئے۔ ہماری زمین غبار آلود ہو گئی۔ ہمارے چوپائے پیاسے ہیں۔ اپنی خواب گاہوں میں حیران و سرگرداں ہیں۔ زنان پسر مردہ کی طرح فریاد کر رہے ہیں اپنی چراگاہوں میں تردد کر کے پھر پھر کر ملول ہو جاتے ہیں (ایک تنکا گھاس کا میسر نہیں آتا) ان کی آب گاہوں میں پانی نایاب ہے اور اس کے سبب سے الم رسیدہ ہوتے جاتے ہیں۔ پروردگارا! بکریوں کی نالہ و زاری پر رحم کر اونٹوں کی آرزومندی پر ترحم فرما۔ بار الہا ان کی حیرتوں اور پریشانیوں پر کرم کر جو باہر نکلتے ہی انہیں لاحق ہوتی ہیں۔ ان کی آہ و زاری پر توجہ کر جو گھروں میں داخل ہوتے ہی انہیں عارض ہو جاتی ہے۔ بار الہا! ہم اس وقت تیری رحمت کی طرف اپنے گھروں سے باہر نکلتے ہیں، جب قحط سالی کے مارے ہوئے اونٹ ہمارے گرد جمع ہوتے ہیں اور ان مواضعات نے ہم سے مخالفت کی ہے جن سے بارش کا گمان تھا۔ اب تو ہی ناامیدوں کے لئے امید ہے۔ بار الہا ہم

کرنے والوں کی تو ہی کفایت کر۔ ہم تجھے ایسی حالت میں پکار رہے ہیں جبکہ لوگوں پر مایوسی چھا رہی ہے ابر نے بارشوں کو ہم سے موقوف کر دیا ہے چوپائے ہلاک ہو چکے ہیں۔ پروردگارا تجھ سے ہم منت کرتے ہیں ہمارے اعمال پر ہم سے مواخذہ نہ کر ہمیں ہمارے گناہوں میں گرفتار نہ کر تو اپنی رحمت کو ہم پر پھیلا دے برسنے والے بادل ہم پر چھا جائیں۔ بارشیں برسیں اور خوب برسیں، خوشگوار دیدگی ظاہر ہو ایسی بارش ہو کہ وہ چیزیں زندہ ہو جائیں جو قحط آب سے مردہ ہو چکی ہیں۔ اور وہ زراعتیں سرسبز نظر آئیں جو مرجھا کر فوت ہو گئی ہیں۔ بار الہا ہم تجھ سے ایسی بارش کی طلب کرتے ہیں جو زندگی بخش ہو ایک جہان کو سیراب کر دے پاک و پاکیزہ ہو، برکت والی ہو، خوش گوار ہو۔ وسعت و فراخی لانے والی ہو۔ ہری ہری گھانس کو اگاتے شاخوں میں میوے نمودار کر دے۔ ان کے پتے سبز و شاداب ہو جائیں تو اپنے ضعیف بندوں کو بلند کر دے اور تیرے شہروں کے ساکن جو مردہ ہو چکے ہیں پھر تیرے فضل و کرم سے زندہ ہو جائیں بار الہا ہم تجھ سے ایسی بارش طلب کرتے ہیں کہ ہماری بلند زمینیں اس کے سبب سے سرسبزیاں ظاہر کریں۔ ہماری چھوٹی چھوٹی نہریں جاری ہو جائیں اور ان کے سبب سے ہمارے اطراف و جوانب میں بکثرت آبپاشی ہو جائے ہمارے میوے پھر اسی طرح تر و تازہ ہو ہو کر ہماری طرف رُخ کریں ہمارے مواشیوں کی زندگی ہو جائے وہ لوگ جو ہم سے دور رہتے ہیں اس سے منتفع ہوں ہمارے گرد و نواح کے رہنے والے اس سے امداد طلب کریں۔ ہماری یہ آرزو قبول کر کیونکہ تیری برکتیں نہایت وسیع ہیں فقیر اور محتاج مخلوق اور حیوانات وحشی پر تیری بزرگ بخششوں کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ خداوندا! ہم پر وہ بارش نازل ہو جو بالکل بھگو دینے والی ہو برسے متواتر برسے اور یہاں تک برسے کہ سیال ہو جائے۔ وہ ایک دوسرے کے مزاحم ہو اور ایک قطرہ دوسرے کو دفع کرتا رہے اس کی بجلیاں بارشوں کے بغیر نہ ہوں۔ اس کا ابر متفرق، پراگندہ اور بے آب نہ ہو اس کے بادلوں کی پھوار ٹھنڈی ہواؤں کے ساتھ نہ ہو جو زراعت اور میووں کے لئے مضر ہے تاکہ اس کے نباتات کے سبب سے مردمان قحط کشیدہ فراوانیاں اور خوش حالیاں حاصل کریں خشک سالی کے مارے ہوئے اس کی برکت سے زندہ ہو جائیں اور بے شک جب لوگ بالکل مایوس ہو جاتے ہیں تو تو ہی باران رحمت نازل کرتا ہے تو اپنے ابر رحمت کو پھیلا دیتا ہے اور تو ہی مولا ہے تو ہی حاکم ہے اور تو ہی حمید و محمود ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

پروردگار عالم نے جناب محمد مصطفےٰ کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور آنکہ وہ حق کی طرف خلقت کو بلانے والا اور اس مخلوق پر شاہد تھا۔ اس اولو العزم پیغمبر نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کو بغیر تاخیر و تقصیر کے خلقت تک پہنچا دیا اور بغیر سستی و عذر کے راہ خدا میں دشمنان خدا سے محاربہ و جہاد کیا وہ پیشوا ہے اس شخص کا

جو پرہیزگار ہے متقی ہے۔ وہ بینائی بخشنے والا ہے اس شخص کو جو طالب راہ ہدایت ہو رہا ہے۔

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں وہ شے جس کی پوشیدگیاں تم سے لپٹی ہوئی ہیں اگر اس کا تمہیں ویسا ہی علم ہو جیسا کہ مجھے حاصل ہے تو البتہ تم ابھی خاک کے ڈھیروں اور قبروں کی طرف نکل جاؤ اپنے اعمال پر دن رات گریہ کرو اپنے نفسوں کے ضرر پر سینہ زنی کرو تم اپنے اموال کو اسی وقت چھوڑ دو اس حالت میں کہ کوئی بھی ان کا نگہبان نہ ہو نہ تمہارا کوئی جانشین ان کی حفاظت کے لئے تیار ہو اور بیشک تم میں کوئی شخص اگر اپنے غیر کی طرف التفات نہ کرے تو اس کا نفس ہی اسے مغموم اور رنجیدہ کر سکتا ہے مگر افسوس! جو کچھ تم نے یاد کیا تھا بالکل بھلا دیا جس شے سے تمہیں ڈرایا گیا تھا تم اسی سے اپنے آپ کو امن میں سمجھنے لگے۔ اب تمہاری تدبیر تم سے سرگرداں ہو گئی اور تمہارے امور منتشر اور پراگندہ ہو گئے۔

اب تو میری دعا ہے اور میں اسی بات کو دوست رکھتا ہوں کہ پروردگار عالم میرے اور تمہارے درمیان تفرقہ اندازی کر دے اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ ملحق فرمائے جو تم سے زیادہ میرے لئے سزاوار ہوں وہ ایسے لوگ تھے قسم خدا کی ان کی رائیں اور تدبیریں میمون و مبارک تھیں وہ دانشمندانہ اور حکیمانہ بردباری کے مالک تھے وہ راست گفتار تھے وہ بغاوت اور جور و ستم کے ترک کرنے والے تھے، گزر گئے ذرا آگے ایک ان کے پاؤں طریقۂ اسلام پر مستقیم تھے۔ وہ راہ واضح پر چلے اور ہمیشہ رہنے والی سرائے عقبیٰ میں فتح و نیر وزی حاصل کی نیک اور گوارا کرامتوں سے فیضیاب ہو گئے۔ قسم خدا کی اب تم پر ایک درشت خو بلند قامت اور جور و ستم کرنے والے کا بیٹا مسلط ہو گا وہ تمہارے سبزہ زاروں کو کھا جائے گا۔ تمہاری چربیوں کو پگھلائیگا

کلام امام ہمام علیہ السّلام

جس خدا نے تمہیں مال و متاع عنایت فرمائے ہیں اس کے لئے تم نے نہ تو انہیں اموال کو بخشا نہ اس کی خاطر اپنے نفسوں کو ہلاک کیا جس نے تمہیں خلق کیا ہے تم اسی پروردگار کے سبب سے بندگان خدا میں معزز و مکرم ہو اور پھر خدا کا اس کے بندوں میں اعزاز و اکرام نہیں کرتے اس کے خاص بندوں کے بارے میں اس کی عزت کو نگاہ میں نہیں رکھتے۔ تم اپنی منزل سے پہلے ان لوگوں کی منزلوں سے عبرت حاصل کرو جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور عبرت سیکھو کہ تم اپنے نزدیک ترین بھائیوں سے قطع ہوتے جا رہے ہو۔

کلام امام علیہ السّلام

تم دین حق کی نصرت کرنے والے ہو۔ تم برادران دینی ہو ایام دشواری و شدت میں تم ایک دوسرے کی سپر ہو۔ لوگوں کے نزدیک تم ایک دوسرے کے بھیدوں سے واقف ہو میں تمہاری

مدد کے سبب سے اس شخص کے ساتھ حرب و ضرب سے پیش آتا ہوں جو حق سے پشت پھرتا ہو اور تمہاری ہی امداد کے سبب سے ان لوگوں کے مطیع ہو جانے کی امید ہے جو لڑائی جھگڑائی سے پیش آتے ہیں۔ اب تم ان نصیحتوں کو قبول کر کے جو مکر و فریب سے خالی ہیں۔ شک و شبہ سے بچی ہوئی ہیں۔ میری اعانت کرو۔ خدا کی قسم مدد کے لئے میں مستحق ترین مردم ہوں اور میری اعانت ان کے نفس پر بھی مقدم ہے۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

جب حضرت نے لوگوں کو بلا کر جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دلائی اور لوگ یہ سنکر تھوڑی دیر کے لئے بالکل خاموش ہو گئے تو اس وقت آپ نے فرمایا کیا چیز ہے جس نے تمہیں گونگا بنا دیا تمہاری زبانیں لال ہو گئیں؟ یہ سنکر ایک جماعت نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ جہاد کے لئے روانہ ہوں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ حاضر ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کیا ہو گیا تم تو سعادت و رشادت کے لئے بالکل صدراستی سے گذر گئے۔ تم تو کسی مقصد میں بھی راہ یافتہ نہیں ہو۔ کیا یہ بات مناسب حال ہے کہ اس سفر میں میں باہر نکلوں؟ نہیں نہیں اس سفر میں وہ جائے گا جسے میں پسند کروں۔ وہ تمہارے ہی دلیروں میں سے کوئی ہو گا اور تمہارے ہی جنگ آزما بہادروں میں سے کوئی انتخاب کیا جائے گا۔ لشکر و شہر کی حفاظت۔ بیت المال کی نگہبانی۔ خراج زمین کا جمع کرنا۔ مسلمانوں کے قضیوں کا چکانا طلب کرنے والوں کے حقوق کی نگہداشت اتنے کام ہیں مجھے سزاوار نہیں کہ میں انہیں یوں ہی چھوڑ چھاڑ کر ایک دستۂ فوج کے ساتھ باہر نکلوں اور دستہ فوج کے پیچھے ہولوں جسے آگے روانہ کر رکھا ہو اور اس طرح آواز نکالوں جیسے خالی ترکش میں تیر بے پر کی آواز ہوتی ہے۔ ہاں خوب سمجھ لو میں قطب آسیائے دین ہوں۔ یہ آسیا میرے ہی گرد پھرتی ہے اور میرے ہی سبب سے پھرتی ہے جب تک میں اپنے مکان میں قائم رہوں اور جس وقت اپنی جگہ سے علیحدہ ہو جاؤں تو اس آسیا کی حرکت حیرت میں گرفتار ہو جاتی ہے اس کے آٹا گرنے کا ظرف بالکل مضطرب ہو جاتا ہے۔ خدا کی قسم میرے سفر کرنے کی رائے نہایت بری رائے ہے۔ واللہ اگر مجھے دشمن سے لڑتے ہوئے شہادت کی آرزو نہ ہوتی گو میرے لئے دشمن سے مقابلہ کرنا مقدر ہو چکا ہے تو میں مرکب پر سوار ہو کر تم سے دور ہو جاتا تم میں سے کسی کو مصاحبت کے لئے طلب نہ کرتا جب تک بھی باد جنوب و باد شمال کا اختلاف باقی ہے کیونکہ تم لوگ طعن کرنے والے ہو، عیب لگانے والے ہو۔ حق سے منہ پھرانے والے ہو اور نہایت ہی ڈرپوک اور بزدل ہو بے شک اس سے کوئی فائدہ نہیں کہ از روئے اعداد و شمار تم کثیر التعداد نظر آؤ اور دل تمہارے بالکل ہی تھوڑے اور ضعیف ہوں۔ میں نے تمہیں ایسے رستے پر چھوڑ دیا ہے جو نہایت ہی واضح

اور آشکار ہے۔ اس راہ میں سوائے گمراہ جبلی کے کوئی ہلاک نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو جو اس طریقہ پر قائم رہا وہ جنت میں داخل ہو گیا جس نے ذرا بھی لغزش کھائی اس کے لئے دوزخ کی آنچ تیار ہے۔

کلام امام علیہ السلام

اصحاب امیرالمومنینؑ میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ پہلے تو آپ نے جنگ صفین میں ہمیں حکم مقرر کرنے سے منع کیا پھر آخر میں اسی کا حکم دیا ہم نہیں جانتے کہ اس امر دینی میں کون سی شے باعث ثواب ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور تاسف سے فرمایا یہ جزا اس شخص کی ہے جو عقد کو توڑ ڈالے یعنی وہ جماعت صفین میں ترک حرب پر اصرار کر رہی تھی محاکمہ پر راضی ہو رہی تھی۔ امیرالمومنین پر ہجوم کر لیا تھا کہ اگر لڑائی سے ہاتھ نہ اٹھایا تو ہم آپ کو قتل کریں گے لہذا آپ اضطراراً اس امر پر راضی ہوئے اسی جماعت کی طرف اشارہ کر کے یہ جملہ فرمایا ہے اور اس جملہ کی تشریح پہلے بھی گزر چکی ہے۔ پھر فرمایا۔ آگاہ رہو قسم خدا کی جس وقت کہ میں نے تم کو محاکمہ کا حکم دیا اس حکم دینے کے بعد بھی میں تمہیں اسی (محاربہ) پر سوار کر دیتا جس سے تم کراہت کرتے تھے اور اسی میں خداوند عالم بہتری اور بھلائی کے آثار پیدا کر دیتا اگر تم سیدھے رہتے تو ہدایت پاتے اگر کجی اختیار کرتے تمہیں سیدھا کر دیتا اگر انکار کرتے تو میں تمہارا تدارک کرتا اور بے شک یہ نہایت محکم رائے تھی مگر میں کس طرح ایسا حکم دیتا کس کے بھروسے پر یہ فرمان نازل کرتا (جو لوگ ظاہری انصار و اعوان کہلاتے تھے ان کی تو یہ حالت تھی کہ جہاد فی سبیل اللہ سے رخ پھرائے ہوئے محاکمہ پر تلے ہوئے تھے) میرا ارادہ تھا کہ امت کی ضلالت کے آلام کا تمہارے ساتھ علاج کروں مگر تم تو خود میری نافرمانی کے درد میں گرفتار ہو پھر نوک خار سے خار کیونکر نکلے حالانکہ خار نکالنے والا جانتا ہے کہ یہ نیش خار بھی خلش کئے بغیر نہ رہے گا اور گمان غالب ہے کہ اس کی نوک ٹوٹ کر بھی بدن میں پیوست ہو جائے۔

پروردگارا! اس درد شدید ضلالت کا علاج کرنے والے طبیب بھی اب ملول و غمگین ہو گئے اور ان دور نگے کنوؤں سے طویل طویل رسیوں کے ساتھ آب ہدایت نکالنے والے بالکل خستہ و ماندہ ہو کر رہ گئے کہاں ہیں وہ گروہ جنہیں اسلام کی طرف بلایا جاتا تھا اور وہ اسے قبول کر لیتے تھے۔ وہ قرآن کو پڑھتے تھے اور اپنے اعتقادات کو اس کے ساتھ مضبوط کرتے تھے جہاد کے لئے برانگیختہ ہوتے تھے اور اپنی دودھ دینے والی اونٹنیوں کو ان کی اولاد سے جدا کر دیتے تھے۔ وہ اپنی تلواریں نیاموں سے کھینچ لیتے تھے وہ دستہ دستہ اور گروہ گروہ ہو کر اطراف زمین پر چھا جاتے تھے اس پر قبضہ کر لیتے تھے بعض ان میں سے ہلاک ہو جاتے تھے۔ بعض نجات پا جاتے تھے نہ زندہ رہنے والوں کی زندگی پر انہیں خوشخبری کی آرزو تھی نہ مرنے والوں کی تعزیت میں مصروف ہوتے تھے۔ ان کی آنکھیں رونے

روتے تباہ ہوگئی تھیں ان کے شکم روزہ رکھتے رکھتے لاغر ہوگئے تھے۔ دعائیں کرتے کرتے ان کے ہونٹ سوکھ گئے تھے شب بیداریوں سے زردیاں ان پر چھا گئی تھیں۔ سجدوں کا غبار ان کے چہروں پر موجود رہتا تھا۔ وہ لوگ میرے بھائی تھے جو چلے گئے ہم پر لازم ہے کہ ان کی ملاقات کے پیاسے رہیں اور ان کی جدائی پر اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹا کریں۔

ایہا الناس! شیطان اپنی راہیں تمہارے لئے آسان کر رہا ہے اس کا ارادہ ہے کہ تمہارے دین کی ایک ایک گرہ کھول ڈالے۔ تمہارے اعتقادات کے عقدوں کو فاسد کردے تمہاری جماعت میں تفرقہ انداز ہو اور تفرقہ اندازی کے ساتھ فتنے تم میں برپا کردے تم اس کے وسوسوں سے منہ پھرالو تم اس کے نفخات کو اپنے دلوں میں نہ آنے دو تم اس شخص کی نصیحت قبول کرو جو وعظ و پند کو تمہاری طرف ہدیہ بھیجتا ہے۔ ان نصیحتوں کو اپنے نفوس کی گرہ میں باندھ لو اور ہمیشہ انہیں لازم سمجھو۔

کلام امام علیہ السّلام

ایہا الناس! میں تمہیں ان پیغاموں کو یاد دلا رہا ہوں جو پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ نے خدا کی طرف سے پہنچائے تھے بموجب حدیث نبوی لا یؤدّی عنّی الا انا او رجل منّی میری طرف سے حق پیغمبری سوائے میرے یا اس شخص کے جو مجھ سے ہو کوئی ادا نہیں کرسکتا۔ میں تمہیں وعدہ ہائے خداوندی کے اتمام کی یاد دلا رہا ہوں (بموجب فرمان باری تعالےٰ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ، مومنین میں سے اکثر ایسے لوگ ہیں کہ ان پیمانوں کو جو خداوند تعالےٰ سے کئے ہیں پورا کرتے ہیں اور بموجب حدیث نبوی علی قاضی دینی و منجز وعدی علی میرے دین کا قاضی اور میرے وعدوں کو وفا کرنے والا ہے) میں تمہیں تمام کلمات الٰہی کی تعلیم دے رہا ہوں اور ہم اہلبیت کے پاس حکمت و علم کے دروازے ہیں بموجب ارشاد پیغمبر (انا مدینۃ العلم و علی بابھا) امور شرعیہ کی روشنیاں ہیں آگاہ رہو کہ شرائع دین پیغمبر (ائمہ ہدیٰ) فی الحقیقۃ ایک ہیں۔ دین کے رستے میانہ اور راست ہیں جس نے ان رستوں کو اختیار کیا وہ اپنے مقصود (سعادت ابدی) سے ملحق ہوگیا اور جس نے ان سے توقف کیا وہ گمراہ و پشیمان ہوا۔ تم آج کے دن عمل کرو عبادت کرلو اور اس روز کے لئے ذخیرہ جمع کرلو جب روز بندوں کے اعمال اور افعال کے ذخیرے کھلیں گے اور اعمال نیک و بد پوشیدہ و پنہاں ظاہر ہوں گے اور جس شخص کو حالت حیات میں عقل حاضر (امام زمانہ کی نصیحت) نفع نہ بخشے پھر رو رعات عقل بعید اسے نفع پہنچانے میں بالکل عاجز اور نایاب ہے تم اس آگ سے ڈرو جس کی حرارت نہایت سخت اور شدید ہے جس کا قعر نہایت گہرا ہے جس میں رہنے والوں کا زیور لوہا ہے اور ان کے پینے کے لئے چرک و ریم تیار ہے

آگاہ رہو کہ زبان عملی اور راست گفتاری انسانوں میں سے جس شخص کو پروردگار عالم عطا فرمائے تو یہ اس کے لئے اس مال سے بہتر ہے جسے اس کے بعد وہ شخص وراثۃً چھوڑ جائے جو کبھی بھوے سے بھی اس کا ذکر خیر نہیں کرتا۔

کلام امام علیہ السلام

جب خوارج کی جماعت علیحدہ پڑی ہوئی تحکیم کا انکار کر کے حضرت پر طعنہ زنی کر رہی تھی تو آپ ان کے لشکر گاہ میں تشریف لے گئے اور فرمایا کیا تم لوگ بالتمام ہمارے ساتھ جنگ صفین میں حاضر تھے؟ انہوں نے عرض کی بعض ہم میں سے حاضر تھے اور بعض غیر حاضر پھر ارشاد کیا اچھا تم اپنی دو صفیں مرتب کر لو ایک میں حاضرین جنگ صفین ہوں دوسری میں وہ لوگ جو غیر حاضر تھے۔ تاکہ میں تم سے کچھ مناسب باتیں کر دوں۔ ان لوگوں نے شور و غوغا بلند کیا۔ آپ نے فرمایا اپنے شور و شغب سے باز رہو میرے قول کی طرف کان لگاؤ اپنے دلوں کو میری طرف پھیر دو اور جس شخص کو اپنی شہادت کے لئے طلب کروں وہ اپنے علم کے موافق بیان کرے۔ یہ فرما کر حضرت نے بہت کچھ ارشاد فرمایا۔ بعض فقرے یہ ہیں جب لشکر معاویہ نے از روئے حیلہ و فریب و مکر و خدعہ قرآنوں کو نیزوں پر بلند کیا تو کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں، یہ ہماری دعوت کے شریک ہیں ہماری طرح اقرار شہادتین کرتے ہیں یہ ہم سے طلب گار ہیں کہ لڑائی ترک کی جائے۔ یہ کتاب اللہ کی طرف رجوع کر کے جنگ و جدل سے آرام و راحت چاہتے ہیں۔ اب یہی رائے بہتر ہے کہ ان کے التماس کو قبول کر لیا جائے اور اب انہیں ضیق حرب سے کشادگی دیدی جائے۔ اس وقت میں نے تم سے کہا تھا یہ (قرآن کا نیزوں پر علم کرنا) ایک ایسا امر ہے، جو بظاہر انوا ایمان معلوم ہوتا ہے مگر اس کے باطن میں ظلم اور حیلہ و فریب پوشیدہ ہیں۔ اس کا اول تو یہ ہے کہ تم ان پر رحم کرو اور آخر یہ ہے کہ تمہیں پشیمانی اور ندامت نصیب ہو۔ تم اپنے کام میں مشغول رہو، اپنے طریقے کے ملازم رہو۔ دانتوں کو پیس پیس کر مشقت جہاد کا تحمل کرتے رہو۔ تم اس شخص کی آواز پر توجہ نہ کرو جو حیوانات کی طرح صدائیں دے رہا ہے اگر اس کا جواب دیا جائے گا تو وہ گمراہ کر دے گا اور اگر اسے ترک کر دیا جائے گا تو وہ ذلیل و خوار ہوگا ہم جب رسول خدا کے ساتھ ہوتے تھے اور باپ بیٹوں، بھائیوں عزیزوں کے درمیان سلسلۂ قتال جاری تھا اس حالت میں ہر ایک مصیبت و شدت پر ہم نے جس چیز کو مقدم رکھا وہ ایمان تھا وہ حق پر گذر جاتا تھا، وہ امر خدا کے سامنے گردن جھکا لیتا تھا وہ سخت سے سخت جراحتوں پر صبر کرتا تھا (ہمیں ہر ایک مصیبت میں یہ خیال رہتا تھا کہ ہم ان امور پر ثابت قدم رہیں) اب ہم نے اس حالت میں صبح کی کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ دین

اسلام میں اس شے پر مقاتلہ کرتے تھے جو دین اسلام میں داخل ہو گئی تھی وہ کیا چیز تھی انحراف از حق۔ کجی از راہ راست۔ اشتباہ حق و باطل۔ تاویل قرآن بمعانی باطلہ اور جس زمانہ میں ہم نے صلح کی کہ شاید پروردگار عالم اسی کے سبب سے ہمارے امور متفرقہ کو جمع کرے ہم اس کے سبب سے بقیہ دین و شریعت اسلام کے نزدیک ہو جائیں جو ہمارے درمیان باقی ہے ہم نے اس کی طرف رغبت ظاہر کی اور اس کے دوسرے رُخ سے اپنے آپ کو باز رکھا۔

کلام امام علیہ السلام

ہنگام جنگ حضرت نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا جو شخص کہ دشمن کی ملاقات کے وقت فی نفسہ ثبات قلب دیکھے اور اپنے کسی بھائی میں بزدلی کے آثار ملاحظہ کرے تو اسے لازم ہے کہ وہ اپنے بھائی سے دشمن کو دفع کرے اس زیادتی شجاعت کی روسے اس کی مدد کرے جو بافضال خدا حاصل ہوئی ہے اور اس امر میں ایسی ہی کوشش کرے جیسا کہ اپنے نفس سے دشمن کو دفع کرنے کے لئے کرتا ہے کیونکہ اگر خدا کو منظور ہوتا تو اس کو بھی اسی بزدل کی مانند بنا دیتا اور جب ایسا نہیں بنایا تو اظہار تشکر الہی کے لئے بزدل کو دشمن سے چھڑانا لازم و واجب ہے حقیقت یہ ہے کہ موت نہایت سرعت کے ساتھ طلب گار ہے نہ اس پر راضی رہنے والا اسے فوت کر سکتا ہے نہ اس سے بھاگنے والا (یہ دونوں کے لئے موجود ہے) مگر عزت کی موت یہی ہے کہ انسان جہاد میں قتل ہو کر مر جائے۔ قسم اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں ابن ابی طالب کی جان ہے کہ تلوار کے ہزار ہزار زخم کھا کر مرنا بستر پر مرنے سے نہایت آسان ہے۔ پھر فرماتے ہیں گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سوسماروں کی طرح آپس میں اژدہام کئے ہوئے سخت اور درشت آوازیں نکال رہے ہو۔ حالانکہ تم نے امر حق کو اخذ نہیں کیا اور نہ کسی ظلم کو روکا ہے۔ یاد رکھو نجات کی راہیں تمہارے لئے کھلی ہوئی ہیں۔ جو شخص جہاد میں کوشش کرے اس میں داخل ہو اس کے لئے رستگاری اور نجات ہے اور جہاد سے توقف کرنے والے کے لئے ہلاکت موجود ہے۔

کلام امام علیہ السلام

اپنے اصحاب کو جہاد پر برانگیختہ کرنے کے لئے ارشاد فرماتے ہیں۔ زرہ پوشوں کی صفیں آگے بڑھاؤ۔ جو زرہ پوش نہیں ہیں وہ پیچھے رہیں اپنے دانتوں کو ایک دوسرے سے پیوست کر لو کیونکہ یہ بات دشمن کی تلوار کو مغز سر سے دور رکھتی ہے۔ نیزوں کے پہلوؤں سے پیچ کھاؤ نیزہ بازی کے وقت جو بھالے نیزہ تمہاری بغلوں میں ہوں انہیں باہر نکلی رہیں کیونکہ اسی طریقہ سے

دشمن کو چھید لیا جاتا ہے۔ آنکھیں بند کر لو اور دشمن پر جا پڑو، اسی سے ثبات دلی نصیب ہوگا۔ اور یہی امر دھڑکتے ہوئے دلوں کو ساکن کر دے گا۔ سخت اور درشت آوازیں نکلیں۔ نعرہ زنی ہوتی رہے۔ کیونکہ اس سے بزدلی پاس نہیں آنے پاتی۔ اپنے علموں کے گرد اگرد رہو۔ انہیں کسی نامناسب مقام کی طرف مائل نہ کرو انہیں خالی نہ چھوڑو اور علمبردار وہی شخص ہوں جو تم میں مانے ہوئے شجاع اور دلیر ہیں۔ وہ بلیات کو تم سے دور کریں گے کیونکہ نزول وقائع و شدائد جنگ پر صبر کرنے والے بہادر ہی اس قابل ہیں کہ علموں کے گرد جمع ہوں اور انہیں چپ و راست و پس و پیش سے تھامے رہیں۔ اور ایسے ہی لوگ نہ تو اس طرح پسپا ہوتے ہیں کہ اپنے رایتوں کو دشمن کے حوالے کر دیں نہ اس قدر آگے بڑھ جاتے ہیں کہ انہیں بالکل تنہائی کی حالت میں چھوڑ دیں۔ یہ بھی ضرور چاہیئے کہ انسان اپنے مدمقابل کو کفایت کر جائے اور اپنے بھائی کو اپنے نفس کی برابر جانے اس دشمن کو ہرگز نہ چھوڑے جو اس برادر سے دوچار ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا مدمقابل اور اس بھائی کا مدمقابل دونوں اسی کی طرف ٹوٹ پڑیں۔ قسم خدا کی اگر تم دنیا کی تلواروں سے فرار کر گئے تو شمشیر آخرت سے سالم نہ رہو گے تم اشراف عرب ہو تم ذی قدر و ذی منزلت ہو۔ سمجھ لو فرار کرنے میں غضب الٰہی ہے۔ ذلت و خواری اس کے ساتھ لازم ہے اور ننگ و عار ہمیشہ کے لئے باقی رہ جائے گا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ فرار کرنے والا اپنی عمر کا حصہ زیادہ نہیں کر لیتا نہ وہ اپنے اور یوم موت کے درمیان حائل ہو کر موت کو روک سکتا ہے۔ کون شخص خدا کی طرف سفر کرنے والا ہے اس پیاسے کی طرح جو چشمہ پر وارد ہونے کے لئے جلدی جلدی قدم بڑھا رہا ہو۔ محبوب جان لو کہ بہشت جسے کہتے ہیں وہ انہیں نیزوں کے سایہ میں ہے جو آج میدان جہاد میں چمک رہے ہیں۔ اسی میدان میں بزرگان و اخیار کی آزمائش ہو رہی ہے۔ بار خدایا! اگر یہ رد کر دیں اور گفتار حق کو قبول نہ کریں تو ان کی جمعیتوں کو پریشان کر۔ ان کے کلمات کو ایک دوسرے سے جدا کر دے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک فرما۔ یہ اپنے مقام سے حرکت نہیں کرتے جب تک کہ نیزوں کی متواتر طعنیں ان کی جان نہ لے لیں اور تلوار کی ضرب ان کے مغز سر کو نہ نکال دے ان کے استخوان کو فاسد نہ کر دے۔ ان کے پاؤں اور بازو قطع نہ ہو جائیں یہ اپنی قیام گاہ سے ہلتے ہی نہیں جب تک ان لشکروں کے آگے نہ گرا دیئے جائیں جو پے در پے تعاقب کرتے ہوئے چلے آ رہے ہیں اور جن کے شتر سواروں کا غول پس پشت سے آ رہا ہے یہ اس وقت تک اپنے مکانوں سے جنبش نہ کریں گے جب تک کہ ان کے شہر اس فوج کو نہ کھینچ لیں جس کے عقب میں اور بہت سی سپاہ چلی آ رہی ہو، اور جب تک کہ گھوڑے اپنے سموں سے ان زمینوں کو نہ کوٹ ڈالیں

اور جب تک ان کے حیوانات کی شب و روز کی چراگاہوں کے اطراف کو پامال نہ کریں، انہیں حرکت نہ ہوگی

کلام امام علیہ السّلام

جنگ صفین میں مقدمہ تحکیم کے وقت حضرت نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ ہم نے مردوں کو حاکم نہیں کیا بلکہ ہم نے قرآن کو حاکم مقرر کیا ہے اور یہ قرآن میان دفتین ایک خط نوشتہ شدہ ہے۔ یہ اپنی زبان سے گویا نہیں ہوتا اس کے لئے ترجمان اور مترجم کا ہونا ضروری ہے۔ مردوں کے سوا اس کی طرف سے کوئی اور کلام نہیں کر سکتا اور جب اس قوم نے ہم کو اس امر کی طرف بلایا کہ قرآن کو ہمارے درمیان حاکم قرار دے تو ہم وہ گروہ نہیں ہیں گے جو قرآن سے روگردانی کرتا ہو پروردگار عالم نے فرمایا ہے فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول اگر تم کسی شے میں تنازعہ کرو تو اس معاملہ کو اللہ و رسول کی طرف رجوع کر دو اور اب رجوع بخدا یہی ہے کہ ہم کتاب خدا کو حکم مقرر کریں اور رجوع بالرسول یہ ہے کہ اس کے طریقہ کو اخذ کریں اس کی احادیث پر کاربند ہوں اور اگر راستی کے ساتھ کلام اللہ میں حکم کیا جائے تو اسی قرآن کی رو سے اطاعت کے لئے ہم لائق ترین مردم ہیں قرآن ہماری ولایت و خلافت کے لئے بین دلیل ہے اور اگر سنت رسول اللہ کے ساتھ حکم کیا جائے جب بھی ہم ہی اولیٰ ترین مردم ہیں کیونکہ رسول خدا نے بمقام غدیر خم ہماری خلافت کا اعلان کر دیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انسانوں کو حکم مقرر کرنے پر راضی نہیں کہ جس طرح وہ چاہیں حکم کریں ہاں اگر وہ اتباع قرآن و حدیث کو اس معاملہ میں مرکوز خاطر رکھیں تو ہم رضامند ہیں۔ لیکن اب تمہارا یہ قول کہ میں نے کس لئے تمہارے اور ان کے درمیان مدت تحکیم کو قرار دیا اس کی وجہ یہ ہے اور اس لئے میں نے ایسا کیا تاکہ جاہل بحق ظاہر اور عالم بحق ثابت ہو جائے اور شاید کہ پروردگار عالم اس صلح سے اس امت کے کام کی اصلاح کر دے۔ اے شخص مخاطب تو اس مصالحت سے غضب و غصہ میں گرفتار نہ ہو حتیٰ کہ تو ظہور حق کی طلب میں تعجیل کرے اور اول ضلالت کا تابع ہو جائے (تم اس مصالحت کی حکمتوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ہماری مخالفت پر کمربستہ نہ ہو) اور گمراہی اول قوم کی متابعت نہ کرو جو بغیر ظاہر ہونے امر حق کے ہماری مخالفت میں کوشش کرتے ہوئے مجادلہ سے پیش آ رہی ہے بیشک افضل الناس خدا کے نزدیک وہی ہے جو عمل بالحق کو دوست رکھے اگرچہ امر حق اختیار کرنے میں اس کا نقصان نہ ہو اور باطل کی طرف توجہ نہ کرے اگرچہ باطل اس کے لئے منفعتوں کی راہیں کشادہ کر دے اور اس کے مال کو زیادہ کر دے تم تا بکجا متحیر رہو گے یہ حیرت تمہیں کہاں سے لاحق ہو گئی ہے اس نے تمہیں ایک حیران قوم کی طرف حرکت کرنے کے لئے مستعد کر دیا

ہے اس قوم کے لوگ حق کو نہیں دیکھتے۔ ظلم و جور کی انہیں ترغیب دی گئی ہے وہ اس ظلم و جور سے عدول نہیں کرتے۔ وہ علم کتاب (قرآن) سے دور ہیں۔ وہ راہ راست سے باہر نکلے ہوتے ہیں آہ! تم لوگ بھی ایسے نہیں ہو کہ تمہارے عہد و پیمان کا اعتبار کیا جائے اور تم اپنے عہود و اقوال کے ساتھ معلق ہو جاؤ نہ تم میں ایسے اعوان و انصار ہیں جن کے ساتھ تمسک کیا جائے افسوس ہے تم پر۔ تمہیں دل تنگی نصیب ہو۔ مجھے تمہاری طرف سے بڑی سختیاں پہنچی ہیں۔ میں ایک روز تمہیں بلاتا ہوں۔ ایک روز تم سے اپنے راز بیان کرتا ہوں مگر تم بلانے کے وقت مردان آزاد راست گفتار نہیں ہو اور رازداری کے وقت معتمد اور بے خیانت دوست ثابت نہیں ہوتے۔

کلام امام علیہ السلام

جب حضرت نے مال غنیمت کو مساوی تقسیم کیا کسی کی رو رعایت نہ کی تو اس وقت لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کیونکہ انہیں حلوہ تمہارے سابقہ کا چسکا پڑا ہوا تھا حضرت نے بھی یہ سُنا تو فرمایا کیا تم مجھے یہ حکم دیتے ہو کہ اس شخص پر جس پر میں حاکم ہوا ہوں۔ ظلم و جور کے ساتھ نصرت اور فتح حاصل کروں۔ خدا کی قسم جب تک شب و روز کا اختلاف باقی ہے اور جب تک آسمان میں ایک ستارہ دوسرے ستارے کے قرب کا قصد کر رہا ہے میں کبھی ظلم و جور کے نزدیک نہ جاؤں گا۔ اگر میرا مال بھی ہوتا تو بھی مساوی ہی تقسیم کرتا اور پھر یہ مال تو خدا کا مال ہے اس میں کیونکر مساوات کو ملحوظ نہ رکھوں خبردار ہو جاؤ کہ مال کا غیر مستحق کو عطا کرنا تبذیر ہے اس کو بے مصرف صرف کر دینا ہے اور اسراف بھی اور بحکم خدا یہ دونوں حرام ہیں جیسا کہ فرمایا ہے ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین مال کو اس کے مصرف سے علیحدہ صرف نہ کر کیونکہ ایسے لوگ تبذیر کرنے والے اخوان الشیاطین ہیں اور پھر فرماتا ہے کا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین اسراف نہ کرو کیونکہ پروردگار عالم مسرفین کو دوست نہیں رکھتا) خوب سمجھ لو کہ مال کا غیر مستحق کو عطا کرنا دنیا میں تو ایسے شخص کو بلند کرتا ہے مگر آخرت میں پست کر دیتا ہے۔ لوگوں کے درمیان اسے گرامی قدر بناتا ہے، مگر خدا کے سامنے اسے ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔ کوئی شخص بھی مال کو اس کے غیر مستحق مقام میں نہیں رکھتا اور نہ ان لوگوں کو سپرد کرتا ہے جو اس کے اہل نہیں ہیں مگر یہ کہ پروردگار عالم اس معطی کو ان لوگوں کے شکریہ سے محروم کر دیتا ہے اور اس کے اغیار سے ان کی محبت بڑھ جاتی ہے اگر کسی روز اس کا نعل (پاؤں) لغزش کھا جائے تو وہ ان کی مدد کا محتاج ہوتا ہے اور اس وقت یہ لوگ اس کے لئے بہت بڑے دوست ثابت ہوتے ہیں اور اسے سرزنش کرنے والے بن جاتے ہیں۔

کلام امام علیہ السّلام

حضرت خوارج سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں اگر تم میری مخالفت محض اس وجہ سے کر رہے ہو کہ تمہارے فاسد گمانوں میں میں نے خطا کی اور گمراہ ہو گیا تو پھر تمام امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری گمراہی کے سبب سے کس لئے گمراہ سمجھتے ہو. میری خطا پر ان سے کیوں مواخذہ کر رہے ہو میرے گناہ کے سبب سے انہیں کس لئے کافر شمار کر رہے ہو. تمہاری تلواریں جو تمہارے کاندھوں پر ہیں تم تو انہیں انہیں مقامات میں رکھ رہے ہو جو گناہ اور سقم سے بری ہیں اور بے گناہوں کو اس شخص کے ساتھ مخلوط کئے دیتے ہو جو تمہارے گمان فاسد میں گنہگار ہے حالانکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ رسول اللہ ص نے زنا محصنہ کے ارتکاب کرنے والے کو سنگسار کیا ہے. پھر اس پر نماز بھی پڑھی ہے. اس کی میراث اس کے وارثوں کے حوالے کی ہے اور ایسا ہی قاتل کو قتل کر کے اس کی میراث کا اس کے ورثا کو مالک بنایا ہے، سارق کے ہاتھ کاٹے ہیں. زانی غیر محصن کے تازیانے لگائے ہیں اور پھر ان میں مال غنیمت کو تقسیم کیا ہے. مسلمان عورتوں کا ان کے ساتھ نکاح بھی کیا ہے. پس رسول اللہ نے ان کو ان کے گناہوں میں پکڑا ہے ان پر حد جاری کر کے حق خدا کو قائم کیا ہے مگر ان کے حصوں کو نہیں روکا اور درمیان اہل اسلام سے ان کو خارج نہیں کیا (پھر تم محض گناہ کے زعم پر مسلمانوں کو کافر کہتے ہو، ان کے خون اور مال کو مباح سمجھ رہے ہو تم خلاف طریقۂ پیغمبر چل رہے ہو. تم پیغمبر کے معتقد نہیں، کافر ہو گئے ہو اور تمہارے ساتھ جہاد واجب ہے) تم بے شک بدترین مردم ہو اور تم ان لوگوں سے بھی بدتر ہو جنہیں شیطان نے اپنے پھینکنے کے مقام پر پھینک دیا ہے اور اپنی گمراہی کی سپر ان کے حوالے کر دی ہے بالتحقیق میری شان پر نظر کر کے دو گروہ ہلاک ہوں گے ایک تو محب مفرط جس کو بے اندازہ اور بیجا محبت اسے غیر حق کی طرف لے جاتی ہے. دوم مبغض مفرط جس کا میرے ساتھ حد سے بڑھا ہوا بغض اسے حق پر قائم رہنے نہیں دیتا اور میرے بارے میں بہترین مردم وہ لوگ ہیں جو درمیانی رستے کو اختیار کر رہے ہیں (میری امامت و خلافت و علم و ایمان و عدل و عصمت کا بطریق عدل اعتقاد رکھتے ہیں) اور تم بھی اپنے لئے اسی طریقہ کو لازم کر لو اور اس انبوہ بزرگ شان و مرتبہ کے ملازم ہو جاؤ (جو راہ عدل کو اختیار کر رہا ہے) کیونکہ اس گروہ پر خدا کا ہاتھ ہے اس جماعت کی مفارقت سے حذر کرو کیونکہ اس گروہ سے تنہائی اختیار کرنا جو محافظ و نگہبان ہے شیطان کا غلام بنا دیتا ہے جیسا کہ بکری گلے سے جدا ہو کر بھیڑیئے کا شکار ہو جاتی ہے. آگاہ رہو کہ جو شخص لوگوں کو اس خصلت (خوارج کی طرف)

بلاتے اُسے قتل کر ڈالو اگرچہ میرے اس عمامہ کے نیچے ہی کیوں نہ چھپا ہوا ہو (چاہے میں ہی کیوں نہ ہوں) اور حکم تو اسی لئے مقرر کئے گئے تھے کہ اس شے کو جلائیں جسے قرآن نے زندہ کیا ہے اور اُسے مار ڈالیں جس کی موت کا حکم قرآن دے رہا ہے اور وہ زندہ کرنا یہی تھا کہ وہ قرآن پر متفق ہو جاتے اور اس قرآن سے علیحدہ ہو جانا اور افتراق کر لینا ہی موت ہے اگر قرآن ان کی طرف لے جاتا تو ہم ان کی متابعت کرتے اور اگر انہیں ہماری طرف کھینچتا تو وہ ہماری اطاعت میں رہتے تمہارے لئے باپ نہ ہوں! میں تو اس معاملہ میں تمہارے واسطے کسی امر بد کی طرف نہیں آیا۔ تمہیں تمہارے کاموں میں فریب نہیں دیا۔ تمہارے امور کو تم پر مشتبہ نہیں کیا۔ تمہارے ہی بزرگوں کی رائے ان دو شخصوں کے اختیار کر لینے پر مجتمع ہو گئی تھی اور پھر ہم نے ان دونوں شخصوں سے عہد و پیمان لیا کہ قرآن سے تجاوز نہ کریں مگر یہ قرآن سے عدول کر کے گمراہ ہو گئے حق کو ترک کر دیا حالانکہ وہ اسے دیکھ رہے تھے۔ ان کے نفس کی خواہشیں اس ظلم و ستم کا باعث ہوئیں۔ وہ انہیں خواہشوں پر گزر گئے حالانکہ ہم نے سابقاً ہی ان دونوں شخصوں کی رائے بد اور ظلم و جور کو حکومت بالعدل اور قصد بالحق سے مستثنیٰ کر دیا تھا (ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ رائے بد اور ظلم و جور کے ساتھ حکم جاری نہ ہو عدل اور حقیت کا لحاظ رکھا جائے اگر ان دونوں باتوں کے برخلاف ظلم و جور اور اپنی رائے بد سے کام لیں گے تو ہم قبول ہی نہیں کریں گے)

کلام امام علیہ السّلام

حضرت بصرہ میں آئندہ عظیم الشان لڑائیوں اور قتل و قتال کی نسبت خبر دے رہے ہیں اے احنف گویا میں اس شخص غائب کے ساتھ ہوں اور وہ ایسے لشکر کے ساتھ حرکت کر رہا ہے کہ جس کے انبوہ سے نہ تو غبار اٹھتا ہے نہ شور و غوغا بلند ہوتا ہے نہ مرکبوں کے لجاموں کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دیتی ہے، نہ گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں کانوں میں آرہی ہیں وہ اپنی ٹاپوں سے نہایت خشم کی حالت میں زمین کو پامال کر رہے ہیں گویا ان کے قدم شتر مرغ کے قدموں کی طرح دبیز اور سطبر ہیں۔

سید رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کلام سے حضرت نے حبشی غلاموں کے امیر کی طرف اشارہ کیا ہے جو برقعہ نامی ایک شخص تھا۔ یہ شخص کشہر رے کا باشندہ تھا اور چونکہ ہر وقت برقعہ پہنے رہتا تھا لہذا اسی نام سے مسمیٰ ہو گیا۔ اس نے ۲۵۵ھ میں بصرہ کا رخ کیا اور یہاں آکر تمام غلامان حبشی کو جو شہر کے کارندے تھے اپنی طرف دعوت کی انہوں نے اس کے حکم سے اور ایک جماعت سے مل کر اپنے تمام مالکوں کو قتل کر دیا اور سب نے اس کے پاس جمع ہو کر

بیعت کرلی۔ پھر بلاد عباسیہ کی طرف رُخ کیا اس کے سبب سے بصرے میں بڑے سخت کشت و خون ہوئے لشکر بھاگ نکلے رعیت تباہ ہوگئی۔ اس کا اصلی نام علی بن محمد علوی تھا اور اس کے لشکر میں تمام حبشی بھرے ہوئے تھے اور سب کے سب پیادہ اور پابرہنہ تھے۔

پھر حضرت نے فرمایا ویل ہو تمہارے ان کوچوں کے لئے جو آباد اور معمور ہیں ویل ہو تمہارے ان گھروں کے لئے جو طلاکاری میں غرق ہیں۔ ان کے بالاخانے کرگس کے پروں کی طرح روکیے ہیں جن کے ناہدان خرطوم فیل کی مانند بلند اور طویل ہیں۔

وائے ہو اس گروہ کے جور و ستم و خرابی پر جن کے کشتوں پر گریہ نہ کیا جائے گا (وہ تو تمام غلام ہیں نہ اہل رکھتے ہیں نہ عیال نہ عزیز و اقارب کشتوں پر رونے والا پھر کون ہے) اور اس کے غائب کی تلاش نہ کی جائے گی (ان کا شمار بڑھا ہوا ہے جب کوئی شخص مفقود ہوگا فوراً دوسرا اس کا جانشین ہو جائے گا۔ اس کے تجسس کی پروا بھی نہ کی جائے گی۔

میں دنیا کو مُنہ کے بھل گرانے والا ہوں (دنیا کے ظاہر و باطن مجھے خوب معلوم ہیں) میں اس کی مقدار کا اندازہ اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ میں حقیقت دنیا پر نظر کرنے والا ہوں۔ میں نے اس کی عین حقیقت کو دیکھ لیا ہے۔

اسی خطبہ میں ترکوں کا ذکر فرماتے ہیں میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں ان کے مُنہ کیا ہیں گویا ڈھالوں پر ڈھالیں رکھی ہوئی ہیں۔ حریر نازک و دیبا ان کی پوشش ہے۔ ان کے نجیب نفیس و کوتل گھوڑے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ اس وقت خوں ریزیاں اشتداد پر ہونگی اور یہاں تک ہوں گی کہ زخمی لوگ کشتوں پر ستہ چلیں گے اور اسیر ہو جانے والوں سے فراریوں کی تعداد بہت کم ہوگی۔ یہ سنکر ایک صحابی نے عرض کی یا امیر المومنین آپ کو علم غیب عطا ہوا ہے حضرت سائل کے اس تعجب اور جہالت پر ہنسے یہ شخص گروہ بنی کلب سے تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا اے گروہ بنی کلب کے بھائی میں نے جو کچھ خبر دی ہے یہ علم غیبی نہیں ہے جو خدا تعالیٰ سے مختص ہے یہ تو صاحب علم (پیغمبر) کا لکھایا ہوا ہے علم قیامت اور ان چیزوں کے علاوہ جن کا پروردگار عالم نے ذکر فرمایا ہے اور کوئی علم غیب نہیں چنانچہ فرماتا ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ علم قیامت اسی کے پاس ہے پس وہ سبحانہ تعالیٰ جانتا ہے کہ رحمہائے اور ان میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی حسین ہے یا زشت رو سخی ہے یا بخیل شقی ہے یا سعید۔ اسے معلوم ہے کہ کل بروز قیامت کون شخص آتش جہنم کا ایندھن بنے گا اور کون شخص جنت میں انبیا کا مصاحب ہوگا۔ یہ ہے علم غیب جسے سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا اس کے اسوا جو علوم ہیں وہ سب خدا نے اپنے نبی کو تعلیم کئے ہیں اور آنحضرت نے مجھے تعلیم فرمائے ہیں اور

دعا فرمائی ہے کہ میرا سینہ ان علوم کو حفظ کرے اور میرے اطراف دل اس پر مشتمل ہو جائیں۔

کلام امام علیہ السلام

بندگان خدا تم اس دنیا سے جو تمنا رکھتے ہو تم اس میں تھوڑی مدت کے لئے مہمان ہو ضیافت کا وقت بالکل محدود ہے اور جلد منقضی ہو جائے گا۔ تم قرضدار ہو اور تقاضا کرنے والے تمہارے ساتھ ساتھ ہیں۔ دنیا میں تمہاری عمر تمہاری مدت بہت ہی ناقص ہے۔ بالکل قلیل ہے۔ اور وہ قرض عمل و عبادت معین ہے اور تغیر و تبدل سے محفوظ اور بسا اوقات کاروبار میں رنج اٹھانے والا اس رنج کا ضائع کرنے والا ہے اور بسا اوقات حد سے زیادہ سعی اور تلاش کرنے والا زیاں کار ہوتا ہے اور خسارے میں رہتا ہے۔

تم لوگوں نے ایسے زمانے میں صبح کی ہے کہ ادبار کے سوا اس میں کسی خیر و برکت کی زیادتی نہیں ہوتی اور سوائے شر و مضرت کے کوئی چیز پیش نہیں آتی اور شیطان ہے کہ آدمیوں کے ہلاک کرنے میں اس کی طمع بڑھتی جاتی ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ شیطان کی معاش کے وسیلے قوت پذیر ہیں اس کے مکر و حیلے ہر جگہ پہنچ گئے ہیں اور اب شکار کر لینا اس کے لئے نہایت آسان ہو گیا ہے۔ تو چاروں طرف انسانوں میں اپنی نگاہیں دوڑایا تو اس فقیر کو دیکھے گا جو فقر و فاقہ کے رنج و تعب سے مرا جاتا ہے یا وہ دولتمند نظر آئے گا جس نے شکر نعمت الہٰی کو کفران کے ساتھ بدل دیا ہے یا وہ بخیل دکھائی دے گا جو مال خدا میں بخل اختیار کر رہا ہے یا اس متمرد اور سرکش کا معائنہ کرے گا جس کے کان وعظ و نصیحت کے سننے سے بھاری (بہرے) ہو رہے ہیں۔

کہاں ہیں تمہارے اخیار۔ کدھر ہیں تمہارے صلحا۔ کس طرف ہیں تمہارے آزاد اور بخشنے والے۔ کس جگہ ہیں وہ تمہارے تجارت میں پرہیز کرنے والے اور اپنے مذاہب کو پاک و پاکیزہ رکھنے والے؟ کیا یہ سب کے سب اس دنیائے دنی عجلت کرنے والی اور مکدر جگہ سے کوچ نہیں کر گئے اور تم جیسے پس ماندوں کو لوگوں کے درمیان نہایت ہی بے برکتی اور فرومائگی کی حالت میں نہیں چھوڑا ان کی مذمت میں جب تمہارے لب ہلتے ہیں تو باتو ان کی حقارت اور بے قدری مقصود ہوتی ہے یا ان کے ذکر سے درگزر کرنا کہ جانتے بھی ہو کیا ذکر ہے کہ پیچھے ہو) فانا للہ وانا الیہ راجعون فتنہ و فساد آشکار ہو گیا ہے۔ اور کوئی انکار کرنے والا اسے تغیر دینے والا نہیں نہ کوئی منع کرنے والا ممنوع شوندہ ہے۔ اب اس حالت میں تم ارادہ رکھتے ہو کہ رحمت خداوندی کے مجاور ہو کر اس کی سرائے قدس (بہشت) میں مقیم ہوتے ہوئے اس کے نزدیک عزیز ترین احباب بن جاؤ۔ حاشا ثم حاشا یہ تمنا بالکل بیکار ہے۔ پروردگار عالم اپنے بہشت کی طرف سے فریب نہیں کھا سکتا اور وہ

دعوے میں اگر کسی کو ساکن بہشت نہیں کرتا) اور نہ سوائے اس کی طاعت و عبادت کے اس کی خوشنودیوں تک رسائی ہو سکتی ہے۔ لعنت ہے خدا کی ان شخصوں پر جو دوسروں کو تو معروف (نیکیوں) پر عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور خود اس کے تارک ہیں اور خدا لعنت کرتا ہے ان لوگوں پر جو دوسروں کو منہیات سے منع کرتے ہیں، اور خود باز نہیں رہتے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

جس زمانے میں کہ عثمان نے ابوذر جیسے جلیل القدر صحابی کو مدینہ سے ربذہ کی طرف جلاوطن کیا اور یہ بھی منادی کر دی تھی کہ کوئی شخص ان کی مشایعت کو نہ جائے۔ مگر حضرت اس کے ساتھ دور تک تشریف لے گئے اور فرمایا "اے ابوذر تو محض خدا کی ہی وجہ سے خشمناک ہوا تھا، اب اسی سے امیدوار رہ جس کی خاطر تو نے خشم[1] اختیار کیا۔ اس قوم نے تیری طرف سے اپنی دنیا کا خوف کھایا (یہ خیال کر لیا کہ اس کے سبب سے اور لوگوں کو ہمارے معائب پر توجہ ہو کر ہماری دنیا میں فرق نہ آ جائے) اور تو نے ان کی طرف سے اپنے دین کا خوف کیا اب تو اس چیز کو انہیں کے ہاتھوں میں چھوڑ دے جس کے زوال سے یہ خائف ہو رہے ہیں اور تو اس چیز کو لے کر فرار کر جا کہ جس کے زائل ہو جانے کا تجھے ان کی طرف سے خوف ہے۔ کیونکہ بہت سی چیزیں انہیں اس دین کی طرف محتاج کریں گی جو انہیں دنیا کی طرف سے منع کرتا تھا، اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو تجھے اس دنیا سے بے نیاز کر دیں گی جو تجھے دین سے منع کرتی تھیں اور تجھے عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ فردائے قیامت میں کون سیراب ہے اور کون دوسرے کے عیش و آرام پر حسد کرنے والا۔ اگر آسمان و زمین کے دروازے بندے کے لئے بند کر دیئے جائیں (چاروں طرف سے تنگی ہی تنگی نظر آئے) تو اس بندے کو چاہیئے کہ تقویٰ و صلاح اختیار کرے البتہ خداوند عالم اس کے لئے آسمان و زمین میں کشادگی و وسعت ظاہر کر دے گا تو سوائے حق کے کسی سے مایوس نہ ہونا اور سوائے باطل کے کسی سے وحشت نہ کرنا۔ اگر تو ان کی دنیا کو قبول کر لیتا تو البتہ تیرے ساتھ دوستی سے پیش آتے۔ اگر دنیا کو ان سے قرض لے لیتا تو تجھے اپنی مضرتوں سے پناہ دے دیتے۔

کلام امام علیہ السلام

اے نفوس مختلفہ۔ اے قلوب متفرقہ۔ اے وہ لوگو جن کے بدن حاضر ہیں اور عقلیں غائب ہیں

---

[1] عاملان عثمانی کے ظلم و ستم کی شکایت خلیفہ صاحب سے کی تھی اور جوش دینداری کے سبب سے غیظ و غضب بھی طاری ہو گیا تھا لہٰذا اس جرم میں پہلے تو خلیفہ صاحب سمیّ نعثل نے لاتوں اور گھونسوں سے خبر لی۔ پھر جلاوطنی کا پروانہ صادر کر دیا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۱۲

میں تمہیں حق کی طرف مائل کرتا ہوں اور تم اس سے تنفر کر رہے ہو۔ تم اس (حق) سے اس طرح وحشت کرتے ہو جیسے کہ شیر کی آواز سے بکری۔ ہیہات ہیہات! نہیں ہو سکتا کہ عدالت کی پوشیدگیوں کو تمہاری امداد سے ظاہر اور حق کی کجی کو تمہارے سبب سے سیدھا کر دوں۔ بار الہا تو خوب جانتا ہے کہ جو کچھ مجھ سے (مجاہدہ و محاربہ) واقع ہوا وہ رغبت سلطنت و حکومت کی وجہ سے نہیں ہوا۔ نہ مال و متاع دنیوی کی زیادتیوں میں کسی چیز کی خواہش سے۔ اس کی وجہ محض یہ تھی کہ میں تیرے دین کی علامتوں کو لوٹا دوں (آشکارا کر دوں) تیرے بندوں کے درمیان اصلاح ظاہر کروں۔ تیرے مظلوم بندے امن میں آ جائیں۔ اور تیری عادہ حدود قائم ہو جائیں جو معطل پڑی ہیں۔

پروردگارا! میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے حق کی طرف رجوع کر کے اسے قبول کیا ہے اور حق کو بگوش دل سنا ہے۔ سوائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کے کسی شخص نے نماز میں مجھ سے سبقت نہیں کی۔ ایہا الناس! تم خوب جانتے ہو کہ یہ امر سزاوار نہیں ہے کہ مسلمانوں کی فروج۔ ان کے خون۔ ان کے اموال غنائم۔ ان کے احکام۔ ان کی امامت پر وہ شخص مقرر ہو جو بخیل ہے۔ حتیٰ کہ ان کے اموال میں اس کی حرص واقع ہو جائے۔ نہ وہ شخص جو جاہل ہے حتیٰ کہ اپنی نادانیوں سے انہیں گمراہ کرے نہ ظالم و جابر تاکہ ان کو اپنے جور و ستم سے مستاصل کرے نہ دولتوں اور امارتوں سے ڈرنے والا حتیٰ کہ ایک قوم کو چھوڑ کر دوسری کو اپنی دوستی کے لئے انتخاب کرے (جو اس کی نظر میں معزز معلوم ہو) نہ رشوت لینے والا۔ تاآنکہ حقوق کو باطل کرے اور ان حقوق کے ساتھ ایسے مقامات میں کھڑا کیا جائے جو ان کے قابل نہیں (حقوق کو اہل حق سے چھین کر غیر مستحقین تک پہنچا دے) نہ طریقہ پیغمبر کو چھوڑنے والا۔ تاآنکہ تمام امت کو ہلاک کر ڈالے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

میں پروردگار عالم کی اس لئے حمد کرتا ہوں کہ اس نے قابل مواخذہ سے مواخذہ کیا اور مستحق کرامت کو اپنی کرامت عطا فرمائی اور اس لئے کہ اس نے فقر و فاقہ میں (اپنی حکمت و مصلحت کے سبب سے) مبتلا کیا۔ وہ ہر ایک امور پنہاں سے خبردار ہے۔ وہ ہر ایک امر نہاں سے واقف ہے۔ وہ ان خیالات کو جانتا ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ وہ ان امور کا عالم ہے جن کے لئے آنکھیں وزدیدہ نگاہی سے کام لیتی ہیں۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ سوائے اس کے اور کوئی خدا نہیں اور بیشک ہم اقراری ہیں کہ محمدؐ اس کا برگزیدہ اور منتخب بندہ ہے۔ ہماری یہ شہادت ایسی شہادت ہے جس میں ہر ایک پوشیدہ و عیاں اور قلب اور زبان برابر ہیں۔ خدا کی قسم یہ ایک عظیم الشان کام ہے بازیٔ طفلاں نہیں۔ یہ سراسر راست اور حق ہے اس میں جھوٹ کو ذرہ بھر دخل نہیں۔ وہ کیا امر ہے۔ وہ موت ہے کہ سننے والا اس کی

طرف بلانے والے کی آواز کو سنتا ہے، اور اس کی طرف ہنکائے والا بہت عجلت سے کام لے رہا ہے اے شخص مخاطب خبردار رہ کہ انسانوں کا خدم و حشم تیرے نفس کو فریب نہ دیدے بیشک تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جو تجھ سے پہلے تھا جس نے بہت سامان جمع کیا تھا۔ جو اس کے کم ہو جانے سے حذر کرتا تھا۔ وہ اپنی بڑھی ہوئی آرزوؤں کے باعث فکر عاقبت سے امن میں تھا۔ وہ اپنی موت کو دور سمجھتا تھا۔ اور خیال کرتا تھا کہ موت اسے کیونکر آ سکتی ہے، مگر اسی موت نے آخر کار اس کو جلا وطن کر دیا۔ اسے اس کی امن کی جگہ سے پکڑ لیا۔ وہ موت کی لکڑیوں (تابوت) پر بار کر دیا گیا۔ لوگ اسے کاندھوں پر اٹھاتے ہوئے اپنی انگلیوں سے تھامے ہوئے ایک دوسرے کے سپرد کر رہے تھے کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو بڑی بڑی آرزوئیں رکھتے تھے۔ وہ بڑی بڑی مضبوط بنائیں (عمارات) تعمیر کرتے تھے۔ مال کثیر جمع کر رہے تھے۔ مگر ان کے مکانوں کی جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ خود اپنے ساکنین کے لئے قبروں کا کام دے رہے ہیں۔ اور جو کچھ جمع کیا تھا وہ سب برباد ہو چکا ہے۔ ان کے اموال ورثا میں تقسیم ہو رہے ہیں۔ ان کی بیویاں دوسرے لوگوں کے تصرف میں پہنچی ہیں۔ اور اب ان کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ نہ تو اپنی نیکیوں میں کچھ زیادہ کر سکتے ہیں نہ اپنے افعال بد سے توبہ کر کے رضائے الہی کو پا سکتے ہیں۔ یاد رکھو! جس شخص نے تقوے کو اپنے دل کے لئے شعار بنا لیا اس نے اپنے ایام مہلت میں تقدم اختیار کیا اپنے اوقات عمل میں رستگار ہو گیا۔ اب تم بھی اس زہد و تقوے کے لئے جہاں تک ہو سکے کوشش کرو اور جنت کے واسطے وہ اعمال بجا لاؤ جو اس کے لئے عمل میں لائے جاتے ہیں اس لئے کہ دنیا تمہارے ہمیشہ کے قیام کرنے کے لئے پیدا نہیں ہوئی بلکہ تم اس میں مجازاً پیدا کر دیئے گئے ہو تا کہ اس دنیا میں رہ کر آخرت کے توشہ اعمال مہیا کر لو۔ لہٰذا تم دنیا کی طرف عجلت کرو عجلت اور مر کیہات دنیا کو زوال کے قریب ہی سمجھ لو۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

دنیا اور آخرت اسی خداوند حقیقی کی تابع ہیں، ان کی مہاریں اسی کے قبضۂ اختیار میں ہیں آسمانوں اور زمینوں نے اپنی کنجیاں اسی کے حوالے کر رکھی ہیں۔ سرسبز اشجار صبح و شام اسی کو سجدہ کرتے ہیں اور اسی کے حکم سے ان درختوں کی شاخوں میں آگ کے روشن شعلے بھڑک گئے ہیں۔ اسی کے حکم سے ان میں پھل آتے ہیں، اور تو ان کے رسیدہ پھلوں اور پکے ہوئے میوؤں کو کھاتا ہے پھر فرماتے ہیں خدا کی کتاب تمہارے درمیان ہے وہ ایسی بولنے والی ہے کہ کبھی اس کی زبان نہیں تھکتی۔ وہ ایسا مکان ہے کہ اس کے ارکان منہدم نہیں ہوتے۔ وہ ایسی غالب ہے کہ اس کے دوست اور مددگار کبھی مغلوب نہیں ہوتے پھر فرمایا ہے پروردگار عالم نے پیغمبر صلعم کو اس وقت مبعوث فرمایا جبکہ ارسال پیغمبران

میں بہت وقفہ ہو چکا تھا اور فصاحت و بلاغت کی بابت تنازع اور مشاجرے ہو رہے تھے۔ ارسال رسل کو اس کے بعد موقوف کر دیا۔ وحی اس کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔ اس نے خدا کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کیا جو خدا سے پشت پھرائے ہوتے تھے اس کے حکم سے عدول کر رہے تھے پھر ارشاد کیا یہ دنیا کوئی چیز نہیں۔ اگر ہے تو اتنی کہ نابینا اپنی بصارت کا منتہیٰ اسی کو سمجھتا ہے اور وہ چیز جو اس کے علاوہ ہے اُسے نہیں دیکھتا۔ اور صاحب بصیرت کی نگاہیں اس میں نفوذ کرتی ہوئی حقیقت امر کو دیکھ لیتی ہیں۔ اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اصلی مکان تو اس کے علاوہ ہی ہے۔ اب صاحب بصیرت دنیا سے زمین کی طرف اپنی نگاہوں کو بلند کرتا ہے اور نابینا کی نگاہیں دنیا ہی کی طرف اونچی ہوتی ہیں۔ اول الذکر اس دنیا سے آخرت کے لئے توشہ جمع کرتا ہے اور موخر الذکر جو کچھ کماتا ہے دنیا ہی کے لئے کماتا ہے۔

پھر گہر افشانی کی ہے تم خوب جان لو کہ کوئی چیز ایسی نہیں جس سے اس کا مالک سیر اور شادکام ہو کر ملول نہ ہو جاتے سوائے حیات کے۔ کہ بیشک صاحب حیات موت میں راحت نہیں پاتا (اس میں شک نہیں کہ حیات من حیث انہا حیات کمال راحت ہے اور موت بحیثیت موت رنج و تعب ہے اور ارشاد بالا اس امر کے منافی نہیں ہے جو حالت حیات میں عوارض خارجیہ مثل مرض و فقر و ذلت کی وجہ سے آرام و رنج لاحق ہوتے ہیں) یہ جو کچھ بیان کیا بمنزلہ حکمت ہے اور ایسی حکمت ہے جو مُردہ قلوب کو جلا دے اور کور آنکھوں کو روشن کر دے یہ حکمت بہرے کانوں کو شنوا کر دینے والی ہے یہ تشنگان علم کو سیراب کرنے والی ہے اس حکمت میں دنیا سے بے نیاز ہو جانے کے جوہر ہیں اور یہی عذاب آخرت سے سلامتی بخشنے والی ہے اور وہ حکمت کیا ہے؟ وہ کتاب اللہ ہے جس کے سبب سے تم بینائی حاصل کرتے ہو جس کے سبب سے امر حق پر تمہاری قوت ناطقہ رواں ہوتی ہے۔ تم اس کی وجہ سے امور حقہ کو سنتے ہو اور اس کتاب کے بعض مقام بعض کے مفسر ہیں ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ وہ احکام و معارف الٰہی میں مختلف نہیں اور وہ اپنے ملازم کو خداوند عالم سے جدا نہیں کرتی

افسوس! تم اپنے درمیان ایک دوسرے کے حسد پر صلح کر رہے ہو۔ تمہاری کوڑی پر سبزہ اُگا ہوا ہے (یہ تمہاری مصالحت کوڑی کے سبزے کی مانند ہے جو بظاہر تو سبز و شاداب ہے مگر باطناً مضر اور تلخ ہے) تم دنیوی تمناؤں میں تو ایک دوسرے کے دوست ہو مگر تحصیل اموال میں ایک دوسرے سے دشمنی اور عداوت کر رہے ہو۔ بے شک شیطان نے تمہیں حیران کر دیا ہے۔ تمہیں دنیا کے فریب دے دے کر گمراہ کر رکھا ہے۔ اب میرے اور تمہارے نفسوں کا اللہ ہی مددگار ہے۔

کلام امام علیہ السّلام

جب خلیفہ ثانی نے روم پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور آپ سے بھی مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا "نواحیِ اسلام کو غلبۂ دشمن سے بچانے" اور مسلمانوں کی شرم رکھنے کا اللہ ہی ضامن اور کفیل ہے۔ وہ ایسا خدا ہے جس نے انہیں اس وقت فتح دی ہے، جب ان کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ اور کسی طرح فتح نہیں پا سکتے تھے انہیں اس وقت مغلوب ہونے سے روکا ہے جب یہ کسی طرح روکے نہ جا سکتے تھے اور وہ خداوند عالم حی لایموت ہے (جیسے اس وقت موجود تھا، ویسے ہی اب بھی قائم ہے) اب اگر تو خود دشمن کی طرف کوچ کرے اور منکوب و مخذول ہو جائے تو یہ سمجھ لے کہ پھر مسلمانوں کو ان کے اقصائے بلاد تک پناہ نہ ملے گی اور تیرے بعد کوئی ایسا مرجع نہ ہوگا جس کی طرف وہ رجوع کریں۔ لہذا تو دشمنوں کی طرف اس شخص کو بھیج جو آزمودہ کار ہو اور اس کے ماتحت ان لوگوں کو روانہ کر جو جنگ کی سختیوں کے متحمل ہوں، اپنے سردار کی نصیحت کو قبول کریں۔ اب اگر خدا نے غلبہ نصیب کیا تب تو یہ وہی چیز ہے جسے تو دوست رکھتا ہے اور اگر اس کے خلاف ظہور میں آیا تو ان لوگوں کا مددگار اور مسلمانوں کا مرجع تو بن ہی جائے گا۔

کلام امام علیہ السّلام

جب آپ کا عثمان سے تنازعہ ہوا تو مغیرہ ابن اخنس نے عثمان سے کہا کہ تیری طرف سے میں اس کے لئے کافی ہوں۔ یہ سنکر حضرت نے فرمایا او مغیرہ تو ایک ملعون اور دم بریدہ کا خلف ناخلف ہے اور ایک ایسے خاندان سے ہے جس کی نہ اصل ہے نہ فرع پھر تو مجھے کفایت کر سکے گا۔ قسم خدا کی جس کا تو یار و مددگار ہو خداوند عالم کبھی اسے غالب نہ کرے گا۔ اور وہ شخص کبھی اٹھ کر کھڑا نہ ہوگا جس کا تو اٹھانے والا ہو۔ جا ہماری مجلس سے دور ہو۔ یہاں سے جا۔ نکل۔ خدا تجھ سے تیرے مقصود کو دور کرے۔ جہاں تک تجھ سے ہو سکے میری دشمنی میں کوشش اور سعی کر لے، خدا تجھ پر عقوبتوں کو باقی نہ رکھے، اگر تو اپنی جد و جہد کو میری دشمنی کے لئے باقی نہ چھوڑے۔

کلام امام علیہ السّلام

تم نے بے سمجھے میری بیعت نہیں کی (جیسا کہ خلافت اول میں ہوتی تھی) اور میرا اور تمہارا معاملہ واحد نہیں ہے۔ کیونکہ میں تو محض خدا کے لئے تمہاری اعانت کا ارادہ کرتا ہوں، اور تم اپنے نفسوں کو منافع کے واسطے میری مدد کا ارادہ کر رہے ہو۔

ایہا الناس! اپنے نفسوں پر میری اعانت کرو۔ مجھے اپنے نفسوں پر مقدم سمجھو۔ قسم خدا کی میں ظلوم کے لئے عادلانہ رفتار اختیار کرتا ہوں۔ میں ظالم کو ناک سے کھینچ کر آب گاہ حق کی طرف وارد کر دوں گا۔ اگرچہ وہ اس امر سے کراہت کرے۔

کلام امام علیہ السّلام

طلحہ و زبیر کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں۔ قسم خدا کی کسی تقصیر کی وجہ سے انہوں نے میری اطاعت سے انکار نہیں کیا۔ اور نہ اپنے اور میرے درمیان عدالت کو دخل دیا ہے۔ بات صرف اتنی ہی کہ یہ مجھ سے اس حق (مددگاری عثمان) کو طلب کرتے ہیں جسے انہوں نے خود ترک کر دیا ہے اور مجھ سے اس خون کا قصاص لینا چاہتے ہیں جسے انہوں نے خود بہایا ہے۔ اگر میں اس امر میں ان کا شریک ہوتا جب بھی ان کے لیے اس کا حصہ ثابت ہے (خون عثمان پھر بھی ان کے ذمے باقی رہتا ہے) اور اگر میری شرکت کے بغیر یہ مباشر خون عثمان ہوئے ہیں تو پھر تو خونبہا انہیں سے طلب کیا جائے گا۔ اور بے شک ان کی پہلی عدالت یہی ہے کہ اپنے نفسوں کے ضرر پر حکم لگائیں۔ لاریب میری بصیرت میرے ساتھ ہے۔ میں نے کسی امر کو مشتبہ نہیں کیا اور نہ مجھ پر کوئی امر مشتبہ کیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ گروہ باغی ہے اس میں فتنہ و فساد کی بدبودار کالی مٹی بھری ہوئی ہے عداوت و کینہ کے عقرب کا زہر لبریز ہے۔ اور شبہ اور جہالت کے مظلمے اس گروہ سے ملے ہوئے ہیں۔ بیشک شبہہ خون عثمان صریح البطلان ہے۔ باطل بیخ و بنیاد سے زائل ہے اور اس کے برانگیختہ کرنے والی زبان قطع کی جا چکی ہے۔ قسم خدا کی میں لشکر کے سیلاب سے جنگاہ کے حوض لبریز کر دوں گا اور میں ہی اس کا پانی کھینچنے والا ہوں گا جو اس پر وارد ہو کر سیراب ہوں گے پھر وہاں سے پلٹ نہ سکیں گے اور اس حوض پر وارد ہونے کے بعد ٹھنڈے اور شیریں چشموں کا پانی نہ پی سکیں گے یعنے شہادت کے بعد تازہ اور خوشگوار زندگی بسر کریں گے۔ پھر فرمایا ہے تم نے میری طرف رخ کیا جیسے کہ آہوان یا شتران بچہ دار اپنے بچوں کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ اور کہنے لگے ہم بیعت کے لیے حاضر ہیں۔ ہم بیعت کے لئے حاضر ہیں۔ میں نے اپنے ہاتھ کو کھینچ لیا مگر تم نے انہیں بیعت کے لئے پھیلا دیا۔ میں نے تمہاری بیعت سے دست کشی کی مگر تم نے بسرعت میرے ہاتھ کو کھینچ لیا۔ بارالہا! ان دونوں شخصوں (طلحہ و زبیر) نے مجھ سے قطع تعلق کر کے مجھ پر ظلم کرنا شروع کر دیا۔ ان دونوں نے میری بیعت کو توڑ ڈالا۔ لوگوں کو مجھ سے جنگ کرنے کے لئے ترغیب دی۔ تو ان عقدوں کو کھولدے (جو انہوں نے مجھ سے لڑائی کے لئے باندھے ہیں) اور ان کے لئے اس شے کو محکم و استوار نہ کر جس کے سبب سے یہ میرے مقابلے

میں نہایت عجلت سے کام لے رہے ہیں اور انہیں اس شے میں برائی دکھا دے جس کی آرزو کر رہے ہیں اور جس پر ان کا عملدرآمد ہے میں نے قبل از جنگ ان سے ثبات بیعت کو طلب کیا (چاہا کہ اپنی بیعت پر ثابت و قائم رہیں) میں نے قبل از محاربہ ان کے ساتھ آہستگی اور درنگ سے کام لیا مگر انہوں نے نعمت اطاعت خدا و رسول کا شکریہ ادا نہ کیا اور دنیا و آخرت کی سلامتی کو اپنے نفس سے دور کر دیا۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ میں آئندہ پیش آنے والے عظیم حوادثات کی طرف ارشاد فرمایا ہے جس زمانہ میں کہ لوگ ہدایتوں کو اپنی خواہشات کی طرف مائل کریں گے۔ قرآن کی اپنی رائے کے موافق تاویلیں کریں گے تو امام زمانہ ان کی خواہشوں کو ہدایت کی طرف اور ان کی رائے کو قرآن کی سمت معطوف کرے گا۔

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں حتیٰ کہ جنگ تم کو اپنی شدتوں پر کھڑا کر دیگی۔ اس کی کچلیاں ظاہر ہو رہی ہوں گی۔ (وہ تمہیں کھا جانے کے لئے تیار ہوگی) اس کی چھاتیاں ہلاکت کے دودھ سے بھری ہوئی ہوں گی۔ اس کا یہ دودھ پلانا (مال غنیمت کی امید دلانا) ظاہر میں شیریں معلوم ہو مگر انجام کار اس کا تلخ ہو گا (قتل کر دیئے جاؤ گے) خبردار ہو کہ وہ لڑائی کل ہی ہے اور عنقریب زمانہ تمہارے سامنے ایک ایسی چیز پیش کر دے گا جسے تم پہچان نہ سکو گے۔ امام عادل گروہ عمال کو ان کے اعمال بد میں ماخوذ کرے گا۔ اس امام عادل کے لئے زمین اپنے جگر کے سفید و سرخ ٹکڑوں کو ظاہر کرے گی (سونے اور چاندی کی کانیں بر آمد ہوں گی) اور اپنے خزانوں کی کنجیاں اسے سپرد کر دے گی وہ امام عادل تمہیں دکھا دے گا کہ طریقہ پیغمبری کی عدالت کیسی ہے اور وہ امام قرآن اور سنت پیغمبر کو زندہ کرے گا۔

پھر فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ شام میں ایک شخص اپنے گلّے کو جمع کرنے کے لئے چرواہوں کی طرح آواز دے رہا ہے اور اپنے علموں کے ساتھ نواحی کوفہ میں قیام پذیر ہوا چاہتا ہے اور وہ کوفہ کی طرف اس طرح رخ کر رہا ہے جیسے زہریلے پٹھے ہجوم کیا کرتے ہیں۔ وہ زمین پر سرہائے کشتگان کا فرش کر رہا ہے۔ بالتحقیق کہ اس کا گوشۂ دہن طعمۂ اموال سے پُر ہو گا وہ زمین میں نہایت سختی کے ساتھ سیر کرے گا اس کے ماتحت ایک دیر تک جولانیاں دکھانے والی اور بڑی بڑی حملہ آور فوج ہو گی۔ قسم خدا کی ہر آئینہ وہ تمہیں اطراف زمین میں منتشر کر دے گا حتیٰ کہ تھوڑے سے آدمیوں کے سوا تم میں سے کوئی باقی نہ رہے گا اور ان کی مقدار بھی ایسی ہو گی جیسے آنکھ میں سرمہ اور یہ حالت برابر رہے گی حتیٰ کہ طائفۂ عرب کی طرف اس سے دور ہو جانے والے بردبار لوگ

واپس آجائیں پس تم سنن قائمہ آثار مبینہ کو اپنی ذات سے لازم سمجھ لو اور اس عہد وپیمان تربیت کے ملازم ہو جاؤ کہ اہلبیت نبوت سے باقی رہنے والا امام جس پر قائم ہے۔ خوب جان لو کہ شیطان نے اپنی راہیں تمہارے لیے اس واسطے آسان کر رکھی ہیں کہ تم اس کے تابع اور مطیع ہو جاؤ (اسے اپنا پیشوا تسلیم کرلو)

کلام امام علیہ السّلام

مجلس شوریٰ میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ مجھ سے پہلے کسی شخص نے حق کی طرف بلانے، صلۂ رحم بجالانے اور بخشش واحسان کرنے میں سرعت سے کام نہیں لیا ہے۔ تم میرے قول کو سُنو میرے کلام کو حفظ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آج کے دن کے بعد تم اس امر خلافت کو ایسی حالت میں دیکھو کہ اس میں تلواریں کھینچی جائیں، عہد شکنیاں ظہور میں آئیں حتےٰ کہ تم میں سے بعض لوگ اہل ضلالت گمراہی کے امام اور اہل جہالت ونادانی کے پیرو ہو جائیں۔

کلام امام علیہ السّلام

لوگوں کے عیب بیان کرنے کی ممانعت میں ارشاد فرماتے ہیں۔ گناہوں سے بچنے والے اور وہ لوگ جن پر سلامتی از گناہ کا احسان کیا گیا ہے ان کے لیے یہی سزاوار ہے کہ صاحبان گناہ ومعصیت پر رحم کریں۔ اور بیشک عصمت کا شکریہ ان پر غالب ہوتا ہے۔ اور انہیں دوسرے کے عیب بیان کرنے سے منع کرتا ہے۔ پھر وہ عیب دار شخص جس کے بھائی نے کوئی عیب کیا ہے وہ کیونکر اس امر کا سزاوار نہیں ہے، اور وہ کیونکر ایسے عیوب میں مبتلا ہوکر سرزنش کر سکتا ہے۔ کیا وہ خداوند عالم کی پردہ پوشی کو یاد نہیں کرتا کہ اس کے اس گناہ کو ڈھانک لیا جو اس کے بھائی کے عیب سے بھی بہت بڑا تھا۔ اور ایسا شخص کیونکر کسی گناہ پر کسی کی مذمت کر سکتا ہے کہ جس کے مثل کا وہ خود مرتکب ہو رہا ہے اور اگر بعینہٖ اس کا مرتکب نہیں ہوا ہے تو پھر اس گناہ کے علاوہ کوئی اور خدا کی نافرمانی کی ہے جو اس گناہ سے بھی سخت تر ہے۔ قسم خدا کی اگر کبیرہ میں خدا کی نافرمانی نہیں کی اور فقط صغیرہ میں کی ہے تو ہر آئینہ لوگوں کی عیب جوئی پر جرأت کرنی اس گناہ سے بزرگ تر ہے۔

اے بندہ خدا کسی گناہ کے سبب سے کسی کی عیب جوئی نہ کر شاید وہ بخش دیا گیا ہو تو اپنے نفس سے صغیرہ پر بھی بےخوف نہ رہ کیا عجب ہے کہ اسی کے سبب سے معذب کر دیا جائے اب بہتر یہی ہے کہ تم میں سے جو شخص کسی کے عیب پر مطلع ہو تو اپنے عیوب پر نظر کرکے اس کی

عیب جوئی سے باز رہے۔ وہ نعمت سلامتی از گناہ کا شکریہ ادا کرے۔ یہ شکریہ اسے ان گناہوں سے روکے گا جن میں اس کا غیر مبتلا ہے۔

کلام امام علیہ السلام

ایہا الناس! جس شخص نے اپنے اعتقادات مستحکمہ فی الدین اور درستی راہ کو شناخت کر لیا تو اسے لازم ہے کہ پھر اس کے بارے میں لوگوں کی باتیں نہ سُنے۔ خبردار ہو کہ تیر انداز تیر چلاتا ہے تو کبھی اس کے تیر خطا بھی ہو جاتے ہیں لیکن تیر کلام جو تو نے دوسرے کی طرف پھینکا وہ اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ چاہے وہ کلام حق ہو یا باطل۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کلام باطل اپنے کہنے والے کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور خدا سننے والا اور حاضر و ناظر ہے۔ خبردار ہو جا کہ حق و باطل کے درمیان فقط چار انگلیوں کا فاصلہ ہے۔ حضرت سے اس کلام کے معنی پوچھے گئے تو آپ نے اپنی چار انگلیوں کو کانوں اور آنکھوں کے درمیان رکھا اور فرمایا۔ باطل تو یہ ہے کہ تو کہے کہ میں نے ایسا سُنا اور حق یہ ہے کہ تیرا قول ہو کہ میں نے یہ امر بچشم خود دیکھا۔

کلام امام علیہ السلام

نیکیوں کا ان کے غیر مستحق مقام میں رکھنے والا۔ نااہلوں کو سونپنے والا جو کچھ یہ فعل کر رہا ہے ان افعال میں سوائے ازیں اس کے لئے اور کوئی حصہ نہیں کہ مردمان لئیم اس کی تعریف کریں شریر لوگ اس کی صفت و ثنا میں مشغول ہوں۔ جہال اس کی مدح کیا کریں مگر اسی وقت تک جب تک کہ یہ ان پر احسان کر رہا ہے۔ افسوس! یہ اپنے ہاتھ سے کیا بخشش کر رہا ہے۔ ذات خدا کی طرف سے تو بخل اختیار کئے ہوئے ہے (مستحقین کے ساتھ احسان نہیں کرتا پھر اس کی بخشش کس کام کی) جس شخص کو پروردگار عالم مال عطا کرے اسے یہی چاہیئے کہ قرابت داروں کے ساتھ صلۂ رحم بجالائے۔ اس نیک مال سے برادر مومن کی ضیافت کرے۔ اسیروں کو اور دستگیروں کو فدیہ دیکر چھڑائے۔ اس مال میں سے محتاجوں اور قرضداروں کو عطا کرے اور جزائے نیک حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس کو ان حقوق اور ضرر حوادث روزگار پر صابر رکھنے کی کوشش کرے کیونکہ ان خصائل حمیدہ پر فائز ہو جانا شرف بزرگی ہائے دنیا اور حصول نکوئیہائے آخرت کا سبب ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

بارش کی طلب میں حضرت نے ارشاد فرمایا ہے۔ آگاہ رہو! یہ زمین جو تمہیں اٹھائے ہوئے ہے یہ

آسمان جو تم پر سایہ کئے ہوتے ہے۔ یہ دونوں کے دونوں تمہارے پروردگار کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ ان دونوں نے کبھی ایسی صبح نہیں کی ہے جس میں تمہارے ساتھ دلسوزی کر کے اپنی منفعتیں اور برکتیں تمہیں عطا کی ہوں۔ یہ بخشش و عطا تو اس لئے ہے کہ یہ تمہارا تقرب تلاش کرتے ہوں نہ کوئی ایسا نفع ہے جس کی یہ تم سے امید رکھتے ہوں۔ بلکہ حقیقت امر یہ ہے کہ ان دونوں کو تمہاری نفع رسانی پر مامور کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے پروردگار کی اطاعت کی ہے یہ تمہارے مصالح کی حدود پر کھڑے کر دیئے گئے ہیں سو کھڑے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بدکاریوں کے وقت خداوند عالم بندوں کو میوہ جات کی قلت میں مبتلا کرتا ہے۔ باران رحمت کو روک لیتا ہے۔ خیرات کے خزانوں کا سد باب کر دیتا ہے تاکہ توبہ کرنے والا اب بھی توبہ کرے۔ ترک گناہ کا ارادہ کرنے والا اب بھی گناہ ترک کرے۔ یاد کرنے والا اب بھی یاد کرے۔ اب بھی وہ شخص اپنے آپ کو گناہوں سے روکے جو روکنے کے لئے مستعد ہوا ہے اند حقیقۃً پروردگار نے استغفار کو فراوانی رزق کا سبب اور خلقت کے لئے رحمت کا وسیلہ بنایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے استغفروا ربکم انہ کان غفارا ویرسل السمآء علیکم مدرارا الخ تم اپنے پروردگار سے طلب مغفرت کرو کیونکہ وہ غفار ہے۔ بخشنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تم پر بارش برساتا ہے الخ پس رحمت خدا ہے اس شخص پر جس نے اپنی توبہ پشیمانی کی طرف رخ کیا اپنے گناہوں سے معافی طلب کی اور اپنی مدت کے لئے جلد جلد مستعد ہو گیا۔

بار الہا! ہم چوپایوں اور اطفال کی فریاد و زاری سننے کے بعد اپنی چھتوں اور اپنے گھروں سے تیری رحمت کی طرف نکل آئے ہیں تیری رحمت کی ہی رغبت کرنے والے ہیں۔ تیرے انعام وافضال کے امیدوار ہیں۔ تیرے عذاب اور تیری عقوبت سے خائف ہیں۔

بار الہا! اپنی بارشیں ہم پر برسا دے۔ ہمیں ناامید نہ کر۔ ہمیں قحط اور گرانی سے ہلاک نہ کر اور اے ارحم الراحمین تو ان اعمال پر ہم سے مواخذہ نہ کر جو ہماری نادانیوں سے وقوع میں آئے ہیں۔ پروردگارا! ہم تیری طرف نکلے ہیں اور وہ شکایت پیش کرتے ہیں جو تجھ سے مخفی نہیں اور ہم ایسی حالت میں نکلے ہیں جبکہ تنگیوں اور دشواریوں نے ہمیں مضطر کر دیا ہے۔ تنگی لانے والی قحط سالیاں ہم پر آ چکی ہیں۔ مشکل حاجتوں نے ہمیں سست اور ضعیف کر دیا ہے سخت سے سخت بلائیں ہم سے پیوستہ ہو گئی ہیں۔ خداوندا! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ناامید ہو جانے والوں کی حالت میں اپنے مکانات کی طرف نہ بھیج ہمیں اندوہناک صورتوں کے ساتھ واپس نہ فرما۔ ہمیں ہمارے گناہوں کے سبب سے جواب نہ دے اور ہمارے اعمال بد کی مقدار کے موافق ہم سے مواخذہ نہ فرما۔ بار خدایا! اپنی بارش کو ہم پر پھیلا دے۔ اپنی

برکت۔ اپنی رحمت اپنے رزق کو ہم پر نازل کر دے۔ ہم پر وہ بارش برسا جو نافع ہو۔ سیراب کنندہ ہو روئیدگیوں کو اگانے والی ہو اور تو اس بارش کے سبب سے اس چیز کو اگا دے جو فوت ہوگئی ہے۔ اس شے کو زندہ کر دے جو اب بالکل مردہ ہے۔ ہم تجھ سے ایسی منفعت آمیز بارش کی طلب کرتے ہیں جس سے کثیر التعداد میوے پیدا ہوں۔ تو اس کے سبب سے ہماری ہموار زمینوں کو سیراب کر دے۔ ہماری پست زمینوں میں سیلاب جاری ہوں۔ درختوں میں پتیاں نکل آئیں نرخ ارزاں ہو جائے کیونکہ تو اپنی مشیت پر قادر و توانا ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اس نے رسولوں کو اپنی وحی کے ساتھ مخصوص کر کے مبعوث فرمایا۔ انہیں اپنی خلقت کیلئے حجت مقرر کیا اور کوئی عذر ان کے لئے باقی نہ رکھا تاکہ ان کی (مخلوق کی) حجت اس پر لازم و واجب ہو جائے۔ پس ان رسولوں نے خلقت کو نہایت راست گفتاری کے ساتھ راہِ راست کی طرف دعوت دی خبردار ہو کہ خداوند عالم نے اپنے رسول بھیجکر جیسا کہ حق ہوتا ہے خلقت کے احوال کو آشکارا کر دیا۔ اس لئے کہ وہ ان کے اسرار محفوظ سے جاہل تھا جنہیں یہ چھپائے ہوئے تھے۔ اور ان کی پوشیدہ ضمیروں سے ناواقف تھا بلکہ اس لئے کہ ان کا امتحان لے۔ انہیں آزمائے کہ کون اعمال صالحہ میں مصروف ہوتا ہے، تاکہ ثواب جزائے اعمال ہو اور عقاب بدکرداریوں کے مساوی ہو جائے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو ہمارے بغیر راسخون فی العلم ہونے کے مدعی ہیں۔ یہ ہم پر جھوٹ بولتے ہیں۔ ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ اس لئے کہ پروردگار عالم نے ہمیں (رتبۂ امامت کے ساتھ) رفیع المنزلت بنا دیا ہے اور انہیں (اس رتبہ سے) گرا دیا ہے ہمیں یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے اور انہیں محروم کیا ہے۔ ہمیں اپنی رحمت میں داخل کیا ہے، اور انہیں خارج کر دیا ہے۔ ہماری رہنمائی سے ہدایت کے طلب گاروں کو ہدایت عطا کی گئی ہے۔ اور ہمارے سبب سے بصیرت طلب کرنے والوں کی نابینائی کو اٹھا لیا گیا ہے۔ بالتحقیق کہ امام (پیشوائے خلق اوصیائے رسول) قبیلۂ قریش سے ہوں گے جو اس سلسلے میں ہاشم کے نونہال ہیں۔ امامت سوائے بنی ہاشم کے اور کسی کے واسطے زیبا نہیں۔ اور نہ اغیار بنی ہاشم ولاۃ و خلفائے رسول ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں بعض جگہ اسی خطبہ میں ہے۔ لوگوں نے دنیا کو اختیار کر لیا۔ آخرت کو چھوڑ دیا۔ شراب صافی کو ترک کیا۔ دردِ آشام بن گئے۔ گویا میں ان کے امام فاسق کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ محرمات الٰہی کا مقتضا ہے، امور حرام سے الفت اور محبت کرتا ہے۔ حرام ہی سے موافقت کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ارتکاب محرمات کرتے کرتے اس کے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ اس کی خلقت حرام ہی سے رنگی ہوئی ہے

اور پھر ان اماموں کی طرف نہایت غیظ و غضب کی حالت میں رُخ کر رہا ہے۔ کف اس کے مُنہ سے جاری ہیں۔ اس کی حالت بالکل اس دریائے موّاج کی مانند ہے جسے کسی چیز کے غرق ہو جانے کی پروانہ ہو یا خشک گھانس میں بھڑکنے والی آگ سے مشابہ ہے جسے اس چیز کا ذرا بھی درد نہیں ہوتا جسے جلا دیتی ہے۔

کہاں ہیں وہ عقلیں جو ہدایت کے چراغوں سے روشن ہیں۔ کدھر ہیں وہ آنکھیں جو پرہیزگاری کی علامتوں کو دیکھنے والی ہیں۔ کس طرف ہیں وہ قلب جو خدا کے لئے ہبہ ہو گئے ہیں جن کا عزم اطاعت الہٰی کے لئے کمربستہ ہے۔ وہ دیکھیں کہ یہ دنیا والے کس طرح دنیا پر ہجوم کئے ہوئے ہیں اور اموال دنیا پر کس طرح ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہیں ان لوگوں کے لئے بہشت اور دوزخ کی بیرقیں بلند کر دی گئی ہیں مگر یہ (بدنصیب) جنت سے مُنہ پھرائے ہوئے اپنی بدکرداریوں کے ساتھ ساتھ جہنم کی طرف رُخ کر رہے ہیں۔ ان کے پروردگار نے انہیں بلایا۔ یہ اس سے پشت پھرا کر بھاگے اور جب شیطان نے انہیں دعوت دی تو اسے قبول کر کے اسی کی طرف مُنہ کر لیا۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

ایہا الناس! تم اس دنیا میں وہ نشانہ ہو جس پر موت تیر اندازی کر رہی ہے۔ اس کے ہر ایک گھونٹ میں کدورت ہے۔ اس کے ہر لقمہ میں رنج ہے۔ آخری فراق کے سوا تم اس کی کسی نعمت کو نہیں پہنچ سکتے۔ تم میں سے کوئی معمّر شخص کسی دن اپنی عمر کا حصہ اس کی تعمیروں میں صرف نہیں کرے گا۔ مگر آخر کار ضرور موت اسے منہدم کر دے گی۔ اس کے ماکولات میں سے کوئی شے اس کے لئے تازہ نہ ہوگی۔ البتہ وہ رزق جو اس سے پہلے موجود تھا ضرور آخر ہو جائے گا۔ اس کا کوئی اثر (اولاد) زندہ نہ ہوگا مگر ہاں مرضرور جائے گا۔ کوئی تازہ مال اس کے لئے پیدا نہ ہوگا بلکہ مال تو کہنہ ہو جائے گا۔ وہ گھانس جو اس نے اکٹھی کر رکھی ہے تلف ہو جائے گی اور تازہ گھانس اس کے لئے نہ اُگے گی۔ (ہمارے اصول (آباؤ اجداد) گزر گئے۔ ہم ان کی فرع (اولاد) موجود ہیں تو کیا اصل کے زائل ہو جانے پر فرع باقی رہ سکتی ہے؟ پھر فرماتے ہیں جب تک طریقۂ پیغمبر کو ترک نہیں کیا گیا کوئی بدعت دین میں پیدا نہیں ہوئی۔ تم ان بدعتوں سے پرہیز کرو۔ شریعت کے وسیع و فراخ رستے کو اپنے لئے لازم سمجھو کیونکہ وہ امور جو خدا اور رسول کی طرف سے مقرر ہوئے ہیں نہایت ہی افضل ہیں اور (بندگان ہوا و ہوس کی) اختراعات اور بدعتیں جتنی بھی ہیں۔ سب کی سب شرارت آمیز ہیں۔

کلام امام علیہ السّلام

جب خلیفۂ ثانی نے عجمی سپاہ کے مقابلے میں بنفس خود جانا چاہا اور اس امر میں حضرت سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا۔ دین اسلام کا غالب آنا اور مغلوب ہو جانا کچھ سپاہ کی کثرت و قلت پر منحصر نہیں۔ یہ اسلام اسی خدا کا دین ہے جس نے اس کو تمام ادیان و مذاہب پر غالب کیا ہے اور سپاہ اسلام میں اس خدا کی فوج ہے جس کی اس نے ہر جگہ مدد اور اعانت کی اسے ایک بلند مرتبہ پر پہنچا دیا۔ ان کا آفتاب وہاں طالع ہو گیا جہاں ہونا لازم تھا۔ ہم لوگ اس وعدۂ خداوندی پر کامل یقین کے ساتھ ثابت قدم ہیں اس نے غلبۂ اسلام کے بارے میں فرمایا بیشک وہ اپنے وعدوں کا وفا کرنے والا ہے۔ وہ اپنی سپاہ کا مددگار ہے۔ دین اسلام کے بزرگ اور صاحب اختیار کا مرتبہ رشتۂ مروارید کی مانند ہے جو موتی کے دانوں کو ایک جگہ جمع کر کے باہم پیوست کر دیتا ہے۔ اگر یہ رشتہ ٹوٹ جائے تو تمام دانے متفرق ہو کر کہیں کہیں بکھر جائیں گے پھر اجتماع کامل نصیب نہ ہوگا۔ آج کے روز اہل عرب اگرچہ قلیل ہیں لیکن اسلام کی شوکت انہیں کثیر ظاہر کر رہی ہے۔ یہ اپنے اجتماع کی وجہ سے یقیناً دشمن پر غالب ہوں گے۔ اب تو ان کے لئے قطب آسیا بن جا اور آسیائے جنگ کو گروہ عرب کے ساتھ گردش دے اور اپنے سوا کسی دوسرے شخص کے ماتحت بنا کر انہیں لڑائی کی آنچ سے گرم کر۔ کیونکہ اگر تو مدینہ سے باہر چلا گیا تو عرب کے تمام قبیلے اطراف و اکناف سے ٹوٹ پڑیں گے۔ اس وقت پیچھے رہ جانے والی عورات سپاہ کی حفاظت تجھ پر اس شے سے مقدم ہو جائے گی جو تیرے سامنے (جنگ فارس) موجود ہے۔ اور دوم یہ امر ہے کہ جب ایرانی کل کو تجھے دیکھیں گے تو آپس میں یہی کہیں گے کہ بس یہی ان عربوں کا سردار ہے۔ اگر تم نے اسے کاٹ چھانٹ دیا تو پھر راحت ہی راحت ہے۔ بے شک یہ اقوال تیری لڑائی پر انہیں حریص کر دیں گے۔ وہ تیری گرفتاری کی حد سے بڑھی ہوئی طمع کریں گے اور یہ جو تو نے بیان کیا کہ ایرانی فوج مسلمانوں پر چڑھائی کر رہی ہے تو پروردگار عالم ان کی اس حرکت کو تجھ سے بھی زیادہ مکروہ سمجھتا ہے، اور بیشک وہ جس امر سے کراہت رکھتا ہے اس کے تغیر پر پورا پورا قادر ہے۔ رہا تیرا یہ قول کہ حملہ ور قوم کا شمار بہت بڑھا ہوا ہے ان کی تعداد بے اندازہ ہے تو یوں خیال کر کہ ہم گروہ صحابہ نے عہد پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ میں کبھی دشمن کے ساتھ کثیر التعداد سپاہ ہی لے کر جنگ نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ خداوند عالم کی اعانت، اور اسی کی نصرت کے بھروسے پر کفار سے قتل و قتال کرتے رہے ہیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

خداوند عالم نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ کو نہایت راستی کے ساتھ اس لئے مبعوث فرمایا کہ اپنے

بندوں کو بتوں کی پرستش سے اپنی عبادت اور شیطان کی پیروی سے اپنی اطاعت کی طرف نکال لے جائے۔ اس مرسل برحق کو قرآن عنایت فرمایا جس نے اس کے اعجاز ظاہر کئے۔ اس کی حقیقت کو محکم اور استوار کر دیا تاکہ جاہل بندے اپنے پروردگار کو پہچانیں۔ منکرین وجود باری اور دہریے اس کے وجود کا اقرار کریں اور اعتقاد نہ رکھنے والوں کے دلوں میں اس کی ہستیوں کے نقش قائم ہو جائیں وہ خدا جو ہر ایک عیب ونقص سے مبرا اور منزہ ہے اپنی کتاب کے ذریعے سے اپنے بندوں پر ظاہر اور آشکار ہوا۔ بغیر اس بات کے کہ اس کو (ان ظاہری آنکھوں سے) دیکھ سکیں۔ ہاں اس قرآن کے ذریعے سے بھی تجلی دکھا کر اپنی قدرتیں دکھا دیں۔ اپنی سطوتوں سے ڈرا دیا اور بتا دیا کہ ان لوگوں کے آثار کس طرح محو کئے ہیں جو اپنے ظلم وستم سے لوگوں کو مٹا رہے تھے۔ اور کس طرح ان لوگوں کو قتل کیا ہے جو دوسروں کو نہایت ہی سختی اور عذاب کے ساتھ قتل کر رہے تھے۔

ایہا الناس! عنقریب میرے بعد ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں کوئی شے حق سے زیادہ پوشیدہ۔ باطل سے زیادہ ظاہر اور خدا ورسول پر افترا کرنے سے زیادہ اور کثیر ہوگی اس زمانے والوں کے نزدیک کتاب خدا کی کماحقہ تلاوت سے بیشتر کسی جنس کی کساد بازاری نہ ہوگی اور تحریف مواضع قرآن سے زیادہ کسی شے کا رواج نہ ہوگا۔ ان کے شہروں میں امر معروف (حکم خدا) سے بڑھ کر کوئی چیز قبیح نہ ہوگی۔ اور نہ امور منکرہ (محرمات الہٰی) سے زیادہ کوئی امر معروف (عمدہ) سمجھا جائے گا۔ کتاب خدا کے اٹھانے والے اسے پھینک دیں گے، اس پر عمل نہ کریں گے حفاظ اور تلاوت کرنے والے اس کے احکام کو بھلا دیں گے۔ اس زمانہ میں یہ کتاب اور اس کے اہل (علما) دونوں کے دونوں لوگوں سے دور ہوں گے، شہر بدر کر دیئے جائیں گے اور دونوں ایک ہی رستے میں ایک دوسرے کے ہمسفر اور مصاحب ہوں گے۔ کوئی پناہ دینے والا انہیں پناہ نہ دے گا۔ یہ دونوں دوست اس زمانہ میں لوگوں کے درمیان موجود ہوں گے۔ ان کے ساتھ ہوں گے مگر دونوں عالتوں میں نہ ہونے کے برابر۔ اس لئے کہ ضلالت اور گمراہی کبھی ہدایت سے موافقت نہیں کرتی گو (اتفاق زمانہ سے) دونوں ایک جگہ جمع ہو جائیں۔

اس زمانہ میں لوگ کتاب خدا اور اس کے اہل (علما) سے مفارقت اختیار کریں گے۔ گروہ اسلام سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ گویا وہ خود کتاب اللہ کے امام ہیں، اور یہ کتاب ان کی پیشوا نہیں ان کے پاس کتاب خدا کا نام ہی نام باقی رہے گا۔ فقط اس کے خط اور حرکات کو ہی پہچانیں گے۔ بندگان صالحین کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں گے۔ ان کے سخنان راست کو کذب علی اللہ سے منسوب کریں گے ان کو نیکیوں پر بدکاریوں کا عذاب دیا جائے گا۔

ایہا الناس! بیشک تم سے پہلے جو شخص تھے وہ اپنی طول طویل تمناؤں اور موت کو دور

سمجھنے کے سبب ہلاک ہوئے ہیں۔ ان پر وہ موت نازل ہو گئی جس کا وعدہ کیا گیا تھا اور جس کے سامنے کوئی عذر پیش نہیں جا سکتا۔ نہ وہ کسی کی توبہ کو قبول کرتی ہے۔ اور توڑ دینے والی مصیبتیں اور شدید سے شدید عقوبتیں اس کے ہمرکاب ہوتی ہیں۔

ایہا الناس! جس نے خدا سے نصیحت کو طلب کر کے اسے قبول کر لیا توفیقات الٰہی اس کے شامل حال ہیں۔ اور جس شخص نے اقوال خدا کو اپنا رہنما بنایا وہ خاص طریقۂ مقربین پر روانہ کر دیا جائے گا اور بیشک خدا کا ہمسایہ (اس کی عبادت سے نزدیک ہونے والا اس کے خوف و عذاب سے) امان اور پناہ میں ہے اور دشمن خدا ہمیشہ خائف اور ترساں۔ جس شخص نے خدا کی عظمت و جلالت کو پہچان لیا پھر اپنے آپ کو عظیم الشان سمجھنا اسے زیبا نہیں ہے۔ کیونکہ جو لوگ اس کی بزرگیوں کو جان چکے ہیں ان کی رفعت یہی ہے کہ اس کے سامنے جھک جائیں اور جن لوگوں نے اس کی قدرت کا علم حاصل کر لیا ہے ان کے لیے یہی امر موجب سلامتی ہے کہ اس کے مطیع و منقاد ہو جائیں۔ اب تم امام برحق سے اس طرح نفرت نہ کرو جیسے ایک تندرست شخص خارش کے بیمار سے اور ایک صحیح البدن انسان امراض ساریہ کے مریض سے وحشت اور تنفر کیا کرتا ہے۔ خوب جان لو! تم کبھی رشد اور ہدایت کو نہ پہچانو گے جب تک کہ اس شخص کو نہ جان لو جس نے رشادت اور ہدایت کو ترک کر کے گمراہی اختیار کی ہے۔ تم ہرگز عہد و پیمان کتاب خدا کو اخذ نہ کر سکو گے جب تک کتاب خدا سے بدعہدی کرنے والے نفس کی معرفت حاصل نہ کر لو تم کبھی اس کتاب سے متمسک نہ ہو سکو گے جب تک اس شخص کو نہ پہچان لو جس نے اسے الگ ڈال رکھا ہے۔ تم ان باتوں کو انہیں لوگوں سے دریافت کرو جو کتاب اللہ ہیں کیونکہ یہ لوگ علم کی زندگی ہیں (احیائے علوم انہیں کے ذمہ ہے) اور جہل کے لئے موت وہ ایسے لوگ ہیں جو تمہیں ان امورات کی خبر دیتے ہیں وہ اپنے علم کی بنا پر احکام الٰہی نافذ کرتے ہیں۔ ان کا جھوٹی باتوں سے خموش رہنا ان کے ادراک کی بنا پر ہے۔ ان کا ظاہری تقوےٰ و زہد اعتقاد باطنی سے وابستہ ہے۔ یہ ایسے لوگ دین کے مخالف نہیں ہوتے۔ نہ اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ وہ (دین) ان کے درمیان ایک سچا شاہد اور خموشی کے ساتھ بولنے والا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

بصرے والوں کے ذکر میں بیان فرماتے ہیں۔ ان دو نو (طلحہ و زبیر) میں سے ہر ایک شخص اپنے لئے امارت کی امید رکھتا ہے۔ اور اپنے مصاحب سے علیحدہ ہو کر اسے اپنی ہی طرف معطوف کرنا چاہتا ہے۔ افسوس! یہ دو نو شخص حبل المتین سے متوسل نہیں ہوتے نہ کسی سبب سے اپنے آپ کو خدا کی طرف کھینچتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک متنفس اپنے مصاحب کے لئے حسد کا اٹھانے والا ہی

اور عنقریب ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے لئے حسد کے پردوں کو اٹھائے گا۔ ان کا حسد کُھلم کُھلا ظاہر ہو جائے گا۔ قسم خدا کی اگر یہ اس چیز (امارت) تک پہنچ جاتیں جس کا ارادہ کر رہے ہیں تو بیشک ان میں سے ہر ایک دوسرے کی جان لے لے۔ اور ایک دوسرے کو قتل کروا دے۔ باغی گروہ کھڑا ہو چکا ہے۔ اب کہاں ہیں امور خیر کے عامل۔ کدھر ہیں امر بالمعروف کا حکم کرنے والے آئیں! شریعت کی راہیں ان کے سامنے رکھ دی گئی ہیں۔ زبان پیغمبرؐ سے انہیں پہلے ہی خبر مل چکی ہے (کہ یا علی انک ستقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین اے علیؑ عنقریب تو بیعت توڑنے والوں، ظلم کرنے والوں۔ اور خلیفہ برحق کے مجادلہ کو حلال سمجھنے والوں کے ساتھ مقاتلہ کرے گا) یاد رکھو۔ ہر ایک ضلالت کے لئے علت ہوتی ہے دیگران کی ضلالت کی علت حسد کے سوا اور کچھ نہیں) ہر ایک عہد توڑنے والے کے واسطے ایک شبہ ہوتا ہے (دیگران کے لئے سوائے بغاوت و طلب ریاست کے اور کوئی شبہ نہیں) قسم خدا کی میں وہ شخص نہیں ہوں جو ماتم کی آواز پر کان لگا کر کسی کی موت کی خبر سنتا ہے اور روتا ہوا (پرسے کے لئے) حاضر ہوتا ہے میں وہ شخص نہیں ہوں کہ مسلمانوں کی ہلاکت کی خبر سنوں اور ان کی سوگواری و گریہ و زاری میں مشغول ہو جاؤں۔ میں ہرگز خاموش نہ بیٹھوں گا۔ دشمن کو فرصت نہ دوں گا اور اسے بہت جلد اس کے کیفر کردار کو پہنچا دوں گا۔

کلام امام علیہ السّلام

شہادت سے کچھ پیشتر حضرت نے فرمایا ہے۔ ایہا الناس! ہر شخص اس شے سے ملاقات کرنے والا ہے جس سے اسباب دنیوی جمع کرتے وقت وہ کراہت ظاہر کرتا ہے مگر موت سے فرار ممکن نہیں۔ ہر شخص کی مدت عمر اس کے نفس کو موت کی طرف ہنکانے کا مقام ہے اور موت سے بھاگنا عین الحاق مرگ ہے۔ میں نے اپنی عمر کا ایک ایک روز اسی تفحص اور تجسس میں گزار دیا کہ شاید اسی میں وہ امر (موت) مخفی ہو۔ مگر پروردگار عالم نے انکار کیا اسے پوشیدہ ہی رکھا۔ ہیہات! وہ ایک علم مخزون ہے (خزانہ الٰہی میں پوشیدہ ہے۔ اور سوائے اس کے کوئی اس پر مطلع نہیں ہو سکتا) مگر ہاں میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ کسی شے کو اس پروردگار یکتا کا شریک نہ بنانا۔ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ کی سنت کو ضایع نہ کرنا۔ ان دونوں عمودوں کو قائم رکھنا ان دونوں چراغوں کو روشن کئے رہنا۔ مذمت اور عیب سے تم دور رہو گے جب تک ان دونوں چراغوں سے نہ بھاگو۔ اور یہ دونوں ہر ایک شخص پر اس کی طاقت و وسعت کے موافق بار کئے گئے ہیں اور محرومان بے عقل (دیوانوں۔ نابالغ لڑکوں) کے لئے تخفیف مد نظر رکھی گئی ہے

کیونکہ تمہارا پروردگار رحیم. تمہارا دین مستقیم اور تمہارا امام علیم و دانا ہے (معارف و احکام میں کسی شخص پر سختی نہیں کی بلکہ ہر ایک کو بقدر وسعت و طاقت تکلیف دی گئی ہے) میں کل تو زمانہ پیغمبرؐ میں تمہارا مصاحب تھا. آج تمہارے امتحان کا سبب ہوں (میں امام برحق ہوں تم میری اطاعت و غیر اطاعت میں آزمائے جا رہے ہو) اور کل جو میری موت کا روز ہے میں تم سے مفارقت کر جاؤں گا. پس خداوند عالم ہمیں اور تمہیں مغفرت عطا فرمائے اگر ہم اس لغزش گاہ میں ثابت قدم رہیں تو فہو المراد اور اگر ہمارا پاؤں پھسل گیا تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ ہم شاخوں کے سائے میں تھے (جو کبھی یہاں ہے کبھی وہاں) ہواؤں کے چلنے کی جگہ میں تھے (جن کے جھونکے ادھر اُدھر اڑائے رہتے تھے) اور ایسے بادلوں کے سائے میں تھے جو فضائے آسمان میں ایک دوسرے سے پیوست تھے اور جن کے سائے کے نشانات زمین میں بالکل محو ہیں اور سوائے اس کے نیست کہ میں تمہارا ایک ہمسایہ تھا میرے بدن نے چند روز تمہاری مجاورت میں بسر کئے. انجام کار تم اسے روح سے خالی پاؤ گے. یہ متحرک شے ساکن ہو جائے گی. یہ گویا زبان بالکل بستہ ہوگی میری یہ سیرت. میری یہ حالت. خموشی کے ساتھ میرا سر در گریبان ہو جانا میرے اعضا کا حرکت سے باز رہنا. میری یہ سب حالتیں تمہیں نصیحتیں کرنے والی ہیں. اگر تم سمجھو اور وہ لوگ جو بلاغت آمیز کلام اور سننے کے قابل قول سے عبرت حاصل کیا کرتے ہیں. میرے یہ حالات مذکورہ ان کے لئے اعلیٰ درجے کے وعظ ہیں (اچھا خدا حافظ) اب میں تمہیں وداع کرتا ہوں اور اس شخص کی مانند وداع کر رہا ہوں جس کی ملاقات کا بروز فردا کہیں انتظار کیا جا رہا ہو. تم نے میرا زمانہ دیکھ لیا ہے. میرے اسرار نہاں اور اعتقادات دلی تم پر کھلے ہوئے ہیں اب میری جگہ خالی ہو جائے گی. اس وقت میری قدر و منزلت کو پہچانو گے اور جب کوئی غیر میرا جانشین ہوگا پھر مجھے یاد کرو گے.

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

زمانہ آئندہ میں واقع ہونے والے فتنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں. اس قوم گمراہ نے طریقہ ہائے ہدایت کو چھوڑتے ہوئے ضلالت کے رستے اختیار کئے. طریق وسطیٰ عدلیہ کو چھوڑ دیا اور چپ و راست کو ہی اخذ کر لیا. اب تم اس چیز کے آنے میں عجلت نہ کرو جو آنے والی ہے اور اس کے آنے کی بالکل توقع ہے اور کبھی اس چیز میں سستی نہ کرو جسے آنے والا زمانہ لگائے لئے آرہا ہے. کیونکہ اکثر عجلت کرنے والا جس چیز کے حصول کو دوست رکھتا ہے اسے نہیں پاتا (مطلوب نہیں ملا کرتا. اور یہ گھبرانا کیا معنی) آج کے دن سے کل کی صبح قریب ہی

تو ہے۔ اے میری قوم! یہ ہے وہ زمانہ جس میں ہر ایک وعدہ شدہ شے وارد ہوگی۔ وہ امر ظاہر ہوگا جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور وہ امر موعود اس طرح ظاہر ہوگا کہ تم اسے پہچان ہی نہ سکوگے آگاہ ہو جاؤ جس شخص نے اس زمانہ میں ہم اہلبیت میں سے ان وقوعات کا ادراک کیا وہ اس ظلمت کی راہوں میں روشن چراغ لئے ہوئے سیر کرے گا۔ اور اس صفت کو دیکھ کر وہ لوگ اس کی پیروی کریں گے جو صفات تقویٰ و صلاح سے متصف ہیں۔ یہاں تک کہ وہ (قائم آل محمدؑ) گرفتاران ظلم و ستم کی گردنوں سے طوق نکال دے گا۔ انہیں ان سختیوں سے آزاد کرے گا۔ باغی اور طاغی جماعتیں اس کے سبب سے برہم ہوں گی وہ دین و ایمان کے تفرقوں کو جمعیت سے بدل دیگا جبکہ یہ لوگوں سے پوشیدہ ہوں گے کوئی پیچھے آنے والا اس کے اثر اور نشان کو نہ دیکھ سکے گا۔ خواہ کتنی ہی دقت تنظر اور تامل سے کام لے۔ اس فتنے میں جمع ہو جانے والے ذہن اس طرح تیز کر دیئے جائیں گے جیسے کہ آہنگر شمشیر و خنجر کو صیقل کیا کرتا ہے۔ ان کی آنکھیں قرآن سے روشن کر دی جائیں گی۔ قرآن کی تفسیر ان کے کانوں میں ڈال دی جائے گی۔ جب یہ لوگ حکمت اور دانشمندی کی شراب پی لیں گے تو شراب علم و معرفت کے پیالوں پر جھک پڑیں گے۔

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں اس گروہ جبار کی مدت عمر دراز ہے تاکہ اپنی ذلت و خواری اتمام کو پہنچا دیں۔ اور اپنے موجودہ حالات کے تغیر کے مستوجب ہو جائیں (خداوند عالم انہیں بہت مہلت دے گا، تاکہ اچھی طرح سے گنہگار ہو کر اپنی نعمتوں کے زوال کا باعث ہو جائیں) حتیٰ کہ مرگ ان کے لئے سزاوار ہو۔ اور دوسری قومیں ان کے فتنوں سے راحت پا کر ان کی جنگ کی برداشت کے لئے بلند ہو جائیں۔ ان آخرالذکر لوگوں نے اپنے صبر میں کوئی بات خدا کے لئے اٹھا نہیں رکھی اور راہ حق میں اپنے نفوس کی بخشش کو بزرگ نہیں سمجھا۔ حتیٰ کہ ان کی بلاؤں کی مدتوں کو قطع کرنے کے لئے خدا کا حتمی حکم ان کے موافق صادر ہو گیا۔ ان لوگوں نے اپنی بینائیوں کو شمشیروں پر اٹھا لیا اور اپنے واعظ کے حکم سے اپنے پروردگار کی اطاعت کے قریب ہو گئے۔ جس وقت پروردگار عالم نے اپنے رسول کی روح کو قبض فرمایا تو ایک قوم اپنے پچھلے پاؤں پر (زمانۂ جاہلیت کی طرف) لوٹ گئی۔ شیطانی رستوں نے انہیں ہلاک کر دیا۔ ان لوگوں نے گمراہوں کی دوستی پر اعتماد کیا اور پیغمبر کے خویش و اقربا کو چھوڑ کر دوسروں کی اعانت کرنے لگے اس سبب (نجات) کو چھوڑ دیا جس کی مودّۃ اور محبت پر مامور ہوئے تھے۔ بنائے خلافت کو اس کی استوار اصل سے نقل کر کے دوسرے غیر مستحق محل میں اس کی بنا قائم کی۔ یہ لوگ گناہ کے معدن ہیں۔ ہر ایک دریائے ضلالت میں داخل ہونے والے کے لئے دروازے ہیں۔ حیرت اور سرگردانی (کے میدانوں) میں ان کی آمد و رفت ہے۔ آل فرعون کا طریقہ اختیار کر لیا یعنی لذات

دنیا میں گرفتار ہو کر عذاب خدا سے غافل ہیں۔ دنیا کی طرف سے منقطع ہونے والا دولت دنیا سے پیوست ہے اور دین سے علیحدگی اختیار کرنے والا دنیا سے دور ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

میں خداوند عالم سے ان اشیاء پر اعانت طلب کرتا ہوں جو شیطان کی دور کرنے والی ہیں۔ اس کے دام فریب میں گرفتار ہونے سے روکتی ہیں۔ اس کے حیلوں اور مکاریوں سے بچاتی ہیں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں۔ اس کے رسول ہیں۔ اس کے برگزیدہ ہیں۔ اس کے خالص رکتے ہوتے ہیں کسی شے کے ساتھ اس کی فضیلت کو برابر نہیں کیا جا سکتا اور نہ کسی شے پر اس کی فضیلت کے برابر ہونے والی شے کے فقدان پر جبر کیا جا سکتا ہے۔ جن شہروں پر ضلالت کی تاریکیاں چھا رہی تھیں۔ جہالتوں کا غلبہ ہو رہا تھا۔ ظلم و ستم کمال کو پہنچ چکے تھے۔ لوگ (ان شہروں کے ساکن) حرام کو حلال کر رہے تھے۔ حلیم اور بردبار لوگوں کی ذلت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے۔ سستی کے زمانے میں بسر کر رہے تھے (جو پیغمبروں کی بعثت میں واقع ہو رہی تھی) کفر اور طغیان پر جان دی جا رہی تھی وہ (شہر) اس (نور خدا کی روشنی) کے سبب سے چمک اٹھے۔ اب اے گروہ عرب! خوب سمجھ لو کہ تم تیر بلیات کا نشانہ بن رہے ہو۔ تم ان طرح طرح کی دنیاوی نعمتوں کی مستیوں اور غفلتوں سے پرہیز کرو اور اس عذاب عقاب سے ڈرو جو ہلاک کرنے والا ہے۔ تم اشتباہ و التباس کے غبار میں ثابت قدمی طلب کرو فتنہ و فساد کی کجی سے الگ رہو جبکہ اس (فتنہ) کے رموز پنہاں ظاہر ہوں۔ اس کی پوشیدگیاں ظہور میں آئیں اس کا قطب سیدھا ہو جائے (اس کے امیر مسلط ہوں) اس کی آسیا گردش کرنے لگے (اس کی فوجیں حرکت کریں) یہ فتنہ پوشیدہ رستوں میں ظاہر ہو کر علانیہ اور آشکارا قباحتوں کی طرف رجوع کرے گا (ابتدا میں اس کی مقدار تھوڑی ہوگی مگر انجام کار حد سے زیادہ بڑھ جائے گا) اس کی جوانی ایک طفل نوخیز کی سی جوانی ہے (جو ضعف کے بعد قوت پکڑتا ہے) اس کے اثر سنگ سخت کے آثار کی مانند ہیں (جس پر پڑ گئے اسے توڑ ڈالا) یہ ظالم گروہ ایک دوسرے سے بطریق عہد و پیمان میراث پائیں گے۔ ان کا راس و رئیس اور پہلا شخص نفس آخر کو اپنے طریقے پر کھینچنے والا ہے اور یہ آخری شخص اسی پہلے کا مطیع اور اقتدا کرنے والا۔ یہ لوگ اس دنیائے دنی کی لذتوں میں نہایت اشتیاق کے ساتھ راغب ہوں گے اور کتوں کے مانند اس گندے مردار کی حرص کریں گے اور عنقریب (بروز آخرت) ماموم امام سے بیزار ہو جائے گا۔ (ایک دوسرے سے عداوت و دشمنی کے ساتھ علیحدگی اختیار کریں گے اور وقت ملاقات (بروز قیامت) ایک دوسرے پر

لعنت کرے گا۔

پھر اس فتنہ کے بعد ایک اور خلقت میں زلزلہ ڈال دینے والا پیشوا اسے فتنہ ظاہر ہوگا۔ وہ بھاگنے والوں کو توڑ ڈالے گا۔ حق کی طرف راست ہونے کے بعد قلوب باطل کی طرف مائل ہوں گے اور ضلالت سے باز رہنے کے بعد لوگ گمراہی میں گرفتار ہو جائیں گے۔ اس فتنے کے ہجوم کے وقت خواہشیں مختلف ہوں گی۔ اس کے ظہور کے وقت تدبیریں مشتبہ ہو جائیں گی۔ جو شخص اس کے قابو میں آئے گا اُسے توڑ ڈالے گا اور جو شخص اس کے انہدام کی فکر کرے گا اسی کو منہدم کر دے گا۔ اس فتنہ آمیز زمانے میں لوگ ایک دوسرے کو اس طرح کاٹیں گے جیسے طویلے میں گدھے ایک دوسرے کو کاٹا کرتے ہیں جس وقت ان کی پچھاڑیاں کھل جائیں۔ اس زمانے میں امور کے چہرے کور ہو جائیں گے (خلقت کے کاموں میں جلانہ ہوگی) اہل حکمت و معرفت نہایت ہی کم ہوں گے۔ ظالموں کا دل بالا ہوگا۔ یہ فتنہ اپنے ظلم کے تیشوں سے صحرانشینوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرے گا۔ اور اپنے مرکبوں کے سینوں سے انہیں ریزہ ریزہ کر دے گا (تفرقہ ڈال دیگا) تنہا رہ جانے والے شخص اس کے غبار میں ضائع اور تباہ ہو جائیں گے (جو شخص اس سے علیحدہ رہے گا اس کے ہمراہ نہ ہوگا برباد ہو جائے گا) اور سوار (اس کی کمک کرنے والے) اس کے راستوں میں ہلاک ہوں گے۔ ان پر نہایت ہی تلخ حکم وارد ہوگا اور ان کا بالکل قلع قمع ہو جائے گا۔ یہ فتنہ تازہ خون کو دوہے گا۔ دین کے نشانوں میں رخنہ اندازی کرے گا۔ یقین کے گلوبند کو کھول ڈالے گا (احکام یقینیہ دینیہ برطرف کر دیئے جائیں گے) عقلمند لوگ اس سے بھاگیں گے اور ناپاک خصلت طبیعتیں اس کو رواج دیں گی۔ یہ فتنہ صاحب رعد ہے (گرجنے والا ہے) صاحب برق ہے (جلانے والا ہے) اپنی پنڈلی کو کھولنے والا ہے (اپنے فکروں کی تلاش کرنے والا ہے) اس کے عہد میں تمام رشتے اور رحم قطع ہو جائیں گے۔ دین اسلام اس سے مفارقت کرے گا۔ اس سے بیزار رہنے والا بیمار اور اس کی گرفت کرنے والا خود گرفتار ہے

اسی خطبہ میں بعض جگہ یہ بھی ہے ان حالات مذکورہ کے وقت مسلمان یا تو مقتول ہوں گے جن کا خون رائیگاں جائے گا (کسی کو خونبہا لینے کی جرأت نہ ہوگی) یا خوفناک ہو کر جائے پناہ تلاش کریں گے۔ انہیں عہد بندیوں۔ قسموں اور ایمان کی مکاریوں سے (بطور مکر اپنے آپ کو صاحب ایمان ظاہر کر کے) فریب دیا جائے گا۔ پس تم فتنہ کی علامتیں اور بدعت کے نشان نہ بنو اور اس چیز کے ملازم ہو جاؤ جس پر جماعت حقہ کی حبل المتین بندھی ہوئی ہے۔ اور اطاعت (خداوندی) کے ارکان اس پر بنا کئے گئے ہیں۔ تم مظلومی کی حالت میں پروردگار کی طرف رُخ کرو۔ ظالم کی حیثیت سے اس کے سامنے نہ جاؤ۔ شیطان کے درجوں اور ظلم و عدوان کے مقاموں سے بچو اپنے شکم میں حرام کے لقمے داخل نہ کرو۔ کیونکہ تم اس شخص کے سامنے موجود ہو جس نے معصیت

کو تم پر حرام کیا ہے اور اطاعت کے رستے تمہارے لئے سہل اور آسان کر دیئے ہیں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

حمد اور تعریف اسی پروردگار عالم کے لئے مختص ہے جس کی مخلوق اس کے وجود پر ایک دلیل ہے جس کی ازلیت کے لئے یہ کافی برہان ہے کہ اس کی خلقت محدث ہے اور ایک ابتدا رکھتی ہے۔ جس کی مخلوقات کا ایک دوسرے کی صورت سے مشابہ ہونا صاف بتا رہا ہے کہ اس کا مثل و مانند کوئی نہیں۔ مدرکات میں سے کوئی قوت مدرکہ اس کا احساس و ادراک نہیں کر سکتی۔ اور کوئی پردہ اٹھانے والا اسے ظاہر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ صانع اور مصنوع حاد (گھیر لینے والے) اور محدود (گھیرے ہوئے) رب (پرورش کنندہ) اور مربوب (پرورش یافتہ) میں بہت بڑا فرق ہے۔ وہ احد ہے۔ صفت وحدت کے ساتھ متصف ہے مگر وہ وحدت نہیں جو اعداد کی طرف راجع ہو بلکہ وحدت غیر عددی۔ وہ مخلوق کا ایجاد کرنے والا ہے مگر یہ ایجاد اس معنی میں نہیں کہ اسے اس کے سبب سے کوئی حرکت (عقلیہ و حسیہ لاحق ہوئی ہو یا اُسے کوئی تعب و رنج پہنچا ہو اس میں کسی قسم کا کوئی بھی تغیّر پیدا نہیں ہوا کیونکہ حرکت اور تغیر ممکنات کے خواص ہیں اور ذات واجب الوجود کے لئے ممتنع) وہ ہر ایک آواز کو سنتا ہے۔ وہ کل امور کو دیکھتا ہے مگر وہ اس سماعت و بصارت میں کسی آلہ کا محتاج نہیں۔ وہ ہر جگہ موجود ہے مگر ملاقات عقلی و حسّی کے ساتھ نہیں (کیونکہ وہ اس کی جنسیت سے بالکل علیحدہ ہے پھر غیر جنس کے ساتھ ملاقات کیسی) وہ ہر ایک چیز سے جدا ہے مگر نہ ایسی مسافت کے ساتھ جسے عقل و حس معلوم کر سکے (کیونکہ علّت و معلول میں کوئی فاصلہ نہیں ہوا کرتا۔ ورنہ وجود علت بغیر معلول کے رہا جاتا ہے) وہ ظاہر ہے (ہر صاحب فہم کے سامنے اپنے آثار کے سبب سے آشکار ہے مگر کسی رویت عقلی و حسّی کے ساتھ آشکار نہیں۔ وہ پوشیدہ ہے مگر اپنی لطافت اور خفائے ذاتی کے سبب سے پنہاں نہیں (بلکہ اس کا ظہور عین باطن ہے اور اس کا باطن عین ظہور ہو الظاہر و ہو الباطن) وہ ہر ایک شے سے (اپنے خواص ذاتی کے سبب) جدا ہے کیونکہ اسے ان اشیا پر غلبہ حاصل ہے ان پر قدرت رکھتا ہے (یہی اس کے خواص ذاتی ہیں) اور ہر ایک شے (اپنے خواص ذاتیہ کے سبب سے) اس سے علیحدہ ہے۔ کیونکہ وہ اس کے سامنے جھکتی ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتی ہے (اس کے ذاتی خواص یہی ہیں۔ پھر جن دو چیزوں کے خواص ذاتی میں اس قدر تباین ہو وہ کیونکر متحد ہو سکتی ہیں) جس شخص نے صفات زائدہ بر ذات کے ساتھ اس کا وصف بیان کیا تو اس نے گویا اس کی ایک حد مقرر کر دی اور جس نے حد قائم کی اس نے گویا اس کو شمار کر لیا۔ اور جس شخص نے اُسے

شمار کر لیا تو گویا اس نے اس کی ازلیت کو باطل کر دیا جس شخص نے سوال کیا کہ وہ اب کیونکر ہے،
کس حالت میں ہے تو وہ صفات زائدہ کے ساتھ اس کے وصف کا طالب گار ہوا۔ اور جس شخص
نے یہ دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے تو گویا اس نے اس کے لئے ایک مکان مقرر کر دیا۔ وہ پروردگار
عالم ہے اور کسی کو اس کی کنہ معلوم نہیں۔ وہ رب الارباب ہے اور کسی کا مربوب (پرورش
کردہ شدہ) نہیں وہ قادر ہے مقدور نہیں (کوئی دوسرا شخص اس پر کسی قسم کی قدرت نہیں رکھتا)

بعض خطبوں میں یہ عبارت بھی ہے جو قتل عثمان کے بعد آپ کی زبان سے نکلی ہے

آفتاب عالم افروز طالع ہوا۔ حق اور عدالت کی چمکدار بجلیاں چمکیں۔ خلافت واضحہ بانتص والوحی
ظاہر ہوگئی۔ منحرف شدہ دین راست ہو گیا۔ اور پروردگار عالم نے ایک قوم ہوا پرست کو گروہ حق
پرست کے ساتھ اور ایام شقاوت کو ایام سعادت کے ساتھ ایسی حالت میں تبدیل کر دیا جبکہ
ہم ان تغیرات کا اس طرح انتظار کر رہے تھے جیسے قحط سالی میں باران رحمت کا انتظار ہوتا ہے
خوب جان لو کہ ائمہ خلق اللہ کے لئے اس ذات وحدہ لاشریک کی طرف سے قائم مقام اور خلیفہ
ہیں۔ بندوں پر اس کی طرف سے کارفرما اور حکمراں ہیں۔ وہی شخص داخل بہشت ہوتا ہے جو ان
کی حقیقت سے واقف ہو جائے اور یہ اسے پہچان لیں۔ اور وہی شخص فی النار ہے جو ان کی
صداقت کا انکار کرے اور یہ بزرگوار اس کے اخلاص و اطاعت سے منکر ہوں۔ بے شک
پروردگار عالم نے تمہیں اسلام کے لئے مخصوص کیا ہے اور اسی اسلام کے لئے وہ تم سے خلوص
کا طالب ہے کیونکہ یہ اسلام سلامتی اور نجات کا نام ہے اور کرامتوں کا جمع کرنے والے پروردگار
نے اس کے طریقہ کو برگزیدہ کیا۔ علم ظاہری (معجزات و کرامت) و احکام باطنی (احکام یقینیہ عقلیہ)
کے سبب سے اس کی حجتوں اور برہانوں کو ظاہر کر دیا اس کے نہایت ہی عمدہ آثار و اعلام فانی
نہ ہوں گے اور اس کے عجائبات کبھی منقضی نہ ہوں گے۔

اس اسلام پر نعمتوں کی بہاروں کی بارشیں برس رہی ہیں۔ اس میں تاریکیوں کو دور کر دینے
والے روشن چراغ ہیں۔ اسلامی کنجیوں کے بغیر سطوت کا دروازہ اور خزانہ کھل نہیں سکتا اور نہ
اس کے چراغوں کے بغیر جہالت کی تاریکیوں کے پردے اٹھ سکتے ہیں۔ پروردگار عالم اس (اسلام)
کو اس لئے عرصۂ شہود میں لایا ہے کہ محارم و منہیات سے پرہیز کیا جائے اور اسے اس نے مہیا
کیا ہے کہ اس کے محل رعایت کی رعایت مدنظر رکھی جائے (کہ جو اس کے احکام و آداب ہیں) اس
(اسلام) میں طالبان شفا کے لئے شفا ہے اور خواستگاران کفایت (مطالب دنیا و آخرت کے لئے)
کفایت۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

اس شخص گمراہ کو خداوند عالم کی طرف سے مہلت دی گئی ہے وہ عذاب خدا سے غافل رہنے والوں کے ساتھ بلندی ہدایت سے پستی ضلالت کی طرف گرے گا۔ وہ گنہگاروں کے ساتھ عالم صبح میں داخل ہوگا بغیر اس راہ راست کے جو مقصد تک پہنچانے والی ہو اور بغیر اس امام و پیشوا کے جو اُسے نجات کی طرف کھینچنے والا ہو۔ بعض مقام پر اسی خطبہ میں ہے حتیٰ کہ پروردگار عالم نے ان کی جزائے معصیت پر سے پردے اٹھائے۔ انہیں (موت کے باعث) غفلت کے پیراہنوں سے باہر نکال لیا۔ انہوں نے آخرت کی طرف رُخ کیا حالانکہ (دنیا میں) اس کی طرف پشت کئے ہوئے تھے اور دنیا کی ان دولتوں کی طرف سے پیٹھ پھرالی جن کی طرف دنیا میں مُنہ کئے ہوئے تھے۔ مگر انہوں نے اپنی خواہشوں کے موافق جو کچھ حاصل کیا اس سے منتفع نہ ہو سکے اور اپنی حاجتوں کے موافق جو کچھ بھی پیدا کیا اس سے کچھ بھی انہیں نفع نہ پہنچا۔ بالتحقیق میں اس منزلت اور اس حالت سے تمہیں اور اپنے نفس کو ڈراتا ہوں۔ ہر انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کے سبب سے نفع حاصل کرے۔ بصیر اور بینا وہی شخص ہے جس نے قول حق کو سُنا اس میں فکر کی۔ حوادث روزگار پر گہری نظر ڈالی اور بصیرت حاصل کی۔ زمانہ کے عبرت انگیز حالات سے منتفع ہوا، ہلاکت کے مقامات میں گرنے سے اجتناب کرتے ہوئے۔ ضلالت کی گھاٹیوں سے گم ہو جانے سے بچتے ہوئے اس وسیع و مبیّن راہ کو اختیار کیا جو عقل اور شرع کے موافق ہے۔ اب ایسے شخص کو لازم ہے کہ حق سے عدول کرتے۔ کلام کو تغیر دیتے (جھوٹ بولنے) اور صداقت سے ڈرنے کے سبب سے اپنے نفس کے ضرر کے لئے گمراہوں کی اعانت نہ کرے۔

اے سننے والے! دنیا کی مستیوں سے ہوش میں آ۔ ہوش میں، اپنی غفلت سے بیدار ہو۔ اپنی سرعتوں اور جلد بازیوں کو کوتاہ کر (جو حصول دنیا کے لئے عمل میں آرہی ہیں) نبی امّی صلے اللہ علیہ و آلہ کی زبان سے جو کچھ تیرے پاس پہنچا ہے اس میں وقت فکر و نظر سے کام لے۔ اس چیز کے بارے میں جس سے تو ناچار ہے اور جس سے کسی طرح گلو خلاصی نہیں ہو سکتی۔ جو شخص فرمان پیغمبر کی مخالفت کرتا ہے تو اس کی مخالفت کر۔ جو شخص ارشاد پیغمبر کے غیر کی طرف بلاتا ہے تو اس شخص کو اسی چیز (محبت دنیا) پر چھوڑ دے جس پر وہ اپنے نفس کے لئے راضی ہو گیا ہے۔ تو اپنے حسبی اور نسبی فخر و مباہات کو چھوڑ۔ اپنی کبر و بزرگی کو الگ ڈال۔ اپنی قبر کو یاد کر قبر کو۔ کیونکہ یہی تیری گذرگاہ ہے۔ اور یاد رکھ جیسی جزا دے گا ویسی ہی جزا پائے گا اور جو کچھ بوئے گا وہی کاٹے گا۔ اور آج کے روز جو کچھ تو نے ذخیرہ آگے روانہ کر لیا، بروز قیامت اسی پر وارد ہوگا۔ لہذا تو اپنے قدموں کے لئے آخرت

میں جگہ مہیا کر اور وہ توشہ روانہ کئے جا جو کل کے روز تیرے کام آئے۔ الحذر الحذر اے نصیحتوں کے سننے والے الحذر۔ تلاش کر۔ تلاش کر۔ اے غافل آخرت کی معاش کو تلاش کر۔ یاد رکھ خبر رکھنے والے شخص کی مانند (جو خدا و رسول و ائمہ ہدیٰ ہیں) کوئی شخص احوال آخرت کی تجھے خبر نہیں دیگا

خداوند تعالے وہ احکام جو لوح محفوظ میں ثبت ہیں جن پر ثواب دیا جاتا ہے جن کی بنا پر عذاب کیا جاتا ہے جن کے سبب سے وہ راضی ہوتا ہے اور جن کی وجہ سے غضب ناک ہوتا ہے ان احکامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگرچہ بندہ اپنے مقدور بھر سعی اور کوشش کرے تمام نقائص سے اپنے اعمال کو خالص اور بری رکھے۔ مگر یہ بات اسے کچھ نفع نہ پہنچائے گی اگر وہ ان خصلتوں میں سے (جن کا بیان ہوتا ہے) ایک خصلت کے ساتھ بھی دنیا سے نکل کر اپنے پروردگار سے ملاقات کرے اور اس خصلت سے توبہ نہ کی ہو۔ وہ خصلتیں یہ ہیں کہ پروردگار عالم نے اپنی عبادت جو اس پر فرض کی ہے اس میں دوسرے کو شریک کرے یا (ریاکاری کے ساتھ عبادت کرے کیونکہ یہ بھی شرک باللہ ہے) یا اپنے نفس کی ہلاکت کے وقت غصہ کو دور کر دے (جو امور کہ دنیا میں آخرت میں ہلاکت نفس کا باعث ہوں ان پر ذرا بھی غصہ ظاہر نہ کرے) یا یہ کہ ایک امر کا اقرار کرے اور پھر اس کے برخلاف عمل میں لائے (فعل موافق قول نہ ہو) یا یہ کہ کسی حاجت مند کی حاجت کو دین میں بدعت کا اظہار کر کے پورا کرے (جیسے کہ جھوٹی شہادت دینا۔ حکم کرتے وقت رشوت کا لینا وغیرہ وغیرہ) یا یہ کہ دو صورتوں کے ساتھ آدمیوں کے ساتھ ملاقات کیا کرے (کبھی دوستی کے ساتھ کبھی دشمنی کے ساتھ۔ ایسا شخص لوگوں کو فریب دینے والا اور مکار ہے) یا دو زبانوں کے ساتھ آدمیوں کے درمیان گردش کرے (جب کبھی سامنے ہو تو مدح و ثنا اور جب کبھی پیٹھ پیچھے ہو تو مذمت۔ بیشک نفاق اسی کو کہتے ہیں) اب تو ان خصلتوں کو جان لے کیونکہ مثل اور شبیہ حمائل اور مشابہ کی طرف راہنما ہوتی ہے (کلیات اپنے جزئیات کے ہی مطابق ہوا کرتے ہیں۔ ایسی خصلتوں والے لوگ جو خلفائے ظلم و جور ہیں ان کے اظہار نام سے غرض کیا۔ کیونکہ الکنایۃ ابلغ من التصریح مشہور ہے)

یہ بھی جان لے کہ چوپایوں کی زندگی کا مقصد اعلیٰ یہی ہے کہ وہ اپنی شکم پری کر لیا کریں اور درندوں کا مقصد یہ ہے کہ اپنے غیر سے دشمنی رکھیں اسے ضرر پہنچائیں اور عورتوں کی غایت اعلیٰ یہی ہے کہ وہ اس زندگی دنیا کی زیب و زینت ہیں۔ اس دنیا میں فساد پھیلائیں اور بے شک مومنین مسکین ہیں۔ بیشک مومنین ناصح مشفق ہیں۔ بے شک مومنین (عذاب خدا سے) خائف اور ترسناک ہیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

عقل مند اور صاحب خرد انسان دل کی آنکھوں سے اپنی عاقبت اور اپنے انجام کو دیکھتا ہے اپنے نشیب و فراز کو سمجھتا ہے۔ خدائے برتر کی جانب سے ایک منادی (پیغمبر) ندا کر رہا ہے اور ایک محافظ (وصی برحق) نگہبانی میں مصروف ہے۔ تم اس منادی کی آواز کو سنکر قبول کرو اور اس محافظ کی پیروی کرو۔ ظالم اور فاسق فتنہ و فساد کے دریاؤں کی شناوری کرنے لگے شریعت اور طریقہ دین کو چھوڑ کر بدعتوں کے ساتھ متمسک ہوئے۔ مومن انقباضی حالت میں خاموش ہو گئے اور جھوٹے گمراہ بولنے لگے۔ خوب سمجھ لو کہ ہم پیغمبر کے شعار (خصائل) ہیں، ہم اس کے سچے اصحاب ہیں۔ ہم اسرار پیغمبر کے خزانے ہیں۔ ہم مکان علم پیغمبر کے دروازے ہیں دروازوں کے بغیر دوسری طرف سے مکان میں داخل ہونا جائز نہیں ہے اور جو شخص غیر دروازے سے داخل ہوگا وہ سارق اور چور کہلائے گا۔

بعض جگہ اسی خطبہ میں ہے۔ اہلبیت پیغمبر میں ایمان کی کرامتیں ہیں۔ وہ رحمت الہی کے خزانے ہیں۔ ان کی تقریر صداقت آمیز ہے۔ اگر خاموش رہیں تو اس وجہ سے نہیں کہ کوئی دوسرا ان سے علم میں افضل ہے بلکہ یہ خموشی عین مصلحت اور حکمت ہے پس پیشوائے قوم کو چاہیئے کہ اپنی قوم اور اپنے اہل کے سامنے راست گفتاری سے کام لے۔ اپنی عقل اور فہم کو (ان کی اصلاح کے لئے) حاضر رکھے۔ اور لازمی بات ہے کہ وہ قافلہ سالار اہل آخرت سے ہو۔ کیونکہ وہ آخرت کی ہی طرف ہدایت کرنے کے لئے وارد ہوا ہے۔ اور آخرت ہی اس کا مرجع و معاد ہے۔ جو شخص کہ اہل آخرت سے نہیں بلکہ ابنائے دنیا میں ہے۔ آخرت کی اسے کچھ بھی خبر نہیں، وہ جاہل و گمراہ ہے اور بندگان خدا کا ہادی و پیشوا نہیں بن سکتا۔ دل کی آنکھوں سے دیکھنے والا اور بصیرت کے ساتھ عمل کرنے والا ہے۔ ایک عمل کی ابتدا میں اندازہ کر لیتا ہے کہ یہ عمل اسے نفع پہنچائے گا یا نقصان۔ اگر اسے نفع بخش سمجھتا ہے تو بجالاتا ہے۔ اور اگر ضرر کے پہلو دیکھتا ہے تو باز رہتا ہے۔ کیونکہ بغیر علم کے عمل کرنے والا اس مسافر کی مانند ہے جو غیر رستے پر سفر کر رہا ہو۔ اس کی رستے سے علیحدگی دم بدم اسے منزل مقصود سے دور کرتی ہے اور عامل بالعلم اس سیر کرنے والے کی مانند ہے جو ٹھیک اور واضح رستے پر چل رہا ہو۔ اب ہر ایک ناظر کو دیکھ لینا چاہیئے کہ وہ اپنی منزل مقصود کی طرف جا رہا ہے یا رجعت قہقری کرتا ہوا کسی خلاف سمت میں قدم زن ہو رہا ہے۔ خوب جان لے کہ ہر ایک چیز کا ظاہر اس کے باطن کی مانند ہے۔ اگر ظاہر پاک و پاکیزہ ہے تو باطن بھی مطہر ہوگا۔ اور اگر ظاہر میں ہی خباثتیں بھری ہوئی ہیں تو باطن

کہ پروردگار عالم بندہ کو دوست رکھتا ہے (اسے افعال نیک کی توفیق دیتا ہے) مگر اس کے گزشتہ عمل بد کو بغض کی نگاہوں سے دیکھتا ہے (لیکن نظر بر عاقبت اس کے گزشتہ اعمال بد معاف کر دیئے گئے اور ظاہراً اس کی عاقبت بالکل پاک ہے) اور بندے کے افعال نیک گزشتہ کو دوست رکھتا ہے اور اس کے بدن[1] (آخری اعمال بد) کا دشمن ہے (لہذا اب اسے اعمال خیر کی توفیق نہ دی جائے گی عاقبت میں مخذول ہوگا۔ چونکہ اس کا باطن ناپاک اور خبیث ہے اس لئے ظاہر میں بھی یہی حالت نظر آ رہی ہے) اور خوب جان لے کہ ہر عمل ایک روئیدگی ہے کوئی روئیدگی پانی سے مستغنی نہیں اور پانی ہمیشہ مختلف ہوا کرتے ہیں۔ پس جس کو پاک و پاکیزہ پانی سے سینچا گیا ہے تو اس کا درخت بھی مطہر ہے اس کے میوے بھی شیریں ہیں، اور جس کی آبیاری بدبودار اور کثیف پانی سے ہوئی ہے، اس کا درخت بھی خبیث اور نجس ہے اور اس کے ثمر بھی تلخ ہیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

اس خطبہ میں حضرت نے خفاش (شپرک) کی عجیب و غریب خلقت کا بیان فرمایا ہے۔ حمد اور تعریف اسی خدا کے لئے ہے جس کی کنۂ معرفت تک رسائی کرنے سے تمام اوصاف عاجز اور درماندہ ہیں۔ کسی صفت کے ساتھ اس کی کنہ کو معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی وصف ہم ایسا بیان اور تجویز نہیں کر سکتے جو اس کی حقیقت تک پہنچا دے اس کی عظمت اور بزرگی نے عقول کو لوٹا دیا ہے اور اس کی سلطنت اور قیومیت کی انتہا تک پہنچنے کے لئے انہیں رستہ نصیب نہیں ہوا۔ وہ خداوند عالم تحقیق شدہ ہے ظاہر ہے۔ اور اس ہر ایک چیز سے زیادہ واضح اور بیّن ہے جسے آنکھیں دیکھ سکتی ہیں عقلیں اس کی حد تک نہیں پہنچ سکتیں کیونکہ اگر اس کی حد تک پہنچ جائیں تو وہ مخلوقات کے ساتھ مشابہ اور مماثل ہو جائے۔ نہ اس کی تعیین و مقدار مقرر کرنے کے لئے اوہام اس پر واقع ہوتے ہیں (کوئی وہم تجویز نہیں کر سکتا کہ وہ ایسا ہے۔ ایسی صورت ہے اتنی مقدار ہے) اگر ایسا ہو تو پھر وہ ممثل و مانند مخلوق ہو جائے اس نے بغیر تمثیل و بغیر مشورت مشیر اور بدون اعانت معاون خلق کو پیدا کیا اس کی مخلوق محض اس کے حکم اور ارادہ نافذہ سے اتمام کو پہنچی، کیونکہ اسے اس پر قدرت تامہ حاصل ہے لہذا مخلوق نے اس کے امر تکوین کو قبول کیا بغیر کسی قسم کی مدافعت کے موجود ہو گئی اور بغیر کسی قسم کے تنازعہ کے اس کے فرمان کے سامنے سر اطاعت و انقیاد جھکا دیا۔

اس کی لطیف اور پاکیزہ صنعتوں عجیب و غریب حکمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے جو اس نے ان شپرکوں کی خلقت میں علوم و معارف مشکلہ ہمیں دکھائے ہیں۔ اس عجیب و غریب مخلوق (شپرک)

[1] چونکہ افعال قبیحہ قوائے بدنیہ سے صادر ہوتے ہیں نہ کہ قوائے عقلیہ سے لہذا بدن فرمایا ۱۲۔

میں یہ بات کس قدر تعجب انگیز ہے کہ ہر ایک حیوان کی آنکھیں روشنی میں کھلتی ہیں، مگر ان کی بند ہو جاتی ہیں۔ وہ تاریکی جو ہر ایک ذی حیات کی بصارت کو سمیٹ لیتی ہے، ان کی آنکھوں کو کشادہ کر دیتی ہے۔ ان کی آنکھیں کیوں کور ہو گئیں؟ انہیں کیوں اتنا سجھائی نہیں دیتا؟ کہ ہم اس روشن کرنے والے اور منور آفتاب سے اس نور کو طلب کریں جس کے سبب سے ہم اپنی معاش کی راہوں میں ہدایت پائیں اور اس آفتاب کی روشنی کے ظہور سے اپنے منافع و مصالح سے واصل ہوں۔ ہاں بیشک ضیاء آفتاب کی لمعانیت نے انہیں تابش آفتاب کی درخشندگی میں آمد و رفت سے باز رکھا ہے۔ انہیں ان کے پوشیدہ مکانات میں پنہاں کر دیا ہے۔ اور یہ آفتاب کی روشنی میں چلنے پھرنے سے ممنوع اور معذور ہیں انہوں نے دن میں اپنی پلکوں پر حدقہ ہائے چشم ڈال رکھے ہیں (آنکھیں بند کر رکھی ہیں) اور رات کو اپنے لئے چراغ بنا لیا ہے۔ اور اسی کی روشنی میں اپنے رزق کی طلب کے لئے رستہ طے کرتی ہیں۔ ان کی آنکھوں کو رات کی شدید تاریکیاں (شکار کے دیکھنے سے) منع نہیں کر سکتیں اور نہ بڑھی ہوئی ظلمتوں میں یہ اپنی پرواز اور رفتار سے باز رہتی ہیں مگر جہاں آفتاب نے رات کے تاریک پردے کو اٹھایا، سپیدہ صبح ظاہر ہوا۔ آفتاب کی نورانی کرنیں سوسماروں پر ان کے سوراخوں میں داخل ہو کر پھیلیں اور انہوں (چمگادڑوں) نے اپنی پلکوں پر گوشہ ہائے چشم کو ڈال لیا اور رات کی تاریکی میں جو کچھ معاش حاصل کی ہے اسی پر اکتفا کر کے بیٹھ رہیں سبحان اللہ سبحان اللہ میں اس خدائے سبحان کی تسبیح کرتا ہوں جس نے ان کے لئے رات کو دن بنایا۔ طلب معیشت کا وقت قرار دیا اور دن کو ان کے آرام و قرار کا وقت معین فرما دیا۔ ان کے بدن کے گوشت ہی سے ان کے لئے پر و بازو تجویز فرما دیئے۔ جب کبھی ان کو پرواز کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ ان کی مدد سے اوپر (فضائے آسمان میں) جا سکتی ہیں۔ ان کے پر کیا ہیں گویا کانوں کے پر ہیں نہ تو ان کے اور جانوروں جیسے پر ہیں، نہ ان پر کثرت سے بال اگے ہوتے ہیں نہ ان میں کوئی کاواک سی ہڈی ہے۔ مگر کیا تو ان کی ظاہر رگوں کے مقامات کو دیکھ رہا ہے وہ اس بات کی نشانی اور علامت ہیں کہ ان کے بھی دو پر ہیں مگر نہ ایسے رقیق اور باریک جو آسانی سے پارہ پارہ ہو جائیں اور نہ ایسے غلیظ اور دبیز جو اڑتے وقت کسی قسم کا ثقل محسوس ہو۔ یہ جانور اڑتے ہیں اور ان کے بچے ان کے ساتھ لپٹے ہوتے ہیں۔ وہ انہیں کو اپنا ملجا و ماوا سمجھتے ہیں۔ جب اس کی ماں زمین پر آتی ہے تو بچہ بھی ساتھ آتا ہے اور جب بلند ہوتی ہے تو وہ بھی ساتھ ہی بلند ہوتا ہے، اور جب تک کہ اعضا قوی اور مضبوط نہ ہو جائیں۔ اس کے پر اس کی اڑان کو نہ سنبھال سکیں وہ اپنی زندگانی کے رستوں کو نہ جانے اپنے نفس کے منافع کو نہ پہچانے اس وقت تک اپنی ماں سے مفارقت نہیں کرتا۔

پاک اور پاکیزہ ہے وہ خدا جس نے بغیر کسی مثال اور نمونہ کے جو اس کے غیر نے اس کے سامنے رکھ دیا ہو ہر ایک چیز کو پیدا کر دیا۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ میں حضرت اہل بصرہ کو مخاطب کرکے آئندہ حوادثات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اب اس وقت جس شخص کو یہ قدرت حاصل ہو اور اس بات کی طاقت رکھتا ہو کہ اپنی ذات کو خدا سے وابستہ کردے (اسی پر توکل کرے) تو بیشک اسے ایسا کرنا چاہیئے۔ اگر تم نے میری اطاعت کی تو میں تمہیں انشاءاللہ جنت کے رستے پر ثابت قدم رکھوں گا۔ اگرچہ اس رستے میں شدید اور سخت مشقتیں ہیں اور بے شمار تلخیاں چکھنی پڑتی ہیں۔ ہاں وہ فلاں عورت (عائشہ) اسے عورتوں کی رائے کے ضعف نے گرفتار کرلیا ہے اور حسد اس کے سینے میں اس طرح جوش کھا رہا ہے جیسے دیگ آہنگر کی بھٹی میں جوش کھایا کرتی ہے۔ جو چیز کہ میری طرف آئی ہے (امارت) اگر وہ میرے غیر کے پاس ہو اور وہ اس کے چھیننے کے لئے بلائی جائے تو ہرگز ایسا نہیں کرے گی (کیونکہ میرے غیر سے اسے مطلق دشمنی نہیں) مگر اس پر بھی اس کا پہلا احترام باقی ہے (کیونکہ زوجۂ پیغمبر ہے) اور بروز حساب خود خداوند عالم اس سے حساب کتاب لے لیگا (یہ بسبیل اعتذار فرمایا ہے کیونکہ گو وہ عتاب دنیوی کی مستحق تھی مگر آپ نے اس سے تعرض نہیں کیا۔

بعض جگہ اسی خطبہ میں ہے ایمان ایک نہایت ہی روشن رستہ اور نہایت ہی نورانی چراغ ہے۔ ایمان کے ساتھ نیکیوں پر استدلال کیا جاتا ہے۔ اور نیکیاں ایمان پر دلالت کرتی ہیں ایمان کے ساتھ علم کی عمارت تعمیر ہوتی ہے اور علم کے ساتھ موت کے بعد آنے والی عقوبتوں سے خوف کیا جاتا ہے۔ موت کے ساتھ دنیا ختم کردی جاتی ہے اور ترک دنیا کے ساتھ مثوبات آخرت کی طرف منہ کردیا جاتا ہے۔ اور قیامت (آخرت) میں جنت متقیوں کے واسطے آراستہ کی جائیگی گمراہوں کے واسطے جہنم کے شعلے ظاہر ہوں گے بیشک مخلوق کے لئے کوئی ایسی جگہ باقی نہیں جو انہیں قیامت کی طرف لیجانے سے پناہ دے۔ وہ قیامت کی ریاضتوں اور محنتوں کے میدان (دنیا) میں نہایت سرعت کے ساتھ اپنی غایت اقصےٰ کی طرف چلے جارہے ہیں۔

بعض جگہ اسی خطبہ میں یہ عبارت بھی ہے بے شک لوگ اپنے مستقر (قبروں) سے باہر آگئے اپنے انتہائی مرجع کی طرف رجوع ہوگئے خواہ بہشت ہو خواہ دوزخ چونکہ یہ امر ایک یقینی ہے لہذا بصیغہ ماضی بیان ہوا) اور ہر ایک مکان (بہشت و دوزخ) کے لئے اس کا اہل معین ہے اس مکان سے انہیں بدلا نہ جائے گا۔ اور کسی دوسرے مقام کی طرف منتقل نہ کئے جائیں گے (خالدین فیہا ابدا) اور بیشک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صفات خدا میں سے دو صفتیں ہیں۔ یہ دونو صفتیں کسی شخص کو موت سے نزدیک نہیں کرتیں اور نہ کسی کے رزق کو کم کرتی ہیں (کہ اس خوف کمی

رزق اور نزدیکی مرگ کے سبب سے ان پر عمل نہ کیا جائے) تمہیں لازم ہے کہ کتاب اللہ کو اپنا شعار بناؤ۔ کیونکہ یہ حبل المتین ہے۔ ایک روشن اور ظاہر نور ہے۔ نفع پہنچانے والی شفا ہے۔ پیاس کی بجھانے والی اور سیراب کرنے والی ہے۔ اس سے تمسک کرنے والا لغزشوں اور خطاؤں سے دور ہے جو اس سے تعلق کرے اس کے لیے نجات ہے اس میں کوئی کجی نہیں جسے سیدھا کیا جائے اس میں کوئی انحراف نہیں جس سے منہ پھرایا جائے۔ اس کا کثرت کے ساتھ زبانوں پر جاری اور کانوں میں داخل ہونا (تلاوت وسماعت) اسے کہنہ نہیں کرتا بلکہ وہ ہمیشہ تر و تازہ اور لذیذ ہے) جو اس کا معتقد ہوا وہ صادق ہے اور جس شخص نے اس پر عمل کیا اس نے جنت کی طرف سبقت کی۔ اس وقت حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی ہمیں آئندہ فتنوں کی خبر دیجئے۔ اور آیا کبھی آپ نے رسول اللہ سے بھی ان کے بارے میں کچھ سوال کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا جس وقت پروردگار عالم نے یہ آیت نازل کی الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون (کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ فقط اتنا کہہ دینے پر کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائیں گے حالانکہ ابھی انہیں اختلاف خواہشات وفساد رائے کے ساتھ آزمایا نہیں گیا ہے) تو اس وقت میں نے جان لیا کہ جب تک پیغمبر ہمارے درمیان موجود ہیں فتنہ وفساد ہم میں نازل نہیں ہوگا (جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم اے رسولؐ جب تک تو ان میں موجود ہے پروردگار عالم انہیں معذب نہیں کرے گا) اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے سوال کیا کہ یا حضرت یہ فتنہ کیا چیز ہے جس کی پروردگار عالم نے آپ کو خبر دی ہے۔ آپ نے فرمایا اے علیؑ عنقریب میری امت میرے بعد مفتون ہو جائے گی (اختلاف خواہشات اور فساد رائے میں مبتلا ہوگی) یہ سنکر میں نے عرض کی یا رسول اللہ بروز احد جب مسلمانوں میں سے شہید ہونے والے شہید ہو گئے اور میں درجہ شہادت سے منع کیا گیا تو یہ بات مجھے سخت ناگوار ہوئی اور میں نہایت ہی ملول وغمگین ہوا اس وقت آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے اپنے بعد شہادت کی بشارت دیتا ہوں یہ سنکر حضرت نے ارشاد کیا کہ بے شک میں نے ایسا ہی کہا تھا اور ایسا ہی وقوعہ بھی پیش آئے گا۔ مگر اے علیؑ تم اس وقت کیونکر صبر کرو گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ تو کوئی صبر کا موقع نہیں ہے بلکہ خوش خبری اور شکر کا مقام ہے۔ پھر فرمایا اے علیؑ یہ قوم میرے بعد اپنے اموال پر مفتون ہو جائے گی۔ یہ لوگ اپنے دین کے سبب سے اپنے پروردگار پر منت رکھیں گے (خدا پر احسان جتائیں گے کہ ہم بھی گوشت خوار (مسلمان میں) پھر (خیر سے) اس کی رحمت کی بھی تمنا کریں گے اور (برداشت ہو) ان کی سطوت اور غضب سے امین ہوں گے۔ یہ لوگ جھوٹے شبہات اور غافل کر دینے والی خواہشوں کے ساتھ محرمات الٰہی کو حلال کریں گے۔ شراب کو

نبیذ (آب خرما و انگور) کے ساتھ۔ رشوت کو ہدیہ و تحفہ کے ساتھ اور سود کو بیع کے ساتھ مشتبہ کر کے حلال کر لیں گے۔ یہ سنکر میں نے عرض کی یا رسول اللہ اس وقت یہ لوگ کون سی منزل میں نازل ہوں گے (انہیں کون سی جماعت میں شمار کیا جائے؟) آیا دین میں فتنہ و فساد پھیلانے والوں میں یا منزلت ارتداد و مرتدین میں (انہیں فاسق و فاجر سمجھا جائے یا مرتد اور کافر) حضرت نے فرمایا یہ لوگ دین میں فتنہ و فساد پھیلانے والے (فاسق و فاجر) سمجھ لئے جائیں (مرتد اور کافر نہ سمجھا جائے)

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور تعریف اسی پروردگار کے لئے جس نے حمد کو اپنی ذکر کی مفتاح اپنے افضال و انعام کی زیادتی کا سبب اور اپنی عظمتوں اور نعمتوں کے لئے ایک رہنما بنا دیا۔ بندگان خدا! باقی رہنے والوں کے ساتھ بھی زمانہ کی وہی رفتار چلی جا رہی ہے جو گزشتگان کے ساتھ تھی۔ جس شخص نے اس سے منہ پھرا لیا وہ پھر واپس نہیں آئے گا اور جو شے (زندگی و عیش و عشرت) اس میں باقی ہے، وہ ہمیشہ نہ رہیگی۔ اس کا انجام کار اول کی ہی مانند ہے (اول عدم تھا آخر بھی عدم ہے) اس کے امور ایک دوسرے پر سبقت کر رہے ہیں اور اس کی نشانیاں ایک دوسرے کی اعانت کر رہی ہیں (قیامت تم سے اس قدر نزدیک ہے گویا تم میدان قیامت میں کھڑے ہو۔ تمہیں ایک ہنکانے والا اس طرح ہنکا رہا ہے جیسے ساربان ان اونٹنیوں کو ہنکایا کرتا ہے جن کا دودھ ختم ہو چکا ہو۔ اب اگر کسی شخص نے اپنے آپ کو ایسے شغل میں مشغول کر لیا جو زیبا نہیں ہے، تو بے شک وہ تاریکیوں میں حیران و سرگردان ہو گیا ہلاکت میں مخلوط ہو گیا اس کے شیاطین (نفس امارہ) نے اسے سرکشی اور نافرمانی کی طرف کھینچ لیا اور بداعمالیوں کو اس کے لئے مزین کر دیا پس بہشت ان لوگوں کے واسطے ہے جو اطاعت خدا کی طرف سبقت کریں اور دوزخ کی آگ ان اشخاص کے لئے عاقبت میں مہیا ہے جو اس کی اطاعت اور بندگی میں تقصیر سے کام لیں۔

بندگان خدا! خوب جان لو کہ تقویٰ اور پرہیزگاری ایک سرائے اور نہایت ہی مضبوط اور صاحب عزت قلعہ ہے۔ اور فسق و فجور نہایت ہی بری سرائے ہے اور نہایت ہی ذلیل قلعہ۔ وہ اپنے ساکنین کو عقوبتوں سے نہیں بچا سکتا اور نہ کسی پناہ لے جانے والے کی محافظت کر سکتا ہے آگاہ ہو جاؤ کہ تقوے کے سبب سے گنہگاریوں (کے عقربوں) کے نیش کاٹ دیئے جاتے ہیں اور یقین صادق کے ساتھ منتہائے مرتبہ (بہشت) دریافت کر لیا جاتا ہے۔

بندگان خدا! اپنے عزیز ترین اور دوست ترین نفوس (عقل) کو مد نظر رکھ کر خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو۔ بے شک خداوند عالم نے راہ حقہ کو تمہارے لئے واضح اور آشکار کر دیا ہے۔ اس

کے طریقے روشن کر دیئے ہیں کہ یہ شقاوت ہے اور یہ سعادت دائمی۔ تم اپنے باقی رہنے والے دنوں کے لئے ان فنا ہو جانے والے ایام میں توشہ اور زادِ راہ حاصل کرو کیونکہ تمہیں اس (زاد و توشہ) کا رستہ دکھا دیا گیا ہے۔ تم (دنیا سے) کوچ کرنے پر مامور ہو۔ تم ان ٹھیرے ہوئے سواروں کے مانند ہو جنہیں کچھ معلوم نہیں کہ ہمیں کس وقت کوچ کا حکم مل جائے گا۔

آگاہ رہو وہ شخص دنیا کے لئے کیا کر سکتا ہے جو آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ ایسے مال کی محبت میں کیا لے گا جو عنقریب اس سے چھین لیا جائے گا، اور اس کا ضرر اس کا حساب اس کے ذمہ باقی رہ جائے گا۔ بندگان خدا! جس کا پروردگار عالم نے تم سے وعدہ کیا ہے (عذاب ہو یا ثواب) اس کے لئے کوئی ترک کرنے کی جگہ نہیں (وہ وعدہ ضرور پورا ہو گا) اور نہ شر و عقاب جس سے تمہیں باز رکھنا چاہتا ہے کوئی رغبت کرنے کی جگہ ہے (عذاب خداوندی نہایت ہی شدید ہے کون عاقل اس پر رغبت کر سکتا ہے) بندگان خدا! تم اس دن سے ڈرو جس روز تمہارے اعمال کی تفتیش کی جائے گی جس دن زلزلے اور سخت زلزلے آئیں گے جس دن بچوں پر بھی بڑھاپا چھا جائے گا۔ بندگان خدا! خوب جان لو تمہارے نفس ہی تمہاری نگہبانی کر رہے ہیں (تمہارے ایک ایک فعل کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ بروز قیامت گواہی دیں گے) تمہارے اعضا تمہاری نگہداشت میں مصروف ہیں اور سچے ملائکہ تمہارے محافظ ہیں جو اعمال (نیک و بد) کی محافظت کر رہے ہیں انہوں نے تمہارا ایک ایک سانس شمار کر لیا ہے۔ رات کی حد سے بڑھی ہوئی تاریکیاں تمہیں ان کی نگاہوں سے چھپا نہیں سکتیں۔ اور نہ مضبوط و محکم دو منزلہ اور مقفل دروازے تمہیں ان کی آنکھوں سے پنہاں کر سکتے ہیں۔ یاد رکھو کل کا دن (قیامت) بہت ہی قریب ہے۔ آج کا دن مع اس چیز کے جو اس میں موجود ہے گزر جائے گا اور کل کا دن آ جائے گا جو اس سے بالکل ملحق ہے تم میں سے ہر ایک شخص گویا تن تنہا اپنی اس منزل تک پہنچ چکا ہے جو زمین میں موجود ہے اور اس گڑھے میں جا چکا ہے جو اس کی فرودگاہ ہے۔ آہ! اُف وہ تنہا مکان۔ وہ وحشتناک منزل۔ وہ غربت میں اکیلا مقام۔ اب گویا یہ نظارہ میرے سامنے ہے کہ صور اسرافیل کی آواز تمہارے کانوں میں پہنچی ہے۔ قیامت نے تمہیں گھیر لیا ہے، تم اپنی قبروں سے باہر نکل رہے ہو تاکہ تمہارے مقدمات کا فیصلہ ہو، حق کو باطل سے جدا کر دیا جائے۔ اور اب تمہاری یہ حالت ہے کہ تمام باطل باتیں تم سے زائل ہو چکی ہیں۔ تمہارے تمام اسباب نیست و نابود ہو چکے ہیں۔ تم اپنے حقوق کے مستحق ہو، اور وہی احکام تمہارے لئے صادر ہو رہے ہیں جن کے تم قابل اور لائق ہو۔ بندگان خدا! تم اس پند و وعظ سے نصیحت حاصل کرو۔ تغیراتِ زمانہ سے عبرت پکڑو اور اس انذار و تخویف سے فائدہ اٹھاؤ۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

پروردگار عالم نے پیغمبر آخرالزمان کو اس وقت مبعوث فرمایا جبکہ ایک عرصہ سے بعثت انبیا موقوف تھی۔ امتیں مدت دراز سے خواب غفلت میں پڑی تھیں اور ملل ماضیہ کی شریعتوں کے محکم احکام بالکل شکستہ ہو رہے تھے۔ وہ بزرگ (پیغمبر) آیا اور ایسی تصدیق ساتھ لایا جو ان (امتوں) کے پاس موجود تھی (توریت و انجیل وغیرہ) اور ایسا نور اپنے ہمراہ لایا جس کے ساتھ اقتدا کی جاتی ہے اور جسے قرآن کہتے ہیں۔ اب تم اس قرآن سے گویائی کو طلب کرتے ہو (کہ وہ خود بخود اپنے احکام و معارف بیان کرے) سنو! وہ گویا اور بولنے والا نہیں ہے (اس کی زبان میں ہوں) اور میں تمہیں اس کے احکام سے خبردار کرتا ہوں۔ آگاہ رہو! اس میں آئندہ واقعات کا علم، گزرے ہوئے لوگوں کے قصے تمہارے درد کی دوا تمہارے امور کا انتظام۔ یہ سب باتیں موجود ہیں۔

بعض جگہ اسی خطبہ میں ہے اس وقت (سلطنت بنی امیہ کے زمانے میں) کوئی مٹی کا مکان، اور کوئی کمل کا خیمہ (مکان شہری و صحرائی) باقی نہ رہے گا جس میں ظالم اور ستمگار حزن و ملال کو داخل نہ کر دیں اور اپنی عقوبت اور شدائد کو اس میں نہ ڈال دیں۔ اس دن لوگوں کے لئے نہ تو آسمان میں کوئی عذر خواہ باقی رہے گا نہ زمین میں کوئی یار و مددگار۔ تم نے امر خلافت کے لئے غیر مستحقین کو چن لیا ہے اور اسے (خلافت کو) ایسی جگہ ڈال دیا ہے جو کسی طرح اس کے قابل اور لائق نہیں (یہ تم نے صریحاً ظلم کیا ہے) اور عنقریب خداوند عالم اس شخص سے انتقام لے گا جس نے ظلم کیا ہے از راہ ظلم کھلانے والے سے کھلانے کا اور پلانے والے سے پلانے کا۔ اول الذکر کو رنج و الم کے حنظل تلخ کھلائے جائیں گے اور موخر الذکر کو غم و غصہ کی شراب زہر مار کرائی جائے گی۔ امن و امان کے بدلے خوف اور بیم کا پیراہن اس کے زیب بدن کیا جائے گا اور صحت و سلامتی کی عوض زخم شمشیر کی چادر اڑھائی جائے گی بیشک یہ لوگ گنہگاریوں کے بوجھ اٹھانے والے اونٹ اور گناہوں کے توشہ بردار ہیں۔

میں قسم کھاتا ہوں اور پھر قسم کھاتا ہوں کہ بہرصورت بنی امیہ میرے بعد طعمۂ خلافت کو اس طرح منہ سے باہر پھینک دیں گے جیسے سینہ کا بلغم پھینک دیا جاتا ہے۔ اس کی شیرینیوں کو نہ چکھ سکیں گے اور کبھی اس کے طعام کو نہ کھا سکیں گے جب تک کہ شب و روز کی گردش باقی ہے

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

میں نے تمہاری مجاورت اور ہمسائگی کا حق اچھی طرح ادا کیا اپنی طاقت کے موافق تمہارے

پشت سر کا احاطہ کیا (تمہارے نے حصار بن کر محافظت کی) تمہیں ذلت و خواری اور ظلم و ستم کے حلقوں سے آزاد کر دیا۔ اس لئے کہ میں نے تمہاری تھوڑی ہی سی نیکی پر شکر کیا (تھوڑی بہت جو کچھ بھی تم نے اطاعت کی اسی کو غنیمت سمجھا) اور اس چیز سے چشم پوشی کی جسے آنکھوں نے دیکھا اور بدنوں نے ان منہیات کثیرہ کی شہادت دی (تم خلفائے جور کی مطابعت میں حاضر ہوتے، ان کے امور باطلہ کی پیروی کی۔ فی الجملہ چونکہ تم منکرات سابقہ سے تقریباً دست بردار ہو اس لئے تمہارے ساتھ احسان کیا گیا۔ اور اسی کے شکریہ میں تمہیں راہِ ہدایت دکھائی گئی۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

اس کا علم حکم[1] ہے اور حکمت۔ اس کی خوشنودی امان ہے اور رحمت۔ وہ علم کے ساتھ حکم دیتا ہے اور اپنے علم کے ساتھ بخش دیتا ہے۔ بارالہا! تو ہر ایک نعمت پر حمد و تعریف کا مستحق ہے جسے تو لے لیتا ہے اور عطا کرتا ہے۔ بیماری سے صحت دینا۔ امراض میں مبتلا کرنا ان سب امور پر بیشک تیرا شکریہ زیبا ہے (کیونکہ یہ تیری مصلحت اور حکمت کے مطابق واقع ہوتے ہیں) میں تیری ایسی حمد و ثنا کرتا ہوں جو تجھے سب تعریفوں سے زیادہ خوشنود کرنے والی ہے۔ تمام مدائح سے زیادہ تو اسے دوست رکھتا ہے اور وہ تیرے نزدیک افضل ترین محامد ہے میں ایسی حمد و ثنا کرتا ہوں جو ہر اس مقام کو جسے تو نے پیدا کیا ہے۔ اور اس حد تک پہنچ جائے جس کا

[1] احکام خداوندی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول حکم ارادی تکوینی ایجادی۔ دوم حکم تکلیفی ایجابی۔ ان میں سے اول الذکر کے لئے تو انبیاء کے توسط کی کوئی ضرورت نہیں اس کے ارادے کے خلاف کوئی شے ظاہر ہی نہیں ہو سکتی اور نہ اس میں عصیان اور نافرمانی کو راستہ مل سکتا ہے۔ وہ لامحالہ واقع ہو کر ہی رہتا ہے چنانچہ خود اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے انما امرہ الشئی اذا اردناہ ان یقول لہ کن فیکون۔ جب ہم نے کسی شے کا ارادہ کیا تو حکم کر دیا اور کہہ دیا کہ ہو جا وہ اسی طرح ہو گئی۔ دوسری قسم جو ہے وہ انبیاء کے توسط سے انجام پاتی ہے اور اس حکم سے مقصود کبھی تو شے ماموریہ کا وقوع مدنظر ہوتا ہے اور مشیت الہٰی اس کی مقتضی ہوتی ہے تو وہ شے بغیر کسی عصیان و نافرمانی کے موجود ہو جاتی ہے مثلاً وہ امور جن کی اپنے اطاعت گزار بندوں انبیاء و اصیاء اولیاء کو تکلیف دی ہے وہ بجنسہ انکی ذات سے سرزد ہوتے ہیں کیونکہ ان کے وقوع میں اس کی مشیت اور اس کا ارادہ بھی شامل ہے اور کبھی اس حکم سے محض نفس حکم مطلوب ہوتا ہے اور نظر بر مصالح و منافع بندگان یہ ارادہ نہیں ہوتا کہ ماموریہ واقع بھی ہو جائے مثلاً حکم فرمایا لا تقربا ھذہ الشجرۃ اور ظاہر اس حکم کی خلاف ورزی ہوئی مگر اس حکم میں اس کی مشیت اور اس کا ارادہ شامل نہیں ورنہ کبھی اس حکم کے خلاف واقع ہی نہ ہو سکتا اور یہی سبب ہے جو لبا اوقات ماموریہ واقع نہیں ہوتا اگر اس کا ارادہ بھی اس میں شامل ہو تو یقیناً ہو کر رہے اور انہیں دونوں مذکورہ قسموں کی طرف امام علیہ السلام نے اشارہ فرمایا ہے تحصیص بقدر الکفایہ ۱۲۔

تو نے ارادہ کیا ہے۔ وہ ایسی حمد ہے جو تجھ سے پوشیدہ اور مستور نہیں اور کسی نقص اور قصور کی وجہ سے تیرے تقرب سے محروم نہیں ہو سکتی۔ میں تیری ایسی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کا شمار منقطع نہیں ہوتا۔ جس کی قوت اور حالت تزائد کبھی فانی نہیں ہوتی۔ ہم تیری بزرگیوں کی انتہا کو نہیں جانتے صرف اتنا جانتے ہیں کہ حی القیوم ہے نہ تو کبھی اونگھتا ہے اور نہ خواب غفلت میں سرشار ہوتا ہے کوئی نظر اس مقام تک نہیں پہنچی جسے حق معرفت کہہ سکیں اور نہ کوئی فکر تیری کنہ کا ادراک کر سکی۔ ہاں تو نے تمام بصیرتوں کو معلوم کر لیا اور تمام عمروں کا احاطہ کر لیا (ہر ایک مدت بقائے عمر تیرے ہی علم میں ہے) اور ہر ایک جنبش کرنے کو کامل اختیار اور پائے اقتدار کے ساتھ گرفت کر لیا۔ تیری مخلوقات میں ہم کس کس چیز کو دیکھیں۔ اس کی عجیب و غریب صنعتوں پر جو تیری قدرت سے واقع ہوئی ہیں کہاں تک تعجب کریں اس کی توصیف کہاں تک کریں کیونکہ وہ تو تیری زبردست سلطنت کا کرشمہ ہے۔ حالانکہ مخلوق میں سے بہت سی چیزیں ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ ہماری آنکھیں ان کے دیکھنے سے قاصر ہیں، ہماری عقلیں اس کے ادراک سے پہلے ہی منتہی ہو چکی ہیں۔ ہمارے اور ان کے درمیان میں پوشیدگیوں کے پردے حائل ہیں۔ اور وہ اشیاء ان سے زیادہ بزرگ اور عظیم القدر ہیں جنہیں ہم دیکھ رہے ہیں۔ اب جو شخص اپنے قلب کو دوسرے اشغال سے فارغ کرے اپنی فکر و نظر کے ساتھ عمل کرے اور دیکھے کہ تو نے کیونکر اپنے عرش کو قائم کیا اور کس طرح اپنی مخلوق کو خلق کیا اپنے آسمانوں کو کس طرح ہوا میں معلق کیا اور کیونکر متلاطم پانی پر اپنی زمین کو بچھایا تو بے شک اس کی نظر تھک کر واپس آئے گی عقل مغلوب ہوگی، قوت سامعہ سرگرداں ہوگی اور فہم و فراست کو حیرانی لاحق ہو جائے گی۔

ایک مقام پر اسی خطبہ میں ہے بندہ اپنے گمان میں دعوے کرتا ہے کہ وہ خدا یتعالے کی رحمت کا امیدوار ہے اس کا یہ گمان بالکل جھوٹ ہے۔ قسم خدائے بزرگ و برتر کی عجب بات ہے کہ اس کے اعمال میں اس کی امید نہیں ظاہر ہوتی (دعوے تو یہ ہے کہ میں رحمت الہٰی کا امیدوار ہوں اور اعمال میں کسی طرح کی اصلاح نہیں وہی بدکاریاں برابر قائم ہیں۔ پھر کیونکر تسلیم کیا جائے کہ وہ رحمت الہٰی کا امیدوار ہے) بندگان خدا! تم جھوٹ سے ڈرو۔ اس سے پرہیز کرو۔ اس لئے کہ ہر ایک امیدوار امید رکھنے والا ثواب کا طلب گار ہوتا ہے اور ہر ایک خائف اس کی عقوبتوں سے بھاگنے والا جو شخص امید رکھتا ہے اعمال میں ہی اس کی امید پہچانی جاتی ہے مگر لوگوں کا خداوند تعالیٰ سے امید رکھنا ان کے اعمال پر نظر کر کے سخت معیوب معلوم ہوتا ہے ہر ایک خوف بلا لوگوں کے اعمال سے تحقیق ہو جاتا ہے۔ مگر خوف خدا ہی متحقق نہیں اسے یہ لوگ بازیچہ طفلاں سمجھ رہے ہیں (مقام تعجب ہے) کہ بندہ نہایت ہی امر بزرگ (ثواب آخرت) میں پروردگار سے امید رکھتا ہے اور بندگان صاحب دولت سے نہایت ہی چھوٹے کام میں۔

اس پران بندوں کو وہ چیزیں (مثل خضوع و خشوع و فرمانبرداری) عطا کرتا ہے جو خدا کو نہیں
عطا کرتا۔ ایسے شخص نے پروردگار عالم جل شانہٗ کی شان کو گیا سمجھ رکھا ہے کہ بندوں کے واسطے جو
اعمال (فرمانبرداری و اطاعت) کرتا ہے وہ اس کے لئے نہیں بجالاتا۔ کیا تو اس بات سے
کہ تیری خداوند عالم سے امیدواری جھوٹی ثابت ہو جائے۔ یا تو ایسا ہو جائے کہ پھر کہیں
اپنے لئے امیدگاہ نہ دیکھے اور ایسا ہی امیدوار رحمت کی مانند وہ شخص ہے جو بندگان خدا
میں کسی بندے سے خوف کرتا ہے تو اس بندے کو ایسی چیزیں (مثل فرمانبرداری و اطاعت) عطا کرتا
ہے جو اپنے پروردگار کو عطا نہیں کرتا۔ ایسے شخص نے بندوں کے خوف کو تو نقد اور واقعی سمجھ لیا
ہے اور اپنے خالق کے خوف کو محض ایک وعدہ اور امر احتمالی۔ ایسا ہی وہ شخص جس کی آنکھوں
میں دنیا نہایت عظیم الشان جچ گئی ہے اور مقامات دنیا اس کے دل میں نقش ہو گئے ہیں، وہ اطاعت
خداوندی پر فرمانبرداریٔ دنیا کو اختیار کرتا ہے۔ خدا سے منقطع ہو کر دنیا کی طرف جا رہا ہے اور بالکل
دنیا کا ہی غلام بن رہا ہے۔ بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کے حالات تجھے پیروی
کے لئے کافی ہیں، دنیا کی مذمت، اس کے عیب، اس کے کثرت قبائح، اس کی برائیوں اور اس
کے معائب کے لئے تیرے واسطے کافی دلیل اور برہان ہیں۔ اس لئے کہ اطراف دنیا (مال و
متاع دنیا) آپ کی ذات مبارک سے علیحدہ کر لئے گئے اور اس کی وسعتیں اغیار کے لئے پھیلا دی
گئیں (اس سے معلوم ہوا کہ دنیا نہایت ہی بری چیز ہے۔ ورنہ خداوند عالم اپنے محبوب کو
اس میں سے کافی حصہ نہ دیتا؟) شیرخواری دنیا (لذات دنیا) حضرت کی ذات سے اٹھالی گئی۔
اس کی زینتوں اور زیبائشوں میں سے کچھ بھی حصہ آپ کو نہیں دیا گیا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے
ایک دفعہ فرمایا تھا پروردگارا! میں ہر ایک چیز میں جو کچھ خیر قلیل و کثیر مجھ پر نازل کی ہے تیرا
ہی محتاج ہوں او قسم خدا کی موسیٰ علیہ السلام نے صرف (ایک روٹی) کا سوال کیا تھا۔ کیونکہ آپ اکثر
بقولات ارضیہ پر ہی گزارہ کیا کرتے تھے اور ان بقولات کی سبزی دبلے پن اور لاغری گوشت کے
سبب سے شکم مبارک کے باریک پردے میں سے نظر آیا کرتی تھی۔ اب اگر تو چاہے اور تجھ سے
ہو سکے تو اسی جناب کی پیروی کر و داؤد علیہ السلام جو نہایت ہی خوش آواز اور قاری اہل جنت
تھے۔ خرما کی چھال کی زنبیلیں اپنے ہاتھ سے بنا کرتے تھے اور اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے
کہ ان کے بیچنے میں تم میں سے کون میری کفایت کرے گا کون انہیں بیچ کر لائے گا) اور ان کی قیمت
میں سے فقط ایک جو کی روٹی کھایا کرتے تھے۔ اب اگر تیرا دل چاہے تو انہیں حضرت کی اقتدا کر
حضرت عیسیٰ علیہ السلام (وقت استراحت) پتھر کو تو اپنا تکیہ بناتے تھے اور ہمیشہ
موٹا جھوٹا کپڑا پہنا کرتے تھے۔ بھوک ان کے لئے نان خورش تھی۔ رات کے وقت کا چراغ ان

کے لئے قمر تھا۔ جاڑے کے موسم میں زمین کے مشرق و مغرب ان کے لئے سائے کا کام دیتے تھے۔ ان کے میوے اور خوشبوئیں وہی روئیدگی تھی جنہیں زمین چوپایوں کے لئے اگاتی ہے نہ ان کی بیوی تھی جس کے سبب سے مفتوں ہوں (فتنوں میں مبتلا ہوں) نہ اولاد رکھتے تھے، جو انہیں محزون اور غمگین کرے۔ نہ مال دنیا تھا جو آخرت سے روگرداں کردے۔ نہ انہیں کسی طرح کی طمع دامنگیر تھی جو ذلیل و خوار کردے۔ دونوں پاؤں سواری کا کام دیتے تھے اور دونوں ہاتھ خادم کا۔ اب اگر تیری مرضی ہو تو انہیں کا پیرو ہو جا۔

اور اے نادان شخص (کیوں کہیں جاتا ہے) اپنے طیب و طاہر نبی کی ہی پیروی کر اس لئے کہ ہر ایک پیروی کرنے والے کو انہیں کی پیروی لازم ہے۔ اور جو شخص عزت کا طلبگار ہو اسے لازم ہے کہ اپنے ہی پیغمبر سے منسوب ہو جائے کیونکہ محبوب ترین بندگان خداوند عالم کے نزدیک وہی ہے جو اپنے اس پیغمبر کی تاسی اور پیروی کرنے والا۔ اور قدم قدم پر آپ کی متابعت کرنے والا ہو۔ اس لئے کہ آپ نے بقدر کفاف دنیا سے تناول کیا ہے۔ اور گوشۂ چشم عاریۃً بھی اسے سپرد نہیں کیا (بھولے سے بھی) اس دنیا پر نگاہ نہیں ڈالی آپ بدن کے لحاظ سے دنیا میں سب سے زیادہ لاغر تھے اور از روئے شکم دنیا والوں میں سب سے زیادہ بھوکے تھے۔ دنیا آپ کے سامنے پیش کی گئی مگر آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار فرمایا اور جان لیا کہ پروردگار عالم نے اس چیز کو دشمن رکھا ہے۔ نہایت حقیر اور کوچک سمجھا ہے۔ لہذا آپ نے بھی اسے دشمن ہی رکھا۔ حقیر اور کوچک ہی سمجھا۔ اگر (خدانخواستہ) یہی بات ہم میں بھی ہوتی کہ جس چیز کو پروردگار عالم دشمن رکھتا ہے اسے دوست سمجھتے۔ اور جس چیز کو وہ کوچک سمجھتا ہے اس کی تعظیم کرتے تو ہمیں مخالفت خداوندی اور اس کے حکم کی نافرمانی کے لئے یہ بات کافی ہوتی۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی یہ حالت تھی کہ آپ فرش فروش اور میز کرسی بغیر زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور اس طرح بیٹھا کرتے تھے جیسے غلاموں کی نشست ہوتی ہے۔ اپنے ہاتھ سے اپنا جوتا سی لیتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اپنا کپڑا دھوتے تھے۔ آپ ننگی پیٹھ والے استر پر سوار ہوتے تھے، اور دوسرے شخص کو اپنے پیچھے بٹھا لیا کرتے تھے۔ آپ کے مکان کے دروازہ پر ایک پردہ لٹکا ہوا تھا۔ اس میں کچھ تصویریں کھنچی ہوئی تھیں۔ اسے دیکھ کر اپنی ازواج میں سے کسی ایک سے فرمایا کرتے تھے اس پردے کو میری نظر سے اوجھل کر دو کیونکہ میں جب اس کی طرف دیکھتا ہوں تو دنیا اور اس کی زینتوں کو یاد کرتا ہوں۔ آپ نے دلی تنفر کے ساتھ دنیا سے اعراض فرمایا تھا اور اپنے نفس سے اس کی یاد کو بالکل بھلا رکھا تھا۔ آپ اس امر کو دوست رکھتے تھے کہ اس دنیا کی زینتیں آپ کی نگاہوں سے غائب ہو جائیں کہ مبادا اس کے

حلہ ہائے فاخرہ کی طرف توجہ ہو اسے آرام کا گھر خیال کر لیا جائے اور اس میں مقام کی امید رکھی جائے۔ لہذا آپ نے اس دنیا کو اپنے نفس سے بالکل خارج کر دیا۔ اس کی دوستی کو اپنے قلب سے اٹھا دیا۔ اسے اپنی نگاہوں سے غائب کر دیا۔ اور ایسا ہی جو شخص جس چیز کو دشمن سمجھتا ہے وہ اس بات کو بھی دشمن خیال کرتا ہے کہ اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا جائے۔ یا اس کے سامنے اس کا ذکر ہو۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ کیا تجھے دنیا کی برائیوں اور اس کے عیوب کی طرف رہنمائی کرتے تھے۔ حالانکہ آپ مع اپنے خواص اور اہل کے اس دنیا میں بھوکے رہتے تھے اور اس کی آرائشیں بسبب بزرگی تقرب خدا آپ سے دور ہو گئی تھیں۔ اب ہر ایک عقلمند کو اپنے ہوش اور عقل سے کام لے کر دیکھنا چاہیے کہ آیا حضرت اس امر کو گرامی یا عزیز سمجھتے تھے یا ذلیل و خوار۔ اگر کوئی شخص کہے کہ توہین کرتے تھے تو قسم خدائے بزرگ و برتر کی وہ جھوٹا ہے اور اگر کہے کہ اس کا اکرام کرتے تھے تو جان لینا چاہیے کہ پروردگار عالم نے اس کے غیر کی اہانت کی ہے جبکہ دنیا کو اس غیر کے لئے بچھا کر اپنے نزدیک ترین اور مقرب بندوں سے اسے دور کر دیا ہے۔

اب ہر ایک پیروی کرنے والے کو لازم ہے کہ وہ اپنے نبی کی پیروی کرے اسی کے قدم بقدم چلے، اسی مقام میں داخل ہو جہاں وہ داخل ہوتا ہے، ورنہ ہرگز ہلاکت سے امان نہیں پائیگا اس لئے کہ پروردگار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ کو عقوبتوں سے ڈرانے والا۔ جنت کی بشارت دینے والا اور قیامت کیلئے ایک نشان مقرر فرمایا ہے۔ آپ دنیا سے ایسی حالت میں سدھارے ہیں جبکہ بھوکے تھے اور نہایت ہی سلامتی کے ساتھ آخرت میں وارد ہوئے ہیں۔ آپ نے (دنیا میں ٹھہرنے کے لئے) کبھی ایک پتھر کو دوسرے پتھر پر نہیں رکھا (عمارتیں تعمیر نہیں کیں) حتیٰ کہ اپنے رستے پر گزر گئے۔ اور خداوند عالم کی طرف بلانے والے (موت) کی آواز کو قبول کیا۔

خداوند عالم کا ہم پر کس قدر عظیم اور بزرگ احسان ہے کہ ہمیں ایسا انعام بخشا جو پیشوا ہونے کے قابل ہے تاکہ ہم اس کی متابعت کریں۔ وہ ہمارا پیشرو ہے تاکہ اس کے نقش قدم پر چلیں۔ قسم خدا کی میں نے اپنے جبے میں اس قدر رفو کرایا ہے کہ اب مجھے رفوگر سے بھی شرم آتی ہے۔ ایک کہنے والے نے مجھ سے یہ کہا بھی کہ اسے اب کیوں نہیں پھینک دیتے۔ میں نے اسے جواب دیا۔ میرے سامنے سے دور ہو جا۔ صبح[1] کے وقت رات کو بخیر و عافیت گزارنے والی قوم حمد و ستائش کیا کرتی ہے۔

---

[1] یہ عرب میں ایک مثل ہے اور اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو حصول راحت کیلئے مشقتوں کا متحمل ہو۔ حضرت کا مطلب یہ ہے کہ میری دنیاوی مشقتوں کے ثمرے آخرت میں ظاہر ہوں گے ۱۲۰

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

پروردگار عالم نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ کو ایک روشن نور۔ ایک ظاہر برہان۔ ایک واضح شریعت اور ایک ہدایت کرنے والی کتاب کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اس کے اقربا بہترین اقربا ہیں اس کا شجر عمدہ ترین اشجار ہے جس کی شاخیں (اہلبیت) نہایت ہی معتدل ہیں۔ ان کے میوے (علوم) آویزاں ہیں۔ آپ کا مولد مکۂ معظمہ ہے اور مقام ہجرت طیبۂ مطہرہ۔ اسی مقام پر اس کا ذکر بلند ہوا اور اسی جگہ سے اس کی آواز اطراف دنیا میں پھیل گئی۔ خداوند عالم نے آپ کو حجۃ کافی موعظۂ شافی اور تلافی مافات کرنے والی دعوت کے ساتھ بھیجا۔ آپ کے سبب سے ان رستوں کو ظاہر کر دیا جو ناواقفیت کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ آپ کے واسطے سے ان بدعتوں کا قلع قمع کر دیا جو دین الہی میں داخل ہو گئی تھیں اور حق و باطل میں فیصلہ کر نیوالے احکامات کو آپ کے سبب سے آشکارا کر دیا۔ اب جس کسی نے اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کیا اس کی شقاوت ثابت ہو گئی۔ اس کی نجات کے حلقے توڑ دیئے گئے ہیں۔ اس کی ذلتیں اور خواریاں نہایت عظیم ہیں۔ ایک طویل و دراز اندوہ اور ہلاک کرنے والا عذاب اس کا مرجع بن گیا ہے۔ میں خدا پر توکل کرتا ہوں۔ مجھے اعتماد ہے کہ میری بازگشت اسی کی طرف ہوگی۔ میں اس سے ایسے رستے کا طلب گار ہوں جو بہشت تک پہنچائے اور اس کی رضامندی کے مقام تک سیدھا جاتا ہو۔ بندگان خدا! میں تمہیں تعریف خدا اور اطاعتِ خدا کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ باتیں بروز فردا باعث نجات ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات دینے والی ہیں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے لوگوں کو ڈرایا اور اس میں نہایت سعی بلیغ کی۔ آپ نے اطاعت خدا کی تحریص و ترغیب دلائی اور کامل طور سے دلائی۔ دنیا اور اس کے انقطاع اس کے زوال اس کے انتقال کو تمہارے سامنے کماحقہ بیان کیا۔ اب تم ان چیزوں سے اعراض کرو جو اس دنیا میں تمہیں خوش گوار معلوم ہوتی ہیں کیونکہ اس کے مال و متاع میں سے بہت ہی تھوڑی چیز (کفن) تمہاری مصاحبت کرے گی۔ یہ مکان غضب خداوندی سے نہایت ہی نزدیک ہے اور خوشنودیٔ الہی سے منزلوں دور ہے۔ بندگان خدا! تم اس دنیا کے آلام اس کے اشغال سے اپنے نفسوں کو باز رکھو۔ کیونکہ تم نے اس کی جدائی کا یقین کر لیا ہے اور اس کے تغیرّ حالات کو اچھی طرح جانتے ہو۔ تم اس دنیا سے اس طرح حذر کرو جیسا کہ تمہارا ناصح مشفق (امام) اور ہدایت میں طرح طرح کی ایذائیں اٹھانے والا حذر کر رہا ہے۔ تم عبرت حاصل کرو۔ کیونکہ تم نے اپنے سے پہلے زمانے والوں کی قبروں کو دیکھا ہے۔ ان کے وہ اعضا جو باہم وصل تھے اب جدا جدا پڑے ہیں۔ ان کے کان ان کی آنکھیں بالکل نیست و نابود ہیں۔ ان کی عزّت ان کی بزرگی بالکل جا چکی ہے۔ ان کی نعمتیں اور خوش حالیاں قطع ہو چکی ہیں ان کا اولاد کے قریب رہنا فقدان اولاد سے بدل دیا گیا ہے۔ بیویوں کے ساتھ

مصاحبت مفارقت ازواج سے بدل چکی ہے. اب نہ وہ (اولاد وازواج کے سبب سے) ایک دوسرے پر فخر کرسکتے ہیں نہ انہیں نسل بڑھانے کی خواہش ہے. نہ ایک دوسرے کی زیارت کے خواہشمند ہیں. نہ ایک دوسرے کی ہمسائگی کا دم بھرتا ہے. بندگان خدا! تم اس طرح ڈرو جیسے اپنے نفس امارہ پر غالب آنے والا. اپنی خواہشات کو روکنے والا. اور عقل ہوش کے ساتھ نگاہ کرنے والا ڈر رہا ہے کیونکہ امر دین واضح و آشکار ہے. ہدایت کی نشانی قائم ہے نجات کا رستہ نمایاں ہے اور خدا کی راہ بالکل سیدھی ہے۔

کلام امام علیہ السّلام

ایام خلافت ظاہری میں ایک شخص نے حضرت سے سوال کیا کہ اس مقام خلافت کے سزاوار تو آپ ہی تھے پھر کیونکر قوم نے آپ کو اس مقام سے علیحدہ کردیا. حضرت نے جواب میں فرمایا. اے قبیلۂ بنی اسد کے بھائی! بیشک تیرے مرکب کا تنگ ڈھیلا ہے (تیری معلومات بہت قلیل ہے تھوڑے سے شبہہ سے دانائی اور حکمت کی رکابوں سے تیرے پاؤں نکل جائیں گے) تو صواب و سداد کے برخلاف رستوں کی طرف مہار اٹھا رہا ہے (وہ سوال کررہا ہے جس کا موقع اور مصلحت نہیں. اس لئے تو مستحق جواب تو نہیں) لیکن چونکہ تجھے احترام خویشی حاصل ہے (رسول خدا کی بیوی جناب زینب بنت جحش قبیلۂ بنی اسد سے تھیں بدیں وجہ رسول خدا اس قبیلہ کے خویش ہیں) تجھے سوال کرنے کا حق بھی حاصل ہے (کیونکہ تو جاہل ہے اور جاہل کو طلب علم لازم ہے) اور تو علم کا طالب ہو رہا ہے. لہٰذا اب معلوم کر حالانکہ از روئے نسب میں سب سے اعلیٰ ہوں اور از روئے رشتہ کے رسول خدا سے نہایت ہی قریب بلکہ پیوست ہوں پھر مجھ پر بلند ہوتے کی آرزو کرنا ظاہر ہے کہ اس قوم کے نفوس نے بخل اختیار کیا. حق بہ حقدار نہ پہنچایا. اور ایک دوسرے گروہ (اہلبیت) نے اپنے نفسوں پر سخاوت کو اختیار کیا (مصلحت وقت دیکھ کر ان سے متعرض نہ ہوئے) کہ حق و باطل میں حکم کرنے والا خداوند عالم ہی ہے قیامت کے روز اس کے حکم کی طرف رجوع ہوگی تو اس غارت[۱] کی حالت کو چھوڑ دے جس کے

[۱] یہ امرأ القیس کا ایک شعر ہے جس کا پہلا مصرعہ حضرت نے کہ دوسرے مصرعہ کی جگہ معاویہ کا حال چسپاں فرمادیا. پورا شعر یہ ہے ؎ ودع عنک نھباً صیح فی حجراتہ ٭ ولکن حدیث ماحدیث الرواحل
اس کا قصہ یہ ہے کہ امرأ القیس اپنے باپ کے قتل ہونے کے بعد انتقام کیلئے روانہ ہوا اور بنی جدیلہ میں سے ایک شخص مسمیٰ طریف کے پاس پہنچا وہ بہت اعزاز و اکرام سے پیش آیا. اس نے اس کی بہت کچھ مدح کی اور اسی کے پاس ٹھیرا. پھر کچھ سوچ کر کہ شاید اس شخص کے پاس رہ کر مجھے کچھ عزت و آرام حاصل ہو جائے اور میں قصاص کو بھول جاؤں وہاں سے چل دیا. اور پوشیدہ طور پر خالد نامی اپنے ایک دوست کے پاس پہنچا یہ دیکھ کر بنی جدیلہ اس پر چڑھ دوڑے اور اس کے تمام اونٹ پکڑے گئے جب خالد کو یہ خبر پہنچی (بقیہ آئندہ صفحہ)

اطراف میں بہت سی فریادیں بلند ہو چکی ہیں (خلفائے گزشتہ کے غصب فدک سے قطع نظر کر) اب اس ابن ابوسفیان کی شان بزرگ دیکھو (جو خلافت کا مدعی ہو رہا ہے) مجھے رُلانے کے بعد اس زمانہ نے (معاویہ کی حالت پر تعجب دلا دلا کر) ہنسلو یا۔ اور اگر دیکھا جائے تو قسم خدا کی یہ کوئی تعجب کا مقام بھی نہیں (کیونکہ دنیا کا شیوہ یہی ہے کہ ہمیشہ حق کے خلاف ہو اور امر ناحق کی پرورش کرے) مگر میں پھر اس ابن ابوسفیان کی اس حالت پر تعجب کرتا ہوں کہ اپنی کارروائیوں سے تعجب کو برطرف کر دیا ہوا کجی اور اپنی طرف کو زیادہ ہی کئے جاتا ہے۔ قوم مخالفین نے خدا کے نور (احکام و معارف خدا) کو اس کے چراغ (پیغمبر و اہلبیت) سے بجھانے کا قصد کیا۔ فوارہ علم کو اس کے چشمہ سے اچھلنے سے روکا اپنے اور میرے درمیان ہلاکت اور وبا کا پیدا کرنے والا پانی آمیختہ کر دیا (فتنہ آمیز جنگ و جدل قائم ہوئی) اگر ہم سے اور ان سے ان بلاؤں کے رنج و الم دور ہو جائیں تو میں انہیں خالص حق پر قائم کر دیتا۔ اور اگر ان سے اس کے برخلاف صادر ہو تو پھر تو ایسے لوگوں کی گمراہیوں پر حسرت و افسوس کرکے اپنے نفس کو ہلاک نہ کر کیونکہ جو کچھ یہ لوگ عمل کرتے ہیں پروردگار اس سے واقف ہے۔ انہیں خاطر خواہ جزا مل جائے گی۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

حمد و تعریف اسی خدا کے لئے زیبا ہیں جو بندوں کا خالق ہے۔ وہ فرش رحمت کا بچھانے والا۔ زمین پست و ہموار میں پانی جاری کرنے والا۔ مقامات بلند کا ظاہر کرنے والا نہ اس کی اولیت

(بقیہ صفحہ گزشتہ) تو کہا امرا القیس سے کہ وہ ناقہ جن پر تو نے اپنا اسباب لا د رکھا ہے مجھے دے تاکہ بنو جدیلہ کے پاس جا کر تیرے اونٹ واپس لے آؤں۔ اس نے دیدیئے۔ وہ ناقے لیکر روانہ ہوا اور بنی جدیلہ سے جا کر کہا کہ تم نے اس شخص کے اونٹ کیوں لے لئے جو میری پناہ میں ہے۔ انہوں نے جواب دیا غلط ہے وہ تیری پناہ میں نہیں خالد نے کہا قسم خدا کی وہ میری پناہ میں ہے یہ دیکھو یہ اس کے ناقے میرے پاس موجود ہیں۔ بنی جدیلہ نے یہ دیکھ کر وہ ناقے بھی اس سے چھین لئے۔ امرا القیس کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو قصیدہ نظم کیا جس کا ایک یہ شعر ہے مطلب جس کا یہ ہے کہ ان اونٹوں کی غارتگری کے ذکر کو تو چھوڑ دے جن کے اطراف میں بہت سی فریادیں بلند ہو چکی ہیں غارتگروں نے ان کے لوٹتے وقت بہت کچھ شور مچایا ہے مگر اب تو اس تازہ بتازہ بات کو سوچ کہ ان باتوں کی حدیث کیسی عجیب و غریب ہے۔ چپ چپاتے لے کر چلتے بنے کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہوئی۔ ایسا ہی حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ ان پچھلے اتلاف حقوق کا ذکر چھوڑ دے کیونکہ غاصبوں نے غصب کرتے وقت بہت کچھ شور مچایا ہے کہیں سقیفہ بنی ساعدہ میں دھینگا مشتی ہوئی کہیں استخلاف پر جھگڑے ہوئے۔ کہیں شوریٰ کا شور مچا۔ اب تو ان معاویہ صاحب کی طرف دیکھ کہ کیا مزے سے چپکے چپکے خلافت کیلئے ریشہ دوانیاں کر رہے ہیں ۱۲۔

کے لئے کوئی ابتدا ہے نہ اس کی ازلیت کے واسطے انقضا۔ وہ اول ہے جس کی ابتدا نہیں وہ باقی ہے جس کی انتہا نہیں۔ پیشانیاں اس کے سجدوں میں مصروف ہیں اور لبوں پر اسی کی وحدت کا کلمہ جاری ہے۔ اس نے خلقت کو پیدا کر کے ایک حد اور ایک ہیئت اس کے لئے مقرر کر دی اور اپنے آپ کو اس کی مماثلت و مشابہت سے علیحدہ رکھا۔ عقول و اوہام تعریف ذاتی و صفتی اور حرکات و تغیرات ذاتیہ و صفتیہ کے ساتھ اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ نہ اعضاء و آلات قوائے ظاہری و باطنی کی مدد سے اس کی انتہا کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کب ہوا۔ کس زمانے میں۔ نہ اس کے لئے یہ لفظ زبان سے نکل سکتے ہیں کہ وہ کب تک رہے گا۔ وہ ظاہر ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کس چیز سے ظاہر ہے۔ وہ پوشیدہ ہے مگر نہیں کہا جا سکتا کہ کس شے میں پوشیدہ ہے۔ وہ کوئی بدن نہیں جو نیست و نابود ہو وہ کسی پردے میں پوشیدہ نہیں جو محاط ہو جائے ڈھانکنے والی رات ٹھیری ہوئی تاریکی۔ اس پر مہتاب کا ایک جانب سے دوسری طرف گردش کرنا۔ اس کے بعد نورانی آفتاب کا چمکنا۔ پھر غروب طلوع۔ زمانہ کی گردشیں سامنے آنے والی رات کے پیش نظر ہونے اور روگردانی کرنے والے دن کی روگردانی کے سبب سے تغیر اوقات۔ ان سب حالتوں میں بندگان خدا میں سے کسی بندہ کا اپنے پوشیدہ خیالات کو انبساط دینا کسی بلند زمین کا نگاہوں سے نزدیک ہونا۔ کسی لفظ کا منہ سے مکرر نکالنا۔ ایک لحظہ بھر کے لئے کسی چیز کی طرف دیکھنا۔ یہ سب امور اس عالم و دانا سے مخفی اور پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ وہ ہر ایک غایت اور مدت سے پہلے ہے (کوئی شخص انتہا اور مدت اس کے لئے مقرر نہیں کر سکتا) وہ ہر ایک احصاء و شمار سے قبل ہے (کوئی شخص اس کی ابتدا و انتہا کو شمار نہیں کر سکتا) یہ حد مقرر کرنے والے لوگ جو اس کی صفت مقدار مقرر کرتے ہیں۔ اس کے اقطار کی انتہا قرار دیتے ہیں۔ اس کے لئے مسکنوں میں جگہ قائم کرتے ہیں اسے مکانات میں متمکن بناتے ہیں۔ اس کی شان ان سب باتوں سے ارفع و اعلیٰ ہے (کیونکہ یہ خصیص اوصاف ممکنات سے تعلق رکھتے ہیں، واجب الوجود کو اس سے کیا علاقہ) اس قسم کی تعریف اور حد تو مخلوق ہی کے لئے معین ہے اور اس (خدا) کے غیر کی طرف منسوب ہے۔ اس نے اپنی ازلیت کے اصول اور ابدیت کے اوائل سے بغیر علت اور مبدا کے خلقت کو پیدا نہیں کیا (ہر ایک شے کی علت اور ہر ایک چیز کا وہ خود مبدا ہے) بلکہ جس طرح اس نے چاہا خلقت کو پیدا کیا۔ اس کی حدیں صفتیں اور ہیئتیں مقرر کر دیں جس نقش کا ارادہ کیا اسے کھینچ دیا اور اس کی صورت میں سو سو حسن بھر دیئے۔ کوئی شے (ممکنات میں سے) ایسی نہیں ہے جو اس کے ارادے سے سرکشی کر سکے اور نہ کسی چیز کی اطاعت سے اسے کچھ نفع پہنچتا ہے۔ اسے گزرے ہوئے مردوں کا ایسا ہی علم ہے جیسے ان باقیماندہ موجودہ زندوں کا۔ وہ چیزیں جو بلند اور رفیع آسمانوں میں ہیں ان پر

حافظ کردہ شدہ ۱۲ ۔ ۱۲ ؁ افطار جمع نظر ۱۲

اس کا علم ایسا ہی حاوی ہے جیسا کہ زمینوں کی تہ میں چھپی ہوئی اشیاء پر۔
بعض جگہ اسی خطبہ میں ہے اے مخلوق مستوی الخلقۃ اور رحم مادر کی تاریکیوں اور تہ بتہ پردوں میں رہنے والی چنندہ مٹی سے تیری ابتدا کی گئی ہے۔ پھر تجھے ایک مقدار معلوم اور مدت مقسوم تک ایک مکان امن قرارگاہ میں رکھا گیا ہے۔ تو ایک جنین کی حالت میں شکم مادر میں مکین تھی۔ نہ تو کسی بلانے والے کو جواب دیتی تھی نہ کسی آواز کو سن سکتی تھی۔ پھر تجھے اس قرارگاہ سے ایسے مکان کی طرف نکالا گیا جسے تو نے کبھی نہ دیکھا تھا تو اس کے منافع کے رستوں کو بالکل نہ جانتی تھی۔ اب بتا کس شخص نے مجھے تیری ماں کی چھاتیوں سے غذا حاصل کرنے کی ہدایت کی اور کس شخص نے حاجت کے وقت تجھے تیری خواہش اور تیرے ارادے کے مقامات تعلیم کر دیئے۔ بیشک بیشک شناسائی خالق بہت دور ہے۔ جو شخص اپنے صفات و حالات و آلات کے ادراک سے عاجز ہے وہ اپنے خالق کی صفات کے پہچاننے سے عاجز ہے۔ اور نہایت ہی امر بعید ہے کہ وہ مخلوق کی صفات پر قیاس کر کے اوصاف خالق تک رسائی حاصل کرے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

جب خلیفۂ ثالث کے عہد میں کھلم کھلا شرع کی مخالفت ہونے لگی تو لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے اور خلیفہ صاحب کی ان ناپسندیدہ حرکات کی شکایت کی اور درخواست کی کہ آپ ہی ان حضرت کو سمجھائیں تو آپ خلیفہ صاحب کے پاس گئے اور فرمایا۔ لوگ میرے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں اور مجھے اپنے اور تیرے درمیان سفیر بنا کر بھیجا ہے۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ تجھ سے کیا کہوں۔ میں اس چیز کو نہیں جانتا جس سے تو جاہل ہو۔ میں کسی ایسے امر پر تجھے رہنمائی نہیں کرتا جسے تو نہ پہچانتا ہو۔ جو کچھ ہم جانتے ہیں وہی تو بھی جانتا ہے۔ ہم نے کسی چیز میں تجھ پر سبقت نہیں کی جس سے تجھے خبردار کریں۔ ہم تجھ سے کسی امر میں جدا نہیں جو اسے تجھ تک پہنچائیں۔ بیشک جو کچھ ہم نے دیکھا ہے وہی تو نے بھی دیکھا ہے۔ جو کچھ ہم نے سنا ہے وہی تو نے بھی سنا ہے۔ جیسا ہم نے رسول کی مصاحبت کی ہے ویسی ہی تو نے بھی کی ہے۔ ابن خطاب اور ابن ابی قحافہ عمل حق میں تجھ سے اولیٰ و افضل نہیں۔ تو رسول اللہ سے از روئے وصلت خویشی بہ نسبت ان دونوں کے قریب تر ہے۔ تو دامادی پیغمبر کے اس مرتبہ پر پہنچا ہوا ہے جس تک یہ دونوں نہیں پہنچے۔ اب تو اپنے نفس کے بارے میں خدا سے ڈر خوف خدا سے کام لے۔ قسم خدا کی تو ایسا نہیں کہ اندھے پن سے تجھے بینا کیا جائے اور جہالت سے دانا بنا دیا جائے۔ تحقیقاً طریقہ حق واضح و آشکار ہیں۔ دین کی علامتیں قائم ہیں اور البتہ قائم ہیں۔ تو خوب جان لے کہ پروردگار عالم کے نزدیک افضل بندگان امام عادل ہے جو ہدایت یافتہ ہو اور

لوگوں کو ہدایت کرے سنت معلومہ کو قائم کرے بدعات مجہولہ کا قلع قمع کرے اور سنتیں جس قدر ہیں وہ سب روشن اور آشکار ہیں۔ ان کے لئے نشانیاں مقرر ہیں۔ علیٰ ہذا بدعتیں بھی ظاہر ہیں اور ان کے لئے بھی علامتیں مقرر ہیں اور شریر ترین مردم خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو ظالم پیشوا ہو۔ گمراہ ہو۔ لوگ اس کے سبب سے گمراہی میں مبتلا ہوں۔ طریقہ ماخوذہ پیغمبر کو زائل اور برطرف کرے۔ بدعات متروکہ کو از سر نو زندہ کرے۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے روز ظالم پیشوا اس طرح لایا جائے گا کہ نہ تو اس کے ساتھ کوئی مددگار ہوگا نہ کوئی عذر کرنے والا وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور جہنم میں گر کر اس طرح گردش کرے گا جیسے چکی گردش کیا کرتی ہے پھر اُسے قعر دوزخ سے بستہ کر دیا جائے گا۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تو خدا سے ڈر کر جواب دے۔ کیا تو اس امت کا امام مقتول ہونا پسند کرتا ہے کیونکہ رسول خدا کا ارشاد ہے کہ اس امت کا وہ امام مقتول ہوگا جو قیامت تک کے لئے اس امت پر قتل و قتال کے دروازے کھول دیگا اس کے امور کو مشتبہ کر دے گا۔ اس میں فتنہ و فساد کو ثابت اور قائم کرے گا۔ لہٰذا یہ لوگ حق و باطل میں (اس پیشوا کی بدولت) تمیز نہ کر سکیں گے۔ یہ ان فتنوں کو ایک دوسرے پر ڈالیں گے اور ان میں بالکل مخلوط ہو جائیں گے۔ اب تو اس مروان (اپنے میر منشی اور وزیر) کے لئے چوپایوں کا گلہ نہ بن کہ تیری اس بزرگی سن اور اس طوالت عمر پر تجھے جہاں چاہے ہنکا لیجائے۔ یہ سُنکر خلیفہ صاحب نے جواب میں فرمایا آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ مجھے اتنی مہلت دیدیں کہ میں ان کے مظالم سے نکل سکوں (تلافی مافات کر دوں) حضرت نے فرمایا۔ مدینہ میں جو کچھ بیت المال میں موجود ہے اس کے لئے مہلت کی ضرورت نہیں (ابھی ابھی مستحقین کو تقسیم کر دے) اور جو مال یہاں سے غائب ہے (دوسرے صوبوں میں پڑا ہوا ہے) اس کے لئے اتنی مہلت کافی ہے کہ تیرا حکم وہاں تک پہنچ جائے (تیرے عامل اگر تو حکم دیگا تو وہاں تقسیم کر دیں گے)

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

غلقت طاؤس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ پروردگار عالم نے اپنی مخلوقات ذی روح و غیر ذی روح جو ساکن و متحرک کو نہایت عجیب و غریب طریقے سے پیدا کیا۔ اپنی لطیف و پاکیزہ صنعت اور عظیم الشان قدرت پر روشن اور ظاہر دلیلیں قائم کر دیں عقلیں اس کی صنعتوں اور قدرتوں کا اعتراف کرتی ہوئی اس کی مطیع و فرمانبردار ہو رہی ہیں۔ اس کے وجود کا اقرار کر رہی ہیں۔ اور ہمارے کانوں میں اس کی وحدانیت کی دلیلوں کو نہایت زور و شور سے پھونک دیا ہے۔ وہ روشن دلیلیں جو اس نے قائم کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مختلف صورتوں والے پرندوں کو خلق

کیا۔ انہیں زمین کے شگافوں وسیع فراخ رستوں میں واقع ہونیوالے رخنوں اور مضبوط و ثابت پہاڑوں میں ساکن کیا۔ ان کے پر و بازو مختلف بنائے۔ ایک دوسرے سے نہ ملنے والی ہیئتیں انہیں عنایت کیں۔ تسخیر کی مہاریں ان پر تصرف کررہی ہیں (وہ اپنے خالق کے حکم کی فرمانبردار ہیں) اور وہ وسیع و فراخ کرۂ باد کے شگافوں اور فضائے کشادہ میں اپنے بازوؤں کو حرکت دینے والے ہیں۔ وہ پہلے نیستی کے پردوں میں چھپے ہوئے تھے۔ انہیں خلق کیا اور عجیب و غریب صورتوں کے ساتھ خلق کیا انہیں ایسے مفاصل سے مرکب کیا جو گوشت میں پوشیدہ رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض کو اس کی ضخامت وجسامت خلقت کی وجہ سے بلندی کی طرف اور کرۂ ہوا میں نہایت تیزی کے ساتھ پرواز کرنے سے روک دیا۔ فقط اس قدر اجازت دیدی کہ وہ اپنے پروں کو اچھی طرح حرکت دے سکے۔ اور اپنی لطیف و پاکیزہ قدرت اور دقیق و باریک صنعت سے کام لے کر مختلف الالوان کے ساتھ منتظم کردیا۔ ان میں سے بعض ایک ہی رنگ کے قالب میں ڈھلا ہوا ہے۔ اور اس میں کوئی دوسرا رنگ مخلوط نہیں جس میں اسے غوطہ دیا گیا ہو (بالکل یک رنگ ہے سیاہ یا سفید) اور ان میں سے بعض یک رنگی کی کیفیت میں تو ڈوبا ہوا ہے مگر اس کے برخلاف دوسرے رنگ کا طوق اسے پہنا دیا گیا ہے اور سب جانوروں میں خلقت کے لحاظ سے نہایت ہی عجیب و غریب طاؤس ہے جسے پروردگار عالم نے نہایت ہی مضبوط تعدیل و مساوات اعضا کے ساتھ خلق کیا ہے اور اس کے رنگوں کو نہایت ہی حسن کے ساتھ ایک دوسرے پر ترتیب دیا ہے اُسے پر عنایت ہوتے ہیں جن کی جڑیں ایک دوسرے میں داخل ہیں۔ اسے دم عطا ہوتی ہے جس کے کھینچنے کی جگہ دراز کردی گئی ہے جب وہ اپنی مادہ کے پاس آتا ہے تو اپنی لپٹی ہوئی دم کو پھیلا لیتا ہے۔ اسے بلند کرتا ہے وہ اس کے سر پر سایہ کرلیتی ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا کشتی کا بادبان ہے اور کسی ملاح نے اس بادبان کو حرکت دی ہے۔ وہ اپنے طرح طرح کے رنگوں پر ناز کرتا ہے۔ وہ اپنی حرکات میں خوش خرامی دکھاتا ہے، وہ مرغ کی مانند جماع کرتا ہے اور نہایت ہی قوی الشہوۃ نر کی طرح آلات نری سے مباشرت کرتا ہے اور جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ طاؤس ایک آنسو کے ساتھ جماع کرتا ہے جسے اس کی آنکھیں گراتی ہیں اور وہ پلک کے کناروں پر ٹھیر جاتا ہے اس کی مادہ اس آنسو کو پی لیتی ہے اور بغیر نر سے جماع کئے فقط اسی آنسو کے پینے سے انڈا دیتی ہے تو یہ گمان اس سے عجیب تر نہیں کہ کوے کی نسبت کیا جاتا ہے (جیسا کہ عوام میں مشہور ہے کہ یہ جماع نہیں کرتا بلکہ اپنی مادہ کی چونچ سے چونچ ملا کر تھوڑا سا پانی جو سنگدانہ میں جمع ہوتا ہے اس کے منہ میں گرادیتا ہے اور وہ اس پانی کو پی کر انڈا دے دیتی ہے) کیا تو خیال کرتا ہے کہ اس کے پروں میں چھپی ہوئی استخوان چاندی کے دندانے ہیں۔ یہ عجیب و غریب دائرے جو ان پر اُگے ہوئے

ہیں کیا تیرا خیال ہے کہ یہ خالص سونے کے حلقے ہیں، زبرجد کے ٹکڑے ہیں، اگر تو انہیں زمین کی روئیدگی
کے ساتھ تشبیہ دے تو یہی کہے گا کہ ہر ایک بہار کے مختلف شگوفوں کا ایک گلدستہ بنا لیا گیا ہے اور
اگر پوشش سے مشابہ کیا جائے تو پھر یا تو زربفت کے ٹکڑے ہیں یا نہایت ہی خوب اور خوش آئند
یمنی چادر۔ اور اگر زیوروں سے تشبیہ دی جائے تو وہ ان نگینوں کی مانند ہے جن میں طرح طرح
کے رنگ بھرے ہوتے اور نقرہ مرصع بجواہر میں جڑے ہوئے ہوں۔ وہ نہایت ہی ناز و انداز
کے ساتھ خوش خرامی میں مصروف ہوتا ہے۔ اپنی دُم اپنے پروں کو دیکھ کر اپنے پیرہن کی خوش
رنگیاں اس کا حسن و جمال اور اس کے نقش و نگار ملاحظہ کر کے قہقہہ مار کر ہنستا ہے۔ مگر جس وقت اس
کی نظر اپنے پاؤں پر جا پڑتی ہے تو ایک ایسی آواز نکالتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب کسی
فریادرس کے سامنے اپنا درد دل اظہار کرے گا۔ اور اپنے سچے درد کی شہادت دے گا۔ کیونکہ اس
کے پاؤں سیاہ ہیں اور اس مرغ کے پاؤں کی مانند ہیں جو نہ سیاہ ہو نہ سفید۔ اس کی پنڈلی کی ہڈی
سے ایک پنہاں خار نکلا ہوا ہے۔ اس کی یال کے مقام پر سبز اور منقش بالوں کے گچھے کے گچھے
نظر آرہے ہیں۔ اس کی گردن کا مخرج کیسا چمکیلا ہے۔ اس کی گردن کے جوڑ سے کر شکم تک
ایک رنگ ہے جیسے یمنی وسمہ کا رنگ ہوتا ہے۔ یا لباس حریر ہے جو پہنا گیا ہے درآنحالیکہ وہ
ایک صیقل شدہ آئینہ ہے۔ اور گویا ایک سیاہ چادر کو اپنے اوپر لپیٹ لیا گیا ہے۔ مگر یہ کہ اس کی
رنگت کے پانی کی کثرت اور شدت براقیت و درخشندگی سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چمکدار
سبزہ اس کے ساتھ مخلوط ہے۔ اس کے کان کے شگاف کے برابر ہی باریکی سر قلم کی مانند ایک سفید
خالص خط بابونہ کی رنگت میں قائم ہے۔ وہ خط سفید باوجود اس کے کہ اس سیاہی میں ملا ہوا ہے
جو اس جگہ موجود ہے مگر پھر بھی چمک رہا ہے۔ بہت کم رنگ ہوں گے جن سے اس طاؤس نے کوئی
حصہ نہ لیا ہو۔ اس نے ہر ایک رنگ سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لیا ہے اور پھر اپنی صفائی اپنی براقیت
اپنے لباس دیبا کے پروں کی درخشندگی اور اس کی خوش آئندگی کے ساتھ اس رنگ کو ظاہر کیا ہے
اس کے پَر ایسے ہیں جیسے بکھرے ہوئے شگوفے جنہیں نہ تو فصل بہار کی بارشوں نے پرورش کیا
ہے نہ گرمیوں میں چمکنے والے آفتاب نے۔ اور کبھی وہ اپنے پروں سے برہنہ بھی ہو جاتا ہے (اس
کے پَر گر پڑتے ہیں) اور اپنے لباس سے عریاں رہ جاتا ہے۔ اس کے پَر یکے بعد دیگرے گرتے ہیں
اور اسی طرح پے در پے نکل آتے ہیں۔ وہ اپنی جڑوں سے اس طرح گر پڑتے ہیں جیسے درختوں کی
ٹہنیوں سے پتے۔ پھر قوت نامیہ کے فیضان سے اسی حالت کو پہنچ جاتا ہے جیسا کہ ریز کرنے
سے پہلے تھا اور اس دوبارہ پیدائش میں نہ تو پہلے رنگوں کی مخالفت ہوتی ہے نہ کوئی رنگ اپنے
مقام سے دوسری جگہ واقع ہوتا ہے اگر تو اس کے پروں کی جڑ کے بالوں میں سے کسی بال کو غور

سے دیکھے تو ایک مرتبہ تو تجھے گل سُرخ کی سی سُرخی نظر آئے گی، دوسری دفعہ زمرد کی سبزی معلوم ہوگی اور پھر جو دیکھو تو کندن کی زردی بھی موجود ہے۔ اب گہری فکریں اور ہر ایک چیز کی تہ کو معلوم کر لینے والی عقلیں کیونکر اس جانور کے اوصاف بیان کرنے تک پہنچ سکتی ہیں اور کس طرح اس کی انتہا تک رسائی ہو سکتی ہے، وصف کرنے والوں کے اقوال اس کے اوصاف کے موتیوں کو کیونکر سلک نظم میں پرو سکتے ہیں حالانکہ اس کے اجزا (پروبال و استخوان و گوشت و پوست وغیرہ) بہت تھوڑے ہیں پھر بھی (وہم) کو ادراک سے اور زبانوں کو اوصاف بیان کرنے سے عاجز کر رکھا ہے۔ سبحان اور منزہ ہے وہ خدا جس نے اپنی مخلوق کے اوصاف سے عقول کو مقہور کر دیا۔ حالانکہ اس مخلوق کو آنکھوں کے سامنے ظاہر کر دیا ہے وہ اسے دیکھ رہی ہیں کہ مخلوق حدود ذاتی کے ساتھ محصور ہے۔ عدم سے وجود میں آتی ہے۔ اعضا و جوارح سے مرکب ہے۔ اس میں رنگتیں بھی موجود ہیں مگر پھر اس کا وصف بیان نہیں ہو سکتا۔ علی ہذا زبانوں کو بھی اس کے اوصاف کی تلخیص سے عاجز کر دیا ہے اور اس کی توصیف کے درجے تک پہنچنے میں تھکا کر بٹھا دیا ہے۔ تسبیح اور تنزیہ کے قابل وہی معبود ہے جس نے مچھلیوں اور ہاتھیوں سے لے کر چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں اور چھوٹے چھوٹے مچھروں کے پاؤں کو مضبوط اور محکم کر دیا اور اپنی ذات سے یہ عہد وابستہ کر لیا ہے کہ وہ بدن جن میں روح پھونکی گئی ہے ان میں سے کوئی حرکت نہ کرے مگر یہ کہ موت اس کے لئے وعدہ گاہ بنائی گئی ہے اور آخر کار اس دنیا سے نیست و نابود ہو جانا اس کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے بعض جگہ اسی خطبہ میں بہشت کی تعریف میں فرماتے ہیں اگر تو اپنے دل کی آنکھوں سے کام لے اور اس چیز کو دیکھے جس کی تیرے سامنے تعریف بیان کی جاتی ہے تو بے شک تیرا دل ان عجیب غریب چیزوں سے ہٹ جائے جو لذات و خواہشات دنیوی کی صورت میں دنیا کی طرف نکالی گئی ہیں تو کبھی اس کی ظاہری زینتوں پر مائل نہ ہو۔ وہ درخت جن کے ریشے صاف و شفاف نہروں کے کناروں پر مشک کے ڈھیروں میں پنہاں ہیں۔ وہ ان کی نرم و نازک اور سخت شاخیں اور ان شاخوں میں تر و تازہ موتیوں کے خوشوں کی آویزش۔ ان میوہ ہائے مختلفہ کا اپنے شگوفوں کا غلاف سے نکلنا۔ اگر ان باتوں میں تامل سے کام لے اور ان درختوں کی جنبشوں کا تصور کرے تو تیرا نفس دنیا سے بالکل غافل ہو جائے گا۔ یہ میوے بغیر کسی مشقت کے چنے جاتے ہیں اور چننے والے کی خواہش کے موافق اس کے تصرف میں آتے ہیں۔ اس جنت میں داخل ہونے والوں کے لئے مکانات و قصور کی فضا میں عسل مصفیٰ اور شراب صافی کا دور ہوتا ہے۔ یہ بہشتی لوگ ایک ایسی قوم ہیں کہ عزت و کرامت ہمیشہ ہمیشہ ان کے ساتھ ساتھ رہی ہے۔ حتیٰ کہ اس دار القرار میں قائم ہوئے اور مراحل قیامت کے سفر کی تکان و حرکت

سے بالکل پناہ اور امن میں آگئے۔ اے سننے والے یہ خوش آئند منظر جو تجھ پر ہجوم کر رہے ہیں (جن کی تصویر لفظوں میں کھچی ہوئی تیرے سامنے موجود ہے) اگر تو ان تک پہنچنے کی تمنائیں اپنے نفس کو مشغول کر دے تو البتہ ان کے شوق میں تیری جان بدن سے روانہ ہو جائے اور ان کی طرف پہنچنے میں تجھے ایسی عجلت لاحق ہو کہ ابھی ابھی اس مجلس سے کوچ کر کے اہل گورستان کی ہمسائگی اختیار کرے۔ خداوند عالم ہمیں اور تمہیں انہیں لوگوں میں سے بنا دے جو اپنی دلی تمنا کے ساتھ نیک بندوں کی منزل کی طرف کوچ کرتے ہیں اور جو منزلیں رحمت خداوندی کا اعلیٰ نمونہ ہیں

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

تمہارے خورد اپنے بزرگوں کی پیروی کریں اور تمہارے بزرگ اپنے خوردوں کے ساتھ بعنایت و مہربانی پیش آئیں۔ تم ایام جاہلیت کے جفاکاروں کی مثال نہ بنو، جو نہ تو دین کا علم حاصل کرتے تھے نہ خدا کی طرف سے کوئی عقل و علم (وحی و الہام) رکھتے تھے۔ ان لوگوں کی مثال بالکل حیوان موذی کے بیضہ کی سی تھی جو آشیانہ ہی میں توڑ دیا گیا ہو۔ اب ظاہر اس کا توڑنا (چونکہ اس حیوان کو مضرت پہنچاتا ہے) وزر و وبال ہے۔ اور اس کی حفاظت و پرورش کرنا (جب سے وہ حیوان موذی نکل آتے) سراسر باعث نکال بعض خطبہ میں ہے میری قوم باہم الفت رکھنے کے بعد پھر ایک دوسرے سے جدا اور اپنی اصل (امام برحق) سے پراگندہ ہو گئی۔ بعض تو ان میں سے اسی درخت کی کسی شاخ سے متمسک ہو جائیں گے (کسی نہ کسی امام کی بیعت کریں گے) جس طرف وہ شاخ مائل ہوگی یہ بھی اس کے ساتھ ہی متوجہ ہوں گے بنا بریں کہ عنقریب خداوند عالم انہیں بدترین قوم بنی امیہ کے سبب سے جمع کرے گا جس طرح فصل خریف میں ابر کے نازک اور مہین ٹکڑے جمع ہوا کرتے ہیں پروردگار عالم ان کے درمیان الفت و محبت قائم کر دیتا ہے۔ پھر ان سب کو ملا جلا کر ابر غلیظ کی مانند بنا دیتا ہے۔ پھر خداوند عالم ان لوگوں کے لئے ایسے دروازے کھول دے گا جو اپنے برانگیختہ ہونے کی جگہ سے اس طرح رواں ہونگے جیسے شہر سبا کے دو باغوں کی سیل۔ اب نہ تو کوئی نشیب میں واقع ہونے والا پہاڑ سالم رہے گا نہ کوئی ٹیلہ پہاڑوں کا استحکام اور باہم التصاق اور زمین کے پشتے اس سیل کے رستوں کو روک سکیں گے۔ پروردگار عالم انہیں پہلے تو وادیوں کے پوشیدہ مقامات میں متفرق کر دے گا۔ پھر چشموں کی مانند انہیں زمین میں روانہ کرے گا تاکہ ان میں سے ایک قوم سے دوسری قوم کے حقوق لیلے۔ اور ایک قوم کو دوسری قوم کی ولایت میں متمکن کر دے۔ قسم خدا کی یہ مال و متاع جو کچھ ان (بنی امیہ) کے ہاتھ میں ہے اس بلندی و اقتدار کے بعد اس طرح پگھلا دیئے جائیں گے جیسے چربی کو آگ پر

پگھلا لیتے ہیں۔ ایہا الناس! اگر تم نے امام برحق کی نصرت میں کوئی فروگذاشت نہ کی اور باطل کے سست کرنے سے تم سست نہ ہوتے۔ پھر نہ تو وہ شخص تمہاری طمع کر سکتا ہے جو تمہارے مانند ہو اور نہ تم پر وہ سخت قوت پکڑ سکتا ہے جو قوی ہو رہا ہے مگر تم تو بنی اسرائیل کی طرح گمراہ ہو رہے ہو۔ مجھے اپنی جان کی قسم کہ میرے بعد تمہاری عنلالتیں اور سرگردانیاں دوچند ہو جائیں گی۔ تم نے حق کو پس پشت ڈال دیا۔ جو شخص نہایت ہی قریب ہے اس کو قطع کر کے ایک نہایت ہی بعید شخص سے وصلت اختیار کی۔ خوب جان لو اگر تم اس شخص کی پیروی کرتے ہو تمہیں بلا رہا ہے تو وہ تمہیں رسول کے رستے پر سالک کر لیتا۔ تم راہ راست سے بھٹکنے کی شقتوں سے بچ جاتے اور اس بار گراں (پیروی جاہل) کو اپنی گردنوں سے الگ پھینک دیتے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اول زمانۂ خلافت میں حضرت نے فرمایا ہے۔ بے شک پروردگار عالم نے ایک ہدایت کرنے والی کتاب کو نازل فرمایا اور خیر و شر و حق و باطل کو اس میں ظاہر کر دیا گیا۔ اب تم خیریت کا طریقہ اختیار کرو تو ہدایت پا جاؤ گے۔ اور شر کی طرف سے روگردانی کر لو۔ یا اجابت کا قصد کرو۔ بیشک تم ان فرائض کو قربۃً الی اللہ بجا لاؤ۔ تاکہ وہ تمہیں بہشت تک پہنچا دیں۔ تحقیقاً پروردگار عالم نے اس شے کو حرام کیا ہے جو مجہول نہیں ہے (حسب ارشاد پیغمبر تمام مسلمان ان محرمات سے واقف ہیں) اور اس شے کو حلال فرمایا ہے جو عیب دار اور ناقص نہیں۔ اور مرد مسلمان کی عزت و حرمت کو تمام احترامات پر فضیلت دی ہے۔ توحید باری تعالےٰ کا ذکر کرنے والے اور خالص اعمال کی بجا آوری کے سبب سے مسلمانوں کے حقوق دائمی جگہ بستہ کر دیا ہے جہاں ہونے چاہئیں۔ اب مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان سالم رہیں۔ الا یہ کہ امر حق کے کہنے سے اگر کسی کو تکلیف پہنچے تو پہنچے۔ وہ پروردگار عالم نے مسلمان کی اذیت پہنچانے کو حلال نہیں کیا۔ لیکن اس شے کے ساتھ جسے اس نے واجب کہا ہے (حد شرعی و تعزیرات شرعی) تم اس امر کی طرف جلدی کرو جو عموماً تمام حیوانات اور خصوصاً تمہارے ایک ایک مرد کے لئے موجود ہے۔ وہ امر کیا ہے؟ وہ موت ہے! امم زمان رفتہ تمہارے پیشرو اور پیشوا ہیں اور قیامت کا دن تمہیں پیچھے سے ہنکا رہا ہے۔ تم علائق دنیوی سے سبکبار ہو کہ نہایت آسانی کے ساتھ اپنے یاران رفتگان سے ملاقات کرو۔ (قیامت کے قائم ہونے میں کوئی دیر نہیں فقط اتنی دیر ہے کہ تمہارا اول تمہارے آخر کا انتظار کر رہا ہے (جہاں وہ پہنچا اور قیامت موجود ہے)

کلام امام علیہ السلام

جب آپ سے بیعت ہو چکی تو ایک گروہ نے آکر کہا، کاش آپ ان لوگوں سے مواخذہ کرتے جنہوں نے

عثمان پر چڑھائی کی تھی. آپ نے اس کے جواب میں فرمایا. اے بھائیو! جو کچھ تم جانتے ہو میں اس سے ناواقف نہیں ہوں مگر مجھے انتقام کی قوت کیونکر حاصل ہو، حالانکہ وہ قوم (جو قتل عثمان کے لئے جمع ہوئی تھی) نہایت صاحب شوکت ہے. یہ لوگ ہمیں پر مسلط ہیں. ہم ان پر تسلط نہیں رکھتے. آگاہ رہو یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ مل کر تمہارے غلام بھی برانگیختہ ہو رہے ہیں. تمہارے بادیہ نشین اعراب صحرائی ان لوگوں کے ساتھ ملتفت ہو گئے ہیں. یہ لوگ تمہارے درمیان ہیں اور جس طرح بھی چاہتے ہیں. جس چیز کا تم ارادہ کر رہے ہو کیا اس پر قدرت حاصل کرنے کے لئے کوئی موضع و مقام تمہاری نظر میں موجود ہے؟ تحقیق یہ کام (جس کے تم درپے ہو رہے ہو) زمانۂ جاہلیت کے جاہلوں کا کام ہے. اس گروہ کی مدد کے لئے بہت سی کمک تیار ہے. اور لوگ اس امر میں جبکہ اسے حرکت دی جائے مختلف رائیں رکھتے ہیں ایک گروہ تو اسے صواب و درست سمجھتا ہے اور انہیں نگاہوں سے دیکھتا ہے جن سے تم دیکھ رہے ہو، اور ایک فرقہ کچھ اور ہی دیکھتا ہے جسے تم نہیں دیکھتے (وہ تم سے مخالف ہے وہ اس امر میں کوئی صواب نہیں دیکھتا) ایک اور بھی فرقہ ہے جو نہ اسے دیکھتا ہے نہ اسے اچھا سمجھتا ہے (اس کی نظر میں انتقام اور عدم انتقام دونوں مساوی ہیں) اب تم ذرا صبر سے کام لو تاکہ لوگ آرام لے لیں ان کے دل اور ان کی رائیں اپنے مقام پر قائم ہو جائیں (سب متفق الرائے ہوں) پھر حقوق بآسانی لئے جا سکیں گے. تم میری طرف سے آرام کرو مطمئن ہو جاؤ اور دیکھتے رہو کہ میرا حکم تمہارے لئے کس چیز کو لاتا ہے تم کبھی وہ کام نہ کرنا جس سے قوت متزلزل ہو جائے جو قوت و قدرت کو ساقط کر دے سستی اور ذلت کا باعث ہو. میں عنقریب اس امر خلافت سے اس طرح تمسک کروں گا جس سے یہ محکم و استوار ہو جائے. اور جب کوئی چارہ کار نظر نہ آئے گا تو پھر آخر ش درد کی دوا داغ ہے[1].

کلام امام علیہ السلام

جب جمل والے (عائشہ اور اس کے پیرو کار) بصرے کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت نے فرمایا. پروردگار عالم نے ہدایت کرنے والے رسول کو کتاب ناطق (قرآن شریف) اور امر قائم (شریعت قائم) کے ساتھ مبعوث فرمایا. اس سے تجاوز کرنے سے کوئی شخص ہلاک نہیں ہوتا الا وہ شخص جس کی استعداد ہلاکت انتہائی مرتبہ کو پہنچ چکی ہو. اور بیشک تلبیسات اور بدعتیں ہلاک کرنے والی ہیں. مگر جسے خداوند عالم ان سے بچاتا ہے وہ ہلاک نہیں ہوتا اور بیشک سلطان الٰہی (خلیفۂ برحق)

---

[1] یہ ایک مثل عرب میں مشہور ہے. یعنی جب سیدھی انگلیوں سے گھی نہ نکل سکا تو انجام کار اس درد کا علاج قتل و قتال کے داغ سے کیا جائے گا. ۱۲

کی اطاعت میں تمہارے امر کی حفاظت اور تمہاری شریعت کا بچاؤ ہے۔ تم اس کی اطاعت بغیر سرزنش اور بغیر جبر و اکراہ کے (خلوص دل سے) بجا لاؤ۔ قسم خدا کی یا تو تم خلیفۂ خدا کی اطاعت کرو یا پروردگار عالم تمہاری دینی سلطنت کو تمہارے غیر کی طرف نقل کر دے گا۔ پھر تا قیام صاحب الامر علیہ السلام تمہاری طرف اسے منتقل نہ کرے گا حتیٰ کہ امر خلافت تمہارے اغیار کی طرف ظاہر اور مجتمع ہو جائیگا یاد رکھو! یہ لوگ میری خلافت پر غضبناک اور خشمناک ہو کر جمع ہوئے ہیں (خونخواہی عثمان کا تو فقط بہانہ ہے) میں ابھی ان لوگوں کی حرکات پر صبر کرتا ہوں جب تک تمہاری جمعیت کو ضرر پہنچنے کا خوف مجھے نہ لاحق ہو۔ اور اگر ان لوگوں نے اپنی رائے کا ضعف انتہا کو پہنچا دیا اور اپنی ہی بیجا ضد پر اڑے رہے تو بیشک مسلمانوں کے کاموں کا انتظام بگڑ جائے گا۔ جنگ و جدل تک نوبت پہنچے بغیر نہ رہے گی جس شخص کو پروردگار عالم نے اس دنیا کو بطور مال غنیمت عطا فرمایا ہے اس پر حسد کرکے یہ لوگ اس دنیا کے طلب گار ہو رہے ہیں۔ اس جماعت نے احکام اسلام کو اس کے پشت سر (جاہلیت و کفر) کی طرف لوٹانے کا ارادہ کیا ہے۔ اب تمہیں لازم ہے کہ کتاب خدا اور سنت رسول کے ساتھ ہمارے طریقے پر عمل کرو۔ رسول کے حق کو قائم کرو (جو کچھ حضرت نے وصیت کی ہے کہ میرے اہلبیت کی متابعت کرنا اسے ادا کرو) اس کی شریعت کو بلند و برتر بناؤ۔

کلام امام علیہ السلام

جب جناب امیر علیہ السلام بصرے کے قریب پہنچے تو اہل بصرہ نے ایک قاصد آپ کے پاس روانہ کیا کہ حقیقت حال معلوم ہو۔ اور جان لیا جائے کہ حضرت کا عائشہ والوں سے محاربہ کرنا حق ہے یا ناحق۔ تاکہ ان کا شک زائل ہو جائے تو حضرت نے اس قاصد سے کچھ ایسے کلمات ارشاد فرمائے جس سے اسے معلوم ہو گیا کہ آپ سراسر حق پر ہیں۔ پھر حضرت نے اس سے فرمایا کہ اب تو حق کی بیعت کر۔ اس نے جواباً عرض کیا کہ میں ایک قوم کا قاصد ہوں جب تک ان کے پاس نہ پہنچ لوں کسی تازہ امر کو ظاہر نہیں کر سکتا۔ حضرت نے فرمایا: وہ لوگ جو تیرے پیچھے رہ گئے ہیں جنہوں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تو ان کے لئے محل نزول بارش کو دریافت کرے۔ اب تو ان کی طرف واپس ہو اور انہیں پانی اور تر و تازہ روئیدگی کی خبر دے تو کیا یہ دیکھتا ہے کہ وہ تیری مخالفت کریں گے اور ایسے مکان کی طرف رخ کریں گے جو تشنگی کا مقام اور قحط کا موضع ہو (اگر واقعی امر یونہی ہے) تو پھر تو اس وقت کیا کرے گا؟ اس نے جواب دیا: "میں ان کا ساتھ چھوڑ دوں گا اور ان کی مخالفت کرتا ہوا اسی مقام پر جا رہوں گا جہاں پانی اور گھانس موجود ہے" یہ سنکر حضرت نے فرمایا: "اب تو اپنا ہاتھ بیعت کے لئے بڑھا دے"۔ اس نے عرض کی: "قسم خدا کی اب مجھے قدرت نہیں رہی

کہ اس حجت اور برہان کو سنکر بھی بیعت سے انکار کروں"۔ یہ کہتے ہی حضرت کی بیعت کر لی۔ اس شخص کو کلیب جرمی کہتے ہیں۔ یہ بنی جرم میں سے تھا۔

کلام امام علیہ السلام

جس وقت مقام صفین میں قوم غدار سے جنگ کا ارادہ کیا تو فرمایا بار الہا! اے بلند و بالا چھت (آسمان) گردوں کے آفریدگار اور ایسے بام کے مالک جسے تو نے شب و روز کے ظاہر ہوتے اور غائب ہونے کا مقام، شمس و قمر کی سیرگاہ اور سیار ستاروں کے لئے مکان آمد و شد بنا دیا ہے۔ تو نے اس کے ساکنین کو قبیلہ ملائکہ سے بنایا ہے جو کبھی تیری عبادت سے دل تنگ نہیں ہوتے۔ اے اس زمین کے پرورش کرنے والے جسے تو نے لوگوں کے لئے قرار، حشرات الارض، چوپائے اور وہ حیوان جو نظر آتے ہیں یا نہیں نظر آتے ان سب کے لیے آرامگاہ بنا دیا ہے۔ اے ان پہاڑوں کے پیدا کرنے والے جنہیں تو نے زمین کے لئے اوتاد (میخیں) اور خلقت کے لئے باعث اعتماد مقرر کیا ہے (طرح طرح کے معدن اور چشمے مخلوق کی کاربراری کے لئے انہیں سے برآمد ہوتے ہیں) اگر تو نے ہمیں ہمارے دشمن پر غلبہ عنایت کیا تو ہمیں ظلم و ستم سے دور کر دے۔ راہ حق پر ہمیں ثابت قدم رکھ۔ اور اگر تو نے انہیں ہم پر غالب کیا تو ہمیں خلعت شہادت عنایت کر۔ اور دشمنوں کے ظلم و ستم سے ہمیں بچالے۔ کہاں ہیں دین اسلام کی محافظت کرنے والوں میں سے وہ لوگ جو ملامت سے منع کرتے تھے اور نزول شدائد کے وقت غیرت سے کام لیتے تھے۔ دیکھو! اس وقت ننگ و عار تمہارے پیچھے ہے اور جنت تمہارے سامنے موجود ہے

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

جملہ حمد و تعریف اسی خدا کے لئے مخصوص ہیں جسے موجودہ آسمان کا علم دوسرے آسمان کے علم سے نہیں روک سکتا۔ اور نہ اس زمین کے حالات کی واقفیت اسے دوسری زمین کے احوال کو جاننے سے منع کر سکتی ہے۔ ایک کہنے والے نے مجھ سے کہا تھا کہ اے ابن ابیطالب تو اس خلافت پر بہت ہی حریص ہے میں نے کہا نہیں بلکہ تم مجھ سے بہت زیادہ حریص ہو اور پھر لطف یہ کہ مرتبہ خلافت سے نہایت ہی دور ہو اور میں اس سے نہایت ہی قریب بلکہ اس کے لئے مخصوص ہوں۔ میں نے اپنا حق اپنے لئے طلب کیا ہے تم میرے اور میرے حق کے درمیان حائل ہوتے ہو۔ اور طلب حق کے وقت میرے اراد ول کے منہ پر طمانچے مارتے ہو۔ جب میں نے بھری محفل میں حجت اور دلیل کے ساتھ اس کی گوشمالی کی تو وہ مبہوت ہو گیا۔ اور گویا کسی چیز سے واقف ہی نہ تھا کہ اس کے ساتھ مجھے جواب دے۔ بار الہا! میں اس قوم قریش اور ان کے معاونین کے انتقام پر تجھی سے مدد چاہتا ہوں۔ ان لوگوں نے میرے حق قرابت کو قطع کیا۔ میرے مرتبہ

عظیم کی تحقیر کی ۔ مجھ سے اس امر پر تنازعہ کرنے کے لیے جمع ہو گئے جو میرے ہی لئے تھا ۔ پھر کہنے لگے آگاہ ہو جا! تیرا امر خلافت کو طلب کرنا بحق ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ تو اسے ترک کر دے (ان دلائل کا بھی اعتراف کرتے تھے جو میں اپنے استحقاق پر پیش کرتا تھا مگر پھر بھی غصب سے ہاتھ نہ اٹھایا)

بعض جگہ اسی خطبہ میں جمل والوں کا ذکر ہے وہ اپنے گھروں سے نکلے اور زوجۂ رسول خدا کو اس طرح کھینچتے ہوئے لے گئے جیسے کنیزوں کو خریداری کے وقت کھینچا کرتے ہیں ۔ اسے کر بصرے کی طرف متوجہ ہوئے ان دونوں (طلحہ و زبیر) نے اپنی بیویوں کو تو گھروں میں پردے کے اندر بٹھا دیا اور حرم محترم رسول خدا کو باہر لائے جو نہ انہیں زیبا تھا نہ ان کے غیر کو ۔ اور اس لشکر میں آئے جس میں کوئی شخص نہیں تھا جس نے اپنی اطاعت مجھے عطا نہ کی ہو اور بطوع خاطر نہایت مردانگی سے میری بیعت نہ کی ہو ۔ پھر یہ لوگ میرے عاملوں پر چڑھ گئے جو بصرے میں تھے اور مسلمانوں کے بیت المال اور نیز دیگر رعایا کو گھیر لیا ۔ ایک گروہ کو تو زجر و توبیخ کے ساتھ قتل کیا اور دوسرے گروہ کو مکر و حیلہ کے ساتھ ۔ پس قسم خدا کی اگر مسلمانوں میں سے کسی تک ان کی رسائی نہ ہوتی اور فقط وہ شخص مل جاتا جس کے قتل پر یہ بغیر جرم و خطا کے تلے ہوتے تھے (فقط میری محبت کے سبب سے اس کا قتل جائز سمجھ رکھا تھا) جس وقت یہ اس مسلمان کے قتل پر تیار ہوتے اور نہ زبان سے نہ ہاتھ سے کسی طرح بھی اس کے قتل سے انکار نہ کرتے تو بیشک ان کے تمام لشکر کا قتل مجھ پر حلال ہو جاتا ۔ اب تو ان کے اتنے آدمیوں کے قتل کی علت کا ذکر چھوڑ کیونکہ انہوں نے اسی تعداد کے موافق مسلمانوں کو قتل کیا ہے جسے لے کر ان پر چڑھائی کی تھی ۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وحی خدا کے امین ہیں ۔ پیغمبران خدا کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں اس کی رحمت کی بشارت دینے والے اور اس کی عقوبتوں سے ڈرانیوالے ہیں ۔ ایہا الناس! اس خلافت کا سب لوگوں سے زیادہ مستحق وہی ہے جو اس پر ان سب سے زیادہ قوی ہو اور خدا کا حکم جو اس کے بارے میں ہے اسے سب سے زیادہ جانتا ہو ۔ اب اگر کوئی فتنہ پرداز فتنہ پردازی کرے تو پہلے اسے اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کی جائے گی ۔ اگر وہ باز نہ آیا اور انکار کیا تو اس کے ساتھ مقاتلہ و محاربہ کیا جائیگا مجھے اپنی جان کی قسم اگر اس وقت تک امامت اور خلافت منعقد نہ ہو جب تک کہ عامۃ الناس اس پر حاضر نہ ہو جائیں (اس پر اجماع نہ کر لیں ۔ امامت کا انعقاد اجماع عامۃ الناس پر ہی منحصر ہو) تو پھر تحقق امامت کی کوئی سبیل ہی نہیں ۔ کسی طرح امامت متحقق ہو ہی نہیں سکتی ۔ لیکن انعقاد امامت کرنے والے اس پر بھی حکم لگا دیتے ہیں جو ان سے غائب ہے (شخص غائب کی طرف سے بھی وکیل بن جاتے ہیں) اب نہ تو اس شخص

کے لئے اپنے قول سے پلٹنے کا موقع ہے جو حاضر تھا اور نہ شخص غائب اپنا مختار ہے جو اپنے لئے کوئی دوسرا رستہ اختیار کر سکے۔ آگاہ ہو جاؤ میں دو شخصوں سے مقاتلہ کروں گا۔ ایک تو وہ شخص جو مدعی خلافت ہے حالانکہ وہ اس کا مستحق نہیں اور دوسرا وہ شخص جو اس چیز سے اپنے نفس کو منع کرے جو اس پر واجب ہے۔ میں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اور بندوں کے لئے یہ نہایت ہی عمدہ وصیت ہے اور خداوندعالم کے نزدیک اس کا انجام کار بہت ہی بہتر ہے اب تمہارے اور اہل قبلہ کے درمیان لڑائی کا دروازہ کھل گیا ہے اور اس علم کو وہی اٹھا سکتا ہے جو صاحب بصیرت ہو، صابر ہو۔ مقامات حق کا عالم ہو۔ اب تم اسی رستے پر چلے چلو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اور اس مقام سے الگ رہو جس سے تم منع کئے گئے ہو۔ تم اس امر میں تعجیل نہ کرو جب تک امام کی جانب سے امر یا نہی صادر نہ ہو جائے کیونکہ ہر ایک امر جس سے تم انکار کرتے ہو تمہارے مصالح و فوائد پر نظر کر کے وہ ہمارے لئے موجود ہے (ہمیں ہر ایک قسم کی قدرت و قوت اور ہر طرح کا اختیار حاصل ہے) خبردار ہو جاؤ تم اس دنیا میں اس حالت میں صبح کرتے ہو کہ اس کی تمنا تمہارے دلوں میں ہوتی ہے اور اسی کی طرف رغبت کرتے ہو اور وہ دنیا اس حالت میں صبح کرتی ہے کہ تم پر غضب ناک ہوتی ہے اور تمہیں راضی کر دیتی ہے۔ یہ دنیا تمہارا گھر نہیں نہ یہ وہ تمہاری منزل ہے جس کے واسطے تم پیدا کئے گئے ہو۔ نہ ایسا مکان ہے جس کی طرف تم بلائے گئے ہو۔ آگاہ اور خبردار ہو جاؤ یہ دنیا تمہارے لئے ہرگز ہرگز باقی رہنے والی نہیں اور نہ تم اس کے واسطے باقی رہو گے اگرچہ یہ تم کو فریب دے رہی ہے میں نے تمہیں اس دنیا کی شرارتوں سے ڈرایا ہے۔ تم اس تحذیر اور تخویف کو مدنظر رکھ کر اس کے فریب میں نہ آؤ۔ اس کی طمع چھوڑ دو اور اس گھر کی طرف سبقت کرو جس کی طرف تم حقیقتاً بلائے گئے ہو۔ تم اپنے دل کے ساتھ اس دنیا سے روگردانی کرو اور یہی سزاوار ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس کنیز کی مانند گریہ نہ کرے جو کہ اس چیز کے لئے روتی ہے جس سے وہ منع کی جاتی ہے تم اطاعت خدا پر صبر کر کے اور اس چیز کی کماحقہ حفاظت کر کے جس کی حفاظت از روئے کتاب تم پر واجب و لازم ہے نعمات الٰہی کے اتمام کو طلب کرو۔ آگاہ ہو جاؤ جب تم اپنے دین کے ارکان کی حفاظت کرو گے تو اس وقت اگر اشیاء دنیا میں سے کوئی شے تمہارے پاس سے ضائع ہو جائے گی تو اس سے تمہیں کچھ ضرر نہیں پہنچے گا۔ اور خبردار رہو! تمہارے دین کے ضائع ہونے کے بعد کوئی شے تمہیں نفع نہیں پہنچائے گی جس کی تم نے اپنے دنیاوی امور میں محافظت کی ہے خداوندعالم ہمارے اور تمہارے دلوں کو راہ حق کی طرف کھینچ لے اور ان میں صبر و شکر کو القا فرماوے۔

کلام امام علیہ السلام

طلحہ پسر عبید اللہ کا طلب خون عثمان سے کیا مقصد تھا؟ حضرت اسے بیان فرماتے ہیں: مجھے

جنگ وجدل سے خوف نہیں دلایا گیا۔ میں ضرب نیزہ و شمشیر سے ڈرایا نہیں گیا ہوں۔ مجھ سے پروردگار عالم نے جس فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے میں اسی پر ثابت قدم ہوں۔ قسم خدا کی یہ طلحہ ہرگز اپنی تلوار کو برہنہ کر کے طلب خون عثمان میں عجلت نہ کرتا۔ مگر اسے یہ خوف لگا ہوا تھا کہ کہیں مجھی سے اس کے خون کا مطالبہ نہ کیا جائے کیونکہ وہ اس مظنہ سے بچ نہیں سکتا اور نہ اس سے زیادہ اس گروہ میں کوئی اس خون پر حریص تھا۔ لہذا اب اس نے یہ ارادہ کیا کہ لوگوں کو اس امر میں مغالطے میں ڈال دے جسے اس نے کھینچا ہے تاکہ لوگوں کی نگاہ میں اپنے کام کو مشتبہ کردے اور شک و شبہ میں گرفتار ہو جائیں۔ قسم خدا کی عثمان کی بابت ان کاموں میں سے طلحہ نے ایک کام بھی نہیں کیا یا تو یہ کہ جیسا یہ طلحہ گمان کرتا تھا کہ ابن عفان ظالم و جابر ہے تو اسے لازم تھا کہ اس کے قاتلوں کی اعانت کرتا یا اس کے مددگاروں سے دشمنی کرتا اور اگر وہ مظلوم تھا تو اسے پھر یہ لازم تھا کہ اسے قتل سے باز رکھنے والوں میں سے ہوتا۔ اس کی جانب سے معذرت کرتا اور اگر اس کی یہ دونوں خصلتیں اس کے نزدیک مشتبہ تھیں تو اسے لازم یہ تھا کہ اسے چھوڑ کر گوشہ گیر ہو رہتا۔ ایک طرف بیٹھ جاتا اور لوگوں کو اس کے ساتھ ہی چھوڑ دیتا۔ مگر اس نے ان تینوں کاموں میں سے کوئی کام نہیں کیا اور ایک ایسے امر کو لے آیا ہے جس کا دروازہ اسے معلوم نہیں اور نہ جس میں اس کا عذر و انکار صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

اے وہ لوگو! جو آخرت سے غافل ہو جن کے اعمال و افعال کو بھلایا نہیں گیا ہے۔ اے اطاعت خداوندی کے ترک کرنے والو جن سے اس ترک اطاعت پر مواخذہ کیا جائے گا میں کیونکر کس لئے تمہیں خدا سے دور ہو جانے والا اور اس کے غیر (شیطان) کی طرف رغبت کرنیوالا دیکھوں۔ گویا تم چارپائے ہو جنہیں چرانے والے نے وبا پیدا کرنے والی چراگاہ اور درد پیدا کرنے والی آبگاہ کی طرف چھوڑ دیا ہے یہ حیوان ایسے ہیں جنہیں محض چھری کے لئے چارہ دیا گیا ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ ان کے ساتھ چارہ دیکر کیا ارادہ کیا گیا ہے جس زمانہ میں ان کے ساتھ احسان کیا جاتا ہے تو وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ یک روزہ احسان ان کے لئے ایک زمانے کا حکم رکھتا ہے اور ان کی پرورش ان کے لئے ایک کار متعلقہ اور شغل ہے قسم خدا کی۔ اگر میں چاہوں تو ہر ایک انسان کو اس کے مخرج اس کی منزل اور اس کے تمام امور سے خبر دے سکتا ہوں۔ میں ضرور ایسا ہی کرتا مگر خوف کھاتا ہوں کہ یہ کہیں میرے بارے میں کافر نہ ہو جائیں مجھے رسول اللہ ﷺ نہ سمجھ بیٹھیں۔ آگاہ رہو! میں نے اپنے دوستان خالص میں سے جنہیں اس کفر سے محفوظ سمجھا گیا ہے ہر ایک شخص کو اس امر کی خبر پہنچا دی ہے۔ قسم اس خدا کی جس نے رسول کو بحق و راستی مبعوث فرمایا اور تمام

خلقت میں اسے برگزیدہ کرلیا۔ میں سوائے صدق و راستی کے کوئی بات زبان سے نہیں نکالتا۔ بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے مجھے تمام ان اخبار کی تعلیم کی ہے اور بتا دیا ہے کہ یہ فلاں شخص کی ہلاکت کا مقام ہے وہ اس میں ہلاک ہوگا اور یہ فلاں شخص کی نجات کا مقام ہے وہ اس میں نجات پائے گا۔ اس خلافت کا مآل کیا ہوگا؟ یہ بھی مجھے بتا دیا ہے اور کوئی امر ایسا باقی نہیں رہا جو میرے سر پر گذرے مگر یہ کہ اسے میرے کان میں ڈال دیا ہے۔ اور اس کی خبر مجھ تک پہنچا دی ہے۔ ایہا الناس! قسم خدا کی میں نے تمہیں کسی اطاعت خداوندی کی رغبت نہیں دلائی۔ مگر یہ کہ خود میں نے سب سے پہلے اس کی طرف سبقت کی ہے۔ میں نے کسی معصیت سے تمہیں نہیں روکا مگر یہ کہ تم سے پہلے خود میں نے اس سے پرہیز کیا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

ایہا الناس! خدا کے بیان سے نفع حاصل کرو۔ اس کے مواعظ سے نصیحت پکڑو۔ اس کی نصیحتوں کو قبول کرو۔ کیونکہ خداوند عالم نے تمہارے عذر عذاب کو تمہارے لئے ظاہر کر دیا ہے۔ تم پر اس نے حجت پکڑلی ہے اور ان اعمال کو بیان کر دیا ہے جو اس کے نزدیک پسندیدہ ہیں یا جن سے وہ کراہت رکھتا ہے تاکہ ان اعمال کو بجالاؤ اور ان افعال سے بچو۔ سنو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ فرماتے تھے مکروہات کے سبب سے (وہ مکروہات جنہیں ہماری طبیعت مکروہ سمجھتی ہے جن کے بجالانے میں محنت ہائے شاقہ اٹھانی پڑتی ہیں) انسان جنت کا مستحق ہوتا ہے اور خواہشات کے سبب سے نار جہنم کا۔ خوب جان لو، اطاعت خداوندی میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کراہت طبع میں نہ حاصل ہوتی ہو (انسان ہر ایک اطاعت خداوندی کو اپنے لئے دشوار اور مشکل سمجھتا ہے) اور نہ معصیت الٰہی میں کوئی ایسی چیز ہے جو خواہش کے ساتھ نہ حاصل کی جائے۔ خداوند عالم اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنی خواہشات نفس کو قطع کیا۔ اپنے نفس کی ہوا و ہوس کا قلع قمع کر دیا۔ کیونکہ یہ نفس قطع خواہشات سے بہت دور رہنے والی چیز ہے (اس کی آرزوؤں کا روکنا نہایت مشکل ہے) اور اپنی ہوا و ہوس کے سبب ہمیشہ معصیت کا مشتاق ہے۔ بندگان خدا! تم یقین کر لو کہ مومن ہر صبح و ہر شام اپنے نفس سے بدگمان رہتا ہے وہ ہمیشہ اس کی عیب گیری کرتا ہوا اسے سرزنش کئے جاتا ہے اور ہمیشہ اپنے لئے خیر اور کمال کا طلب گار رہتا ہے اب تم ان لوگوں کی مانند ہو جاؤ جنہوں نے تم سے پہلے مغفرت الٰہی کی طرف سبقت کی ہے اور تمہارے سامنے گذر گئے ہیں۔ انہوں نے دنیا سے اپنے خیموں کو اس طرح اکھاڑ لیا ہے جیسے کوچ کرنے کے لئے اکھاڑا کرتے ہیں اور دنیا کو اس طرح لپیٹ دیا ہے جیسے منزلوں کو طے کر دیا کرتے ہیں۔ تم خوب جان لو یہ قرآن ایسا ناصح ہے جس میں ذرا بھی خیانت کی بو نہیں۔ یہ ایسا ہادی ہے کہ ہرگز گمراہ

نہیں کرتا۔ یہ ایسا خبر دینے والا ہے کہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ کوئی شخص اس قرآن کا ہم جلیس نہیں مگر یہ کہ وہ ایسی حالت میں اس کے پاس سے اٹھے کہ یا تو اس کے کمال میں زیادتی ہوگئی ہو یا نقص آگیا ہو۔ زیادتی تو ہدایت کی وجہ سے ہوتی ہے اور نقصان اندھے پن کے سبب سے۔ خوب جان لو کہ علم قرآن حاصل کرنے کے بعد پھر انسان کو کسی علم کی احتیاج نہیں ہے اور نہ کوئی شخص علم قرآن حاصل کرنے سے قبل تحصیل علوم سے مستغنی ہو سکتا ہے۔ تم اپنے دردوں کے لئے اسی سے شفا طلب کرو۔ اور اپنے نادانی آمیز اقوال سے بچنے کے واسطے اس قرآن سے مدد مانگو۔ کیونکہ اس قرآن میں بڑے سے بڑے درد کی دوا ہے۔ وہ درد کیا ہے؟ یہ ہے کفر۔ نفاق۔ ضلالت۔ گمراہی۔ تم اسی قرآن کے ذریعے سے خدا سے سوال کرو اور نہایت محبت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ مگر تم اس کے وسیلے سے خلق خدا سے سوال نہ کرو۔ کیونکہ یہ قرآن ایسی چیز ہے جس کے علم کے وسیلے سے بندے اپنے خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ خوب جان لو کہ وہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جو شفاعت کردہ شدہ ہے (اس کی شفاعت مقبول ہے) وہ کہنے والا ہے اور اس کے قول کی تصدیق کی جا چکی ہے اور بروز قیامت جس شخص کی اس قرآن نے شفاعت کی تو اس کی شفاعت اس کے بارے میں قبول کی جائے گی۔ اور جس شخص کی نادانیوں اور جہالتوں کو بروز قیامت اس نے ظاہر کیا تو بے شک اس شخص کے ضرر پہنچانے پر اس کی تصدیق کی جائے گی۔ سن لو! قیامت کے دن ایک منادی یہ ندا کرے گا: آگاہ اور خبردار ہو جاؤ کہ ہر ایک زراعت کرنے والا اپنی زراعت کے حساب اور اپنے اعمال کی عاقبت میں گرفتار ہے۔ مگر زراعت قرآن اس سے مستثنیٰ ہے" (قرآن کی زراعت میں تحصیل علم قرآن پر حساب نہیں لیا جائے گا) اب تم اسی قرآن کے کاشتکار اور اسی کی متابعت کرنے والے بن جاؤ۔ اس سے اپنے پروردگار کے وجود پر دلیلیں قائم کرو۔ اپنے نفسوں کے لئے اس سے نصیحت حاصل کرو۔ اپنی رائے اور اپنے اجتہادات کو اس کے ساتھ قائم کرو۔ اس کے بارے میں اپنی ہوا و ہوس کو بالکل جنس فاسد و کاسد خیال کرو۔ بندگان خدا عمل کرو۔ عمل کرو۔ پھر اپنے انجام کار کو سوچو۔ اپنی عاقبت کا خیال کرو۔ راستی کی طلب کرو۔ ایہا الناس! صبر۔ صبر۔ زہد۔ زہد۔ خوب جان لو۔ تمہارے لئے ایک منتہیٰ ہے۔ تم اس کی طرف منتہی ہو جاؤ۔ تمہارے لئے ایک نشانی ہے۔ تم اس اپنی نشانی سے ہدایت کی طلب کرو۔ اسلام کے لئے ایک نہایت اور غایت ہے۔ تم اس غایت کی طرف منتہی ہو جاؤ۔ اپنے وہ حقوق جو خداوند عالم نے تم پر فرض کئے ہیں اپنے وہ انعام اور وظیفے جو تمہارے لئے آشکارا کر دیئے ہیں۔ انہیں ادا کر کے ان کا شکریہ بجا لا کر خداوند تعالیٰ کی طرف نکلو۔ میں بروز قیامت تمہارے لئے ایک شاہد ہوں۔ حجت و برہان ہوں (بروز قیامت میری محبت تمہاری نجات اور میری عداوت تمہاری ہلاکت پر شہادت دینے والی ہے) آگاہ ہو جاؤ کہ جو کچھ خدا کے علم سابق میں تھا وہ واقع ہو گیا۔ جو اس کا حکم

نافذ ہو چکا تھا وہ بتدریج متحقق ہو گیا رفتنہ وفساد اور غصب حقوق کے بعد خلافت مجھ تک پہنچ گئی) بیشک میں وعدہ الٰہی اور اس کی حجت (قرآن) کے ساتھ کلام کرنے والا ہوں کما قال اللہ تعالیٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملآئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون تحقیق وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر قائم بھی رہتے ہیں تو ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں) کہ تم خوف نہ کرو اور غمگین نہ ہو تمہارے لئے اس بہشت کی خوش خبری ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے" اب تم بھی یہی کہتے ہو کہ ہمارا رب اللہ ہے تو پھر تم اس کی کتاب اس کے حکم کے رستے اور طریقۂ صالحہ عبادت پر قائم رہو اس روّیہ سے تجاوز نہ کرو اس طریقہ میں بدعتوں کے موجد نہ بنو۔ اس سے مخالفت نہ کرو۔ کیونکہ بروز قیامت خداوند عالم کے نزدیک صاحبان تعدی وتجاوز کا مقصود ومطلوب بالکل منقطع ہے۔ پھر تم اخلاق میں تغیر وتبدل کرنے سے اپنے نفسوں کو دور رکھو۔ اپنے اخلاق کو جگہ بہ جگہ نہ پھراؤ و نفاق اختیار نہ کرو کہ کبھی تو راست گفتاری سے کام لیا کبھی دروغ سے) اپنی زبان کو یکساں رکھو۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ اپنی زبان کی محافظت کرے۔ کیونکہ زبان اپنے مالک سے بہت سرکشی کرتی ہے۔ قسم خدا کی میں کسی بندے کو نہیں دیکھتا ہوں کہ وہ متقی ہو اور پھر یہ تقوےٰ اسے نفع پہنچائے جب تک اپنی زبان کو قابو میں نہ کرے۔ یاد رکھو! مومن کی زبان اس کے قلب کے پیچھے ہے (وہ جو بات کہتا ہے دل سے کہتا ہے) اور منافق کا قلب اس کی زبان کے پیچھے ہے (وہ ہمیشہ زبانی جمع خرچ کیا کرتا ہے) کیونکہ مومن جب کسی کلام کے ساتھ تکلم کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اس کی نسبت اپنے نفس میں اچھی طرح سوچ لیتا ہے۔ اگر وہ کلام بہتر ہوا تو اسے ظاہر کرتا ہے اور اگر اس میں کسی قسم کا شر نظر آیا تو اسے ڈھانک لیتا ہے اور منافق جو کچھ بھی اس کے منہ میں آیا بک دیا۔ وہ نہیں سمجھتا کہ کون سا کلام اسے نفع پہنچائے گا اور کون سا نقصان۔ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جب تک قلب کو استقامت نصیب نہیں ہوتی ایمان مستقیم نہیں ہوتا اور قلب اس وقت تک راست نہیں ہوتا جب تک کہ زبان سیدھی نہ ہو۔ اب جو شخص اس بات کی استطاعت رکھتا ہو (اسے اس بات کی تمنا ہو) کہ ایسی حالت میں خداوند عالم سے ملاقات کرے کہ اس کے ہاتھ مسلمانوں کے خون اور ان کے اموال سے پاک صاف ہوں۔ اس کی زبان ان کی نسبت غیبت وتہمت وفحش گوئی سے سالم ہو تو اسے بے شک یہی عمل کرنا چاہیئے اور یہی بات اس پر واجب ولازم ہے۔ بندگان خدا! جان لو کہ مومن اس برس بھی انہیں چیزوں کو حلال جانتا ہے جو اگلے برس حلال تھیں اور اس سال بھی انہیں چیزوں کو حرام سمجھتا ہے جو اگلے سال میں حرام تھیں۔ اب لوگوں نے اس دین میں احداث کیا ہے اس احداث کے سبب سے وہ چیزیں ہرگز تمہارے لئے حلال نہیں ہو سکتیں جو تم پر حرام کی گئی ہیں۔ یاد رکھو! حلال وہی ہے جسے خداوند عالم نے حلال کیا ہے۔ اور حرام وہی ہے جسے اس

نے حرام فرمایا ہے۔ تم نے امور کا اچھی طرح تجربہ کر لیا ہے۔ (اپنے دانت ان میں پیوست کر دیئے ہیں (انہیں اچھی طرح جان چکے ہو) اور تم ان لوگوں کی حالت سے نصیحت حاصل کر چکے ہو جو تم سے پہلے تھے۔ تمہارے لئے مثالیں بیان کر دی گئی ہیں۔ تم ایک واضح اور روشن امر کی طرف بلائے گئے ہو اب وہی شخص اس نصیحت کو یاد نہیں رکھ سکتا ہے جو بہرا ہو اور وہی شخص چشم پوشی کرے گا جو اندھا ہو اور پھر یہ بھی خوب سمجھ لو کہ جس شخص کو نازل ہونے والی بلائیں اور تجربے نفع نہ پہنچائیں تو وعظ و نصیحت میں سے کوئی چیز اسے نفع نہیں پہنچا سکتی۔ نقصان اور ضرر اس کے سامنے موجود ہے یہاں تک کہ وہ اس چیز کو پہچان لے گا جس کے نفع کا انکار کرتا تھا اور اس چیز کا انکار کرے گا جسے اپنے لئے ضرر پہنچانے والی سمجھتا تھا۔ یاد رکھو! آدمی دو قسم کے ہیں۔ ایک تو شریعت پیغمبر کی پیروی کرنیوالا دوسرا ایسی بدعت کا ایجاد کرنے والا جس کے لئے پروردگار کی جانب سے کوئی حجت شرعی مقرر نہیں۔ اور نہ کسی حجت کی روشنی (حدیث پیغمبر) اس کے ساتھ ہے۔ بالتحقیق پروردگار عالم نے کسی شخص کو اس قرآن کی مانند نصیحت نہیں کی (قرآن سے بہتر کسی شخص کے لئے نصیحت کا طریق ہو ہی نہیں سکتا) یہ خداوند عالم کی حبل المتین ہے۔ یہ نہایت ہی با امن رستہ ہے۔ پژمردہ دلوں کی بہاریں اسی میں ہیں۔ یہ علم و معرفت کا چشمہ ہے۔ آئینۂ دل کی جلا اس کے سوا کسی دوسری چیز سے ہو ہی نہیں سکتی۔ مگر افسوس اس کے معانی کے یاد کرنے والے، اس کے احکام پر عمل کرنے والے چل بسے اور وہ لوگ باقی رہ گئے جو اسے فراموش کر چکے ہیں یا جان بوجھ کر فراموش کرتے جاتے ہیں۔ پس اب اگر کسی شخص کو دیکھو کہ امر خیر بجا لا رہا ہے تو اس کام میں اس کی اعانت کرو۔ اور اگر کسی شریر کو شرارتوں میں مشغول دیکھو تو اس سے گذر جاؤ کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "اے پسر آدم اعمال خیر کو بجا لا۔ فتنہ و فساد کو چھوڑ دے پھر تو نہایت ہی خوش رفتار اور وسط راہ میں چلنے والا ہو جائے گا۔ خبردار ہو جاؤ! ظلم کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ ظلم جو بالکل بخشا نہیں جائے گا۔ دوسرا وہ ظلم جو ترک نہیں کیا جائے گا، اس پر مواخذہ ضرور ہوگا۔ تیسرا وہ ظلم جو بخشا جائے گا۔ اور کسی قسم کا مواخذہ نہ ہوگا۔ اب وہ ظلم جو بخشا نہیں جائے گا وہ تو شرک باللہ ہے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ پروردگار عالم اس بات کو کبھی نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ دوسرے کو شریک کیا جائے اور وہ ظلم جس کو بخش دیا جائے گا وہ بندے کا ظلم ہے جو وہ بعض قباحتوں صغائر کے وقت اپنے نفس پر کرتا ہے اب وہ ظلم جو ترک نہیں کیا جائے گا جس پر پورا پورا مواخذہ ہوگا وہ بندوں کا ظلم ہے جو وہ ایک دوسرے پر کرتے ہیں اور عقبیٰ کا قصاص اور مواخذہ بہت سخت ہے (پناہ بخدا) وہ قصاص یہ نہیں کہ ایک چھری کا زخم لگا دیا اور بس یا تازیانے مار دیئے گئے بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس کے سامنے یہ قصاص نہایت ہی حقیر شمار کیا جاتا ہے۔ اب تم اپنے نفسوں کو دین الٰہی میں

ندورنگی (نفاق) سے دور رکھو. کیونکہ امر حق میں وہ اجتماع (جماعت) جسے تم مکروہ سمجھتے ہو اس تفرقہ سے ہزار درجہ بہتر ہے جو باطل کی دوستی میں لاحق ہوتا ہے اور بے شک پروردگار عالم نے گزشتہ (موجودہ) اشخاص میں سے کسی کو اس تفرقہ میں بہتری و بہبودی عطا نہیں فرمائی. خوشا حال اس شخص کا جس کا عیب اسے لوگوں کے عیوب کی طرف نظر کرنے سے منع کردے (وہ اپنے ہی عیب کو پیش نظر رکھے) اور خوش خبری ہے اس شخص کے لئے جو اپنے گوشۂ تنہائی میں بیٹھا رہے. جو کچھ خدا نے دیا ہے کھا پی کر شکریہ ادا کرے. اپنے پروردگار کی اطاعت میں مشغول رہے. اپنی خطاؤں پر گریاں ہو. وہ اپنے ہی نفس کے لئے کسی شغل (عبادت) میں مصروف رہے اور لوگ اس کی ذات سے راحت و آرام میں رہیں.

کلام امام علیہ السّلام

معاملہ "حکمین" کے متعلق حضرت ارشاد فرماتے ہیں. تمہارے سرداروں کی رائے اس امر پر متفق ہوگئی کہ وہ دو آدمیوں کو (طرفین سے) انتخاب کرلیں. چنانچہ یہ انتخاب ہوگیا. اور ہم نے ان دونوں شخصوں (عمرو عاص و ابوموسیٰ اشعری) سے عہد لیا کہ اپنے آپ کو قرآن کا پابند کریں اس کے احکام سے تجاوز نہ کریں. ان کی زبانیں قرآن کے ہی ساتھ رہیں (وہ قرآن کے ہی موافق حکم دیں) ان کے قلوب قرآن کی ہی متابعت کریں. اب وہ علم قرآن میں حیران ہوگئے. حق کو چھوڑ دیا حالانکہ اسے دیکھ لیا تھا. مگر ان کی خواہش نفسانی یہی ظلم و جور تھا اور احکام میں کجی کرنا عادت میں داخل تھا حالانکہ ہم نے پہلے ہی ان کی سوء تدبیری اور احکام میں ظلم و جور کرنے کو حکم بالعدل اور عمل بالحق کے ساتھ بدلنے کی قید لگادی تھی. اب جب انہوں نے احکام حقہ کو جو معروف و مشخص ہیں معکوس کردیا اور حق کے رستے سے خلاف کیا تو اپنے نفسوں کا اختیار ہمارے ہاتھ میں ہے.

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

ایک کام اسے دوسرے کام سے روک نہیں سکتا. نہ زمانہ اسے متغیر کرسکتا ہے. کوئی مکان اس پر حاوی نہیں ہوسکتا. کوئی زبان اس کی کماحقہ توصیف نہیں کرسکتی. نہ تو اس سے پانی کے قطروں کا شمار چھپا ہوا ہے، نہ آسمان کے تارے اس سے پوشیدہ ہیں. ہوا کا کرہ ہوا میں تموّج مورچہ کی سنگ سخت پر جنبش. اندھیری رات میں چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی خواب گاہیں. ان میں سے ایک بھی چیز اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں. وہ پتوں کے گرنے کے مقام سے واقف ہے. وہ گوشۂ چشم سے خفی سے خفی اشارے کو بھی جانتا ہے. میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اس خدا کے کوئی خدا

نہیں۔ کوئی اس کا عدیل اور ثانی نہیں۔ نہ اس کی ذات میں کسی طرح کا شک ہے۔ اس کا دین چھپا ہوا نہیں نہ اس کے ایجاد کرنے سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ میں اس شخص کی مانند شہادت دے رہا ہوں جس کی نیت سچی ہو جس کا باطن ریا سے پاک صاف ہو۔ جس کا یقین خالص ہو جس کی ترازو کا پلہ (اعمال صالح کی کثرت سے) بہت ثقیل اور بھاری ہو۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں اخلاق میں اس کے برگزیدہ رسول ہیں اس کی (توحید کی) حقیقتوں کو ظاہر کرنے کے لئے منتخب ہیں۔ اس کی بزرگی اور عظیم الشان کرامات (معجزوں کے ساتھ مختص ہیں۔ اس کی نہایت ہی عمدہ اور مکرم رسالتوں کے واسطے چندہ ہیں۔ آپ ہی کی ذات سے ہدایت کی علامتیں روشن کی گئی ہیں اور ضلالت اور اندھے پن کی سیاہیوں پر آپ ہی کی وجہ سے جلا ہوئی ہے۔ ایہا الناس! جو شخص دنیا کا متمنی ہو اس کے ساتھ ہمیشہ بسر کرنا چاہتا ہو تو یہ دنیا ایسے شخص کو فریب دیدیتی ہے اور جو شخص اس کی طرف رغبت رکھتا ہے یہ ظالم کبھی اس کی طرف راغب نہیں ہوئی جو شخص اس پر غالب آیا (اس کے مال و متاع پر قبضہ کیا) اسی کو مغلوب و مقہور کر دیا۔ قسم خدا کی جو کوئی گروہ اپنی زندگی میں تر و تازہ نعمتوں سے شادکام رہا ہو یہ نعمتیں ان لوگوں سے ہرگز زائل نہیں ہوتیں۔ مگر انہیں گناہوں کے سبب سے جن کا انہوں نے ارتکاب اور اکتساب کیا ہے۔ کیونکہ پروردگار عالم اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اور جس وقت ان پر عقوبتیں نازل ہوں۔ نعمتیں زائل ہو جائیں۔ اگر اس وقت خالص دل سے اپنے پروردگار کے تضرع و زاری کریں تو بے شک پروردگار عالم اس چیز کو ان پر واپس کر دے گا جو ان سے بھاگ چکی ہے اور ان کے ہر ایک تباہ ہو جانے والے امر کی اصلاح فرما دے گا۔ میں تم سے اس امر کا خوف کرتا ہوں کہ تم کہیں ایام جاہلیت میں گرفتار نہ ہو جاؤ (جو خلفائے گزشتہ کا زمانہ ہے) اب وہ امور گذر گئے جس کی طرف تم نہایت ہی توجہ سے مائل تھے۔ اور میں تمہاری ان حرکات کو نہایت ناپسند کرتا تھا۔ اب اگر تم پر تمہارا امر لوٹا دیا جائے تو بیشک تم نیک بخت اور سعادت مند ہو جاؤ گے اور مجھ پر تمہاری خاطر کوئی عمل واجب و لازم نہیں۔ الا یہ کہ میں تمہیں تمہاری اصلی حالت پر لوٹانے میں کوشش کروں اور جب میں نے کچھ کہنے کا ارادہ کیا ہے تو یہی کہا کہ پروردگار عالم نے تقصیرات گزشتہ کو معاف کر دیا (اب آئندہ اس قسم کی تقصیر نہ کرنا عفی عما مضیٰ)

کلام امام علیہ السّلام

اہل یمن میں سے ایک شخص ذعلب نامی نے عرض کی "یا امیر المومنینؑ آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟" حضرت نے فرمایا: "کیا میں ان دیکھے خدا کی عبادت کرتا ہوں"؟ عرض کی: "آپ نے اسے کیونکر دیکھا؟" فرمایا: "مشاہدہ و معائنہ کے ساتھ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں (وہ آس

چشم حسی سے نظر نہیں آتا) مگر قلوب مومنین حقائق ایمان کے ساتھ اس کا ادراک کرتے ہیں۔ وہ ہر ایک چیز سے نزدیک ہے مگر ملامست و مماثلت کے ساتھ قریب نہیں (جو کہ جسمیت کا خاصہ ہے) وہ ہر ایک سے بعید ہے مگر تباین اور مفارقت زمانی و مکانی کے ساتھ بعید نہیں۔ وہ بغیر تردد و فکر کے متکلم ہے۔ وہ بغیر ہمت کے ارادہ کرنے والا ہے۔ وہ خالق ہے مگر خود اعضاء و جوارح سے منزہ ہے۔ وہ ایسا لطیف ہے جس کا خفا اور پوشیدگی کے ساتھ وصف نہیں کیا جا سکتا (چونکہ وہ ہماری ظاہری آنکھوں کو نظر نہیں آتا اور ان سے پوشیدہ ہے اس لئے اسے لطیف نہیں کہتے بلکہ وہ شدت ظہور کے سبب سے ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہے) وہ نہایت ہی بزرگ اور عظیم الشان سلطنت کا مالک ہے۔ مگر (معاذ اللہ) ظالم و جابر نہیں۔ وہ بصیر ہے مگر چشم حاسہ کے ساتھ موصوف نہیں (وہ ہماری تمہاری جیسی آنکھیں نہیں رکھتا) وہ رحیم ہے۔ محسن ہے۔ مگر اس رحمت و احسان کے سبب سے اسے سوزش قلب لاحق نہیں ہوتی۔ اس کی عظمت کے سامنے تمام نفوس ذلیل اور خاضع ہیں اور اس کی مہابت و مخافت کے سبب سے تمام قلوب ترسناک ہیں۔

کلام امام علیہ السلام

حضرت اپنے اصحاب کی مذمت میں فرماتے ہیں، جو امر کہ گذر گیا اور جو فعل کہ مقدر اور مشخص کر دیا ہے۔ میں اس پر خدا کی حمد کرتا ہوں اور اس امر پر بھی اس کی تحمید و تقدیس کرتا ہوں کہ مجھے تمہارے ساتھ مبتلا کیا۔ اے میرے حکم کی اطاعت نہ کرنے والے اور میری دعوت کو قبول نہ کرنے والے گروہ اگر تمہیں محاربہ دشمن سے مہلت دی جاتی ہے تو تم لہو و لعب اور ہوا و ہوس میں مشغول ہو جاتے ہو۔ اور تمہیں ساتھ لے کر دشمن سے جنگ کی جاتی ہے تو مقابلہ میں ضعیف و سست ہو جاتے ہو۔ اگر لوگ اپنے امام کے پاس جمع ہوں تو تم میں تفرقہ پڑ جاتا ہے۔ اور اگر کسی مشقت و محنت کی طرف بلانے والی آواز کو قبول بھی کرتے ہو تو پھر بہت ہی جلد رجعت قہقری کر جاتے ہو۔ تمہارے دشمن کے لئے کوئی مربی باقی نہ رہے۔ وہ جہاد جو تمہارے ذمے واجب ہے اس میں نصرت حاصل کرنے کے لئے جس چیز کا تم انتظار کر رہے ہو وہ تمہاری موت اور ذلت ہے (تم جہاد اور نصرت میں سستی اور کاہلی سے کام لے رہے ہو اس کا انجام تو موت اور خواری ہے) قسم خدا کی اگر میرا روز موعود (موت) آجائے اور بیشک وہ ضرور آئے گا تو وہ ایسی حالت میں میرے اور تمہارے درمیان تفرقہ اندازی کرے گا کہ میں تمہاری مصاحبت کے لئے دشمن ہوں گا اور تمہارے سبب سے کسی قسم کی قوت و شوکت مجھے حاصل نہ ہوگی (تم میری زندگی تک مجھ سے برگشتہ رہو گے مجھے دشمن سمجھو گے اور تمہارے سبب سے میں کبھی صاحب شوکت نہ

ہو سکوں گا) خدا کے بندو! کیا دین میں اتنی بندش کی قوت نہیں ہے جو تمہیں ایک جگہ جمع کر دے کیا تمہیں اپنے امثال و اقران کو دیکھ کر بھی حمیت اور غیرت نہیں آتی جو تمہیں (مدافعۂ دشمن کے لیے) تیز و طرار کر سکے کیا یہ مقام تعجب نہیں کہ معاویہ نہایت ہی سفیہ ستمگاروں کو بلاتا ہے اور وہ بغیر کسی قسم کے احسان و انعام و بخشش کے اس کی متابعت کرتے ہیں۔ اور میں تمہیں انعام و احسان کے ٹکڑوں کی طرف بلا رہا ہوں۔ حالانکہ تم اہل اسلام کے خلف ہو۔ معقول انسانوں کی اولاد ہو۔ مگر پھر بھی مجھ سے متفرق ہوتے ہو اور برابر مجھ سے اختلاف کیے جاتے ہو۔ میرا کوئی حکم تمہارے لیے ایسا صادر نہیں ہوتا جو موجب خوشنودی ہو اور تم اس پر رضامند ہو جاؤ۔ اور نہ کوئی ایسی چیز جو باعث غضب ہو اور تم اس پر اجتماع کرو (میرا کوئی امر و نہی خواہ تمہیں پسند ہو یا ناپسند مگر تم اس سے لامحالہ انحراف کرو گے) اور یاد رکھو کہ بہترین اشیا جس کی ملاقات کا مجھے اشتیاق ہے میرے نزدیک موت ہے (کیونکہ اسی کے سبب سے میں تمہاری بیجا مخالفتوں سے نجات پا کر بہشت بریں کی سیر کروں گا) میں نے تمہیں کتاب خدا کا سبق دیا۔ تمہاری تعلیم میں حجت و برہان کے ساتھ ابتدا کی تمہیں اس چیز کو پہنچا دیا جس کا تم انکار کرتے تھے، جس سے تم جاہل تھے۔ میں نے تمہیں وہ چیز (شراب معارف و بینہ پلا دی) جسے تم اپنے لبوں سے دور رکھتے تھے جو تمہیں ناگوار خاطر تھی۔ کاش اندھا شخص بینا ہو جاتا اور خواب غفلت کا سرشار جاگ اٹھتا اور دیکھ لیتا کہ وہ قوم جس کا پیشوا معاویہ اور معلم ابن نابغہ (عمرو عاص) ہے کس قدر جہل خداوندی کے قریب ہے کس درجہ خدا کو بھولی ہوئی ہے۔

کلام امام علیہ السلام

حضرت نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو خبر لانے کے لیے بھیجا کہ اس سپاہ کوفہ کا احوال معلوم کرے جس نے جماعت خوارج سے ملحق ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ اور وہ حضرت کی طرف سے بہت دہشت ناک ہے۔ جب وہ شخص واپس آیا تو آپ نے فرمایا "کیا وہ لوگ اپنے آپ کو امن میں سمجھ کر یہیں خیمہ زن ہیں یا خوف کی حالت میں کوچ کر گئے؟" اس شخص نے عرض کی "یا امیر المومنین وہ سب کے سب روانہ ہو گئے۔" حضرت نے فرمایا "وہ رحمت خدا سے دور ہوں جیسے کہ قوم ثمود دور ہو گئی۔ تمہیں آگاہ ہونا چاہیے کہ اگر نیزے ان کی طرف استوار کر دیے جاتے اور شمشیریں ان کے سروں پر گرتیں تو بے شک وہ اپنے اس کیے سے پشیمان ہوتے۔ بیشک آج کے روز شیطان نے انہیں ہزیمت دی اور متفرق کر دیا۔ اور کل بروز قیامت وہ ان سے بیزار ہو گا۔ اور یہ اس سے خلوت اختیار کریں گے

اب ان کے لئے یہی کافی ہے کہ ہدایت سے خارج ہو گئے۔ ضلالت اور گمراہی میں گر پڑے۔ واصل بحق ہونے سے منع کر دیئے گئے۔ اور بیابان حیرت و گمراہی میں رہ کر سرکش اور نافرمان بن گئے۔

تمت

نیرنگِ فصاحت

(ترجمہ)

نہج البلاغہ

جلد ثانی

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

نوف بکالی جو قبیلۂ ہمدان کے گروہ بکال میں سے ایک شخص تھا، اور حضرت کا صحابی تھا، بیان کرتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک روز کوفے میں ایک پتھر پر کھڑے ہو کر خطبہ خوان ہوئے اس پتھر کو حضرت کے لئے جعدہ ابن ہبیرہ مخزومی نے نصب کیا۔ یہ شخص (جعدہ) حضرت کا بھانجا ام ہانی دختر ابی طالب کے شکم سے تھا۔ اس وقت حضرت ایک پشمینہ کا جبہ پہنے ہوئے تھے شمشیر پہلو میں لٹکی ہوئی تھی۔ جس کا پرتلہ خرما کی چھال کا تھا۔ پاؤں میں نعلین تھیں جو خرمے کی ہی چھال سے بنی ہوئی تھیں۔ اور پیشانی مبارک (کثرت سجود سے) ایسی معلوم ہو رہی تھی جیسے اونٹ کے زانو پر زمین پر رگڑنے سے گھٹا پڑ جاتا ہے۔ آپ نے حاضرین کو مخاطب پاکر فرمایا۔ حمد و ستائش اسی پروردگار کے لئے زیبا ہیں جو تمام خلائق کا مرجع اور ہر ایک کام کا منتہیٰ ہے۔ میں اس کے عظیم الشان احسان اس کی روشن برہان اور اس کے بابرکت فضل و امتنان پر اس کی حمد کرتا ہوں۔ یہ ایسی حمد ہے جو اس کے حق کی بجا لانے والی۔ اس کے شکر کی ادا کرنے والی۔ اس کے ثواب سے نزدیک کرنے والی اور اس کے مزید احسان و انعام کی موجب ہے۔ میں اس سے اعانت اور مدد طلب کرتا ہوں جیسے وہ شخص کیا کرتا ہے جو اس کی جود و بخشش کا امیدوار ہو۔ اپنی منفعت کا آرزومند ہو۔ شدائد

دنیا کو دفع کرنے کے لئے اسی کی ذات پر توکّل اور اعتماد رکھتا ہو۔ اس کے کرم و عطا کے سبب سے اس کا معترف ہو۔ قول و فعل کے ساتھ اس کی اطاعت کرتا ہو۔ (اور میں اس شخص کی مانند اس پر ایمان لایا ہوں جو اس کے کرم کا امیدوار ہو۔ حالت ایمانی میں اس کی طرف رُخ کر رہا ہو۔ اطاعت کرتا ہوا اس کے سامنے خاضع اور خاشع ہو جس نے اس کے لئے اس کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے اپنی نیّت کو خالص کر لیا ہو۔ اس کی بزرگی اور عظمت و جبروت کا اعتقاد کرتا ہوا اس کی تعظیم کرتا ہو۔ اور نہایت ہی کوشش اور رغبت کے ساتھ اس کی طرف پناہ لے جا رہا ہو۔ وہ خدا تے بزرگ و برتر کسی شے سے متولّد نہیں ہوا کہ عزّت میں اس شے کا مشارک ہو۔ نہ اس نے اپنے لئے بیٹا پیدا کیا جو اس کی ارث پا کر ہلاک ہونے والا ہو۔ نہ کوئی وقت اس پر مقدم ہے نہ زمانہ۔ نہ اس کو کوئی زیادتی عارض ہوتی ہے نہ نقصان۔ بلکہ ان چیزوں کے سبب سے عقلوں پر اس کا وجود) آشکار اور ظاہر ہے۔ جو اس نے ہمیں دکھا دی ہیں۔ جیسے کہ اس کی محکم اور استوار تدبیروں کی علامتیں (کہ تدبیر تکوینی میں خلقت اس سے تخلف ہی نہیں کر سکتی) اور قضائے مبرم یہ باتیں اس کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کی مخلوقات میں سے اس کے وجود اور اس کے خالق ہونے پر شہادت دینے والا ایک یہ امر بھی ہے کہ مضبوط اور ثابت شدہ آسمانوں کو بغیر قائم ہونے والے ستونوں اور بغیر کھمبوں کے پیدا کر دیا۔ ان کو موجود ہو جانے کے لئے آواز دی انہوں نے اس کی دعوت کو پوری پوری اطاعت اور متابعت کے ساتھ قبول کیا۔ نہ کچھ توقف کیا نہ درنگ۔ اگر وہ اس کی ربوبیت کا اقرار نہ کرتے۔ ان کی یہ اطاعت طوع و رغبت کے ساتھ نہ ہوتی تو ہرگز انہیں مقام عرش نہ بناتا۔ انہیں اپنے ملائکہ کا مسکن اور اپنی خلقت کے اعمال صالح اور کلمات پاکیزہ کے صعود کرنے کا مقام نہ قرار دیتا۔ ان کے ستاروں کو نشانیاں قرار دیدیا کہ اطراف و ولایات عالم کے وسیع فراخ رستوں میں مختلف ہونے والے مقامات میں حیران و سرگردان لوگ ان سے رہنمائی طلب کرتے ہیں۔ رات کے تاریک پردوں کی نہایت ہی گہری سیاہی ان کے نور کی روشنی کو روک نہیں سکتی اور نہ اندھیری راتوں کے سیاہ لباس قمر کی اس روشنی کو روک سکتے ہیں جو آسمانوں میں پھیلی ہوئی ہے پاک و پاکیزہ ہے وہ خدا جس پر ہموار زمین کے قطعات اور ایک دوسرے سے متصل ہونیوالے سیاہ پہاڑوں کے ٹیلوں میں پوشیدہ کر لینے والی رات اور حد سے بڑھی ہوئی تاریکی مخفی نہیں رہ سکتی۔ بارش برسانے کے لئے افق آسمان میں جو رعد کی گرج پیدا ہوتی ہے۔ وہ شے جس کے سبب سے بادلوں کی بجلیاں پھیل جاتی ہیں وہ پتے جو زمین پر گرتے ہیں جنہیں ان کے گرنے کے مقام سے تند و تیز آندھیاں اور آسمان کی متواتر بارشیں کہیں سے کہیں اڑا لے جاتی ہیں ان میں سے کوئی بات ایسی نہیں جو اس پر پوشیدہ ہو۔ قطرات باران کے زمین میں گرنے

کے مقام ۔ بادلوں میں ان کے قائم رہنے کی جگہ کو جانتا ہے ۔ وہ چیونٹی کی خواب گاہ اور اس کی رفتار کے مکان سے واقف ہے ۔ اسے معلوم ہے کہ پشہ کے لئے کس قدر خوراک کافی ہو سکتی ہے اسے معلوم ہے کہ عورت اپنے شکم میں کیا اٹھائے ہوئے ہے (لڑکی ہے یا لڑکا) حمد و تعریف اسی خداوند عالم کے لئے زیبا ہے جو عرش و کرسی، ارض و سما، جن و انس کی خلقت سے پہلے موجود تھا ۔ نہ وہ کسی وہم کے ساتھ مدرک ہو سکتا ہے نہ کوئی عقل اس کے ادراک پر قادر ہو سکتی ہے سائل کا سوال اُسے کسی دوسرے کام سے نہیں روکتا ۔ اور نہ کوئی بخشش اس کے خزانۂ قدرت کو کم کر سکتی ہے ۔ وہ آنکھ کے ساتھ دیکھا نہیں جا سکتا ۔ وہ کسی مکان میں محدود نہیں ۔ ازواج (جفت) کے ساتھ اس کی توصیف نہیں کی جا سکتی ۔ وہ کسی آلہ کی مدد سے خلقت کو پیدا نہیں کرتا ۔ حواس ظاہری و باطنی اس کا ادراک نہیں کر سکتے ۔ نہ انسانوں پر اس کا قیاس کیا جا سکتا ہے ۔ وہ خدا جس نے حضرت موسیٰ کے ساتھ ایسا کلام کیا جو کلام کرنے کا حق ہوتا ہے ۔ مگر اس گفتگو میں ہمارے تمہارے جیسی زبان اور لہوات[1] سے کام نہیں لیا اپنی علامات و شواہد میں سے بغیر مدد جوارح و آلات کے ایک زبردست اور عظیم الشان نشانی دکھائی ۔ ایہا المتکلف! اب اگر تو اپنے پروردگار کی معرفت حاصل کرنے کے لئے متحمل شدائد ہونے میں صادق ہے تو جبرئیل و میکائیل اور ان ملائکہ مقربین کے لشکروں کی معرفت کی تکلیف برداشت کر جو اس کے اطراف عالم قدس میں موجود ہیں اور خضوع و خشوع کی حالت میں زمین کی طرف جھکے جاتے ہیں ۔ ان کی عقلیں اس بات سے حیران ہیں کہ اس احسن الخالقین کی کنہ کو معین کر دیں (پھر جب وہ اس کی کما حقہ توصیف و تعریف نہیں کر سکتے تو تیری کیا مجال ہے کہ اس راہ میں ذرا بھی زبان ہلا سکے) اور یاد رکھ کہ صفات کے ساتھ وہ شے پہچانی جاتی ہے ۔ اس کا ادراک کیا جاتا ہے جو صاحب ہیئت و اشکال اور صاحب اعضا و آلات ہو ۔ یا وہ شخص صفات سے پہچانا جا سکتا ہے جس کی مدت معین فنا کو پہنچے اور وہ گزر جائے (جو چیز کہ صاحب شکل و اعضا ہوتی ہے وہ ہیئت و شکل و اعضا کے ساتھ مدرک ہوتی ہے ۔ یا جو شخص کہ منقضی اور فانی ہے وہ اپنی چند سال کی مدت بقا کے ساتھ جو گذر گئی یا گزر جائے گی ادراک کیا جا سکتا ہے ۔ یعنی ہر ایک چیز جو صاحب کیفیت و مقدار و زمانہ ہو عقل اور خیال اسے ان اوصاف کے ساتھ معلوم کر سکتے ہیں لیکن پروردگار عالم ان حالتوں سے بالکل مبرا و منزہ ہے ۔ پھر کیونکر مدرک باوصاف ہو سکے) بیشک وہی خدا ہے اور اس کے سوا کوئی خدا نہیں ۔ اس نے اپنے نور سے ہر ایک تاریکی کو روشن اور ہر ایک نور کو اپنی پیدا کی ہوئی ظلمت سے تاریک کر دیا ۔ بندگان خدا! میں تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہیں نعمتوں کے لباس فاخرہ پہنا رکھے ہیں ۔

[1] لہوات جمع لہاۃ ۔ لہاۃ اس گوشت کو کہتے ہیں جو حلق کے قریب لٹکا ہوا ہے جسے کوا کہا جاتا ہے ۔

جس نے تمہارے اسباب معاش کو وسعت عطا فرمائی ہے بشنو اگر کسی شخص کو دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لئے کوئی وسیلہ دستیاب ہوتا اور موت کو دفع کرنے کے لئے کوئی رستہ مل جاتا تو وہ شخص حضرت سلیمان ابن داؤد علیہما السلام ہوتے جن کے لئے مرتبۂ نبوت اور تقرب خداوندی کے باوجود جنّ وانسان کی مملکت بھی مسخّر کردی گئی تھی۔ جس وقت انہوں نے اپنے دنیاوی حصے کو پورا کیا اور اپنی مدت زندگانی تمام کی تو امراض نیستی کے کمانداروں نے ان پر موت کے تیر چلائے اور ان کی مملکت نے ایسی حالت میں صبح کی کہ ان کے وجود سے خالی تھی۔ ان کے مکانات بیکار پڑے تھے۔ جن پر ایک دوسری قوم نے تصرف کیا۔ بیشک ازمنۂ گزشتہ میں تمہارے لئے بہت عبرتیں موجود ہیں کہاں ہے قوم عمالقہ[1] اور ابناء العمالقہ[2]۔ کہاں ہیں فراعنہ[3] اور ابناء الفراعنہ۔ کہاں ہیں رسّ کے شہروں کی رہنے والی قومیں[4] اور وہ گروہ جو انبیاء کو قتل کرتے تھے مرسلین کے طریقوں کی روشنی کو بجھاتے تھے سنّت جبارین کو زندہ کرتے تھے۔ کدھر ہیں وہ بادشاہ جو بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ چڑھائی کرتے تھے جنہوں نے ہزار در ہزار فوجوں کو شکست دی۔ بے شمار لشکر جمع کئے اور بہت سے شہروں کی بنا قائم کی۔

بعض خطبوں میں حضرت صاحب الامر علیہ الصلوٰة والسّلام کے اوصاف کے متعلق یہ عبارت درج ہے بیشک اس نے (حضرت صاحب الزمان نے) حکمت کی سپر کو زیب بدن کر لیا۔ اس نے حکمت کی کماحقہ معرفت اور اس سے فراغت حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف رخ کر کے اسے مع اس کے تمام آداب کے حاصل کیا اور اس (حضرت صاحب الامرؑ) کے نزدیک یہ حکمت ایک گم شدہ چیز تھی جسے تلاش کیا اور ایک ایسی مایحتاج تھی جس کا خدا سے سوال ہوتا تھا۔ پس وہ (صاحب الامر) بھی نظروں سے پوشیدہ ہے جب تک کہ دین اسلام نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ اس اسلام نے اپنی دم کا حصہ زیریں زمین پر ٹیک رکھا ہے اپنے سینے کو زمین سے ملا دیا ہے اور تھکے ہوئے اونٹ کی طرح لوگوں کے لئے بالکل بیکار ہے۔ وہ (صاحب الامرؑ) عجج خداوندی کا ایک جلیل الشان بقیہ ہے۔ وہ اس کے انبیاء کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا ایہا الناس میں نے تمہارے سامنے ان پند و نصائح کو منتشر کیا ہے جن کے ساتھ انبیا علیہم السلام اپنی امتوں کو وعظ کیا کرتے تھے اور ان تمام حقوق کو ادا کر دیا جنہیں اوصیائے پیغمبران ادا کیا کرتے تھے۔ میں نے اپنی

---

[1] عملیق کی اولاد میں سے ایک زبردست گروہ تھا [2] عمالقہ کی اولاد جو حجاز میں حکمرانی کرتی تھی [3] فراعنہ۔ شاہان مصر [4] یہ قومیں صنوبر پرستی میں مشغول رہتی تھیں۔ صنوبر وہ درخت تھا جسے یافث ابن نوح نے نہر رسّ کے کنارے پر لگایا تھا۔ ۱۲

نصیحتوں سے تمہیں ادب سکھایا۔ مگر تم ہی سیدھے نہ ہوئے۔ میں نے تمہیں طرح طرح کے زجر و توبیخ
کے ساتھ حق کی طرف ہنکایا۔ مگر تم ہی ایک جگہ جمع نہ ہوئے۔ خدا کے بندو! کیا میرے سوا کسی اور
امام کی توقع رکھتے ہو جو تمہیں طریقۂ حق پر چلائے۔ اور تمہیں راہ راست دکھاوے۔ خبردار ہو جاؤ
کہ قوت اسلامی نے جو اطاعت پیغمبر کے سبب سے دنیا کی طرف منہ کر رکھا تھا۔ اب اس نے اس کی
طرف سے پشت پھرائی اور کفر و ضلالت جو اس کی طرف سے پشت پھرائے ہوئے تھے۔ اب وہ اس کی
طرف منہ کر رہے ہیں کیونکہ خلیفۂ حق کی اطاعت نہیں کی جاتی۔ جو دنیا بطریق احسن عمل ہو۔ بندگان
نیک کوچ کرنے کا عزم بالجزم کئے ہوئے ہیں۔ اور باقی نہ رہنے والی دنیا کے مال قلیل کو فانی
نہ ہونے والی آخرت کے مال کثیر کے عوض بیچ ڈالا ہے۔ ہمارے بھائی جن کا خون جنگ صفین
میں بہ گیا انہوں نے ہمیں کس قدر ضرر پہنچایا (کس قدر اپنی جدائی کا رنج دیا) وہ آج کے دن زندہ نہ
ہوئے جو غم و غصہ کو نوش کرتے اور کدورت آمیز پانی پیتے۔ قسم خدا کی انہوں نے تو پروردگار عالم
سے ملاقات کی۔ اس واہب العطایا نے ان کے اجر کو وفا کیا۔ انہیں ان کے خوف کے بعد دارالامن
میں جگہ دی۔ کہاں ہیں میرے وہ بھائی جو راہ خدا میں سوار ہوتے تھے۔ اور اسی اعتقاد حقہ پر گذر گئے
کہاں ہیں عمار کدھر ہے ابن تیہان۔ کس طرف ہے ذوالشہادتین (خزیمہ جسے رسول خدا دو عادل
گواہوں کے برابر سمجھتے تھے) کہاں ہیں ان کی مثالیں اور کس طرف ہیں ان کے دینی بھائی جو خدا کی
راہ میں مرنے کی قسمیں کھاتے ہوئے تھے اور جن کے سر فاسق و فاجر شامیوں کی طرف بھیجے گئے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ فرما کر حضرت نے ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور بہت دیر تک روتے رہے
پھر فرمایا۔ آہ! وہ میرے دینی بھائی جو قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور اس کے معانی کو اپنے دل
میں نقش کر لیتے تھے وہ امور واجبات میں تفکر سے کام لیتے ہوئے انہیں قائم کرتے تھے۔ وہ سنت
پیغمبر کو چلاتے تھے۔ وہ بدعتوں کو دور کرتے تھے۔ جب انہیں جہاد کی طرف بلایا جاتا تھا تو نہایت
خوشی سے قبول کرتے تھے۔ اپنے پیشوا پر بھروسہ رکھتے تھے اور اس کے اوامر و نواہی کی اطاعت
کرتے تھے۔ اس مقام پر پہنچکر حضرت نے بآواز بلند فرمایا الجہاد! الجہاد!! بندگان خدا خبردار ہو جاؤ
میں آج لشکر کو تیار کرنے والا ہوں۔ اب جو شخص خدا کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ کرے وہ نکل
آئے۔ راوی (نوف) بیان کرتا ہے کہ حضرت نے امام حسین ؑ کو اس وقت دس ہزار سواروں کا سر لشکر
مقرر فرمایا۔ دس ہزار سوار قیس ابن سعد کی ماتحتی میں دیئے۔ دس ہزار سواروں کا سالار ابو ایوب
انصاری کو مقرر کیا۔ باقی فوج دیگر امراء کے سپرد کی۔ اور آپ صفین کی طرف مراجعت کا ارادہ رکھتے
تھے مگر افسوس کہ ابھی جمعہ بھی نہ آنے پایا تھا کہ ابن ملجم لعنت اللہ علیہ نے سر مبارک پر ضربت
لگائی۔ تمام لشکر لشکرگاہ سے واپس آگیا۔ اس وقت ہم ایسے ان بکریوں کی مانند تھے جن کا کوئی

گلہ بان نہ ہو اور بھیڑیئے ہر طرف سے انہیں لے جا رہے ہوں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

جملہ حمد و تعریف اسی خداوند عالم کے لئے مختص ہیں جو بغیر دیکھے کے پہچانا گیا ہے جو کسی قسم کے رنج اور تعب سے متاثر ہوئے بغیر پیدا کرنے والا ہے۔ اپنی قدرت کاملہ سے خلقت کو ایجاد کیا اپنے قہر و غلبہ سے تمام خداؤں کو بندہ بنایا (بندوں کو اپنے قہر و غلبہ کے اظہار کے لئے خداوند بنایا) تمام بزرگوں کا اپنے جود و کرم کے سبب سے سردار ہو گیا (کم رتبہ بندوں کو اپنے جود و کرم کے اظہار کے لئے بزرگ اور سردار بنایا) وہ خدا جس نے اپنی خلقت کو دنیا میں ساکن کیا۔ جن و انسان کی طرف اپنے رسول بھیجے تاکہ ان کے لئے دنیا کے پوشیدہ پردوں کو ظاہر کریں۔ انہیں دنیا کی مضرتوں سے ڈرائیں۔ دنیا کی عبرت انگیز مثالیں ان کے سامنے بیان کریں۔ دنیا کے عیب انہیں دکھائیں اس کی صحتیں اس کی بیماریاں اس کے حلال و حرام اور وہ چیزیں جو مطیع و فرمانبردار کے لئے خداوند عالم نے مقرر کی ہیں وہ اشیاء جو نافرمانوں کے لئے مہیا ہیں جنت اور نار عزت اور خواری ان سب باتوں سے عبرت دلانے کے لئے ان کے گرد ہوں۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں۔ اسی کی ذات کی طرف رُخ کئے ہوئے ہوں۔ جیسا کہ وہ اپنے بندوں کی طرف رُخ کر کے نعمتیں عطا فرما کر ان سے حمد اور شکرانہ کا طالب ہوا اس نے ہر ایک چیز کے لئے ایک مقدار مقرر کر دی۔ ہر مقدار کے لئے ایک مدت معین فرمائی اور ہر مدت معین کے لئے ایک نوشتہ تحریر فرما دیا جس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا

بعض خطبہ میں ذکر قرآن مذکور ہے قرآن (معروف کا) حکم کرنے والا منکرات سے منع کرنے والا (بلحاظ زبان) خاموش ہے (بروئے بیان حجت الٰہی) ناطق ہے۔ خلق اللہ کے لئے حجت خداوندی ہے۔ ان سے اس کا اقرار اور عہد لیا گیا ہے۔ لوگوں کے نفوس اس کے بدلے گروی رکھے ہوئے ہیں (کہ اگر وہ اس کے عہد پر قائم نہ رہیں گے تو انہیں عذاب نصیب ہوگا) اس نے معارف قرآنی کو (زبان فیض ترجمان رسول کے ساتھ) تمام کر دیا اس دین کو جو اس (قرآن) سے منسوب ہے گرامی قدر سمجھا۔ اور ایسی حالت میں اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ کی روح قبض فرمائی جبکہ ہدایت قرآنی کے احکام کو خلق اللہ تک پہنچانے سے فارغ ہو چکے تھے۔ اب تم انہیں اوصاف بزرگی کے ساتھ اس سبحانہٗ تعالےٰ کو یاد کرو جن کے ساتھ خود اس نے اپنے نفس کو یاد کیا ہے۔ اس نے اپنے دین میں سے کوئی شے تم پر پوشیدہ نہیں رکھی۔ نہ کوئی شے ایسی چھوڑی ہے جس سے وہ راضی ہو یا اسے مکروہ سمجھے مگر یہ کہ اس کے واسطے ایک ظاہر نشان مقرر کر دیا ہے اور ایک محکم نشانی مقرر فرما دی ہے۔ جو یا تو مکروہات سے باز رکھتی ہے۔ یا اس کی مرضی کی طرف

بندوں کو بلاتی ہے. پس اس کی رضا اور اس کا غضب ماسبق اور زمانہ آئندہ میں ایک ہیں (کسی قسم کا تغیر و تبدل اس کے احکام میں ہو نہیں سکتا) یاد رکھو کہ وہ چیزیں جو تم سے پہلے تھیں اور جنہیں خداوند عالم دشمن سمجھتا ہے اگر تم انہیں بجالاؤ تو کبھی تم سے راضی نہ ہوگا اور وہ امور جو تم سے قبل تھے جنہیں وہ دوست رکھتا ہے. اگر تم ان پر عمل کروگے تو کبھی تم پر غضب ناک نہ ہوگا. اس میں کوئی شک نہیں کہ تم لوگ ظاہر بظاہر نشان قدم (سنت پیغمبرؐ) پر چل رہے ہو. اور اسی قول کا اعادہ کرتے ہوئے کلام کر رہے ہو جو تم سے پہلے لوگ کہا کرتے تھے (کہ ہم طریقۂ نبی اور ما جاء بہ النبی پر ایمان لائے ہیں لہذا تم بھی انہیں لوگوں کی طرح سنت پیغمبر اور احکام الہٰی کی متابعت کرو) بیشک پروردگار عالم کا جود و کرم تمہاری ضروریات دنیا کے لئے کافی ہو چکا ہے. اس نے تمہیں شکران نعمت کی تحریص کی ہے. تمہاری زبانوں کے لئے شکریہ نعمت کو واجب کر دیا ہے تمہیں زہد و تقویٰ کی وصیت کی ہے. اور اسے اپنی رضا و مقصود کا منتہیٰ اپنی مخلوقات کے لئے مقرر کیا ہے. اب تم اس خدا سے ڈرو جس کی آنکھوں کے سامنے تم حاضر ہو. جس نے تمہاری وجود کی کاکلوں کو اپنے ید قدرت میں رکھا ہے. تمہارے حالات کے تغیر و تبدل اس کی مٹھی میں ہیں. اگر تم اپنے اعتقادات کو پوشیدہ رکھتے ہو تو اسے ان کا علم حاصل ہو چکا ہے. اور اگر تم آشکارا طور سے اعمال بجالاتے ہو تو انہیں اس نے لکھ لیا ہے. سنو! اس کام کے لئے اس نے حفاظت کرنے والے بزرگ ملائکہ (کراماً کاتبین) کو موکل کر دیا ہے. جو کسی واقع ہونے والے اور محقق عمل کو (صغیرہ ہو یا کبیرہ) قلم انداز نہیں کرتے. نہ کسی واقع نہ ہونے والے اور باطل فعل کو اپنے دفتر میں رقم کرتے ہیں. خوب جان لو! جو شخص خدا سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے فتنہ و فساد سے نکلنے کی جگہ اور ظلمت کو نور بنا دے گا. اور اسے ایسی جگہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ساکن کرے گا کہ اس کا نفس جس کا مشتاق ہے، اسے اپنے نزدیک ایسے مکان کی منزل کرامت میں نازل فرمائے گا جسے اس نے خاص اپنے نفس کے لئے (اپنے مقرب اور مخلص بندوں کے لئے) بنایا ہے. جس مکان کی چھت اس کا عرش ہے جس کا نور اس کی خوشنودی ہے جس کے زوار اس کے ملائکہ ہیں. جس کے رفقاء اور مصاحب اس کے رسول ہیں. اب تم آخرت کے لئے مہیا اور تیار ہو جاؤ. اپنی موت طبیعی پر مرگ ارادی کے ساتھ سبقت کرو کیونکہ عنقریب لوگوں کی آرزوئیں منقطع ہوں گی. موت انہیں گرفتار کرے گی اور توبہ کا دروازہ ان کے لئے بند ہو جائے گا. حقیقتہً تم نے ایسی حالت میں صبح کی ہے جس کی طرف رجوع کرنے کے لئے تم سے پہلے لوگ درخواست کر چکے ہیں (انہیں آرزو ہی رہی کہ ہمیں توبہ پر قدرت حاصل ہو. ہم اپنے کئے سے پشیمان ہوں اور حتی الامکان تلافی مافات کر لیں) تم مسافر ہو. اس مکان سے سفر کرنے کے لئے تیار رہو جو تمہارا اصلی گھر نہیں ہے. تمہیں کوچ

کرنے کا اذن مل چکا ہے اور تم یہاں سے نقط زاد راہ حاصل کرنے پر مامور ہوئے ہو۔ خوب جان لو کہ یہ نازک اور باریک جلد آتش دوزخ کی برداشت نہیں کر سکتی۔ تم اپنی جانوں پر رحم کرو۔ تم نے تو اکثر نفوس کو مصائب دنیا کے وقت آزما لیا ہے۔ پھر تم نے اپنے ہی میں سے کسی ایک کو دیکھا ہے کہ ایک پھانس کے چبھ جانے سے کیسی جزع فزع کرتا ہے۔ کسی عضو سے ذرا سا خون نکل آنے پر کس طرح لڑکھڑا جاتا ہے، ریگ گرم کی سوزش اور احراق سے کس طرح بلبلا اٹھتا ہے۔ پھر کیا حال ہوگا ایسے شخص کا جب وہ آتشیں توؤں کے درمیان دہکتے ہوئے پتھروں کا ہم خواب اور شیطان کا ہم نشین ہوگا۔ کیا تمہیں علم ہے کہ ایک فرشتہ (مالک دوزخ) جب آتش دوزخ پر غضبناک ہوتا ہے تو اس کے غضب سے اس کے بعض حصے بعض حصوں کے التہاب اور جوش کو توڑتے ہیں (غالب آجاتے ہیں) اور جب وہ اس (آتش دوزخ) پر جھنجھلاتا ہے تو جہنم کے شعلے اس کی چیخ سے فریاد کرتے ہوئے دوزخ کے دروازوں میں لپکنے لگتے ہیں۔ اب اے عمر رسیدہ بوڑھے شخص جس کے ساتھ بڑھاپا مخلوط ہو گیا ہے تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ آگ کے طوق تیری گردن کی ہڈیوں میں جگہ لے لیں گے۔ طوق و زنجیر تجھ سے پیوست ہو جائیں گے یہاں تک کہ تیرے بازوؤں کے گوشت کو کھا لیں گے۔ بندگان خدا! خدا سے ڈرو! خدا سے ڈرو! ابھی تم سقم (بیماری) سے پہلے صحت کی حالت میں صحیح و سالم ہو۔ تنگی اور ضیق سے پہلے وسعت اور فراخی تم کو حاصل ہے۔ لہٰذا تم اپنی گردنوں کی بندشیں کھولنے میں کوشش اور سعی کرو۔ قبل اس کے کہ وہ گرہیں مضبوط طریقے سے لگا دی جائیں۔ اپنی آنکھیں کھولو (شب زندہ دار رہو) اپنے شکم کو دررو زے رکھ رکھ کر دبلا اور لاغر بناؤ۔ اپنے قدموں کو (راہ خدا میں) استعمال کرو۔ اپنے اموال کو (راہ خدا میں) نفقہ کرو۔ تم اپنے بدنوں پر قبضہ کر کے ان کے ساتھ اپنے نفسوں پر جود و بخشش کرو۔ اپنے نفسوں کو آخرت میں آرام دینے کے لئے ان بدنوں کو عبادت الٰہی میں گھلا دو) اور ہرگز ہرگز اس امر میں بخل نہ اختیار کرو۔ پروردگار عالم فرماتا ہے ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم اگر تم خداوند عالم کی نصرت کرو گے تو وہ تمہاری نصرت کرے گا۔ تمہارے قدموں کو ثابت اور قائم رکھے گا۔ پھر فرماتا ہے من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضاعفہ لہ ولہ اجر کریم کون شخص ہے کہ جو خداوند عالم کو بطور قرض حسنہ قرض دے اور وہ (خداوند عالم) اس (قرض) کے معاوضہ کو اس کے لئے دوگنا کر دے۔ اور ایسے شخص کے واسطے اجر کریم ہے سنو! خداوند عالم نے کسی ذلت و خواری کی وجہ سے تم سے مدد نہیں مانگی۔ اور اپنے خزانے کی کمی پر تم سے قرض کا طالب نہیں ہوا۔ اس نے تم سے مدد طلب کی ہے حالانکہ زمین و آسمان کے لشکر اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ وہ صاحب غلبہ و حکمرانی ہے۔ اس نے تم سے قرض طلب کیا ہے حالانکہ زمین و آسمان کے خزانے

اس کے تصرف میں ہیں۔ وہ بے نیاز ہے۔ حمید ہے۔ اب اس کے سوا کوئی بات نہیں کہ وہ تمہیں آزمارہا ہے کہ دیکھیں کون شخص تم میں سے اعمال نیک بجالاتا ہے۔ اب تم اپنے اعمال کی طرف جلدی کرو اور مکان خداوندی (بہشت) میں خدا کے خالص بندوں اور اس کے ہمسایوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ وہ ایسے ہمسایے ہیں کہ پروردگار عالم اپنے رسولوں کو ان کا رفیق بناتا ہے اپنے فرشتوں کو ان کی زیارت کے واسطے بھیجتا ہے وہ ان کے کانوں کو اس بات سے عزیز اور مکرم رکھتا ہے کہ وہ کبھی آتش دوزخ کی آواز سنیں (ان کے کان کبھی دوزخ کی بدہشت ناک آوازوں کو نہ سنیں گے) ان کے بدنوں کی اس بات سے حفاظت کرتا ہے کہ کسی زحمت اور تعب کے متحمل ہوں (ان کے بدن کسی رنج و زحمت کا تحمل نہ کریں گے، انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی) یہ خدا کا فضل و احسان ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور وہ خدا بڑے عظیم الشان فضل و کرم کا مالک ہو، میں نے تم سے ایسی باتیں بیان کیں جنہیں تم سن رہے ہو، میں نے اپنا فرض ادا کر دیا اب تمہیں اختیار ہے کہ عمل کرو یا نہ کرو) اور ہمارے تمہارے نفسوں کے لئے وہی خدا مستعان ہے، وہی ہمیں کافی ہے اور وہی ہے نہایت عمدہ وکیل اور صاحب اختیار۔

کلام امام علیہ السلام

برج ابن مسہر طائی ایک خارجی تھا اور شاعر تھا۔ ایک دفعہ اس نے لاحکم الا اللہ کہا جو خوارج کا تکیہ کلام تھا، اور حضرت نے اس کی زبان سے یہ کلمہ سن لیا۔ سنکر آپ نے فرمایا "خاموش ہو اے اثرم[1] خدا تیری صورت کو مسخ کر دے۔ قسم خدا کی خلیفہ بحق آشکار ہوا۔ اور اس کے لشکر میں تو ایسی حالت میں تھا کہ تیری شخصیت نہایت گمنامی کی حالت میں تھی (تو اس قدر حقیر اور پست مرتبہ تھا کہ کوئی تجھے نہ جانتا تھا) تیری آواز نہایت خفی تھی کوئی تیری بات کو توجہ سے نہ سنتا تھا حتی کہ سردار لشکر باطل (معاویہ) نے فریاد بلند کی اب تو اس طرح ظاہر ہوا جیسے بکری کے سینگ اچانک ظاہر ہو جاتے ہیں (پردہ اختفا سے نکل کر یکبارگی تجھے یہ قدرت حاصل ہوگئی کہ تو یہ کلمات زبان سے نکالے)

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حضرت کے ایک صحابی ہمام نہایت ہی عابد و زاہد تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ حضرت سے دریافت فرمایا کہ آپ متقین کے ایسے اوصاف بیان فرمایئے جنہیں میں گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں حضرت نے اس کے جواب میں ذرا تامل کیا پھر فرمایا اے ہمام خدا سے ڈر اور نیک کام میں مشغول ہو

[1] اثرم اس شخص کو کہتے ہیں جس کے سامنے کے دانت ٹوٹے ہوئے ہوں۔ ۱۲

کیونکہ اللہ متقین اور محسنین کے ساتھ ہے" ہمام نے ان الفاظ پر قناعت نہ کی یہاں تک کہ حضرت کو قسم دی کہ آپ ضرور کچھ اور بیان فرمایئے۔ یہ سنکر حضرت نے خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ نبی پر درود بھیجا اور فرمایا۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد اے ہمام تجھے جاننا چاہیئے کہ پروردگار نے موجودات کو اپنی مصلحت ایجاد کے موافق ایجاد کیا۔ وہ ان کی اطاعت سے بے نیاز اور ان کی معصیت سے بے خوف تھا کیونکہ نافرمان کی نافرمانی اسے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی نہ مطیع کی اطاعت اسے کچھ فائدہ دے سکتی ہے پھر ان کے درمیان ان کی معاش کو تقسیم کیا۔ اور دنیا میں انہیں ان کے مناسب مقامات پر ساکن کر دیا اب ان موجودات میں جو متقی ہیں وہ صاحب فضائل و کمالات ہیں۔ ان کی گفتار درست اور صواب ہے۔ ان کی پوشاک میانہ روی اور اعتدال ہے اور رفتار ان کی تواضع اور فروتنی ہے۔ وہ چیزیں جو خداوند عالم نے ان پر حرام کی ہیں انہوں نے اپنی نگاہیں ان سے ڈھانک رکھی ہیں، وہ اپنے کانوں کو اسی علم پر ٹھیراتے ہیں (اسی بات کو سنتے ہیں) جو ان کے لئے نفع بخش ہو ان کے نفس ان کے سبب سے اس طرح بلاؤں میں گرفتار ہیں گویا کہ فراخی و آسائش میں نازل ہوتے ہیں (وہ اپنے نفوس کو بلاؤں کیلئے عین خوشی اور آسائش سمجھتے ہیں) وہ مدت معین جو خداوند عالم نے ان کے لئے مقرر کر دی ہے اگر نہ ہوتی تو ان کی روحیں ثواب خداوندی کے شوق اور عذاب خدا کے خوف کے سبب سے ایک لحظہ بھر کے لئے بھی ان جسموں میں نہ ٹھیرتیں۔ ان کے نفوس میں خلاق عالم کی عظمت نقش ہو گئی ہے اور اس کے سوا ہر ایک شے ان کی آنکھوں میں حقیر جچ رہی ہے۔ اب جنت کے ساتھ ان کی کیفیت ایسی ہے جیسے کہ کوئی شخص اس میں رہ کر اس کی نعمتوں کے مزے لے چکا ہو، اور جہنم کے ساتھ ان کی حالت اس شخص کی سی ہے جو اس میں رہ کر اس کے عذاب کا ذائقہ چکھ چکا ہو ان لوگوں (متقیوں) کے قلوب دنیا میں محزون و غمگین رہتے ہیں۔ لوگ ان کی برائیوں سے امن میں ہیں (وہ کسی کے ساتھ برائی ہی نہیں کرتے) ان کے جسم (کثرت عبادت و خوف سے) نحیف ہیں۔ ان کی حاجتیں (دنیا میں) نہایت ہی تھوڑی ہیں (فقط قوت لایموت کے متمنی ہیں۔ وہ بھی کبھی دوسرے کبھی تیسرے) ان کے نفس نہایت ہی پاک و پاکیزہ ہیں۔ اس چند روزہ دنیا میں مصائب پر صبر کرنا عاقبت میں ان کے لئے راحت ابدی ہے اور نہایت ہی نفع بخش تجارت ہے جسے ان کے پروردگار نے ان کے واسطے میسر کیا ہے اہل دنیا ان سے میل ملاپ پیدا کرنا چاہتے ہیں مگر یہ ان کی ملاقات کا ارادہ نہیں کرتے۔ دنیا نے انہیں شدائد و مصائب میں اسیر کر رکھا ہے اور انہوں نے اپنی خواہشات نفسانی و لذات کو دنیا پر فدا کر دیا ہے (اس سے بالکل ترک تعلق کر چکے ہیں) رات کے وقت ان کے قدم نماز کے لئے صفیں باندھ کر اجزائے قرآن کی تلاوت میں مصروف ہوتے ہیں۔ نہایت

ہی عمدگی کے ساتھ قرات کرتے ہیں۔ اس قرآن کے سبب سے اپنے نفوس کو رنج و آلام میں ڈالتے ہیں (اسے پڑھتے ہیں اور روتے ہیں) اور اس کے سبب سے اپنے اپنے جہل کے درد کی دوا کو پیدا کرتے ہیں۔ جب کسی ایسی آیت پر گزرتے ہیں جس میں جنت کا شوق دلایا گیا ہے تو اسی آیت پر ثواب کی طمع کرتے ہوئے ٹھہر جاتے ہیں۔ از روئے اشتیاق کے اس کے حصول کی کوشش کرتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں، گویا وہ شے جس کی بشارت دی گئی ہے بالکل آنکھوں کے سامنے موجود ہے اور جب کوئی ایسی آیت نگاہ سے گذرتی ہے، جس میں دوزخ سے خوف دلایا گیا ہے تو گوش دل اسے سنتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ گویا جہنم کے افروختہ ہونے کی آواز اور دوزخیوں کے شیون ان کے کانوں کی جڑوں میں موجود ہیں۔ پس یہ لوگ اپنی کمریں اطاعت خداوندی کے لئے خم کرتے ہیں۔ اپنی پیشانیوں، اپنی ہتھیلیوں اپنے زانوؤں اور اپنے پاؤں کے سروں کو سجدوں کے لئے فرش کر دیتے ہیں اور خداوند تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہماری گردنیں عذاب کی زنجیروں سے کھول دی جائیں ہمیں عذاب دوزخ سے آزادی عطا فرمائی جائے۔ دن کے وقت یہ لوگ بردبار ہیں، عالم و دانا ہیں۔ ابرار ہیں، پرہیزگار ہیں۔ انہیں خوف خدا اس طرح کاہیدہ کرتا ہے جیسے چوب تیر کو رندہ کر کے باریک کر دیا کرتے ہیں دیکھنے والا ان کی طرف دیکھتا ہے اور انہیں دردمند اور مریض خیال کرتا ہے حالانکہ اس جماعت کو کسی قسم کا مرض ظاہری لاحق نہیں۔ اور وہ دیکھنے والا کہہ اٹھتا ہے کہ یہ لوگ بالکل حیران و پریشان ہیں حالانکہ انہیں ایک امر بزرگ نے حیران کر رکھا ہے (جو شوق و اشتیاق لقائے پروردگار عالم ہے) یہ اپنی تھوڑی سی عبادتوں پر راضی نہیں ہوتے، نہ عبادت کثیر کو کثیر سمجھتے ہیں۔ وہ ہر وقت اپنے نفس کو تاخیر و تقصیر عبادت کا اتہام لگاتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے اعمال کی طرف سے خوفناک ہیں (کہ دیکھئے قبول بھی ہوتے ہیں یا نہیں) اور جس وقت ان میں سے کسی شخص کی مدحت کا ذکر ہوتا ہے تو وہ ان الفاظ سے خوف کرتا ہے جو اس کی نسبت استعمال کئے جاتے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ میں اپنے نفس کی حالت اپنے غیر سے اچھی طرح جانتا ہوں، اور میرا پروردگار مجھ سے بھی زیادہ میرے نفس کی حالت کا عالم ہے۔ بارالہا! تو مجھ سے ان اقوال کی نسبت مواخذہ نہ کرنا جو ان لوگوں کی زبانوں سے نکل رہے ہیں، مجھے اس سے بہتر و افضل بنا دے جیسا کہ یہ حضرات گمان کرتے ہیں اور میرے وہ گناہ بخش دے جنہیں یہ لوگ نہیں جانتے۔ ان میں سے ایک شخص کی یہ حالت ہے کہ تو اسے دین میں قوی دیکھے گا، نرمی کے وقت صاحب احتیاط پائے گا۔ اس کا ایمان عین الیقین ہوگا۔ علم کی حرص بڑھی ہوئی ہوگی بردباری میں علم کا جلوہ ہوگا۔ عین بے نیازی اور بے پروائی کی حالت میں میانہ روی اور اعتدال

سے کام لے گا۔ اس کی عبادت میں خضوع وخشوع ظاہر ہوگا۔ عین احتیاج کی حالت میں صبر وشکیبائی ظاہر کرے گا۔ عین شدت اور سختی کے وقت صبر پر کاربند رہے گا۔ اکل حلال کی طلب کرے گا۔ ہدایت میں خوش حال ہوگا۔ طمع کو معیوب سمجھے گا۔ اعمال صالحہ بجالائے گا اور نہایت ہی خوف کی حالت اس پر طاری ہوگی۔ وہ شام کرے گا مگر ایسی حالت میں کہ اس کی ہمتیں شکر خالق ادا کرنے ہی میں مصروف ہوں گی، اسے صبح ہوگی اور ایسی حالت میں ہوگی کہ اس کے ارادے یاد الٰہی کے لئے ہی کمربستہ ہوں گے، وہ نہایت ہی خوف کی حالت میں سوئے گا اور نہایت فرحناک حالت میں صبح کرے گا۔ حذر اور خوف ان غفلتوں سے ہوگا جن سے اسے ڈرایا گیا ہے۔ اور فرحت وانبساط اس فضل وکرم کے سبب سے ہوں گے جو اسے حاصل ہوتے ہیں۔ اگر اس کا نفس اس چیز کے لئے اسے تنگ کرے اور اسے دوست سمجھے جسے وہ (متقی) مکروہ سمجھتا ہے تو وہ کبھی یہ مکروہ اور خراب شے اسے عطا نہیں کرے گا (وہ اپنے نفس امارہ کا ہرگز پابند نہ ہوگا) اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اسی (عزت آخرت) میں ہے جو کبھی زائل نہ ہوگی۔ وہ اس چیز سے پرہیز کرتا ہے جو باقی رہنے والی نہیں۔ اس نے حلم اور علم کو باہم ملا رکھا ہے۔ قول کو فعل کے ساتھ مرکب کر دیا ہے۔ تو دیکھتا ہے کہ اس کی آرزو قریب ہے۔ اس کی لغزشیں قلیل ہیں۔ اس کا قلب خاشع ہے۔ اس کا نفس قانع ہے۔ اس کی خواہش بہت تھوڑی ہے۔ اس کی روزی آسان ہے۔ اس کا دین محفوظ ہے۔ اس کی شہوات نفسانیہ مُردہ ہیں۔ اس کے غصہ کا جوش فرو ہو چکا ہے۔ لوگ اس سے خیر کے ہی امیدوار ہیں۔ اس کے شر سے ایمن ہیں۔ اگر وہ غافل انسانوں میں نشست وبرخاست کرے تو ذاکرین (خدا کو یاد کرنے والوں) میں لکھا جائے گا (کیونکہ اس کا دل ذکر الٰہی میں محو ہے) اور اگر مجلس مذاکرہ علماء میں بیٹھے تو غافلوں کی فہرست میں اس کا نام درج نہ ہوگا (گو وہ بظاہر ان کے اقوال کو سن رہا ہے اور خاموش ہے، مگر دل میں یاد الٰہی لبریز ہے) جو شخص اس پر ظلم کرے اسے معاف کرتا ہے۔ اپنے حق کے غصب کرنے والے پر بخشش کرتا ہے جو شخص اس سے قطع رحم کرے وہ اس کے ساتھ صلۂ رحم بجالاتا ہے۔ فحش سے دور ہے۔ اس کا قول نہایت نرم ہے۔ اس کی بدی لوگوں سے علیحدہ ہے۔ اس کی نیکیاں لوگوں کے لئے حاضر اور موجود ہیں۔ اس کی خیر لوگوں کی طرف رخ کر رہی ہے۔ اس کی شرارتیں ان کی طرف پشت کئے ہوئے ہیں۔ وہ بلاؤں کے وقت صاحب وقار وتمکین ہے شدائد ومصائب کے وقت صابر ہے۔ حالت خوش حالی میں شاکر ہے جس سے بغض رکھتا ہے اس پر ستم نہیں کرتا جس شخص کو دوست رکھتا ہے اس کے بارے میں گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا۔ قبل اس سے کہ حق پر شہادت دے اس کا اعتراف اور اقرار کر لیتا ہے جو چیز اسے سونپ دی جائے اسے ضائع نہیں کرتا نہ اس چیز کو بھولتا ہے جس کا اس کے سامنے ذکر کر دیا گیا ہو۔ وہ لوگوں کو برے القاب کے

ساتھ نہیں پکارتا۔ نہ اپنے ہمسائے کو ایذا پہنچاتا ہے مصیبت کے وقت دوسروں کو شماتت اور ملامت نہیں کرتا (بلکہ دلداری کرتا ہے) کسی امر باطل میں داخل نہیں ہوتا۔ نہ راہِ حق سے خارج ہوتا ہے۔ اگر خاموش رہے تو یہ خاموشی اسے غمگین نہیں کرتی۔ اگر ہنسے تو اس کی آواز بلند نہیں ہوتی (فقط زیر لب تبسم ہوتا ہے) اگر اس پر ظلم کیا جائے تو صبر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ پروردگار عالم اس کی طرف سے انتقام لیلے۔ اس کا نفس اس کی طرف سے رنج میں رہتا ہے اور لوگ اس کے سبب سے راحت پاتے ہیں۔ وہ آخرت کے لئے اپنے نفس کو رنج و تعب میں ڈالتا ہے اور لوگوں کو اپنے نفس سے راحت پہنچاتا ہے جو شخص اس سے دور رہتا ہے، وہ بھی اس سے دوری اختیار کرتا ہے، وہ دنیا سے پرہیز کرتا ہے۔ اس کی آلائشوں سے بالکل پاک صاف ہے۔ جو شخص اس سے نزدیک ہوتا ہے وہ بھی اس کے قریب ہو جاتا ہے۔ وہ ہر ایک کا دلسوز ہے۔ ہر شخص سے بملائمت پیش آتا ہے۔ اس کا لوگوں سے دور رہنا کبر و رعونت اور عظمت کی وجہ سے نہیں نہ اس کا ان سے نزدیک ہونا مکر اور فریب کی راہ سے ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہمام نے یہ کلمات سنکر ایک ہولناک چیخ ماری اور اس چیخ کے ساتھ ہی اس کا دم نکل گیا (اللہ اللہ کیا متبرک اور خدا رسیدہ نفوس تھے) یہ دیکھ کر حضرت نے فرمایا قسم خدا کی میں اس کے لئے اسی بات سے ڈرتا تھا اور اسی لئے جواب میں درنگ کیا تھا۔ پھر فرمایا کہ حد سے بڑھی ہوئی نصیحتیں اپنے اہل کے ساتھ یہی کام کیا کرتی ہیں۔ اس وقت ایک کہنے والے نے کہا یا امیر المومنین آپ نے اس عمل کو کیوں نہ کیا۔ ان نصیحتوں نے آپ میں یہ تاثیر کیوں نہ دکھائی حضرت نے فرمایا۔ وائے ہو تجھ پر ہر ایک موت کے لئے ایک وقت معین ہے جس سے درگذر نہیں ہوسکتی۔ اور ایک سبب ہوا کرتا ہے جس سے تجاوز نہیں کیا جاسکتا۔ بس اب تجھے مہلت دیتا ہوں پھر اس قسم کے کلام کا اعادہ نہ کرنا کیونکہ اس کلام کو شیطان نے تیری زبان پر جاری کیا تھا۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ میں حضرت نے منافقین کا حال بیان فرمایا ہے۔ میں خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں کہ اس نے بندوں کو اطاعت اور اپنی معصیت سے باز رہنے کی توفیق عطا فرمائی اور میں اس کے اتمام منت و احسان اور اس کی حبل المتین سے تمسک کرنے کا سوال کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں اس کے رسول ہیں۔ آپ نے خوشنودئ خدا کے لئے ہر قسم کی سختی اور مصیبت کو برداشت کیا۔ اور اسی کی رضامندی کو مدنظر رکھ کر ہر ایک غم و غصہ کو نوش فرمایا۔ خویش و اقارب نے آپ سے اختلاف کیا۔ بیگانے اور غیر مخالفت پر جمع ہوئے اور طائفہ عرب نے اپنی لگاموں کو آپ کی طرف (لڑائی کے لئے) منعطف کر دیا۔ اپنی سواریوں کے شکم پر اس سے محاربہ کرنے کے لئے قمچیاں ماریں

(اس سے لڑنے کے لئے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو دوڑاتے ہوئے لائے) حتیٰ کہ مقامات و منازل دور دراز سے اپنی عداوتوں کو لاکر اس کے مملکت کے صحن میں کھڑا کر دیا۔ بندگان خدا میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تمہیں اہل نفاق سے ڈراتا ہوں۔ کیونکہ وہ لوگ گمراہ ہیں، گمراہ کرنے والے ہیں۔ وہ خود لغزش میں گرفتار ہیں اور دوسروں کو بھی لغزشوں میں آلودہ کرتے ہیں۔ وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہیں اور طرح طرح کے فتنے و فساد برپا کرتے ہیں۔ وہ ہر ایک تکیہ گاہ میں تمہاری گرفتاری کا قصد کرتے ہیں۔ اور ہر ایک گزرگاہ میں تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ ان کے دل درد آلود ہیں۔ ان کی صورتیں پاک صاف ہیں۔ باطن میں نہایت تیزی کے ساتھ چلتے ہیں اور بظاہر نہایت آہستہ آہستہ جنبش کرتے ہیں۔ ان کا کسی کی توصیف کرنا درد کی دوا ہے۔ ان کا قول شفائے امراض ہے۔ مگر ان کے افعال درد بے درماں ہیں۔ وہ خوشحال لوگوں کے حاسد ہیں۔ بلا و مصیبت کے محکم کرنے والے اور امیدوں سے ناامید کرنے والے ہیں ان کے لئے ہر ایک رستے میں کوئی نہ کوئی گرا پڑا موجود ہے (ایک نہ ایک شکار مل ہی جاتا ہے) اور ہر ایک دل کی طرف ان کے لئے ایک شفاعت کرنے والا موجود ہے (کسی نہ کسی طرح لوگوں کے دلوں میں گھر کر ہی لیتے ہیں) اور ہر ایک سوزش دلی میں ان کے لئے آنسو موجود ہیں (ان کی ظاہری مسکینی پر ترس آجاتا ہے) وہ حمد و ثنا کو آپس میں بطور قرض استعمال کرتے ہیں اور اس کی جزا کے امیدوار ہیں (ان کی دلی خواہش یہی ہے کہ ؎ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو) سوال کرتے ہیں تو الحاح و زاری سے کام لیتے ہیں۔ اگر کسی کو ملامت کریں تو اس کا ایک ایک عیب ظاہر کرتے ہیں۔ اگر انہیں حاکم بنا دیا جائے تو حکومت میں اسراف سے کام لیتے ہیں۔ یہ لوگ ہر ایک حق کے لئے باطل ہر ایک راستی کے لئے کجی۔ ہر ایک زندہ کے لئے کشندہ۔ ہر ایک دروازے کے لئے کنجی اور ہر ایک رات کے لئے چراغ مہیا کرتے ہیں (انہیں طرح طرح کے فریب آتے ہیں، اور کوئی مکاری ایسی نہیں جو ان کی ذات میں موجود نہ ہو) وہ لوگوں کی طمع کو ناامیدی سے پیوست کرتے ہیں (جب کسی شخص نے کوئی کام شروع کرنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے بھانجی ماری کہ اس میں تمہیں خسارہ رہے گا، نقصان اٹھاؤ گے اور اس کی علت غائی فقط یہ ہے کہ تاکہ ان کا بازار خوب گرم ہو۔ اور اپنے مال و متاع کو اس بازار میں رواج دیں (دوسرا شخص فائدہ نہ اٹھانے پائے) وہ ایک بات کہتے ہیں اور اسے لوگوں پر مشتبہ کر دیتے ہیں۔ کسی کام کی تعریف و توصیف کرتے ہیں اور روپیہ سمیٹتے ہیں۔ راہ باطل کو آسان کرتے ہیں اور مقامات ضیقہ کو اپنے پہلو میں رکھتے ہیں۔ یہ لوگ شیطان کی جماعت ہیں۔ آگ کے چشمے ہیں۔ یہ سب کے سب شیطانی گروہ ہیں۔ اور خبردار ہو جاؤ کہ شیطانی گروہ میں جتنے بھی ہیں وہ زیاں کار اور نقصان رسیدہ ہیں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد و تعریف اسی خدا کے لئے مختص ہیں جس نے اپنی بادشاہت کے آثار اور اپنی کبریائی کے جلال کو ظاہر فرمایا اور اس طرح ظاہر فرمایا کہ عقلوں کی آنکھوں کو اپنی قدرت کے عجائبات سے حیران کر دیا اور نفوس کی فکروں کے خطرات کو اپنی صفت کی حقیقت کے پہچاننے سے منع کر دیا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اس خداوند عالم کے کوئی خدا مستحق ستائش نہیں۔ اور ایسی شہادت دیتا ہوں جو اعتقادی ہے۔ ریب و ریا سے خالی ہے یقینی ہے۔ اور اطاعت و عبادت سے معمور ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے ہیں، اس کے رسول ہیں۔ انہیں ایسی حالت میں مبعوث فرمایا جبکہ ہدایت کی نشانیاں منہدم تھیں۔ دین کے رستے معدوم تھے آپ نے حق کو آشکار اور ظاہر کیا۔ خلقت کو نصیحتیں کیں۔ راہ راست کی طرف ہدایت کی عدل و قسط کے ساتھ حکم دیا۔ درود ہو خدا کی طرف سے اس پر اور اس کی آل پر۔

بندگان خدا! خوب سمجھ لو کہ خداوند عالم نے تمہیں یوں ہی عبث اور فضول پیدا نہیں کیا نہ تمہیں بغیر کسی نگہبان کے رہا کر دیا ہے۔ وہ اپنی ان نعمتوں کی مقدار جانتا ہے جو تم پر نازل ہوئی ہیں اور اس کے احسان جو تم پر ہوتے ہیں اس نے ان کا احصا کر لیا ہے اب تم اسی سے فتح و نصرت کی طلب کرو اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور عطیہ و بخشش کو اسی سے مانگو۔ تمہیں کسی پردے نے اس سے قطع نہیں کر دیا ہے (تمہارے اور اس کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے) نہ اس کے سامنے حاضر ہونے کا دروازہ تمہارے لئے بند کیا گیا ہے۔ بیشک۔ وہ ہر ایک مکان اور ہر ایک وقت اور زمانہ میں موجود ہے۔ وہ ہر انس و جن کے ساتھ ہے۔ عطا و بخشش اس کے کرم میں رخنہ اندازی نہیں کر سکتے، نہ جود و کرم اس کے خزانے کو ناقص کر سکتا ہے۔ سوال کرنے والا اس کے خزانے کو ختم نہیں کر سکتا عطیات اور بخششیں اس کی نعمتوں کو اتمام تک نہیں پہنچا سکتیں۔ جود و کرم میں اسے ایک شخص دوسرے سے منحرف نہیں کر سکتا (کہ اسے دے اور دوسرے کو نہ دے) نہ کوئی آواز اسے دوسری آواز کی سماعت سے روک سکتی ہے بخشش و عطا اسے چھین لینے سے مانع نہیں ہو سکتی (وہ انعام بھی دیتا ہے اور چھین بھی سکتا ہے) غصہ و غضب اسے رحمت سے روگرداں نہیں کر سکتے اور نہ رحمت اسے عذاب سے حیران کر سکتی ہے (یہ نہیں ہو سکتا کہ رحمت اسے عذاب سے روک سکے) اس کی ذات کا پوشیدہ رہنا اسے ظہور سے پنہاں نہیں کر سکتا نہ اس کا ظاہر ہونا اس کی پوشیدگی کو قطع کرنے والا ہے۔ وہ ہر ایک شے سے بحسب قیومیت نزدیک ہے اور بلحاظ بحسب ذات بعید ہے۔ وہ بلند ہے اور قریب ہے وہ ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے۔ مخفی ہے اور آشکار ہے۔ وہ ہر ایک چیز سے نزدیک ہے اور کوئی

شے اس سے نزدیک نہیں۔ اس نے خلقت کو ایک حالت سے دوسری حالت میں آکر پیدا نہیں کیا۔ نہ کسی ضعف وناتوانی کے باعث ان کی مدد طلب کرنے کے لئے خلق کیا ہے۔ بندگان خدا! میں تمہیں خوف خدا کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ پرہیزگاری ایک مہار ہے (جو تمہیں جنت کی طرف لے جاتی ہے) اور ایک ستون ہے (جو تمہیں جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہے) تم اس کی مضبوط رسیوں کے ساتھ چپیاں ہو جاؤ۔ اس کی حقیقتوں سے (جو اعتقادات یقینیہ ودینیہ ہیں) متمسک رہو۔ یہ تقوٰے تمہیں اس روز راحت وآرام کے مکانوں۔ وسعت اور کشائش کے شہروں۔ حفاظت کے قلعوں اور عزت کی منزلوں کی طرف راجع کر دے گا جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ اطراف عالم تاریک ہو جائیں گے ان اونٹنیوں کا گراں بہا بچے دینا بالکل بے کار اور معطل ہو جائے گا جو بچہ دینے کے قریب ہی ہوں۔ صور اسرافیل پھونکا جائے گا اور ہر ایک روح بدن سے نکل جائے گی۔ ہر ایک زبان گونگی ہوگی۔ بڑے بڑے بلند پہاڑ اور سخت سخت پتھر ہموار اور نرم ہو جائیں گے۔ سخت پتھروں کی تو یہ حالت ہوگی جیسے چمکدار سراب[1] ہوا کرتا ہے۔ ان کے قرار کی جگہ ہموار اور پست ہو جائے گی، نہ اس روز کوئی شفیع ہوگا جو شفاعت کرے، نہ کوئی عزیز وقریب ہوگا جو عذاب کو دور کرے۔ نہ کوئی عذرخواہ ہوگا جو کسی قسم کا فائدہ پہنچا سکے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

پروردگار عالم نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کو اس وقت مبعوث فرمایا جبکہ راہِ خدا کا نشان قائم نہ تھا۔ ہدایت کی چمکدار علامتیں غائب تھیں۔ ظاہر اور واضح رستہ (اسلام) نظروں سے پوشیدہ تھا۔ بندگان خدا! میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تمہیں دنیا سے ڈراتا ہوں۔ کیونکہ یہ کوچ کرنے کا گھر ہے۔ یہ کدورتوں کا محل ہے۔ جو شخص اس میں سکونت رکھتا ہے وہ مسافر ہے اور جو شخص اس میں مقیم ہے، وہ اس سے دور ہونے والا ہے۔ یہ آنا فانا کشتی کی طرح اپنے رہنے والوں کو ایسی حالت میں حرکت دیتی ہے کہ باد تند وتیز اسے بھنور میں لا کر توڑ ڈالے (اب مسافروں کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ بعضے تو غرق ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں اور بعضے موجوں کے پیچ وتاب پر سوار ہوتے ہیں، اور ہوا انہیں کہیں سے کہیں پہنچا کر بالکل عالم تنہائی میں چھوڑ دیتی ہے) اب جو ان میں سے غرق ہوا تو اس کی تلافی مافات کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اور جس نے ان میں سے نجات پائی وہ بھی ہلاکت کی طرف جا رہا ہے (کیونکہ موت سے کسی حالت میں نجات نہیں) بندگان خدا! تم اس وقت عمل وعبادت میں کوشش کرو جبکہ تمہاری زبانیں کھلی ہوئی ہیں۔ تمہارے بدن صحیح وسالم ہیں تمہارے اعضاء رکوع و

[1] وہ ریت کے چمکدار اور شفاف ذرے جن پر پانی کا دھوکا ہوتا ہے ۱۲۔

سجود کے لئے) نرم ہیں اور تمہاری گردش کا مقال بالکل کشادہ ہے اور تمہارے حرکت کرنے کا مقام وسیع و فراخ ہے قبل اس سے کہ تمہیں موت آجائے تم مرگ کے پنجے میں گرفتار ہو جاؤ موت کا تم پر نازل ہونا ایک امر یقینی ہے۔ تم اس کا بالکل یقین رکھو اور اس کے آنے کا انتظار نہ کرو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ میں سے جو لوگ دین و کتاب الٰہی کے حافظ تھے انہوں نے جان لیا تھا کہ میں نے کبھی ہرگز خدا اور رسول کے احکام کو رد نہیں کیا۔ بیشک میں نے اکثر ان مقامات میں نفس رسولؐ کو اپنے نفس پر مقدم سمجھا ہے جہاں سے بڑے بڑے پہلوان لوٹ آتے تھے وہاں سے میرے پاؤں شجاعت اور جوانمردی کی حالت میں واپس ہوتے تھے اس وجہ سے پروردگار عالم نے میرا اکرام کیا مجھے مکرم سمجھا اور وا قعاً حضرتؐ کی روح مبارک اس حالت میں قبض کی گئی ہے کہ آپ کا سر میرے سینے پر تھا۔ دہن مبارک کا خون (لعاب) میرے ہاتھوں پر رواں ہوا۔ اور میں نے ان خون آمیز ہاتھوں کو (خیر و برکت کے لئے) اپنے چہرے پر پھرا لیا۔ میں حضرت کے غسل کی طرف متوجہ ہوا اور ملائکہ اس کام میں میرے مددگار تھے۔ اہلبیت اور تمام جن وانس و ملائکہ نے آواز گریہ بلند کی۔ ملائکہ کا ایک گروہ (پڑھنے کے لئے) نیچے آتا تھا اور ایک گروہ اوپر جاتا تھا۔ میرے کانوں نے ان کے ہمہموں سے مفارقت نہیں کی (ان کی آوازیں برابر میرے کانوں میں آیا کیں) یہ حضرت پر نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ ہم نے حضرت کو ضریح اقدس میں پنہاں کیا۔ اب کون شخص زندگی اور موت کی حالت میں مجھ سے زیادہ حضرت کا حقدار ہو سکتا ہے۔ تم اپنی آنکھوں اور اپنی بینائی سے کام لے کر جہاد کی طرف عجلت اور سرعت سے کام لو۔ اور یہی سزاوار ہے کہ تمہاری نیتیں دشمن کے جہاد میں راست اور درست رہیں۔ قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں کہ میں طریقۂ حق پر قائم ہوں۔ اور وہ لوگ (بنی امیہ) باطل کی لغزش گاہوں پر کھڑے ہوئے ہیں۔ میں ان اقوال کو زبان سے نکال رہا ہوں جنہیں تم سن رہے ہو۔ اور پروردگار سے اپنے لئے اور تمہارے لئے مغفرت طلب کر رہا ہوں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

وہ سنسان بیابانوں میں حیوانات وحشی کی آوازوں کو سنتا ہے۔ وہ خلوتوں میں بندوں کے گناہوں سے واقف ہے۔ اسے بڑے بڑے اور غار دریاؤں میں مچھلیوں کی مختلف حالتیں معلوم ہیں۔ وہ تیز و تند ہواؤں اور آندھیوں کے سبب سے واقع ہونے والے پانی کے تلاطم کو جانتا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد خدا کے برگزیدہ ہیں۔ اس کی وحی کے سفیر ہیں۔ وہ اس کی رحمت

کے رسول ہیں۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد ایہا الناس! میں تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، جس نے تمہاری خلقت کی ابتدا کی اور اسی کی طرف تمہارا مرجع اور معاد ہے۔ تمہارے مطالب کی برکت و فیروزی اسی کے ساتھ ہے اور وہی تمہاری خواہشات کا منتہیٰ ہے۔ تمہارے رستوں کی راستی اسی کی طرف ہے۔ اور تمہارے خوف و خطر کی پناہ گاہ وہی ہے۔ یاد رکھو کہ تقوائے الٰہی تمہارے قلوب کے درد کی دوا ہے تمہارے دلوں کے اندھے پن کے لئے بصیرت ہے۔ تمہارے جسموں کے امراض کی شفا ہے تمہارے سینوں کے فساد کی اصلاح کرنے والا ہے۔ تمہاری آنکھوں کے پردوں کو جلا دینے والا ہے۔ تمہارے دلی خوف کے لئے باعث امن ہے۔ تمہاری ظلمت ضلالت کی سیاہی کی روشنی اور ضیا ہے پس تمام اطاعت خداوندی کو اپنے جبّہ سے نزدیک تر اپنا پیرہن بناؤ بلکہ پیرہن سے بھی نزدیک اپنے باطن (قلب) میں داخل کرو۔ اپنی پسلیوں کے درمیان (جو دل کی جگہ ہے) روح لطیف کی طرح اس کی حفاظت کرو۔ اسے اپنے امور پر مسلّط کر کے اپنا بادشاہ منزل آخرت میں وارد ہونے کے وقت اسے اپنی آبگاہ (چشمہ) اور اپنے مطالب حاصل کرنے کے لئے اسے شفیع بنالو۔ اپنے خوف و دہشت کے دن کے لئے اسے ایک ڈھال مقرر کرو۔ اپنی قبر کی تاریکیوں کے لئے اسے روشن چراغ بناؤ۔ اپنی وحشت اور تنہائی کے طول کیلئے تسکین دینے والا اور اپنی آخرت کی منزلوں کے اندوہ و تعب کے لئے اسے ایک فرحت قائم کرو کیونکہ یہ خداوند تعالےٰ کی اطاعت احاطہ کر لینے والے مہلکات انتظار کئے ہوئے خوف اور بھڑکتی ہوئی آگ کی گرمی سے بچانے والی ہے۔ جس شخص نے خوف خدا کو اختیار کیا تو قریب آجانے والی سختیاں اس سے دور ہو گئیں۔ تلخ کامیاں بخشنے والے امور اس کے لئے شیریں اور خوش گوار ہو گئے جمع ہونے کے بعد رنج اور اندوہ کی موجیں اس کے واسطے کشادہ ہو گئیں۔ زحمت دینے والی دشواریاں اس کی خاطر سہل اور آسان ہوئیں قحط اور کمیابی کے بعد ابر کرم کا پانی اس کے واسطے جاری ہو گیا۔ وہ رحمت جو اس سے متنفر تھی اس پر جھک پڑی نعمتوں اور آسائشوں کا پانی زمین کی تہ میں پہنچ جانے کے بعد اس کے واسطے ابلنے لگا۔ برکت اور خیر کی گھٹائیں اس پر برس پڑیں جبکہ وہ نہ برسنے کی قسم کھا چکی تھیں۔ تم اس خدا سے ڈرو جس نے اپنے مواعظ سے تمہیں نفع پہنچایا۔ اپنے رسول کو بھیج کر تمہیں نصیحتیں کیں۔ اپنی نعمتوں کے سبب سے تم پر احسان کیا۔ اب تم اپنے نفسوں کو اس کی عبادت کے لئے رام کر لو اور اس کے حق اطاعت کو ادا کرتے ہوئے اس کے سامنے حاضر ہو جاؤ پھر تم اس بات کو سمجھو کہ یہ دین اسلام خدا کا دین ہے اور ایسا دین ہے جسے اس نے اپنے نفس کے لئے انتخاب کر لیا ہے اپنی آنکھوں کے سامنے اسے پرورش کیا ہے۔ اپنی بہترین مخلوق کے لئے اسے خالص کر دیا ہے اپنی محبت پر اس کے ستون قائم کئے ہیں۔ اس کی عزت کے سبب سے تمام ادیان باطلہ کو ذلیل اور

اس کی بلندی کے سبب سے تمام باطل ملتوں کو پست کر دیا۔ اس کی بزرگی و کرامت کی وجہ سے اس
کے دشمنوں کی توہین کی۔ اس کی نصرت اور امداد کر کے اس کے دشمنوں کو مخذول و منکوب کیا اس کے
ارکان کے ساتھ ضلالت کے ستون منہدم کر دیئے اس کے چشموں اور حوضوں سے ہر ایک پیاسے کو
سیراب کیا۔ اور ان حوضوں کو اس کے پانی کھینچنے والوں کے سبب سے لبریز کر دیا۔ پھر اسلام کو ایسا
بنایا کہ جس شخص نے اس سے تمسک کیا اس کے واسطے انکساری اور ذلت نہیں۔ نہ اس کے علاقے
کھل سکتے ہیں نہ اس کی بنیاد کے لئے انہدام اور بربادی ہے۔ نہ اس کے ستونوں کے واسطے زوال
ہے۔ اس کا شجر اکھڑ نہیں سکتا۔ اس کی مدت منقطع ہونے والی نہیں۔ اس کے رستے مٹ نہیں سکتے
اس کے درخت کی شاخیں قطع نہیں ہو سکتیں۔ اس کے رستے تنگ نہیں۔ اس کی آسانیوں کے واسطے
صعوبتیں اور سختیاں کہاں؟ نہ اس کی روشنی کے واسطے تاریکی۔ نہ اس کی راستی کے لئے کجی۔ نہ اس کی
شاخ میں پیچیدگیاں۔ نہ اس کی وسیع و فراخ راہ کے واسطے کوئی رنج اور تعب۔ نہ اس کے چراغ گل
ہو سکتے ہیں نہ اس کی شیرینیوں میں تلخیوں کی آمیزش ہے۔ اسلام کیا ہے؟ ایسے ستون ہیں جن کی
جڑوں کو اس خالق اکبر نے طریقۂ حقہ میں پیوست کر دیا ہے۔ ان کی بنیادیں ان کے واسطے قائم اور
ثابت کر دی ہیں۔ ایسے چشمے ہیں جن سے ہزاروں چشمے نکل رہے ہیں۔ ایسے چراغ ہیں جن کی لوئیں
برافروختہ ہیں۔ ایسے منارے ہیں کہ جو اپنے مسافروں کے لئے مقتدا بنے ہوئے ہیں۔ ایسی نشانیاں
ہیں کہ ان کے سبب سے ان کے رستوں کا قصد کیا جاتا ہے۔ ایسی آبگاہیں ہیں جو اپنے وارد ہونے
والوں کو سیراب کر دیتی ہیں۔ پروردگار عالم نے اس اسلام کو اپنی خوشنودی کا منتہیٰ اپنے ستونوں کی
بلندی اور اپنی اطاعت کا رکن قرار دیا ہے۔ یہ دین اسلام خداوند عالم کے نزدیک مضبوط ارکان والا
بلند بنیاد والا۔ برہان روشن۔ آتش شعلہ ور۔ صاحب قہر و غلبہ بادشاہ۔ ایک بلند نشانی اور گرد و غبار
سے پاک ہے۔ تم اس سے مشرف ہو جاؤ۔ سعادت حاصل کرو۔ اس کا اتباع کرو۔ اس کے حقوق کو
بجا لاؤ۔ اور اسے اس کے مقام ہی میں رکھدو۔ اب سنو کہ خداوند عالم نے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ
و آلہ کو حق کے ساتھ اس وقت مبعوث فرمایا جبکہ انقطاع (وقت موت) دنیا سے قریب ہو گیا تھا
اور وہ آخرت کی طرف مشرف ہونے کے لئے رُخ کر رہی تھی۔ اس کی زیبائشیں درخشندگیوں کے
بعد تاریک ہو چکی تھیں اور اہل دنیا ور دشدت کی ہنڈلیوں پر قائم تھے۔ اس کے نرم و نازک فرش
درشت اور کھردرے ہو گئے تھے۔ اس کی مدتوں کی بربادی اس کی نیستی کی علامتوں کے نزدیک ہونے
اس کی نشانیوں کے مٹ جانے۔ اس کی پوشیدگیوں کے اظہار۔ اس کی درازی کے کوتاہ ہونے کے
وقت میں اس کی بندشیں کھلنے ہی کے قریب تھیں۔ پروردگار عالم نے آپ کو اپنی رسالت کا پہنچانے
والا۔ آپ کی امت کے لئے کرامت و رحمت۔ آپ کے اہل زمانہ کے لئے فصل بہار و دو گادوں

کے لئے باعث رفعت وبلندی اور آپ کے انصار کے لئے باعث شرف قرار دیا۔ پھر آپ پر کتاب نازل فرمائی جو ایک نور ہے جس کے چراغ گل نہیں ہو سکتے۔ وہ ایک چراغ ہے کہ جس کا بھڑکنا موقوف نہیں ہوتا۔ ایک سمندر ہے جس کی تہ نہیں مل سکتی۔ ایک رستہ ہے کہ جس پر چلنے والا گمراہ نہیں ہو سکتا۔ ایک شعاع ہے جس کی روشنی تاریک نہیں ہوتی۔ وہ فرقان (حق و باطل کا جدا کرنے والا) ہے جس کی دلیلوں کی چنگاریاں کجلا نہیں سکتیں۔ وہ ایک ایسی بنیاد ہے جس کے ارکان منہدم نہیں ہو سکتے۔ ایک شفا ہے جس کے امراض کا خوف نہیں ہوتا۔ وہ ایک ایسا غلبہ ہے جس کے انصار مغلوب نہیں ہوتے۔ وہ ایک ایسا حق ہے جس کے مددگار کبھی مخذول نہیں ہو سکتے۔ وہ معدن ایمان ہے۔ وسط ایمان ہے۔ اس میں علم کے چشمے ہیں، علم کے دریا ہیں۔ عدل وانصاف کے باغ ہیں، عدل وانصاف کے حوض ہیں۔ وہ اسلام اور اس کی بنیاد کا پایہ ہے۔ اس میں حق کی سیل گاہیں ہیں۔ اور حق کے سبزہ زار ہیں۔ ایک ایسا بحر ہے کہ پانی نکالنے والے اسے خالی نہیں کر سکتے۔ ایسے چشمے ہیں کہ پانی کھینچنے والے ان میں سے ایک قطرہ بھی کم نہیں کر سکتے۔ آبگاہیں ہیں کہ وارد ہونے والے جنہیں نقصان ہی نہیں پہنچا سکتے۔ منزلیں ہیں کہ جن کے رستے مسافروں کو گمراہ ہی نہیں کرتے۔ نشانیاں ہیں کہ سیر کرنے والے جن سے کوری نہیں ہو سکتے۔ خداوند عالم نے اسے (قرآن کو) تشنگی علماء کے لئے سیرابی قلوب۔ فقہا کے واسطے بہار اور صلحا کے طریقوں کی خاطر نہایت عمدہ مقصد بنا دیا۔ وہ ایک ایسی دوا ہے جس کے بعد کوئی درد باقی نہیں رہتا اور ایک ایسا نور ہے جس کے ساتھ ظلمت کا ذرا بھی ملاپ نہیں۔ پروردگار عالم نے اسے ایک ایسی رسیمان قرار دیا جس کے حلقے نہایت مضبوط ہیں ایک ایسی پناہ گاہ بنایا جس کی چوٹی بلند ہے۔ جو شخص اس کی طرف متوجہ ہو، جو شخص اس میں داخل ہو، جو شخص اس کی پیروی کرے، جو شخص اسے اپنے اوپر لازم کرلے۔ جو شخص اس کے ساتھ کلام کرے۔ جو شخص اس کے ساتھ دعوے کرے۔ ان سب شخصوں کے لئے یہ عزت ہے۔ سلامتی دینے والا ہے۔ راہنما ہے، معذرت ہے، برہان اور دلیل ہے۔ ایک زبردست شاہد ہے۔ جو شخص اسے اٹھائے، اس کا اٹھانے والا ہے جو شخص اس کی مدد سے مجادلہ وجنگ کرے اس کے لئے فتح وفیروزی ہے۔ جو شخص اس پر عمل کرے اس کے واسطے ایک شتر بارکش ہے جو شخص فہم وفراست کے ساتھ نظر کرے اس کی خاطر ایک نشانی ہے جو اسے پہن لے اس کے واسطے ایک ڈھال ہے، جو شخص اس کی بات کان میں رکھے اس کے واسطے علم ہے۔ روایت کرنے والے کے لئے حدیث ہے اور حاکم کے لئے ایک زبردست حکم۔

کلام امام علیہ السّلام

حضرت اپنے اصحاب کو وصیت فرماتے ہیں۔ تم لوگ حکم نماز کی اطاعت کے لئے معاہدہ کرو

اس کی حفاظت کرو۔ اسے کثرت کے ساتھ بجالاؤ۔ اس کے وسیلے سے تقرب الٰہی کو تلاش کرو۔ کیونکہ یہ نماز مومنین کے لیے ایک نوشتہ ہے جس کا وقت معین کیا گیا ہے۔ کیا تم نے اہل جہنم کا جواب نہیں سنا؟ جس وقت ان سے دریافت کیا گیا کہ "تمہیں کس چیز نے راہیِ جہنم کیا" انہوں نے کہا کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔ یاد رکھو کہ نماز گناہوں کو اس طرح گراتی ہے جیسے درختوں سے پتے جھڑا کرتے ہیں۔ گناہوں کو اس طرح کھول دیتی ہے، جیسے گلے سے گلوبند کھول دیتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے اسے ایک ایسے چشمے سے تشبیہ دی ہے جو کسی شخص کے دروازے پر ہی ہو اور وہ اس میں دن رات پانچ مرتبہ غسل کیا کرے۔ پھر امید نہیں کہ کسی قسم کا میل اس کے جسم پر باقی رہ جائے۔ مومنین میں سے ان لوگوں نے اس نماز کا حق پہچانا ہے جنہیں متاع دنیوی کی زینت اور مال و اولاد کی طرف سے حاصل ہونے والی آنکھوں کی ٹھنڈک اس سے باز نہیں رکھ سکتی پروردگار عالم فرماتا ہے رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ ایسے بھی لوگ ہیں جنہیں کوئی تجارت اور کوئی خرید و فروخت یاد الٰہی۔ اقامت نماز اور ادائے زکوٰۃ سے باز نہیں رکھتی۔ جب جناب رسول خداؐ کو جنت کی بشارت دی گئی اور یہ حکم الٰہی پہنچا وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا تو اپنے اہل کو نماز کا حکم کر اس کی مشقت کا متحمل ہو جا، تو حضرت نماز گزاری کے سبب سے بہت دردمند رہتے تھے (کثرت نماز سے آپ کا جسم نہایت رنج اٹھاتا تھا) اپنے اہل و عیال کو اس کا حکم کرتے تھے اور بنفس نفیس اس کی مشقتوں پر صابر تھے۔

پھر اہل اسلام کے لئے نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ بھی تقرب خداوندی کا وسیلہ قرار دی گئی ہے۔ جو شخص زکوٰۃ بطیب خاطر ادا کرتا ہے، وہ اس کے لئے کفارہ بنا دی جاتی ہے۔ آتش دوزخ کو روکتی ہے اور اس سے رہائی عطا کرتی ہے۔ اب کوئی شخص اپنے نفس کو زکوٰۃ کا مطیع نہ بنائے (زکوٰۃ نکالتے وقت اس کا نفس متالم نہ ہو) زکوٰۃ نکالتے وقت اپنے حزن و اندوہ کو زیادہ نہ کرے کیونکہ جو شخص قلبی سرور کے ساتھ زکوٰۃ نہیں ادا کرتا اور پھر ایسی چیز کی امید رکھتا ہے جو اس سے افضل و بہتر ہے تو ایسا شخص یقیناً طریقہ پیغمبرؐ سے جاہل ہے۔ اس کے ثواب میں خسارہ ہے۔ وہ گمراہ کار ہے اور ایسے شخص کی پشیمانی اور ندامت بہت طویل و دراز ہے۔ پھر امانتوں کا ادا کرنا بھی تم پر لازم ہے، کیونکہ جو شخص امین نہیں وہ یقیناً زیاں کار اور ثواب اخروی سے بے بہرہ ہے۔ یہ ادائے امانت ایسی چیز ہے کہ پروردگار عالم نے اسے (اپنے علم و تقدیر میں) قائم ہونے والے آسمانوں، بچھی ہوئی زمینوں طویل و دراز اور راستی کے ساتھ نصب ہو جانے والے پہاڑوں کے سامنے پیش کیا (کہ تم امانت کو ادا کر سکتے ہو؟ تم امین بن سکتے ہو؟) اور ان سے زیادہ طویل و عریض و بلند کوئی مخلوق نہیں ہے۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا (وہ اس کی قابلیت ذاتی و استعداد جبلّی نہ رکھتے تھے کیونکہ کمالات علمیہ و عملیہ

میں ترقی کرنے کا حوصلہ تو خواہ خلقاً ہو خواہ تدریجاً انسان کامل ہی کے لئے ہے۔ ان اشیاء کا انکار اس وجہ سے نہیں تھا کہ یہ امر ان کے قبضۂ قدرت میں تھا۔ اور پھر اپنی عظمت و قدرت کے سبب سے انحراف کیا۔ نہیں۔ اگر یہ بات ہوتی، اگر کوئی چیز اپنے طول و عرض و قوت و غلبہ کے سبب سے حکم الٰہی سے انحراف کر سکتی ہے تو البتہ آسمان و زمین اور پہاڑ بھی امتناع کرتے (فی الحقیقت یہ قوتیں اس انکار کا سبب نہیں۔ بلکہ ذاتی قابلیت نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے انکار کیا اور اسی عدم استعداد پر نظر کر کے) وہ امانت میں خیانت کرنے کی عقوبتوں سے ڈر گئے اور اس شے کو جان لیا جس سے وہ شخص جاہل ہے جو ان سے نہایت ہی ضعیف اور کمزور ہے۔ وہ انسان ہے اور بیشک یہ انسان بڑا ہی اپنے نفس پر جبر کرنے والا اور بے دانش (مگر کمال دانش کی قوت اور استعداد لئے ہوئے) تھا تحقیقاً پروردگار عالم پر وہ اعمال مخفی نہیں ہیں جو بندے اپنے دن اور اپنی رات میں بجا لاتے ہیں وہ از روئے خبیر ہونے کے اعمال بندگان میں نفوذ کر گیا (وہ ان کے اعمال کا پورا پورا عالم ہے) اور از راہ علم ان کا احاطہ کر لیا۔ سنو تمہارے اعضا اس کے گواہ ہیں۔ تمہارے آلات (قوئے) اس کے لشکر ہیں۔ تمہاری ضمیریں (قوائے باطنی) اس کے جاسوس ہیں اور تمہاری خلوتیں اس پر آشکار ہیں۔

کلام امام علیہ السّلام

قسم خدا کی معاویہ مجھ سے زیادہ عقلمند اور زیرک نہیں۔ مگر وہ مکار ہے فسق و فجور کرتا ہے۔ اگر یہ باتیں قبیح نہ ہوتیں تو میں (امور دنیاوی میں ظاہر بینوں کے نزدیک) بہترین مردم ہوتا۔ لیکن ہر ایک مکار اور ظالم فاسق و فاجر ہے اور ہر ایک فاسق و فاجر کافر۔ ہر ایک مکار اور ظالم کے واسطے ایک نشان ہوگا جس سے وہ قیامت میں پہچانا جائے گا۔ قسم خدا کی میں مکاروں کی مکاریوں سے غافل نہیں کیا گیا ہوں اور کسی شخص کی سخت گیری کے سبب سے نرم نہیں ہوا۔

کلام امام علیہ السّلام

ایہا الناس! چونکہ ہدایت کے رستوں پر چلنے والے قلیل ہیں لہٰذا تم اس سبب سے طریق ہدایت سے وحشت نہ کرو کیونکہ لوگ ایسے دسترخوان پر جمع ہو رہے ہیں جس میں شکم سیری (عیش دنیا) کا زمانہ بہت کوتاہ ہے اور اس کی بھوک (زحمت حساب و عذاب آخرت) بہت طویل ہے۔

ایہا الناس! خداوند عالم اپنے عذاب پر لوگوں کو جبھی جمع کرتا ہے جب وہ گناہوں پر راضی ہو جاتے ہیں رہا یہ ایک شخص ہی کیوں نہ مرتکب گناہ ہو مگر سب سے اس کے کردار کی نسبت بازپرس ہوگی)

ناقۂ صالح کو ایک ہی شخص نے نوپے کیا تھا مگر خداوند عالم نے اپنے عذاب کو سب کے لئے عام کر دیا کیونکہ وہ بھی عموماً اس شخص کے اس ارتکاب پر راضی تھے، ورنہ اسے اس کی حرکت سے کیا نہ روکتے۔ جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے فعقروھا فاصبحوا نادمین ان سب نے اس ناقے کو پے کیا اور ایسی حالت میں انہوں نے صبح کی کہ قوم کی قوم (علامات عذاب کا مشاہدہ کر کے) نادم اور پشیمان تھی (فقط ایک شخص کے گناہ میں سب کو ملوث کر لیا) ایہا الناس! جو شخص طریق واضح پر سالک ہو اور وہ چشمے پر پہنچ گیا اور جس نے (راہ مستقیم) کی مخالفت کی وہ ہلاکت کے بیابان میں گر پڑا۔

کلام امام علیہ السّلام

حضرت سیدۃ النساء العالمین کے دفن کے وقت آپ نے فرمایا جس طرح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے راز کی باتیں عرض کیا کرتے تھے۔ سلام ہو آپ پر اے رسول خدا میری طرف سے اور آپ کی اس دختر کی طرف سے جو آپ کے پہلو میں وارد ہونے والی ہے اور آپ سے ملحق ہونے کے لئے جلدی کر رہی ہے۔ یا رسول اللہ آپ کی برگزیدہ دختر کے انتقال سے میرا صبر کم ہو گیا۔ اس کی مصیبت کی وجہ سے میری چستی و چالاکی جاتی رہی (میں ضعیف ہو گیا) مگر ہاں میرے واسطے اسی امر کی پیروی موجود ہے کہ آپ کی بزرگ فرقت پر صبر کیا۔ آپ کی سنگین اور سخت مصیبت کے وقت صبر و شکیبائی سے کام لیا۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو لحد میں رکھا اور میرے ہی گلے اور سینے کے درمیان آپ کی روح روانہ ہوئی (بوقت انتقال آپ کا سر میرے سینہ پر تھا) پھر جب میں نے اس مصیبت پر صبر کیا تو اب بھی صبر کروں گا) فانا للہ وانا الیہ راجعون ایک امانت واپس لے لی گئی۔ ایک یادگار اور نشانی اٹھالی گئی۔ اب میرا حزن و ملال دائمی ہے۔ اب میری راتوں میں نیند کہاں۔ جب تک کہ پروردگار عالم میرے لئے اس مقام (بہشت) کا ارادہ کرے جس میں آپ مقیم ہیں۔ عنقریب آپ کی دختر آپ کو آگاہ کرے گی۔ آپ اس سے اچھی طرح سوال کیجئے آپ میری موجودہ حالت کو اس سے دریافت فرمایئے (کہ جفاکار امت نے کیا کیا سلوک کئے ہیں) حالانکہ ابھی آپ کے انتقال کو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا اور زمانہ آپ کی یاد سے خالی نہیں ہوا۔ آپ پر اور آپ کی دختر پاکیزہ گہر پر میری طرف سے اس طرح سلام ہو کہ جیسے کوئی شخص اپنے دوست کو وداع کرتے ہوئے سلام کیا کرتا ہے جو اس کی ملاقات سے غضبناک اور بددل نہیں ہوتا۔ اگر میں آپ کی زیارت سے واپس ہو جاؤں تو کسی ملال کی وجہ سے واپس نہیں جاؤں گا اور اگر میں آپ کی زیارت کے لئے ٹھیرا رہوں تو اجر سے بدگمانی کی وجہ سے نہیں جس کا پروردگار عالم نے صبر کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے (بے صبری کی وجہ سے میرا قیام نہ ہوگا بلکہ شدت محبت کا یہی مقتضا ہے)

کلام امام علیہ السّلام

ایہا النّاس! دنیا ایک مجازی گھر ہے اور آخرت دار القرار ہے۔ تم اپنی گزرگاہ سے اپنی قرارگاہ کے لئے توشہ حاصل کرو۔ اپنے پردہ ہائے غفلت کو اس ذات کے سامنے پارہ پارہ کرو جو تمہاری پوشیدگیوں سے واقف ہے۔ دنیا سے اپنے دلوں کو نکال لو۔ قبل اس سے کہ تمہارے بدن یہاں سے خارج ہوں۔ تم اس دنیا کی تکلیفوں سے آزمائے گئے ہو تم غیر دنیا (آخرت) کے لئے خلق کئے گئے ہو۔ افسوس! جب کوئی شخص مرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں اس نے کیا ترکہ چھوڑا اور فرشتے دریافت کرتے ہیں کہ اس نے کون سا ذخیرہ اپنی آخرت کے لئے روانہ کیا۔ تمہارے آباؤ اجداد پر رحمت خدا نازل ہو۔ تم اپنے اموال کے بعض حصے کو آگے روانہ کرو (راہ خدا میں صرف کرو) تاکہ تمہارے لئے ذخیرۂ آخرت ہو جائے۔ اپنے تمام مال کو دنیا میں نہ چھوڑو۔ مبادا تمہارے لئے ایک وبال ہو جائے۔

کلام امام علیہ السّلام

اکثر اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے۔ خداوند تعالےٰ تم پر رحمت نازل کرے۔ تیار رہو کیونکہ تمہارے درمیان کوچ کی آواز بلند کردی گئی ہے۔ اپنی اقامت دنیا کو بہت کم کردو اور نہایت ہی عمدہ توشہ حاصل کرکے اس مقام کی طرف رُخ کرو جو تمہارے سامنے موجود ہے۔ یاد رکھو دشوار گذار گھاٹیاں، ہولناک اور خوفناک منزلیں تمہارے پیش نگاہ ہیں ان میں وارد ہونا اور ان کے نزدیک ٹھہرنا لابدی ہے (لہٰذا زادراہ کے بغیر گذارہ نہیں) خوب جان لو کہ موت تمہارا ملاحظہ کررہی ہے تم سے قریب ہی ہے گویا تم اس کے پنجے میں گرفتار ہو۔ وہ تمہارے درمیان آویختہ ہے۔ کارہائے مشکلہ تمہیں اچانک آلیں گے۔ تم ناگہانی طور سے سخت خوف کے مقامات میں پھنس جاؤ گے۔ لہٰذا علائق دنیوی کو بہت جلد قطع کرڈالو اور پرہیزگاری کے توشہ سے قوت حاصل کرلو۔

کلام امام علیہ السّلام

جب طلحہ وزبیر نے حضرت سے بیعت کرنے کے بعد آپ کو سرزنش کرنی شروع کی کہ کس لئے ہمارے مشوروں پر کاربند نہیں ہوتے اور کیوں امور خلافت میں ہماری مدد نہیں کی جاتی۔ اس وقت حضرت نے فرمایا، تم ایک معمولی سی بات پر خشمناک ہو گئے اور بہت سی نیکیوں کو پس پشت ڈال دیا کیا تم مجھے اطلاع نہیں دوگے کہ کس چیز میں تمہارا حق ہے جس سے میں نے تمہیں دور کردیا ہے

وہ کون سا حصہ ہے؟ کہ میں نے تم سے علیحدہ کر کے اپنے لئے اختیار کر لیا، یا کوئی ایسا حق ہے کہ مسلمانوں میں سے کسی شخص نے مجھے پہنچایا کہ میں اس کے نافذ کرنے سے عاجز تھا یا اس کے حکم سے جاہل تھا یا اس کے باب میں میں نے خطا کی تھی۔ قسم خدا کی نہ مجھے خلافت کی رغبت تھی نہ اس ولایت کی حاجت لیکن تم لوگوں نے مجھے اس کی طرف دعوت دی اور مجھے اس پر سوار کر دیا۔ جب خلافت میرے قبضے میں آئی تو میں نے کتاب اللہ کی طرف نظر کی کہ کیا چیز اس نے ہمارے لئے برقرار رکھی ہے اور کس بات کا ہمیں حکم دیا ہے۔ میں نے اسی کی پیروی کی اور جو کچھ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے طریقہ اختیار کیا تھا اسی کی اقتدا کی اب مجھے اس امر پیروی کتاب و سنت میں تمہاری رائے کی ہرگز احتیاج نہیں ہے نہ میں تمہارے کسی غیر کی رائے کا محتاج ہوں۔ کوئی حکم ایسا واقع نہیں ہوا جسے میں نہ جانتا ہوں اور اس کے بارے میں تم سے اور اپنے بھائی مسلمانوں سے مشورہ کروں۔ اگر ایسا واقع ہوتا (اور مجھے تمہارے مشورہ کی احتیاج ہوتی) تو میں تم سے اور تمہارے اغیار سے اس معاملہ میں کبھی روگردانی نہ کرتا۔ ہاں بہ مساوات کے بارے میں جو تم ذکر کر رہے ہو (کہ ہمیں بھی مال غنیمت وغیرہ میں سے اور لوگوں کی برابر حصہ ملتا ہے) سو یہ ایک ایسا امر ہے جس میں میں نے اپنی رائے سے حکم نہیں کیا۔ نہ اپنی خواہش نفس سے اس کا مرتکب ہوا ہوں۔ بلکہ میں نے اور تم دونوں نے اس حکم کو پا لیا ہے جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ لائے تھے جس سے آپ فارغ کر دیئے گئے ہیں جو کامل ہو چکا ہے۔ لہذا اس امر میں بھی مجھے تمہاری احتیاج نہیں جس کی تقسیم سے خداوند عالم فارغ ہو چکا ہے (یہ مساوی تقسیم اسی کی جاری کی ہوئی ہے) اور اس بارے میں اس کا حکم نافذ ہو چکا ہے۔ اب تمہارا اور تمہارے اغیار کا کوئی حق نہیں کہ مجھے اس معاملہ میں معتوب کریں۔ خداوند عالم ہماری اور تمہاری جانوں کو امر حق کی طرف گرفت کرے ہمارے اور تمہارے دلوں میں صبر کو القا کر دے۔ پھر فرمایا خداوند عالم اس شخص پر رحمت نازل کرے جس نے حق کو دیکھا اور اس کی اعانت کی یا ظلم و جور پر نظر کی اور اسے حق کی طرف پھیر دیا۔ اور صاحب حق کے لئے حق کے ساتھ یاور ہو گیا

کلام امام علیہ السلام

جنگ صفین میں آپ کے اصحاب میں سے ایک گروہ اہل شام کو سب و شتم کرتا تھا۔ آپ نے یہ خبر سنی تو فرمایا۔ میں تمہارے لئے اس امر کو مکروہ سمجھتا ہوں کہ تم دشنام دینے والے بن جاؤ۔ لیکن اگر تم ان کے اعمال بد کا بیان کرو۔ ان کی خراب حالتوں کا ذکر کرو تو البتہ یہ گفتار نہایت درست ہے اعتذار کے لئے نہایت بلیغ ہے۔ اب تم جو انہیں دشنام دیتے ہو تو اس کی بجائے یہ کہو۔ پروردگارا ہمارے اور ان کے خون کو بہنے سے بچا۔ ہمارے اور ان کے درمیان اصلاح کر دے۔ انہیں ان کی گمراہی

سے امر حق کی طرف ہدایت فرما تاکہ حق کو وہ پہچان لے جو اسے نہیں پہچانتا۔ اور وہ شخص گمراہی اور دشمنی سے باز رہے جو ضلالت و عداوت کی حرص کرتا ہوا اس کی پیروی کر رہا ہے۔

کلام امام علیہ السّلام

جنگ صفین میں آپ نے ایک روز ملاحظہ فرمایا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام لڑائی میں بہت تیز دستی سے کام لے رہے ہیں تو اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم میری طرف سے اس لڑکے کی حفاظت کرو۔ مبادا کہیں اس کی مصیبت مجھے توڑ ڈالے کیونکہ میں ان دونوں (حسنین علیہما السلام) کی موت کے بارے میں نہایت بخیل ہوں (مجھے ان کی موت گوارا نہیں کہ کہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کی نسل قطع نہ ہو جائے)

کلام امام علیہ السّلام

جنگ صفین میں جب آپ کے اصحاب امر حکمین کے بارے میں مضطرب ہوئے اور آپ پر زور ڈالا تو آپ نے فرمایا۔ ایہا الناس! میرا حکم اس چیز پر ہمیشہ تمہارے ساتھ رہا جسے میں دوست رکھتا تھا۔ حتیٰ کہ دشمن کی لڑائی نے تمہیں سست اور ضعیف کر دیا۔ قسم خدا کی اس جنگ نے تمہیں ماخوذ کیا اور ترک کر دیا حالانکہ یہ تمہارے دشمن کو زیادہ سست اور ضعیف کرنے والی تھی (اگر تم ذرا بھی مردانگی سے کام لیتے تو دشمن پسپا ہو جاتا۔ مگر افسوس! تمہاری ہمتیں ہی ٹوٹ گئیں) افسوس! کل تک میں تمہارا امیر تھا اور آج ایسی حالت میں صبح کی ہے کہ تمہارا محکوم ہوں۔ کل تک میں تمہیں باز رکھتا تھا، آج تم مجھے باز رکھتے ہو۔ حقیقتہً تم نے حیات دنیا کو دوست سمجھا۔ اور اب مجھے قدرت نہیں ہے کہ تمہیں اس شے پر بار کر دوں جس سے تم کراہت کرتے ہو۔

کلام امام علیہ السّلام

بصرے میں آپ علا ابن زیاد الحارثی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جو آپ کے صحابی تھے اور فرمایا تو نے اس دنیا کے مکان کو وسیع کرنے کے لئے کیا کچھ کیا۔ حالانکہ تو آخرت کے گھر کو وسیع و فراخ کرنے کے لئے زیادہ محتاج ہے۔ ہاں اگر تو چاہے کہ اس (وسعت مکان دنیاوی) کے سبب سے آخرت میں بھی ایک وسیع مکان کا مالک ہو تو اس مکان میں مہمانوں کی ضیافت کر۔ صلۂ رحم بجالا۔ لوگوں کے حقوق اس مکان میں رہ کر بوجہ شرعی ادا کر اس وقت البتہ تو اپنی مراد کو پہنچ جائے گا۔ علا نے یہ سنکر عرض کی۔ میں آپ سے اپنے بھائی عاصم ابن زیاد کی شکایت کرتا ہوں،

حضرت نے فرمایا کس لیئے؟ اس نے کیا کیا؟ عرض کی وہ ایک عبا پہنے ہوئے دنیا سے عزلت گزیں ہو گیا ہے۔ فرمایا اسے ہمارے پاس لاؤ۔ جس وقت وہ حاضر ہوا، تو فرمایا اے اپنی جان کے دشمن تجھے خبیث شیطان نے حیران کر رکھا ہے۔ تو اپنے اہل و عیال و اولاد پر بھی رحم نہیں کرتا، کیا تو دیکھتا ہے کہ پروردگار عالم نے طیبات دنیا کو تیرے لیئے حلال کیا ہے اور پھر وہ اس بات کو بھی مکروہ سمجھتا ہے کہ تو ان میں سے کچھ حاصل کرے۔ تو اس عمل اور اس سمجھ کے باعث پروردگار کے سامنے نہایت ذلیل ہے۔ اس نے عرض کی یا امیر المؤمنین! میرا یہ عمل آپ ہی کے عمل کی مانند ہے آپ بھی تو موٹا اور جھوٹا کپڑا پہنتے ہیں۔ بالکل بے مزہ اور بدذائقہ کھانا نوش فرماتے ہیں۔ یہ سنکر فرمایا وائے ہو تجھ پر میں تیری مانند نہیں ہوں (تجھے میری ہمسری زیبا نہیں) اس لیے کہ خداوند تعالے نے ائمہ حق اور پیشوایان عادل پر فرض کر دیا ہے کہ وہ ضعیف اور محتاج نفوس کے سبب سے اپنے نفس پر سختیاں کریں تاکہ فقیر کا فقر اور محتاج کی محتاجی اسے مضطرب نہ کر دے۔

کلام امام علیہ السلام

ایک سائل نے سوال کیا کہ یا حضرت یہ جھوٹی اور مختلف حدیثیں جو لوگوں میں مشہور ہیں ان کی نسبت کچھ ارشاد فرمایئے۔ فرمایا لوگوں کے ہاتھ میں حق ہے۔ باطل ہے۔ صدق ہے۔ کذب ہے ناسخ ہے منسوخ ہے۔ عام ہے۔ خاص ہے۔ محکم ہے (جس کے معنی ظاہر ہیں) متشابہ ہے (جس کے معنی ظاہر نہیں) محفوظ ہے اور موہم ہے (یہ آیات کلام الٰہی ہیں جو ان روشوں پہ لوگوں کے درمیان موجود ہیں) بالتحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کے زمانہ میں آپ پر جھوٹ بولا (ایک جھوٹی حدیث کو آپ سے نسبت دی) آپ اسی وقت خطبہ پڑھنے کے لیئے کھڑے ہوئے اور فرمایا جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے گا تو اسے لازم ہے کہ اپنی جگہ جہنم میں بنائے۔ اب یہ جان لے کہ حدیث کو تجھ تک پہنچانے والے چار قسم کے لوگ ہیں، پانچواں نہیں۔ اول شخص منافق جو ظاہراً ایمان کو ظاہر کرتا ہے بہ تکلف اسلام کے ساتھ آراستہ ہے۔ گناہ سے پرہیز نہیں کرتا۔ نہ گناہ میں کسی قسم کا حرج دیکھتا ہے۔ وانستہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ پر جھوٹ بولتا ہے۔ اب اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ یہ منافق ہے، کاذب ہے، تو اس کی بات کو قبول نہ کریں، اس کے قول کی تصدیق نہ کریں لیکن وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ رسول کا صحابی ہے اس نے رسول خدا کو دیکھا ہے۔ آپ کے اقوال کو سنا ہے۔ احکام خدا کو آپ سے لیا ہے پس اس کے قول کو لے لیتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ پروردگار عالم نے تجھے منافقین کی حالت سے اچھی طرح خبر دے دی ہے۔ ان کی تعریف بیان کر ہی دی ہے۔ پھر یہ لوگ منافقین پیشوایان ضلالت اور مکر و بہتان کے ساتھ جہنم کی طرف بلانے والوں کے مقرب خاص ہوئے۔ ان ائمہ ضلالت نے ان لوگوں کو صاحب

اختیار بنادیا۔ انہیں لوگوں کے امور پر قبضہ دیدیا۔ انہیں لوگوں کی گردنوں پر حاکم بنا دیا اور ان کے اقوال باطلہ کی بدولت خوب دنیا کو کھایا (یہ جھوٹی حدیثیں گھڑنے والے ان کے لئے دنیا کمانے کا وسیلہ بن گئیں) اور عوام الناس اموال دنیا اور بادشاہوں کے ساتھ ہوتے ہی ہیں سوائے اس شخص کے جسے خداوند عالم محفوظ رکھے۔ ان چار قسم کے راویوں میں سے ایک یہ قسم ہے جس کا بیان ہوا۔ دوسرا راوی وہ ہے جس نے رسول اللہ صلعم سے کسی بات کو سُنا مگر اُسے اُسی طرح یاد نہ رکھا جیسا کہ رسول خدا نے فرمایا تھا۔ اب اس نے اس حدیث کو بیان کرنے میں غلطی کی مگر دانستہ جھوٹ نہیں بولا۔ اب یہ شخص جو اس کے پیش نظر ہے اسی کو روایت کرتا ہے۔ اسی پر عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس حکم کو رسول خدا سے سُنا ہے۔ اب اگر مسلمانوں کو علم ہو جائے کہ یہ شخص غلطی کا مرتکب ہوا ہے اس کے اس کلام کو قبول نہ کریں اور اگر اس شخص کو بھی اپنی غلطی معلوم ہو جاتے تو البتہ اسے ترک کر دے تیسرا شخص وہ ہے جس نے رسول خدا سے کسی بات کو سُنا کہ آپ اس کا حکم کرتے تھے۔ پھر آپ نے اس سے منع کر دیا اور اس شخص کو علم نہیں ہے۔ یا اس نے کسی بات سے منع کرنے کو سُنا کہ پھر حضرت نے اس پر عمل کرنے کا حکم دے دیا اور یہ شخص اس آخری حکم کو نہیں جانتا لہذا اس شخص نے منسوخ کو تو یاد رکھا اور ناسخ کی حفاظت نہ کی اگر اُسے معلوم ہو جائے کہ یہ حکم منسوخ ہے تو بیشک اسے چھوڑ دے اور مسلمان بھی اگر اس کی زبان سے یہ حکم سننے کے وقت معلوم کر لیں کہ یہ منسوخ ہو چکا ہے تو اس پر عمل نہ کریں۔ اب آخری چوتھا شخص وہ ہے جس نے خدا اور رسول پر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ کیونکہ وہ جھوٹ سے بغض رکھتا ہے، خداوند عالم سے ڈرتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کی تعظیم کرتا ہے کبھی غلطی نہیں کرتا۔ بلکہ جس بات کو جس طریقہ پر رسول خدا سے سُنا اسی طرح یاد رکھا۔ یہ شخص وہی چیز لایا جس طریق پر کہ اس نے سُنا، نہ اس میں زیادتی کی نہ نقصان۔ ناسخ کی حفاظت کی، اس پر عمل کیا، منسوخ کو یاد رکھا، اس سے پرہیز کیا۔ عام و خاص کو پہچانا ہر ایک شے کو اس کے مقام میں رکھا محکم و متشابہ کی معرفت حاصل کر لی۔ کبھی رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کے کلام بلاغت نظام کے دو پہلو ہوا کرتے تھے۔ ایک تو کلام خاص ہوتا تھا (چند آدمیوں کے لئے مختص تھا) اور ایک عام (جو تمام آدمیوں سے عام طور پر تعلق رکھتا تھا) اب اس شخص نے اس کلام کو سُنا جو نہیں جانتا کہ خداوند عالم نے اس سے کیا مراد لی ہے اور حضرت کا اس سے کیا مطلب ہے۔ اس سننے والے نے اس کلام کو اٹھا لیا (یاد رکھا) اور اس کے معنی کی شناخت۔ اس کے مقصود کی پہچان۔ اس کے سبب کی معرفت (جس لئے یہ کلام دہن اقدس رسول سے نکلا ہے) کے بغیر اس کی توجیہ کرنے لگا۔ اور یہ امر بھی قابل غور ہے کہ تمام اصحاب رسول خدا سے سوال کرنے اور حضرت کے کلام کو سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ دوست رکھتے تھے (ان کی تمنا ہوتی تھی) کہ کوئی اعرابی یا تازہ وارد شخص آکر حضرت سے سوال کرے تاکہ

وہ بھی سن لیں رجو کچھ حضرت اس سائل کے جواب میں ارشاد فرمائیں) اور ایسے کلام ذو معنی میں سے مجھ تک کوئی شے نہ پہنچی تھی۔ مگر یہ کہ میں حضرت سے اس کی بابت سوال کرتا تھا اور حضرت جو کچھ ارشاد فرماتے تھے اسے یاد رکھتا تھا۔ یہ ہیں وہ وجوہات جن کے سبب سے لوگ اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ ہیں ان کی روایتوں کے مختلف ہو جانے کے اسباب۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

اس کی سلطنت کے اقتدار اور اس کی لطیف صنعتوں کے عجائبات میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ ذخّار، مواج اور فراہم ہو کر ہیبت ناک آواز نکالنے والے دریا کے پانی سے زمین خشک کو پیدا کیا۔ پھر اس پانی سے طبقات پیدا کئے اور انہیں جمع ہونے کے بعد طبقات ہفت آسمان سے ممتاز کر دیا وہ اس کے حکم سے استادہ اور اپنی ہیئت پر قائم ہو گئے رجو ان کے لئے قرار دی گئی تھی) کبود اور سیلان کرنے والا پانی۔ تسخیر شدہ دریا انہیں اٹھائے ہوئے ہے جو اس کے حکم کا ماننے والا ہے اس کی ہیبت و سطوت کا مطیع ہے اور اس کے خوف کے سبب سے رواں ہونے سے بالکل ساکن ہے پھر زمین کے سخت پتھروں، اس کے بلند بلند پشتوں۔ اس کے ٹیلوں اور اس کے پہاڑوں کو خلق کیا۔ ان کے قائم ہونے کی جگہ میں انہیں ثابت اور برقرار کیا۔ ان کی جائے قرار میں انہیں قائم کر دیا۔ ان کی چوٹیاں کرہ ہوا میں گزر گئیں اور ان کی جڑیں پانی میں پیوست ہو گئیں۔ پس پہاڑوں کو زمین کی ہمواریوں سے بلند کیا۔ ان کی بنیادیں اطراف زمین کے پشتوں اور اس کی علامتوں کے مقامات میں پھیلا دیں۔ ان پہاڑوں کی چوٹیاں بلند کیں اور زمین سے ان کی بلندیوں کو بہت دراز کر دیا۔ انہیں زمین کے لئے ستون اور نگاہبان بنایا۔ انہیں میخوں کی طرح زمین میں گاڑ دیا۔ زمین اپنی حرکت سے ساکن ہو گئی اور اس بات سے محفوظ ہو گئی کہ اپنے ساکنین کو متحرک کرتی یا انہیں اس پانی میں غرق کر دیتی جو اسے اٹھائے ہوئے ہے۔ یا اپنے مقامات سے ہٹ جاتی۔ سبحان اور پاکیزہ ہے وہ ذات جس نے زمین کی حفاظت کی جبکہ محیط ہونے والے پانی لہرا رہے تھے۔ اسے خشک کر دیا جبکہ اس کے اطراف میں رطوبت پھیلی ہوئی تھی، اسے اپنی مخلوقت کے لئے آرام گاہ بنایا ایک عظیم الشان اور راکد دریا پر اسے ان کی نشست گاہ کے لئے پھیلا دیا۔ وہ دریا بالکل تھما ہوا ہے۔ وہ ایک حالت پر قائم ہے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ میں سرایت نہیں کرتا حالانکہ تند و تیز آندھیاں اسے صدمہ پہنچاتی ہیں۔ اور گرانے والے (برسنے والے) بادل اسے جنبش دیتے رہتے ہیں اور بے شک اس نظارہ میں اس شخص کے لئے خاص عبرت ہے جو خدا سے ڈرنے والا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

بارالہا! تیرے بندوں میں سے جس بندے نے ہماری سچی، حق سے انحراف نہ کرنے والی، اور دین و دنیا کی اصلاح کرنے والی، خلق خدا کو ضرر نہ پہنچانے والی گفتار کو سنا اور سننے کے بعد اس سے انکار کیا تو اس کی وجہ یہی ہے کہ اس نے تیری (اور تیرے مجاہدین کی) نصرت سے روگردانی کی۔ تیرے دین کو غلبہ دینے سے سست ہوگیا۔ اب اے شہادت دینے والوں کے سردار ہم اس شخص کے لئے تیری اور تمام اس مخلوق کی جو تیری زمین اور تیرے آسمانوں میں ساکن ہے شہادت طلب کرتے ہیں۔ پھر تو (اس شہادت کے بعد) اپنے مجاہدین کو اس کی نصرت سے بے نیاز کرنے والا اور اس بندے کو اس کے گناہ میں ماخوذ کرنے والا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

حمد و تعریف اسی خدا کے لئے مختص ہیں۔ جو اپنی مخلوقات کی مشابہت اور مماثلت سے بلند و برتر ہے۔ توصیف کرنے والوں کے اقوال پر غالب ہے۔ دیکھنے والوں کے لئے اپنی تدبیروں کے عجائبات کے سبب سے ظاہر ہے۔ وہم کرنے والوں کی فکر سے۔ اپنی عزّت و غلبہ کے جلال کی وجہ سے پوشیدہ ہے۔ حاصل کرنے۔ زیادہ ہونے اور کسی علم سے فائدہ اٹھانے کے بغیر عالم ہے۔ بغیر کسی قسم کی فکر اور خطرے کے تمام امور کا معین اور مقدر کرنے والا ہے۔ ایسا خدا ہے جسے ظلمت اور جہالت کی تاریکیاں ڈھانک نہیں سکتیں۔ وہ انوار کے ساتھ روشن نہیں ہوتا وہ بذاتہ نور محض ہے جس میں کسی قسم کی زیادتی اور نقص واقع نہیں ہوتا) رات اُسے پوشیدہ کرسکتی ہے (کسی حجاب میں محجوب نہیں ہوسکتا) نہ کوئی دن اس پر جاری ہوتا ہے (تجدید نور سے کوئی تازہ بینائی اسے حاصل نہیں ہوتی) اس کا ادراک نگاہوں کے ساتھ نہیں ہوتا نہ اس کا علم اخبار (خبر دینے) کے ساتھ قائم ہے (اس کا علم کسی کے خبر دینے کا محتاج نہیں)

بعض جگہ اسی خطبہ میں رسول اللہ کا ذکر ہے انہیں ایک روشنی اور ضیاء کے ساتھ خداوند عالم نے مبعوث فرمایا۔ برگزیدگی اور انتخاب میں آپ کو مقدم کیا۔ کشائشوں کو آپ کے ساتھ جمع فرمایا۔ آپ کے سبب سے غلبوں کو شکست دی صعوبتوں (اور نفس امارہ کی سرکشیوں) کو آپ کا مطیع بنا دیا۔ ناہموار زمینیں آپ کے سبب سے نرم اور ہموار ہوگئیں۔ حتیٰ کہ گمراہی اور ضلالت کو دائیں بائیں سے الگ اور جدا کردیا۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ (خداوند تعالیٰ) عادل ہے۔ اس کا ہر ایک فعل عدل ہے۔ وہ حاکم

ہے اور اس کا ہر ایک حکم قطعی اور یقینی ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں۔ اس کے رسول ہیں۔ اس کے بندوں کے سردار ہیں۔ جس وقت کہ پروردگار عالم نے مخلوق کو اصلاب و ارحام میں منتقل فرمایا تو آپ کو بہترین اصلاب و ارحام میں جگہ دی۔ آپ کی اصل میں کسی زانی کو حصہ نہیں دیا۔ نہ کسی فاسق و فاجر کو آپ کے سلسلۂ مطہرہ میں جگہ دی۔ خبردار ہو جاؤ کہ خداوند عالم نے عبادت کے لئے اہل عبادت۔ اعتقادات حقّۂ دینیّہ کے لئے ستون (انبیاء و اوصیاء علیہم السلام) اور ہر ایک اطاعت کے لئے حفاظت کرنے والے قرار دیئے ہیں۔ بیشک تمہارے واسطے ہر ایک اطاعت کے وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک معین و مددگار مقرر ہے جو تحریراً و تقریراً حق کو بیان کرتا رہتا ہے اور دلوں کو اسی پر ثابت اور قائم رکھتا ہے۔ ہر ایک اکتفا کرنے والے کے لئے باعث کفایت اور ہر ایک طالب شفا کے واسطے موجب شفا ہے۔ خوب جان لو کہ خداوند عالم کے خالص بندے اس کے علم کے محافظ ہیں۔ اس کے مستورات (معارف پوشیدہ) کی حفاظت و صیانت کرتے ہیں۔ اس کے چشموں کو جاری کرتے ہیں۔ آپس میں مدد کرنے کے لئے ایک دوسرے سے توصل محبت کے ساتھ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ شراب معرفت کے چھلکا دینے والے جام ایک دوسرے کو پلاتے ہیں اور خوب سیراب کر کے واپس ہوتے ہیں۔ ان کی معرفتوں میں کسی قسم کا شک و شبہہ مخلوط نہیں ہوتا۔ ان میں غیبت اور دوری پیش قدمی نہیں (وہ ہر وقت خداوند جل و علا کی حضور میں حاضر ہیں) پروردگار عالم نے ان کی خلقت و جبلت اور ان کے اخلاق کو اسی حالت سے وابستہ کیا ہے۔ وہ (اپنی خلقت اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے) آپس میں محبت کرتے ہیں اور اسی سبب سے مقام وصال میں موجود ہیں۔ ان کی قدر و منزلت دوسرے انسانوں کی نسبت اس تخم کی مانند ہے جسے چن کر لے لیا گیا ہو اور باقی کو پھینک دیا ہو۔ اب یہ نقص و عیب سے الگ ہو کر بالکل خالص ہے۔ اور اس امتحان و انتخاب نے اسے بالکل پاک و پاکیزہ کر دیا ہے۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ کرامت اور بزرگی کو قبول کرے۔ سختیوں اور مصیبتوں سے حذر کرے گو وہ ابھی آئی ہی نہ ہوں۔ نیز اسے چاہیئے کہ اپنے تھوڑے سے ایام (عمر) اور اس منزل دنیا میں اپنے نہایت قلیل قیام پر نظر ڈالے حتیٰ کہ اس منزل کو ایک دوسری منزل کے ساتھ رل ڈالے اور اس مکان کے لئے کچھ کام کرے جس کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔ وہ اعمال بجا لائے جن کے سبب سے اپنی جائے انتقال کی معرفت حاصل ہو۔ وہ صاحب قلب سلیم جس نے اپنے رہنما کی ہدایت کی۔ ہلاکت کی طرف لے جانے والے رہبر سے پرہیز کیا۔ اس شخص کی بینائی اور شناسائی کے سبب سے جس نے اس کو بصارت عطا کی ہے (ہدایت کی راہ بتائی ہے) اس رہنما کی اطاعت کی وجہ سے جس نے اس کو حکم دیا ہے سلامتی کے رستے پر چلا قبل اس سے کہ ہدایت

کے دروازے موت کے سبب سے) بند ہو جائیں۔ اس کے اسباب منقطع ہو رہیں، راہ حق تلاش کرنے میں عجلت کی۔ باب توبہ کے کھل جانے کی استدعا کی۔ اپنے افعال سے گناہوں کو زائل کر دیا راہ حق پر کھڑا ہو گیا اور عین وسط راہ (میانہ روی) کی طرف اسے ہدایت کر دی گئی۔ ایسا شخص بیشک خوش نصیب ہے اور اسی شخص کے لئے جنت کی خوش خبری ہے۔

دعائے جناب امیر علیہ السّلام

الحمد للّٰہ الذی لم یصبح بی میتاً ولا سقیماً ولا مضروباً علی عروقی بسوءٍ ولا ماخوذاً باسوءِ عملی ولا مقطوعاً دابری ولا مرتداً عن دینی ولا منکراً لربی ولا مستوحشاً من ایمانی ولا ملتبساً عقلی ولا معذباً بعذاب الامم من قبلی اصبحت عبداً مملوکاً ظالماً لنفسی لک الحجۃ علیّ ولا حجۃ لی لا استطیع ان اخذ الا ما اعطیتنی ولا اتقی الا ما وقیتنی اللّٰھم انی اعوذبک ان افتقر فی غناک او اضل فی ھداک او اضام فی سلطانک او اضطھد والامر لک اللھم اجعل نفسی اول کریمۃ تنتزعھا من کرائمی واوّل ودیعۃٍ ترتجعھا من ودائع نعمک عندی اللّٰھم انا نعوذبک ان نذھب عن قولک او نفتتن عن دینک او تتابع بنا اھواءنا دون الھدی الذی جاء من عندک

ترجمہ حمد و تعریف اسی خدا کے لئے ہے جس نے مجھے ایسی حالت میں داخل صبح کیا کہ نہ مردہ ہوں نہ مریض ہوں اور نہ میرے رگ و ریشہ پر برائی کی چوٹ پڑی ہے۔ نہ میں اپنی بدعملی میں ماخوذ ہوں۔ نہ میری نسل قطع کی گئی ہے۔ نہ اپنے دین سے پھرا ہوا ہوں، نہ اپنے پروردگار کا منکر ہوں نہ اپنے ایمان سے رم کر رہا ہوں۔ نہ میری عقل شک و شبہ میں گرفتار ہے۔ نہ اپنی پہلی امتوں پر نازل ہونے والے عذاب سے معذب ہوں۔ میں نے ایسی حالت میں صبح کی ہے کہ بندہ ہوں غلام ہوں۔ اپنے نفس کے واسطے ظالم ہوں (الٰہی) تجھے مجھ پر حجت حاصل ہے اور میرے پاس کوئی حجت نہیں۔ تیرے عطیہ کے سوا میں کسی چیز کے لے لینے کی قدرت نہیں رکھتا۔ میں بچ نہیں سکتا مگر اسی چیز سے جس سے تو بچائے۔ بارالٰہا! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ باوجود تیری تونگری کے محتاج رہوں۔ یا تیری ہدایت کے ہوتے ہوئے گمراہی اختیار کروں۔ یا تیری سلطنت کے باوجود مظلوم ہو جاؤں۔ یا کسی کا مقہور ہوں۔ حالانکہ حکم تیرے ہی واسطے ہے۔ پروردگارا! میری روح کو میری ان بزرگ نعمتوں میں اول بزرگ نعمت بنا دے جنہیں تو سلب کرتا ہے اور تیری نعمتوں کی امانتیں جو میرے پاس موجود ہیں جنہیں تو واپس لے لیتا ہے ان امانتوں میں میری روح کو درجہ[1]

[1] یعنی جب تک میری روح قبض نہ ہو تمام نعمتیں میرے پاس باقی رہیں ۱۲۔

اور بیت عطا کر۔ پروردگارا! ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ تیرے قول اور حکم سے نکلیں یا تیرے دین سے سرکشی کریں یا ہماری خواہشیں ہمیں مطیع اور تابعدار بنالیں بغیر اس ہدایت کے جو تیری بارگاہ سے (ہمارے درمیان) آئی ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

حمد و صلوٰۃ کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ پروردگار عالم نے تمہارے امور کی سرداری کے لئے میری نسبت تم پر ایک حق واجب کیا ہے اور جیسا کہ تم پر میرا حق ہے ویسا ہی مجھ پر بھی تمہارا حق ہے پس یہ حق ایک دوسرے کی توصیف کرنے کے لئے فراخ ترین اشیا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے تنگ ترین اشیا (زبانوں کے ساتھ وصف حق کی شرح نہایت وسیع ہے اور صاحب حق کے لئے حقیقت کا ادا کرنا نہایت مشکل) کسی شخص کا حق دوسرے کے ذمے نہیں ہے الّا یہ کہ اس کے ذمے بھی اس کا کچھ نہ کچھ حق ہو اور جو کسی کا حق اس پر جاری ہے وہی حق اس کے لئے دوسرے پر موجود ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اسی کا حق دوسروں پر واجب ہو اور اس کے ذمے کسی کا حق نہ ہو تو یہ تو حق سبحانہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص اور خالص ہے نہ کہ بندوں کے لئے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر قدرت اور اختیار رکھتا ہے اور جس چیز پر بھی اس کا حکم جاری ہوا ہے عدالت کے ساتھ جاری ہوا ہے۔ لیکن اس نے بندوں پر اپنا یہ حق واجب کیا ہے کہ اس کی اطاعت کریں اور اس اطاعت کی جزا میں (اپنی عدالت کے سبب سے) اپنے فضل و کرامت اور اس مزید توسّع اور وسعت سے کام لے کر جو اسے زیبا ہے بندوں کے لئے دوگنا ثواب مقرر فرمایا ہے۔ پھر پروردگار عالم نے اپنے حقوق میں سے کچھ حقوق بعض انسانوں کے لئے بعض پر مقرر کئے ہیں۔ انہیں ان کے رستوں میں مساوی کیا ہے۔ اور بعض حقوق بعض کے مقابلہ میں واجب کئے ہیں، جب تک کوئی شخص اس حق کو نہ ادا کرے جو اس کے ذمے واجب ہے اس وقت تک اپنے حقوق کے طلب کرنے کا استحقاق نہیں رکھتا اور ان حقوق میں سے نہایت ہی بزرگ حق حاکم کا حق ہے۔ رعیّت پر اور رعیّت کا حق ہے حاکم پر، جسے پروردگار عالم نے واجب کیا ہے۔ یہ ایک فریضہ ہے جو اس سبحانہ تعالیٰ کی جانب سے تمام حکام و رعایا کے لئے تمام رعایا و حکام پر فرض ہوا ہے اور انہیں حقوق کو پروردگار عالم نے ان کے دین کے لئے باعث عزت اور باہمی محبتوں کیلئے ایک نظام قرار دیا ہے۔ اب خوب سمجھ لو کہ حکام کے بغیر رعایا کی اصلاح نہیں ہوا کرتی اور نہ رعایا کی استقامت اور درستی کے بغیر بادشاہوں کے کام اصلاح پذیر ہو سکتے ہیں۔ اب جس وقت کہ رعایا نے اپنے حاکم کا حق ادا کر دیا اور حاکم اپنی رعایا کے حق سے سبکدوش ہو گیا۔ اب لوگوں کے درمیان حق

کا غلبہ ہوگیا. دین کے رستے قائم ہوئے. عدالت کی علامتیں سیدھی ہوئیں. طریقۂ حسنۂ دینیہ اپنے طریقوں پر جاری ہوگئے. اس غلبۂ حق کے ساتھ زمانے کی اصلاح ہوگئی، بقائے دولت میں کمی کی گئی اور دشمنوں کی حرص مایوس ہوکر رہ گئی اور جس وقت کہ رعیت نے اپنے حاکم پر غلبہ کیا اس سے سرکشی اختیار کی یا حاکم نے اپنی رعایا کے ساتھ ظلم کیا تو اب اس مقام میں تدبیریں اور رائیں مختلف ہوگئیں. ظلم و ستم کی نشانیاں ظاہر ہوئیں. دغل و فساد دین میں بکثرت ہونے لگا. جادۂ شریعت کو چھوڑ دیا گیا. ہوا و ہوس کے ساتھ عمل ہونے لگے. احکام و فرمان معطل ہوگئے. نفسانی بیماریاں بڑھ گئیں. لوگ ایک عظیم الشان حق کے معطل ہو جانے اور ایک زبردست باطل کی پیروی سے کچھ متوحش اور متنفر نہیں ہوتے. اب یہاں ابرار اور نیک بندے ذلیل و خوار ہیں. اشرار کا غلبہ ہے اور خداوند عالم کی عقوبتیں بندوں کے نزدیک ہوتی جاری ہیں. اب تم پر واجب ہے کہ اس حق کے ادا کرنے اور اس کی ادائگی میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی نصیحت کرو کیونکہ کوئی شخص اس سے سبکدوش نہیں ہے. اگرچہ خوشنودیٔ خدا میں اس کی حرص بڑھی ہوئی ہو. عمل کرنے میں اس کی کوشش اور تلاش اطاعت خداوندی کی اس حقیقت اور کنہ کو کیوں نہ پہنچ جائے جو اس خالق اکبر کے قابل ہے مگر حقوق واجبہ بندوں پر یہی ہیں کہ وہ اپنی طاقت کے موافق نصیحت کریں اور اپنی بساط کے مطابق حق کے قائم کرنے میں ایک دوسرے کی اعانت اور مدد سے کام لیں. کوئی شخص اس بات سے بلند و برتر اور مستغنی نہیں ہے کہ پروردگار عالم نے جو اپنا حق اس پر قائم کر دیا ہے اس کے ادا کرنے میں اس کی مدد کی جائے (وہ ضرور اس امر میں دوسرے کا محتاج ہے) گو اس شخص کی قدر و منزلت امر حق میں کتنی ہی بڑھی ہوئی ہو، اس کی فضیلت دین میں مقدم ہی کیوں نہ ہو. اور کوئی شخص اس بات سے عاجز اور پست نہیں ہے کہ وہ امر حق میں کسی کی مدد کرے یا اس کی اعانت کی جائے، گو لوگ اسے حقیر سمجھیں اور آنکھیں اس کی طرف حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھیں. اس کلام کو سنکر حضرت کے اصحاب میں سے ایک شخص نے طول طویل تقریر کی جس میں بہت کچھ حضرت کی مدح و ثنا کی اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا. حضرت نے اس کی یہ تقریر سنکر فرمایا: "جس شخص کے دل میں جلال خداوندی کی بزرگی قائم ہے جس شخص کے دل میں خدا کا مرتبہ بلند ہے (اس کی عظمت و جلالت کے آثار اس کے دل میں نقش ہو چکے ہیں) اس کا حق یہی ہے کہ ماسوائے اللہ اس کی آنکھوں میں حقیر ہو (کیونکہ وہ اس کی عظمت و بزرگی کا قائل اور معتقد ہو چکا ہے) اور سب سے زیادہ یہ حق اس کے ذمے واجب ہے جس پر خداوند عالم کی عظیم الشان نعمتیں نازل ہوں جس شخص پر انعام و احسان خداوندی نہایت ہی لطیف اور نیک ہو کیونکہ کسی شخص پر خداوند تعالیٰ کی باعظمت نعمتیں نازل نہیں ہوتیں مگر یہ کہ اس کے ذمے اس معطی برحق کا حق نہایت ہی بزرگ ہو جاتا ہے اور خوب جان لو کہ بزرگان صالح کے نزدیک بدترین حالات حکام یہ حالتیں ہیں کہ جن سے یہ گمان

ہو کہ رعایا پر افتخار جتانا ان کے نزدیک عمدہ چیز ہے اور ان کے امور کی بنا تکبر پر قائم ہوتی ہے سنو! میں اس امر کو مکروہ سمجھتا ہوں جس سے تمہارے گمانوں میں یہ امر جولانیاں دکھائے کہ میں اپنی مدح و ثنا کے سننے کا مشتاق ہوں تمہیں ہرگز ہرگز یہ گمان نہ ہونا چاہیئے کہ مجھے اپنی ستائش کے سننے کا شوق ہے (میں اس بات کو خود مکروہ سمجھتا ہوں، بحمداللہ میں ایسا نہیں۔ اور اگر (بر تقدیر) میں اس بات کو اچھا بھی سمجھتا (کہ میری مدح و ثنا ہو اور میں سنا کروں) تو بیشک خداوند عالم کے مقابلے میں اپنی پستی اور فروتنی کا اندازہ کر کے اس فعل کو ترک کر دیتا۔ کیونکہ اپنی عظمت اور کبریائی کے باعث وہی اس مدح و ثنا کا مستحق حقیقی ہے اکثر اوقات لوگ بلاؤں سے نجات حاصل کرنے کے بعد (جب ذرا انہیں کچھ دنیوی اعزاز حاصل ہو جاتا ہے) مدح و ستائش کو خوشگوار سمجھتے ہیں مگر تم ہرگز میری تعریف اور ثنا نہ کرو۔ مجھے ذرا بھی نہ سراہو۔ کیونکہ خلق اللہ اور خدا کے وہ حقوق جن کی ادائیگی سے میں فارغ نہیں ہوا ہوں ان سے بچنے کے لئے اور وہ فرائض جن کا بجالانا اور جاری کر دینا میرا فرض ہے۔ ان کے ادا کرنے کے واسطے میں تمہاری اور خداوند تعالےٰ کی طرف اپنے نفس کو خارج کر رہا ہوں (ان حقوق خداوندی و خلق اللہ کے ادا کرنے اور ان فرائض کے بجالانے میں ہمہ تن مصروف ہوں) اب تم مجھ سے اس طرح کلام نہ کرو جیسا کہ ظالم بادشاہوں کے سامنے کلام کیا کرتے ہیں۔ تم کبھی میرے سامنے ان الفاظ سے اپنے نفس کی حفاظت نہ کرو جن سے غضبناک اور صاحب سطوت بادشاہوں کے سامنے حفاظت کیا کرتے ہیں۔ چاپلوسی، تصنع اور نفاق کے ساتھ مجھ سے اختلاط نہ کرو۔ کبھی گمان بھی نہ کرو کہ اس حق میں جو میرے سامنے بیان کیا جائے گا مجھے کسی قسم کی گرانی محسوس ہوگی۔ خیال بھی نہ کرو کہ میں اپنے نفس کے لئے بزرگی اور عظمت کا طالب ہوں، کیونکہ جس شخص کے سامنے امر حق بیان کیا جائے یا کوئی انصاف کی بات پیش کی جائے اور یہ دونوں باتیں اسے ناگوار گزریں تو بیشک ان دونوں پر عمل کرنا بھی اسے ناگوار ہوگا۔ لہٰذا ہرگز قول حق اور منصفانہ مشورے سے میرے سامنے کف لسان پر عمل درآمد نہ کرو، کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ میرا نفس خطاؤں سے مبرا نہیں ہے نہ میرا فعل خطا سے امن میں ہے مگر خداوند عالم میرے نفس کی اس چیز سے حفاظت کرتا ہے جس پر وہ مجھ سے زیادہ قابض ہے۔ اب تم سمجھ لو کہ ہم اور تم دونوں بندے ہیں، دونوں اس پروردگار کے غلام ہیں جس کے سوا کوئی پروردگار نہیں۔ ہم اپنے نفسوں پر اس قدر قادر نہیں ہیں جتنا کہ وہ۔ اس نے ہمیں اسے مقام (جہالت) سے نکال دیا جس میں ہم موجود تھے اور ایسی راہ (علم) پر کھڑا کر دیا جس کے سبب سے ہم صالح ہو گئے۔ ہماری ضلالتوں کو ہدایتوں سے بدل دیا اور اندھے پن کی عوض ہمیں بصیرت و بصارت عطا فرما دی۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

بار الٰہا! میں تجھ سے اس گروہ قریش کے لئے انتقام طلب کرتا ہوں کیونکہ ان لوگوں نے میرے رحم (قرابت پیغمبر) کو قطع کیا، میرے ظرف کو اوندھا کر دیا۔ اور اس حق پر مجھ سے منازعہ کرنے کیلئے جمع ہو گئے جس کا میں ان سے زیادہ مستحق تھا اور مجھ سے کہنے لگے کہ بیشک یہ خلافت تیرا حق ہے اگر تو اسے لیلے (کیونکہ تو پیغمبرؐ کا بازو ہے تیری خلافت پر نص موجود ہے) مگر اب تو حق یہی ہے کہ تجھے اس سے رد کیا جائے (کیونکہ اجماع باطل ہو چکا ہے) اب تو نہایت ہی رنج و الم کی حالت میں صبر کر اور نہایت متاسفانہ اور افسوس ناک طریقے سے مر جا۔ اب (یہ باتیں سنکر) میں نے نگاہ دوڑائی تو اہلبیت کے سوا کسی کو اپنا معین و مددگار اور دشمن کو دور کرنے والا نہ پایا۔ مگر میں نے ان کے (اہلبیت کی) موت سے بخل کیا (اور اچھا نہ سمجھا کہ یہ چند متبرک نفوس اس لڑائی جھگڑے میں کٹ جائیں) اب میں نے کدورت آمیز آنسو بہانے کے لئے آنکھوں کو بند کر لیا۔ دلی سوزش بجھانے کے واسطے لعاب دہن پی کر رہ گیا۔ اور خشم و غضب کو دفع کرنے کی خاطر ایسے ناگوار طریقے سے صبر کیا جو درخت حنظل سے بھی زیادہ تلخ اور تیز چھریوں کی برش سے زیادہ قلب کو اذیت پہنچانے والا ہے بعض جگہ اسی کلام کے متعلق بصرہ پر چڑھائی کرنے والوں کی بابت مرقوم ہے۔ فرماتے ہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں کے بیت المال پر جو میرے ہاتھ میں تھا، میرے عمال اور تمام ان اہل شہر (بصرہ) پر چڑھ آئے جو بالکلیہ میرے مطیع تھے اور مجھ سے بیعت کئے ہوئے تھے۔ ان کے کلمات کو پراگندہ کر دیا۔ مجھ پر ان کے اجتماع کو فاسد اور خراب کر دیا۔ میرے شیعوں پر دوڑ پڑے ایک گروہ کو تو ان میں سے مکر و فریب کے ساتھ قتل کیا۔ دوسرے گروہ نے اپنی شمشیریں دانتوں سے کاٹ لیں (نہایت ہی خشمناک حالت میں تلواریں علم کر لیں) انہوں نے جنگ کی اور نہایت ہی صادق اور سچے اعتقاد کے ساتھ ملاقات پروردگار عالم پر فائز ہو گئے۔

کلام امام علیہ السلام

جب جنگ جمل میں طلحہ اور عبدالرحمن بن عتاب ابن اسید کے قتل کی خبر حضرت کو پہنچی تو فرمایا "ابو محمد (طلحہ) نے اس غربت اور تنہائی کے مکان میں صبح کی، آگاہ رہو۔ قسم خدا کی میں اس امر کو مکروہ سمجھتا تھا کہ قریش ستاروں کے شکم کے نیچے (کھلے میدان میں) قتل ہوں۔ مگر افسوس اولاد عبد مناف کی طرف سے میں نے اپنے بارے میں نہایت بغض و کینہ اور ظلم و ستم کا ادراک کیا اور گروہ حجاج کے بزرگ ایسے امر کی طرف گردنیں اٹھاتے ہوئے مجھ سے رخم کر گئے جس کے وہ ہرگز قابل اور سزاوار نہ تھے لہٰذا اس وقت ان کی گردنیں ٹوٹ گئیں۔

کلام امام علیہ السّلام

پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی توصیف میں فرماتے ہیں۔ آپ نے اپنی عقل کو زندہ کیا۔ اپنے نفس کو مار ڈالا حتیٰ کہ (ان ریاضتوں سے) آپ کا بدن نہایت لاغر ہو گیا۔ قوائے تو یہ نہایت ضعیف اور نحیف ہو گئے آپ کا مادہ غلیظ بالکل لطیف اور مجرد ہو گیا اور ایک نہایت ہی درخشندہ اور نہایت چمکدار نور (روح القدس) آپ کے لئے چمکا جس نے آپ کو معرفت الٰہی کی راہ بتائی اور راہ ترقیات معارف پر سالک کر دیا۔ حجابہائے الٰہیہ کے دروازوں نے آپ کو باب السلام (کنہہ عبودیت و ربوبیت) اور دار الاقامۃ (مقام قاب قوسین او ادنیٰ) تک پہنچا دیا۔ مقام دار امن و راحت میں اس کے پاؤں آرام و اطمینان بدنی کے ساتھ قائم و ثابت ہو گئے۔ اس عمل کے سبب سے جسے اس کے قلب نے استعمال کر کے اپنے پروردگار کو راضی اور خوشنود کر لیا۔

کلام امام علیہ السّلام

اپنے اصحاب کو جہاد کی ترغیب دلاتے ہیں۔ پروردگار عالم تم سے شکر نعمت کا طالب ہے تمہیں اپنے امر (خلافت) کی میراث (بنی امیہ سے) دینے والا ہے تمہیں اس مدت میدان ریاضت میں اس نے مہلت دے رکھی ہے تاکہ تم باہم تنازعہ کر کے گوئے سبقت (سلطنت) لے جاؤ۔ اب تم اپنی کوششوں کے زیر جاموں کی گرہیں مضبوط باندھ لو اپنی خوراکیں کم دو۔ شادی کا ارادہ اور ولیمہ کی دعوت یہ دونوں آپس میں جمع نہیں ہوتے (ایسا ہی شکم سیریاں بھی جہاد کے ساتھ مجتمع نہیں ہو سکتیں۔ جس کا پیٹ نتھنوں تک اٹا ہوا ہو وہ کیا جہاد کے لئے تلوار اٹھائے گا) افوہ! رات کا سونا دن کے ارادوں کو کس قدر توڑنے والا ہے۔ اور تاریک راتیں مہمات کی یاد داشت کو کس قدر محو کرنے والی ہیں (لذت و راحت و دولت و سلطنت کوشش اور تلاش کے بغیر میسر نہیں ہوتی) غفلتیں ارادوں کو شکستہ کر دیتی ہیں۔ رات کو پاؤں پھیلا کر سونا ہمتوں کو قاصر کر دیتا ہے، جیسا کہ شادی کا عزم اور ولیمہ کی دعوت وقت واحد میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح گوہر مقصود کی تلاش کا ارادہ اور رات کی نیند اکٹھے نہیں ہوا کرتے متلاشی کو نیند ہی نہیں آتی۔

کلام امام علیہ السّلام

سورہ مبارکہ الھٰکم التکاثر حتیٰ زرتم المقابر (تمہیں مال و اولاد کی کثرت نے لہو و لعب میں ڈال دیا اطاعت الٰہی سے روگرداں کر دیا حتیٰ کہ تم نے قبروں کی زیارت کی اسی حالت میں تمہیں

موت آگئی) کی تلاوت کے بعد حضرت نے فرمایا۔ تعجب ہے اس شخص کی حالت پر کہ اپنے عزیز و اقربا کی کثرت اور آباؤ اجداد کی عزت پر فخر کرتا ہے۔ اس کا مطلب کس قدر عقل سے دور ہے۔ وہ قبروں کی زیارت کرنے والا ہے، اور پھر کس قدر غافل ہے۔ اسے ایک کام درپیش ہے جو کس قدر سخت اور مشکل ہے۔ حقیقتہً یہ لوگ موت کو یاد کرنے والوں سے اپنے آپ کو خالی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان تک مکانات بعیدہ میں پہنچے ہوئے ہیں۔ آیا یہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کے قتل ہونے کے مقامات پر فخر کرتے ہیں۔ اپنے ہلاک ہونے والوں کا شمار کرکے۔ ان کی کثرت کا اظہار کرکے خوش ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ان کے جسموں کو واپس لانا چاہتے ہیں جو زمین میں پڑے ہیں، ان کی حرکات کو دیکھنا چاہتے ہیں جو اب بالکل ساکن ہیں۔ وہ مردمان گزشتہ اگر جائے عبرت بن جائیں تو اس سے لاکھ درجہ بہتر ہے کہ وہ ان کے لئے محل افتخار ہوں (تم ان کے حالات سے عبرت اور نصیحت حاصل کرو) یہ لوگ جو ان کے سبب سے (ان پر فخر کرکے) حقارت اور ذلت کے نواح میں خیمہ زن ہوتے ہیں (کیونکہ پروردگار عالم اس افتخار کو دوست نہیں رکھتا) تو اس سے یہی مناسب ہے کہ ان کی وجہ سے عزت کے مقام میں کھڑے ہو جائیں (اگر ان کے حالات سے عبرت حاصل کر لیں گے تو بیشک ایک معزز مقام ان کے لئے تیار ہو جائے گا) انہوں نے ان کی طرف نابینا آنکھوں سے دیکھا اور وہ نہایت نادانی اور سخت جہالت کی حالت میں ان کے پاس سے سفر کر گئے۔ اب یہ لوگ اگر ان سے ان کے ٹوٹے ہوئے مکانوں کے صحنوں ساکنین سے خالی رہ جانے والی اور ویران منزلوں کی نسبت (جن کی یہ حالت ان کے بعد ہی ہوئی ہے) سوال کریں تو بیشک وہ یہی کہیں گے کہ ہم تو گمراہی کی حالت میں زیر زمین چلے گئے مگر تم بھی جاہل ہو کر ہمارے پیچھے پیچھے چلے آ رہے ہو۔ تم لوگ ان کی کھوپڑیوں کو روندر ہے ہو۔ ان کے خاک ہو جانے والے جسموں پر کھڑے ہوتے ہو جن مقامات کو وہ چھوڑ کر چلے گئے وہاں اپنے جانوروں کو چراتے ہو۔ جن مکانوں کو انہوں نے خراب کر دیا ہے ان میں سکونت کر رہے ہو اور بیشک تمہارے اور ان کے درمیان جتنے بھی دن ہیں وہ گریہ کرنے والے اور تم پر نوحہ کرنے والے ہیں بشنو! وہ لوگ جو تم سے پہلے چلے گئے ہیں تمہارے لئے انجام کار میں (آخر تم بھی انہیں کے پاس جا رہو گے) تمہاری منزلوں کے پیشوا ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے واسطے عزت اور اختیار کے مقامات اور فخر و افتخار کے ہاتھ مہیا تھے۔ ان میں سے کچھ بادشاہ تھے کچھ رعایا۔ مگر اب سب کے سب عالم برزخ کے شکم میں چلے گئے اور اسی عالم برزخ میں زمین ان پر مسلط کر دی گئی جس نے ان کے گوشت کو کھا لیا۔ ان کا خون چوس لیا، اور انہوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ قبروں کے شگافوں میں پڑے ہیں۔ قوۂ نامیہ بالکل نابود ہے، بے حس و حرکت ہیں۔ ایسے غائب ہیں کہ تلاش کرنے پر بھی نہیں ملتے۔ نہ انہیں آلام دنیوی کا درد ڈرا سکتا ہے نہ دنیا کے حالات کی ناخوشی انہیں غمگین اور اندوہناک کرتی ہے۔ انہیں دنیا کی لرزشوں کا ذرا خوف نہیں وہ دنیا کی سختی سے سخت ادھ

شدید سے شدید آوازوں پر بھی کان نہیں دھرتے۔ وہ ایسے غائب ہیں جن کا انتظار نہیں کیا جاتا۔ ایسے غیر حاضر ہیں جن کے حاضر ہونے کی امید نہیں۔ ان لوگوں کا دنیا میں بڑا مجمع تھا مگر اب پراگندہ ہیں یہ باہم الفت اور محبت رکھتے تھے۔ مگر اب ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ ان کی موت پر ایک طویل زمانہ گزر جانے اور ان کی دوری منزل سے یہ بات پیدا نہیں ہوئی کہ ان کی خبریں کور اور مجہول ہیں یا ان کے مکانات کی زبانیں گنگ اور لال ہوگئی ہیں۔ نہیں اسے

یہ بے سبب نہیں خالی گھروں کے سناٹے ❊ مکاں بھی یاد کیا کرتے ہیں مکینوں کو

لیکن انہوں نے موت کا پیالہ پی کر گویائی کو گونگے پن، قوت سامعہ کو بہرے پن اور حرکات کو سکون کیساتھ تبدیل کر لیا۔ گویا یہ لوگ پہلے ہی سے اس خواب غفلت میں مدہوش ہو جانے کے لئے تیار تھے۔ یہ ایسے ہمسائے ہیں جو آپس میں ذرا بھی انس نہیں رکھتے۔ یہ ایسے دوست ہیں جو کبھی ایک دوسرے کی زیارت نہیں کرتے تعارف اور ملاقات کے حلقے ان کے درمیان مندرس اور کہنہ ہو گئے۔ عطوفت و مہربانی اور بھائی بندی کے اسباب ان سے منقطع ہو رہے ہیں۔ یہ سب کے سب اکیلے اور تنہا ہیں حالانکہ ایک جگہ رہتے ہیں۔ ایک دوسرے سے دور رہتا ہے حالانکہ یہ آپس میں دوست ہیں۔ نہ یہ لوگ رات کے لئے صبح کو جانتے ہیں اور نہ دن کے لئے شام کو۔ دن رات میں سے ہر ایک واحد (دن ہو یا رات) جس میں یہ رحلت کرتے ہیں ان کے لئے ہمیشہ اور یکساں ہے۔ انہوں نے اپنے دار آخرت کی ہلاکتوں کو بچشم خود دیکھا اور انہیں ان علامات آخرت سے بھی شدید پایا جنہیں دیکھ دیکھ کر ڈرا کرتے تھے اور اس مقدار سے بھی عظیم محسوس کیا جسے یہ اپنے تصور میں قائم کیا کرتے تھے۔ اب یہ دونوں غایتیں (سعادت و شقاوت) ان کے لئے منزل گاہ تک کھینچ گئیں اور یہ منزل گاہ انتہائے خوف و رجا کے مقام تک پہنچ گئی۔ اب اگر وہ بولنا چاہیں تو اس شے کی صفت بیان کرنے سے جس کا مشاہدہ اور معائنہ کر رہے ہیں عاجز اور درماندہ ہو جائیں۔ اگرچہ اب ان لوگوں کے آثار دیکھے نہیں جاتے۔ ان کی خبریں منقطع ہیں، مگر عبرت کی آنکھیں ان کی طرف رجوع ہوتی ہیں اور عقل کے کان ان کی باتوں کو سنتے ہیں۔ وہ کلام کرتے ہیں مگر زبان سے نہیں بولتے زبان حال ان کی شاہد حال ہے) دیکھو! وہ کہتے ہیں کہ وہ رنگ و روغن والی صورتیں زشت ہوگئیں۔ وہ نرم و نازک بدن مٹی میں اٹ رہے ہیں۔ اب ہم نے ایک کہنہ اور بوسیدہ لباس پہن لیا ہے۔ اور خواب گاہ کی تنگی نے ہمیں شکنجوں میں ڈال رکھا ہے۔ ہم ایک دوسرے سے وحشت کی میراث پا رہے ہیں۔ ہماری خاموش منزلیں ہم پر منہدم ہوئی جاتی ہیں جس نے ہمارے جسموں کی نزاکت اور اس کی خوبیوں کو بالکل مٹا دیا ہے۔ ہماری خوش آئند صورتیں مکروہ ہیں۔ ویران مکانوں میں ہماری اقامت حد سے زیادہ بڑھتی جاتی ہے ہم اپنے کرب کے لئے کوئی کشائش نہیں پاتے، نہ ہم ان تنگیوں سے نکل کر وسعتوں میں آسکتے ہیں اب اگر تو اپنے ذہن میں ان کی تصویر کھینچے یا پردے تیری آنکھوں کے سامنے سے اٹھا دیئے جائیں

تو وہ تجھے عجیب حالت میں نظر آئیں گے کہ تو دیکھے گا ان کے کانوں میں حشرات الارض نے سوراخ کر لئے ہیں۔ وہ اب بالکل بہرے ہیں۔ مٹی کا سرمہ ان کی آنکھوں میں گھلا ہوا ہے۔ اور وہ سر کی ہڈیوں میں پیوست ہو کر رہ گئی ہیں۔ اپنی تیزی اور فصاحت و بلاغت کے بعد ان کی زبانیں ان کے دہنوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ ان کے سینوں میں بیدار رہنے والے دل بالکل مردہ پڑے ہیں۔ ان کے ہر ایک عضو پر ایک نت نئی کہنگی اور بوسیدگی وارد ہو کر اسے فاسد اور بدہیئت کرتی رہتی ہے۔ آفت کے رستوں کو ان کی طرف آسان کرتی ہے اور وہ ان آفتوں کے لئے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں نہ تو ان کے ہاتھ ہیں جو بلاؤں کو دفع کر سکیں نہ دل ہیں کہ فریاد کر لیں۔ بے شک اگر تو تصور سے کام لے گا تو لاریب بہت سے دلوں کو دردمند اور بہت سی آنکھوں کو غبار دیکھ لیگا جنہیں کسی خرابی اور رسوائی سے چھٹکارا نصیب نہیں اور نہ ان کی کوئی سختی اور صعوبت دفع ہو سکتی ہے۔ آہ! سہ

پنہاں ہوں جس میں چاند کے ٹکڑے ہزار ہا ٭ نسبت ہے آسمان کو ایسی زمیں سے کیا

اس زمین نے کس قدر تازہ بتازہ جسموں اور رنگ و روغن والی تصویروں کو کھا لیا جو نعمتوں میں پلے تھے، جو عزتوں میں پرورش پائے ہوئے تھے۔ رنج کی گھڑی بھی خوشی ہی میں گزارتے تھے، جب کوئی مصیبت نازل ہوتی تھی تو خوش وقتیوں کی طرف پناہ لے جاتے تھے۔ کیونکہ وہ اپنی خوش گزرانی کو تلف نہ کرتے تھے اپنے لہو و لعب میں سخت بخل سے کام لیتے تھے (انہیں اپنے عیش و طرب کا ترک گوارا نہ تھا) وہ اپنی دنیوی زیبائشوں کو دیکھ دیکھ کر ہنستے تھے۔ اور دنیا ان کے آخرت سے غافل کر دینے والے عیش کی فراہمی کو دیکھ دیکھ کر ان پر خندہ زنی کر رہی تھی کہ ناگاہ زمانے نے اپنے خار دردناک سے انہیں زد و کوب کر ڈالا، گردش ایام نے ان کی قوتیں توڑ دیں۔ موت نے نہایت ہی قریب سے ان پر قہر آلود نگاہ ڈالی۔ انہیں ایسے آلام میں مخلوط کر دیا جس سے وہ واقف ہی نہ تھے۔ انہیں غم و رنج کا ہمراز بنا دیا جسے وہ اپنے نزدیک بھی نہ آنے دیتے تھے۔ امراض کی سستیاں ان میں پیدا ہوئیں۔ حالانکہ وہ صحت سے مانوس تھے (بالکل صحیح و سالم تھے) اب جیسا کہ اطباء نے انہیں عادی بنا رکھا تھا، یہ اسی عادت کی طرف پناہ گزیں ہوتے ہیں کہ امراض حار کی تسکین ادویہ بارہ سے ہو جائے گی۔ اور مادہ بارہ کا قلع قمع ادویہ حارہ سے ہو رہے گا۔ مگر ٹھنڈی دوائیں ان کی گرمی کو بجھا نہ سکیں بلکہ اور آگ بھڑک اٹھی۔ مادہ بارہ (بلغم و سودا) کو گرم دواؤں سے ذرا بھی حرکت نہ ہوئی، بلکہ اور ہیجان پیدا ہو گیا۔ مرکبات معتدلہ گرم اور ٹھنڈی ملی ہوئی دواؤں نے بھی کچھ نفع نہ دکھایا بلکہ ہر ایک صاحب درد مبتلا کو ان گرم و سرد طبیعتوں کی بدولت مدد مل گئی اس کا درد اور بھی بڑھ گیا غرض ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ اب طبیب بھی عاجز آ گیا، تیماردار بھی اسے بھول بیٹھے (یا تو خدمت کے تھوڑے) اہل و عیال اس کے اس بے طرح درد سے تھک کر بیٹھ

رہے۔ اب جو شخص اس کی نسبت کچھ سوال کرتا ہے تو وہ کچھ جواب نہیں دیتے۔ اب آنے جانے والوں نے اس کے سامنے ہی اس امر پر بحث شروع کی جسے عزیز واقربا چھپا رہے تھے۔ کوئی کہتا تھا بھائی مقدرات الہٰی میں کیا چارہ ہے۔ کوئی عزیز واقربا کو اس کی صحت کی امید دلاتا تھا، کوئی انہیں اس کی موت پر دلاسہ اور تسلی دیتا تھا۔ انہیں یاد دلاتا تھا کہ اس سے پہلے مرنے والوں پر بھی تو آخر تم نے صبر کیا ہے اب اسی کی پیروی کرو۔ وہ مریض اسی کش مکش کی حالت میں دنیا کے فراق اور عزیز واقربا چھوڑنے پر مستعد تھا ہی کہ ناگاہ اس کے غم و رنج کا ایک اور عارضہ اسے لاحق ہو گیا۔ اس کی نفوذ کرنے والی عقلیں حیران ہو گئیں۔ اس کی زبان کی رطوبت خشک ہو گئی۔ اس نے کس قدر ایک بلانے والے کی بات کے جواب دینے کا اہتمام کیا کیونکہ یہ اسے پہچانتا تھا مگر عاجز ہو ہو کر رہ گیا، آنے والے نے کس قدر اسے آوازیں دیں جن سے اس کا دل دردمند ہو گیا کیونکہ یہ انہیں سنتا تھا مگر جواب دینے کے لئے اس کی زبان نہ چل سکی گنگ ہو کر رہ گئی۔ یہ آواز دینے والا یا تو کوئی اس کا بزرگ تھا (باپ وغیرہ) جس کی یہ تعظیم کرتا تھا۔ یا کوئی اس کا خورد تھا (اولاد وغیرہ) جس کے ساتھ یہ نہایت مہربانی سے پیش آتا تھا اور بے شک موت کی سختیاں ایسی ہی ہیں، بہت مشکل ہے کہ ان کا بیان کما حقہ ہو سکے، یا ان کی شرح اہل دنیا کی عقلوں پر راست آجائے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

آیہ مبارکہ رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله (بہت سے ایسے بندے ہیں جنہیں خرید و فروخت ذکر الہٰی سے باز نہیں رکھتی) کی تلاوت کے بعد حضرت نے فرمایا۔ بیشک پروردگار عالم نے اپنی یاد کو دلوں کے لئے ایک جلا بنا دیا ہے جبکہ وہ گراں گوشی کے بعد اس ذکر الہٰی کے سبب سے (اوامر و نواہی خداوندی کو) سنتے ہیں اسی کے سبب سے اندھے پن کے بعد انہیں بصیرت حاصل ہوتی ہے دشمنی اور عداوت کے بعد اسی کے سبب سے (انبیاء و اوصیا کے) مطیع و منقاد ہو جاتے ہیں جبکہ مرسلین کی بعثت میں وقفہ ہوتا ہے تو اس وقت پروردگار عالم کے جس کی نعمتیں ایک طول طویل زمانے میں معزز اور بزرگ ہیں کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں، جن کے پردۂ دل سے وہ اپنی راز کی باتیں کرتا ہے۔ ان کی عقلوں کے باطن میں ان سے کلام کرتا ہے (اپنے معارف و حقائق کو القا کرتا ہے) وہ کبھی اپنے کانوں کبھی اپنی آنکھوں کبھی اپنے دلوں میں اس کے نور کی مصاحبت اختیار کرتے ہیں (آثار گزشتگان کو سنکر عبرت پکڑتے ہیں۔ زمانے کی رنگتوں کو دیکھتے ہیں۔ کائنات پر ایک گہری نظر ڈال کر وجود خالق کا دل سے اقرار کرتے ہیں) لوگوں کو ایام گزشتہ میں انعام و انتقام الہٰی کی یاد دلاتے ہیں۔ اس باری تعالےٰ کے مقام اور مرتبہ کی شناخت کرا کے انہیں ڈراتے ہیں۔ یہ لوگ گویا خضر بیابان ہیں۔ جو شخص میانہ روی اختیار کرتا ہے اس کے طریقے و روش کی یہ لوگ تعریف کرتے ہیں۔ انہیں نجات کی خوش خبری دیتے ہیں اور

جو وسط راہ سے تجاوز کرکے اِدھر اُدھر کی راہیں اختیار کرتا ہے، اس کے رویّہ کی یہ لوگ مذمت کرتے ہیں، اسے ہلاکت سے ڈراتے ہیں۔ انہیں اوصاف و محامد کے سبب سے یہ لوگ ان تاریکیوں کے چراغ اور ان شبہات و گمراہیوں کے لئے راہنما ہیں۔ حقیقتہً ذکر خدا کے قابل کچھ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اس ذکر کو مال و متاع دنیوی کے بدلے اختیار کیا ہے۔ انہیں کوئی تجارت اور کسی قسم کی بیع و شریٰ یادِ الٰہی سے روک نہیں سکتی۔ وہ اسی کے ساتھ اپنی زندگی کے دن کاٹتے ہیں۔ اور غافل انسانوں کے کانوں میں محرمات الٰہی سے باز رکھنے والی آوازیں پہنچاتے رہتے ہیں عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی اس پر مامور ہوتے ہیں، افعال بد سے لوگوں کو منع کرتے ہیں اور خود بھی ان سے باز رہتے ہیں گویا انہوں نے اپنی مدت دنیوی کو آخرت کی طرف روانہ ہو کر قطع کر دیا ہے حالانکہ وہ دنیا ہی میں موجود ہیں (مگر علائق دنیوی سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے) اور علاوہ ازیں گویا وہ ایک مدت دراز تک عالم برزخ میں رہ کر اہل برزخ کے پوشیدہ اسرار سے مطلع ہو گئے ہیں اور قیامت نے اپنے وعدوں کو ان پر ثابت اور محقق کر دیا ہے۔ لہٰذا وہ اہالیان برزخ اور قیامت کے حالات پر پڑے ہوئے پردے اہل دنیا کے سامنے سے اٹھا رہے ہیں گویا وہ ایسی اشیا کو دیکھ رہے ہیں جنہیں اور لوگ نہیں دیکھتے اور ایسی آوازوں کو سن رہے ہیں جنہیں اور لوگ نہیں سن سکتے۔ اگر تو اپنی عقل کے آئینہ میں ان کے مقامات محمودہ اور مجلسہائے شائستہ کی تصویر کھینچے جبکہ ان کے اعمال کے دفتر کھلے ہوتے ہوں (وہ خود اپنے افعال پر منصفانہ نگاہیں ڈال رہے ہوں) اپنے نفسوں سے ہر ایک صغیرہ اور کبیرہ پر حساب لینے کا ارادہ کر رہے ہوں جن پر وہ مامور ہیں اور ان کے بجا لانے میں کوتاہی کی ہے یا جس سے منع کئے گئے ہیں اور ان میں افراط کی ہے۔ ان کی پشت ان کے وبال کا بوجھ اٹھا رہی ہو اور وہ اس بوجھ کو اٹھاتے ہوئے استقلال کو ہاتھ سے دے چکے ہوں باآواز بلند نہایت ہی درد آمیز طریقہ سے گریہ کر رہے ہوں اپنے محاسبہ کے مقام میں کھڑے ہوں پشیمانی اور اعتراف گناہ کے مقام میں کھڑے ہوئے اپنے پروردگار کے سامنے نالہ و زاری کر رہے ہوں تو اس حالت میں تو انہیں ہدایت کی نشانیوں اور تاریکیوں کے چراغ کی مانند دیکھے گا کہ فرشتے ان کے گرد جمع ہو رہے ہیں تسکین الٰہی ان پر نازل ہو رہی ہے۔ آسمانوں کے دروازے ان کے واسطے کھلے ہوئے ہیں اور ایسے مقامات کرامت اور رحمت کی منزلیں ان کے لئے تیار کی گئی ہیں جن کی پروردگار عالم نے انہیں اطلاع فرمائی ہے خداوند عالم ان کی کوششوں سے راضی اور خوشنود ہے اور ان کے مدارج کو اس نے نہایت ہی پسندیدہ بنا رکھا ہے۔ اس کی درگاہ میں دعا کے معافی کی ہواؤں کو یہ لوگ استشمام کر رہے ہیں یہ لوگ اس کے فضل و کرم کے مرہون ہیں اس کی عظمت و جلالت کے سامنے ذلت و خواری کے اسیر ہیں اندوہ الم کی طویل مدت نے ان کے دلوں کو زخم کر رکھا ہے اور روتے روتے ان کی آنکھوں

میں جراحتیں نمودار ہوگئی ہیں۔ طاعت الٰہی کے ہر ایک دروازے کی طرف رغبت کرنے کے لئے ان کے پاس ایک کھٹ کھٹانے والا ہاتھ ہے (یا ایک جواد کے دروازہ جود کرم کو کھٹ کھٹا رہا ہے) یہ لوگ اس شخص سے سوال کرتے ہیں جس کے جود و کرم کی وسعت گاہیں تنگ نہیں۔ نہ اس کی درگاہ میں حاضر ہونے والے نا امید ہو کر پھرتے ہیں۔ اب تو بھی اعمال نفسانی کا اپنے نفس سے حساب لے کیونکہ تیرے نفس کے سوا جتنے نفوس ہیں ان سے بھی ایک دوسرا شخص جو تیرا غیر ہے حساب لینے والا ہے

کلام امام علیہ السّلام

آیہ شریفہ یا ایہا الانسان ما غرک بربک الکریم (اے انسان ضعیف البنیان تجھے کس چیز نے تیرے کرامت والے پروردگار کی اطاعت سے مغرور کر رکھا ہے) کی تلاوت کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا۔ انسان نہایت ہی نرم و نازک (یا بالکل بے حقیقت) چیز ہے جس سے براہ حجت و برہان یہ سوال کیا گیا ہے۔ وہ فریفتہ ہو جانے والی مخلوق میں سے براہ عذر و معذرت نہایت ہی قطع شدہ مخلوق ہے وہ جہالت کے سبب سے اپنے نفس کے ساتھ نہایت ہی شدید (ظالم) ہے۔ اے انسان تجھے کس چیز نے تیرے پروردگار کی عبادت سے مغرور کر دیا کس چیز نے تجھے گناہوں پر جری اور دلیر بنا دیا کس شے نے تجھے تیرے نفس کی ہلاکت سے مانوس کیا کیا تیرے درد کے لیے صحت نہیں؟ کیا تیرے خواب کے لیے بیداری نہ ہوگی؟ کیا تو اپنے نفس پر اتنا بھی رحم نہیں کرتا جتنا کہ اس کے غیر پر کرتا ہے۔ کیونکہ بسا اوقات تو کسی شخص کو آفتاب کی حرارت میں بیٹھے ہوئے دیکھتا ہے اس پر سایہ کر لیتا ہے کسی کو کسی درد میں مبتلا پاتا ہے ایسا درد جو اس کے بدن کو سخت اذیت پہنچاتا ہے تو اس پر رحم کر کے آنسو بہانے لگتا ہے پھر کس چیز نے تجھے تیرے درد کے واسطے صبر عنایت کر دیا۔ تجھے تیرے مصائب پر قوی بنا دیا۔ تجھے تیرے نفس پر رونے دھونے سے مغرور کر دیا۔ حالانکہ اپنا نفس تجھے نہایت ہی عزیز ہونا چاہیئے اور ہے مگر قوت احساس نہیں رہی جس سے یہ جہالت کا درد محسوس ہو سکے) افسوس! رات کا خوف عذاب خداوندی کو تیرے سامنے پیش کر کے تجھے کیوں بیدار نہیں کرتا؟ حالانکہ تو اپنی معصیتوں اور اپنے گناہوں کے سبب سے ورطہ قہر خداوندی میں گرا ہوا ہے۔ اب تو مستقل ارادے اور عقل کی کوشش سے اپنی کاہلی و سستی اور دل میں قائم ہو جانے والے ضعف کی بیماری کا علاج کر۔ کس شخص نے تیری نگاہوں میں تیری غفلتوں کو بیداری ثابت کر دیا ہے؟ تو خداوند عالم کا مطیع ہو جا۔ اس کی یاد سے مانوس ہو تو اپنے ذہن میں اس حالت کا تصور تو کر کہ تو اس سے روگرداں ہو رہا ہے، وہ تیری طرف رخ کر رہا ہے۔ تجھے اپنی معافی کی طرف بلا رہا ہے۔ تیرے گناہوں کو اپنے فضل و کرم کی چادر میں

ڈھانک رہا ہے۔ اور تو اس سے منہ پھرائے ہوئے اس کے غیر کی طرف متوجہ ہے۔ بلند و برتر ہے وہ خدا جو قوی اور قادر ہے۔ وہ تجھ پر اور تیری فروتنی پر جو ضعیفی ہے کس قدر کرم اور رحم کرتا ہے پھر تیری دلیری گناہوں پر کس قدر بڑھی ہوئی ہے۔ حالانکہ تو اس کی چادر رحمت کی پناہ میں مقیم ہے اس کے وسیع و فراخ فضل و کرم کے دامن میں لپٹنے والا ہے۔ اس نے اپنے فضل و کرم کو تجھ سے روک نہیں لیا۔ تجھ سے اپنے پردہ پوشش کو علیحدہ نہیں کیا، تو ایک لحظہ بھر کے لئے بھی اس کے لطف و کرم کے سبب سے نعمتوں سے خالی نہیں ہے جنہیں وہ تیرے واسطے ظاہر کرتا رہتا ہے یا تیرے بہت سے گناہوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ یا بہت سی بلاؤں کو تجھ سے رد کرتا ہے۔ اب تیرا اس کے ساتھ کیا گمان اور خیال ہے اگر تو اس کی اطاعت کرے۔ قسم خدا کی اگر دو برابر کی قوت والوں اور برابر کی قوت رکھنے والوں میں یہ صفت (قوت و قدرت) ہوتی تو بے شک تو پہلا عالم ہوتا جو اپنے نفس کو اخلاق ذمیمہ اور اعمال بد کا حکم کرتا (کیونکہ حالت موجودہ میں گو تو اپنے پروردگار کا کسی حالت میں ہم پلہ نہیں مگر پھر بھی اس کی نافرمانی کئے جاتا ہے) میں سچ کہتا ہوں کہ دنیا نے تجھے مغرور نہیں کیا بلکہ تو دنیا پر فریفتہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس دنیا نے تیری آنکھوں کے سامنے سے پردے اٹھا دیئے ہیں۔ طرح طرح کی نصیحتیں تیرے لئے ظاہر کر رکھی ہیں۔ تجھے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے وہ کمی جو تیرے رزق میں ہونے والی ہے۔ وہ بلائیں جو تیرے جسم پر نازل ہونے والی ہیں۔ جن کا تجھ سے اس دنیا نے وعدہ کر لیا ہے۔ یہ بالکل سچی ہے۔ انہیں ضرور وفا کرے گی۔ ان وعدوں میں اس نے بالکل دروغ گوئی سے کام نہیں لیا۔ تجھے کسی قسم کا فریب نہیں دیا۔ افسوس! دنیا کی طرف سے تیرے سامنے پیش ہونے والا ناصح خدعہ و فریب کے ساتھ متہم ہوتا ہے۔ اس کی سچی سچی خبر دینے والا جھٹلایا جاتا ہے۔ اگر تو ویران شہروں اور سنسان مکانوں سے اس دنیا کی معرفت حاصل کرے تو تو انہیں خدا کی یاد دلاتے ایک شفیق اور مہربان دوست کے درجے کو طے کرتے ہوئے مواعظ و نصائح تک پہنچانے اور برائیوں سے منع کرنے میں نہایت ہی اعلیٰ اور عمدہ پائے گا۔ واہ کیا اچھا ہے اس شخص کا مکان جو اس دنیا میں گھر بنانے پر راضی نہیں ہوتا، کیا خوب ہے اس شخص کا محل جو اس دنیا کو اپنی منزل سمجھ کر اس میں متوطن نہیں ہوتا۔ بیشک کل کے دن نیک بختان دنیا وہی لوگ ہیں جو آج اس دنیا سے فرار کر رہے ہیں۔ جس وقت ایک ہولناک آواز دنیا کو متزلزل کر دیگی قیامت اپنی سختیوں اور شدتوں کے ساتھ ثابت اور ظاہر ہو جاوے گی۔ ہر ایک عبادت گاہ کے ساتھ اس کا اہل ملحق ہو جائے گا۔ ہر ایک معبود کے ساتھ اس کی عبادت کرنے والا ملاقات کرے گا ہر اطاعت کئے جانے والے کے ساتھ اس کی اطاعت کرنے والا قائم ہو گا۔ اس روز کوئی ہوا کو شگافتہ کرنے والی نظر اور زمین میں چلنے والے قدموں کی آہستہ روی اس کے عدل و انصاف میں جاری

نہ ہوگی (اسے عدل وانصاف سے باز نہ رکھ سکے گی) مگر یہ کہ اس کا حق اُسے ضرور ملے گا۔ افوہ! اس رنج کس قدر حجتیں ہیں جو باطل ہیں۔ کس قدر عذر ومعذرت کے رشتے ہیں جو منقطع ہیں۔ اب تو اس کام کو اختیار کر جس کے سبب سے تیرا عذر قائم رہے۔ تیری حجتیں ثابت رہیں۔ اس ناپائدار دنیا سے وہ چیز حاصل کرے جو تیرے واسطے باقی رہے۔ اپنے سفر کے لئے تیار ہوجا۔ برقِ نجات کی روشنی پر ظاہر کر اور اپنے بوجھ اٹھانے والے اونٹوں کو تنگ کس لے۔

کلام امام علیہ السّلام

قسم خدا کی اگر میں درخت سعدان کے سہ پہلو کانٹوں پر سو کر رات گذار دوں۔ اگر زنجیروں میں باندھ کر میری گردن میں طوق پہنا دیئے جائیں تو میرے نزدیک یہ امر اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں بروز قیامت ایسی حالت میں خدا اور رسول سے ملاقات کروں کہ میں نے کسی بندے پر ظلم کیا ہو، اور کسی کے مال ومتاع کو غصب کر لیا ہو۔ میں اپنے ایسے جسم کو آرام پہنچانے کے لئے کیوں کسی پر ظلم کروں جو کہنہ اور بوسیدہ ہونے کے لئے عجلت کر رہا ہے جو مدتوں تک ہزاروں من مٹی کے نیچے پڑا رہے گا۔ قسم خدا کی میں نے اپنے بھائی عقیل کو دیکھا جو بالکل بے نوا اور محتاج تھا حتیٰ کہ اس نے تمہارے گندم میں سے (بیت المال کے اس حصے میں سے جو فقط تمہارے لئے باقی تھا) مجھ سے ایک صاع گندم کی درخواست کی۔ میں نے اس کے بچوں کو بھی دیکھا کہ فقر اور فاقہ کے مارے ان کی رنگتیں خاکستر ہو رہی تھیں۔ ان کے چہرے گویا سمہ اور نیل سے سیاہ ہو رہے تھے (وہ عقیل) میرے پاس آئے۔ حالانکہ مجھ سے تاکیداً درخواست کر چکے تھے۔ اور پھر اسی گفتگو کا اعادہ کیا جسے میں مکرر سُن چکا تھا۔ اب میں نے اس کی باتوں پر کان لگائے اور معاً میرے کانوں نے یہ گمان کر لیا کہ میں اس (عقیل) کے ہاتھ اپنے دین کو بیچ رہا ہوں، اور اپنے طریقے کو چھوڑ کر اس کی قید میں گرفتار ہو رہا ہوں۔ اب میں نے ایک لوہے کے ٹکڑے کو اس کے امتحان کے واسطے گرم کیا۔ اس گرم شدہ قطعہ حدید کو اس کے جسم کے قریب لے گیا تاکہ اس سے اسے عبرت حاصل ہو۔ اس نے اس کی سوزش کو محسوس کر کے ایسی فریاد کی جیسے نہایت ہی دردمند فریاد کیا کرتا ہے۔ اور قریب تھا کہ داغ دینے سے اس کا بدن سوختہ ہو جائے۔ یہ دیکھ کر میں نے کہا اے عقیل اپنے فرزندوں سے بچھڑ کر رونے والیاں تجھ پر روئیں۔ ایک ایسے لوہے کے ٹکڑے سے فریاد کرتا ہے جسے آدم زادنے محض خوش طبعی کے لئے گرم کیا ہے، اور مجھے ایسی آگ کی طرف کھینچتا ہے جسے ایک قہار جبار نے اپنے غضب اور غصہ کے ساتھ بھڑکا رکھا ہے۔ تو تو ایک لوہے کے ٹکڑے کی اذیت سے نالہ وزاری کرے اور میں اس جبار کی بھڑکائی ہوئی آگ کے شعلوں سے فریاد نہ کروں اب یہ امر بھی ایک عجیب ہے کہ شب آئندہ کو بھی میرے

بھائی عقیل میرے پاس آئے اور ایک برتن کو لپیٹے ہوئے لائے جس میں حلوا تھا۔ میں اس حلوے کو ایسا مکروہ سمجھتا تھا گویا اس میں سانپ کا لعاب دہن ہے یا اس کی قے ملی ہوئی ہے میں نے ان سے کہا کہ یہ کسی میرے کام کا صلا اور بدلہ ہے یا زکوٰۃ ہے یا صدقہ ہے۔ اور یہ تمام ہم اہل بیت پر حرام ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ یہ نہ وہ بلکہ یہ ایک ہدیہ ہے۔ میں نے اس سے کہا اے عقیل! مردہ فرزند کی ماں تجھے مردہ دیکھے کیا تو میرے پاس اس لئے آیا ہے کہ از راہ دین و شریعت مجھے فریب دے۔ کیا تو مخبوط الحواس ہے؟ مجنون ہے؟ کیا تو بیہودہ گو ہے؟ قسم خدا کی اگر وہ ہفت اقلیم مجھے عطا کی جائیں جو آسمان کے نیچے ہیں اس لئے کہ میں ایک چیونٹی کے حق میں خدا کی نافرمانی کروں اس طرح کہ ایک جو کے چھلکے کو اس سے چھین لوں تو میں ہرگز یہ فعل نہ کروں گا بیشک تمہاری دنیا میری نگاہ میں اس چھلکے سے بھی کم ہے جو ایک چیونٹی کے منہ میں ہوتا ہے جسے وہ دانت کے کنارے سے کاٹ کر منہ میں رکھ لیتی ہے۔ علیؑ کو اس نعمت سے کیا کام؟ جو فنا ہونے والی ہے۔ اس لذت سے کیا غرض جو باقی نہیں رہے گی۔ ہم لغزشوں کی برائی اور عقل کی بے ہوشی سے خدا سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور اسی سے مدد کے طالب ہوتے ہیں۔

دعائے جناب امیر علیہ السلام

اللھم من وجھی بالیسار ۞ ولا تبدل وجھی بالاقتار ترجمہ بار الہا! میری آبرو کو تونگری کے ساتھ محفوظ رکھ ۞ اعتبار کے عوض تنگدستی عطا نہ فرما ۞ فاسترزق طالبی رزقک واستعطف شرار خلقک ترجمہ (مبادا) میں ان لوگوں سے رزق طلب کروں جو تجھ سے اپنی روزی کے طلبگار ہوتے ہیں۔ تیری بدترین مخلوق سے مہربانی کی خواہش کروں وابتلی بحمد من اعطانی ترجمہ (دنیا والوں میں سے) اس شخص کی تعریف اور حمد و ثنا میں مبتلا ہو جاؤں جو مجھے کچھ عطا کرے وافتتن بذم من منعنی ترجمہ اور اس شخص کی مذمت میں مشغول ہو جاؤں جو دست کرم کو مجھ سے روک لے وانت من وراء ذالک کلہ ۞ ولی العطاء والمنع ترجمہ حالانکہ ان سب کے پیچھے تو ہی مالک ہے چاہے عطا کرے چاہے نہ کرے انک علی کل شئی قدیر ترجمہ بیشک تجھے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

یہ دنیا ایک ایسا مکان ہے جسے بلاؤں نے گھیر رکھا ہے اور مکر و حیلہ کیساتھ مشہور و معروف ہے (اس کی بے وفائیاں مشہور ہیں) اس کے حالات ہمیشہ (ایک طریقہ پر) نہیں رہتے ۞ اس میں چلنے

والے صحیح وسالم رہ سکتے ہیں۔ اس دنیا کے حالات مختلف ہیں، اس کی دفعات متغیر ہیں۔ اس کا عیش ناپسندیدہ ہے، اور امان اس گھر میں معدوم ہے۔ اہل دنیا اس دنیا میں ایسے نشانے ہیں جنہیں ہدف بنا دیا گیا ہے وہ دنیا ان پر اپنے تیروں کی بوچھار کرتی ہے، اور اپنی موت کے ساتھ انہیں فنا کر دیتی ہے۔ بندگان خدا آگاہ ہو جاؤ۔ تم اس دنیا میں ایسے رستے پر کھڑے ہو جس پر سے تمہارے قبل بہت لوگ گزر گئے ہیں جن کی عمریں تم سے زیادہ طویل تھیں۔ ان کے مکانات تم سے زیادہ آباد تھے اور تمہاری بہ نسبت ان کی نشانیاں عدم سے بہت دور تھیں۔ پھر یکایک ان کی آوازوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ بالکل بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کی نخوتوں کی ہوائیں نتوتج سے علیحدہ تھیں۔ ان کے جسم بوسیدہ تھے۔ ان کے مکانات خالی پڑے تھے۔ اور ان کے آثار نشانیاں بالکل منہدم ہو چکے تھے۔ ان لوگوں نے اپنے بڑے بڑے مضبوط محلوں اور بچھے ہوئے نرم و نازک فرشوں کو پتھروں، پتھروں کی دیواروں، زمین سے چسپاں ہو جانے والی لحد والی اور ایسی قبروں سے بدل لیا جن کی عمر کی بنیاد خرابیوں پر رکھی گئی ہے اور جن کی بنیادیں خاک ہو جانے کیلئے باندھی گئی ہیں۔ ان قبروں کی جگہ قریب ہی ہے اور ان کا ساکن عالم غربت میں ایسے اہل محلے کے درمیان جانے والا ہے جو اس سے وحشت کرتے ہیں ان لوگوں سے ملاقات کرے گا جو کار دنیوی سے فارغ ہو کر کار آخرت میں مشغول ہیں وہ لوگ اپنے وطن میں ایک دوسرے سے صحبت کرنے کے خواہش مند نہیں۔ وہ ایک دوسرے سے ہمسایوں کی طرح مواصلت نہیں کرتے حالانکہ ان کے درمیان ہمسائگی کی نزدیکی اور مکانات کا قرب موجود ہے۔ یہ ایک دوسرے کی زیارت کس طرح کر سکیں۔ ان کے اعضا کو سینوں کی بوسیدگی نے پیس رکھا ہے۔ سخت سخت پتھروں اور مٹی نے ان کے جسموں کو کھا لیا ہے اور گویا تم بھی اسی حالت کی طرف پلٹ چکے ہو جس میں وہ لوگ موجود ہیں۔ اس خواب گاہ (قبر) کی عوض تمہیں بھی رہن کر لیا گیا ہے اور اس امانت گاہ نے تمہیں ایک جگہ جمع کر لیا ہے۔ اس وقت کیا حال ہوگا تمہارا جب تمہارے کام انجام کو پہنچ جائیں گے تمہیں تمہاری قبریں باہر نکال کر پھینک دیں گی۔ اس وقت ہر ایک نفس آزمایا جائے گا کہ کیا چیز اس نے اپنی آخرت کیلئے روانہ کر رکھی ہے اور پھر وہ نفس خداوند عالم کی طرف (حساب کے لئے) لوٹائے جائیں گے جو ان کا سچا حاکم اور مالک ہے پھر وہ چیزیں ان سے گم ہو جائیں گی ان کے کام نہ آئے گی جس کے سبب سے اپنے خدا پر افترا کرتے تھے۔

دعائے جناب امیر علیہ السلام

اللھم انت انس الآنسین باولیائک واحضرھم بالکفایۃ للمتوکلین علیک تشاھدھم فی سرائرھم وتطلع علیھم فی ضمائرھم وتعلم مبلغ بصائرھم۔ فاسرارھم لک مکشوفۃ وقلوبھم الیک ملھوفۃ ان اوحشتھم الغربۃ انسھم ذکرک وان صبت علیھم

المصائب لجاؤا الی الاستجارۃ بک علماً بان ازمۃ الامور بیدک. ومصادرها عن قضائک اللّٰهم ان فهمت عن مسئلتی او عمهت عن طلبتی فدلنی عن مصالحی وخذ بقلبی الی مراشدی. فلیس ذلک بنکر من هدایاتک ولا ببدع من کفایاتک. اللّٰهم احملنی علی عفوک ولا تحملنی علی عدلک ترجمہ پروردگارا! تو تمام انس رکھنے والوں سے زیادہ اپنے دوستوں سے مانوس ہے جو لوگ تجھ پر توکل کئے ہوئے ہیں تو ان کی کفایت کے لئے سب دوستوں سے پہلے موجود ہے. تو ان لوگوں کی پوشیدگیوں کا مشاہدہ کرتا ہے تو ان کے ضمیروں اور ان کی دلی باتوں سے واقف ہے. تو ان کی نگاہوں کی حدوں کو جانتا ہے، ان کے اسرار ان کے بھید تجھ پر ظاہر ہیں اور ان کے دلوں میں تیری ہی حسرت و تمنا ہے (اگر تیری) جدائی انہیں متوحش کر رہی ہے تو تیری یاد ان سے مانوس ہے اور اگر ان پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں تو وہ اس بات کا علم رکھتے ہوئے تیری ہی پناہ میں آتے ہیں کہ تمام کاموں کی مہار تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور ان کے صادر ہونے کی جگہ تیرے ہی حکم میں ہے. بار الہا! اگر میں اپنے سوال کرنے سے عاجز اور درماندہ ہو جاؤں یا اپنی حاجت کے سبب سے حیران ہو جاؤں تو مجھے میری مصلحتوں پر رہنمائی کر. میری ہدایتوں کی طرف میرے دل کو تھام لے. تیری یہ ہدایتیں کچھ عجیب نہیں ہیں، نہ تیرا کفایت کرنا کوئی نیا کام ہے، بار خدایا! مجھے اپنی معافی کے طریقے پر اٹھائے اپنی عدالت کے طریقے پر مجھے یاد نہ کر۔

کلام جناب امیر علیہ السّلام

حضرت ثانی کی تعریف میں بطور ایہام فرماتے ہیں " فلاں شخص کے شہروں کی آبادی خدا کے لئے ہو کہ اس شخص نے کجی اور ضلالت کی قیمت کی دکجی اور ضلالت فی الدین کو خرید لیا) ستون (ظلم کا معالجہ کیا (ضلافت اول کی بنا ڈالی) سنت اور طریقہ (غصب خلافت) کو قائم کیا. فتنہ و فساد کو اپنا جانشین کیا. ایسی حالت میں دنیا سے گیا کہ (اطاعت الہی سے) بالکل پاکدامن تھا (اطاعت شیطان میں) قلیل العیب تھا. نہایت ہی عمدہ اور بہتر فتنہ کے ساتھ دین میں پہنچا (یعنی خلافت اول ہے) اور نہایت ہی بد اور شریر فتنہ پر سبقت کی (یعنی خلافت ثالث ہے) اپنے ہوا و ہوس کی وجہ سے خدا کی اطاعت ادا کی اور اپنے حق کے سبب سے خدا سے اتقا کیا (نہ کہ محض للّٰہ متقی بنا) وہ دنیا سے کوچ کر گیا اور ایسے مختلف رستوں میں لوگوں کو چھوڑ گیا کہ جس میں گمراہ ہدایت پا سکتا ہے نہ کسی ہدایت یافتہ کو یقین کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔

کلام امام علیہ السّلام

اپنی خلافت کی بیعت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں. تم نے بیعت کے لئے میرا ہاتھ پھیلا دیا میں نے اسے کھینچ لیا. تم نے میرا ہاتھ کھینچا میں نے اس پر قبضہ کر لیا. پھر تم میرے گرد ہو کر اس طرح ایک

دوسرے کے مزاحم ہونے لگے جیسے کہ پیاسے اونٹ اپنی آب گاہوں پر وارد ہوکر ایک دوسرے کی مزاحمت کیا کرتے ہیں حتیٰ کہ میری نعلین کے تسمے ٹوٹ گئے۔ ردا میرے کاندھے سے گر پڑی ضعیف آدمی اس ہلچل میں پس گیا اور لوگوں کی خوشی کی اس بیعت میں یہ نوبت پہنچی کہ چھوٹے نوخوش وقت ہوئے۔ کبیر السن بیچارے بیعت کے لئے آتے آتے راہ میں گر پڑے۔ بیماروں نے اس بیعت کے مقام تک پہنچ کر رنج اٹھایا (ہلکان ہو گئے) اور اس بیعت کے لئے لڑکیوں تک نے اپنے گھونگھٹ الٹ دیئے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

بیشک خوف خدا درستی اور راستی کے دروازے کی کنجی ہے، آخرت کے لئے ایک ذخیرہ ہے۔ ہر ایک غلامی سے آزادی دینے والا اور ہر ایک ہلاکت سے رستگار کرنے والا ہے۔ اس تقوے اور اتقا کے سبب سے ہر ایک طلب کرنیوالا اپنے مطلوب پر فائز ہو جاتا ہے اور ہر ایک عذاب سے بھاگنے والا نجات پا جاتا ہے وہ طرح طرح کی بخششوں اور عجیب عجیب انعامات تک پہنچایا جاتا ہے پس تم عمل کرو کیونکہ عمل اوپر لے جایا کرتا ہے۔ توبہ کے ساتھ نفع اٹھایا جا سکتا ہے۔ دعا سنی جاتی ہے۔ ابھی انسان کی حالت آرام میں ہے (اسے اضطراب مرگ لاحق نہیں ہوا) اور (کرامٌ کاتبین کے) قلم جاری ہیں (وہ اس کے نامۂ اعمال کی تحریر سے فارغ نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ زندہ ہے لہذا جہاں تک نیکیاں کمائی جائیں کما لے) تم اعمال کی طرف جلدی کرو کہ مدت عمر سرنگوں ہے۔ مرض اعمال سے روکنے والے ہیں اور موت ابھی ابھی گرفتار کر کے لیجانے والی ہے۔ بیشک موت تمہارے لئے شکنندہ لذات ہے۔ تمہاری خواہشات کو مکدر کرنے والی ہے۔ تمہارے مقصود کو دور کرنے والی ہے۔ وہ زیارت کرنیوالی ہے مگر دوستی کے طریقے سے نہیں۔ وہ ایک قاہر ہے مگر مغلوب ہونے والی نہیں۔ ایک قاتل ہے جس سے خونبہا نہیں لیا جا سکتا۔ اس کی رسیوں نے تمہیں لٹکا رکھا ہے۔ اس کی مصیبتیں تمہیں پکڑے ہوئے ہیں۔ اس کے تیروں کے پیکان تمہاری طرف پھینکے گئے ہیں تمہارا قصد کر رہے ہیں۔ اس کا قہر تمہارے لئے شدید ہے۔ اس کی دشمنی لگاتار تم پر چلی آ رہی ہے تم سے اس کی دوری بہت ہی قلیل ہے۔ قریب ہی ہے کہ اس کے ابر خشم کی تاریکیاں۔ اس کے امراض کی آگ کے شعلے۔ اس کی شدتوں اور سختیوں کی ظلمتیں۔ اس کے عالم جانکنی کی بے ہوشیاں۔ اس کے روح کو باہر نکالنے کے آلام۔ اس کی گھیرنے والی تاریکی۔ اس کی بدطعمیاں تمہیں ڈھانک لیں۔ گویا وہ ناگہانی طریقہ سے تم پر آ پڑی۔ تمہارے رازداروں کو خاموش۔ تمہارے پکارنے والوں کو متفرق کر دیا۔ تمہارے آثار نشانات تمہارے آباد گھر بیکار اور ویران کر دیئے۔ تمہارے وارثوں کو برانگیختہ کیا کہ تمہاری میراث کو باہم تقسیم کر لیں اب یہ میراث ایسے خالص دوست کو ملی جو کسی طرح کار (تمہیں) نفع نہیں پہنچا سکتا۔ ایسے غمخوار عزیز کو پہنچی جو (رنج سے) دکھ درد کو روک نہیں سکتا۔ اور ایک دوسرے شماتت کرنے والے کے درمیان تقسیم ہو گئی جو تمہارے مرگ

ذرا بھی گریہ وزاری نہیں کرتا۔ اب کوشش اور تلاش۔ مہیا اور آمادہ ہو رہنا۔ توشے کی جگہ سے توشہ حاصل کرنا تمہارا فرض ہے۔ تمہیں دنیا اس طرح فریب نہ دیدے جیسے ان لوگوں کو فریب دے چکی ہے جو امم ماضیہ اور ازمنہ سابقہ میں تم سے پہلے موجود تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کا دودھ دوہ لیا تھا۔ اس کی عزتوں کو پہنچے ہوئے تھے۔ اس کے گنے ہوئے درہموں کو فانی اور انہوں نے اس کے سنتے لباس کو پرانا کر دیا تھا۔ اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ قبریں تو مسکن ہیں۔ مال جو کچھ باقی ہے وہ وارثوں کے لئے میراث ہے۔ نہ یہ پہچانتے ہیں کہ کون ہمارے پاس آیا۔ نہ کسی رونے والے کی طرف اعتنا کرتے ہیں۔ نہ کسی بلانے والے کی آواز کا جواب دیتے ہیں۔ تم دنیا سے حذر کرو۔ یہ بڑی مکارہ ہے یہ سخت فریب دینے والی ہے، دے دیتی ہے اور پھر چھین لیتی ہے۔ پہناتی ہے اور پھر اتروا لیتی ہے اس کی آسائشوں کو ہمیشگی نہیں۔ اس کا رنج و تعب منقضی نہیں ہوتا۔ نہ اس کمبخت کی بلائیں فروکشی اختیار کرتی ہیں۔ **زاہدوں کی صفت میں فرماتے ہیں۔** وہ گروہ ہیں تو دنیا والوں میں سے مگر اس دنیا کے اہل نہیں۔ وہ اس دنیا میں اس شخص کی طرح رہتے ہیں جو دنیا سے نہ ہو۔ دنیا سے کسی قسم کا علاقہ نہ رکھتا ہو۔ ننانے دنیا اور رجوع بآخرت جو کچھ ان کی نگاہوں کے سامنے موجود ہے۔ اسی کے ساتھ عمل کرتے ہیں۔ وہ موت جس سے بحسب طبیعت اجتناب کرتے ہیں۔ اسی کی طرف تعجیل اور شوق سے کام لیتے ہیں۔ ان کے بدن اہل آخرت کے درمیان متحرک ہیں۔ یہ لوگ اہل دنیا کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے اجسام کی موت کو نہایت بزرگ سمجھتے ہیں اور اپنے زندہ رہنے والے دلوں کا مر جانا بہت ہی عظیم سمجھتے ہیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

حضرت نے یہ خطبہ منزل ذی وقار میں جو بصرہ سے قریب ہے فرمایا۔ جبکہ حضرت بصرہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ اور واقدی نے اپنی کتاب "جمل" میں اس خطبہ کو درج کیا ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے اس چیز کو آشکارا کر دیا جس پر مامور ہوتے تھے۔ اپنے پروردگار کے پیغامات کو نہایت احسن طریقے سے پہنچایا۔ پس پروردگار عالم نے اسے ملتئم اور مندمل کر دیا جو آپ کے سبب سے شق اور آشکار ہوا تھا۔ آفاق کی نشانیاں جو کہ متفرق ہو رہی تھیں وہ آپ کے سبب سے جمع کر دیں۔ صاحبان ارحام اور مالکان حقوق عقل کے درمیان الفت پیدا کر دی جبکہ سخت اور شدید عداوت ان کے سینوں میں بھری ہوئی تھی۔ اور آگ بھڑکانے والے کینے دلوں میں موجود تھے۔

کلام امام علیہ السلام

عبد اللہ ابن زمعہ آپ کے شیعوں میں سے تھا۔ اس نے زمانہ خلافت میں آپ کچھ مال طلب کیا

تو آپ نے فرمایا یہ جو کچھ مال ہے نہ تو میرے لیے ہے نہ تیرے واسطے۔ سوائے اس کے یہ مسلمانوں کی غنیمت ہے اور کچھ نہیں۔ یہ ان کی کھینچی ہوئی شمشیریں ہیں۔ اگر تو میدان حرب میں ان کے شریک ہوتا تو ان کے ہی حصہ کے موافق تجھے بھی مل جاتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ لہذا ان کے ہاتھوں کا چنا ہوا میوہ اغیار کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا

کلام امام علیہ السلام

آگاہ ہو جاؤ کہ زبان اعضائے انسان کا ایک ٹکڑا ہے۔ جبکہ انسان ایک دوسرے موانعات اور مشاغل میں مصروف ہو تو گفتار اس زبان کی مساعدت نہیں کرتی اور جبکہ انسان صاحب وسعت خلق ہو تو کبھی نطق و بیان اسے مہلت نہیں دیتے اور ہم اہلبیت پیغمبر کلام کے بادشاہ ہیں۔ اس کے ریشے ہمیں میں داخل ہیں اس کے اصول و قواعد سے ہمیں واقف ہیں۔ اور اس کی میوہ دار شاخیں ہمیں پر سایہ افگن ہیں۔ تم خوب جان لو، خدا تم پر رحم کرے کہ واقعی تم ایسے زمانے میں موجود ہو جس میں سچی اور حقیقت آمیز بات کہنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ اور زبان راست گوئی سے کند ہے۔ ملازم حق ذلیل و خوار ہے۔ اس زمانے والے عصیان و گناہ کے گوشوں میں معتکف ہیں۔ گناہگاروں کے ساتھ تساہل کرنا (نہی عن المنکر کا خیال نہ کرنا) ان کے مصطلحات میں داخل ہے ان کے جوان بدخلق ہیں، ان کے بوڑھے گناہگار ہیں۔ ان کے عالم منافق ہیں۔ ان کے قاری اور طالب علم خالص دل سے تحصیل علم نہیں کرتے بلکہ ان کی تحصیل میں ریاکاریاں مخلوط ہیں۔ ان کے خورد اپنے بزرگوں کی تعظیم نہیں کرتے۔ نہ ان میں کا مالدار ان کے فقیر کو راہ خدا میں کچھ کھانے کے لیے دیتا ہے۔

کلام امام علیہ السلام

ذعلب یمانی نے احمد ابن قتیبہ سے اس نے عبداللہ ابن یزید سے اس نے مالک بن وحیہ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ جناب امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر تھے لوگوں کے اختلافات کا آپ کے سامنے ذکر ہوا تو فرمایا: "بیشک یہی بات ہے کہ اختلاف طینت و سرشت کے اسباب نے ان میں تفرقہ اندازی کی اور یہ اس طرح سے کہ یہ لوگ اصل طینت میں شورزار، شکرزار، ناہموار اور ہموار زمینوں کی مٹی کا ایک مخلوط قطعہ تھے۔ پس اب یہ اپنی مٹی کے قرب پر ایک دوسرے کے نزدیک ہوتے ہیں۔ اور اسی مٹی کے اختلاف کی مقدار پر ایک دوسرے سے دور رہتے ہیں۔ اب بہت سے لوگ ایسے بھی پائے جائینگے جو حسین و خوبصورت ہیں مگر بے وقوف ہیں۔ طویل القامت ہیں مگر پست ہمت۔ اعمال پاک و پاکیزہ ہیں لیکن قبیح المنظر ہیں۔ جسم و جثہ تو یوں ہی سا ہے مگر آزمائش کے لحاظ سے بہت دور ہیں (امتحان کی سختیاں نہایت استقلال سے برداشت کرتے ہیں) از روئے طبیعت مشہور و معروف ہیں۔ انکی طبیعت

لوگوں کو پسند ہے مگر ان کا تصنع لوگوں کو برا معلوم ہوتا ہے۔ پریشان قلب ہیں، پریشاں حواس ہیں طلیق اللساں ہیں۔ تیز دل (تیز طبیعت) ہیں۔"

کلام امام علیہ السّلام

جب آپ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کو غسل دے کر کفنانے لگے تو فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کی وفات سے نبوت۔ وحی آسمان کی خبریں منقطع ہوگئیں۔ جو آپ کے غیر کے مرنے سے نہ ہوتی تھیں۔ آپ مصیبت پہنچانے کے لئے مخصوص ہوئے حتیٰ کہ اپنے غیر کی مصیبت سے ہمیں مطمئن کر دیا (آپ کی وفات سے جو مصیبت ہم پر پڑی ہے دوسرے کی موت میں یہ رنج و اندوہ کہاں) آپ کی مصیبت ایک عام مصیبت ہے۔ حتیٰ کہ لوگ آپ کی مصیبت سے یکساں دلگیر ہو رہے ہیں اور اگر آپ صبر کا حکم نہ دیتے۔ جزع فزع سے منع نہ فرماتے تو ہم اس مصیبت پر مجرائے اشک کا پانی انتہا کو پہنچا دیتے (آنکھ اور دماغ کی تمام رطوبتیں قربان کر دیتے) اس مصیبت کا رنج دائمی تھا۔ اس کا اندوہ ہمیشہ رہنے والا تھا۔ گو یہ دائمی رنج و اندوہ بھی آپ کی اس مصیبت پر تھوڑا تھا لیکن موت ایک ایسی چیز ہے جسے رد نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے دفع کرنے کی استطاعت نہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اپنے پروردگار کے سامنے ہمارا بھی ذکر کرنا۔ ہمیں اپنے دل میں رکھنا فراموش نہ کر دینا۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

حمد و تعریف اسی خدا کے لئے مختص ہیں کہ حواس خمسہ جس کا ادراک نہیں کر سکتے اور نہ مکانات اس پر حاوی ہو سکتے ہیں۔ آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں۔ جہالت کے پردے اسے پوشیدہ نہیں کر سکتے وہ اپنے قدم پر اپنی خلقت کے حدوث کے سبب سے دلالت کر رہا ہے۔ حدوث خلقت کے باعث اپنے وجود کے لئے ایک زبردست دلیل ہے اور مخلوقات کے آپس میں مشابہت اور مجانست رکھنے سے اس بات کو دکھا دیا ہے کہ ہمارا کوئی مشابہ نہیں۔ وہ خدا جو اپنے وعدوں میں سچا ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے سے بلند مرتبہ ہے۔ اس کی یہ شان نہیں کہ ضعیف بندوں پر ظلم کرے۔ وہ انصاف کے ساتھ اپنی خلقت میں قائم ہے وہ ان کے احکامات میں عدل سے کام لیتا ہے۔ اس لئے حدوث اشیا کو اپنی ازلیت کے لئے دلیل بنا دیا۔ ان اشیا کی عاجزی اور ضعف کے سبب سے انہیں داغ دینے (فنا کر دینے) کو اپنی قدرت کے لئے ایک شاہد کھڑا کر دیا۔ ایک اضطراری کیفیت جو اشیا کو فنا کی طرف لے جا رہی ہے۔ اسی کیفیت کو اپنی ہمیشگی کے لئے ایک برہان قائم کر دیا۔ وہ واحد ہے مگر وحدت عددی کے ساتھ نہیں (کیونکہ جو شے وحدت عددی کے سبب سے واحد ہوا کرتی ہے

وہ کثیر بالذات اور واحد بالاعتبار ہوتی ہے) وہ دائم اور ہمیشہ ہے مگر زمانہ کی ادامت کے ساتھ نہیں
(کیونکہ زمانہ ممکن الفنا ہے اور وہ واجب البقا وہ دوام حقیقی ذاتی کے سبب سے دائم ہے نہ کہ دوام
عارضی کی وجہ سے) وہ بغیر کسی چیز پر سہارا اور اعتماد کئے ہوئے قائم ہے عقلیں اس سے ملاقات
کرتی ہیں مگر مشاہدہ کے ساتھ نہیں۔ تمام وجودات کے آئینے اس کی شہادت دے رہے ہیں، مگر
رویت حقیقی کے ساتھ نہیں۔ اوہام وعقول اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ ان کے لئے وجودات
کے آئینوں میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اوہام وعقول سے اس کا ادراک ممتنع ہے اور خود انہیں کو ان پر
حاکم کر دیا ہے (اوہام وعقول اس کے ادراک کر لینے میں اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں) وہ خداوند
مطلق صاحب طول وعرض وعمق نہیں۔ تمام نہایات اس کی طرف کھنچتی ہیں تاکہ از روئے تجسیم عقلیں
اور وہم اسے بزرگ سمجھ لیں۔ اعتقاد کر لیں کہ وہ ایک بزرگ جسم یا ذات ہے نہ کہ صاحب اعضاء وجوارح
و دوست و پا۔ تمام غایات اس کی طرف منتہی ہوتی ہیں تاکہ از روئے تجدید (حدیث وجسمیت)
عقول واوہام اس کو ایک عظیم الشان ذات خیال کر لیں (یہ جسم نہیں جیسا کہ مخلوقات کا جسم ہے) بلکہ
یہ اعتقاد کر لیں کہ وہ مرتبہ کی رو سے نہایت عظیم ہے اور بلحاظ سلطنت و بادشاہی نہایت ہی بزرگ
ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں۔ اس کے برگزیدہ رسول ہیں اس کے
ایسے امین ہیں جس سے وہ ذات باری راضی اور خوشنود ہے ان پر اور ان کی آل پر خدا کا درود اور
سلام ہو۔ انہیں حجتوں کے ثبوت۔ غلبہ کے ظہور اور راہ خدا کے آشکار کرنے کے ساتھ بھیجا۔ آپ نے
اس کی رسالت کو پہنچایا۔ اسے آشکار کر دیا اور خلقت کو راہ حق کی ہدایت کر کے نجات کے رستے پر کھڑا
کر دیا۔ طریق نجات کو دریافت کرنے کے نشان اور روشنی کے منارے قائم کر دیئے (جو ائمہ ہدات و
اولیائے خدا ہیں) اصول اسلام کے پہاڑوں کو محکم اور مضبوط کر دیا۔ ایمان کے علقے مستحکم اور پائدار
کر دیئے **بعض جگہ اسی خطبہ میں اقسام حیوانات کی عجیب و غریب خلقت کا ذکر ہے**
اگر لوگ اس کی عظیم الشان قدرت اور بزرگ و برتر نعمت کو گہری نظر سے دیکھیں تو بے شک طریق
ہدایت کی طرف رجوع ہو جائیں۔ آتش سوزاں کے عذاب سے خوف کریں۔ لیکن افسوس کہ سب
بیمار ہیں اور بصیرتیں معذور ہیں۔ کیا وہ لوگ ایک چھوٹی سی مخلوق کی طرف نہیں دیکھتے کہ خداوند عالم نے
کس طرح اس کی پیدائش اور خلقت کو مضبوط کیا ہے۔ اس کی ترکیب کیونکر استوار کر دی ہے اس کے
لئے کان اور آنکھ پیدا کئے ہیں اور نہایت معتدلانہ طریقہ سے اس کے استخوان و پوست کو خلق فرمایا
ہے۔ وہ لوگ چیونٹی کے چھوٹے سے جثے اور اس کے اعضا کی پوشیدگی کی طرف نظر کریں تاکہ آنکھوں
کی نگاہ اور ادراک فکر سے انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ کیونکر اپنی زمین اور اپنے مکان پر حرکت کرتی
ہے کس طرح اپنے رزق پر گرتی ہے۔ دانۂ گندم کو اپنے سوراخ کی طرف لے جاتی ہے اور اپنے
مستقر

اور مقام میں اسے مہیا کر دیتی ہے۔ اپنی گرمیوں میں اپنے جاڑوں کے لئے اور اپنے مکان میں سفر سے مراجعت کر کے وارد ہونے کے واسطے ذخیرہ جمع کرتی ہے۔ وہ اپنے رزق کی مکفول ہے۔ اُسے اس کی حالت کے موافق روزی دی گئی ہے۔ وہ ذات منّان صاحب احسان اس سے غافل نہیں۔ وہ صاحب دیانت پروردگار اسے محروم نہیں کرتا خواہ وہ صاف اور خشک پتھر میں ہو یا نشیب دار پتھروں میں۔ اگر تو اس کی خوراک کے رستوں پر غور کرے۔ ان کے نشیب و فراز کو دیکھے اس کی اندرونی پسلیوں پر نگاہ ڈالے۔ سر میں قائم ہونے والی آنکھوں اور کانوں کو ملاحظہ کرے تو بیشک تو حکم لگاوے گا کہ اس کی خلقت عجیب و غریب ہے اور تو اس کی توصیف کرنے میں رنج و تعب سے ملاقات کرے گا۔ تیری عقل حیران ہو جائے گی پس بلند و برتر ہے وہ ذات جس نے اسے اس کے قوائم (پاؤں) پر قائم کیا۔ اس کے ستون بدن پر اس کی بنیاد قائم کی۔ اس کی پیدائش میں کوئی پیدا کرنے والا اس خالق اکبر کا شریک نہیں۔ نہ کسی صاحب قدرت نے اس کی خلقت میں اس قادر مطلق کی مدد کی ہے۔ اگر تو اپنے فکر کے رستوں میں سفر کرے حتیٰ کہ منتہائے فکر تک پہنچ جائے تو کوئی دلیل و برہان تجھے رہنمائی نہیں کرے گی مگر فقط اس بات پر کہ چیونٹی کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے جو خالق اشجار ہے۔ کیونکہ تمام اشیا کی تفصیل نہایت دقیق ہے اور تمام ذی روح کا اختلاف نہایت گہرا اختلاف ہے۔ چھوٹی۔ بڑی، بھاری، ہلکی، ضعیف و قوی جتنی بھی چیزیں ہیں سب کی پیدائش اس کے نزدیک برابر ہے۔ اور اسی چیونٹی کی پیدائش کی مانند خلقت آسمان و ہوا اور چلنے والی ہوا اور پانی کی ایجاد بھی ہے۔ چاند، سورج، روئیدگی، شجر، پانی، پتھر، دن و رات کے اختلافات۔ ان دریاؤں کی روانیاں۔ ان پہاڑوں کی کثرت۔ ان پہاڑوں کی چوٹیوں کے طولانی سلسلے۔ یہ زبانوں کی تفریق۔ یہ زبانوں کا اختلاف۔ تم ان چیزوں پر نظر تو ڈالو۔ اب ویل ہے اس شخص کے لئے جو ان کے معین اور مقدر کرنے والے کا انکار کرے۔ ان کے مدبّر کے وجود کا منکر ہو۔ وہ لوگ (منکرین اور دہریے) گمان کرتے ہیں کہ ان کی پیدائش روئیدگی کی مانند ہے۔ ان کا کوئی زراعت کرنے والا نہیں۔ نہ ان کی صورتوں کے اختلاف کے واسطے کوئی صنعت گر ہے۔ مگر جس چیز کا وہ دعوے کرتے ہیں، اس کی بابت کسی دلیل اور برہان کی طرف پناہ نہیں لے جاتے (پیش نہیں کرتے) نہ جس کو انہوں نے ذہن نشین کر لیا ہے اس کی تحقیق کرتے ہیں۔ کیا کوئی بنا بغیر بانی کے ہو سکتی ہے؟ یا فعل بغیر فاعل کے واقع ہو سکتا ہے؟ اب اگر تو چاہے تو ٹڈی کی خلقت پر غور کر۔ اس زمانہ کو یاد کر جبکہ اس کے لئے دو سُرخ آنکھیں اور دو سفید نورانی حدقۂ چشم پیدا کئے۔ اس کے لئے پوشیدہ کان تجویز ہوئے۔ اس کا منہ اس کی حالت کے مناسب کھول دیا۔ اسے حس قوی عطا کی۔ اس کے لئے دو دانت بنائے جن سے وہ روئیدگی کو کاٹتی ہے۔ دو پنجے بنائے جس سے وہ زراعت کو پکڑ لیتی ہے۔ زراعت

زراعت

کرنے والے اپنی زراعت میں اس سے خوف کرتے ہیں اور اس کے روک دینے کی قدرت اور استطاعت نہیں رکھتے خواہ اپنی تمام جمعیت کیوں نہ کھینچ لیں۔ مگر یہ تو اچھلتی کودتی ہوئی کھیت پر آہی گرتی ہے اور اس سے اپنی بھوک اور خواہشات کو دور کر لیتی ہے حالانکہ اس کی خلقت اور تمام جثہ اگر دیکھو تو چھنگلیا کی برابر بھی نہیں پس صاحب برکت و خیر ہے وہ خدا جسے ہر شخص جو زمین و آسمان میں ہے طوعاً و کرہاً سجدہ کرتا ہے۔ رخسارے اور منہ اس کے سامنے عاجزی کی خاک پر ملے جاتے ہیں۔ اس کی قدرت کو تسلیم کرنے اور اپنے ضعف کا اقرار کرنے کے سبب سے اس کی اطاعت کرتے ہیں اس کے خوف اور بیم سے اس کی فرمانبرداری میں مشغول ہیں۔ مرغان ہوا اس کے حکم کے مسخر ہیں۔ اس نے ان کے ایک ایک بال و پر کا احصا اور ایک ایک سانس کا شمار کر لیا ہے۔ ان کے پاؤں کو خشکی اور تری میں ثابت اور قائم رکھا ہے (وہ خاک و آب پر برابر چلتے پھرتے ہیں) ان کی روزی معین فرما دی ہے۔ ان کی جنسوں کا احاطہ کر لیا ہے کہ یہ کوا ہے یہ عقاب۔ یہ کبوتر ہے اور یہ شتر مرغ۔ اس نے ہر ایک جانور کو اس کے نام و نشان کے ساتھ بلایا (پیدا کیا) اس کے رزق کا کفیل ہوا۔ اس نے غلیظ اور دبیز بادلوں کو پیدا کیا۔ ان کی بارشوں کو متواتر برسایا۔ ہر ایک جگہ کے واسطے اس بارش میں سے حصہ مقرر کیا۔ زمین کو تر و تازہ کر دیا جبکہ وہ بالکل خشک اور بنجر پڑی تھی۔ نباتات کو اگایا جبکہ وہ بالکل نابود و ناپید ہو چکی تھی۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

توحید کے اسرار جیسے اس خطبہ میں حضرت نے بیان فرمائے ہیں کسی خطبہ میں بیان نہیں فرمائے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ترجمہ میں ذرا زیادہ تشریح سے کام لیا جائے۔

جس شخص نے اسے کیفیات سے مکیّف سمجھا اس نے اسے واحد و یگانہ تسلیم نہیں کیا۔ یعنی اس کی صفات کو زائد عن الذات کہنے والا عقیدہ توحید سے بالکل خارج ہے۔ مثلاً اسے موجود اور عالم کہیں بایں معنے کہ وہ ایک ذات ہے جو علم اور وجود سے متصف ہے۔ جیسا کہ ہم کسی انسان کو کہہ دیں کہ وہ موجود اور عالم ہے اس کی ذات جو انسانیت ہے صفت وجود و علم سے متصف ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہوں گے کہ وہ صرف موجود اور عالم ہے اور وجود و علم اس کی عین ذات ہے۔ یا مثلاً ایک وحدت اور تنہائی کی صفت ہے جو کثرت کے مقابل ہے۔ اب اگر کسی شخص کو واحد کہیں تو ظاہر مراد یہی ہوگی کہ وہ کثیر نہیں۔ نہ یہ کہ اس کی ذات سب سے علیحدہ ہے تو اب اگر خداوند تعالے کو بھی ایسا ہی سمجھا جائے۔ یہ تمام صفات ثبوتیہ اس کی ذات سے منفک خیال کی جائیں تو ایسی فہم و فراست کا انسان کیونکر اسے واحد اور یگانہ تسلیم کر سکتا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ یہ تمام صفات وحدت

وجود و علم وغیرہ سب عین ذات ہیں۔ اگر اس کی ذات ان صفات سے جدا اور علیحدہ چیز ہو تو پھر
یہی عقیدہ توحید میں نقص بلکہ شرک نظر آئے گا۔ چنانچہ پہلے خطبہ میں بھی حضرت فرما چکے ہیں کہ جس شخص
نے اوصاف زائدہ کے ساتھ پروردگار کی توصیف کی اس نے اس کے لئے ایک دوسرا ہمسر پیدا
کر دیا اور ایسا شخص یقیناً دوئی کا قائل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس واجب الوجود کی صفات کمالیہ
زائد نہیں جیسا کہ ممکن الوجود (انسان) کی صفتیں بالبداہتہ زائد ہیں۔ معمولی بات ہے۔ یوں سمجھ لو کہ
انسان جب پیدا ہوا تو بالکل ایک مضغہ گوشت تھا اسے تمیز کس بات کی تھی۔ لکھنا پڑھنا۔ علوم و
فنون اسے رفتہ رفتہ ہی حاصل ہوتے۔ پھر کیا ہم خداوند عالم کو بھی ایسا ہی سمجھ لیں۔ نہیں۔ یہ نہیں
ہو سکتا۔ اگر ہم اسے اس ممکن الوجود کی مانند سمجھ لیں۔ اگر ہماری عقل کی کجی ایسا ہی سمجھنے پر مجبور کرے
تو پھر لامحالہ گویا اسے ممکن الزوال بھی سمجھ لیا گیا۔ حاشا ثم حاشا۔ جس شخص نے اسے مثال کے
ذریعہ سے پہچانا وہ اس کی حقیقت تک نہیں پہنچا۔ اس نے اس کی ذات کو شناخت نہیں کیا۔ کیونکہ
وہ فرد حقیقی ہے۔ اس کے ماسوا جتنی مخلوق ہے وہ سب کی سب زوج (جوڑا) ہے لہذا زوج
کبھی فرد کے لئے مثال نہیں بن سکتا۔ نہ فرد حقیقی دو ہو سکتا ہے۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ ایک دو
ہو جائے اور یہ محال ہے۔ جس شخص نے اس کو اس کے غیر کے مشابہ کر کے پہچانا اس نے ہرگز اس
کی شناخت کا قصد نہیں کیا کیونکہ اس کا غیر جو کچھ بھی ہے وہ ممکن الوجود ہے اور اس کی ذات
ہے واجب الوجود۔ پھر واجب کی ممکن سے مشابہت کیا اور بے شک جو چیز ممکن سے مشابہ ہوگی
وہ ممکن ہی ہوگی۔ جس شخص نے اس کی طرف حس یا عقل کے ساتھ اشارہ کیا اس نے اس کی ذات
کا ارادہ اور قصد نہیں کیا۔ اسے بالکل نہیں پہچانا۔ کیونکہ قوت احساس کا مشارٌ الیہ جسم کے سوا دوسری
چیز نہیں ہو سکتا۔ اور عقل کے مشارٌ الیہ کے لئے بھی کوئی نہ کوئی ہیئت ہونی چاہئے۔ اور جسم و جسمانیات
اور ہیئات وغیرہ جو کچھ بھی ہیں سب مخلوق اور مصنوع ہیں پھر خالق مخلوق صانع مصنوع کیونکر
ہو سکتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ ان چیزوں کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کرنے والا اسے بھی مخلوق
اور مصنوع سمجھتا ہے اور یہ عقیدہ توحید کے بالکل منافی اور منجر بکفر ہے۔ ہر ایک شے جو اپنی
ذات اور حقیقت کے ساتھ معلوم اور معروف ہے وہ مصنوع ہے کیونکہ وہی شے اپنی حقیقت
کے سبب سے معلوم ہو سکتی ہے جو صاحب ماہیت ہو جو اس کے خلاف ہے وہ خالص نورانیت
اور شدت ظہور کی وجہ سے معروف و معلوم بحقیقت نہیں ہو سکتا۔ اس کے سوا جو کوئی بھی قائم ہے
وہ معلول ہے۔ اس کی بنیاد کسی نہ کسی علت پر ضرور ہے کیونکہ وہ ممکن ہے اور ممکن اپنی ہستی اور
نیستی میں علت کا محتاج ہے لہذا بغیر علت کے جو چیز قائم ہے وہ اسی کی ذات ہے۔ وہ فاعل
مستقل ہے۔ کسی آلہ کی تحریک کا محتاج نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ وہ اپنی فاعلیت اور موجدیت

میں پورا نہ ہو بلکہ ناقص ہو۔ نہیں نہیں وہ ہر جہت سے کامل ہے بلکہ تمام مخلوق اس کی محتاج ہے اور اس کے حکم کی محکوم ہے۔ وہ ہر ایک چیز کے لئے ایک مقدار مقرر کرنے والا ہے۔ مگر اس میں اسے کسی قسم کا فکر اور خلجان خاطر لاحق نہیں ہوتا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ اس کا علم محیط اور اس کی قدرت نفوذ کرنے والی نہ ہو۔ وہ بغیر کسی قسم کا فائدہ حاصل کئے تونگر اور غنی ہے۔ زمانوں میں سے کوئی زمانہ اس کا مصاحب نہیں کیونکہ تمام زمانہ مع ما فیہا معلول ہیں اور اس سے موخّر ہیں۔ پھر کیونکر اس کے مصاحب ہو سکتے ہیں آلات اور قویٰ نے (دربارۂ ایجاد خلق) اس کی اعانت نہیں کی۔ کیونکہ جو ذات عین غنی ہو وہ کسی کی محتاج کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس کی ہستی تمام زمانوں سے سابق اور اول ہے۔ عالم امکان کے امتداد و زمانہ نے اس کا احاطہ نہیں کیا۔ کیونکہ یہ زمانہ متناہی اور منتہی ہے اور اس کی ذات ہے غیر متناہی اور ہر ایک چیز کو گھیر لینے والی۔ پھر متناہی غیر متناہی اور محاط محیط کا احاطہ کیونکر کر سکتا ہے۔ اس کا وجود اس کی ہستی نیستی سے مقدم ہے۔ یعنی کسی طریقہ سے بھی اس پر عدم کی حالت طاری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایک وجود محض میں نیستی کو کسی قسم کا دخل نہیں ہو سکتا۔ اس کی ازلیت اور ہمیشگی ابتدا پر مقدم ہے۔ اس کی ازلیت میں ابتدا کو کچھ دخل نہیں۔ کیونکہ ازلیت کے معنی یہی ہیں کہ جس کی ابتدا نہ ہو۔ اب گویا ابتدائیت اور ازلیت دو نقیض ہیں۔ پھر اجتماع نقیضین کیونکر ہو سکتا ہے اس نے جو قوائے مدرکہ پیدا کئے ہیں اس ایجاد سے معلوم ہو گیا کہ آلات ادراکیہ اس کے واسطے نہیں۔ وہ انسانوں جیسے قوائے مدرکہ نہیں رکھتا کیونکہ معلول کی حقیقت میں سے اگر کوئی حقیقت علت میں پائی جائے تو تقدم شے علیٰ نفسہ لازم آتا ہے۔ اس نے اشیا کے درمیان میں ایک صفت ضدیت پیدا کی ہے۔ اکثر اشیاء ایک دوسرے کی ضد ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات میں یہ صفت نہیں۔ ورنہ بدلیل اول یہاں بھی تقدم شے علیٰ نفسہ ہوا جاتا ہے۔ اس نے اشیا میں ایک صفت مقارنت پیدا کی ہے اکثر اشیا ایک دوسرے کے مقارن اور ہمسر ہیں۔ اس سے پہچانا گیا کہ اس کے واسطے کوئی قرین اور ہمسر نہیں۔ نور اور روشنی کو تاریکی کی۔ واضح ہونے کو مبہم اور مشتبہ ہونے کی خشکی کو تری کی۔ گرمی کو سردی کی ضد مقرر فرمایا۔ وہ اپنی قدرت کاملہ سے امور متضاد کو مرکب کرنے والا ہے جیسا کہ چار عناصر متضادہ۔ آگ۔ ہوا۔ پانی۔ مٹی کو خلعت ترکیب پہنا کر موالید ثلاثہ حیوانات و جمادات و نباتات کو پیدا کر دیا۔ جو امور کہ ایک دوسرے سے بالکل متبائن اور الگ ہیں ان کو ایک دوسرے سے مقارن اور قریب کر دیا۔ جیسا کہ نفس مجرد جسم مادی سے بالکل علیحدہ چیز ہے۔ کہاں لطافت کہاں کثافت مگر اس کی زبردست قدرت نے اسے حکم دیا ہے کہ اسی مادی بدن کے قریب رہے جو اشیاء ایک دوسرے سے دور ہیں ان میں قربت پیدا کر دی جیسے کہ پیری کو جوانی اور موت کو حیات کے ساتھ ملا دیا۔ جو چیزیں کہ آپس میں قریب اور نزدیک ہیں ان میں تفرقہ پیدا کر دیا جیسے کہ روح بدن سے خارج کر دی۔ صورت کو مادہ سے الگ کر دیا۔ وہ کسی حد کے ساتھ محدود نہیں۔ کیونکہ کسی حد کو قبول کرنا

یہ مادہ اور امکان کا خاصہ ہے اور وہ ذات باری بالکل منزہ ہے۔ وہ کسی عدد کے ساتھ محسوب نہیں ہوتا۔ کیونکہ عدد میں ضمناً کثرت موجود ہے اور عدد واحد کہتے ہیں قلیل کو۔ اور اس کی وحدت ہے حقیقی اور غیر عددی اس میں کثرت کا شائبہ ہی نہیں۔ پھر کیونکر عدد کے ساتھ اس کا شمار ہو سکتا ہے آلات اور ادوات اور اکیہ جو کسی چیز کی حد (تعریف) بیان کر کے اسے معدود کرتے ہیں تو حقیقۃً وہ اسی مخلوق کو معدود کرتے ہیں جو ان کے مثل ہے۔ نہ کہ خالق کو اور آلات حسیہ اور عقلیہ کے ساتھ انہیں کے امثال کی طرف اشارہ ہوتا ہے نہ کہ خالق اکبر کی طرف۔ کیونکہ اس کی شان نہایت ارفع و اعلیٰ ہے کسی آلہ کے ساتھ اس کی طرف اشارہ نہیں کر سکتے اور نہ وہ کسی آلہ حسیہ اور عقلیہ کا مشار الیہ ہو سکتا ہے کلمات منذ و قد و لولا کا اطلاق خداوند عالم کی ذات پر صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس کی ازلیت۔ اس کے کمال اس کی قدامت نے ان کلمات کو اس کی ذات سے دور کر دیا ہے کیونکہ یہ کلمات حدوث و ابتداء نقصان پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اس کی ذات ان باتوں سے منزہ اور مبرا ہے۔ نہ وہ حادث ہے نہ اس کی کوئی ابتدا مقرر کی جا سکتی ہے، نہ اس میں کسی قسم کا نقصان آ سکتا ہے۔ وجود اشیا کے سبب سے صانع اشیا عقلوں پر ظاہر اور متجلی ہو گیا کیونکہ جمیع موجودات نور الٰہی کا مظہر ہیں۔ اور ان کا ظہور اسی ظاہر حقیقی کی مظہریت کے سبب سے ہوتا ہے جو صانع موجودات ہے اور ممتنع ہے کہ وہ ان اشیا کی آنکھوں سے دیکھا جائے کیونکہ وجودات کا ظرف اس صانع حقیقی کی تابش نور اور شدت ظہور کی وسعت نہیں رکھتا۔ نفس وجودات اشیا ظاہر حقیقی کے ظہور سے مانع ہے اور ہر ایک چیز اپنی طاقت۔ لحاظ اور وسعت کے موافق جلوۂ ظہور حق دکھاتی ہے۔ نہ کہ اس کی درخشندگی اور لمعانیت کے موافق۔ لہٰذا نور حق کما ہو حقہ اپنی شدت ظہور اور قصور موجودات کے سبب سے پوشیدہ ہے بلکہ نفس موجودات کے سوا کوئی اس کے لئے حجاب ہی نہیں۔ اور یہی وہ حجاب ہیں جو عرفا کی نگاہوں سے اٹھ جاتے ہیں (جیسا کہ جناب امام حسین علیہ السلام ایک دعا میں فرماتے ہیں انت الذی تعرفت الیّ فی کل شیءٍ فرائیتک ظاہرا فی کل شیءٍ۔ تو وہ ہے کہ تو نے ہر ایک شے میں مجھے اپنے وجود کی معرفت حاصل کرا دی۔ اور میں نے تجھے ہر ایک شے میں ظاہر دیکھ لیا) نہ اس پر سکون جاری ہوتا ہے۔ نہ حرکت۔ اور کیونکر وہ چیز اس پر جاری ہو جائے جسے اس نے اپنی مخلوقات میں جاری کیا ہے۔ کس طرح وہ چیز خاص اس کی ذات میں عود کر سکتی ہے جسے اس نے پیدا کیا ہے۔ اور کس قاعدے سے وہ شے اس کی ذات میں پیدا ہو سکتی ہے جسے اس نے پیدا کیا۔ کیونکہ اگر وہ متحرک ہو اور حرکت کہتے ہیں قوت سے فعل کی طرف تدریجاً خارج ہونے کو۔ تو لازم آتا ہے کہ اس کی ذات متفاوت ہو کیونکہ وہ حرکت جس کے معنی بیان کر دیتے ہیں اگر اسے لاحق ہو گی تو یا تو نقصان سے کمال کی طرف خروج ہو گا یا بالعکس کمال سے نقصان کی طرف اور کمال اس کی عین ذات ہے۔ پس بہر دو تقدیر

اس کی ذات میں تغیر و تفاوت لازم آتا ہے۔ اور یہ دونوں باتیں ذات واجب کے لئے بالبداہۃ محال ہیں۔ نیز حرکت سے یہ بھی لازم آئے گا کہ اس کی ذات کی حقیقت کا تجزیہ ہو جائے۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو سکے۔ اس لئے کہ حرکت بالفعل و بالقوۃ سے مرکب ہوگا۔ اور ہر مرکب صاحب اجزا ہے اس کا تجزیہ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ براہ عقل ہی ہو۔ اور پھر وہ ممکنات کی صف میں آ جاتا ہے۔ نیز اگر اس کی ذات پر حرکت طاری ہو تو پھر لازم ہے کہ اس کی حقیقت اور کنہ ازلی نہ ہو۔ کیونکہ جو شے متغیر بالذات ہے وہ ضرور حادث بالذات ہے اور جو شے ذاتاً حادث ہو وہ ازلی بالذات کیونکر ہو سکتی ہے۔ اگر حرکت اس کے واسطے تسلیم کی جائے تو لازم ہے کہ اس کے لئے موخر (مبداء) بھی ہو جبکہ اس کے لئے مقدم موجود ہے۔ اسے یوں سمجھئے کہ مثلاً انسان کسی مکان کی طرف جا رہا ہے تو یہ مقصود بہرحال اس کے سامنے موجود ہے۔ اب لازمی بات ہے کہ وہ کسی جگہ سے ضرور چلا ہوگا اور وہ بہرحال اس کے پس پشت ہوگی۔ اور یہی جگہ اس کا مبداء ہے۔ یعنی اسی مقام سے اس کی حرکت کی ابتدا ہوتی ہے۔ اب یہ معلوم ہوا کہ متحرک کے لئے مقصود کا سامنے ہونا لازم ہے تو پھر ایسا ہی پروردگار کو بھی سمجھئے۔ اور جب اس کے سامنے کوئی چیز ہوتی جس کی طرف وہ حرکت کر رہا ہے تو پھر اس کے پیچھے بھی کوئی چیز ہوگی۔ یہی مبداء ہے۔ اور اس ذات باری کے لئے کوئی مبداء نہیں۔ لہٰذا حرکت اس کی ذات میں جاری نہیں ہو سکتی۔ نیز حرکت اگر اس پر طاری ہو تو بے شک اس کی ذات میں نقصان لازم آئے اور ساتھ ہی یہ بات بھی کہ وہ اپنے تمام ہونے اور تکمیل کو طلب کرے۔ کیونکہ جب وہ قوت سے فعل کی طرف خارج ہو رہا ہے یعنی متحرک ہے اور یہ قوت ذات اور صفات میں ایک قسم کا نقصان ہے تو لازم آتا ہے کہ وہ بھی ناقص ہو۔ اور ہر ناقص بالذات اپنی تمامیت اور اپنے متمم کا طالب ہوتا ہے اور باری تعالےٰ کے لئے یہ امر محال ہے کیونکہ وہ ہر جہت سے کامل ہے۔ اور کامل کی تکمیل تصور میں بھی نہیں آتی۔ اب یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ جب وہ اپنی تکمیل کا طالب ہوا کیونکہ حرکت کی وجہ سے اس میں نقصان ثابت ہو چکا ہے تو بیشک مصنوعات کی نشانیاں اس میں قائم ہو جائیں گی اور جب اس میں مصنوعات کی نشانیاں پائی گئیں تو پھر یہ بھی اور مخلوقات اور مصنوعات کی طرح صانع عالم کے لئے دلیل ہوگا بعد اس بات کے کہ صنعت عالم پر مدلول ہو چکا ہے۔ عالم کی صناعیاں اس کی ذات کے لئے دلیل ہو چکی ہیں۔ نیز اگر وہ متحرک ہو تو پھر لازم ہے کہ وہ دلائل و براہین جو اس بات سے منع کر رہی ہیں کہ جو چیز اس کے غیر ممکنات میں اثر کرتی ہے وہ اس کی ذات میں موثر نہ ہو۔ پھر یہ ان دلائل و براہین سے خارج ہو جائے گا۔ لازمی بات ہوگی کہ اسے بھی اثر قبول کرنے والا اور مصنوع سمجھا جائے جو ممکن الوجود کی شان ہے۔ حالانکہ وہ واجب الوجود ہے۔ کوئی چیز اس میں اپنی تاثیر نہیں دکھا سکتی۔ اب یہ

بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ متحرک کا حرکت سے باز رہنا اسی کا نام سکون ہے۔ پھر جب اس ذات باری تعالےٰ میں حرکت ہی محال ہے تو سکون تو بداہتہً محال ہوگا۔ وہ ایسا خدا ہے کہ کبھی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ تغیر و تبدل ممکن الوجود کی شان ہے۔ وہ ہرگز فانی نہیں۔ اس لیئے کہ وہ عین ہستی ہے۔ اور ہستی حقیقی نیست نہیں ہوا کرتی۔ اور مخلوقات سے غیبت اختیار کرنا اس کے لیئے جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ان کی ہستی کا نگہبان ہے۔ اگر مخلوقات سے غائب ہو جائے تو پھر وہ باقی ہی کہاں رہ سکتی ہے۔ نہ تو اس نے کوئی بیٹا پیدا کیا کہ خود مولود اور معلوم ہو جائے۔ کیونکہ ہر ایک باپ بیشک صاحب جزو مادی و مرکب و مصنوع و معلول ہوتا ہے۔ نہ کسی سے پیدا ہوا ہے کہ محدود اور متناہی فی الوجود ہو جائے اور وجود کے لیئے ابتدا ظاہر ہو کیونکہ ہر ایک مولود حادث ہے اس کا وجود وجود والد پر منتہی ہوا کرتا ہے بیٹوں کے پیدا کرنے (والد ہونے) سے اس کی ذات بہت بزرگ ہے۔ عورتوں کو چھونے اور ان سے لذت حاصل کرنے سے وہ بالکل پاک پاکیزہ ہے۔ کیونکہ تناسل اور عورتوں سے مقاربت یہ اس کی ادنےٰ مخلوقات (حیوانات) کے خواص ہیں۔ اور خالق عالم کسی طرح مخلوق کے اوصاف سے متصف نہیں ہو سکتا۔ وہم اور عقل اس تک رسائی حاصل نہیں کر سکتی کہ اسے وجود وہمی اور عقلی کے ساتھ موجود اور محدود کر سکیں۔ قواے باطنی اس کا تصور نہیں کر سکتے جو اس کی کوئی تصویر کھینچ سکیں۔ حواس ظاہری اس کا ادراک نہیں کر سکتے جو اسے وجود حسی مثالی میں قائم کر دیں۔ ہاتھوں کی چھونے والی قوت اس کا احساس نہیں کر سکتی جو اسے مس کرے۔ وہ کسی حالت کے عارض ہو جانے کے سبب سے متغیر نہیں ہوتا کیونکہ حالات مختلفہ کا عارض ہونا ممکن الوجود (مخلوق) کی شان ہے۔ وہ احوال و اوصاف میں مبدل نہیں ہوتا۔ اس کی حالتیں اور صفات بدلتی نہیں۔ وہ ہمیشہ ایک حالت پر رہتا ہے۔ دن اور رات کی گردشیں اُسے کہنہ نہیں کر سکتیں۔ نہ روشنی اور ظلمت اسے متغیر کر سکتی ہے۔ وہ اجزا و جوارح و اعضا میں سے کسی شے کے ساتھ وصف نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ان چیزوں کے ساتھ متصف ہونا عجز اور احتیاج کی دلیل ہے اور وہ خلاق عالم کسی شے کا محتاج نہیں۔ وہ اعراض میں سے کسی عرض کے ساتھ موصوف نہیں اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں غیر چیز اور فلاں بعض اجزا اس کے شامل حال ہیں۔ کوئی حد کوئی نہایت۔ کوئی انقطاع اور کوئی غایت اس کے لیئے بیان نہیں کیجا سکتی نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں اس پر حاوی ہے۔ اسے بلند یا پست کئے ہوتے ہے۔ کیونکہ وہ ہر ایک وجود پر حاوی اور محیط علی الاطلاق ہے۔ پھر کسی چیز کا محوی اور محاط نہیں ہو سکتا۔ نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ فلاں چیز اسے اٹھائے ہوتے ہے۔ اسے فلاں طرف مائل (کج) کر رہی ہے۔ یا اسے سیدھا کر رہی ہے۔ وہ کسی چیز میں داخل نہیں۔ جیسا کہ صورت ہیولے میں عرض جوہر میں روح بدن میں۔ زندگی حیوان میں یا جسم مکان اور زمانہ میں داخل ہے۔ بلکہ وہ اس طرح داخل ہے جیسے معنی بیان میں

نہ وہ کسی چیز سے خارج ہے کیونکہ وہ ہر ایک وجود کا قائم کرنے والا ہے۔ اس کی قدرت کاملہ اس مخلوق کو تھامے ہوئے ہے۔ وہ بغیر زبان اور لہوات[1] کے خبر دیتا ہے یعنی کلام کرتا ہے۔ وہ بغیر ہوا کو شگافتہ[2] کرنے اور آلات سماعت (کان) کے سنتا ہے کیونکہ اسے کسی آلہ کی احتیاج نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ احتیاج ممکن الوجود کی شان ہے۔ وہ کلام کرتا ہے مگر چند محدود الفاظ کے ساتھ نہیں۔ وہ خالق الفاظ ہے۔ وہ تمام اقوال و اعمال کا اپنے عین علم کی رو سے یاد رکھنے والا ہے۔ اسے قوت حافظہ کی مدد سے یاد رکھنے کی حاجت نہیں۔ وہ ارادہ کرتا ہے اور اسے خاطر میں نہیں لاتا۔ سوچتا نہیں۔ وہ بغیر رقت اور نرمی قلب کے بندے کو دوست رکھتا ہے اس سے خوشنود ہوتا ہے اور بغیر دلی رنجش کے اسے دشمن سمجھتا ہے اس پر غضب ناک ہوتا ہے کیونکہ رنجش اور نرمی دل مادّے کے خواص ہیں اور خداوند عالم اس سے بالکل مبرا ہے بلکہ اس کی توفیق و ثواب و رضوان کو ہی رضا و محبت سے تعبیر کرتے ہیں اور عذاب و عقاب و جہنم اس کے بغض اور غضب سے عبارت ہے۔ وہ جس چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے "کن" "ہو جا" وہ ہو جاتی ہے۔ یہ لفظ کن نہ تو ایسی آواز کے ساتھ ہوتا ہے جو ہوا کو شگافتہ کرے نہ کوئی ایسی صدا ہے جو سنی جائے۔ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کلام خدا اسی کی ایجاد ہے۔ اسی کا بنایا ہوا ہے۔ اسی لئے اسے قائم کیا ہے۔ یہ کلام اس ایجاد سے پہلے موجود نہ تھا۔ کیونکہ اگر یہ قدیم ہوتا تو بے شک دو خدا ماننے پڑتے اور یہ کہا جاتا کہ وہ (کلام) عدم سے وجود میں آیا۔ پس صفات محدثات اس کلام پر جاری ہیں۔ اس کے اور محدثات کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں۔ اور نہ اسے محدثات پر کچھ فضیلت ہے۔ اگر ایسا ہوتا صفات محدثات اس پر جاری نہ ہوتیں (تو بے شک اسے قدیم ماننا پڑتا۔ اس میں بھی ازلیت کا وجود تسلیم کرنا پڑتا۔ اور اس صورت میں صانع اور مصنوع بالکل مساوی اور برابر ہو جاتے (صانع کو مصنوع پر کسی قسم کی فضیلت حاصل نہ ہوتی) پیدا شدہ چیز پیدا کرنے والے کے ہمسر ہو جاتی (اور پھر دو خداؤں کا وجود تسلیم کرنا پڑتا) پس حق الامر یہی ہے کہ وہ ارادے کے بعد موجود ہوا ہے۔ حادث کی صفات اس میں بھی موجود ہیں۔ اس میں اور حادثات میں کسی قسم کا فرق نہیں۔ جیسے اور اشیاء خداوند عالم کی ایجاد ہیں ویسے ہی یہ بھی ہے۔ جس طرح وہ اور موجودات کا موجد اور مبدع ہے۔ ویسے ہی اس کا بھی ہے۔ کسی شخص کو یہ گمان نہ ہونا چاہیئے کہ یہ کلمہ کن جب نہ از قسم صوت ہے نہ از قبیل حرف اور ہے۔ اس کا کلام اور اس کی صفت اور موقوف علیہ ہے تمام ایجادات کا تو پھر چاہیئے کہ عین ذات اور قدیم ہو۔ یہ بات ہرگز نہیں۔ اس بات کے ماننے سے

---

[1] لہوات۔ لہاۃ کی جمع۔ وہ گوشت کا ٹکڑا جو تالو کے قریب لٹکا ہوا ہے۔ اردو میں جسے "کوا" کہتے ہیں۔

[2] آواز جو ہمارے کانوں میں پہنچتی ہے تموج ہوا اس کا سبب ہے۔ جب آدمی کے منہ سے کوئی لفظ نکلتا ہے تو اس کی ضرب سے ہوا میں تموج پیدا ہوتا ہے اور یہی تموج ان الفاظ کو سامع کے کانوں سے ٹکراتا ہے۔ ۱۲

دائرہ توحید سے خروج لازم آتا ہے۔ یہ اسی خالق کا مخلوق ہے اور اسی فاعل حقیقی کا مفعول۔ کیونکہ نیستی سے وجود میں آیا ہے۔ اس سے پہلے اس کا وجود نہ تھا اور یہی محدثات کی صفت ہے۔ اس نے خلقت کو بغیر کسی مثال کے پیدا کیا۔ اس کے سامنے کوئی ایسی مثال موجود نہ تھی جو اس کے غیر نے قائم کی ہو۔ اس نے اپنی خلقت میں کسی شخص سے اس مخلوقات کے پیدا کرنے میں مدد نہیں مانگی اس نے زمین کو پیدا کیا۔ اسے اپنے دست قدرت میں تھام لیا۔ اور یہ امر اس کے دوسرے اشغال کا مانع نہیں ہوا۔ اس زمین کو تہ اور بنیاد کے بغیر برقرار رکھا۔ بغیر پاؤں کے قائم کر دیا بغیر ستون کے سطح آب سے بلند کیا۔ کجی اور ٹیڑھے پن۔ ایک دوسرے پر گرنے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے سے اسے باز رکھا۔ اس کے پہاڑوں کو ثابت اور مستقیم کیا۔ اس کی دیواریں باندھ دیں۔ اس کے چشمے جاری کر دیئے۔ اس کی سیل گاہیں شگافتہ کر دیں۔ جس چیز کو اس نے پیدا کیا۔ اس کی پیدائش کے سبب سے وہ سُست نہیں ہوا۔ اسے کسی قسم کی تکان محسوس نہیں ہوئی اور جس چیز کو اس نے قوت دی اس کے سبب سے ضعیف نہیں ہو گیا۔ وہ خداوند برتر اپنی سلطنت اور بزرگی کے سبب سے ہر ایک چیز پر غالب ہے۔ اپنے علم و معرفت کی رو سے ہر ایک شے کے باطن میں نفوذ کئے ہوئے ہے۔ وہ اپنی عزت و جلال کے سبب سے کل مخلوقات پر مسلط اور بلند و برتر ہے۔ اپنی مخلوق میں سے جس شے کو وہ طلب کرے وہ شے اسے عاجز نہیں کر سکتی نہ اس کے حکم سے گردن پھرا سکتی ہے تاکہ اس پر غالب ہو جائے۔ کوئی شے اُسے فوت نہیں کر سکتی اس سے بھاگ نہیں سکتی تاکہ اس سے سابق ہو جائے وہ کسی صاحب مال سے روزی طلب کرنے کا محتاج نہیں۔ بلکہ اپنی قدرت کاملہ سے ہر ایک شے کو رزق پہنچاتا ہے۔ تمام اشیا اس کے سامنے سر نیاز جھکائے ہوئے ہیں۔ جمیع موجودات اس کی بزرگی اور عظمت کے سامنے ذلیل و خوار ہیں۔ کوئی شے اس کی سلطنت سے نکل کر اس کے غیر کی طرف فرار نہیں کر سکتی تاکہ اس کے نفع اور ضرر ثواب و عذاب سے اپنے نفس کو محفوظ رکھ سکے کوئی ہمسر نہیں جو اس کی ہمسری کرے۔ کوئی نظیر اور مثال نہیں جو اس کے مساوی ہو۔ وہ تمام مخلوقات کو ان کی ہستی کے بعد نیست اور فنا کرنے والا ہے۔ حتیٰ کہ جو موجود ہے وہ مفقود ہو جائے۔ ذرا بھی اس کی ہستی کا اثر باقی نہ رہے اور دنیا کی ایجاد و اختراع کے بعد اس کا فنا کر دینا کوئی تعجب آمیز اور عجیب و غریب بات نہیں۔ اور کیونکر عجیب و غریب ہو اگر تمام مخلوقات میں تمام پرندوں اور چرندوں کو اور جو بھی ان کی چراگاہوں میں ہوں یا مُردہ پڑے ہوں انہیں جمع کیا جائے ان کی مختلف اصلوں اور علیحدہ علیحدہ جنسوں کے اقسام حاضر کئے جائیں ان کے گروہ میں سے کند ذہن اور عقلمند سب اکٹھے ہوں اور سب کے سب مل جل کر ایک پشہ کو پیدا کرنا چاہیں تو کبھی اس کی خلقت پر قادر نہیں ہو سکتے۔ وہ کبھی نہ جان

سکیں گے کہ اس کی پیدائش کا کیا طریقہ ہے۔ اس کے علم میں ان کی عقلیں حیران ہو جائیں۔ ان کی قوتیں عاجز اور سرگرداں ہو کر رہ جائیں۔ وہ ذلت خستگی کی حالت میں اس امر کا اعتراف کرتی ہوئی باز رہ جائیں گی پلٹ جائیں گی کہ ہم مقہور و مغلوب ہیں۔ وہ اس کی ایجاد سے عجز کا اقرار اور اس کے فنا کر دینے پر اپنی مجبوری کا اظہار کریں گی۔ اور بے شک خداوند سبحانہٗ تعالےٰ دنیا کو فنا کر دینے کے بعد پھر اسی حالت تنہائی کی طرف عود کرے گا۔ کوئی چیز اس کے ساتھ نہ ہوگی جیسا کہ وہ خلقت دنیا سے پہلے تھا۔ ایسا ہی اس کی فنا کے بعد بھی ہو جائے گا۔ نہ وقت ہوگا، نہ مکان نہ کوئی مدت نہ زمانہ۔ کیونکہ فنا سے دنیا کے وقت مدتیں۔ اوقات۔ سال۔ ساعات۔ سب فنا اور معدوم ہو جائیں گے۔ سوائے اس واحد قہار کے کوئی چیز باقی نہ رہے گی جس کی طرف سب کی بازگشت ہے۔ جب اس نے مخلوقات کو خلق کیا تو اس مخلوق کو کسی قسم کا اختیار حاصل نہ تھا جو اس کے حکم کن سے سرکشی کرتی۔ اور علیٰ ہذا فنا کے وقت اسے روک دینے کی طاقت نہ ہوگی کیونکہ اگر وہ فنا کو روک دینے پر قادر ہوتی تو ہمیشہ باقی رہتی۔ جس قدر مخلوق اس نے پیدا کی ہے اس مقدار کی پیدائش نے اسے خستہ اور ماندہ نہیں کر دیا اس نے خلقت کو اپنی سلطنت کے استحکام اور اس کے زوال و نقصان کے خوف سے پیدا نہیں کیا۔ نہ کسی صاحب کثرت و شوکت دشمن کے مقابلے میں مدد مانگنے کے لئے نہ ہیجان میں آ جانے والے شریر دشمن سے محترز رہنے کیواسطے نہ اپنے ملک میں زیادتی کی خاطر۔ نہ کسی شریک سلطنت پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے۔ نہ اس وحشت و تنہائی کے سبب سے جس میں وہ موجود تھا تاکہ اس سے مانوس ہو جائے۔ ان وجوہات میں سے کسی وجہ سے اس نے خلقت کو پیدا نہیں کیا۔ بلکہ محض اپنے فیض و فضل و جود و کرم کے سبب سے اپنے کمالات کے اظہار کو اچھا سمجھا۔ پھر وہ اس مخلوق کی تکوین کے بعد اسے فنا کر دے گا۔ اس وجہ سے نہیں کہ ان کی حالتوں کی اصلاح اور ان کے امورات کی تدبیر کرتے کرتے دل تنگ ہو گیا ہے۔ نہ کسی راحت و آرام حاصل کرنے کے لئے۔ نہ اس لئے کہ اس میں سے کوئی شے اس پر گراں گذرتی ہے۔ نہ اس کی بقا کی طویل مدت نے اسے ملول کیا ہے۔ جس نے بہت جلد اسے اس کے فنا کر دینے پر متوجہ کیا ہو۔ لیکن سبحانہٗ و تعالےٰ نے اپنے لطف و کرم سے اس مخلوق کو تدریجاً اس کے مصالح و منافع تک پہنچا دیا۔ محض اپنے حکم سے اسے نیست ہونے سے محفوظ رکھا۔ ان کے آثار اور ثمرات کو اپنی قدرت و توانائی سے مستحکم اور استوار کر دیا۔ لہٰذا ان کے اعمال کا ثمرہ چکھانے کے لئے انہیں ان کی پہلی حالت کی طرف لے جائے گا۔ کیونکہ دوسرے عالم کی حیات ممکن ہی نہیں جب تک کہ اس عالم میں موت نہ واقع ہو۔ وہ انہیں فنا کی طرف واپس کرے گا۔ مگر اس لئے نہیں کہ کسی بات میں وہ ان کا محتاج ہے۔ نہ اس لئے کہ ان میں سے کسی کی مدد کا طالب ہے۔ نہ اپنی

تنہائی کی حالت سے موانست کی حالت کی طرف متصرف ہونے کے لیے۔ نہ اس واسطے کہ وہ ان کی وجہ سے اپنے کسی جہل و نادانی کی حالت سے نکل کر ان کی بدولت علمی مرتبہ پر فائز ہوگا۔ نہ وہ عقل کا طالب ہے۔ نہ ان کے سبب سے فقر اور حاجت کے مکان سے تونگری اور کثرت انصار کے دروازے میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ نہ ان کی وجہ سے ذلت اور خواری سے دور ہو کر عزت اور قدرت کے مرتبہ تک پہنچنا اسے مدنظر ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

زمانۂ آئندہ کے عظیم الشان واقعات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! میرے ماں باپ پر فدا ہوں جو تھوڑے سے لوگ ہیں۔ ان کے نام (صفات و کمالات) آسمان میں مشہور و معروف ہیں اور زمین میں ان کا قدر و مرتبہ مجہول اور نامعلوم ہے (یہ اشخاص ائمہ ہدیٰ ہیں) خبردار ہو جاؤ! اور اپنے امور کے ادبار ان کی خیر و صلاح کے مفقود ہونے۔ اپنی مواصلت دینی و دنیوی کے انقطاع اور اپنے رذیل و ذلیل لوگوں کی حکومت کے منتظر رہو۔ یہ واقعات اس وقت واقع ہوں گے جبکہ مومن کو ایک درہم حلال طریقہ سے حاصل کرنے کی مشقت کے مقابلہ میں تلوار کی ضربت آسان ہوگی۔ اور یہ امر اس وقت ہوگا جبکہ انعام پانے والے کا اجر عطا کرنے والے سے بہت بڑھ جائے گا۔ کیونکہ وہ بخشش و عطا ازراہ حرام و فتنہ و فساد و ریاکاری ہوگی۔ یہ واقعہ اس وقت ہوگا جبکہ تم لوگ بغیر شراب پئے اپنی نعمتوں۔ آسائشوں اور خوش گزرانیوں میں مست ہو جاؤ گے۔ بغیر ضرورت اور احتیاج کے قسم کھاؤ گے۔ حلف اٹھاؤ گے۔ بغیر حرج اور نقصان کے جھوٹ بولو گے۔ یہ واقعہ اس وقت ہوگا جبکہ بلائیں تمہیں اس طرح گزند پہنچائیں گی جیسے کہ پالان شتر کوہان شتر کو پہنچایا کرتا ہے ابھی اس زحمت کا زمانہ کس قدر دراز ہے؟ اور اس آرزو کا حصول کس قدر دور ہے؟

ایہا الناس! ان نہاروں کو الگ ڈال دو۔ جن کا بوجھ تمہارے ہی ہاتھوں سے تمہاری پشتیں اٹھائے ہوئے ہیں۔ اپنے سلطان اور حاکم کے پاس متفرق نہ ہو۔ مبادا تم اپنے ان کرداروں کے سبب سے مذمت کے مستحق ہو جاؤ۔ فتنہ و فساد کی آگ جو بھڑک رہی ہے جس کی طرف تم رخ کر رہے ہو اس میں اپنی پوری طاقت کو صرف کر کے داخل نہ ہو۔ بلکہ اسے بجھا دو۔ اس آتش سوزاں کے رستوں سے دور ہو جاؤ۔ راہ فتنہ و فساد کے قصد کو ترک کر دو۔ مجھے اپنی جان کی قسم کہ اس آتش فتنہ و فساد کے شعلوں میں وہی شخص ہلاک ہوگا اور جل بھن کر رہ جائے گا جو مومن ہے اور وہ شخص اس کی اذیت سے دور اور محفوظ رہے گا جو مومن نہیں۔ بیشک سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ تمہارے درمیان میری مثال ایسی ہے جیسے تاریکی میں چراغ ہوتا ہے۔ جو شخص اس تاریکی میں آتا ہے۔ اس چراغ سے

اکتساب ضیا کرتا ہے۔ ایہا الناس! تم ان نصیحتوں کو یاد رکھو۔ اپنے دل کے کانوں کو متوجہ اور حاضر کرو تاکہ تم اچھی طرح سے ان باتوں کی حقیقت کو سمجھ لو۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

ایہا الناس! میں تمہیں خدا سے خوف کرنے اور اس کے عذاب سے پرہیز کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے وہ احسانات جو تم پر نازل ہو رہے ہیں۔ اس کی وہ نعمتیں جو تمہیں عطا ہوئی ہیں۔ اس کی وہ بلائیں جو تمہارے سامنے موجود ہیں جن میں تمہیں مبتلا کر رکھا ہے (وہ کیا بلائیں ہیں؟ مال اور اولاد) میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ان تمام بخششوں پر کثرت کے ساتھ اس کی حمد و ثنا کرو۔ اس نے تمہیں کس قدر نعمتوں سے مخصوص کیا ہے کس قدر احسانات کے ساتھ تمہارا تدارک کیا ہے۔ تم اس کے سامنے اپنی برائیوں کو ظاہر کر رہے ہو۔ اور وہ تمہارے عیوب کو ڈھانک رہا ہے۔ تم اس کی گرفت اور اس کے عذاب سے متعرض ہو۔ اس کے مستحق ہو رہے ہو اور وہ تمہیں مہلت دیتے جاتا ہے۔

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ موت کو یاد رکھو۔ اس سے غافل نہ ہو۔ تم اس چیز سے غفلت کس طرح کر رہے ہو جو تمہاری طرف سے غافل نہیں۔ اور کیونکر اس کی طمع کر رہے ہو جو تمہیں مہلت نہیں دیتی۔ تمہارے لئے یہی وعظ کافی ہے کہ تم نے ان لوگوں کا معائنہ کیا ہے جو قبروں کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔ ایسی حالت میں کہ وہ سواران دنیا کی مانند نہیں۔ وہ ان قبروں میں نازل کئے گئے ہیں، مگر دنیاوی منزلوں میں نازل ہونے والوں کی طرح نہیں۔ گویا وہ دنیا کی تعمیرات کے لئے پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ گویا ہمیشہ ہمیشہ سے آخرت ہی ان کا گھر تھا۔

جو لوگ اس دنیا میں متوطن تھے وہ رم کر گئے۔ اور انہیں مقامات (قبور) کو وطن بنانا پڑا، جن سے وحشت کرتے تھے، اسی شغل کی طرف رخ کر لیا جس سے جدا ہوتے تھے۔ مشاغل دنیا کو چھوڑ دیا، جن کی طرف کار آخرت کو ترک کرکے متوجہ ہوتے تھے، نہ انہیں اب یہ قدرت ہے کہ برائیوں اور قباحتوں سے الگ ہو جائیں۔ نہ اس بات کی طاقت رکھتے ہیں کہ نیکیوں میں کچھ زیادتی کر لیں۔ انہوں نے دنیا سے محبت کی اس دنیا نے انہیں دھوکا دیا۔ انہوں نے اسے معتمد سمجھا۔ اس پر اعتماد کیا۔ اور اس نے انہیں خاک میں گرا دیا۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت نازل کرے اب تم اپنی ان منزلوں کی طرف سبقت کرو جن کی تعمیر اور آبادی کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ جن کی تمہیں ترغیب دلائی گئی ہے جن کی طرف تم بلائے گئے ہو، اور پروردگار عالم کی اطاعت پر صابر رہ کر اس کی معصیتوں سے پرہیز کرتے ہوئے۔ اس کی نعمتوں کے انعام کو اپنے لئے طلب کرو کیونکہ کل کا دن آج کے دن سے بالکل قریب ہے۔ ساعتیں اس دن کو گذارنے کے لئے کس قدر جلدی کر رہی ہیں۔ مہینے کے ختم کرنے میں ایام کس قدر تعجیل سے

کام لے رہے ہیں۔ اور سال کو ختم کر دینے کی مہینوں کو کس قدر عجلت ہے اور عمر کے گذارنے کی برسوں کو کس قدر جلدی پڑی ہوئی ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

ایمان کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ ایمان ہے کہ جو قلب میں قائم، راسخ اور ثابت ہو (سچّی اور یقینی دلیلوں نے اُسے دل میں نقش کر دیا ہو۔ کسی مشکّک کے شک پیدا کرنے سے زائل نہ ہو تو ایسا ایمان بیشک باقی ہے جبتک کہ نفس باقی ہے) دوسرا وہ ایمان ہے جسے ایک وقت معلوم تک عاریتاً قلب اور سینے کے درمیان رکھ لیا جائے (محض زبان پر ہی ادعائے ایمان ہو۔ دل میں اس کا کوئی اثر نہ ہو۔ ذرا سے شک اور گمان پر زائل ہو جائے اور اس کے زائل ہونے کا احتمال موت کے وقت تک باقی ہے) اب اگر کسی شخص کے ضعف ایمان کے سبب سے اس کی طرف سے بیزاری تمہارے سامنے موجود ہو جائے (تم اس سے تبرّا کرنے لگو) تو ذرا توقف کرو حتیّٰ کہ اسے موت آجائے۔ اس وقت بیزاری کی حد قائم اور ثابت ہو جائے گی (اگر وہ وقت اخیر تک اپنے ہی فاسد یقین پر قائم رہا تو بے شک اس سے بیزار رہو۔ اور اگر موت کے وقت اس کے ایمان کی پختگی کی علامتیں ظاہر ہوئیں تو پھر بیزاری کی کوئی وجہ نہیں) اپنے وطن سے خدا و رسول کی اطاعت کی طرف راہِ خدا میں ہجرت جیسے پہلے واجب تھی۔ اب بھی اسی حد پر موجود ہے (اب ان کے خلفا کی اطاعت کی طرف ہجرت کر جاؤ) خداوند تعالےٰ کو اہل زمین میں سے اس جماعت کی کوئی احتیاج نہیں ہے جس نے ہجرت ایمانی کو پوشیدہ رکھا یا اس کا اعلان کیا۔ ہجرت کا نام کسی شخص پر واقع نہیں ہوتا۔ کوئی شخص اس صفت سے متصف نہیں ہو سکتا جب تک کہ زمین کی حجّت (امام برحق) کی معرفت اسے حاصل نہ ہو جس شخص نے اس حجّت کو پہچان لیا۔ اس کا سچّے دل سے اقرار کیا۔ وہی مہاجر ہے اور اسی طرح ضعف ایمان کا نام اس شخص پر واقع نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کو ضعیف الایمان نہیں کہہ سکتے جس کے پاس حجّت الٰہی پہنچی۔ اس کے کانوں نے اسے سُنا، اور اس کے دل نے اسے یاد رکھا۔ بیشک ہمارا کام ہمارا مرتبہ (یعنی مرتبہ ولایت و امامت ہے) بہت مشکل ہے اور نہایت ہی مشقتیں جھیل کر میسّر آتا ہے۔ اس بوجھ کو وہی بندہ اٹھا سکتا ہے جس کے ایمان قلبی کا پروردگار عالم نے امتحان کر لیا ہو۔ اور ہماری باتوں کو یاد نہیں رکھا جاتا مگر وہی سینے اور نفس یاد رکھتے ہیں جو امین ہیں۔ صاحب امانت ہیں۔ اور وہی عقلیں ان کی حفاظت کرتی ہیں جو محکم، مضبوط اور متین ہیں۔ ایہا الناس! پوچھ لو مجھ سے جو کچھ بھی تمہیں پوچھنا ہو قبل اس سے کہ تم مجھے گم کر دو۔ میں تمہارے درمیان سے اٹھ جاؤں۔ کیونکہ بیشک میں آسمان کے رستوں سے زمین کے رستوں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہوں تم مجھ سے دریافت کرو قبل اس کے کہ فتنہ و فساد اپنے پاؤں کو بلند کرے اور اپنی قوم کی عقلوں کو لے جائے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

میں اس کے انعامات کا شکریہ ادا کرتا ہوا اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ اس کے وہ حقوق جو مقرر کئے گئے ہیں، ان کے ادا کرنے میں اسی سے مدد اور اعانت کا طالب ہوں، اسی کی توفیق کا خواستگار ہوں کیونکہ وہ زبردست لشکر اور ملائکہ کی سپاہ کا مالک ہے۔ اس کی سلطنت نہایت بزرگ اور عالیشان ہے، اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ اس کے بندے ہیں۔ اس کے رسول ہیں۔ آپ نے بندوں کو اس کی فرمانبرداری کی طرف بلایا۔ دین الہٰی کے لئے جہاد کر کے دشمنان خدا کو مقہور اور مغلوب کیا۔ لوگ آپ کی تکذیب پر جمع ہوئے۔ بہت کچھ کوشش کی کہ آپ کے نور کو بجھا دیں۔ مگر اس اجتماع اور کوشش نے آپ کو جہاد راہ خدا سے باز نہیں رکھا۔ اب تم تقوائے الہٰی سے تمسک کرو کیونکہ وہ ایک ایسی رسّی ہے جس کے گوشے نہایت مضبوط ہیں۔ وہ ایک ایسا مقام ہے جس کی بلندی نہایت محکم اور استوار ہے۔ موت کی سختیوں کو مدنظر رکھ کر اس کی طرف مبادرت اور جلدی کرو آنے سے پہلے اس کے لئے فرش بچھا دو۔ نازل ہونے سے پہلے اس کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ اس لئے کہ ہر شخص کا انجام کار قیامت ہے جس سے پہلے موت ضروری ہے۔ اور عقلمند شخص کے لئے یہی موت ایک عمدہ وعظ ہے اور جاہل کے لئے اس مقام عبرت میں ہی رہنا کافی ہے۔ قیامت میں پہنچنے سے پہلے بھی ایک چیز ہے جسے تم جانتے ہو۔ وہ کیا ہے؟ قبروں کی تنگی۔ کسر و انکسار کی سختی۔ اور مطلع یعنی قیامت کا خوف۔ خوف و بیم کا رہ رہ کر طاری ہونا۔ فشار قبر سے اضلاع و اطوار کا مختلف ہونا۔ کانوں کا بہرہ پن۔ لحد کی تاریکی۔ عذاب کا ہول۔ قبر کا چھپا لینا اور پتھروں کا سدباب کر دینا اتنی منزلیں طے کر لو گے جب کہیں قیامت کی شکل دیکھو گے۔ بندگان خدا! خدا سے ڈرو۔ خدا سے ڈرو۔ بیشک دنیا تمہارے ساتھ ایک طریقے پر گزر رہی ہے۔ اس کا طریقہ یہی ہے کہ تمہیں ہنکاتے لئے چلی جائے۔ تم اور قیامت ایک رسّی میں بندھے ہوئے ہو (نہ تم اس سے دور ہو نہ وہ تم سے الگ ہے) گویا وہ قیامت اپنی علامات کو لئے ہوئے آ چکی ہے۔ اپنے عظیم الشان آگے روانہ ہونے والے نشانوں کے ساتھ خود بھی نزدیک ہو چکی ہے۔ اس نے تمہیں پل صراط پر کھڑا کر دیا اور گویا تمہیں اپنے زلزلوں سے مشرّف کر رہی ہے۔ اپنی پشت سے (حساب و کتاب کا) بار اتارنے کے لئے سینہ کو ٹکا دیا ہے۔ اور دنیا اہل دنیا سے منقطع ہو گئی ہے۔ انہیں اپنی پرستاری اور خدمت کے حلقے سے باہر نکال دیا ہے اور اس دن کی مانند ہو گئی ہے جو گذر گیا ہو۔ اس مہینے کی مثال ہے جو منقضی ہو چکا ہو۔ اور اس کی جدید چیزیں بوسیدہ اور کہنہ ہیں۔ اس کی فربہی لاغری سے بدل گئی ہے ایک ایسے موقف میں کھڑا ہونا ہے جو بالکل تنگ ہے۔ عظیم الشان مشتبہ امور کا مقام ہے۔ ایک ایسی

آگ میں قیام ہے جس کی حرص اور بھوک نہایت سخت ہے جس کی ہولناک آواز نہایت بلند ہے جس کے شعلے درخشندہ ہیں جس کے نالے خشم آلود ہیں جس کے انگارے دہک رہے ہیں جس کا بجھ جانا ایک امر بعید ہے جس کا ایندھن شعلہ خیز ہے جس کا خوف نہایت ڈرانے والا ہے جس کی تہ مستور اور پوشیدہ ہے جس کے اطراف بالکل تاریک ہیں، جس کی دیگیں کھول رہی ہیں، جس کے امور رسوا کرنے والے ہیں جو لوگ متقی ہیں وہ گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جائے جائیں گے جو عذاب سے امن میں ہوں گے عتاب و قہر جن سے منقطع ہوگا۔ آتش جہنم سے دور کر دیئے جائیں گے۔ سرائے بہشت میں انہیں آرام دیا جائے گا وہ اپنی منزل اور مکان سے خوشنود ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا میں پاکیزہ اور خالص تھے جن کی آنکھیں ہر وقت رقت الہٰی سے آنسو برساتی رہتی تھیں۔ دنیا میں خضوع خشوع اور استغفار کے سبب سے ان کی راتیں دن ہو رہی تھیں (وہ عبادت کے لئے شب بیداری کرتے تھے) جن کے دن وحشت عذاب اور امور دنیوی کے قطع ہونے کے باعث بالکل رات کا کام دیتے تھے ان کو از راہ ثواب جنت عطا کی گئی وہ ایک ہمیشہ رہنے والے ملک اور قائم رہنے والی نعمتوں میں اسی گلزار خلد کے مستحق تھے۔ اسی کے اہل اور لائق تھے۔

بندگان خدا! تم اس چیز کی رعایت کرو جس کی رعایت کے سبب سے تم میں سے رستگار ہونے والا رستگار ہو جائے اور جس کے ضائع کرنے سے تم میں سے جو تبہ کار ہو وہ خسارے اور نقصان میں رہے۔ تم اپنے اعمال کے ساتھ اپنی موت کی طرف جلدی اور مبادرت کرو۔ کیونکہ تم ان اعمال کے بدلے گروی رکھے ہوئے ہو جو تم نے آگے بھیج دیئے ہیں۔ اور انہیں کردار کے موافق جزا دیئے گئے ہو جنہیں تم نے پیشوا بنا رکھا ہے۔ بے شک ڈرانیوالی موت تم پر نازل ہو چکی ہے اس تک پہنچکر تم واپس نہیں آسکتے۔ نہ اس کی بندشوں کو تم کھول سکتے ہو۔ خدائے تعالے ہمیں اور تمہیں اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت پر قائم رکھے اور اپنے فضل و رحمت پر نظر کر کے ہم کو اور تم کو معاف کر دے۔ تم اس زمین کو فتنہ میں ساکن رہو۔ اہل نفاق کے فتنہ و فساد پر صبر کرو۔ اپنی زبان کی خواہشوں۔ اپنی شمشیروں، اپنے ہاتھوں کو حرکت نہ دو (اہل فتنہ و فساد سے جنگ نہ کرو) اس چیز کی طرف عجلت نہ کرو جس کی خداوند عالم نے تمہیں اجازت نہیں دی ہے۔ کیونکہ تم میں سے جو شخص اپنے فرش پر مر جائے اور اسے اپنے خدا۔ اس کے رسول اور اہلبیت رسول کے حقوق کی معرفت حاصل ہے تو بیشک وہ حالت شہادت میں موت سے بغل گیر ہوا۔ اس کا اجر و ثواب خداوند عالم پر واقع اور ثابت ہوا۔ جن اعمال صالحہ کی اس نے نیت کی تھی ان کے ثواب کا مستوجب ہوا۔ اس کی نیت شمشیر کھینچنے کی قائم مقام ہے (اگر جہاد راہ خدا میں تلوار علم کرنے کی نیت تھی تو اسے جہاد کا ثواب عطا ہوگا) اور خوب سمجھ لو کہ ہر ایک شئے کے لئے ایک مدت اور وقت معین ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

حمد اور تعریف اسی پروردگار کے لئے مختص ہیں جس کی حمد ہر ایک چیز میں پھیلی ہوئی ہے جس کا شکر غالب اور ظاہر ہے۔ جس کی بزرگی بلند ہے۔ میں اس کی توام اور پیوستہ نعمتوں اور عظیم الشان احسانات پر اس کی حمد کرتا ہوں۔ ایسا خدا جس کا علم نہایت بزرگ ہے اور اسی علم کے سبب سے گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ ہر ایک چیز میں اس کا جو حکم جاری ہوا عدل کے ساتھ جاری ہوا۔ وہ زمانۂ گذشتہ کا عالم ہے اور زمانۂ آئندہ کے حالات سے واقف ہے۔ وہ اپنے علم سے خلق کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ اپنے حکم سے مخلوقات کا موجد ہے۔ اس بارے میں نہ اس نے کسی کی اقتدا کی۔ نہ کسی سے تعلیم لی۔ نہ کسی صنعت گر حکیم کی بنائی ہوئی مثال سے بہرہ ور ہوا، نہ اس سے اس معاملہ میں کوئی خطا لاحق ہوئی۔ نہ صاحبانِ عقل و تدبیر کے مجمع کے سامنے اس کام کو انجام دیا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں اس کے رسول ہیں۔ ایسی حالت میں آپ کو مبعوث فرمایا جبکہ لوگ سختیوں اور شدتوں کے میدانوں میں سیر کر رہے تھے۔ حیرت اور ضلالت میں گرفتار ہو کر مضطرب تھے۔ ہلاکت کی مہاریں انہیں کھول رہی تھیں اور زنگ آلودہ قفل ان کے دلوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ بندگانِ خدا! میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تقویٰ فی الحقیقت خداوند تعالےٰ کا ایک حق ہے جو تمہارے ذمے ہے۔ اور خداوند عالم پر جو تمہارا حق ہے (تمہیں درجاتِ عالیہ عطا کرنا) اس کے ادا ہونے کا سبب یہی تقویٰ ہے۔ تم متقی ہونے کے لئے خداوند عالم سے مدد مانگو اور اس کے سبب سے رضوانِ الٰہی پر فائز ہونے کے لئے اسی پروردگار سے اعانت طلب کرو۔ بیشک یہی تقوےٰ آج کے دن تو ایک سپر اور ڈھال ہے (حدود شرعیہ سے بچاتا ہے) اور کل کے روز قیامت میں جنت کا سیدھا رستہ ہے۔ اس کا مسلک واضح اور روشن ہے اس کے رستے کا سالک صاحبِ منفعت اور رستگار ہے۔ اس کا امین اور اس کی حفاظت کرنے والا وہی حافظ حقیقی ہے۔ اس (تقوےٰ) نے ہمیشہ گزشتہ اور باقیماندہ امتوں پر اپنے نفس کا اظہار کیا ہے کیونکہ بروز فردا انہیں اسی کی حاجت ہے جبکہ خداوند عالم اس کو واپس کر لے گا جسے اس نے پیدا کیا ہے اور چھین لے گا جو کچھ کہ اس نے عطا کیا ہے اور سوال کرے گا اس شے کی بابت جو اس نے بخشی ہے کس قدر کم ہے وہ گروہ جس نے اس تقوے کو قبول کیا اور اسے اس طرح اٹھا لیا جو اس کے اٹھانے کا حق ہوتا ہے ایسے لوگ تعداد میں نہایت قلیل ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی توصیف خداوند تعالیٰ نے بایں الفاظ فرمائی ہے وقلیلٌ من عبادی الشکور "میرے شکر کرنے والے بندے تھوڑے سے ہیں" تم اس پرہیزگاری کی طرف اپنے کانوں کو متوجہ کرو۔ ہمیشہ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہو۔ ہر ایک سلف اپنے خلف کو اس پرہیزگاری میں اپنا عوض اور بدلہ بنا دے (ہر ایک بزرگ اپنے خورد کو اسی کی نصیحت کرے) ہر

ایک مخالف کو اس کے موافق سے بدل ڈالو (جتنے اس پرہیزگاری کے مخالف ہیں انہیں اس کی موافقت پر آمادہ کرو) تم اس کے سبب سے اپنے خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ اپنے دنوں کو اسی کی ہمراہی میں بسر کرو۔ اسے اپنے دنوں کا شعار بنالو۔ اس کے سبب سے اپنے گناہوں کو دھو ڈالو اسی کے ساتھ اپنے امراض کا علاج کرو۔ اور اسی کے ساتھ موت کی طرف عجلت کرو۔ جس شخص نے اسے ضائع کیا ہے اس سے عبرت حاصل کرو۔ اس سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ اور جو شخص اس پرہیزگاری اور تقوےٰ کی اطاعت کرتا ہے اس سے علیحدہ نہ رہو۔ خبردار! اس کی محافظت کرو۔ اس تقویٰ کے سبب سے اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھو۔ تم دنیا سے نہایت پاک و پاکیزہ رہو۔ اور آخرت کے مشتاق اور شیفتہ ہو جاؤ۔ جس شخص کو تقوےٰ نے بلند کیا ہے اس کو پست نہ کرو اور جس شخص کو دنیا نے رفعت بخشی ہے اسے بلند نہ سمجھو۔ دولت دنیا کی چمکدار بجلیوں کی طرف نظر بھی نہ کرو۔ اس دنیا کی باتوں کو نہ سنو اس کی آواز کا جواب نہ دو۔ اس کی اشراقیت اور چمکیلے پن سے روشنی کے طالب نہ ہو۔ اس کی نفاستوں پر فریفتہ نہ ہو جاؤ کیونکہ اس کی بجلی منفعت سے خالی ہے (محض چمک ہی چمک ہے بارش کی بوند کا نام نہیں) اس کی باتیں جھوٹی ہیں۔ اس کے اسباب و اموال تاراج شدہ ہیں (موت عنقریب انہیں برباد کرنے والی ہے) اس کی نفیس نفیس چیزیں مسلوب ہیں کھینچ لی گئیں (موت ابھی ابھی انہیں سلب کئے لیتی ہے) آگاہ ہو جاؤ! کہ دنیا عفونتوں کی پیشرو ہے، اسپ سرکش ہے۔ دروغ گو اور خائن ہے۔ انکار کرنے والی اور کفران نعمت کرنے والی، منحرف ہونے والی اور حق سے اعراض کرنیوالی ہے کج ہونے والی اور منقل ہونے والی ہے۔ اس کا حال انتقال و زوال ہے۔ اس کے قدم رکھنے کی جگہ مضطرب اور متزلزل ہے۔ اس کی عزت ذلت ہے۔ اس کی کوششیں فضول اور بے فائدہ ہیں۔ اس کی بلندی پستی ہے۔ وہ لڑائی کا مقام ہے۔ برہنہ کرنے کی جگہ ہے، غارتگری کا گھر ہے اور ہلاکت کی منزل ہے۔ اہل دنیا روانہ ہوتے۔ آخرت سے ملحق ہوتے۔ اور دنیا سے جدائی اختیار کرنے کے لئے اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ بالکل تیار ہیں۔ اس دنیا کی راہیں سرگشتہ ہیں۔ اس کی گریز گاہیں عاجز کرنے والی ہیں۔ اس کے مطلب اور مقصد فریب دینے والے ہیں۔ حصار ہائے دنیا نے اہل دنیا کو ہلاکت کے سپرد کر دیا۔ دنیا کی منزلوں نے دنیا والوں کو باہر پھینک دیا۔ مطالب و مقاصد دنیا کے طالبان دنیا کو خستہ اور ماندہ کر دیا۔ جو ان میں سے رستگار ہیں۔ ان میں سے بعض کو مصائب دنیا نے بے کر دیا ہے۔ ان کے ہاتھ پاؤں قطع کر دیتے ہیں۔ بعضوں کا گوشت بیابان میں درندوں کے ناخنوں سے کٹا ہوا ہے۔ بعض کے اعضا اور سر بریدہ پڑے ہیں۔ بعض کے خون لڑائیوں میں بہا دیئے گئے ہیں۔ بعضے تاسف اور افسوس کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو کاٹ رہے ہیں۔ کوئی کف افسوس مل رہا ہے کوئی فکر الم میں اپنے رخسارے پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہے۔ کوئی اپنی تدبیر اور رائے کے عیب

بیان کر رہا ہے۔ اور کوئی اپنے ارادے سے نہایت ناکامی کے ساتھ واپس آرہا ہے۔ بیشک حیلہ گری اور چارہ سازی نے پشت پھرالی۔ ایک ناگہانی گرفت (موت) سامنے آگئی۔ وہ وقت بھاگنے کا وقت نہیں۔ ہیہات ہیہات۔ اب گریز کہاں۔ جو اسباب عبادت کے فوت ہوئے ہو گئے۔ جو زمانہ اطاعت گزر گیا گزر گیا۔ دنیا اپنی دلی خواہش کے موافق گذر گئی کہ جو ٹھنا ہے۔ نہ کہ اہل دنیا کی خواہش پر اس نے رفتار کی جو بقا ہے۔ اب اہل دنیا کے حالات پر زمین و آسمان روئے اور اب ان کے لئے عذاب عقاب سے مہلت نہ تھی۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ کا نام "قاصعہ" ہے یعنی ابلیس کی تحقیر کرنے والا۔ اس میں شیطان کی مذمت کی گئی ہے کہ اس نے تکبر کو اختیار کرکے سجدۂ آدم سے انکار کیا تھا۔ اور یہ شیطان پہلا شخص ہے جس نے عصبیت اور تعصب کو ظاہر کیا اور غیرت و حمیت (جاہلانہ) کی پیروی کی۔ اس خطبہ میں لوگوں کو ڈرایا گیا ہے کہ وہ شیطانی رستے پر چلنے سے باز رہیں۔ حمد و تعریف اسی خدا کے لئے مختص ہیں جس نے عزت اور کبریائی کا لباس پہنا۔ ان دونوں صفتوں کو بدون مخلوقات اپنے نفس کے لئے اختیار کر لیا۔ ان دونوں صفتوں کو اپنے غیر کے لئے ممنوع اور حرام کر دیا۔ اپنی سلطنت کی بزرگی اور جلالت کے سبب سے انہیں انتخاب کر لیا۔ اور بندوں میں سے جو کوئی بھی ان دونوں صفتوں میں اس سے تنازعہ کرے۔ اس کے لئے لعنت مقرر کر دی۔ پھر اس کے سبب سے اپنے مقرب فرشتوں کی آزمائش کی تاکہ ان میں سے خاکسار اور متواضع تکبر کرنے والوں سے متمیز ہو جائیں۔ پس اس سبحانہٗ تعالےٰ نے فرمایا حالانکہ وہ اسرار دلی سے واقف ہے۔ اور غیب کی پوشیدگیوں کا عالم ہے کہ میں گیلی مٹی سے ایک بشر کو پیدا کرنے والا ہوں۔ جب میں اس کی خلقت کو تمام کرکے اپنی روح اس میں پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدے میں گر جانا۔ یہ حکم سنکر کل ملائکہ نے بالاجماع سجدہ کیا۔ مگر ابلیس اس حکم پر کاربند نہ ہوا۔ اسے غیرت لاحق ہوئی۔ اس نے اپنی خلقت کے سبب سے (جو آگ سے تھی) آدم پر فخر چاہا۔ اور اپنی اصلیت کے سبب سے آدم سے تعصب کیا۔ پس یہ خدا کا دشمن ہے۔ متعصبین کا پیشوا ہے: تکبر کرنے والوں کا بزرگ اور امام ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے تعصب اور عصبیت کی بنیاد رکھی۔ اس نے ردائے کبریائی کے بارے میں خدا سے تنازعہ کیا۔ تذلل اور خاکساری کا لباس پھینک کر معزز اور معظم لباس پہننا چاہا۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ پروردگار عالم نے اس کے تکبر کے سبب سے اسے کس طرح ذلیل کیا، اور اس کے بلند ہونے کی خواہشوں پر اسے کیونکر پستی کے گڑھے میں ڈال دیا۔ دنیا میں اسے راندہ درگاہ بنا دیا اور آخرت میں اس کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر دی۔

اگر پروردگار عالم یہ ارادہ کرتا کہ آدم علیہ السلام کو ایسے نور سے پیدا کرے جس کی روشنیاں آنکھوں میں چکاچوند پیدا کردیں۔ اس کا حسن منظر عقلوں کو مغلوب کرلے یا ایسی خوشبو سے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا جس کی بو تمام نفوس کو گھیرے تو بیشک وہ ایسا کرسکتا تھا۔ اور اگر وہ آدم علیہ السلام کو اس طرح پیدا کرتا تو ہمیشہ گردنیں اس کے سامنے جھکی رہتیں۔ اور اس حکم سجدہ میں اس کی آزمائش بھی ملائکہ پر خفیف ہو جاتی۔ اس کے نور کی شرافت اور بزرگی کو دیکھ کر سب کے سب سجدہ میں گر پڑتے۔ لیکن خداوند عالم ایسی چیزوں کے ساتھ بندوں کو آزماتا ہے جنہیں وہ نہیں جانتے۔ تاکہ اس آزمائش کے سبب سے اپنے غیر سے جدا ہو جائیں۔ ان کا تکبر فنا ہو۔ ان کا عجب و نخوت دور ہو جائے۔

اب تم اس فعل سے عبرت حاصل کرو جو خدا نے ابلیس کے ساتھ کیا۔ اس کے طول طویل عمل۔ اس کی سخت کوشش اور تلاش کو ایک ساعت میں باطل کردیا۔ حالانکہ وہ چھ ہزار برس سے خدا کی عبادت کرتا تھا اور نہیں معلوم کہ وہ سال دنیا کے ہیں یا آخرت کے۔ پھر کون ہے جو ابلیس کے بعد اسی جیسی معصیت کرکے عقوبت الٰہی سے سالم رہ سکے۔ حاشا و کلا کبھی نہیں۔ اور پروردگار عالم کبھی اس امر کے سبب سے بشر کو داخل جنت نہ کرے گا جس کی وجہ سے ایک فرشتے کو جنت سے خارج کردیا۔ کیونکہ اس کا حکم اہل آسمان و اہل زمین میں ایک ہے۔ اور خداوند عالم اور اس کی کسی مخلوق کے درمیان اس امر کے مباح کرنے کی رخصت نہیں جسے اس نے تمام عالم پر حرام کردیا ہے۔

بندگان خدا! تم حذر کرو۔ کہیں وہ ابلیس اپنے درد (تکبر) کو تم میں نافذ کردے اور آہستہ آہستہ اپنے سواروں اور پیادوں کو تمہاری طرف روانہ کرے۔ مجھے اپنی جان کی قسم! اس نے اپنے جھوٹے وعدوں کے تیر تمہارے واسطے کمان میں جوڑے ہیں۔ وہ اپنی کمان کو نہایت سختی کے ساتھ تمہارے لئے کھینچ رہا ہے۔ اور کس قدر فریب سے وہ تم پر تیرباراں کر رہا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اے میرے پروردگار میں اپنے بہک جانے کے سبب سے زمین میں بندوں کے لئے معاصی کو مزین اور آراستہ کروں گا۔ میں ان کی نظر سے غائب رہ کر ایک پوشیدہ اور بعید مقام سے ایک سید سے اور پہنچنے والے گمان کے ساتھ سنگسار کرکے ان تمام کو گمراہ کروں گا۔ چنانچہ حمیت اور غیرت کے بیٹوں۔ تعصب کے بھائیوں۔ تکبر اور جہالت کے سواروں نے ابلیس کے اس قول کی تصدیق کردی (وہ اس کے اغوا میں آگئے) حتیٰ کہ تم لوگوں میں جو سرکش ہیں وہ اس کے مطیع ہوئے اور اس کی طمع تمہارے درمیان محکم و استوار ہوگئی۔ پس حالتیں پوشیدہ اسرار سے نکل کر امور ظاہرہ تک پہنچیں اور چمک گئیں (ظاہر ہوگیا کہ تم میں سے کس کس شخص کو اس نے فریب دیا ہے اور کون کون اس کے اغوا کا شکار ہے) اس کا قبضہ اور تسلط تم پر مضبوط طریقے سے ہوگیا۔ اور اس کی فوجیں تمہاری طرف یلغار کرتی ہوئی دوڑ پڑیں۔

اب اس ابلیسی سپاہ نے تمہیں ذلّت اور خواری کے گڑھوں میں ڈال دیا۔ تمہیں قتل کے بھنور میں اتار دیا۔ تمہاری آنکھوں میں نیزہ زنی کر کے زخموں کی گرمیوں اور شدتوں میں تمہیں روند ڈالا۔ تمہارے حلقوم کو کاٹ دیا۔ تمہاری ناک کو قتنہ کر ڈالی۔ تمہاری قتل گاہوں کا ارادہ کیا اور قہر و غلبہ کے حلقوں میں کھینچ کر تمہیں اس آگ کی طرف روانہ کر دیا جو تمہارے لئے تیار کی گئی ہے۔ پس وہ ابلیس زخم پہنچانے اور باطل کرنے کی رو سے تمہارے دین میں اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کی راہ سے تمہاری دنیا میں ان لوگوں سے بھی زیادہ بزرگ اور مقتدر ہو گیا جن کے لئے تم عداوت کو نصب کر رہے ہو۔ اور ان سے مقاتلہ و محاربہ کرنے پر جمع ہو رہے ہو۔ اب تم اس کے ضرر کو دور کرنے پر مستعد ہو جاؤ اور اپنی کوششوں کو اس کے دفعیے کے لئے مختص کر دو۔

حیات خداوندی کی قسم ہے اس نے تمہاری اصل (تمہارے جدّ امجد حضرت آدمؑ) پر فخر جتایا۔ تمہاری نجابت اور بزرگی کی تذرج اور تحقیر کی (جبکہ پروردگار عالم سے براہ طنز و تحقیر کہا کہ اسی شخص کو مجھ پر بزرگی عطا فرمائی ہے) تمہارے حسب و نسب کی کرامتوں کو دور کر دیا (جب وقت کہ اپنے آپ کو تم سے بزرگ سمجھا) اپنے سواروں کو تمہاری طرف کھینچ لیا (جو واہمہ کے لشکر ہیں) اپنے پیادوں (لشکر تخیلات) کو تمہارے رستے کی طرف متوجہ کر دیا تاکہ ہر مکان میں تمہارا شکار کرنے اور ان کشتوں کو ہر ایک طرف سے ضرب پہنچائے۔ تم اسے کسی حیلے و تدبیر سے روک نہیں سکتے۔ اور ذلّت کی شدتوں۔ تنگی کے حلقوں۔ موت کے میدانوں اور بلاؤں کی میں تم کسی حیلے سے اسے دور نہیں کر سکتے۔

پس وہ عصبیّت کی چنگاریاں اور جاہلیت کے کینے جو تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہیں انہیں بجھا دو۔ کیونکہ ہر مسلمان میں یہ حمیت شیطان کے وسوسوں۔ اس کی نخوتوں۔ اس کے فتاوات کی وجہ سے ہوتی ہے اور اس حمیت کو وہی اس کے دل میں پھونک دیتا ہے۔ تم اپنے سروں پر تذلّل۔ فروتنی اور خاکساری کا تاج رکھنے اور عزّت طلبی۔ افتخار اور بزرگی کو اپنے پاؤں کے نیچے گرانے پر اعتماد اور تکیہ کرو۔ تکبّر کے طوق کو اپنی گردن سے علیحدہ کر ڈالو۔

اپنے اور اپنے دشمن ابلیس اور اس کے لشکروں کے درمیان تواضع اور فروتنی کی سلاح اور آلات حرب اختیار کر لو۔ بیشک ہر ایک گروہ میں اس کے لشکری۔ اس کے مددگار۔ اس کے پیادے اور سوار موجود ہیں۔ تم اس متکبّر کی مانند نہ ہو جس نے اپنے بھائی پر تکبّر کیا (جو کہ قابیل ہے جس نے بنی نوع انسان میں پہلے پہل اپنے ابن مادر یعنی بھائی کے مقابلے میں تکبّر اختیار کیا) بغیر اس فضیلت اور زیادتی کے جو خداوند عالم نے اس محسود میں پیدا کی تھی۔ مگر یہ کہ حسد سے پیدا ہونے والی دشمنی کی وجہ سے عظمت اور بزرگی اس کے نفس تک پہنچی (محض عداوت

اور حسد کی راہ سے اس نے اپنے آپ کو بزرگ سمجھا ورنہ ہابیل پر اسے کسی قسم کی فضیلت عطا نہیں ہوئی تھی) حمیت اور غیرت نے غصہ و غضب کی آگ کو اس کے دل میں بھڑکا دیا شیطان نے اس کی ناک میں تکبر کی ہوا پھونک دی اور ایسی ہوا پھونکی جس کا انجام پروردگار عالم نے ندامت اور پشیمانی قرار دیا اور روز قیامت تک قتل کرنے والوں کا گناہ اس کے ذمے لازم کر دیا۔

آگاہ ہو جاؤ! تم بغاوت کی گہرائیوں میں گر گئے۔ خدا سے دشمنی ظاہر کرنے اور امیرالمومنین سے مقاتلہ و محاربہ کرنے کے سبب سے زمین میں فساد کیا۔ تم اس حمیت اور غیرت کے تکبر اور جاہلیت کے فخر سے حذر کرو۔ خدا سے ڈرو۔ کیونکہ یہ فخر عداوت کا اٹھانے والا ہے۔ نفخہ شیطان ہے اور ایسی پھونک ہے جس کے سبب سے اسی شیطان نے گزشتہ امتوں اور اگلے وقت کے لوگوں کو فریب دیا حتیٰ کہ وہ اس کی جہالت کی تاریکیوں۔ اس کی ضلالت میں گرفتار ہو جانے کے مقاموں میں بایں حالت جلدی جلدی گام زن ہوتے کہ ہنکاتے جانے میں بالکل اس کے رام تھے۔ اس کی قید کو نرم اور آسان سمجھ لیا۔ ایسے امر کو اختیار کیا جس میں تمام دل ایک دوسرے کے مشابہ تھے، اور پے در پے اسی پر زمانے گذر گئے۔ تکبر کو اپنا شعار بنایا جس کے سبب سے ان کے سینے نہایت تنگ ہو گئے۔

آگاہ ہو جاؤ! ڈرو اور اپنے ان بزرگوں اور سرداروں کی اطاعت سے ڈرو جو اپنی شرافت اور نجابت کے سبب سے تکبر میں گرفتار ہیں۔ جو اپنے نسب سے بالاتر بلندیاں تلاش کر رہے ہیں۔ اپنے پروردگار کے کام پر قباحت اور زشتی کو ڈال رہے ہیں (اس کے امور کو قباحتوں سے منسوب کر رہے ہیں) اس کے احکام کو رد کرتے ہوئے اس کے احسانات و انعامات کا کفران کرتے ہوئے اس شے کا انکار کر رہے ہیں جو پروردگار عالم نے انہیں عطا فرمائی ہے بیشک یہ لوگ تعصب کی بنیادوں کے قاعدے ہیں۔ ارکان فتنہ و فساد کے ستون ہیں اور جاہلیت کے افتخار بالاجداد کی شمشیریں۔

تم خدا سے ڈرو! اس کی نعمتیں جو تم پر نازل ہو رہی ہیں ان کے باعث ایک دوسرے کی ضد نہ ہو۔ اس کے وہ افضال و اکرام جو تمہارے سامنے موجود ہیں، ان کے سبب سے آپس میں حسد نہ کرو۔ اور ان بلانے والوں کی اطاعت نہ کرو جن کی کدورتوں کو تم نے اپنی صاف و شفاف شرابوں کے ساتھ ملا کر پی لیا ہے جن کے امراض کو تم نے اپنی صحت میں مخلوط اور ممزوج کر لیا ہے اور جن کے باطل کو تم نے اپنے امور حقہ میں دخل دے دیا ہے۔ وہ لوگ فسق و فجور کی بنیادیں ہیں۔ وہ پروردگار کی نافرمانیوں کے مصاحب ہیں۔ ابلیس نے ان کو اپنی ضلالت کا بوجھ اٹھانے والے اونٹ اور اپنا لشکر مقرر کیا ہے۔ جن کے سبب سے وہ لوگوں پر حملہ کرتا ہے۔ انہیں اپنا مترجم بنایا ہے تمہاری عقلوں

کو چرانے کے لئے ان کی زبانوں سے باتیں کرتا ہے۔ انہیں کے سبب سے تمہاری آنکھوں میں داخل ہوتا ہے (دنیا کو تمہاری نگاہوں میں مزین کرتا ہے) اور انہیں کے وسیلے سے تمہارے کانوں میں (دنیا کی آواز) پھونکتا ہے۔ اب اس نے تمہیں (تمہاری عقلوں کو) اپنے تیر پھینکنے کی جگہ (تمہاری آنکھوں کو) اپنے پاؤں رکھنے کا مقام اور (تمہارے کانوں کو) اپنے ہاتھ کے پکڑنے کا موقع حاصل کر لیا۔ تم عبرت حاصل کرو کہ وہ تکبر کرنے والی امتیں جو تم سے پہلے تھیں۔ کیا کیا خدا کے عذاب۔ اس کے غضب۔ اس کے نازل ہونے والے شدائد اور عقوبات و عتاب ان پر نازل ہوئے ہیں۔ تم ان کے رخساروں کی منزلوں، ان کے پہلوؤں کے گرنے کے مقامات سے نصیحت پکڑو۔ نصیحت۔ کبر اور تکبر کے اونٹوں سے خدا کی طرف پناہ لے جاؤ جیسا کہ تم زمانے کی ہلاکتوں سے اس سے پناہ مانگتے ہو۔ سنو! اگر خداوند عالم اپنے بندوں میں سے کسی کو تکبر کی اجازت دیتا تو البتہ اپنے خاص پیغمبروں کو اس کی رخصت عطا فرماتا۔ لیکن اس سبحانہ تعالےٰ نے کبر و تکبر کو ان کی طرف سے مکروہ سمجھا۔ ان کی تواضع اور فروتنی سے خوش ہوا۔ انہوں نے اپنے رخسار زمین سے چسپاں کر دیئے۔ اپنے چہروں کو خاک پر ملا۔ اور مومنین کے لئے اپنے خدمتگاری کے پروں کو گرا دیا۔ وہ ایک گروہ تھے جو ضعیف و ناتوان شمار ہوتے تھے۔ خدا نے ان کو بھوک اور گرسنگی سے آزمایا تھا۔ انہیں مشقتیں جھیلنے میں مبتلا کیا تھا، ان کے خوف کا امتحان لیا تھا (کہ ان کے دل میں کس قدر خوف خدا ہے) اور مصیبتوں سے ان کو مضطرب کر دیا تھا۔ غنا اور فقر کے مقامات میں آزمائش و امتحان کے مواقع کو بھلا کر اولاد اور مال کے ساتھ پروردگار عالم کی خوشنودی اور اس کے غضب کا اعتبار نہ کرو۔ کیونکہ اس حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ایحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین نسارع لھم فی الخیرات بل لا یشعرون کیا وہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نے ان کی مال و اولاد سے مدد کر کے خیرات و منافع میں انہیں سبقت دی بلکہ وہ نہیں جانتے (انہیں نہیں معلوم کہ ہم نے مال اور اولاد کے ساتھ ان کی مدد کر کے انہیں آزمایا ہے) بیشک پروردگار عالم فی نفسہ متکبر بندوں کو اپنے دوستوں کے ساتھ آزماتا ہے جو ان کی نظر میں ضعیف سمجھے گئے ہیں۔ فی الحقیقت موسیٰ علیہ السلام مع اپنے بھائی ہارون کے فرعون کے پاس آئے اور یہ دونوں صوف (پشم) کی عبائیں اوڑھے ہوئے تھے۔ ہاتھوں میں عصا لئے ہوئے تھے۔ انہوں نے فرعون سے شرط کی کہ اگر اسلام لے آئے تو اس کی بادشاہی باقی رہے گی۔ اس کا غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ دیکھ کر فرعون نے حاضرین سے کہا۔ کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ یہ دونوں میرے بقائے ملک اور دوام عزت کی شرط کر رہے ہیں اور حالت یہ ہے جیسا کہ تم ان کی فقیری اور ذلت کا معائنہ کر رہے ہو۔ پھر کیوں ان پر ایک مٹھی سونا پھینک نہ دیا جائے۔ اور فرعون نے یہ لفظ اس لئے کہے کہ وہ سونے کو اور اس کے جمع کرنے کو بزرگ اور خوب

اور اس کی پرستش کو حقیر سمجھتا تھا۔

جس وقت کہ پروردگار عالم نے اپنے انبیا کو مبعوث فرمایا اگر وہ اس وقت ارادہ کرتا کہ ان کے لئے چاندی سونے کے خزانے۔ خالص سونے کے معادن اور باغات کی کاشت کرنے کے مقامات کا افتتاح کر دے۔ فضائے آسمان میں اڑنے والے پرندوں اور زمین کے وحشیوں کو ان کے ساتھ جمع فرما دے (مطیع و فرمانبردار بنا دے) تو بے شک وہ ایسا کر سکتا تھا۔ اور اگر وہ ایسا کرتا تو دولتمند متکبروں کا امتحان ان متواضع نفوس کے ساتھ ساقط ہو جاتا جزا و سزا باطل ہو جاتی۔ خدا کی خبردہی (علوم یقینیہ حقہ و احکام شرعیہ و وعدہ و وعید اخرویہ کے متعلق) مضمحل ہو جاتی۔ بیشک قول خدا و رسول کو قبول کرنے والوں کے لئے امتحان شدہ لوگوں کا ثواب ثابت نہ رہتا۔ نہ مومنین ثواب محسنین کے مستحق ہوتے۔ نہ اسماء و صفات باری تعالے کے لئے معنی لازم رہتے۔ لیکن پروردگار عالم نے اپنے رسولوں کو ان کے ارادوں میں صاحب قوت و استقلال اور ان کے حالات ظاہری میں جنہیں آنکھیں دیکھ رہی ہیں (مثل فقر و فاقہ و مصائب) ضعیف و ناتوان بنایا۔ مگر ایسی قناعت کے ساتھ جو ان کے دلوں اور آنکھوں کو تونگری کے ساتھ لبریز کر دیتی ہے اور ایسی احتیاج اور فقیری کے ساتھ جو بے دلوں کے کانوں اور اندھوں کی آنکھوں کو اذیت سے پُر کر دیتی ہے۔

یہ رسول اگر ایسے صاحب قوت ہوتے کہ کوئی ان پر تسلط کرنے کا قصد نہ کر سکتا۔ ایسے غلبے والے ہوتے کہ کوئی ان پر ظلم و ستم نہ کر سکتا۔ ایسے ملک کے مالک ہوتے جس کی طرف لوگوں کی گردنیں کھنچی چلی آتیں۔ اور مرکبوں کے تنگ کی گرہیں ان کی طرف مضبوط ہو جاتیں (لوگ جوق در جوق ان کے پاس چلے آتے) تو بے شک خلقت کو بہ نسبت آزمائش کے یہ کام بہت سہل اور آسان اور استکبار و تکبر سے ان کے لئے بہت دور ہوتا (اگر انبیا صاحب دولت و حشمت ہوتے تو پھر کوئی ان کے مقابلے میں تکبر نہ کرتا۔ اکثر بلکہ ہمگین ان کی اطاعت اختیار کرتے سعید بحسب طینت اور شقی بحسب طبیعت۔ مگر شقی اور سعید کی کوئی پہچان نہ رہتی) اور البتہ یا تو لوگ غالب ہو جانے والے خوف سے ایمان لاتے (جیسے کہ ارباب دولت اپنے مال و منال کی تباہی کے خوف سے ایمان لاتے ہیں) یا ایسی رغبت ہوتی جو انہیں ایمان کی طرف مائل کر دیتی (جیسے کہ اکثر لوگ حصول دولت کی امید پر ایمان لاتے ہیں) ان دونوں صورتوں میں خلقت کی نیتیں مشترک ہو جاتیں (خوف دنیا و آخرت کے درمیان یا طمع منفعت دنیا و امید ثواب آخرت کے درمیان) اور افعال و اعمال حسنہ منقسم ہو جاتے (کیونکہ نیتیں مشترک تھیں۔ لہذا نصف ثواب کے مستحق ہوتے نہ کہ تمام ثواب کے) لیکن پروردگار عالم نے یہ ارادہ کیا کہ اس کے

رسولوں کی اطاعت۔ اس کی کتابوں کی تصدیق۔ اس کی ذات کے سامنے خضوع و خشوع۔ اس کے حکم کی فرمانبرداری۔ اس کی متابعت کا تسلیم کرنا یہ تمام امور اسی کے لیے مختص ہوں۔ اس کے غیر (طمع دنیوی) کے ساتھ مشترک ہونے کا شائبہ بھی انہیں نہ ہو اور جس قدر کہ امتحان اور آزمائش زیادہ ہوتی ہے اسی قدر ثواب اور جزا کے درجات بھی بڑھ جاتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ پروردگار عالم نے بندگان اولین کو ابتدائے حضرت آدم صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ سے لے کر اس عالم موجودہ کے آخرین تک پتھروں کے ساتھ آزمایا۔ ایسے پتھر جو نہ ضرر پہنچا سکتے تھے نہ نفع۔ نہ سنتے تھے نہ دیکھتے تھے۔ ان پتھروں کو اپنا ایسا بیت الحرام بنایا جسے لوگوں کی منفعت کے لیے قرارگاہ اور تکیہ گاہ قرار دیا۔ اور بلحاظ پتھر کے قطعات زمین میں سے نہایت ہی سخت قطعہ بروئے کلوخ و زمین خشک دنیا کے شہروں میں تقریباً ایک ہی شہر سخت پہاڑوں ریگ کے ٹیلوں، کم آب چشموں اور متفرق قریات کے درمیان اسے ایک نہایت ہی تنگ وادی قرار دیا۔ نہ شتر اس میں پرورش پا کر تر و تازہ اور فربہ ہو سکتے ہیں، نہ سُم دار حیوان۔ نہ کھُروں والے۔ پھر آدمؑ اور اس کی اولاد کو حکم دیا کہ اپنے قصد اور توجہ کو اس کی طرف مائل کریں پس وہ (بیت الحرام) ان لوگوں کے منافع سفر کا مرجع۔ ان کے بوجھ اتار دینے کے مکان کی انتہا ہو گیا۔ منقطع ہو جانے والے سمندروں کے جزیروں، عمیق غاروں میں واقع ہونے والے مکانوں۔ بے آب و گیاہ اور دور دراز بیابانوں سے سفر کرتے ہوئے دلوں کے میوے اس (بیت الحرام) کی خواہش کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ نہایت شوق کے ساتھ اطاعت کی حالت میں اپنے شانوں کو حرکت دیتے ہیں (سفر بیت الحرام کرتے ہیں) اس کے اطراف میں خوشنودی خدا کے لیے صدائے لبیک بلند کرتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کے لیے بالوں کو پریشان اور غبار آلود کیے ہوئے ایسی حالت میں اپنے پاؤں پر دوڑتے ہیں کہ اپنے پیراہنوں اور لباسوں کو پشت پر لاد رکھا ہے۔ اپنے بدن کے حسین مقامات کو بال نہ ترشوانے کے سبب سے زشت اور بدروپ کر لیا ہے۔ اور یہ حکم امتحان عظیم۔ آزمائش شدید۔ ایک بیّن جانچ پرتال اور انتہائی رستگاری کے لیے صادر فرمایا اور اس امتحان و آزمائش کو اپنی رحمت کے سبب سے جنت تک پہنچ جانے کا سبب اور وسیلہ قرار دے دیا۔

اگر پروردگار عالم نے اپنے بیت الحرام اور اپنی عبادت کے بزرگ مقامات کو باغوں نہروں۔ نرم اور ہموار زمینوں۔ میوے کے قریب پہنچے ہوئے درختوں کے جھنڈ گندم کے دانوں۔ سرسبز مرغزاروں، باغات والی کشت زاروں، پانی سے سیراب رہنے والے اطراف۔ تر و تازہ زراعتوں اور آباد رستوں کے درمیان واقع ہونے والے قریات میں قائم

کرتا تو بے شک اس امتحان کی نرمی کی بنا پر جزا اور ثواب کی مقدار بھی بالکل قلیل کر دیتا۔ وہ بنیادیں جن پر بیت الحرام محمول ہے۔ وہ پتھر جن کے سبب سے بیت اللہ بلند اور رفیع ہے اگر سرسبز زمرد، سرخ سرخ یاقوت اور نور و روشنی کے درمیان واقع ہوتے تو بیشک اس کے سبب سے سینوں میں شبہات کے غلبے کو خفیف اور ضعیف ابلیس کی کوششوں کو قلوب سے الگ اور شک و شبہہ کے مقامات کو لوگوں سے دور کر دیتا۔ لیکن پروردگار عالم اپنے بندوں کو طرح طرح کی سختیوں سے آزماتا ہے۔ قسم قسم کی مشقتوں سے ان کی عبادت کی تحقیق کرتا ہے۔ انواع انواع کے مکروہات میں مبتلا کرتا ہے۔ کیوں؟ ان کے دلوں سے تکبر کو خارج کرنے کے لئے نرمی۔ ذلت اور خاکساری کو ان کے نفوس میں جگہ دینے کے لئے اور اس لئے کہ اس امتحان آزمائش کو اپنے فضل و کرم کی طرف کھلے ہوئے دروازے۔ اپنی بخشش اور معافی کے لئے آسان سبب مقرر فرمائے۔

ڈرو اور دنیا میں جور و ستم کرنے ظالم ہو کر سختی آخرت کی طرف متوجہ ہونے اور تکبر کی بد انجامی میں خدا سے ڈرو۔ کیونکہ یہ تکبر شیطان کا ایک زبردست دام شکار ہے۔ اس کے خدع و فریب کا ایک عظیم مقام ہے۔ یہ تکبر ایسا ہے کہ ہلاک کر ڈالنے والے زہروں کے جوش دینے کی مانند لوگوں کے دلوں کو کھولا دیتا ہے۔ یہ تکبر (یا زہر) اپنے اثر کو کبھی نہیں روکتا۔ کسی عالم کے علم اور کسی فقیر کے پھٹے پرانے کپڑوں کا لحاظ کر کے کبھی ان کے مقتل کو خطا نہیں کرتا۔ اسی سبب سے (کہ یہ تکبر قتال ہے) پروردگار نے اپنے مومن بندوں کی نماز، زکوٰۃ اور ایام مفروضات میں صیام کی کوششوں کے ساتھ حفاظت کی ہے تاکہ ان کے ہاتھ پاؤں آرام پائیں۔ ان کی آنکھیں جھک جائیں۔ ان کے نفوس میں تذلل اور خاکساری پیدا ہو جائے۔ ان کے قلب پست ہو جائیں اور اس تکبر کا زوال ان اشیا سے کر دیا ہے جو ان عبادات میں موجود ہیں جیسے کہ خاکساری کی راہ سے چہروں کو خاک آلود کرنا۔ حقارت کی تلاش کے سبب سے اپنے شریف اعضا کو زمین سے چسپاں کرنا۔ ذلت کی جستجو کے باعث روزہ داری کے شکم کو پشت کے ساتھ ملحق کر دینا۔ ادائے زکوٰۃ کے وقت ثمرات، منافع زمین وغیر ذالک کو محتاجوں اور فقیروں کے درمیان صرف کرنا۔ دیکھو ان عبادات میں کس طرح فخریات آشکار کو برطرف اور تکبر کے ظاہر ہونے کو منع کیا گیا ہے۔

میں نے خوب غور سے دیکھا۔ مگر دنیا والوں میں سے کسی شخص کو ایسا نہ پایا جو اشیا میں سے کسی شے کے سبب سے تعصب کرے (مگر اس علت کے سبب سے جو یا تو نادان کی تلبیسات کو اٹھائے ہوئے ہو یا بیوقوفوں کی عقل کے ساتھ چسپاں ہو۔ مگر سوائے تمہارے اے اہل کوفہ! کیونکہ تم لوگ ایسے امور میں تعصب کرتے ہو جس کی وجہ اور جس کی علت ابلیس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اس ابلیس نے آدم علیہ السلام پر ان کی طینت کے سبب سے تعصب کیا۔ اپنی خلقت کے سبب سے ان پر اعتراض کیا اور کہا میں ناری ہوں تو خاکی ہے۔ لیکن مرفع الحال امتوں میں سے صاحبان نعمت نے نعمتوں کے واقع ہونے

کے مقامات کے فوائد کے سبب سے تعصب اختیار کیا اور کہا کہ ہم کثیر الاولاد ہیں کثیر المال ہیں۔ اور ہم عذاب کردہ شدہ نہیں۔ پس اگر تعصب ضروری ہی ہو تو بزرگ خصائل محمودہ اور فضائل تعریف افعال اور امور حسنہ کے سبب سے تمہارا تعصب ہونا چاہیئے جن میں عرب کے بزرگ اور صاحب مجد خاندانوں اور قبیلوں کے صاحب رفعت و بلندی امیروں نے خلقہائے مرغوب۔ عقلہائے بزرگ جلیل الشان افکار اور پسندیدہ علامتوں کے سبب سے زیادتی اور فضیلت کی تلاش کی ہو۔

تم خصائل محمودہ کے لئے ضرور تعصب کرو جیسے کہ ہمسائے کی محافظت۔ عہد و پیمان کی وفا۔ نیکی کی اطاعت۔ تکبر کی نافرمانی۔ فضیلت اور بزرگی کا حصول۔ بغاوت اور ظلم سے بچنا۔ قتل کو بہت بڑا امر اور برا سمجھنا۔ خلق کے ساتھ انصاف کرنا۔ غصہ کا ضبط، فساد فی الارض سے اجتناب۔ وہ عقوبتیں جو بدکرداری اور زشتیٔ اعمال کے باعث تم سے پہلی امتوں پر نازل ہوئی ہیں۔ ان سے ڈرو یاد کرو۔ خیر اور شر میں ان کی کیا حالتیں تھیں۔ تم حذر کرو اس بات سے کہ ان کے مانند ہو جاؤ۔ اب جس وقت کہ تم ان کے حالات کے تفاوت کے متعلق فکر سے کام لو تو اس امر کو اپنی ذات سے لازم کرو جس کے سبب سے عزت ان کے حالات کے ساتھ لازم ہوئی۔ جس کے سبب سے دشمن ان سے دور ہو گئے۔ عافیت ان کی طرف جاری ہوئی۔ نعمتیں ان کی مطیع و منقاد ہوئیں۔ تفرقہ سے بچنے۔ باہم الفت و محبت کو لازم کر لینے۔ اسی الفت کی ترغیب دینے اور اسی کی وصیت کرنے کے سبب سے کرامت اور بزرگی ان کے اجتماع کی رسیوں سے پیوست ہو گئی۔ اور ہر ایک اس کام سے پرہیز کرو جس نے ان کی پشت کے نقروں (مہروں) کو توڑ ڈالا۔ دلوں میں کینہ رکھنے۔ سینوں میں دشمنی کے اٹھانے۔ ایک دوسرے سے پشت پھرا لینے اور باہم ہاتھوں کی مدد نہ کرنے کے سبب سے ان کی قوت ضعیف اور سست ہو گئی۔ تم ان مومنین کے حالات کو تدبر اور تفکر کی نگاہوں سے دیکھو جو تم سے پہلے گزر گئے کہ وہ لوگ آزمائش اور امتحان کی حالت میں کیونکر بسر کرتے تھے۔ کیا وہ لوگ ایک سنگین بوجھ اٹھانے کے لحاظ سے سخت ترین مخلوق نہ تھے؟ کیا از روئے امتحان و آزمائش بندوں میں سب سے زیادہ مشقت اٹھانے والے نہ تھے؟ کیا از راہ حالت وہ تمام اہل دنیا سے زیادہ تنگ اور تنگدست نہ تھے؟ جابر بادشاہوں نے انہیں گرفتار کیا۔ انہیں نہایت ہی برا عذاب پہنچایا۔ انہیں سخت تلخیوں کے پیالے پلائے۔ ہلاکت کی ذلتوں اور سلطنت کی مغلوبیت میں ہمیشہ ان کا یہی حال تھا۔ ان تکلیفوں کے روکنے کے لئے کوئی چارہ کار نہ پاتے تھے نہ دفع کرنے کا کوئی رستہ نہ دیکھتے تھے حتیٰ کہ پروردگار عالم نے اپنی دوستی میں اذیت کھینچنے پر ان سے صبر کی تلاش اور کوشش اور اپنے خوف کے سبب سے مکروہات و مصائب کے اٹھانے کو دیکھا ان کے لئے بلاؤں کی تنگیوں کو کشائش مقرر کیا۔ ذلت کی جگہ عزت۔ خوف کی جگہ امن کو ان کے لئے بدل دیا۔ پس وہ لوگ

بادشاہ، حکام، پیشوایان راہ نما ہو گئے اور خداوند تعالیٰ کی جانب سے وہ کرامت انہیں پہنچی کہ جس کی طرف آرزوئیں روانہ نہ کرتی تھیں (انہیں ان مدارج کی آرزو بھی نہ تھی)

اب تم دیکھو کہ اشراف و بزرگان قوم کیونکر آپس میں جمع تھے۔ خواہشیں متفق تھیں۔ قلوب راستی کی طرف مائل تھے۔ ہاتھ ایک دوسرے کے معاون تھے۔ تلواریں ایک دوسرے کی مددگار تھیں نگاہیں انجام کار کو دیکھ لیتی تھیں۔ نیتیں واحد تھیں۔ کیا وہ اطراف زمین میں پرورش کنندہ نہ تھے؟ کیا وہ اہل دنیا کی گردنوں پر حاکم اور بادشاہ نہ تھے۔ اب تم ان امور کی طرف دیکھو جو ان کے انجام میں واقع ہوئے جبکہ ان میں تفرقہ واقع ہو گیا۔ الفتیں پراگندہ ہو گئیں، دل اور زبانیں مختلف ہو گئیں وہ ایک دوسرے سے مخالف ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ ایک دوسرے سے جنگ کر کے متفرق ہو رہے۔ پروردگار عالم نے اپنی کرامت کا لباس ان پر سے اتار لیا۔ اپنی نعمت کی خوشنودی کو ان سے سلب کر لیا۔ اور ان کی خبروں کے قصے تم لوگوں میں عبرت کے لئے باقی چھوڑ دیئے تاکہ تم میں عبرت حاصل کرنے والے لوگ عبرت حاصل کریں۔

تم اولاد اسمٰعیل و بنی اسحاق و بنی اسرائیل کی حالتوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو ان کے حالات کی مناسبت کس قدر زیادہ ہے، ان کی مثالوں کی مشابہت کس قدر قریب ہے۔ ان کے امور میں تامل کرو۔ ان کے پراگندہ ہونے کی حالت کو دیکھو اور ان راتوں میں ان کی تفریق کا اندازہ کرو جبکہ اکاسرہ یعنی شاہان عجم اور قیاصرہ یعنی شاہان روم ان کے خداوند اور بادشاہ تھے۔ انہیں آفاق کے پر نعمت مکانوں، عراق کے دریاؤں اور دنیا کے سبزہ زاروں سے لیکر شیح[1] کے اگنے کے مقامات، ہوا کی جولانیوں کے بیابان اور مکان ہائے سختی معیشت تک جمع کر دیتے تھے۔ پھر انہوں نے ان کو ایسی حالت میں چھوڑ دیا کہ یہ فقیر و محتاج ہو گئے۔ یہ زخم دار اونٹوں کے مصاحب اور اون والی بکریوں کے مالک (اونٹ اور بکریاں چرانے والے) بن گئے بلحاظ مکانات ذلیل ترین امم اور براہ قیام تنگ ترین قبائل ہو گئے۔ کسی دعوت کے پروں کے نیچے نہ آتے تھے جو ان سے تمسک کر لیں (کوئی اپنے مقامات میں ان کی دعوت نہ کرتا تھا جو اس کی پناہ لیں) نہ کسی کی محبت کے سائے میں آنا نصیب ہوتا تھا جس کی عزت پر یہ اعتماد اور بھروسہ کر لیں۔ دختروں کو زندہ درگور کرنے۔ بتوں کے پوجنے۔ صلہ رحم کے منقطع کرنے۔ متفرق دشمنوں کے ہاتھ سے تاراج ہونے کے سبب سے جہل و نادانی میں گرفتار ہو کر دشواریوں میں مبتلا رہ کر ان کی کثرت متفرق ہو گئی۔ ہاتھوں (قوتوں) میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور ان کے حالات مضطرب ہو کر رہ گئے تم ان پر خدا کی نعمتوں کے نازل ہونے کے مقامات کی طرف نظر کرو جبکہ ان کی طرف ایک عظیم الشان

[1] شیح ایک قسم کی گھانس ہے جسے فارسی میں درمنہ کہتے ہیں ۱۲۔

پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کو مبعوث فرمایا۔ ان کی اطاعت کو اس کی شریعت کے ساتھ لبستہ کر دیا ان کی الفت کو اس کی دعوت پر جمع فرما دیا۔ کس طرح نعمتوں نے اپنی کرامت کے بازو ان پر پھیلا دیئے۔ اور خوش گزرانی کی نہروں کو ان کی طرف جاری کر دیا۔ اپنی برکت کے فائدوں میں ان کی شریعت کو جمع کیا۔ انہوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ نعمتوں میں غرق اور معیشت کی سرسبزی میں خوشحال ہو گئے۔ ان کے امور نے بادشاہ قاہر اور غالب کے سائے میں منزل حاصل کی، ان کے حالات نے ان کو غلبہ کرنے والی عزت کے پہلو میں جگہ دیدی۔ قائم اور برقرار بادشاہی کی بلندی میں امور نے ان پر مہربانی کی۔ وہ اہل عالم پر حکمران اور اطراف زمین میں بادشاہ ہوتے اور اب ایسے شخص کے امور کے مالک ہو رہے ہیں جو ان کے امور کا مالک تھا۔ اس شخص کے بارے میں احکام جاری کر رہے ہیں جو ان کے بارے میں جاری کیا کرتا تھا۔ نہ کوئی نیزہ ان کے لئے ہاتھوں میں دبایا گیا ہے، نہ کوئی پتھر ان کے لئے کوفتہ کیا گیا ہے (کوئی شخص ان کی قوت کے سبب سے انہیں برائی نہیں پہنچا سکتا) آگاہ ہو جاؤ کہ اطاعت کی رسّی سے تم نے اپنے ہاتھوں کو حرکت دی ہے۔ وہ حصار جو تمہارے گرد کھینچا گیا تھا تم نے احکام جاہلیت کی پیروی کر کے اس میں رخنے ڈال دیئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ محبت اور الفت کی رسّی جو تمام امت کے درمیان باندھی گئی ہے جس کے سائے میں وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں، نعمتوں کے ساتھ جس کے پہلو میں جگہ لیتے ہیں۔ اس کے سبب سے پروردگار عالم نے تمام امت پر احسان رکھا ہے۔ مخلوقات میں سے ایک متنفس بھی اس کی قیمت کو نہیں جانتا کیونکہ وہ ہر ایک قیمت سے بالاتر ہے۔ اور ہر ایک بزرگ چیز سے بزرگ تر۔

خوب جان لو کہ تم لوگ ہجرت کے بعد بیابان جہالت کے ساکن ہو گئے (مدینۂ علم کو بھلا دیا) اور دوست ہونے کے بعد مختلف گروہ اور فرقے ہو گئے۔ تم فقط اسلام کے نام سے تعلق رکھتے ہو، ایمان سے تمہیں کوئی علاقہ نہیں۔ فقط اس کی علامت کو پہچانتے ہو جو (اظہار شہادتین ہے) تمہارا قول ہے کہ آتش جہنم قبول مگر ننگ و عار گوارا نہ کریں گے۔ گویا تم ارادہ کر رہے ہو کہ اس ظرف اسلام کو اس کی ہتک حرمت کر کے اس کے عہد و میثاق کو توڑ کر منہ کے بل گرا دو۔ وہ اسلام جسے پروردگار نے تمہارے لئے اپنی زمین میں حرم (دشمنوں کو داخل ہونے سے منع کرنے والا) اور اپنی خلقت کے درمیان جائے امن قرار دیا۔ اور بے شک اگر تم غیر اسلام کی طرف پناہ لے جاؤ۔ اور کفار تم سے محاربہ کریں تو پھر نہ جبرئیل و میکائیل تمہاری مدد کر سکتے ہیں نہ مہاجرین والانصار۔ سوائے اس کے کہ تم آپس میں اپنی شمشیروں کو کوفتہ کرلو حتیٰ کہ پروردگار عالم تمہارے درمیان حکم صادر کرے۔ بیشک تمہارے پاس خدا کے عذاب۔ اس کے عقوبات کی کوفتگی اس کے ایام غضب۔ اس کے وقائع عقاب کی

مثالیں موجود ہیں۔ تم اس کی گرفت کو بھلا کر اس کے خشم اور غصّہ کو سہل سمجھ کر۔ اس کے عذاب سے ناامید ہو کر۔ ان وعدہ ہائے عذاب کو دور نہ سمجھو۔ کیونکہ پروردگار عالم نے گزشتہ زمانے کی امتوں پر تمہارے سامنے لعنت نہیں کی۔ مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک کر دینے کے سبب سے۔ پس نادانوں اور بے وقوفوں پر ارتکاب معاصی کے سبب سے لعنت کی۔ اور عقلمندوں کو ترک نہی عن المنکر کے سبب سے۔ آگاہ ہو جاؤ تم نے اسلام کی بندش کو قطع کر ڈالا اس کے حدود کو معطّل اور اس کے احکام کو بالکل مُردہ کر دیا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ پروردگار عالم نے مجھے ظالموں۔ نکث بیعت کرنے والوں اور فساد فی الارض کے بانیوں سے قتال کا حکم دیا ہے۔ لیکن بیعت توڑنے والے۔ میں نے ان سے مقاتلہ کیا۔ اور صاحبان ظلم و جور (اہل شام) میں نے ان سے جہاد کیا۔ اور مارقین یعنی مردمان مفسد خارج از دین (خوارج) میں نے انہیں بھی ذلیل و خوار کر دیا۔ اب رہا ردہہ[1] کا شیطان۔ میں اس کے قتل کے لئے اس صدائے صاعقہ[2] کے باعث کافی ہو گیا۔ جس کے سبب سے میں نے اس کے دل کی طپش کی آواز اور اس کے سینے کی جنبش کرنے کی صدا سُن لی۔ اور اہل بغاوت میں سے کچھ تھوڑا سا بقیہ (گروہ شامی) باقی رہ گیا البتہ اگر پروردگار عالم مجھے مکرر ان کے ساتھ مقاتلہ کرنے کا اذن دیتا تو بے شک میں انہیں مقہور و مغلوب کر دیتا۔ الا یہ کہ وہ اطراف بلاد میں نہایت پریشانی کے ساتھ منتشر اور متفرق ہو جاتے۔

میں نے بزرگان عرب کے سینوں کو زمین پر رکھ دیا اور قبیلۂ ربیعہ و مضر کی نئی برآمد ہونے والی شاخوں کو توڑ ڈالا تم اس قرابت قریبہ اور منزلت خاصّہ کے ساتھ خوب جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کے نزدیک میرا کیا مقام ہے۔ جب میں لڑکا تھا تو آپ نے مجھے اپنی گود میں اٹھایا، اپنے سینے سے لپٹایا۔ اپنے فرش پر مجھے اپنے پہلو میں رکھتے تھے۔ جسم اطہر کو میرے جسم سے مَس کرتے تھے۔ اپنی خوشبو مجھے سنگھاتے تھے۔ پہلے کسی چیز (طعام) کو خود چباتے تھے۔ پھر میرے منہ میں وہ لقمہ دیتے تھے۔ آپ نے میری گفتار میں کوئی دروغ اور میرے کردار میں کوئی فساد نہیں پایا۔ اور جس وقت جناب رسول اللہ کا دودھ بڑھایا گیا تو اسی وقت سے پروردگار عالم نے اپنے فرشتوں میں سے ایک بزرگ فرشتے (جبرئیل علیہ السلام) کو آپ کا ہم نشین اور جلیس بنا دیا کہ آپ کو روز و شب کل عالم (ماسوے اللہ) کے اخلاق کریمہ و محاسن عظیمہ کے رستوں پر سالک کرتا

---

[1] ردہہ نہروان میں ایک مقام کا نام ہے۔

[2] روایت میں وارد ہے کہ جنگ نہروان میں جناب امیر علیہ السلام نے ایک ایسا نعرہ کیا کہ ذو الثدیہ جو اس قوم کا بزرگ اور شیطان تھا اس کے خوف سے بھاگا اور غاروں میں گر کر ہلاک ہو گیا۔ اور بقول صاحب منتہی الارب شیطان ردہہ سے مراد معاویہ ابن ابوسفیان ہی ہے ۱۲۔

تھا۔ اور میں ان کی اس طرح پیروی کرتا تھا جیسا کہ بچۂ شتر اپنی ماں کی پیروی کیا کرتا ہے۔ آپ ہر روز مجھے اپنے اخلاق کریمہ کے ایک علم کی تعلیم کرتے تھے، اور مجھے اس کی پیروی کا حکم دیتے تھے۔ ہر سال میں ایک مہینہ آپ کوہ حرا میں مقیم رہتے تھے۔ میں آپ کو دیکھتا تھا اور میرے سوا کوئی نہ دیکھ سکتا تھا کسی گھرانے کے لوگ اس روز اسلام کے حلقے میں جمع نہ تھے سوائے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ و حضرت خدیجہؓ کے اور میں ان دونوں کا تیسرا تھا۔ میں وحی اور رسالت کا نور دیکھتا تھا۔ بوئے نبوت کی خوشبو سونگھتا تھا۔ جس وقت وحی نازل ہوئی تو میں نے شیطان کی فریاد رقوت غضبیہ شہوتیہ کے انکسار کی صدا سنی۔ عرض کی یارسول اللہ یہ کیسی فریاد ہے؟ فرمایا یہ شیطان ہے جو اپنی عبادت اور اپنے تسلط سے مایوس ہو گیا۔ بیشک جو میں سنتا ہوں تو بھی سنتا ہے جو کچھ میں دیکھتا ہوں تو بھی دیکھتا ہے الّا یہ کہ تو نبی نہیں ہے۔ لیکن نبی کا وزیر ہے اور بے شک تو ایک خیر بزرگ (اسلام) پر ثابت رہے گا۔

میں اس وقت جناب رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہی تھا جبکہ بزرگان قریش حضرت کی خدمت میں آئے اور کہا: "اے محمدؐ تو ایک امر بزرگ کا دعویٰ کرتا ہے، جس کا تیرے آباؤ اجداد اور تیرے گھر میں سے کسی شخص نے دعوے نہیں کیا۔ ہم تجھ سے ایک امر کا سوال کرتے ہیں۔ اگر تو نے اس کا جواب ہمیں دے دیا اور اس چیز کو ہمیں دکھا دیا تو ہم جان لیں گے کہ بے شک تو نبی اور رسول ہے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ تو ایک بڑا جھوٹا جادوگر ہے"۔ یہ سنکر جناب رسول اللہ صلعم نے ان لوگوں سے فرمایا۔ تم کیا سوال کرتے ہو۔ وہ کہنے لگے کہ اس درخت کو (جو سامنے موجود ہے) ہماری خاطر سے بلاؤ، حتیٰ کہ یہ اپنی جڑوں سمیت اکھڑ کر چلا آئے اور تیرے سامنے کھڑا ہو جائے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا بے شک خداوند عالم ہر ایک شے پر قادر ہے لیکن اگر خداوند عالم تمہارے لئے ایسا ہی کر دے تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟ شہادت حقّہ ادا کرو گے؟ انہوں نے کہا: "ہاں"۔ آپ نے فرمایا میں بھی تمہیں اس چیز کو دکھاتا ہوں جسے تم طلب کرتے ہو۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم امر خیر (اسلام) کی طرف رجوع نہ کرو گے۔ تم میں وہ شخص[1] موجود ہے جو کشتہ کر کے کنوئیں میں ڈال دیا جائے گا اور وہ شخص[2] حاضر ہے جو اپنے گروہ میں تفرقہ ڈال کر انہیں مختلف گروہوں میں تقسیم کر رہا ہے۔ پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "اے شجر اگر تو خدا اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے۔ اگر تو جانتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں تو اپنی جڑوں سمیت اکھڑ کر باذن اللہ میرے سامنے آکر کھڑا ہو جا"۔ قسم اس ذات وحدہ لاشریک کی جس نے حضرت کو مبعوث فرمایا ہے، وہ اپنی جڑوں

---

[1] چنانچہ ابوجہل اور عتبہ بن ولید وغیرہ کے کشتے بروز جنگ بدر کنوئیں میں ڈالے گئے۔

[2] جیسا کہ ابوسفیان و عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ ۱۲۔

سمیت اکھڑ کر وہاں سے چلا۔ ایک سخت آواز اس سے پیدا تھی اور ایک ایسی صدا نکل رہی تھی جیسے ایک تیز پرندے کے پروں سے اڑتے وقت پیدا ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے پر و بال کھولے ہوئے حضرت کے سامنے آگیا۔ اپنی ایک طویل شاخ کو حضرت پر ڈالا اور بعض ٹہنیوں کو میرے شانے پر بھی۔ کیونکہ میں حضرت کے دائیں جانب بیٹھا ہوا تھا۔ جب قریش نے یہ امر مشاہدہ کیا تو سرکشی اور تکبر کی راہ سے کہنے لگے: "اب اس درخت کو حکم دے کہ اس کا نصف تیرے پاس چلا آئے اور نصف دیگر اپنی جگہ پر قائم رہے۔" حضرت نے یہی حکم دیا۔ حکم سنتے ہی اس درخت کا آدھا حصہ نہایت ہی عجیب اور سخت طریقے سے پہلی مرتبہ سے زیادہ آواز اور صدا دیتا ہوا چلا اور قریب تھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کو لپیٹ لے۔ یہ دیکھ کر پھر انہوں نے کفر اور سرکشی کی راہ سے کہا: "اس آدھے حصے کو حکم دے کہ اپنے نصف دیگر کی طرح پلٹ جائے جیسا کہ پہلے تھا دونوں ہی باہم پیوست ہو جائیں" پس حضرت نے حکم دیا اور وہ پلٹ گیا۔ اس وقت میں نے کہا: "سوائے خدا کے کوئی خدا نہیں۔ یا رسول اللہ میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا ہوں، اور سب سے پہلا شخص ہوں جو تیری نبوت کی تصدیق اور تیرے کلمات کی بزرگی کے لئے اس درخت سے مشاہدہ ہونے والے افعال کا اقرار کر رہا ہے جو بحکم خداوند تعالیٰ اس سے صادر ہوئے" یہ دیکھ کر اس گروہ نے کہا۔ نہیں نہیں بلکہ یہ جھوٹا جادوگر ہے اور جادوگری میں نہایت ہی چالاک اور چابک دست ہے۔ اور کیا اس شخص کے مانند اور بھی کوئی تصدیق کر سکتا ہے اور اس اشارے سے مراد مجھے لیا۔ اور بیشک میں اس گروہ میں سے ہوں جنہیں راہ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہیں پکڑ سکتی۔ ان کی صورتیں صدیقین کی صورتیں ہیں۔ ان کے کلام متقیوں کے کلام ہیں۔ وہ خدا کی یاد میں راتوں کے آباد کرنے والے ہیں۔ اور دن میں متلاشیان ہدایت کے لئے ہدایت کی نشانیاں۔ وہ قرآن کی ریسمان سے متمسک ہیں۔ طریقۂ خدا و طریقۂ رسول کو زندہ کرتے ہیں۔ وہ تکبر نہیں کرتے، وہ بلندیوں کے طالب نہیں۔ وہ حاسد اور کینہ ور نہیں۔ وہ فتنہ و فساد برپا نہیں کرتے۔ ان کے دل جنت میں پڑے ہوئے ہیں اور جسم اعمال و عبادات میں۔

کلام امام علیہ السّلام

جب عثمان محصور ہو گئے تو حضرت سے سوال کیا کہ آپ کچھ روز کے لئے اس کی جاگیر ینبع کی طرف مدینہ سے نکل کر جائیں تاکہ لوگوں کا شور و غل ان کے نام کے ساتھ کم ہو جائے کیونکہ لوگ یہی کہہ رہے تھے کہ ہم اسے معزول کر کے جناب امیر کو خلیفہ کریں گے تو اس مطلب کے اظہار کے لئے بطور قاصد عبداللہ ابن عباس کو حضرت کے پاس بھیجا۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی یہی سوال کر چکا تھا۔ بہر حال جناب امیر علیہ السّلام نے عبداللہ ابن عباس سے فرمایا: اے ابن عباس عثمان کا یہ ارادہ ہے کہ مجھے پانی کی

مشکیں لاد کر چلنے والا اونٹ بنا دے کہ میں مدینہ میں آؤں اور وہاں سے روگردانی کروں۔ بیرون مدینہ میرے پاس قاصد بھیجا تاکہ میں مدینہ میں چلا آؤں۔ اور اب قاصد بھیجا ہے کہ میں یہاں سے نکل جاؤں۔ قسم خدا کی میں نے محاصرہ کو اس سے دفع کیا۔ حتیٰ کہ اب مجھے گنہگار ہونے کا خوف ہے (کیونکہ وہ لوگ جو حق کی طرف مائل ہوں ان کی زجر و توبیخ بیشک گناہ ہے اور وہ خلیفہ برحق یعنی ذات مبارک کی طرف ہی رجوع کر رہے تھے)

کلام امام علیہ السلام

رسول خدا کے ہجرت کرنے کے بعد آپ پر جو سختیاں واقع ہوئیں کیونکہ آپ بحکم حضرت امانتوں کی ادائگی اور دیگر مصلحتوں کے سبب سے مکہ معظمہ ہی میں تشریف فرما تھے حتیٰ کہ آپ کے ہی بستر پر آرام کیا جس رات کہ کفار نے جناب پیغمبر کے قتل کا مشورہ کیا تھا ان سختیوں کا ذکر آپ نے ایک طولانی تقریر میں فرمایا ہے جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے: "پس میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کے رستے کی متابعت کی۔ میں آپ کی تلاش میں[1] روانہ ہوا۔ ایک ایک منزل میں آپ کی خبر دریافت کرتا تھا حتیٰ کہ منزل عرج میں حضرت کو پالیا"۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

تم عمل و عبادت کرو۔ کیونکہ اس وقت تم بقا کی وسعت میں موجود ہو۔ نامہ اعمال کھلے ہوتے ہیں۔ (جو چاہو درج کرا لو) توبہ کا بستر بچھا ہوا ہے۔ حق کی طرف سے پیٹھ پھرا لینے والا حق کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اور گناہگار کو توبہ کی طرف رجوع کرنے کی امید ہے۔ تم عمل کر و قبل اس سے کہ عمل و عبادت کا شوق (موت کے سبب سے) مٹ جائے مہلت منقطع ہو جائے۔ مدت عمر گذر جائے۔ توبہ کا دروازہ بند ہو۔ ملائکہ (نامہ اعمال کو لیکر) اوپر صعود کر جائیں۔ جو انسان اپنے نفس کے لئے اپنے نفس

---

[1] وہ فقرہ جس کا یہ ترجمہ ہے یہ ہے فاطاء ذکرہ جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ میں نے ان کے ذکر کو روندڈالا جس کا مطلب یہ ہے جو اوپر رقم کر دیا گیا۔ سید رضی علیہ الرحمہ اس فقرے کی نسبت فرماتے ہیں کہ "یہ فقرہ انتہائی اعجاز اور فصاحت تک پہنچا ہوا ہے"۔ ہمارے خیال میں زمانہ والے جو معمولی معمولی ادیبوں کے کلام سنکر اعجاز اعجاز کے نعرے بلند کیا کرتے ہیں اگر اس فقرے کی نسبت اس لفظ کا استعمال کریں تو نہایت ہی مناسب اور انسب ہے اسی بنا پر بعض کا قول ہے کہ مواعظ پند و نصائح کے علاوہ جس فصاحت و بلاغت اور کمالات علم ادب پر یہ کتاب شامل ہے کوئی دوسری کتاب نہیں ہو سکتی۔ الا قرآن۔ پھر کیوں نہ ہو کہ یہ آخر یہی تو آبدار موتی ہیں جو قرآن ناطق کے صدف دہن سے نکلے ہیں ۱۲

سے منفعت حاصل کرے۔ اپنی ہی زندگی سے اپنی موت کے لئے حیات اخذ کرے۔ اپنی ہی نیستی سے اپنے باقی رہنے کی سبیل نکالے۔ اپنی روبزوال عمر سے قائم رہنے والی عمر کی تحصیل کرے تو ایسا شخص وہ ہے جو خدا سے خوف کرتا ہے۔ یہ ایسا شخص ہے جس نے نہایت ہی مناسب لگام کے ساتھ اپنے نفس کی حفاظت کی ہے اور نہایت ہی مناسب اور لائق مہار کے ساتھ اسے کھینچ لیا ہے۔ پس لگام کے ساتھ تو اُسے خدا کی نافرمانی سے باز رکھا ہے اور مہار کے ساتھ اسے اطاعت الٰہی کی طرف کھینچ لیا ہے۔

کلام امام علیہ السّلام

حَکَمین (عمرو عاص و ابو موسیٰ اشعری) اور اہل شام کی مذمت میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ لوگ (اہل شام اور عمرو عاص و ابو موسیٰ اشعری) ستمگار ہیں۔ رذیل ہیں، شریر ہیں، رذیلوں کے غلام ہیں۔ یہ ہر ایک جانب سے جمع ہوئے اور ہر ایک مخلوط و ممزوج کو چُن لیا (میل ملاپ کی جگہ تفرقہ اندازی کر دی) یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے لئے سزاوار ہے کہ انہیں سمجھایا جائے، تادیب کی جائے، تعلیم دی جائے۔ انہیں امور حقہ کا خوگر کیا جائے۔ ایک حافظ اور نگہبان (بچوں کی مانند) ان پر مقرر ہو اور (لڑکوں کی طرح) ان کا ہاتھ پکڑا جائے۔ یہ لوگ مہاجرین و انصار میں سے نہیں۔ نہ ان لوگوں میں سے ہیں جو مدینہ میں قبل از ہجرت اسلام لائے تھے، اور جنہوں نے وہاں مسجد بنائی تھی۔

آگاہ ہو جاؤ کہ ان لوگوں نے اپنے نفسوں کے لئے اپنے نزدیک ترین قوم (عمرو عاص کو) اختیار کیا۔ اس چیز (تسلط و سلطنت معاویہ) کے سبب سے جسے وہ دوست رکھتے ہیں اور تم نے اپنی حکومت اور اپنی طرف سے حَکَم بننے کے لئے نزدیک ترین قوم (ابو موسیٰ اشعری) کو اس چیز (تسلط و سلطنت حضرت) کے سبب سے اختیار کیا جسے تم مکروہ سمجھتے تھے۔ حالانکہ ابھی کل ہی تم نے عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ) کے ساتھ عہد کیا تھا۔ تم نے اس سے ملاقات کی تھی (جب میں جنگ جمل کے لئے بصرے کی طرف جا رہا تھا) اور وہ کہہ رہا تھا کہ یہ حرکت باعث فتنہ و فساد ہے تم اپنی کمانوں کے چلّوں کو کاٹ ڈالو۔ اپنی تلواروں کو میان میں کرلو۔ اگر وہ اپنے اس قول میں صادق تھا تو وہ اس سفر میں ہمارے ہمرکاب رہ کر سخت گناہ کا مرتکب ہوا۔ اور اگر وہ کاذب تھا تو صریحاً اس کا اتہام اور فسق و فجور ثابت ہوتا ہے۔ خیر بہر طور اب تم عبداللہ ابن عباس کے حکم کے ساتھ (جو امیر المومنین کی خلافت کے مشتاق ہیں) عمرو عاص کے سینے میں (جو شوق امارت معاویہ ہے اس کو) دفع کردو۔ زمانے سے مہلت حاصل کرو۔ فرصت کو غنیمت سمجھو۔ کیا تم اپنے شہروں کو نہیں دیکھتے ہو، جن پر دشمن چڑھائی کرکے جنگ کر رہے ہیں، کیا اپنے ان شہروں (قلعوں) پر نگاہ نہیں ڈالتے ہو، جن کی طرف مخالفوں کے تیر پھینکے جا رہے ہیں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

اس خطبے میں حضرت آل محمد علیہم السّلام کے اوصاف حمیدہ کا ذکر فرماتے ہیں وہ (آل محمدؐ) علم کی زندگی ہیں، جہالت کی موت ہیں (جہالت کے مار ڈالنے والے ہیں) ان کی بردباری تمہیں ان کے علم کی خبر دیتی ہے۔ ان کی خموشیاں۔ ان کی درستی اور راستی کلام کی دلیل ہیں۔ وہ حق کے مخالف نہیں ہوتے، نہ اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ وہ اسلام کے ستون ہیں۔ وہ تمسک کرنے کے لئے مخصوص ہیں۔ ان کے سبب سے دین اسلام اپنی اصلیت کی طرف رجوع ہوا۔ باطل اپنے مقام سے دور ہو گیا۔ اس (باطل) کی زبان اپنے منبت سے قطع ہو گئی۔ انہوں نے حفاظت اور رعایت کو سمجھ کر دین اسلام کو سمجھا، نہ کہ محض سُن لینے اور روایت کی راہ سے۔ کیونکہ علم دین کی روایت کرنے والے تو بہت ہیں مگر اس کی رعایت کرنے والے بہت قلیل ہیں۔

کلام جناب امیر علیہ السّلام

اپنے اصحاب کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ پروردگار عالم نے جو نعمتیں تم پر نازل کی ہیں۔ ان کے ادائے شکر کا تم سے طلب کرنے والا ہے۔ اپنی امارت اور سلطنت کو تمہارے لئے ارث بنانے والا ہے۔ ریاضت اور عبادت کے طول طویل میدان میں تمہیں مہلت دینے والا ہے، تاکہ تم اس کی جنت کے حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت کرو۔ اب تم اپنے زیر جاموں کی گرہ مضبوط باندھ لو۔ اکل و شرب کی زیادتیوں کو تہ کر کے رکھ دو۔ کیونکہ مستقل ارادے اور شادی کی ضیافتیں ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے۔ راتوں کا سونا ارادوں کو کس قدر توڑنے والا ہے؟ ہمتوں کے یاد رکھنے کو کس قدر محو کرنے والا ہے۔

تمام شد

حصّہ ثانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توقیعات امیرؑ

اس بے مثل اور نادر کتاب کا تیسرا حصہ ہے جس میں وہ چندہ مکتوب درج ہیں جو آپ نے دشمنوں کو بھیجے۔ وہ فرامین تحریر ہیں جو آپ نے اپنے شہروں کے امیروں اور صحابہ کے نام جاری فرمائے۔ وہ عہدنامے اور احکام مندرج ہیں جو آپ کے عمال و حکام کے نام اجرا ہوئے وہ برگزیدہ وصیتیں جمع کی گئی ہیں جو اپنے اہلبیت اور اصحاب کو فرمائیں۔ اگرچہ حضرتؑ کا تمام کلام ہی تمام خلقت کے الفاظ اور کلام سے ایک نمایاں فضیلت اور بزرگی لئے ہوئے نظر آتا ہے۔

فرمان امیر علیہ السّلام

جب حضرت نے مدینہ سے بصرہ کی طرف حرکت کی تو حضرت امام حسن علیہ السلام اور عمار یاسر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ یہ فرمان کوفہ والوں کو بھیجا۔

یہ نامہ خدا کے بندے علی امیر المومنین کی طرف سے اہل کوفہ کو بھیجا جاتا ہے، جو تمیں انصار اور بزرگ گروہ عرب ہیں۔ تم لوگوں کو حمد او صلوٰۃ کے بعد جاننا چاہیئے کہ بے شک میں تمہیں عثمان کے حالات کی خبر دیتا ہوں تاکہ وہ باتیں جو تم نے سن رکھی ہیں عینی مشاہدے کے مانند ہوجائیں (کیونکہ خبر دینے والا صدیق اکبر ہے) حقیقتہً لوگوں نے اس پر طعنہ زنی شروع کی (ان کردار کے باعث جو اس سے واقع ہوئے) اور مہاجرین میں سے ایک شخص تھا جو خلقت کو اس کی طرف سے خوش کرنے کی کوشش اور ان کی سرزنش اور عتاب کی آگ کو فرو کر رہا تھا۔ اور طلحہ و زبیر کی معمولی اور آسان رفتار بھی اس کے قتل کے لئے رفتار شتر سے کم نہ تھی (وہ نہایت ہی عجلت

کی حالت میں اس کے قتل کے مشتاق تھے) اور ان دونوں کا آہستہ آہستہ ہنکانا بھی سختیوں کا پہلو لئے ہوئے تھا۔ عائشہ کی جانب سے ناگہانی غصہ اس کے بارے میں نازل ہو رہا تھا۔ لہذا ایک جماعت اس کے قتل پر مستعد ہو گئی۔ اسے قتل کر ڈالا اور بغیر کسی قسم کی کراہت اور جبر کے مجھ سے بیعت کر لی۔ بلکہ میری بیعت کی طرف راغب اور صاحب اختیار تھے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ مقام ہجرت (جو مدینہ ہے) اپنے اہل کے ساتھ کندہ ہو گیا (اس میں اب صلاحیت نہیں رہی کہ (اسے وطن بنایا جائے) اور اس کے اہل اس کے ساتھ اکھڑ گئے (اس کی سکونت سے کنارہ کشی کی) وہ اس طرح جوش میں آگیا جیسے دیگ میں جوش پیدا ہوا کرتا ہے۔ فتنہ و فساد اپنے قطب پر قائم ہو گیا۔ اب تم اپنے امیر کی طرف جلدی کرو۔ اپنے دشمن کے جہاد کے لئے عجلت سے کام لو۔ انشاء اللہ تعالٰے۔

فرمان امیر علیہ السّلام

شہر بصرہ کے فتح کرنے کے بعد حضرت نے یہ فرمان اہل کوفہ کے نام صادر فرمایا۔

اے اہل کوفہ! تمہارے پیغمبر کے اہلبیت کی اطاعت کے سبب سے خداوند عالم تمہیں اس سے بہتر جزائے خیر عنایت کرے۔ جیسا کہ وہ اپنی اطاعت پر عمل کرنے والوں اور اپنی نعمت کا شکریہ ادا کرنے والوں کو جزائے نیک عطا فرماتا ہے۔ تم نے اپنے امیر کے حکم کو سُنا، اس کی اطاعت کی تمہیں اس نے بلایا۔ تم نے اس کی آواز کو قبول کیا۔

فرمان جناب امیر علیہ السّلام

شریح ابن حارث جسے حضرت نے اہل کوفہ پر قاضی مقرر کیا تھا۔ آپ کو اطلاع ملی کہ قاضی موصوف نے آپ کے عہد خلافت میں ایک مکان اسّی دینار سرخ کے بدلے خریدا ہے۔ یہ سُنکر حضرت نے اسے بلایا اور فرمایا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ تو نے ایک مکان اسّی دینار کے بدلے خرید کیا ہے اس کے متعلق ایک قبالہ بھی لکھا ہے اور گواہیاں بھی لے لی ہیں۔ شریح نے عرض کی۔ یا امیر المومنین حقیقت امر یہی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت نے اس کی طرف ایک غضب ناک نظر سے دیکھا اور فرمایا اے شریح خبردار ہو جا! وہ چیز تیرے پاس آنے والی ہے جو تیرے قبالوں پر نظر نہ کرے گی۔ تیری حجت کی نسبت سوال نہ کریگی حتٰے کہ تجھے اس مکان سے باہر کر دے گی ایسی حالت میں کہ تو اس مقام سے دوسری جگہ کی طرف کوچ کرنے والا ہو گا۔ وہ تن تنہا تجھے تیری قبر کے سپرد کر دیگی۔ دیکھ اے شریح اور نظر کر۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس مکان کو تو نے اپنے غیر کے مال سے خریدا ہو یا اس مکان کی قیمت مالِ

حرام سے حاصل کی ہو۔ اگر ایسا ہی ہے تو تو نے اس وقت دار دنیا و دار آخرت میں خسارہ اٹھایا۔ آگاہ ہو جا کہ اس مکان کی خریداری کے وقت اگر تو میرے پاس آتا تو تجھے اس نسخہ کے موافق ایک کتبہ لکھ دیتا جسے دیکھ کر تو ایک درہم کے بدلے بھی تو اس مکان کی خریداری کی طرف راغب نہ ہوتا۔ ایک درہم سے زیادہ تو کیا۔

وہ نسخہ یہ ہے اس قبالہ یا کتبہ میں اس چیز کا ذکر ہے جسے ایک بندہ ذلیل و خوار نے ایک میت سے خرید کیا ہے۔ جو کہ کوچ کرنے کے لئے اپنے مکان سے خارج کر دیا گیا ہے۔ اس ذلیل بندے نے اس مردہ شخص سے ایسا مکان خریدا ہے جو فنا ہونے والوں کے گرد و نواح اور ہلاک ہونے والوں کی ولایت میں دنیا کے فریب اور غرور کا مکان ہے۔ اس مکان کو حدود اربعہ اس طرح سے گھیرے ہوئے ہیں۔ پہلی حد تو اسباب آفات کی طرف منتہی ہوتی ہے اور دوسری اسباب مصائب کی طرف منتہی ہوتی ہے اور دوسری اسباب مصائب کی طرف۔ تیسری حد کی انتہا ہلاک کرنے والی خواہشوں سے متعلق ہے اور حد رابع بہکانے والے شیطان کی طرف انتہا پذیر ہے اور اسی حد چہارم میں اس مکان کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس بندۂ فریب خوردہ نے ایک موت کے باعث خارج شدہ شخص سے اس مکان کو قناعت کی عزت سے نکلنے اور طلب و تضرع کی ذلت میں داخل ہونے کے بدلے خرید کیا ہے اس خریدار نے کچھ بھی نہ سمجھا کہ آنیوالے عوارضات کو خرید لیا۔ اب اس کی خلاصی خدا ہی کے ہاتھ ہے جو بادشاہوں کے ہاتھ کا مخلوط کرنیوالا ہے جو ظالموں کی جان کا سلب کرنے والا ہے جو سرکش بادشاہوں کا برباد کرنے والا ہے مثل کسریٰ و قیصر و تبع (جو یمن کے بادشاہ تھے) و حمیر (جو اولاد حمیر ابن سبا میں سے بادشاہ گزرے ہیں) کے مانند جس نے مکانات بنائے۔ ان کی بنا میں نہایت استواری اور استحکام سے کام لیا۔ انہیں سجایا۔ انہیں طرح طرح کے فرشوں سے آراستہ کیا۔ مال جمع کئے۔ املاک و باغات ذخیرہ کئے اور اپنے گمان میں یہ سمجھ لیا کہ اس کی اولاد کے لئے نفع بخش ہوں گے۔ حالانکہ یہ تمام موقف عرض اعمال و حساب اور موضع ثواب و عقاب کی طرف کوچ کرنے والے ہیں۔ جبکہ مقدمات کے فیصلہ کا حکم صادر ہوگا اور اس وقت امور باطلہ کا ارتکاب کرنے والے خاسر اور زیاں کار ہیں۔ ہوا و ہوس کی اسیری سے نکلتے ہوئے علائق دنیا سے رہائی حاصل کرتے ہوئے عقل ان باتوں پر گواہی دے رہی ہے جو مذکور ہوئیں۔

فرمان امیر علیہ السّلام

اپنے لشکر کے ایک افسر کو آپ نے یہ فرمان بھیجا۔ اگر مخالفین اطاعت کے سایہ کی طرف پلٹ آئیں تو یہ وہی امر ہے جسے میں دوست رکھتا ہوں اور اگر اس قوم کے امور شقاوت اور نافرمانی کی طرف

منتہی ہوئے تو فوراً اپنی فرمانبردار سپاہ کو ہمراہ لے کر عاصی اور نافرمان سے محاربہ کے لئے تیار ہوجا جو شخص تیرا مطیع ہے اسی کے ساتھ اس شخص کی طرف سے مستغنی اور بے نیاز ہوجا جو تیری اطاعت سے واپس ہوگیا ہے۔ کیونکہ جو شخص جہاد سے کراہت رکھتا ہے اس کا غائب ہونا اس کے حاضر ہونے سے بہتر ہے۔ اس کی نشست اس کی برخاستگی سے زیادہ مفید ہے۔

فرمان امیر علیہ السلام

حضرت نے اشعث ابن قیس حاکم آذربائیجان کے پاس یہ فرمان بھیجا حقیقت یہ ہے کہ تیری حکومت تیرے واسطے طعمہ اور کھانے کی چیز نہیں ہے۔ لیکن یہ ایک امانت ہے جس کا بار تیری گردن پر دھرا ہوا ہے تیرے امیر نے تجھے اپنی طرف سے چوپان اور شبان کی طرح مقرر کیا ہے۔ تجھے یہ بات سزاوار نہیں کہ امور رعایا میں بطور خود منفرد ہوجائے (اپنے امیر کے حکم کے بغیر ان کے امور میں تصرف کرے) کسی امر بزرگ کی طرف متوجہ نہ ہو مگر حجت اور دلیل کے ساتھ۔ تیرے دست تصرف میں خداوند عزوجل کے اموال میں سے ایک مال ہے تو ایک میرا خزانچی ہے تاکہ اس مال کو مجھ تک صحیح و سلامت پہنچا دے اور مجھے امید ہے کہ میں تیرے لئے حکام نہ ثابت ہوں گا والسلام۔

فرمان امیر علیہ السلام

معویہ کو حضرت نے یہ فرمان رقم فرمایا۔ بے شک مجھ سے اسی قوم نے بیعت کی ہے جس نے ابوبکر و عمر و عثمان سے کی تھی۔ اور اسی امر (خلافت) پر بیعت کی ہے جس پر اشخاص مذکورہ کی بیعت وقوع میں آئی تھی۔ اب کسی شخص حاضر کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے لئے ایک علیحدہ رستہ اختیار کرے اور نہ شخص غائب اس امر کا مجاز ہے کہ اس بیعت کی تردید کرے حقیقۃً شوریٰ مہاجرین و انصار کے لئے ہی زیبا ہے جس شخص پر انہوں نے اجماع کرلیا اور اسے امت کے ساتھ نامزد کر دیا تو ان کا یہ اجماع (ان کے زعم میں) خوشنودی پروردگار عالم ہے۔ اگر کوئی خارج ہونیوالا ان کے حکم سے طعنہ زنی اور احداث بدعت کرکے (مثل معاویہ و اصحاب جمل) نکل گیا تو اسے اسی اجماع کی طرف لوٹا دو جس سے وہ خارج ہوا ہے اگر اس نے انکار کیا تو اس سے مقاتلہ کرو۔ کیونکہ وہ سبیل مومنین کے برخلاف اتباع کر رہا ہے اور پروردگار عالم اسے اس کام کی طرف متوجہ کر دے گا جس کی طرف اس نے توجہ کی ہے[۱]۔ سن اے معاویہ! مجھے اپنی جان کی قسم۔ اگر تو دل

---

[۱] حضرت کا یہ استدلال انہی لوگوں کے اعتقاد کے موافق ہے کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

کی آنکھوں سے دیکھے اور خواہشات بیجا کی پیروی نہ کرے تو مجھے خون عثمان سے سب لوگوں سے زیادہ بری اور مبرّا پائے گا۔ تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میں اس سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین تھا۔ مگر یہ دوسری بات ہے کہ تو اس شخص سے خون بہا طلب کرے جو خون بہانے والا نہیں۔ اگر ایسا ہو تو تو شوق سے دعویٰ کر جو تجھے معلوم ہوا ہے والسّلام۔

فرمان جناب امیر علیہ السّلام

شام کے صوبیدار کو تحریر فرماتے ہیں۔ حمد خدا و نعت رسول کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ تیری طرف سے مجھے متواتر اور متصل نصائح اور مزیّن رسالے پہنچے، تو نے محض اپنی گمراہی کے سبب سے انہیں تحریر کیا ہے۔ اور محض سوء تدبیر کی وجہ سے انہیں روانہ کیا ہے۔ یہ مکتوب اس شخص کے ہیں جس کے واسطے کوئی آنکھ نہیں جو اسے ہدایت کر سکے، نہ کوئی کھینچنے والا جو اسے صراط مستقیم پر چلا سکے۔ ہوا و ہوس نے اس کی دعوت کی، اس نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا۔ ضلالت اور گمراہی نے اسے کھینچا۔ اس نے ان کی متابعت کر لی، وہ آواز بلند کرتے ہوئے ہذیان میں مبتلا ہے اور مخبوط الحواس ہو کر ضلالت میں گرفتار ہو گیا ہے۔

بعض جگہ اسی فرمان میں مرقوم ہے اس لئے کہ وہ بیعت (جو مجھ سے کی گئی) ایک بیعت ہے۔ اس میں دوبارہ نظر کی گنجائش نہیں۔ نہ از سر نو اس میں اختیار حاصل ہو سکتا ہے۔ اس سے خروج کرنے والا اس پر طعنہ زنی کرنے والا ہے اور اس میں تفکر کو دخل دینے والا مداہن اور منافق۔

فرمان جناب امیر علیہ السّلام

جریر ابن عبد اللہ بجلی سے حضرت نے فرمایا جبکہ وہ حضرت کی طرف سے قاصد بن کر معاویہ کے پاس گیا تھا۔ حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ جس وقت میرا فرمان تجھے ملے تو معاویہ کو حکم قطعی پر عمل کر۔ حکم جازم پر اسے گرفت کر۔ پھر اسے وطن سے باہر کر دینے والی جنگ اور فریب پیدا کرنے والی صلح کے درمیان مختار کر دے۔ اگر وہ جنگ کو اختیار کرے تو پھر اس کی طرف اقدام نہ کر، اور اگر صلح کو پسند کرے تو اس سے بیعت لیلے۔ والسلام۔

فرمان جناب امیر علیہ السلام

معاویہ پسر ہند کے نام یہ فرمان جاری فرمایا ہے۔ ہماری قوم (قریش) نے ہمارے نبی کے قتل

(بقیہ مضمون صفحہ ۲۹۹) کہ دشمن کو اس کے مسلمات سے الزام دیا کرتے ہیں ورنہ نظر بمذہب حقہ اثنا عشریہ وہ اجماع جس میں قول معصوم نہ شامل ہو حجت نہیں جیسا کہ کتب علم کلام میں بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہو چکا ہے۔

کا ارادہ کیا۔ ہماری اصل کو منقطع کرنا چاہا۔ ہمارے بارے میں بہت کچھ عزم اور مشورے کئے۔ ہمارے حق میں طرح طرح کے افعال کے فاعل ہوئے ہمیں شیرینیوں سے منع کیا۔ خوف اور ترس کو ہماری ذات سے لازم کر دیا۔ ہمیں ایک سخت اور درشت پہاڑ کی سکونت کے لئے مضطر اور مجبور کیا (جو شعب ابی طالب مشہور ہے) ہمارے لئے لڑائی کی آگ بھڑکائی۔ اس وقت خداوند عالم نے ہمارے لئے ہمارے پیغمبر کے اطراف سے دشمن کے دفعیہ کا ارادہ کیا۔ اور چاہا کہ عقب احترام پیغمبر سے دشمنوں کو دور کر دے (اس کی حرمت کی محافظت کرے) اب جو لوگ ہم میں مومن تھے (مثل ابوطالب و حمزہ) وہ اس دفعیہ کے ساتھ طالب اجر تھے۔ ثواب کے امیدوار تھے اور جو ہم میں سے کافر تھے (مثل عباس اور تمام بنی ہاشم) وہ اپنی نسل اپنے نسب اور اپنے خاندان کی حمایت کر رہے تھے اور قریش میں سے جو شخص اسلام لے آیا تھا وہ ان مصائب سے خالی تھا جن میں ہم گرفتار تھے۔ یا تو وہ مشرکین کا خلیفہ تھا۔ کفار قریش کے ساتھ اس کے عہد و پیمان ہو چکے تھے اور یہ عہد و پیمان اسے ان کے شر سے بچا رہے تھے۔ یا اس کا قبیلہ اس کی حمایت کے لئے کھڑا ہوا۔ بہرحال وہ قتل سے مکان امن میں تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب لڑائی کی آگ بھڑکتی تھی۔ اور لوگ لڑائی سے طرح دے جاتے تھے تو اپنے اہلبیت کو آگے کر دیتے تھے اور ان کے سبب سے اپنے اصحاب کو تلواروں اور نیزوں کی آنچ سے بچا لیتے تھے۔ پس عبیدہؓ ابن حارث بدر کے روز قتل ہوئے حمزہؓ نے جنگ احد میں شہادت پائی۔ اور جعفرؓ غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے اور اس شخص[له] نے بھی اس چیز کا (شہادت کا) ارادہ کیا جس کا یہ شہدا ارادہ کر چکے تھے۔ اگر میں چاہوں تو اس شخص کے نام کا ذکر کر دوں لیکن ان کی موت مقدر ہو چکی تھی اور اس شخص کی مرگ کا دن ابھی نہیں آیا تھا۔

تعجب ہے اور سخت تعجب ہے اس زمانے پر میں اب ایسا ہو گیا ہوں کہ وہ میری ہمسری کر رہا ہے جس نے میرے قدم کے برابر بھی کوشش نہیں کی۔ اس شخص کے لئے کچھ بھی میری مانند تفضیلت و شرافت فی الاسلام موجود نہیں۔ ایسی فضیلت کہ کوئی اس کا تقرب تلاش نہیں کر سکتا۔ الّا یہ کہ مدعی اس چیز کا دعوےٰ کرے جسے میں نہ پہچانتا ہوں، اور مجھے خدا کی طرف سے بھی گمان نہیں ہے کہ وہ اسے پہچانے (مجھے اس کی نیستی کا کامل یقین ہے) اور حمد و تعریف ہر ایک حالت میں خداوند عالم ہی کے لئے مختص ہے۔

ہاں۔ مگر یہ جو تو نے سوال کیا ہے کہ میں قاتلان عثمان کو تیرے پاس بھیجدوں۔ میں نے اس امر میں بہت کچھ نظر دوڑائی مگر مجھے نظر نہ آیا کہ انہیں تیرے یا تیرے سوا غیر کے پاس بھیج دینا میرے امکان میں ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم اگر تو اپنی سرکشی اور نافرمانی سے علیحدہ نہ ہوگا تو بہت جلد

[له] خود نفس نفیس مراد ہے ١٢۔

انہیں پہچان لے گا۔ جبکہ وہ تیری طلب کرینگے۔ وہ بر و بحر اور میدان و جبل میں اپنی طلب کے باعث تجھے تکلیف نہ دینگے۔ مگر یہ کہ اس طلب کا حصول تجھے بدحال کردے گا۔ اور اس کا ثمر تجھے خوشحال نہ کر سکے گا

فرمان امیر علیہ السّلام

معاویہ پسر ابوسفیان کو تحریر فرماتے ہیں۔ اس وقت تیرا کیا حال ہو گا۔ جبکہ دنیا کے لباس تجھ سے زائل کر دیئے جائیں گے جنہیں تو پہنے ہوئے ہے۔ وہ دنیا جو کمال زینت کے ساتھ مزین ہو رہی ہے۔ اپنی لذتوں کے سبب سے فریب دے رہی ہے۔ اس نے تجھے بلایا تو نے اس کی اجابت کی۔ اس نے تجھے کھینچا۔ تو نے اس کی متابعت کی۔ اس نے تجھے حکم کیا اور تو نے اس کی اطاعت کی۔ اور قریب ہے کہ ایک مطلع کرنے والا اس چیز پر تجھے مطلع کرے (جو عذاب آخرت ہے) جس سے کوئی نجات دینے والا تجھے نجات نہیں دے سکے گا۔ تو اس کام سے باز رہ۔ روز حساب کی تیاری کو اخذ کر۔ وہ چیز جو تجھ پر نازل ہونے والی ہے اس کے سئے دامن کو کمر سے لپیٹ لے۔ اپنے سننے سے گمراہوں کی باتوں کو تمکین نہ دے۔ اگر تو ایسا نہیں کریگا تو میں تجھے اس چیز سے خبردار کرتا ہوں جسے تو نے اپنے نفس سے بھلا دیا ہے۔ یاد رکھ تو کفران نعمت کر رہا ہے۔ شیطان نے تیری ذات سے اپنے ماخذ کو اخذ کر لیا ہے۔ اس کی امید تیری ذات میں انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اور وہ تیرے خون اور روح کے جاری ہونے کے مقام میں روانیاں دکھا رہا ہے (رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہے)

اے معاویہ تو کس زمانے میں بغیر سبقت سابق اور بغیر شرف بلند رعیت کی سیاست کرنے والا (امر و نہی کرنے والا) تھا۔ کس عہد میں امرامت کا حاکم تھا میں سابقہ شقاوتوں کے لوازم سے خدا کی طرف پناہ لے جاتا ہوں۔ میں تجھے ڈراتا ہوں کہ کہیں تو آرزو کے فریب اور نفس کی طمع میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گرفتار ہو جائے۔ ایسی حالت میں کہ تیرا ظاہر و باطن مختلف ہو (منافق ہو جائے) تو نے لڑائی کے لئے دعوت دی ہے۔ اب تو آدمیوں کو تو ایک طرف چھوڑ دے میرے پاس چلا آ۔ دونوں لشکروں کو لڑائی سے روک دے تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ ہم دونوں میں کس کے دل پر زنگ چھایا ہوا ہے اور کس کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ یاد رکھ! میں وہ ابوالحسن ہوں جس نے جنگ بدر میں تیرے دادا، تیرے ماموں، تیرے بھائی کا سر شگافتہ کر کے انہیں قتل کر ڈالا۔ اب بھی وہی تلوار میرے ساتھ ہے اور اسی دل کو پہلو میں لئے ہوئے اپنے دشمن سے ملاقات کرتا ہوں۔ میں نے دین میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا۔ نہ طریقہ نبوی میں بدعتیں

احداث کئیں اور بے شک میں اس طریقہ پر ہوں جسے بطوع خاطر تم نے ترک کر دیا اور جس میں تم نہایت کراہت کے ساتھ داخل ہوئے تھے۔ تیرا گمان ہے کہ تو عثمان کی خونخواہی کے لیے آیا ہے۔ اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ عثمان کا خون کس مکان میں واقع ہوا۔ اب تو اسی جگہ سے اس کے خون کا طلبگار ہو۔ اگر واقعی تو خون بہا کا طالب ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ جہاں تجھے جنگ نے گزند پہنچائی تو تو اس طرح نالہ و فریاد کر رہا ہے جیسے کہ اونٹ بوجھ کی زیادتی کے سبب سے۔ تو نے جس وقت مجھے دعوت دی تو گویا میں تیری جماعت کو متواتر ضربوں کے سبب سے واقع ہونے والی قضا کی وجہ سے۔ کشتہ پرکشتہ گرنے کے باعث کتاب اللہ کی طرف جزع و فزع کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں حالانکہ وہ جماعت کافر ہے۔ منکر حق ہے۔ بیعت کر کے اس سے عدول کرنے والی ہے۔

وصیّت جناب امیر علیہ السلام

جب فوج ظفر موج کو دشمن کی طرف حرکت دی تو یہ وصیت فرمائی۔ جب تم دشمن کے مقابل پہنچ جاؤ یا وہ تمہارے برابر آجائے تو بے شک یہی چاہیئے کہ تمہارے لشکر کا مقام بلندیوں کے نزدیک ہو یا دامن کوہ میں یا رود بار کے کنارے پر تاکہ دشمن تمہاری نگاہوں کے سامنے رہے اور البتہ تمہاری جنگ ایک دستہ یا دو دستہ کے ساتھ ہونی چاہیئے اور پہاڑوں کے قلعوں اور ٹیلوں کی بلندیوں پر اپنے لیے نگہبانوں کو مقرر کر دو۔ تاکہ دشمن کسی خوف یا امن کے مقام سے تمہاری طرف نہ آسکے خوب یاد رکھو کہ جماعت (فوج) کے پیشوا ان کے نگہبان ہیں، اور پیشوا کی آنکھیں ان کے قراول تم تفرقہ سے حذر کرتے رہنا۔ جب کہیں اترو تو سب کے سب ساتھ ہی اترو۔ اور جب کوچ کرو تو سب مل کر کوچ کرو۔ جب کسی مقام پر تمہیں رات ہو جائے تو اپنے نیزوں کو دائرے کی شکل میں بنالو۔ خواب کا ذائقہ نہ چکھو۔ مگر نہایت ہی کم یا بطور مضمضہ (جیسے مضمضہ یعنی کلی کا پانی حلق سے نیچے نہیں اترتا ہے فقط زبان میں ذرا تراوت آجاتی ہے)، ایسے ہی نیند کے لیے ذرا کی ذرا آنکھیں بند کر لو مگر وہ تم پر غالب نہ ہونے پائے

وصیّت جناب امیر علیہ السلام

جب معقل پسر قیس ریاحی کو حضرت نے مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر جس کی تعداد تین ہزار تھی۔ شام کی طرف روانہ کیا تو یہ وصیت فرمائی۔ اس خدا سے خوف کر جس سے ملاقات کرنا تیرے لیے ضروری ہے اور سوائے اس کے کوئی تیرا منتہی نہیں۔ اسی کے ساتھ مقاتلہ کرنا جو تیرے ساتھ جنگ کرے۔ سردی کے موسم میں صبح اور عصر کے وقت سفر کر اور لوگوں کو دوپہر کے وقت قیلولے کی فرصت دے۔ حرکت کرنے میں رفاہیت اور راحت کے ساتھ رہ۔ ابتدائے شب میں سفر نہ کر کیونکہ پروردگار عالم

لئے اسے جائے قرار بنایا ہے اور اسے مقام کرنے کے لئے مقدر کیا ہے نہ کہ کوچ کرنے کے واسطے اس اول شب میں اپنے بدن کو راحت دے اور اپنی پشت کو آرام پہنچا۔ جبکہ تو صبح کے پھیلنے سے واقف ہو گیا یا صبح طالع ہونے کو ہوئی تو اس وقت برکت خداوندی پر بھروسا کر کے سفر کر۔

جب تو دشمن سے ملاقی ہو جائے تو اپنے اصحاب کے وسط میں کھڑا ہو جا اور دشمن سے اس شخص کی مانند قریب نہ ہو جو لڑائی کے ساتھ آویزش کا ارادہ کر رہا ہے۔ نہ دشمن سے اس شخص کی مانند دوری اختیار کر جو کہ لڑائی سے خوف کھا کر دور رہتا ہے حتیٰ کہ میرا حکم تیرے پاس پہنچ جائے۔ دیکھنا! قبل اس سے کہ دشمن تمہیں لڑائی کے لئے میدان میں طلب کریں۔ قبل اس سے کہ ان کے عذر تمام ہوں کہیں ان کی طرف سے سینوں میں جوش کھانے والی دشمنیاں تمہیں ان کے ساتھ قتل وقتال پر آمادہ نہ کریں (اتمام حجت لازم ہے اور بعدہٗ سبقت بھی دشمن ہی کی طرف سے ہونی چاہیئے)

فرمان جناب امیر علیہ السّلام

حضرت نے اپنی سپاہ کے دو سرداروں کے نام یہ فرمان جاری فرمایا ہے۔ میں نے تم پر اور تمہارے ماتحتوں پر مالک ابن حارث اشتر کو امیر کیا ہے۔ تم اس کے قول کو سننا۔ اس کی اطاعت کرنا اور اسے اپنی زرہ اور سپر بنا لینا۔ کیونکہ یہ وہ شخص ہے جس کی طرف سے کاہلی اور سستی کا خوف نہیں۔ نہ اس کی لغزشوں کا ڈر ہے۔ نہ اس چیز میں جس کی طرف تیزی کے ساتھ جانا نزدیک باحتیاط ہے۔ اس کی آہستگی کا خوف۔ نہ اس شے میں جس کی طرف نہایت آہستگی کیساتھ جانا قرین خیر ہو اسکی تیزروی کا ڈر۔

وصیّت جناب امیر علیہ السّلام

مقام صفین میں دشمن کے مقابل ہونے سے پہلے حضرت نے اپنے لشکر کو یہ وصیت فرمائی۔ جب تک وہ ابتدا نہ کریں تم ہرگز ان سے جنگ نہ کرنا۔ کیونکہ بحمداللہ تم طریق حجت پر قائم ہو۔ تم انہیں چھوڑ دینا حتیٰ کہ وہ ابتدا کریں۔ یہ ایک دوسری حجت اور برہان تمہارے ہاتھ آئے گی۔ جب بحکم خدا انہیں ہزیمت نصیب ہو جائے تو کبھی کسی پیٹھ پھرانے والے سے جنگ نہ کرنا۔ کسی عیب دار اور برہنہ کو آزار نہ پہنچانا۔ زخمی کی طرف مستعدی سے کام نہ لینا۔ عورتوں کو اذیت پہنچا کر انہیں ہیجان اور غیظ وغضب میں نہ لانا۔ اگرچہ وہ تمہارے سرداروں کو سب وشتم کریں۔ تمہارے امیروں کو گالیاں دیں۔ کیونکہ ان کی قوتیں، ان کی عقلیں، ان کے نفس ضعیف ہیں۔ ہم عہد رسول اللہؐ میں اسی امر پر مامور تھے کہ ان سے باز رہیں حالانکہ وہ عورتیں مشرکہ تھیں۔ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی مرد کسی

عورت کو پکڑ کر سنگریزے یا عصا سے مارتا تو اس سبب سے اس کے بعد اس کی اولاد اور اس کی اولاد کو سرزنش کی جاتی تھی۔ اور جب دشمن کا سامنا ہوتا تھا تو حضرت فرماتے تھے۔ پروردگارا! تیری ہی طرف منتہائے قلوب ہے۔ تیری ہی جانب گردنیں کشیدہ ہوتی ہیں۔ تیری ہی سمت آنکھیں کھُلی ہوئی ہیں۔ قدم منتقل شدہ ہیں اور بدن لاغر شدہ (تیری رحمت کا ہر ایک کو انتظار ہے) بارالہا! پوشیدہ بغض اور دشمنی آشکار ہو گئی۔ حسد کی دیگیں جوش میں آگئیں۔ پروردگارا! ہم اپنے پیغمبر کے غائب ہونے۔ اپنے دشمن کی کثرت۔ اپنی خواہشوں کی پراگندگی کی تجھ سے ہی شکایت کرتے ہیں۔ بارالہا! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان میں حق کو کھول دے۔ کیونکہ تو نہایت ہی بہتر کھولنے والا ہے۔

نیز لڑائی کے وقت حضرت اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے۔ تم پر وہ فرار دشوار نہ ہو جس کے بعد تمہیں پھر لڑائی کی طرف آنا ہو۔ تم پر دشمن کی جانب سے وہ پلٹنا مشکل نہ ہو جس کے بعد پھر حملہ کرنا مدنظر ہو (اگر بر تقدیر تم ایک مرتبہ بھاگ نکلو اور لڑائی سے پلٹ آؤ تو اس سے تمہیں تنگدل نہ ہونا چاہیے) اپنی تلواروں کو ان کا حق ادا کردو اور کشتگان شمشیر کے گرنے کے مقام کے لئے دشمن کے پہلوؤں کو مہیا کردو۔ اپنے نفسوں کو اندرون سینہ تک کارگر ہو جانے والی نیزہ بازی اور خوفناک شمشیر زنی پر تحریص کرو۔ اپنی آوازوں کو دور کردو (خموشی کے ساتھ سر جھکاتے ہوئے حملہ کردو) کیونکہ یہ امر بزدلی کا دور کرنے والا ہے۔ قسم اس خدا کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا۔ جس نے انسان کو پیدا کیا کہ یہ لوگ (مخالفین) اسلام نہیں لائے۔ مگر ہاں فقط انہوں نے اپنے جان و مال کی سلامتی طلب کی ہے (محض براہِ خوفِ نقصانِ جان و مال اقرار شہادتین کیا ہے۔ ورنہ ان کے قلوب کو صداقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں) ان لوگوں نے کفر کو چھپا رکھا ہے جس وقت اس کے اظہار کے لئے انہیں اعوان و انصار دستیاب ہوں گے اسی وقت اسے ظاہر کردیں گے۔

فرمان جناب امیر علیہ السلام

نامہ معاویہ کے جواب میں حضرت یہ فرمان تحریر فرماتے ہیں۔ لیکن تو مجھے شام کی جانب طلب کرتا ہے تو یہ سمجھ لے کہ جس چیز سے میں کل تجھے منع کر چکا ہوں وہ شے آج بھی تجھے نہ بخشوں گا۔ اب رہا تیرا یہ قول کہ جنگ و جدل نے گروہ عرب کو کھا لیا ہے مگر بالکل ہی قلیل نفوس کی روح باقی رہ گئی ہے تو آگاہ ہو جا کہ جس شخص کو حق نے کھا لیا اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور رہا ہمارا اور دوسرے لوگوں کا جنگ و جدل میں مساوی ہونا تو یہ سُن لے کہ تو میرے یقین پر اپنے شک کی وجہ سے علم لگانے کا مجاز نہیں اور یاد رکھ اہل عراق جس طرح کہ آخرت کی حرص کرتے ہیں۔ اہل شام اسی طرح دنیا پر حریص نہیں۔ اب تیرا یہ بھی قول ہے کہ ہم عبد مناف کی اولاد ہیں۔ تو پھر یہ بات کہا ہوئی۔ ہم بھی تو اسی کی نسل سے ہیں۔ مگر

یہ خوب سمجھ لے کہ تمہارا جد امیہ ہمارے جدّ بزرگوار ہاشم کا ہم مرتبہ نہیں۔ اور نہ حرب جو تیرا جد ہے عبد المطلب کی برابری کر سکتا ہے۔ نہ ابو سفیان ابو طالب کی مانند ہے۔ نہ کوئی مہاجر اسیران آزاد کردہ کے مساوی ہو سکتا ہے۔ نہ نسب طاہر مشتبہ نسب سے کوئی نسبت رکھتا ہے۔ جیسے کہ تم لوگ مشتبہ النسب ہو۔ نہ صاحب حق کو اہل باطل سے کچھ مشابہت۔ نہ مومن کو منافق سے کچھ نسبت اور یاد رکھ بدترین خلف وہ خلف ہے جو اپنے جہنم میں گر جانے والے اسلاف کی پیروی کرے۔ ہمارے ہاتھ میں ابھی تک پیغمبری کی فضیلت ہے۔ وہ پیغمبری جس کے سبب سے ہم نے ہر ایک غالب کو ذلیل کر دیا۔ اور ہر ایک ذلیل کو اس کے سبب سے بلند و رفیع الشان بنا دیا۔ جبکہ پروردگار عالم نے اہل عرب کو گروہ در گروہ اپنے دین میں داخل کیا اور یہ امت طوعاً و کرہاً اسلام لائی تو تم اس وقت جبکہ سبقت کرنے والے اپنی سبقت کے سبب سے رستگار ہوئے اور پہلے پہل ہجرت کرنے والے اپنی فضیلت پر گذر گئے ان لوگوں میں سے تھے جو یا تو مال دنیا کی طرف راغب ہو کر مسلمان ہوئے۔ یا جان و مال کے خوف سے۔ تو خدا سے ڈر اور شیطان کو اپنی ذات میں کوئی حصہ نہ دے۔ نہ اپنے نفس پر اس کے لئے رستہ کشادہ کر۔

فرمان جناب امیر علیہ السّلام

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ جب آپ کی طرف سے بصرے کے عامل تھے تو آپ نے ان کے نام یہ فرمان صادر فرمایا۔ خوب سمجھ لے کہ بصرہ ابلیس کے اترنے کی جگہ ہے۔ فتنہ و فساد کی کشت زار ہے۔ لہذا وہاں کے رہنے والوں کو پُر احسان کر کے انہیں جوان اور تر و تازہ کر۔ خوف کی گرہ ان کے دلوں سے کھول دے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ تو قبیلہ بنی تمیم کے ساتھ بد خوئی سے پیش آیا اور ان کے ساتھ درشتی اور سختی اختیار کی۔ یہ خوب سمجھ لے کہ بنی تمیم کا ستارہ غروب نہیں ہوا۔ الا یہ کہ ایک دوسرا ستارہ ان کے لئے چمک گیا۔ بیشک ان لوگوں نے ایام جاہلیت اور ایام اسلام میں کبھی بغض اور کینے کی طرف سبقت نہیں کی۔ انہیں ہمارے ساتھ ایک پیوستہ قرابت اور مختصہ خویشی حاصل ہے اور ہم ان کے ساتھ صلہ و احسان کر کے ماجور ہوتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ قطع رحم کرنے سے ہمیں وزر و وبال لاحق ہوتا ہے۔ پس تو توقف کر۔ اے ابن عباسؓ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ اس شے میں جو از قسم نیک و بد تیرے ہاتھ پر اور تیری زبان پر جاری ہوتی ہے، کیونکہ ہم تیرے نیک و بد میں شریک ہیں (بہ سبب حکومت تیری نیکی بدی کے ذمّے دار ہیں) تو میرے گمان شائستہ کے نزدیک رہ اور میری رائے کو تیرے بارے میں سُست اور ضعیف نہ ہونا چاہیئے۔ والسّلام۔

فرمان جناب امیر علیہ السلام

اپنے ایک عامل کے بعد حضرت نے یہ فرمان جاری فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ تیری ولایت کے دیہات والے تیری سنگدلی اور درشت خوئی کی شکایت کرتے ہیں، ان کی شکایت ہے کہ تو انہیں حقیر سمجھتا ہے۔ تو ان پر ظلم و ستم کرتا ہے۔ میں نے ان کے بارے میں فکر کی تو میں نے نہ دیکھا کہ وہ اپنے شرک کے سبب سے (کیونکہ مجوس ہیں) مزید اکرام کے سزاوار ہوں۔ نہ انہیں اس قابل دیکھا کہ انہیں دور کر دیا جائے۔ ان پر ظلم و ستم کیا جائے کیونکہ ان سے عہد ہو چکا ہے۔ وہ ذمّی ہیں۔ لہذا اب تو ان کے لئے نرم دلی کا لباس پہن لے جس کے ایک ٹکڑے میں سختی کی بھی آمیزش ہو۔ ان کے ساتھ سختی اور نرمی کے درمیان برتاؤ کر۔ تقرب اور نزدیکی، دوری اور راندگی کو ان کے واسطے مخلوط و ممزوج کر دے۔ انشاء اللہ۔

فرمان جناب امیر علیہ السلام

زیاد ابن ابیہ (یعنی اپنے باپ کا بیٹا۔ چونکہ اس کے باپ کا نام معلوم نہ تھا لہذا حضرت عائشہ نے یہ لقب اس کے لئے تجویز فرما دیا تھا) کو جناب عبداللہ ابن عباس نے شہر بصرہ پر اپنی طرف سے خلیفہ کر رکھا تھا۔ جو حضرت کی طرف سے بصرہ اور شہرہائے اہواز، فارس و کرمان پر حاکم تھے۔ حضرت نے زیاد مذکور کے نام یہ فرمان جاری فرمایا بیشک میں خدا کی سچی قسم کھاتا ہوں اگر مجھے خبر مل گئی کہ تو نے مسلمانوں کے مال میں تھوڑی یا بہت کچھ بھی خیانت کی تو میں تجھ پر نہایت سختی کے ساتھ حملہ کروں گا جو تجھے ایسی حالت میں چھوڑ دے گا کہ تو قلیل المال ہو۔ تیری پشت گناہوں کے بوجھ سے سنگین ہو گی اور تو نہایت ہی پست مرتبہ رہ جائے گا۔

فرمان جناب امیر علیہ السلام

اسی زیاد کے نام یہ فرمان جاری فرمایا ہے۔ تو میانہ روی کو اختیار کرتے ہوئے اسراف کو ترک کر دے، اور آج کے دن روز فردا کو یاد کر۔ بقدر ضرورت خود مال کو جمع رکھ اور جو تیری حاجت سے زیادہ ہو اسے روز احتیاج (آخرت) کے لئے نفقہ کر دے۔ کیا تو امید کرتا ہے کہ پروردگار عالم تجھے تواضع کرنے والوں کا ثواب عطا کرے حالانکہ تو اس کے نزدیک متکبرین میں سے ہو، کیا تو طمع رکھتا ہے کہ خداوند عالم تجھے صدقہ کرنے والوں کا اجر مرحمت فرمائے حالانکہ تو نعمت میں غلطاں ہو اور اسے ضعیفوں اور بیوہ عورتوں تک پہنچنے سے روک رکھا ہو۔ یاد رکھ!

آدمی کو اسی چیز پر جزا دی جاتی ہے، جو اس نے آگے بھیج رکھی ہے، اور اسی چیز پر آخرت میں وارد ہونے والا ہے جو از قسم اعمال اس نے پہلے روانہ کردی ہے۔ والسّلام۔

فرمان جناب امیر علیہ السّلام

حضرت نے عبد اللہ ابن عباس رض کے نام یہ فرمان نافذ فرمایا ہے اور عبداللہ ابن عباس رض کا قول ہے کہ کلام رسول ص کے بعد کسی کلام نے مجھے اتنا نفع نہیں بخشا جیسا کہ اس کلام نے دیا ہے۔ حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ انسان اگر اس چیز کو حاصل کرلے جو گم کردینے کے قابل نہیں تو یہ چیز اسے بکمال مسرور کرتی ہے۔ اور یہ چیز گم کرنے کے لائق ہے اگر اس کی تحصیل کرے تو بے شک اسے انتہائی بدحالی لاحق ہوگی۔ نظر بریں اب سزاوار ہے کہ وہی چیز تجھے خوش حال کرے جو از قسم ثواب آخرت تجھے پہنچی ہے، اور تجھے اسی ثواب آخرت پر افسوس کرنا چاہیئے جو تجھ سے فوت ہوگیا ہے۔ دنیاوی عیش و آرام جو حاصل ہوں تیری فرحت ہرگز ہرگز ان کے ساتھ زیادہ نہ ہونے پائے اور انہیں لذائذ دنیوی میں سے اگر کوئی چیز گم ہو تو ہرگز جزع فزع کرتے ہوئے اس پر افسوس نہ کرنا۔ کیونکہ تیرا حزن و اندوہ اور افسوس اسی شے کے بارے میں واقع ہونا چاہیئے جو موت کے بعد پیش آنے والی ہے۔

کلام جناب امیر علیہ السّلام

اپنی وفات سے کچھ پیشتر بطور وصیت حضرت نے ارشاد فرمایا ہے۔ تمہیں میری یہی وصیت ہے کہ خداوند عالم کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ قرار دینا۔ محمد صلّے اللہ علیہ و آلہ کی سنت کو ضائع نہ کرنا۔ ان ہر دو عمود اور ستونوں کو قائم رکھنا۔ اگر تم نے ایسا کیا تو مذمت شرعی تم سے ساقط ہے۔ دیکھو! میں کل تمہارا مالک تھا۔ آج تمہارے لئے عبرت ہوں۔ اور کل ہونے پر تم سے مفارقت کرجاؤں گا۔ اگر میں فنا ہوگیا تو یہ یقینی میری میعاد ہے (جو خداوند عالم نے مقرر کی ہے) اگر میں باقی رہا اور اس زخم سے جانبر ہوگیا تو میں اپنے خون بہا کا خود مالک ہوں۔ اگر میں معاف کردوں، تو میری یہ معافی قربتہً الی اللہ ہے اور تمہارے لئے بھی ایک نیکی ہے۔ بس تم بھی معاف کرنا۔ کیا تم دوست نہیں رکھتے ہو کہ پروردگار عالم تمہاری مغفرت کرے۔ قسم خدا کی وارد ہونے والی موت مجھے ناگہاں نہیں آئی جو میں اسے مکروہ سمجھوں۔ نہ یہ موت ایسی ظاہر ہونے والی ہے جس کا میں انکار کروں۔ میری مثال تو اس پیاسے کی سی ہے جو نہایت ہی اضطراب کی حالت میں آبگاہ پر وارد ہوتا ہے (میں تو موت کو اپنی حیات کا چشمہ سمجھتا ہوں پھر گھبرانا کیسا)

میں تو وہ طالب ہوں جس نے اپنے مطلوب کو پا لیا ہے۔ اور جو کچھ خدا کے پاس نیکو کاروں کے لئے ہے وہی بہتر ہے۔

وصیت جناب امیر علیہ السلام

حضرت نے یہ وصیت اپنے اموال کے بارے میں کی ہے کہ انہیں کس طرح صرف کرنا چاہیئے۔ اور یہ وصیت نامہ جنگ صفین سے مراجعت فرمانے کے بعد تحریر فرمایا ہے۔ یہ وہ وصیت ہے جس کے ساتھ خدا کے بندے علی ابن ابی طالب امیرالمومنین نے محض طلب رضائے خدا کے لئے اپنے مال میں عملدرآمد کا حکم دیا ہے تاکہ وہ مجھے اس کے سبب سے جنت میں داخل کرے اور مجھے امن وامان عطا فرمائے۔ بعض جگہ اس وصیت میں یہ عبارت بھی مرقوم ہے اس حکم وصیت کے ساتھ حسنؑ ابن علیؑ قائم ہو۔ موافق شرع اس مال میں تصرف کرے اور حسب شرع اس مال کو فقرا و مساکین میں تقسیم کرے۔ اگر حسنؑ کو کوئی حادثہ پیش آئے اور حسینؑ زندہ ہو تو اس کے بعد وہ اس حکم کے ساتھ قیام کرے اور اس وصیت کو اس کے مصدر اور موقع کے متعلق جاری کرے۔ بیشک علیؑ کے اس مال وقف میں فاطمہؑ کے دونوں بیٹوں کا وہی حق ہے جو تمام اولاد علیؑ کا ہے (یہ بات نہیں کہ امام ہو کر یہ مال مثل صدقات واجبہ ان پر حرام ہو جائے) میں نے ہیں محض خوشنودی خدا و قربت رسول اللہؐ کے سبب سے، حرمت رسولؐ کی بزرگی اور اس کی قرابت کی شرافت کو سمجھ کر اس وصیت کو پسران فاطمہؑ کے متعلق رکھا ہے۔ اور علیؑ اس شخص کے ساتھ جسے یہ مال وصیۃً سونپتا ہے یہ بھی شرط کرتا ہے کہ وہ اس مال کو اس کی اصل پر باقی رہنے دے۔ اس کے محاصل کو اسی طرح فقرا و مساکین میں تقسیم کرے جیسا کہ اسے حکم دیا گیا ہے۔ اور اسے ہدایت کی گئی ہے اور یہ شرط ہے کہ ان دیہات وقف کے نخلستان میں سے نونہالوں کو فروخت نہ کرے جب تک کہ تمام زمین درختوں کی روئیدگی سے نخلستان کے مشابہ نہ ہو جائے اور میری کنیزوں میں سے جو کنیزیں باقی رہیں جن سے میں نے مقاربت کی ہے اور کسی کے اولاد ہو یا وہ حاملہ ہو تو مع اس ولد کے اس کی قیمت کی جائے گی اور وہ کنیز اس مولود کے حصے کی بالعوض آزاد بھی جائیگی اور اگر وہ مولود مر جائے اور وہ کنیز زندہ ہے پھر بھی وہ آزاد ہے۔ بندگی اس سے اٹھ گئی ہے اور وہ بالکل آزادی کی حالت میں آزاد ہے۔

وصیت جناب امیر علیہ السلام

جس شخص کو مال زکوٰۃ جمع کرنے کے لئے حضرت نے عامل مقرر کیا تھا اسے یہ وصیت

فرمائی ہے۔ واضح رہے کہ حضرت کی وصیتیں اسی لئے درج کی گئی ہیں کہ خلق اللہ کو معلوم ہو جائے کہ آپ ستون حق کو قائم رکھتے تھے، اور ہر ایک امر صغیر و کبیر و ظاہر و پنہاں میں احکام عدالت کو ظاہر فرماتے تھے۔ خدا سے ڈرنے کا جو رستہ ہے اسی پر سرگرم رفتار ہو۔ وہ خدا جس کا کوئی شریک نہیں کسی مسلمان کو حزن و اندوہ میں نہ ڈال نہ ایسی حالت میں کسی پر گزر کر کہ وہ تیرے گزرنے کو مکروہ سمجھتا ہو۔ اس کے مال میں خداوند عالم کا جو حق ہے اس سے زیادہ نہ لے۔ اگر تو کسی قبیلہ کے پاس پہنچے تو ان کی آبگاہ پر اتر۔ بغیر اس کے کہ تو ان کے گھروں میں داخل ہو۔ پھر نہایت تسکین و وقار کے ساتھ ان کے پاس جا حتیٰ کہ تو ان کے درمیان میں قائم ہو جائے۔ اب انہیں سلام کر۔ ان کی تعظیم میں ذرہ بھر کوتاہی کو عمل میں نہ لا۔ بعدہ ان سے کہہ کہ بندگان خدا! مجھے خدا کے ولی اور اس کے خلیفہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ تمہارے اموال میں جو کچھ خدا کا حق ہے اسے حاصل کروں۔ کیا تمہارے اموال میں خدا تعالیٰ کا کچھ حق ہے؟ اگر ہے تو اسے ولی خدا تک پہنچا دو۔ اگر کوئی کہنے والا کہے کہ نہیں تو اس کی طرف مراجعت نہ کر اور اگر کوئی اقرار کرنیوالا تیرے سامنے اقرار کرے تو اس کے ساتھ روانہ ہو کر بغیر اس کے کہ تو اسے ڈرائے یا کسی خوف کا وعدہ کرے یا اس پر ظلم کرے یا سخت گیری کو کام میں لائے پھر جو کچھ سونا چاندی وہ تجھے عطا کرے اسے لے لے۔ اگر اس کے پاس گائے، بکریاں، اونٹ ہوں تو ہرگز بغیر اذن مالک ان کے گلے میں داخل نہ ہو۔ کیونکہ ان کے بیشتر حصے کا وہی مالک ہے (مال زکوٰۃ تو بہت تھوڑا سا ہے) جب تو ان کے نزدیک جائے تو اس مالک پر تسلط اور غلبہ حاصل کر لینے والے کی مانند ان میں داخل نہ ہو۔ اس مالک کے ساتھ ظلم و ستم سے پیش نہ آ۔ ان چوپاؤں کو ادھر ادھر رمیدہ نہ کر۔ انہیں فریاد بلند کرنے کے لئے آمادہ نہ بنا۔ مالک کو ان کے بارے میں بدحال اور رنجیدہ نہ کر۔ اس مال کے دو حصے کر دے اور مالک کو اختیار دیدے کہ جس حصہ کو چاہے پسند کرے۔ جب اس نے ایک حصہ اختیار کر لیا تو ہرگز اس اختیار پر اس سے متعرض نہ ہو پھر باقی جو کچھ رہے اس کے دو حصے کر۔ پھر اسے ہی پسند کرنے کا اختیار دے اور ہرگز اس کے پسند کر لینے پر تعرض نہ کر۔ برابر یہی عمل بجا لا حتیٰ کہ اس کے مال میں سے وہ شے باقی رہ جائے جس میں خداوند تعالیٰ کا حق پورا ہو سکتا ہے۔ اس وقت حق خداوندی پر قبضہ کر لے۔ اگر وہ تیری اس تقسیم کو باطل سمجھے تو پھر اس مال کو مخلوط کر دے اور پھر وہی عمل کر جو پہلے کر چکا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے مال میں خداوند تعالیٰ کا جو کچھ بھی حق ہے تو اس پر متصرف ہو جائے اور کسی شتر مسن یا پیر یا شکستہ یا مریض لاغر کو قبول نہ کر اور ان پر سوائے اس شخص کے کسی امین کو مقرر نہ کر جس کے دین پر تجھے اعتماد ہو اور وہ مسلمانوں کے حال پر مہربان ہو۔ حتیٰ کہ تو اس مال مسلمین کو ان کے ولی اور حاکم تک پہنچا دے اور وہ اس مال کو ان کے درمیان تقسیم کر دے ان

پر کسی کو موکل نہ کر سوائے اس کے جو ناصح ہو، شفیق ہو۔ امین ہو، حفاظت کرنے والا ہو۔ درشت خو نہ ہو، ستمگر نہ ہو، نہ انہیں تھکائے، نہ انہیں ایذا پہنچائے۔ پس جو کچھ تیرے پاس جمع ہوا ہے اسے ہمارے پاس روانہ کر دے تاکہ ہم اسے صرف کریں جس طرح کہ خداوند عالم نے حکم دیا ہے جب تو نے ان کی روانگی کے لئے کسی امین کو مقرر کر لیا تو اسے وصیت کر کہ وہ شتر مادہ اور اس کے بچے کے درمیان حائل نہ ہو، اس کا دودھ زیادہ نہ نکالے۔ مبادا اس کے بچے کو ضرر پہنچے، نہ سوار ہونے کے سبب سے انہیں ایذا میں گرفتار کرے اور ان اونٹوں کے درمیان نہایت ہی عادلانہ طریقے کو اختیار کرے جو سواری دے چکے ہیں اور جنہوں نے سواری نہیں دی الطریق عدالت کبھی ان پر سوار ہونا چاہیئے کبھی ان پر) ہاں اس موکل کو وصیت کر تاکہ وہ تھکے ہوئے اونٹ پر راہ پیمائی کو آسان کر دے اور پیچھے رہ جانے والے شتر لنگ و خارش دار کا انتظار کرے۔ ان کی گزرگاہوں میں پانی کے چشموں پر انہیں وارد کرے۔ انہیں علف زاروں کے چٹیل اور صاف رستوں کی طرف مائل نہ کرے۔ انہیں وہاں چند ساعت راحت پہنچائے۔ آبگاہوں اور سبزہ زاروں میں ٹھیرنے کی انہیں مہلت دے۔ حتیٰ کہ نہایت پاکی اور پاکیزگی، فربہی و تیاری کی حالت میں ہمارے پاس لے آئے، نہ انہوں نے کوئی زحمت کھینچی ہو نہ کسی قسم کی مشقت اور تکلیف برداشت کی ہو تاکہ ہم خدا کی کتاب اور اس کے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ کی سنت کے موافق انہیں تقسیم کر دیں۔ اور بیشک یہ امر یعنی مال خدا کا جمع کرنا تیرے ثواب کے لئے نہایت ہی بزرگ اور تیری رشادت سے نہایت ہی قریب ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

عہد جناب امیر علیہ السلام

ایک عامل کی نسبت حضرت نے یہ وصیت فرمائی ہے جسے تحصیل زکوٰۃ کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ میں اس کے امور کی پوشیدگیوں اور خفیات اعمال میں جہاں خدا کے سوائے کوئی حاضر نہیں، جہاں خدا کے سوا کوئی نگہبان نہیں، اسے خدا سے ڈرنے کا حکم دیتا ہوں اور میں اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ کبھی اس امر کو معمول بہ نہ بنائے کہ ظاہراً طور پر خداوند تعالےٰ کی اطاعت کرے اور پوشیدگی میں اس کی مخالفت پر کاربند ہو۔ اور جو شخص اپنے قول و فعل۔ ظاہر و باطن میں مختلف نہیں تو وہ ایسا شخص ہے جس نے امانت کو ادا کر دیا۔ اور خالصۃً لوجہ اللہ عبادت الٰہی بجا لایا۔ نیز میں اسے حکم دیتا ہوں کہ برائی کے ساتھ پیش آنے والا بنکر مسلمانوں کے روبرو نہ ہو، ان پر کسی قسم کا بہتان نہ باندھے اور منصب امارت کی بزرگی کے سبب سے ان سے روگردانی اختیار نہ کرے بیشک اس مال زکوٰۃ میں تیرا بھی ایک واجب حصہ اور حق معین ہے اور صاحبان فقر و

مردمان ضعیف و صاحب احتیاج بھی اس میں شریک ہیں۔ بیشک ہم نے تیرے حق کو ادا کر دیا ہے اب تو بھی ان لوگوں کے حقوق ان تک پہنچا دے۔ ورنہ فی الحقیقت قیامت کے دن بہت سے لوگ تیرے دشمن ہوں گے۔ اور بیشک اس شخص کے لئے سخت مضرت اور خرابی ہے کہ خدا کے نزدیک فقراء و مساکین سوال کرنے والے، زکوٰۃ سے دور کر دیئے جانے والے۔ قرضدار اور مسافر جس کی دشمنی پر کمر باندھیں۔ جس شخص نے امانت کو ذلیل و خوار کیا۔ خیانت کر کر کے خوب شکم پری کی۔ اپنے دین اور اپنے نفس کو خیانت سے پاک نہ کیا تو بے شک اس نے اپنے نفس کو رسوائی و فضیحت دنیا میں جگہ دی اور ایسا شخص آخرت میں نہایت ہی ذلیل اور نہایت ہی بدنام ہے۔ اور سب سے بڑی خیانت اس امت کی خیانت ہے۔ اور سب سے زیادہ کھوٹا پن اماموں اور پیشواؤں کا چشم پوشی کرنا۔ والسّلام۔

عہد جناب امیر علیہ السّلام

جب حضرت نے محمدؓ ابن ابی بکر کے لئے حکومت مصر کا گلوبند تجویز کیا تو یہ وصیت فرمائی ان لوگوں (اہل مصر) کے لئے اپنے پروں کو بچھا دے۔ اپنے پہلوؤں کو ان کے لئے نرم کرتا کہ وہ تیرے پہلو سے متنفع ہوں) اپنے چہرے کو ان کے واسطے کشادہ رکھ (ان کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آ) ان کی حالت کو ملاحظہ کرنے کے وقت ان کے درمیان عادلانہ رفتار اختیار کر حتیٰ کہ بزرگان قوم تجھے طریق عدالت سے منحرف کر دینے کی طمع نہ کریں اور بیچارے ضعیف تیری عدالت سے مایوس نہ ہو جائیں۔ بندگان خدا! پروردگار عالم تم سے ہر ایک گناہ صغیرہ و کبیرہ ظاہر و پوشیدہ کی نسبت سوال کرے گا۔ اب اگر وہ تمہیں معذب کرے تو تم نہایت ہی ظالم ہو۔ اور اگر وہ معاف فرما دے تو بیشک وہ نہایت ہی کریم ہے۔ بندگان خدا! خوب جان لو کہ متقی اور پرہیزگار منفعت دنیا و آخرت کو حاصل کرتے ہوئے گزر گئے۔ انہوں نے اہل دنیا کی ان کی دنیا میں مشارکت کی اور ان کی آخرت میں شریک نہ ہوئے (کیونکہ ان کے منافع اعمال آخرت اچھے نہیں) وہ لوگ ساکنین دنیا سے بہتر ہو کر دنیا میں ساکن رہے اور نہایت ہی عمدہ طریقے سے لذات دنیوی کو چکھا۔ انہوں نے دنیا کے حظ اٹھائے جیسے کہ صاحبان وسعت نعمت لطف اٹھاتے ہیں اور اس دنیا سے وہی چیز (سرور و خوش وقتی) حاصل کی جو ستمگاروں اور متکبروں کو میسر ہوئی۔ پھر اس دنیا سے مقصد اقصےٰ تک پہنچانے والا توشہ اور فائدہ دینے والی تجارت کو ساتھ لے کر یہاں سے انقلاب پذیر ہو گئے۔ وہ اپنی دنیا میں رہ کر ترک دنیا کے ذائقے چکھ گئے اور یقین کر لیا کہ ہم بروز فردا اپنی آخرت میں خدا کے ہمسائے ہیں، نہ ان کے واسطے کوئی دعوت رد کی جاتی ہے نہ ان کی دعا کو درجہ

قبولیت سے گرایا جاتا ہے) نہ لذت کا کوئی حصہ ان کے واسطے ناقص اور کم ہوتا ہے۔

بندگان خدا! موت سے اور اس کی نزدیکی سے حذر کرو اور نہایت ہی محکم طریقے سے موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ بیشک وہ موت ایک امر عظیم اور شغل بزرگ کے ساتھ آئے گی، یا تو اس کے ساتھ نیکی ہی نیکی ہو گی اور کسی قسم کی برائی کی جھلک اس میں نہ ہو گی، یا شر کے ساتھ آئے گی جس میں ذرہ بھر اور ہرگز خیر کا جلوہ نہ ہو گا۔ پس کون شخص اعمال جنت بجا لا کر جنت کے قریب ہے اور کون شخص دوزخیوں کے سے افعال کر کے دوزخ کے قریب تر ہے۔ حقیقتہً تم لوگ موت کی طرف ہنکائے گئے ہو۔ اگر تم قائم رہو جب بھی تمہیں گرفتار کرے گی۔ اور اگر فرار کرو گے جب بھی وہ سائے کی طرح تمہارے ساتھ ساتھ ہے۔ وہ تمہاری کاکلوں کے ساتھ بستہ کر دی گئی ہے اور دنیا تمہارے عقب سے لپیٹ لی گئی ہے۔ تم اس آگ سے حذر کرو جس کی گہرائی بہت دور ہے جس کی حرارت نہایت شدید ہے جس کے عذاب نت نئے واقع ہوتے ہیں وہ ایسا گھر ہے جس میں ذرہ بھر رحمت کا اثر نہیں۔ اس میں رہنے والے کی کوئی التماس قبول نہیں۔ نہ اس کے اندوہ وملال کے لئے کشائش ہے۔ اگر تم استطاعت رکھتے ہو کہ تم نہایت سختی کے ساتھ خدا سے حذر کرو اور یہ کہ اس کے ساتھ تمہارا گمان نیک ہو جائے تو ان دونوں (حسن ظن وخوف خدا) کو جمع کرو کیونکہ بندے کا حسن ظن اپنے پروردگار کے ساتھ بقدر خوف خدا ہوتا ہے۔ بیشک آدمیوں میں سے اسی شخص کا حسن ظن پروردگار کے ساتھ عمدہ ہوتا ہے جو ان سب سے زیادہ خدا کا خوف کرتا ہے اے محمد ابن ابی بکر میں نے اپنے نزدیک اپنی نہایت ہی بزرگ سپاہ پر تجھے حاکم مقرر کیا ہے جو اہل مصر ہیں۔ اب تجھے یہی بات زیبندہ ہے کہ اپنی خواہش نفسانی کی ہمیشہ مخالفت کرے۔ اور اپنے دین کی حمایت میں مجاہدہ ومقابلہ کرتا رہے۔ اور جب تک زمانہ کی ایک ساعت بھی تیرے لئے باقی رہے تو خلق میں سے کسی شخص کی رضامندی کے لئے پروردگار عالم کو غضبناک نہ کر۔ کیونکہ رضائے خدا غیر خدا کی خوشنودی کی جانشین ہے اور اس کی رضامندی خوشنودی خدا کی قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ وقت معین پر نماز پڑھ اور جلدی سے فارغ ہو جانے کے لئے وقت نماز کی طرف جلدی نہ کر (وقت سے پہلے نماز نہ پڑھ) نہ کسی امر غیر نماز میں مشغول ہونے کے سبب سے وقت نماز میں تاخیر کر۔ اور خوب جان لے کہ تیرے تمام اعمال تیری نماز کے تابع ہیں۔

بیشک امام ہدیٰ اور پیشوائے ضلالت دونوں برابر نہیں ہو سکتے، نہ ولی نبی اور عدو نبی میں کچھ مساوات ہے۔ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ میں اپنی امت پر کسی مشرک اور مومن کے سبب سے نہیں ڈرتا ہوں کیونکہ مومن کو اس کے ایمان کی وجہ سے پروردگار عالم عذاب سے بچائے گا اور مشرک کا اس کے شرک کی وجہ سے قلع قمع کر دے گا۔ لیکن میں ہر ایک اس منافق سے تم پر خوف کرتا ہوں جو عالم زبان ہو (اس کی زبان پر حق جاری رہے، مگر دل سے اس کا معترف نہ ہو) وہ بات کہے جو تمہارے نزدیک معروف اور مستحسن ہو۔ اور وہ افعال بجا لائے جنہیں تم قبیح سمجھتے ہو۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

معاویہ کے جواب میں حضرت کا یہ ایک یادگار مکتوب ہے۔ حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ تیرا خط مجھے ملا۔ تو نے اس میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ کو اپنے دین کے لئے برگزیدہ کر لیا۔ اور صحابہ میں سے جو بزرگوار اس پیغمبر کی تائید پر کمربستہ ہوئے ان کی مدد کی۔ افسوس، تیری طرف سے زمانے نے ہمارے لئے تعجب کو پوشیدہ رکھا۔ خدا کی شان تو ایسا ہو گیا کہ ہمیں ان احسانات کو یاد دلائے جو ہم پر نازل ہوئے ہیں۔ ہمارے سامنے ان نعمتوں کا ذکر کرے جو ہمارے نبی کی شان میں ہم پر مبذول ہوئی ہیں۔ تیری تو اس بارے میں یہی نقل ہوئی جیسے کوئی خرما دیہات ہجر کی طرف لے جائے (جہاں اس کثرت سے نخلستان ہیں کہ اور ولایتوں میں وہاں سے لے جاتے ہیں) یا اس شخص کی مانند ہے جو اپنے استاد تیر اندازی کو تیر اندازی کے واسطے بلاتا ہے۔ تو نے گمان کر رکھا ہے کہ افضل الناس اسلام میں فلاں اور فلاں ہیں۔ پھر ایک ایسے امر کا ذکر کیا کہ اگر وہ بالتمام صحیح ہو تو اس کا کوئی نفع تجھے نہیں پہنچ سکتا۔ اور اگر وہ ناقص ہو تو اس میں رخنہ پڑ جانے سے تیرا کوئی نقصان نہیں۔ تجھے فاضل و مفضول اور حاکم و محکوم کی بحث سے کیا علاقہ کیا۔ طلقاء (قید سے آزاد ہونے والے) اور پسران طلقاء کو اس سے کیا حاصل جو وہ مہاجرین اولین کے درمیان سلسلہ تمیز قائم کریں۔ ان کے درجات کو ترتیب دیں۔ ان کے طبقات مختلف کی شناسائی کے مدعی ہوں۔ یاد رکھ! تیرا مطلب تجھ سے بہت دور ہے۔ ایک ایسے تیر نے آواز بلند کی جو قمار بازی کے تیروں میں سے نہیں اور اس شخص کے بارے میں حکم کرنا شروع کیا جو اس پر حاکم ہے اور انسان! کیا تو اپنے لنگ ہونے پر قیام نہیں کرتا۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ تو درجہ مہاجرین تک نہیں پہنچ سکتا) کیا تو اپنے بازوؤں کی کوتاہی کو شناخت نہیں کرتا۔ تو اس مقام پر واپس نہیں جاتا جہاں تجھے تیرے قدر و مرتبہ نے واپس کر دیا ہے۔ تجھے کسی مغلوب ہو جانے والے کے مغلوب ہونے سے کیا ضرر۔ تجھے کسی مظفر و منصور کے ظفر حاصل کرنے سے کیا نفع۔ تو نہایت ہی شدت کے ساتھ میدان گمراہی میں گامزن ہے۔ تو وسط راہ سے بالکل منحرف ہے۔ کیا تو اپنے مخبر کے غیر کو نہیں دیکھتا؟ سن میں خداوند عالم کی نعمتوں کو بیان کرتا ہوں۔ گروہ مہاجرین میں سے ایک جماعت نے راہ خدا میں شہادت پائی۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک درجہ اور فضیلت ہے۔ حتیٰ کہ ہمارے شہید نے جنس شہادت کی طلب کی اور وہ سید الشہدا کہلائے (خود رسول اللہؐ نے انہیں سید الشہدا فرمایا) اور ان پر نماز پڑھنے کے بعد رسول خدا نے ستر تکبیریں ان کے لئے مخصوص فرمائیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ راہ خدا میں ایک گروہ کے ہاتھ کاٹے گئے ان میں سے ہر ایک کے واسطے ایک بزرگی ہے حتیٰ کہ ہم میں سے ایک نفس واحد کے ساتھ یہی ہوا۔ جو ان لوگوں میں سے ایک شخص کے ساتھ ہوا تھا۔ مگر ہمارے اس متنفس کی

نسبت رسول خدا نے لقب طیارؔ فی الجنۃ اور ذوالجناحین تجویز فرمایا۔ اگر خداوند عالم مرد کو اپنے تزکیۂ نفس اور بزرگی کے بیان کرنے سے منع نہ فرماتا تو ذکر کرنے والا (امیر المومنینؑ) ایسی ہزاروں فضیلتوں کا ذکر کر دیتا جنہیں مومنین کے قلوب پہچانتے ہیں اور سننے والوں کے کان انہیں دور نہیں گراتے (قبول کر لیتے ہیں) تو اس شخص کی سی خصلت چھوڑ دے جسے ایک تیر خوردہ (صید شدہ شیطان) نے راہِ حق سے منحرف کر دیا ہے۔ سُن اے معویہ! بیشک ہم لوگ خداوند عالم کی صنعتیں ہیں۔ اور لوگوں کو ہمارے سبب سے تکمیل نصیب ہوتی ہے۔ ہماری عزت کی ہمیشگی اور تیری قوم پر ہماری قوت عادی نے ہمیں اپنے نفسوں کو تمہارے ساتھ مخلوط کرنے سے منع نہیں کیا۔ دوسرے ہمسروں اور زمانے والوں کے کردار کی مانند ہمارے تمہارے درمیان سلسلۂ مناکحت جاری رہا حالانکہ تم ہمارے ہمرتبہ نہیں ہو۔ اور پھر تم کیونکر ہمارے ہم مرتبہ اور ہمسر ہو سکتے ہو جبکہ پیغمبر ہم میں سے ہے۔ اور تکذیب کرنے والا (ابوجہل) تم میں سے۔ اسد اللہ (امیر المومنینؑ) ہم میں سے۔ اور اسد بن العزیٰ پیغمبرؐ کی جنگ پر قسم کھانیوالوں کا رفیق تم میں سے۔ جوانان بہشت کے دو سردار ہم میں سے اور اطفالِ آتش جہنم[1] تم میں سے۔ بہترین نسار عالم ہم میں سے اور حمالۃ الحطب تم میں سے۔ اور ایسی بہت سی چیزیں ہیں جن میں ہماری فضیلت اور مدح ہے اور تمہارے لئے مذمت۔ ہمارا اسلام وہ ہے جو ہر ایک شخص کے گوش زد ہے۔ تمہاری جاہلیت وہ ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ وہ چیز جو ہم سے باہر نکال لی گئی ہے کتاب خدا سے ہمارے لئے جمع کر رہی ہے۔ وہ کتاب خدا یہ قول خدا ہے کہ حکم خدا میں صاحبان قرابت میں سے بعض بعض سے افضل ہیں۔ اس خداوند تعالےٰ کا یہ فرمان ہے۔ دوست ترین مردم ابراہیم کے ساتھ وہ لوگ ہیں جو اس کی اور اس پیغمبر کی متابعت کرتے ہیں اور وہ لوگ جو خدا و رسول پر ایمان لائے اور اللہ مومنین کا مددگار ہے۔ پس ہم لوگ ایک تو از روئے قرابت افضل ہیں اور دوسرے اطاعتِ پیغمبر کے سبب سے۔ تجھے معلوم بھی ہے کہ بروز سقیفہ مہاجرین نے انصار کے سامنے قرابت رسول کی ہی حجت پیش کی تھی اور ان کو مغلوب کر دیا تھا۔ اب اگر اس دلیل کے ساتھ غلبہ حاصل ہو سکتا ہے تو امر حق (خلافت) ہمارے واسطے ہے نہ کہ تمہارے لئے اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو انصار اپنے دعوے پر قائم ہیں۔

تو یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے تمام خلفار سے حسد کیا۔ اور ہر ایک سے بغاوت کی اگر فی الحقیقت یوں ہی ہے تو تجھے اس کی بابت باز پرس کرنے کا حق حاصل نہیں کہ یہ تیرے لئے ایک عذر ہو جائے۔ یہ ایک ایسی شکایت ہے جس کا عیب تجھ سے بہت دور ہے (تجھ میں اس بات کی قابلیت ہی نہیں) پھر تو (از راہ طعن) یہ بھی کہتا ہے کہ میں (امیر المومنین) بیعت کے لئے اس طرح کھینچا گیا جیسے کہ نہار والا اونٹ کھینچا جاتا ہے حتیٰ کہ میں نے بیعت کر لی۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ تو نے ارادہ تو کیا میری مذمت کا مگر تیرے منہ سے کلمات مدح نکل گئے (اور فضیلت وہی ہے جس کی شہادت دشمن بھی دے اٹھے) تیرا ارادہ ہوا کہ مجھے

[1] جبکہ رسول خدا نے عتبہ بن ابی معیط سے فرمایا کہ تو اور تیری اولاد جہنمی ہے ۱۲۔

رسوا کرے مگر خود رسوا ہو گیا کیونکہ مسلمان کی اس میں کوئی ذلت ہی نہیں کہ وہ مظلوم ہو۔ جب تک کہ اپنے دین میں شک کرنے والا اور اپنے یقین میں شبہات کو دخل دینے والا نہ بنے۔ اور یہی میری حجت ہے جس سے مقصود تیرا غیر ہے (تجھ پر کوئی حجت نہیں قائم کرنا۔ بلکہ ان خلفا کے سامنے پیش کرتا ہوں جو اپنی خلافت کی حقیت کے لئے اجماع کی دلیل پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ تیرا دعویٰ تو ہر طرح سے باطل ہے) لیکن میں نے اس حجت کا تھوڑا سا حصہ تیرے سامنے بھی بیان کر دیا جس کا ذکر میں نے مناسب سمجھا

پھر تو نے میرے اور عثمان کے معاملے کا ذکر کیا ہے۔ اب لازم ہے کہ اس شبہے کا جواب تجھے دیا جائے۔ تو اس کا قرابت دار بنکر اس کا خوں بہا طلب کر رہا ہے۔ جواب یہ ہے کہ پہلے یہ دیکھ کہ ہم میں سے کون اس کا سب سے زیادہ دشمن تھا۔ اور کون اس کے قتل کی طرف راہ دکھانے والا تھا۔ کیا وہ شخص ایسا ہو سکتا ہے جس نے اپنی نصرت اسے عطا فرمائی، اور اس نے یہ کہہ کر کہ مجھے تیری نصرت کی احتیاج نہیں اور تو اپنے نفس کو مجھ سے باز رکھ اسے بٹھا دیا۔ اور آپ اس کے ارادے سے باز رکھا یا وہ شخص اس کی دشمنی سے متصف ہے جس سے اس نے مدد طلب کی اور اس نے تاخیر سے کام لیا۔ اور حوادث روزگار کو اس کی طرف منتشر کر دیا۔ حتیٰ کہ اس کی تقدیر کا لکھا پورا ہوا۔ حاشا ثم حاشا جو یہ دونوں شخص مساوی ہوں۔ قسم خدا کی خداوند عالم نے نصرت و مدد کو منع کرنے والوں اور ان قائلین کو معلوم کر لیا ہے جو اپنے بھائیوں سے کہتے تھے کہ ہماری مدد کو آؤ۔ اور وہ مکر وہ سمجھ کر ان کے پاس نہ آتے۔ میں اس سبب سے عذر نہیں کرتا کہ میں نے احداث بدعت کے متعلق اس کی عیب گوئی کی۔ اگر میرا اسے ہدایت اور ارشاد کرنا ہی اس کے نزدیک گناہ ہو تو اکثر اوقات جسے ملامت کی جاتی ہے۔ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ اور کبھی کثرت کے ساتھ نصیحت کرنے والا خود متہم ہو جاتا ہے۔ مگر میں نے اپنی استطاعت کے موافق اسکی اصلاح کا ارادہ کیا۔ اور مجھے خدا کی ہی جانب سے ہدایت کی توفیق عطا ہوتی ہے اور میں اسی پر توکل کرتا ہوں۔

پھر تو نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ میرے اور میرے اصحاب کے لئے تیرے پاس تلوار کے سوا اور کوئی چیز نہیں۔ بیشک تو نے ان لوگوں کو ہنسا دیا جو تیری گفتار ناہنجار سنکر افسوس کے آنسو بہا رہے تھے بھلا تو نے کب دیکھا کہ عبد المطلب کے بیٹے دشمنوں کو دیکھ کر بزدل بن گئے۔ چمکتی ہوئی تلواروں سے ڈر گئے، تھوڑی دیر صبر کر۔ ابھی حمل ایک نامی شجاع لڑائی سے ملحق ہوتا ہے۔ عنقریب تجھے اس شخص کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بلاتا ہے جس کا تو طلب گار ہے۔ وہ چیز تجھ سے قریب ہے جسے تو دور سمجھ رہا ہے۔ میں مہاجرین و انصار اور ملازمان احسان کی ایک فوج کثیر لئے ہوئے تیری طرف یلغار کرتا ہوا آ رہا ہوں۔ جن کا انبوہ نہایت سخت ہے جن کا غبار بلند ہو رہا ہے۔ وہ لوگ موت کا لباس پہنے ہوئے ہیں اور بہترین ملاقات جن کے نزدیک خداوند عالم کی ملاقات ہے (انہیں موت کی پروا نہیں۔ وہ موت کو

حیات جاودانی سمجھتے ہیں) جنگ بدر میں صفیں الٹ دینے والے شجاعوں کی اولاد ان کے ساتھ ہے اور ہاشمی تلواریں ان کے ہمراہ ہیں۔ اور تو نے اپنے بھائی اپنے خالو اپنے دادا اور اپنے اہل کے بارے میں ان تلواروں کے واقع ہونے کے مقامات کو دیکھ لیا ہے اور اب یہ تلواریں ستمگاروں سے دور نہیں ہیں۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

اہل بصرہ کے نام حضرت نے یہ مکتوب تحریر فرمایا ہے۔ تمہاری عہد شکنی اور خصومت کے سبب سے آخر وہ امر ظاہر ہو گیا جس سے تم غافل نہیں تھے۔ اب میں نے تمہارے گنہگار کو معاف کیا۔ تمہارے بھاگنے والے پر سے تلوار اٹھالی۔ تمہارے متوجہ بحق ہونے والے کا عذر قبول کیا۔ اگر ہلاک کرنیوالے امور اور منحرف رائے و تدبیر والوں کی بے عقلیوں نے تمہیں میری مخالفت اور میری عداوت کے رستے پر لگا دیا تو اس وقت میں اپنے راہواروں کو نزدیک کروں گا۔ اور اپنی سواری کے اونٹوں پر زین کس لوں گا۔ اگر تم نے مجھے اپنی طرف حرکت کرنے کے لئے مضطر کیا تو میں [illegible] ایک ایسا حادثہ تم پر نازل کروں گا کہ حادثۂ جنگ جمل کو اس سے وہی نسبت ہوگی جیسے کھانا کھانے کے بعد آدمی انگلیاں چاٹا کرتا ہے۔ باوجودیکہ میں تم میں سے جو فرمانبردار ہے اس کی فضیلت سے واقف ہوں۔ جو نصیحت کرنے والا ہے اس کا حق پہچانتا ہوں (گناہگار سے درگذر کرتا ہوا بے گناہ سے اور پیمان شکن سے چشم پوشی کرتا ہوا ایفا کرنے والے سے مواخذہ نہیں کرتا)

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

معاویہ پسر ہند کے نام حضرت نے یہ خط رقم فرمایا ہے۔ اس چیز میں جو تیرے نزدیک ہے (از قسم نعمات الہٰی) خدا سے ڈر۔ اور غور سے خداوند عالم کے حق میں نظر کر جو تیرے ذمے واجب ہے۔ اور اس چیز (امام زمان) کی معرفت کی طرف رجوع ہو جا جس کے نہ جاننے سے تو معذور نہیں ہے۔ یاد رکھ کہ طاعت و عبادت کے لئے آشکار علامتیں۔ روشن رستے۔ واضح اور بیّن جادے اور کثیر المطلوب نتائج مقرر ہیں۔ ان علامتوں۔ رستوں اور جادوں تک عقلمند پہنچ جاتے ہیں۔ اور بے وقوف ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ جو شخص ان سے منحرف ہوا وہ حق سے منحرف ہو گیا۔ بیابان گمراہی میں گرفتار ہوا۔ پروردگار عالم اپنی نعمت اس سے سلب کرے گا اور اپنے عذاب کو اس کے واسطے حلال فرمائے گا۔ اپنی نفسانیت سے ڈر۔ اپنے نفس کو بچا۔ پروردگار عالم نے تیرے واسطے تیرے رستے کو آشکار کر دیا ہے اور اس مقام کو ظاہر فرما دیا ہے۔ جہاں تیرے ساتھ تیرے امور کا منتہیٰ ہے۔ تو انتہائی نقصان۔ خسارے اور منزلت کفر کی طرف روانہ ہوا تیرے نفس نے تجھے شرارت کی دلدل میں پھنسا دیا۔ نہایت سختی کے ساتھ تجھے ضلالت میں

واصل کردیا۔ تجھے ہلاکت کے مقامات میں وارد کیا۔ اور مسالک حقہ پر سالک ہونا تیرے لئے سخت دشوار کردیا۔

وصیت جناب امیر علیہ السّلام

جنگ صفین سے واپسی کے بعد حضرت نے یہ وصیت جناب امام حسن علیہ السّلام کے لئے تحریر فرمائی ہے۔ فنا ہونے والے زمانے کی خصومتوں کے سامنے عجز کا اقرار کرنے والے بڑھاپے کی طرف عمر کو روگرداں کرنیوالے تحمّل مصائب میں زمانے کی اطاعت کرنے والے۔ خواہشات دنیا کی مذمت کرنے والے۔ مردوں کے مساکن میں ساکن رہنے والے اور اس دنیا سے کل کو کوچ کرجانے والے والد کی طرف سے یہ وصیت اس بیٹے کے نام ہے جو میسّر نہ ہونے والی چیز (اہتدائے خلق) کی آرزو رکھتا ہے۔ ایک ہلاک ہونے والے اور فنا فی اللہ شخص کے رستے پر سالک ہے۔ بیماری کے تیروں کا نشانہ ہے۔ شدائد روزگار کا مرہون ہے مصیبتوں کے تیر کھائے ہوئے ہے۔ تیرہ دنیا کا بندہ ہے۔ خدع و فریب کی سرا کا تاجر ہے۔ موت کا قرضدار ہے اور موت کا ہی اسیر ہے۔ غم و آلام کا ہم عہد ہے۔ حزن واندوہ کا مصاحب ہے۔ تیر آفات کا ہدف ہے دشمنوں کی خواہش کا کشتہ ہے اور مرجانے والوں کا جانشین ہے۔ حمد خدا و نعت رسول کے بعد جاننا چاہیئے کہ مجھ سے دنیا کا برگشتہ ہونا۔ زمانہ کا سرکشی کرنا۔ عاقبت (موت) کا میری طرف متوجہ ہونا۔ ان امور کو میں نے پہچان لیا ہے۔ اور انہیں نے مجھے اپنے غیر کی حالت کے ذکر۔ اپنے نفس کے علاوہ دوسرے کے امور کا اہتمام کرنے سے منع کردیا ہے مگر جب سے کہ بدون آلام مردم میرے نفس کا الم میرے ساتھ منفرد ہوگیا۔ اس وقت میری تدبیر نے مجھ سے سچی بات کہی۔ اور مجھے میری خواہش (ہدایت خلق) سے برگشتہ کردیا خاص میرے ہی کام (اصلاح دنیا) کی میرے لئے تصریح کردی۔ جد و جہد کے مقامات کو طے کرنے کے لئے میرے بازو کھول دیئے۔ اس جستجو اور تلاش میں کسی قسم کا لہو و لعب شامل نہیں۔ مجھے ایسی صداقت کے واسطے آمادہ کیا جس میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہیں۔ اے فرزند! اب میں نے تجھے اپنی ذات کا بعض حصہ پایا نہیں بلکہ تجھے کیا دیکھا بالتمام اور بالکلیہ اپنے ہی آپ کو دیکھا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی مصیبت تجھے لاحق ہو تو گویا مجھ پر نازل ہوئی۔ اور گویا اگر تجھے موت آئے تو وہ مجھے آئی۔ پس اب تیرے امور میں میری توجہ ایسی ہی ہے جیسا کہ اپنے امور میں ہوتی ہے۔ لہٰذا میں نے اپنا یہ وصیت نامہ تیرے واسطے تحریر کردیا۔ اور میں اس تحریر کی حفاظت کا طالب ہوں (اسے احتیاط اور حفاظت سے رکھنا) میں تیرے لئے باقی رہوں یا فنا ہوجاؤں۔ اے فرزند میں تجھے خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ میری وصیت ہے کہ تو امر خدا کا ملازم رہ۔ اس کی یاد کے ساتھ اپنے قلب کو آباد کر۔ اس کی حبل المتین کے ساتھ متمسک ہو۔ وہ وسیلہ جو تیرے اور خداوند عالم کے درمیان ہے۔ کون سا وسیلہ اس سے زیادہ

مضبوط ہے جو تو اس وسیلہ کو اخذ کرے۔ نصیحتوں کو قبول کر کے اپنے دل کو زندہ کر اور زہد و تقوے اختیار کر کے اسے مُردہ کر دے۔ یقین کے ساتھ اسے قوت دے۔ موت کی یاد کے ساتھ اسے مطیع و فرمانبردار کر۔ نیستی کے لئے اسے مقرر کر دے، دنیا کے مصائب اسے دکھا۔ زمانے کے حملوں اور گردش لیل و نہار کی زشتیوں سے اسے ڈرا دے۔ گزرے ہوئے لوگوں کی حکایتیں اس کے سامنے پیش کر اور تجھ سے پہلے لوگوں پر جو حوادثات گزرے ہیں اسے ان کی یاد دلا۔ ان لوگوں کے گھروں اور نشانات کی سیر کر۔ پھر نظر کر کہ انہوں نے کیا کیا۔ کس چیز سے منتقل ہوئے۔ کہاں وارد ہوئے، اور کس مقام کو اپنی منزل بنایا۔ بیشک تجھے معلوم ہو جائے گا کہ وہ اپنے دوستوں سے الگ ہو کر غربت اور تنہائی کے مکانوں میں جا بسے۔ اور عنقریب گویا تو بھی انہیں میں سے ایک شخص کی مانند ہو جائے گا اب تو اپنی منزل کی اصلاح کر۔ اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے تابع نہ بنا۔ اس چیز میں گفتگو کرنے کو چھوڑ دے جسے تو نہیں جانتا۔ اس شے کے بارے میں حکم نہ لگا جس کی تکلیف تجھے نہیں دی گئی۔ اس رستے کو ترک کر دے جس پر چلنے سے تجھے ضلالت کا خوف ہے۔ کیونکہ ضلالت اور گمراہی کی حیرانیوں کے وقت ٹھیر جانا طرح طرح کے خوف پر سوار ہو جانے سے بہتر ہے۔ نیکیوں کا حکم کر کیونکہ تو اس کا اہل ہے۔ اپنے ہاتھ اور زبان سے نہی منکر عمل میں لا۔ جو امر منکرہ کو بجا لاتا ہے۔ اس سے بقدر اپنی طاقت و وسعت کے علیحدگی اختیار کر۔ فی سبیل اللہ جہاد کر جیسا کہ جہاد کا حق ہوتا ہے۔ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت تجھے راہِ خدا میں گرفت نہ کرے (بلاخوف لومۃ لائم راہ خدا پر سالک ہو جا) وہ شدائد جو حق کا رستہ اختیار کرنے میں پیش آتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی حق ہو۔ ان میں پیوست ہو جا۔ فقہ دین کو حاصل کر۔ اپنے نفس کو مکروہات پر صبر کرنے کا معتاد بنا۔ کیونکہ صبر اخلاق حسنہ میں سے نہایت ہی عمدہ خلق ہے اور کل امور میں اپنے نفس کو اپنے پروردگار کی پناہ میں لے آ۔ کیونکہ اندریں صورت تو اسے ایک محفوظ مقام اور صاحب قوت منع کرنے والے کی طرف پناہ دے گا۔ اپنے سوال کو اپنے پروردگار کیلئے ہی خالص کر دے۔ کیونکہ بخشش کرنا اور محروم کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ نہایت کثرت کے ساتھ خیر اور برکت کا طلبگار ہو۔ میری وصیت کو سمجھ اور میری نصیحتوں سے اعراض کرتے ہوئے میرے سامنے سے روانہ نہ ہو۔ کیونکہ بہترین گفتار وہی ہے جو کچھ نہ کچھ نفع پہنچائے۔ اور جان لے کہ اس علم میں کوئی خیر و برکت نہیں جس سے کسی قسم کا نفع نہ حاصل ہو۔ اور جس علم سے نفع نہ اٹھایا جائے اس کا یاد کرنا اور سیکھنا بھی کچھ ضرور نہیں۔ اے بیٹا! جب میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ کبیر السن ہو گیا ہوں اور میں نے دیکھا کہ ضعیفی اور سستی بڑھتی جا رہی ہے۔ اس وقت میں نے تجھے وصیت کرنے کے لئے عجلت سے کام لیا۔ اس وصیت سے میں نے اکثر خصائل کو بیان کر دیا، اور اس بات کو اچھا سمجھا کہ موت مجھے عجلت کے ساتھ آ جائے اور میں اپنے دل کی باتوں کو تجھ تک نہ پہنچا سکوں یا میری رائے اور عقل میں نقص

واقع ہو جیسا کہ میرے جسم میں ظاہر ہو گیا ہے یا بعض خواہش ہائے ناہرہ و فسادات دنیا میری طرف سبقت کریں۔ اور تو ایک شتر وحشی کی مانند رہ جائے کیونکہ تازہ قلب افتادہ اور خالی زمین کی مانند ہوتا ہے جو شے اس زمین میں ڈالی جائے وہ اسے ہی قبول کرے گی۔ لہذا میں نے تجھے ادب سکھانے کے لئے عجلت سے کام لیا۔ قبل اس کے کہ تیرا قلب (حزن و اندوہ کے سبب سے) سخت ہو جائے اور تیری عقل (مصائب و نوائب کے سبب سے صبر کرنے کی تدبیر میں) مشغول ہو جائے۔ اور تو اپنی رائے اور تدبیر کی کوشش کے ساتھ اس امر کا استقبال کرنے لگے جس کی طلب اور جس کے تجربے کے لئے صاحبان تجربہ تیرے لئے کافی ہیں۔ حقیقتہً تو طلبگاریوں کی مشقت سے کفایت کیا گیا ہے (اب تجھے کسی بات اور کسی نصیحت کے طلب کرنے کی ضرورت نہیں) اور تجربے کے علاج سے معاف کر دیا گیا ہے (کیونکہ ایک تجربہ کار کے اقوال تیرے سامنے موجود ہیں) نہایت ہی سہولت کے ساتھ تجھے وہ چیز حاصل ہو گئی ہے جس تک ہم نہایت محنت و مشقت کے ساتھ پہنچے اور تیرے لئے وہ چیز ظاہر ہو گئی ہے جو بسا اوقات ہم پر مخفی اور پوشیدہ تھی۔

اے فرزند! اگرچہ میں اس عمر تک نہیں پہنچا جس تک مجھ سے پہلے لوگ پہنچے ہیں۔ مگر میں نے ان کے اعمال کو دیکھا۔ ان کے خبروں میں تدبر اور تفکر سے کام لیا۔ ان کے نشانات کی سیر کی۔ حتیٰ کہ میں بھی انہیں میں سے ایک شخص کی مانند ہو گیا بلکہ گویا ان کے امورات کے سبب سے جو مجھ تک پہنچے ہیں میں نے ان کے اولین سے لیکر آخرین تک کے ساتھ عمر بسر کی اور ان کے اچھے برے اور نفع و ضرر کو پہچان لیا۔ اب میں نے تیرے واسطے ہر ایک امر اور ہر ایک امر کی تہ کا خلاصہ کر دیا۔ ان امور کی نیکی کا تیرے لئے ارادہ کیا۔ اور ان کی ناشائستگیوں کو تجھ سے برگشتہ کر دیا۔ نیز تیرے ہر کام میں ہر جگہ میں نے اپنی توجہ کو لازم سمجھا۔ جیسا کہ ایک شفیق والد کا فرض ہے۔ میں نے تیرے کام کے موافق تیرے ادب سکھانے کا عزم بالجزم کر لیا تھا کہ جب تو نوجوان ہو صاحب نیت سلیم ہو اور ایک صاف شفاف نفس کا مالک ہو تو تجھے اللہ عزوجل کی تعلیم دوں۔ اس کی تاویل پر عبور کرا دوں۔ اسلام کے طریقے اس کے احکام اس کے حلال و حرام تجھے سکھاؤں۔ اور اس تعلیم کے غیر کی طرف تجھے تجاوز نہ کرنے دوں۔ پھر مجھے خوف ہوا کہ مبادا تجھ پر وہ علوم و معارف مشتبہ ہو جائیں جن میں لوگوں نے اپنی نفسانی خواہشوں اور فاسد رایوں کے سبب سے اختلاف کیا ہے اور وہ ان پر مشتبہ ہو گئے ہیں۔ پس میں نے ان کو مضبوط اور محکم کر دیا۔ اس لئے کہ تجھے آگاہ کر دینا میرے نزدیک اس سے بہتر اور محبوب تھا کہ میں تجھے ایسے امر کے حوالے کر دوں جس میں تیری ہلاکت سے بے خوف نہیں ہوں اور مجھے امید ہے کہ پروردگار عالم تیری شہادت و سعادت کے باعث تجھے توفیق دیگا اور تجھے تیرے مقصود کی طرف ہدایت کرے گا۔ لہذا میں نے اپنی یہ وصیت تیرے لئے معہود کر دی۔

اے فرزند! خوب جان لے کہ میری وصیت میں سے نہایت ہی عمدہ چیز جو تجھے اختیار کرنی چاہیئے وہ خوف خدا ہے اور انہیں امور (علوم یقینیہ و اعمال دینیہ) پر اقتصار کرنا جو پروردگار عالم نے تجھ پر فرض کئے ہیں اور اسی طریق کو اختیار کرنا جس پر تیرے آبا و اجداو بزرگوار (انبیا و اولیا) اور تیرے اہلبیت صالحین گزر گئے ہیں۔ بیشک ان لوگوں نے اپنے نفسوں کے بارے میں نظر ڈالنے کو ترک نہیں کیا۔ جیسا کہ تو بھی نظر کرنے والا ہے۔ انہوں نے فکر و تدبر سے کام لیا جیسا کہ تو فکر کر رہا ہے۔ پس اس تفکر و تدبر نے ان لوگوں کو اس شے کے اعتقاد کی طرف راجح کر دیا جسے وہ پہچانتے تھے اور اس شے سے باز رکھا جس کی انہیں تکلیف نہیں دی گئی تھی۔ اب اگر تیرا نفس اس اعتقاد اور قبول سے انکار کرے بغیر ازیں کہ تجھے ان بزرگوں کا سا علم حاصل ہو تو اب یہی سزاوار ہے کہ تیری طلب اس بارے میں تفہم و تعلم کی راہ سے ہونی چاہیئے، نہ کہ شبہات کے گرداب میں گر کر اور مخاصمت و مجادلت میں پیوست ہو کر۔ اور اس امر میں نظر ڈالنے سے پہلے اپنے پروردگار سے اعانت کی طلب شروع کر۔ اور اپنی توفیقات میں اسی کی طرف راغب ہو۔ اور ہر ایک امر مخلوط و باطل کو ترک کر دے۔ جو تجھے شبہات میں داخل کرے یا ضلالت کی طرف پہنچائے۔ اب جب تو نے یقین کر لیا کہ تیرا قلب صاف و شفاف آئینہ ہو کر آرام کرنے لگا۔ تیرا عزم تمام ہوتا ہوا بالجزم ہو گیا اور تیرا مقصد اس عزم وارادے میں ایک ہی مقصد ہے (جو قریب بخدا ہے) پس اب تو اس چیز پر نظر ڈال جس کی تفسیر میں نے تیرے واسطے بیان کر دی ہے۔ اور اگر فراغت و وسعت نظر و فکر کے ساتھ مشابہ شکوک و شبہات سے الگ رہ کر تیرا نفس جمع نہ ہوا جسے تو دوست رکھتا ہے، تو خوب جان لے کہ تو مانند ناقہ شب کور مخبوط ہے۔ اور شدید تاریکی کے گرداب میں گرفتار ہے۔ اور جو شخص کہ مخبوط ہو، مخلوط بہ شبہات ہو۔ ایسا شخص ہرگز طالب دین نہیں ہو سکتا۔ اور ایسی حالت میں اپنے نفس کو طلب معرفت دین سے باز رکھنا نہایت ہی مناسب ہے۔

اے فرزند میری وصیت کو سمجھ اور خوب جان لے کہ جو موت کا مالک ہے وہی حیات کا بھی حاکم ہے، جو پیدا کرنے والا ہے وہی مار ڈالنے والا بھی ہے۔ جو فنا کرنے والا ہے، وہی حیات کی طرف واپس کرنے والا ہے۔ جو مبتلا کرنے والا ہے وہی بلاؤں سے نجات دینے والا ہے۔ دنیا اسی النعام وابتلا و جزا فی المعاد اور اس چیز پر جسے ہم نہیں جانتے قائم ہے جس پر خدا نے اسے پیدا کیا ہے اب اگر ان میں سے کسی شے کی حکمت تجھ پر مشتبہ اور پوشیدہ ہو تو اسے اپنی نادانی پر محمول کر۔ کیونکہ اول وقت جب تو پیدا کیا گیا ہے نادان پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے بعد تو عالم ہوا اور بہت سے امور ہیں کہ جن کی حکمتیں تجھے معلوم نہیں۔ تیری رائے ان میں متحیر ہو جائے۔ تیری بصارت گمراہ ہو جائے۔ پھر اس کے بعد تجھے اس کا علم حاصل ہو۔ لہذا اب تو اسی ذات سے تمسک کر جس نے تجھے خلق کیا جس نے تجھے رزق عنایت فرمایا۔ تیری خلقت کو مساوی رکھا (کسی قسم کا نقص نہیں آنے دیا) اب لازم یہی ہے

کہ تیری عبادت اسی کے لئے مخصوص ہو، تو اسی کی طرف توجہ کرے اور خوف و ترس جو کچھ بھی ہو اسی کی ذات سے ہو۔

اے فرزند! خوب سمجھ لے کسی شخص نے پروردگار عالم کی ایسی خبر نہیں دی جیسی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ نے بیان فرمائی ہے۔ لہٰذا اسی کی رہبری سے راضی ہو اور اسی کے نجات کی طرف کھینچنے سے خوشنود رہ۔ بے شک میں نے نصیحت کرنے میں کسی قسم کی تقصیر نہیں کی اور تو محض اپنی نظر و فکر سے کام لے کر کبھی اپنے نفس کی منفعت تک نہ پہنچ سکے گا۔ اگرچہ تو اس کے لئے میری نظر اور میرے علم کے برابر سعی و کوشش عمل میں لائے۔ اے فرزند! خوب سمجھ لے کہ اگر خداوند عالم کا کوئی دوسرا شریک ہوتا۔ تیرے پاس اس کے پیغمبر بھی آتے تو اس کے ملک۔ اس کی سلطنت کے نشانات کو دیکھتا۔ تو اس کے افعال اس کی صفات کو پہچانتا۔ لیکن حقیقتہً وہ خداوند عالم واحد و یگانہ ہے جیسا کہ خود اس نے اپنے نفس کی توصیف کی ہے اس کی مملکت میں کوئی شخص اس سے عناد اور ضد نہیں کر سکتا۔ وہ ابدالاباد تک زائل نہ ہوگا اس کی ابتدا ہمیشہ سے ہے۔ تمام اشیا سے پہلے۔ وہ تمام اشیاء کے بعد تک رہے گا۔ جس کے لئے کوئی انتہا مقرر نہیں ہو سکتی۔ اس امر سے اس کی شان بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس کی ربوبیت قلب یا بصر کے احاطہ کے ساتھ ثابت کی جائے جب تو نے یہ امر پہچان لیا تو اب لازم ہے کہ تو وہی عمل کرے جو تیرے مثل (ضعیف انسان) کے لئے سزاوار ہے۔ ایسی حالت میں کہ وہ اپنے قدر و مرتبہ کی پستی کا قائل ہو۔ قلت مقدرت کا مقر ہو اپنی عاجزی کی کثرت کا اقرار کرتا ہو۔ اطاعت خدا کی توفیق کی طلب میں، اس کے عذاب سے ڈرنے میں اس کی ناخوشی سے خوف کرنے میں۔ خداوند عالم کی طرف اپنی عظیم احتیاج کو جانتا ہو۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ نے سوائے نیکی کے تجھے کسی چیز کا حکم نہیں دیا اور اعمال قبیحہ کے سوا اور کسی شے سے نہی نہیں فرمائی ہے۔ اے فرزند میں نے تجھے دنیا، حالات دنیا۔ زوال دنیا، انتقال دنیا سے خبردار کر دیا ہے آخرت کی اور آخرت کی اس چیز کی جو اہل آخرت کے لئے تیار کی گئی ہے خبر دیدی ہے۔ ان دونوں (دنیا و آخرت) کے بارے میں بہت سی مثالیں بیان کر دی ہیں۔ تاکہ تو ان سے عبرت حاصل کرے۔ اور ان مثالوں کی پیروی کرے۔ حقیقت یہ ہے جو شخص دنیا کے حالات سے خبردار ہو اس کی مثال ایک مسافر گروہ کی سی ہے جنہیں ایک منزل بے آب و گیاہ کی خبر دی جائے وہ اس خبر کو سنکر منزل شاداب اور نواح سبزہ زار کا قصد کریں۔ رستے کی مشقتوں۔ سفر کی درشتیوں طعام کی بدمزگیوں کے متحمل ہوں۔ تا اینکہ اپنے مکان کی وسعت اور اپنی منزل قرار تک پہنچ جائیں۔ اب ان زحمتوں میں سے وہ کسی آزار کو نہ پائیں گے۔ نہ انہیں خرچ کرنے کے لئے کسی قرض

اور نادان کی ضرورت ہوگی اور ان کے نزدیک کوئی شے اپنی منزل سے قریب ہونے اور اپنے محلوں کے نزدیک آجانے سے زیادہ دوست نہیں ہے۔ اور اس شخص کی مثال جو اس دنیا کے فریب میں آجائے ایسے گروہ کی سی ہے جو ایک شاداب منزل میں مقیم ہوں۔ پھر انہیں ایک قحط ناک منزل کی خبر دی تجائے اور کوئی شے ان کے نزدیک اس مقام سے مفارقت کرنے میں جہاں وہ موجود ہیں مکروہ نہ ہو۔ نہ وہ اس مفارقت کو دشوار خیال کریں۔ وہ اسی بے آب وگیاہ منزل کی طرف راہی ہوں اور اسی کی طرف پلٹ جائیں

اے فرزند! تو اپنے اور اپنے غیر کے درمیان اپنے نفس کو ترازو بنالے اور اپنے غیر کے لئے بھی اسی چیز کو اچھا سمجھ جسے اپنے نفس کے لئے اچھا سمجھتا ہے اور اس چیز کو اس کے واسطے مکروہ خیال کر جسے اپنے نفس کے لئے مکروہ خیال کرتا ہے۔ کسی پر ظلم نہ کر جیسا کہ تو اپنے لئے مظلومیت کو پسند نہیں کرتا۔ احسان کر جیسا کہ تجھے مرغوب ہے کہ تیرے ساتھ احسان کیا جائے، اپنے نفس کی عیب جینی کر جیسا کہ اپنے غیر کی قباحتوں کو تلاش کرتا ہے۔ لوگوں کی طرف سے اس چیز پر راضی رہ جس پر کہ تو اپنے نفس کی طرف سے ان لوگوں کے واسطے خوشنود رہتا ہے اس چیز کو بیان نہ کر جسے تو نہیں جانتا۔ جس شے کو جانتا ہے اسی کی نسبت گفتگو کر کسی شخص کی نسبت ایسی بات نہ کہہ جسے تو دوست نہیں رکھتا کہ تیری طرف اسے منسوب کیا جائے خوب جان لے تکبر کرنا درستی اور صواب کی ضد ہے۔ اور عقلوں کے لئے آفت ہے۔ پس کسب معیشت میں سعی اور کوشش کر (یہ نہیں کہ عجب وتکبر کے باعث روزی کمانے سے بیٹھ رہے) اپنے غیر کے واسطے خزانہ دار دین (یعنی مال) بن کر (اس کو) ان وارثوں کے لئے جمع نہ کر) اور جب تو اپنے مقصود تک پہنچ جائے تو اپنے پروردگار کے سامنے نہایت ہی خاضع اور خاشع ہو جا۔ خوب جان لے کہ تیرے سامنے ایسا رستہ ہے جس کی مسافت بعید ہے جس کی مشقتیں نہایت شدید اور سخت ہیں۔ اس راہ میں تو سر سبز اور شاداب منزلوں کی طلب سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ نہ منزل مقصود تک پہنچا دینے والے توشے سے بے پروا ہو سکتا ہے۔ اور اس توشے کے اٹھانے پر بھی تجھے سبک پشت رہنا چاہیئے (تیری پشت پر گناہوں کا بوجھ نہ ہو) اپنی پشت پر اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ اٹھا کیونکہ اس کا بوجھ تجھ پر وبال ہو جائے گا۔ اور جب تو کسی صاحب احتیاج کو دیکھے کہ وہ تیرے توشے کو یوم قیامت تک اٹھانے کے لئے تیار ہے اور وہ تجھے اس توشے کے ساتھ فردائے قیامت میں وہیں پہنچا سکتا ہے جس جگہ کا کہ محتاج ہے۔ تو اسے غنیمت سمجھ اور اس توشے کو اس پر بار کر دے حتی الامکان اور جب مقدرت اس توشے کو بڑھاتے جا۔ شاید کسی وقت تو اس توشہ بردار کو طلب کرے اور نہ پائے اور اس شخص کو غنیمت سمجھ جو تیری تونگری کی حالت میں تجھ سے قرض مانگ رہا ہے۔ تاکہ تیری احتیاج کے روز اس قرض کو ادا کر دے۔ خوب جان لے کہ تیرے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جس میں سبک بار

کی حالت زیادہ بوجھ اٹھانے والے کی بہ نسبت نہایت اچھی ہے۔ اور سست رفتار سریع السیر کی نسبت نہایت بدحال ہے اور اس گھاٹی سے اترنے کی جگہ لامحالہ بہشت ہے یا دوزخ ہے پس اترنے سے پہلے اپنے لئے سبزہ زار کی تلاش کر اور وارد ہونے سے پہلے استراحت کا مقام مہیا کرے کیونکہ موت کے بعد معافی تقصیر نہیں ہے۔ نہ پھر دنیا کی طرف بازگشت ہوگی۔ خوب جان لے کہ وہ خلاق برتر جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کے خزانے ہیں۔ اس نے تجھے دعا کا حکم دیا ہے۔ اور اس کی قبولیت کا متکفل ہو گیا ہے۔ اس نے تجھے حکم دیا ہے کہ تو اس سے سوال کرے تاکہ وہ عطا فرمائے۔ تو اس سے رحمت طلب کر۔ تاکہ وہ تجھ پر رحمت نازل کرے۔ اس نے اپنے اور تیرے درمیان کسی ایسے شخص کو قائم نہیں کیا ہے جو اسے تیرے سامنے سے پوشیدہ کر دے۔ تجھے کسی ایسے شخص کی التجا کرنے کے لئے مضطرب نہیں کیا ہے جو اس کے سامنے تیری شفاعت کرے۔ اگر تو گناہ کرے تو تجھے توبہ کرنے سے منع نہیں کیا۔ نہ تجھے عذاب کرنے میں عجلت سے کام لیا ہے۔ مکان رسوائی میں تجھے رسوا نہیں کیا۔ درِ قبول توبہ کو تیرے واسطے بند نہیں کر دیا۔ گنہگاریوں پر تجھ سے مناقشہ اور مواخذہ نہیں کرتا (اگر توبہ کر لی جائے) تجھے اپنی رحمت سے مایوس نہیں کیا ہے۔ بلکہ اعمال بد سے باز رہنے کو بھی تیرے واسطے ایک نیکی قرار دیا ہے۔ تیرے عمل بد کو فقط ایک برائی شمار کیا ہے۔ اور ایک عمل نیک کی عوض دس گنی نیکیاں محسوب فرمائی ہیں۔ اور گناہوں سے بازگشت کرنے کا دروازہ تیرے لئے کھول دیا ہے۔ جب تو نے اسے پکارا اس نے تیری آواز کو سن لیا۔ جب تو نے اس سے سرگوشی کی، اس نے تیری سرگوشی کو معلوم کر لیا۔ تو نے اپنی حاجتوں کو اس کے پاس پہنچایا۔ اپنی دلی آرزو کو اس کے سامنے منتشر کر دیا۔ اپنے آلام کا اس کے آگے شکوہ کیا۔ اپنے رنج و اندوہ کے برطرف ہونے کی اس سے درخواست کی۔ اپنے امورات میں اس کی اعانت کا طالب ہوا۔ اس کی رحمت کے خزانوں میں سے اس چیز کا سوال کیا جس کے عطا کر دینے پر اس کے سوا کوئی قادر نہیں ہے جیسا کہ عمروں کی زیادتی بدنوں کی صحت، ارزقوں کی وسعتیں اب اس نے اپنے خزانے کی کنجیوں کو تیرے حوالے کر دیا کیونکہ تو نے اس سے سوال کیا تھا اور اس نے تجھے اس میں تصرف کی اجازت دیدی پس تو نے جب چاہا دعاؤں کے ساتھ اس کے ابواب نعمت کی کشاکش کو طلب کیا۔ اور جب چاہا بدفعات متعددہ اس کی رحمت کی بارشوں کو طلب کر لیا۔ اب یہ بھی لازم ہے کہ دعاؤں کا ذرا تاخیر کے ساتھ قبول ہونا تجھے مایوس نہ کر دے کیونکہ عطا و بخشش بقدر نیت ہوا کرتی ہے اور بسا اوقات قبولیت میں اس لئے تاخیر ہوتی ہے تاکہ اس کے سبب سے سائل کا اجر عظیم ہو جائے اور آرزو مند کے لئے بخششیں کثیر ہو جائیں۔ اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ تو نے کسی ایسی چیز کا سوال کیا جس کا برگشتہ کر دینا ہی تجھے عطا کرنے سے بہتر ہے۔ اور بہت سے امور ایسے ہیں جنہیں تو طلب

کرتا ہے۔ اگر وہ تجھے عطا کر دیتے جائیں تو ان میں تیرے دین کی ہلاکت ہے۔ لہٰذا تیرا سوال اسی چیز کی بابت ہونا چاہیئے جس کے حسن تیرے واسطے باقی رہیں۔ اس کا وبال تجھ سے دور رہے۔ اور یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ نہ مال تیرے واسطے باقی رہ سکتا ہے نہ تو اس کے واسطے۔

خوب جان لے کہ تو آخرت کے واسطے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ دنیا کے لئے، تو فنا کے واسطے خلق ہوا ہے نہ کہ بقا کے لئے۔ تیری پیدائش موت کی خاطر ہے نہ کہ زندگی کے واسطے۔ تو اکھڑنے والی منزل میں موجود ہے۔ تو ایسے مکان میں ہے جس پر بقدر حاجت اکتفا کرنی چاہیئے۔ ایسے رستے پر کھڑا ہے جو آخرت کی طرف جا رہا ہے۔ تو موت کا شہر بدر کیا ہوا ہے۔ ایسی موت جس سے بھاگنے والا نجات نہیں پا سکتا۔ نہ اس کا طالب اُسے فوت کر سکتا ہے۔ ضرور ہے کہ موت اس کا ادراک کرے پس تو موت سے خوف کر کہ وہ تجھے پکڑے۔ اور تو بدحالیوں پر قائم ہو۔ تو ان معصیتوں سے توبہ کرنے کا ارادہ کر رہا ہو اور وہ موت تیرے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے۔ اس وقت بیشک تو اپنے نفس کو ہلاک کر ڈالے گا۔ اے فرزند موت کو بکثرت یاد کر۔ اس چیز کا کثرت کے ساتھ ذکر کر جس میں تو ناگہانی طور سے داخل ہو گا اور موت کے بعد اس کی طرف پہنچے گا۔ حتیٰ کہ تجھے موت آجائے ایسی حالت میں کہ تو اس کی وجہ سے اپنے سلاح کو مضبوط پکڑ رہا ہو۔ اور اپنی کمر کو مضبوط کر رہا ہو۔ وہ ناگہانی طریقے سے تیرے پاس نہ آجائے کہ آتے ہی تجھ پر غلبہ کرے اور تجھے مضرت پہنچائے۔ اہل دنیا کا اشتیاق ان کی حرص جو دنیا کی طرف تو دیکھ رہا ہے حذر کر کہ تو بھی کہیں اس اشتیاق و حرص پر فریفتہ نہ ہو جائے۔ بالتحقیق خداوند عالم نے تجھے حالات دنیا سے خبردار کر دیا ہے اور خود دنیا نے بھی اپنی ذات کی تعریف تیرے سامنے بیان کر دی ہے اپنے عیوب کو ظاہر کر دیا ہے۔ بیشک اہل دنیا عوعو کرنے والے کتے ہیں۔ مضرت پہنچانے والے درندے ہیں۔ ان میں سے بعض بعض کے لئے بھونکتا ہے اور دنیا میں غلبہ حاصل کرنے والا دنیا کے ذلیل اور پست شخص کو کھا رہا ہے۔ اس دنیا کے بزرگ دنیا کے خوردوں کو مقہور کر رہے ہیں۔ یہ لوگ چارپائے ہیں جن کا ایک گروہ تو دست و پا بستہ ہے۔ مقید ہے اور دوسرا رہائی یافتہ۔ ان لوگوں نے اپنی عقلوں کو گم کر دیا ہے اور نامعلوم بیابانوں کی طرف جانے کے لئے سوار ہوتے ہیں۔ یہ حیوانات چرندہ ہیں جو ایک وحشت ناک بیابان کی آفت میں گرفتار ہیں۔ جن کیلئے کوئی محافظ نہیں ہے جو ان کی حفاظت کرے۔ نہ کوئی چرواہا ہے جو انہیں چرائے۔ دنیا انہیں کورچی اور اندھے پن کے رستے کی طرف لے گئی۔ ان کی آنکھوں کو ہدایت کی مناروں کی طرف سے سی دیا۔ یہ لوگ گمراہی دنیا میں سرگشتہ ہو گئے۔ نعمت دنیا میں غرق ہو رہے، دنیا کو اپنا پروردگار بنا لیا۔ دنیا ان کے ساتھ کھیلنے لگی، اور یہ اس کی نعمتوں کے ساتھ لہو و لعب میں مشغول ہو گئے اس دنیا کے بعد جو چیز آنے والی ہے اسے بھلا دیا ٹھہر ٹھہر کر تاریکی روشن ہو۔ گویا حقیقۃً مسافر (اپنی منزل پر) وارد ہو گئے جو شخص عجلت کر رہا

ہے نزدیک ہے کہ (اپنے ہمراہیوں سے) ملحق ہو جائے۔ خوب جان لے کہ رات اور دن جس کی سواری کے اونٹ ہوں تو بیشک وہ شخص حرکت دادہ شدہ ہے اگرچہ ٹھہرا ہوا ہو۔ وہ قطع مسافت کر رہا ہے اگرچہ مقیم و ایستادہ ہو یقیناً سمجھ لے کہ تو اپنی آرزو تک نہ پہنچے گا۔ اپنی اجل سے ہرگز نہیں گزر سکے گا۔ تو اس شخص کے رستے میں ہے جو تجھ سے پہلے تھا۔ پس طلب دنیا میں سستی کر۔ اور اکتساب دنیا میں با مہلت رہ۔ تعجیل نہ کر کیونکہ اکثر طلب گاریاں فنائے مال کی طرف منجر ہوتی ہیں۔ پس ہر ایک طالب مرزوق (رزق دادہ شدہ) نہیں ہے۔ نہ ہر ایک بامہلت رہنے والا طلب دنیا میں تعجیل نہ کرنے والا محروم۔ اپنے نفس کو ہر ایک خصلت خبیثہ و دنیہ سے الگ اور مکرم رکھ۔ اگرچہ تیرا نفس تجھے اشیائے مرغوب کی طرف ہنکائے کیونکہ اپنے نفس کی خواہشات کو جو تو بجا لا رہا ہے اس خدمت کا تجھے عمدہ عوض نہیں مل سکتا۔ اپنے غیر کا بندہ نہ بن۔ کیونکہ پروردگار عالم نے تجھے (اپنے سوا دوسرے کی اطاعت سے) آزاد رکھا ہے۔ اس منفعت میں کیا بھلائی اور بہتری ہے جو بدکرداری کے ساتھ حاصل ہو۔ وہ وسعت کیا چیز ہے جس تک دشواریوں کے ساتھ رسائی ہو۔

اپنے نفس کو اس بات سے دور رکھ کہ طمع کے اونٹ تجھے لیکر نہایت سرعت کے ساتھ رواں ہوں اور مقامات ہلاکت میں تجھے لا ڈالیں۔ اگر تیرا حوصلہ ہے۔ تجھے استطاعت ہے کہ تیرے اور خدا کے درمیان کوئی منعم حائل نہ ہو تو بیشک ایسا ہی حوصلہ کر۔ بیشک تیری قیمت تجھے مل جائیگی۔ اور تیرا حصہ تجھے نصیب ہو جائے گا۔ یاد رکھ کہ خداوند عالم کی طرف سے عطا ہونے والی تھوڑی سی چیز بھی اس کثیر سے اکرم اور اعظم ہے جو مخلوق کی طرف سے عطا ہو۔ اگرچہ تمام روزیاں (بواسطہ اور بے واسطہ) اسی کی طرف سے ہیں۔ اس مال دنیا کی تلافی جو تیری خاموشیوں کے سبب سے فوت ہوا ہے۔ تیرے اس چیز کے دریافت کر لینے سے آسان ہے جو بہ سبب گفتار گم ہوئی ہے۔ رلیمان سر مشکیزہ کی بندش سے اس شے کی حفاظت کر جو مشکیزہ میں ہے۔ اس چیز کی محافظت جو تیرے ہاتھوں میں موجود ہے میرے نزدیک اس شے کی طلب سے محبوب ہے جو تیرے غیر کے ہاتھوں میں ہے۔ مایوسی کی تلخیاں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہیں۔ عفت و عصمت کے ساتھ صنعت و حرفت میں مشغول رہنا اس تونگری سے اعلیٰ اور نیک ہے جو فسق و فجور سے حاصل ہو۔ انسان اپنے راز اور بھید کی بہت حفاظت کرنے والا ہے اور بسا اوقات اس شے کی تحصیل میں کوشش کرتا ہے جو اس کے لئے سخت مضر ہو۔ بسیار گو ہمیشہ ہذیان گو ہوتا ہے۔ جو فکر و تدبر سے کام لیتا ہے وہ بینا ہو جاتا ہے تو صاحبان خیر کی مصاحبت اختیار کر۔ اور انہیں میں سے ہو جا۔ اہل شر سے الگ رہ اور ان سے بالکل دور ہو جا۔ حرام خوری نہایت ہی بری چیز ہے۔ ضعیف اور کمزور پر ظلم انتہائی درجہ کی زشتی لئے ہوئے ہے۔ جبکہ آہستہ رفتاری درشت رفتاری کے مشابہ ہو گئی تو اندریں صورت درشت رفتاری میانہ رفتاری ہو جائے گی۔ بسا اوقات دوا مرض

ہو جاتی ہے اور مرض دوا ہو جاتا ہے۔ اکثر اوقات نصیحت نہ کرنے والے سے بھی نصیحت حاصل ہو جاتی ہے (لقولے لقمان را پرسیدند ادب از کہ آموختی گفت از بے ادباں) اور طلب نصیحت کرنے والا مغشوش ہو جاتا ہے۔ ناصح خیانت سے کام لیتا ہے۔ آرزوؤں پر بھروسا کرنے سے اپنے نفس کو علیحدہ رکھ کیونکہ تمنائیں احمقوں کا سرمایہ ہیں اور دانشمندی یہ ہے کہ تجربے کو ذہن نشین کر لیا جائے۔ اور بہترین تجربہ وہ ہے جو تجھے نصیحت کرے۔ وقت فرصت کی طرف مبادرت کر۔ اسے غنیمت سمجھ۔ قبل اس سے کہ ہنگام فرصت غم و غصہ کا وقت ہو جائے۔ ہر ایک طلب کرنے والا مطلوب تک نہیں پہنچا کرتا۔ نہ ہر ایک مسافر واپس آ سکتا ہے۔ سب سے بڑا فساد یہ ہے کہ زاد راہ کو ضائع کیا جائے اور معاد و آخرت کو فاسد کر دیا جائے۔ ہر ایک کام کے لئے ایک انجام ہے۔ قریب ہے کہ تیرا مقدر تجھے مل جائے۔ دنیا کا تاجر اپنے آپ کو ہلاکت میں گرانے والا ہے۔ بسا اوقات تھوڑا سا مال بہت مال کے برابر فائدہ پہنچاتا ہے۔ ذلیل و خوار دوست اور متہم بخرابات دوستی میں کوئی برکت اور خیر نہیں۔ زمانہ و اہل زمانہ کے ساتھ تساہل سے پیش آ۔ جب تک اس کی سواری کام کیپ تیرا مطیع ہو۔ جب تک تو ان پر مسلط رہے۔ تمنا ہائے کثیر و لایعنی کے سبب سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال اس امر سے دور رہ کہ لجاجت و منت کا مرکب تجھ سے سرکشی کرے۔ اپنے بھائی کے ساتھ صلہ رحم بجالا۔ جبکہ وہ قطع رحم کا مرتکب ہو۔ جب وہ تجھ سے اعراض اور روگردانی کرے تو اس سے بلطف پیش آ۔ اس سے قربت اختیار کر۔ جو وہ بخل پر کاربند ہو تو بذل و عطا سے کام لے۔ جب وہ تجھ سے علیحدگی تلاش کرے تو اس سے نزدیک رہ۔ جب وہ سختی کرے تو نرمی اور ملائمت سے پیش آ۔ جب وہ جرم و گناہ کرے تو اس کے عذر کو قبول کر اور بالکل اس طرح رہ جیسے تو اس کا غلام ہے۔ گویا وہ تیرے واسطے ایک منعم ہے اس بات سے پرہیز کر کہ تو ان خصائل کو ان کے مواضع غیر میں رکھے اور اس رفتار کو نا اہلوں کے لیے اختیار کرے۔ اپنے دوست کے دشمن کو دوستی کے لئے انتخاب نہ کر اور اس طرح اپنے دوست کے ساتھ دشمنی نہ کر۔ اپنے بھائی کے لئے نصیحت کو مخصوص کر دے۔ خواہ وہ اسے اچھی معلوم ہو یا بری۔ غیظ و غضب کو شربت کے گھونٹ کی طرح پی جا۔ کیونکہ میں نے کوئی جرعہ بنظر انجام اس سے بہتر شیریں نہیں دیکھا۔ نہ بنظر عاقبت کسی اور جرعہ کو لذیذ پایا۔ جو شخص تجھ سے بدرشتی پیش آئے اس کیلئے نرمی اور ملائمت سے کام لے۔ کیونکہ اندریں صورت شاید وہ بھی تجھ سے بہ نرمی پیش آنے لگے۔ اپنے دشمن پر احسان کر۔ کیونکہ احسان بر دشمن دو قسم کی فتوح (دوستی کے ساتھ غالب ہونا یا دشمنی کے ساتھ فتح پانا) میں سے ایک نہایت ہی شیریں فتح و ظفر ہے۔ اگر تو اپنے بھائی کے ساتھ سے سلسلۂ برادری کو قطع کرنا چاہے تو اپنے نفس کی طرف سے کچھ تھوڑا سا تتمہ اس کی برادری کے لئے باقی رکھ (یا بالکل قطع نہ کر) تاکہ جب اسے معلوم ہو جائے کہ ابھی تیرے دل میں اس کی جگہ ہے تو اس کی طرف پلٹ آئے

جو تجھ سے نیکی کا گمان کرے اس کے گمان کی تصدیق کر (اس کے ساتھ نیکی کر) اپنے بھائی کا حق ضائع نہ کر۔ اس برادری پر بھروسا کر کے جو تیرے اور اس کے درمیان واقع ہے، کیونکہ جب تو نے اس کا حق ضائع کر دیا تو وہ تیرا بھائی نہ رہا (پھر برادری پر بھروسا کیسا؟) تیرے اہل وعیال تیرے ساتھ بدخو ترین خلق بنکر پیش نہ آئیں جو تیری طرف راغب نہیں ہے تو بھی اس کی طرف رغبت نہ کر۔ اور یہی سزاوار ہے کہ تیرے صلۂ رحم پر تیرے بھائی کا قطع رحم غالب نہ آجائے۔ اور تیرے احسانات پر اس کی برائیاں قوت حاصل کرنے نہ پائیں۔ جس شخص نے تجھ پر ظلم کیا ہے اس کا ظلم تیری نگاہوں میں بزرگ نہ معلوم ہو کیونکہ اس نے خود اپنی مضرت اور تیرے نفع میں سعی و کوشش کی ہے۔ جس شخص نے تجھے خوش حال کیا ہے اس کی جزا یہ نہیں کہ تو اس کے ساتھ برائی کرے۔

اے بیٹا! خوب جان لے کہ رزق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ رزق جسے تو طلب کرتا ہے (بغیر استحقاق) دوسرا وہ رزق جو تیرا طلب گار ہے (تو اس کا مستحق ہے) اگر تو اس تک نہیں پہنچے گا تو وہ خود بخود تجھ تک پہنچ جائے گا ضرورت اور حاجت کے وقت خضوع وخشوع اور عدم احتیاج کے وقت جور وجفا یہ دونوں کس قدر بُری خصلتیں ہیں۔ دنیا میں کوئی چیز تیرے لئے نفع بخش نہیں۔ اِلّا وہ شے جو تیری عاقبت کی اصلاح کرے۔ اگر تو اس چیز پر جزع فزع کرے جو تیرے ہاتھ سے نکل گئی ہے تو ہر ایک اس شے پر گریہ وزاری کر جو (از قسم منفعت آخرت) تجھ سے پیوست نہیں ہوئی جو چیز زمانہ گزشتہ میں تجھے حاصل تھی (اور اب وہ ناپید ہو گئی ہے) اسی سے موجودہ حالت میں موجود نہ ہونے والی چیز پر استدلال کر (جیسے وہ فنا ہو گئی یہ بھی فنا ہو جائے گی۔ پھر حصول فانی کے لئے دردسری کیوں) کیونکہ امور دنیا ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ وہ شخص نہ بن جسے نصیحت کوئی نفع نہیں دیتی۔ جبتک کہ اسے کوئی انتہائی رنج نہ پہنچایا جائے۔ کیونکہ عاقل ادب اور تعلیم کے ساتھ نصیحت کو قبول کرتا ہے اور بہائم سوائے ضرب کے کسی چیز سے نصیحت قبول نہیں کرتے آلام وانڈوہ کی واردات کو صبر کی ہمتوں اور حسن یقین کے ساتھ اپنے نفس سے دور کر۔ بیشک جس شخص نے درمیانی رستے کو چھوڑا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہر شخص کا مصاحب اس کے خویش واقربا کی مانند ہے۔ دوست وہ ہے جو پیٹھ پیچھے بھی راست گوئی سے کام لے۔ خواہشات نفسانی کوری اور تاریکی ضلالت کے شریک ہیں۔ اکثر اوقات شخص بعید (اجنبی گانہ شخص قریب (عزیز) سے (بلحاظ دوستی) قریب ہوتا ہے۔ اور شخص قریب شخص بعید سے بھی دور ہو جاتا ہے۔ غریب وہ شخص ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو جس شخص نے حق سے تجاوز کیا اسے رستہ چلنا بہت دشوار ہے۔ جس نے اپنے مرتبہ پر اقتصار کیا۔ تو وہ مرتبہ اس کے لئے باقی رہے گا۔ سب سے زیادہ مضبوط وسیلہ وہ ہے جسے تو نے اپنے اور خداوند عالم کے درمیان وسیلہ قرار دیا ہو۔ جو شخص تیری طرف اعتنا نہیں کرتا وہ تیرا دشمن ہے۔ کبھی ایسے شخص سے ناامید ہونا بھی حصول مطلب کا باعث ہو جاتا ہے

جبکہ اس شخص سے تو اپنی ہلاکت آخرت کی طمع کرتا ہے۔ ہر ایک عیب اور زشتی اس قابل نہیں کہ جس کا اظہار کیا جائے (کسی کے عیب کو ظاہر نہ کر) نہ ہر ایک وقت فرصت ایسا ہے کہ پھر حاصل ہو جائے (موجودہ وقت فرصت کو غنیمت سمجھ) اکثر اوقات شخص دانا و بینا بھی اپنے مقصد میں خطا کر جاتا ہے اور کور چشم اپنے مطلوب تک پہنچ جاتا ہے۔ ارتکاب قبائح کو تاخیر میں ڈال دے۔ کیونکہ تو ہر وقت اس کی طرف تعجیل سے کام لے سکتا ہے۔ جاہل ناحق شناس سے احسان کا قطع کرنا عقلمند حق شناس سے احسان کرنے کے برابر ہے۔ جو شخص (اموال و اولاد وغیرہ پر بھروسا کر کے) حوادثات زمانہ سے ایمن سمجھتا ہو زمانہ اس کے ساتھ خیانت کرے گا اور جو شخص مساعدت زمانہ کو بزرگ سمجھے (اپنے آپ کو زمانہ کی مساعدت کے سبب سے بزرگ خیال کرے) زمانہ اس کی توہین کرے گا۔ ہر ایک تیر انداز نشانہ نہیں لگا سکتا۔ جس وقت سلطنت میں تغیر آتا ہے زمانہ بھی بدل جاتا ہے رستے کی نیکی بدی کے دریافت کرنے سے پہلے ہمسفر کی خوبی و برائی کو دریافت کرے۔ گھر کے اچھے برے ہونے کی نسبت پوچھنے سے پہلے ہمسایہ کی حالت معلوم کرے کہ اچھا ہے یا برا۔ سخن مضحک کے ذکر سے پرہیز کر۔ اگرچہ تیرے غیر نے اسے تجھ سے بیان کیا ہو۔ عورتوں کے مشورہ سے بچارہ کیونکہ ان کی رائیں اور عقلیں ضعف و ناتوانی کی طرف منتہی ہوتی ہیں۔ ان کے ارادے سستی (فی الاعتقاد) کی طرف مائل ہیں۔ تو انہیں پردے میں رکھ کر ان کو نامحرم کے دیکھنے سے باز رکھ کیونکہ پردے کی سختی ان کی عصمت و عفت کو باقی رکھنے والی ہے اور ان کا پردے سے نکلنا کسی ایسے شخص کے ان کے پاس لے آنے سے سخت تر نہیں ہے جس پر تجھے بھروسا نہ ہو (مرد ہو یا عورت جس پر اعتماد نہ ہو اسے ان تک نہ آنے دے کیونکہ یہ امر ان کے لئے بے حجاب ہونے سے بھی برا ہے) اگر تجھے مقدرت حاصل ہے کسی ایسے امر جس کے سبب سے یہ تیرے غیر کو نہ پہچانیں تو اس عمل کو بجالا۔ عورتوں کو ان کے امورات اور اشغال پر اس قدر مسلط نہ کر کہ جو اپنے مرتبے سے ترقی کر جانے کی ہوس کریں (عورت ہو کر مردوں کے امورات کو انجام دینے کی فکر کریں) کیونکہ یہ عورتیں خوشبو ہیں۔ یہ تو اسی کام کی ہیں کہ انہیں سونگھ لیا جائے۔ نہ کہ مردوں کے قائم مقام ہو کر کار فرمائی کرنے لگیں۔ جو امور ان کے نفس سے متعلق ہیں ان کو عزیز رکھنے سے تجاوز نہ کر۔ انہیں اس بات کی طمع کرنے کا موقع نہ دے کہ وہ اپنے غیر کی شفاعت کرنے کی خواہش کریں۔ اس امر سے پرہیز کر کہ تو انہیں ان کے غیرت کے مقام میں جا گزیں کرے (ایسی جگہ ان کی تزویج کرے جو ان کی غیرت اور ان کے غضب کا باعث ہو) کیونکہ یہ امر زن عفیفہ صحیحہ کو عیب کی بیماری اور فواحشات سے الگ رہنے والی کو فاحشہ ہونے کی طرف دعوت کرتا ہے۔ اپنے خدمتگاروں میں سے بھی ہر ایک کے لئے ایک کام معین کر دے جس کی تعیین کے سبب سے تو ان سے مواخذہ کر سکے۔ کیونکہ یہ تقرر و تعیین اس سے بہتر ہے

کر ان میں سے ہر ایک تیری خدمت کو دوسرے پر چھوڑے۔ اپنے خاندان اور قبیلے پر احسان کر اس کا اکرام کر کیونکہ یہ تیرے بازوؤں کی قوت ہیں۔ جن سے تجھے طاقت پرواز حاصل ہوگی۔ یہ تیری اصل ہیں کہ انہیں کی طرف (بلحاظ نجابت و شرافت) تیری بازگشت ہے۔ یہ تیرے ہاتھوں کی جان ہیں جن کے سبب سے تو دشمن پر حملہ کر سکتا ہے۔ اب میں تجھے خداوند عالم کی سپرد کرتا ہوں۔ وہ تیرے دین و دنیا کی حفاظت کرے گا۔ میں اسی معطی برحق سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ زمانہ حال و استقبال و دنیا و آخرت میں تیرے لئے بہترین حکم صادر فرمائے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام۔

حضرت نے معاویہ کو یہ نامہ تحریر فرمایا ہے تو نے آدمیوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو ہلاک کر ڈالا۔ اپنی سرکشی اور طغیان کے سبب سے انہیں فریب دیا۔ انہیں اپنی ضلالت کے دریا کی موجوں میں ڈال دیا۔ گمراہیوں کی سیاہیوں نے انہیں ڈھانک لیا۔ شکوک و شبہات کے تھپیڑے ان پر پڑنے لگے۔ وہ اپنے مقصد سے برگشتہ ہوئے اپنے پچھلے پاؤں کے نشانات پر لوٹ گئے ادبار کی طرف رُخ کیا۔ ایام جاہلیت اور کفر کی بزرگی پر اعتماد اور بھروسا کر لیا۔ سوائے اس شخص کے جو حق کی طرف دیکھنے کے لئے اہل نظر کا ایک فرد ہو گیا۔ حقیقۃً ان لوگوں نے تجھ سے مفارقت اختیار کی بعد اس کے کہ انہوں نے تیرے مکر و فریب کو شناخت کر لیا تیری معاونت سے الگ ہو کر خداوند عالم کی طرف بھاگ نکلے جبکہ تو نے انہیں ایک امر دشوار پر بار کیا۔ اور وسط راہ حق سے منحرف کر دیا۔ اے معاویہ تو اپنے عذاب نفس میں خدا سے ڈر اور خوف کر کہ شیطان تیری مہار (جہنم کی طرف) کھینچنے لگے۔ اس واسطے کہ دنیا تجھ سے منقطع ہو جانے والی ہے اور آخرت تجھ سے قریب ہے۔ والسلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

قثم ابن عباس رضؓ کے نام حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے۔ جو آپ کی طرف سے مکہ معظمہ کے حاکم تھے۔ حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہئیے کہ زمین مغرب سے میرے جاسوس نے اطلاع دی ہے کہ اہل شام میں سے کچھ لوگ مقام اجتماع حجاج کی طرف توجہ کر رہے ہیں (حج کے لئے آنا چاہتے ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل اندھے ہیں، جن کے کان بہرے ہیں۔ جن کی آنکھیں نابینا ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو باطل کی متابعت کر کے حق سے ملتبس ہوتے ہیں۔ اور خالق عالم کی معصیت میں گرفتار ہو کر مخلوق کی عبادت و اطاعت کر رہے ہیں۔ دین حاصل کرنے کے بدلے دنیا کا شیریں اور خوشگوار دودھ نکال رہے ہیں اور ابرار و متقین کے بہشت کی عوض دنیائے حاضر کو خرید رہے ہیں۔

عامل بالخیر کے سوا کوئی شخص مرتبۂ خیر پر فائز نہ ہوگا۔ فاعل شر کے سوا اور کسی کو شر کی سزا و جزا نہ دی جائے گی۔ تو اس چیز (امارت ملک) کو جو تیرے ہاتھ میں ہے ایک سخت محتاط ایک عاقل ناصح۔ اپنے بادشاہ کو نفع پہنچانے والے۔ اپنے امام کی اطاعت کرنے والے کی طرح قائم رکھ۔ ان غلط کاریوں سے بچتا رہ جن کے سبب سے عذر کرنا پڑے۔ وفور نعمات کے وقت شاداں و نازاں نہ ہو۔ نہ سختیوں کے وقت گریہ و زاری کرنے والا۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

محمد بن ابی بکر رضہ حضرت کی طرف سے مصر کے حاکم تھے۔ آپ نے انہیں معزول کر کے مالک اشتر کو حکومت مصر کے لیے روانہ کیا۔ محمد اس بات سے محزون ہوئے جس کی خبر حضرت کو پہنچی۔ مگر مالک اشتر اتفاق وقت سے رستے ہی میں وفات پا گئے۔ اس وقت حضرت نے محمد کو یہ نامہ تحریر فرمایا:-

مالک کے تیری عمل کی طرف بھیجنے سے جو حزن و ملال تجھے لاحق ہوا ہے مجھے اس کی خبر ملی ہے اور میں نے یہ فعل تیرے جہاد کی کوتاہی یا تیری کوششوں میں زیادتی کے سبب سے نہیں کیا (کہ تو جہاد میں کوتاہی کرتا ہے یا تیری کوششیں موجودہ حالت سے زیادہ ہونی چاہئیں) وہ سلطنت جو تیرے ہاتھ کے نیچے ہے اگر میں چھین لیتا تو بیشک میں تجھے ایسی سلطنت پر حاکم بناتا جس کی حکومت تیری موجودہ سلطنت سے بنظر مشقت و محنت آسان اور بنظر حکومت تیرے لئے نہایت ہی خوش آئند اور گوارا ہوتی۔ وہ شخص جسے میں نے سلطنت پر حاکم مقرر کیا تھا وہ ہمارے لئے ایک مہربان اور ناصح اور ہمارے دشمنوں کے ساتھ بہ سختی و عذاب پیش آنے والا شخص تھا۔ خداوند تعالےٰ اس پر رحم کرے اس کے ایام عمر پورے ہو گئے۔ اپنی موت سے ملاقی ہو گیا۔ ہم اس سے راضی اور خوشنود ہیں۔ خداوند عالم اسے اپنے بہشت میں جگہ عنایت فرمائے اور اس کے ثواب کو دوچند کر دے۔ اب تو اپنے دشمن سے محاربہ کرنے کے لیے صحرا میں نکل آ۔ اپنی بینائیوں سے کام لے اور اس شخص سے جنگ کرنے کے لئے کمر ہمت باندھے جو تجھ سے لڑنا چاہتا ہے۔ لوگوں کو راہ پروردگار عالم کی طرف بُلا۔ خداوند برتر سے نہایت کثرت کے ساتھ اعانت طلب کر وہ تیری مہمات کی کفایت کرے گا اور وہ چیز جو تجھ پر نازل ہونے والی ہے، اس کے بارے میں تیری مدد فرمائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

جب محمد ابن ابی بکر مصر میں شہید ہو گئے اور حضرت کو یہ خبر ملی تو آپ نے عبداللہ ابن عباس کو یہ خط تحریر فرمایا:-

حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ مصر کو دشمن نے فتح کر لیا محمد ابن ابی بکر شہید ہو گئے خدا ان پر رحمت نازل فرمائے۔ میں خداوند عالم سے اس کے لئے اجر و ثواب کا طالب ہوں۔ وہ پسر مہربان تھا۔ وہ ایک رنج کش حاکم تھا۔ وہ شمشیر براں تھا۔ وہ نہایت قوت کے ساتھ دشمن کا دفع کرنے والا تھا۔ میں لوگوں کو اس سے ملحق ہونے کی تحریص اور اس واقعہ شہادت سے پہلے اس کی فریاد رسی کے لئے حکم کرتا تھا۔ اور پوشیدہ و علانیہ معاودۃً اور ابتداءً انہیں بلاتا تھا۔ بعض تو ان میں سے کراہت اور بے رغبتی کے ساتھ اس حکم اور دعوت کو قبول کرتے تھے بعض جھوٹے عذر کے ساتھ اعتذار سے کام لیتے تھے اور بعضے تارک جہاد ہو کر اپنی جگہ سے بھی نہ اٹھتے تھے۔ میں خداوند عالم سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے ان کے بدلے نہایت ہی عجلت کے ساتھ کشائش عطا فرمائے۔ قسم خدا کی اگر مجھے دشمن سے مقابل ہو کر اپنی شہادت کی طمع نہ ہوتی اور موت پر اپنے نفس کو مطمئن نہ کر دیتا تو میں ایک دن بھی تو ان کے پاس نہ ٹھیرتا۔ اور ہرگز ہرگز ان سے ملاقات کرتا

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

یہ مکتوب اس خط کا جواب ہے جو حضرت کے بھائی عقیل ابن ابی طالب نے آپ کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ اس خط میں حضرت نے اس لشکر کا ذکر فرمایا ہے جسے بعض دشمنوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تھا۔

میں نے اس دشمن کی طرف مسلمانوں کی ایک نہار فوج روانہ کی جب اسے اس فوج کی روانگی کی خبر ملی تو وہ نہایت عجلت کے ساتھ گریزاں ہوا اور نہایت ہی ندامت کے ساتھ واپس ہوا۔ مگر اس فوج کے سپاہی بعض رستوں میں اس سے جا ملے۔ اس وقت آفتاب قریب غروب تھا۔ ان سے مقابلہ ہوا، مگر نہ ہونے کے برابر۔ اتنی ہی دیر تک لڑائی رہی جیسے کوئی چند ساعت یا لحظہ کے لئے ٹھیر جاتا ہے حتیٰ کہ دشمن نے ایسی حالت میں اس لڑائی سے نجات پائی کہ وہ غم و غصہ کے گھونٹ پیتا ہوا نہایت غمگین نظر آ رہا تھا۔ اس کا گلا بندھ چکا تھا اور فقط ایک آدھ رمق جان باقی تھی۔ پس ایک دشواری سے دوسری عظیم الشان مشکل میں آ نوہ اور گرفتار ہو کر نجات پا گیا (یعنی قید ہو کر تلوار کی آنچ سے بچ گیا) اب تو قریش کی حد سے بڑھی ہوئی گمراہی و انتہا سے زیادہ دشمنی کی جولانی۔ ان کی حیرت و سرگردانی میں واقع ہونیوالی سرکشی کو مد نظر رکھ کر انہیں چھوڑ دے۔ کیونکہ یہ لوگ مجھ سے لڑائی کرنے کے لئے جمع ہوئے جیسے کہ رسول اللہ ؐ سے جنگ کرنے پر ان کا اجماع ہوا تھا۔ قسم قسم کی جزاؤں کے مالک (خدا اور رسول) ان قریش کو مجھ سے بگڑنے کی سزا دیں۔ انہوں نے میرے سلسلۂ قرابت (رسول اللہ) کو کاٹ ڈالا اور میرے ماں جائے کی سلطنت مجھ سے چھین لی۔ اب تو نے جو ان سے مقاتلہ کرنے کی بابت

میری رائے دریافت کی ہے۔ سو میں ان لوگوں سے جنگ کروں گا جنہوں نے سلسلہ بیعت و پیمان کو شکستہ کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ خداوند عالم سے ملاقات کروں۔ میرے گرداگرد لوگوں کی کثرت میرے غلبہ کو زیادہ نہیں کر سکتی۔ نہ ان کا متفرق اور فرار ہو جانا میری وحشت اور خوف تنہائی کو بڑھا سکتا ہے۔ تو اپنے باپ کے بیٹے (امیر المؤمنین) کی طرف سے ایسا گمان بھی نہ کرنا کہ اگر لوگ اسے چھوڑ دیں اس کی نصرت سے دست بردار ہو جائیں تو وہ تضرع و زاری میں مشغول ہو اور دشمن کے سامنے فروتنی اختیار کرے نہ وہ ظلم کے سبب سے ضعیف ہوگا نہ وہ کھینچنے والے کے لئے مہار کو ڈھیلی چھوڑ دے گا۔ نہ وہ سواری کا ارادہ کرنے والے اور اس پر نشست کرنے والے کے لئے اپنی کمر کو سواری کے لئے تیار کرے گا۔ لیکن تیرے بھائی کی مثال بالکل ایسی ہے جیسا کہ ایک شاعر اور بنی سلیم کے بھائی نے کہا ہے "اے معشوقہ اگر تو مجھ سے سوال کرے کہ (اے جانباز) اب تیرا کیا حال ہے تو میں زمانے کی سختیوں پر صبر کروں گا۔ حوادثات روزگار کے برداشت کرنے میں نہایت مستعدی سے کام لوں گا اور یہ امر مجھ پر نہایت ہی دشوار ہوگا کسی قسم کے حزن و اندوہ کی جھلک مجھ میں نظر آئے تاکہ دشمن کو شماتت کا موقع ملے یا دوست اس حالت کو دیکھ کر محزون ہو۔"

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

معاویہ کے نام حضرت نے یہ مکتوب روانہ فرمایا سبحان اللہ! نئی پیدا ہونے والی خواہشوں کو تو نے کس طرح اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ تو کیونکر اس سرگشتگی کا ملازم ہے جس کی تو پیروی کر رہا ہے۔ پھر حقوق کو ضائع اور باطل کرنے اور احکام حقہ کو الگ ڈال دینے کے باوجود وہ احکام اور وثیقے جو ثواب خداوندی کے لئے مطلوب ہیں جو اس کے بندوں پر حجت ہیں پس پشت ڈال کر جو تو عثمان اور اس کے قاتلوں کے بارے میں حد سے زیادہ حجت کر رہا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ تو نے عثمان کی وہاں ہی مدد کی جہاں تجھے اس کی مدد سے فائدہ پہنچا اور اسی مقام پر اس کی امداد سے ہاتھ اٹھا لیا جہاں اسے تیری امداد سے فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ اس کے زمانہ خلافت میں جب تیری دنیوی امیدیں اس سے وابستہ تھیں اس کا مددگار بنا رہا۔ جب وہ محصور ہوا اور تجھے اس کی مدد سے کسی قسم کے فائدے کی توقع نہ ہوئی دست بردار ہو گیا والسلام

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

جب مالک اشتر رحمۃ اللہ علیہ کو حکومت مصر کے لئے مقرر کیا تو اہل مصر کو یہ نامہ تحریر فرمایا۔ بندہ خدا علی امیر المؤمنین کی طرف سے اس قوم کی جانب یہ نامہ لکھا گیا ہے جس کے افراد محض برائے خدا خشمناک ہوتے ہیں جبکہ خدا کی زمین میں اس کی نافرمانی کی گئی ہے۔ اس کا حق چھین لیا گیا ہے۔ ظلم و جور

نے ہر ایک نیکو کار و بدکار حاضر اور مسافر پر اپنے خیمے نصب کر دیتے ہیں اور جبکہ نہ نیکی کو استراحت نصیب ہوئی ہے نہ بدکاریوں کو باز رکھا گیا ہے۔

بعد حمد و نعت کے معلوم ہونا چاہیئے کہ میں نے خدا کے بندوں میں سے ایک بندے کو تمہارے پاس بھیجا ہے، جو ایام خوف میں آنکھ نہیں جھپکتا۔ دشمنوں کے ڈرانے کے وقت ان کی طرف سے واپس نہیں پلٹتا (برابر حملہ کرتا ہے) بدکاروں کے واسطے آتش سوزاں سے زیادہ سخت ہے۔ وہ مالک ابن حارث بنی مذحج کا بھائی ہے، جہاں جہاں وہ حق کی متابعت کرے اس کے کلام کو سنو۔ اس کے حکم کی اطاعت کرو وہ خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جس کی تیزی نہ کندی سے بدلی ہوئی ہے نہ اس کی ضرب برش سے خالی ہے۔ اگر وہ تمہیں کوچ کرنے کا حکم دے تو کوچ کرو۔ اگر ٹھہرنے کا حکم دے تو ٹھہر جاؤ کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ لڑائی کے لئے اقدام کرتا ہے نہ باز رہتا ہے۔ نہ موخر ہوتا ہے نہ مقدم۔ میں نے اسے اپنے نفس پر تمہاری نصیحت کیلئے ہی اختیار کیا ہے اور اسی لئے اُسے تمہارا حاکم مقرر کیا ہے کہ وہ تمہارے دشمن کے ساتھ نہایت ہی سختی اور شدت کے ساتھ پیش آمد کرنے والا ہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

عمر بن العاص کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے۔ بیشک تو نے اپنے دین کو اس شخص کی دنیا کے تابع بنایا جس کی گمراہی آشکار ہے جس کا پردہ عصمت و عفت دریدہ ہے جو اپنی مجلس میں صاحب کرامت و بزرگی انسان کو عیب لگاتا ہے۔ مردم دانا و عقیل کو اپنی مصاحبت سے نادان بنا دیتا ہے پس تو نے اسی کے نشان قدم کا اتباع کیا تو نے اس کے فضل و احسان کو طلب کیا، جیسا کہ کتا شیر کی پیروی کرتا ہوا اپنے رزق کے لئے اس کے پنجوں کی طرف پناہ لے جاتا ہے اور انتظار کرتا رہتا ہے کہ کوئی لقمہ جو شکار سے بچ رہے اس کی طرف بھی پھینک جائے۔ تو نے اپنی دنیا و آخرت دونوں کو برباد کر دیا (ایک چیز بھی تجھے حاصل نہ ہوئی) اگر تو راہ حق اختیار کرتا تو بیشک اپنے مطلوب کو پالیتا (جو حکومت بلاد ہے مثل مصر وغیرہ) اگر خداوند عالم نے مجھے تجھ سے اور پسر ابو سفیان کی طرف سے تمکین عطا فرمائی (مجھے تم پر مسلط کر دیا) تو بیشک میں تم دونوں کو ان اعمال ناشائستہ کی سزا دوں گا جو تم نے پہلے (اپنی آخرت کی طرف) روانہ کر رکھے ہیں اور اگر تم دونوں غالب آگئے اور میرے بعد باقی رہے تو عذاب آخرت جو تمہارے سامنے موجود ہے تمہارے واسطے نہایت ہی بُرا ہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

ایک عامل کے نام حضرت نے یہ فرمان جاری فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ مجھے تیری طرف سے ایک خبر پہنچی ہے اگر واقعی تو نے وہ کام کیا ہے تو بیشک تو نے اپنے پروردگار کو

غضب ناک کیا۔ اپنے امام کی نافرمانی کی۔ اپنی امانت میں خیانت کو دخل دیا۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تو نے اشجار و زراعت سے زمین کو برہنہ کر دیا (اپنے ظلم و ستم سے کھیتوں کو، باغات کو خراب کر ڈالا) جو کچھ تیرے قدموں کے نیچے ہے اسے لے لیا اور ان اشیا کو کھا لیا جو تیرے دست تصرف کے ماتحت تھیں اب تو فوراً اپنے جمع خرچ کا حساب میرے سامنے بھیجدے اور خوب جان لے کہ خداوند عالم کا حساب انسانوں کے حساب سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا ہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

عبداللہ ابن عباس رضؓ کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کر میں نے تجھے اپنی امانت میں شریک کر لیا۔ میں نے تجھے اپنے پیرہن۔ اپنے جامہ خلافت کا استر بنا لیا۔ میرے عزیز و اقربا میں سے کوئی شخص میرے نزدیک تجھ سے زیادہ معتمد نہیں تھا جو میری مدد کرے میری اعانت کرے۔ اور اموال بیت المال کو مجھے ادا کرتا رہے۔ مگر جب تو نے دیکھا کہ تیرے ابن عم (امیر المومنین) پر زمانہ سختیاں کر رہا ہے۔ دشمن لڑائی کے لئے صفیں آراستہ کر رہے ہیں۔ لوگوں کی امانت (بیت المال) میں خیانت ہو رہی ہے اور یہ امت فرصت ڈھونڈ رہی ہے۔ ان حالات سے بالکل بے خبر ہے تو تو نے بھی پشت سپر کو اپنے ابن عم کے لئے برگشتہ کر دیا (اس سے منہ پھرا لیا) جدا ہونے والوں کی طرح اس سے جدا ہوا۔ ساتھ چھوڑ دینے والوں کی مانند اس کا ساتھ چھوڑ دیا خیانت کرنے والوں کی مثل اس کے ساتھ خیانت کی۔ نہ اپنے ابن عم کی مدد کی نہ اس کی امانت کو ادا کیا گو یا خدا کی راہ میں تیرا جہاد کرنے کا ارادہ ہی نہ تھا۔ گو یا تو اپنے پروردگار کی جانب سے کسی دلیل و برہان پر قائم ہی نہ تھا۔ گو یا تو اس امت کے ساتھ ان کی دنیا کی سبب مکر کر رہا تھا گو یا تو انہیں ان کے مال غنیمت کے ساتھ فریب دے رہا تھا۔ اب جس وقت تجھے موقع مل گیا کہ تو نہایت شدت کے ساتھ خیانت کرے تو تو نے نہایت تیزی کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اور حملے کے لئے جست کرنے میں تعجیل سے کام لیا۔ مسلمانوں کے اموال جو تیرے قبضہ قدرت میں تھے انہیں لے لیا۔ وہ اموال جن کی بیوہ عورتوں اور یتیموں کے لئے محافظت کی گئی تھی ان اموال کو اس طرح لے گیا جس طرح خونخوار بھیڑیا بکری کے شکستہ بچے کو لیجاتا ہے۔ پھر ان اموال کو ولایت حجاز کی طرف بار کر دیا اس وقت تیرا سینہ کشادہ تھا۔ ان کو بار کرتے وقت خوش حالی تیرے چہرے سے ٹپکی پڑتی تھی۔ تجھے اس گناہ کی برداشت میں کسی قسم کا خوف نہیں تھا۔ تیرے غیر کے واسطے باپ نہ ہو تو نے اس طرح اس مال کو اپنے اہل و عیال کے پاس اتار دیا گو یا ماں باپ کی طرف سے پہنچی ہوئی میراث تھا۔ سبحان اللہ! کیا تو معاد پر ایمان نہیں لایا۔ کیا مناقشہ روز حساب کا تجھے ذرا بھی خوف نہیں۔ اے ہم جیسے عقلمندوں کے نزدیک شمار کئے ہوئے تو نے کیونکر اس شربت اور طعام کو گوارا کیا جس کا تجھے علم تھا تو از رو

حرام اکل و شرب کر رہا ہے۔ اپنے یتیموں مسکینوں، مومنین و مجاہدین کے مال سے کنیزیں خرید رہا ہے عورتوں سے نکاح کر رہا ہے جنہیں خداوند عالم نے یہ مال ان کی غنیمت میں عطا فرمایا ہے اور جن کے سبب سے ان شہروں کی محافظت کی ہے۔ تو خدا سے ڈر اور ان لوگوں کا مال ان کی طرف لوٹا دے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو خداوند عالم مجھے تجھ پر مسلّط کرے گا (میں تجھے بحکم خدا سزا دوں گا) اور تیری سزا کے بارے میں خداوند عالم کے سامنے معذور رہوں گا۔ میں تجھے اپنی اسی شمشیر سے ماروں گا جس سے سوائے اہل نار کے میں نے کسی کو قتل نہیں کیا ہے۔

قسم خدا کی اگر حسنؑ اور حسینؑ ایسا فعل کرتے جیسا کہ تو نے کیا ہے تو ہرگز میری طرف سے انہیں اجازت نہ ہوتی۔ نہ وہ اپنی مراد پر میری جانب سے ظفر حاصل کر سکتے تھے کہ میں ان سے حق کو اخذ کر لیتا اور ان کے مظلمہ سے باطل کو نیست و نابود کر دیتا (حق بحقدار پہنچاتا) میں رب العالمین کی قسم کھاتا ہوں کہ تو نے جو مستحقین کا مال لے لیا مجھے اس امر نے مسرور نہیں کیا، نہ میرے نزدیک یہ امر حلال ہے کہ میں اس مال کو اس شخص کے لئے میراث چھوڑوں جو میرے بعد ہو تھوڑی دیر صبر کر اور دیکھ کہ گویا اپنی انتہائی عمر کو پہنچ کر زیر خاک دفن کر دیا گیا ہے۔ تیرے اعمال تیرے سامنے اس مکان میں پیش ہو رہے ہیں جہاں ستمگار حسرت اور ندامت کو پکار رہا ہے حقوق کا ضائع کرنے والا دوبارہ دنیا میں آنے کی تمنا کرتا ہے (تاکہ ان حقوق کو ادا کرے) مگر افسوس کہ وہ مقام عذاب سے گریز کرنے کا نہیں۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

عمر ابن ابی سلمہ حضرت کی طرف سے بحرین کا حاکم تھا۔ آپ نے اسے معزول فرما کر نعمان بن عجلان ازرقی کو مقرر کیا۔ اور معزول عامل کو یہ فرمان تحریر فرمایا۔

حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ میں نے نعمان بن عجلان کو بحرین کا حاکم مقرر کیا ہے۔ اور بغیر تیری مذمت و سرزنش کے حکومت بحرین کو تیرے ہاتھ سے لے لیا ہے۔ بیشک تو نے اچھی حکومت کی۔ امانت بیت المال کو ادا کیا۔ اب تو میرے پاس چلا آ۔ نہ تجھ سے یہاں کوئی بدگمان ہے نہ تو ملامت کردہ شدہ ہے نہ تجھ پر کوئی تہمت رکھی گئی ہے۔ نہ تو گنہگار ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ میں نے اہل شام کے ستمگاروں کی طرف حرکت کرنے کا ارادہ کیا ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ تو بھی میرے پاس حاضر رہے کیونکہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن سے میں دشمن سے جہاد کرنے کے لئے مدد کا طالب ہوں اور جن سے اقامت ستون دین کے لئے اعانت چاہتا ہوں۔ والسّلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

مصقلہ ابن ہبیرہ کو حضرت نے یہ فرمان تحریر کیا ہے جو آپ کی طرف سے اردشیر (یکے از ولایات

فارس) کا عامل تھا۔ مجھے تیری طرف سے ایک خبر ملی ہے۔ اگر تو نے حقیقتاً ایسا ہی کیا ہے تو بیشک تو نے اپنے پروردگار کو خشمناک اور اپنے امام کو غضبناک کیا۔ وہ تیرا فعل یہ ہے کہ اس ملک کے خراج کو جو مسلمانوں کا مال غنیمت ہے جس کی تحصیل میں ان کے نیزے ٹوٹ ٹوٹ گئے ہیں۔ ان کے گھوڑے شکستہ ہو ہو کر رہ گئے ہیں جس پر ان کا خون بہہ بہہ گیا ہے ان لوگوں میں تقسیم کرتا ہے جنہیں تو نے طائفہ عرب میں سے انتخاب کر لیا ہے۔ اور وہ تیری قوم کے افراد ہیں۔ قسم اس خدا کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا۔ انسان کو خلق فرمایا۔ اگر یہ خبر سچ ہے تو بے شک میری طرف سے اپنے لئے اہانت اور تذلیل لازم سمجھ۔ بیشک تو از روئے قدر و اعتبار میری نگاہوں میں بہت سبک ہو گیا اب تو اپنے پروردگار کے حق کو ذلیل و خوار نہ کر۔ اپنے دین کو باطل کر کے دنیا کا مصلح نہ بن۔ ورنہ تو از روئے اعمال خسارہ حاصل کرنے والوں میں سے ہو جائے گا۔ خبردار ہو جا کہ اس مال غنیمت کے تقسیم کرنے میں مسلمانوں کا وہ حق جو ہمارے اور تیرے سامنے موجود ہے ہمارے نزدیک مساوی ہے خواہ اس تقسیم کے وقت وہ میرے پاس آئیں (اس سے رضامند ہوں) یا اس تقسیم سے گرشتہ ہو جائیں (ملے گا سب کو حصہ رسد) والسلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

جب حضرت کو یہ خبر ملی کہ معاویہ براہ فریب زیاد کو اپنے نسب میں شامل کرنا چاہتا ہے اور اسی مضمون کا اسے خط بھی لکھا ہے تو آپ نے زیاد مذکور کو یہ نامہ تحریر فرمایا:-

میں نے جان لیا کہ معاویہ نے تجھے ایک خط لکھا ہے۔ یہ خط لکھ کر تیری عقل میں لغزش پیدا کرنی چاہتا ہے۔ تیری ذہانت و فطانت میں رخنہ اندازی کر رہا ہے۔ وہ ایک شیطان ہے جو انسان کو فریب دینے کے لئے آگے پیچھے، داہنے بائیں سے حملہ کرتا رہتا ہے۔ تاکہ اسے غافل کر کے مکر کا جال پھیلا دے۔ اسے فریفتہ کر کے اس کی عقل کو سلب کرے۔ حقیقتاً عمر خطاب کے زمانے میں ابوسفیان سے شیطانی خواہشات کی بنا پر ایک بات سرزد ہو گئی وساوس شیطانی میں سے ایک وسوسہ اس پر مسلط ہو گیا جس کے سبب سے نہ نسب ثابت ہو سکتا ہے نہ اس کے سبب سے میراث حاصل ہو سکتی ہے اس نسب سے متمسک ہونے والا اس شخص کی مانند ہے جو بادہ نوشوں کی محفل میں داخل ہو۔ اور وہ اسے وہاں سے نکال دیں۔ اور اس چیز کی مانند ہے جو چار پایوں کے زین اور پالان کے ساتھ لٹکی ہوئی ہو اور ہمیشہ متحرک رہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

عثمان ابن حنیف انصاری جو حضرت کی طرف سے بصرہ کا عامل تھا اس کی طرف سے حضرت کو

یہ خبر ملی کہ ایک جماعت بصرہ نے اسے دعوت ولیمہ میں بلایا اور وہ شریک ہوا۔ یہ سُنکر آپ نے اسے یہ نامہ تحریر فرمایا:۔

حمد و نعت کے بعد اے حنیف تجھے معلوم ہونا چاہیئے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ گروہ اہل بصرہ میں سے ایک شخص نے تیری کھانے کی دعوت کی۔ تو نہایت سرعت کے ساتھ وہاں پہنچا۔ تیرے لئے وہاں قسم قسم کے نفیس نفیس کھانے چُنے گئے۔ اور عمدہ عمدہ شربتوں کے پیالے بطور نقل پیش کئے گئے۔ میرا یہ گمان نہیں تھا کہ تو اس گروہ کی دعوت طعام قبول کرے گا، جن کا فرد محتاج دعوت سے محروم ہو۔ اور جن کے مالدار دعوت میں طلب کئے جائیں۔ اب تو اس لقمے کی طرف نگاہ کر جسے تو چبا رہا ہے۔ اگر تجھ پر یہ امر مشتبہ ہو کہ یہ لقمہ حرام ہے یا حلال تو اسے مُنہ سے باہر پھینک دے اور جس کی حلت اور پاکیزگی کا تجھے یقین ہے اسے تناول کر۔ آگاہ ہو جا کہ ہر ایک ماموم کے لئے ایک امام ہوتا ہے جس کی وہ اقتدا کرتا ہے اور اس کے نور علم سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ آگاہ ہو جا کہ بے شک تمہارے امام نے اپنی دنیا میں سے فقط دو جامۂ کہنہ (پیراہن و ردا) اور کھانے کے لئے دو روٹیوں پر اکتفا کر لی ہے۔ خبردار ہو جاؤ کہ تم اس امر پر قادر نہیں ہو سکتے۔ تم سے ایسا صبر نہیں ہو سکتا۔ لیکن پرہیزگاری اور محرمات و تلاش و سعی واجبات میں میری مدد کرو۔ قسم خدا کی میں نے تمہاری دنیا میں سے کسی غیر مشکوک چیز کو جمع نہیں کیا۔ اس دنیا کی غنیمتوں میں سے مال کثیر کو ذخیرہ نہیں کیا۔ میں نے اپنے دو پرانے کپڑوں کے لئے کوئی نیا جامہ مہیا نہیں کر رکھا (کہ ان کے بعد اسے زیب تن کروں گا) بیشک وہ اشیا و اموال جو آسمان کے نیچے ہیں ان میں سے صرف باغ فدک ہمارے تصرف میں تھا مگر ایک قوم کے نفوس نے اس کے واگذار کرنے میں بھی بخل اختیار کیا اور دوسرے گروہ کے نفوس (جو صاحبان حق تھے) اس پر بخشش اور سخاوت سے کام لے کر بیٹھ رہے۔ خیر اس بات کا اللہ تعالےٰ ہی اچھا فیصلہ کرنے والا ہے اور میں فدک یا غیر فدک کو لیکر کروں گا کیا حالانکہ نفس کی جگہ بروز فردا قبر میں ہے۔ اس کی نشانیاں قبر میں منقطع ہو جائیں گی۔ اس کی خبریں غائب ہو جائیں گی۔ وہ قبر کیا ہے؟ ایک گڑھا ہے کہ اگر اس کی کشادگی میں زیادتی کی جائے اور کھودنے والے کے ہاتھ اسے وسیع و فراخ کر دیں تو ڈھیلے اور پتھر اسے تنگ کر دیں گے۔ اور گرنے والی خاک اس کے رخنوں کو بند کر دے گی۔ یہ نفس اسی لئے ہے کہ اسے پرہیزگاری کی مشق کرائی جائے تاکہ ایک عظیم الشان خوف کے دن ایمن ہو۔ اور لغزش کرنے والی جگہ کے کناروں پر ثابت و برقرار رہے۔ اگر میں چاہوں تو بیشک مجھے اس دنیا کے صاف و مصفےٰ شہد کے حاصل کرنے کا طریقہ معلوم ہے۔ مجھے اس گندم کا مغز بھی میسر آ سکتا ہے۔ اس ریشم کے بنے ہوئے کپڑوں تک رسائی حاصل کر سکتا ہوں۔ لیکن ہیہات ہیہات۔ میری خواہشیں مجھے مغلوب کر دیں۔ طعام کی حرص مجھے قسم قسم کے کھانوں پر دانت تیز کرنے کی طرف لیجائے

حالانکہ حجاز و یمن میں کوئی نہ کوئی ایسا شخص موجود ہو جو روٹی کے حاصل کرنے اور شکم سیر ہونے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ یا میں کھانے سے پیٹ بھر کر رات بسر کروں اور میرے ارد گرد بہت سے گرسنہ شکم موجود ہوں بہت سے تشنہ جگر پڑے ہوں۔ کیا میں ایسا ہی ہو جاؤں جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے کہ تیرے لئے یہی بس ہے کہ تو طعام و شراب سے شکم سیر ہو کر رات بسر کرے اور تیرے اطراف میں بہت سے جگر ایسے ہوں جو پانی پینے کے لئے ایک چرمی پیالے کے محتاج ہوں (وہ لوگ ہوں جنہیں پانی پینے کے لئے قدح چرمی بھی میسر نہ آتا ہو طعام و شراب تو کجا) کیا میں اپنے نفس کو فقط اسی امر پر قناعت کا حکم دوں کہ مجھے امیر المومنینؑ کہدیا جائے اور بس میں مکروہات زمانہ میں ان لوگوں کا شریک نہ ہوں آیا زندگی کی رشتی و بدی میں ان کا پیشوا نہ بنوں (دکھ درد میں ان کا ساتھ نہ دوں) میں اس لئے پیدا نہیں کیا گیا ہوں کہ بے مہار جانوروں کی طرح لذیذ لذیذ کھانے کھاتا رہوں۔ جن کی زندگی کا مقصد صرف سرسبز گھانس ہی ہے یا کھلے ہوئے چوپایوں کی مانند ہو جاؤں جن کا شغل اور مشغلہ یہی ہے کہ دن بھر چرا کریں اور اپنی اوجھ کو گھانس سے لبریز کر لیں۔ اور ان ارادوں سے غافل ہوں جو ان کی نسبت کئے جا رہے ہیں (مثلاً ذبح کرنا یا بوجھ کھنچوانا) کیا میں یوں ہی فضول چھوڑ دیا گیا ہوں۔ مجھے عبث طور سے مہلت دی گئی ہے۔ کیا میں ضلالت کی رسی کو کھینچوں۔ کیا میں راہ حق سے نکل کر طریق گمراہی پر آ جاؤں؟ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اگر پسر ابیطالب کی مقدار قوت یہی ہے تو بے شک ہمسروں سے جنگ کرنے اور دلیروں کے مقابل ہونے سے اسے ضعف اور سستی نے بٹھا دیا ہے۔

آگاہ رہو کہ درخت صحرائی (جسے پانی کم نصیب ہوتا ہے) کی شاخیں سخت ہیں اور اشجار بستانی (جنہیں ہر وقت سینچا جاتا ہے) کی جلد نہایت نازک ہوتی ہے۔ بارانی زمین کی نباتات لپکنے کے لئے نہایت قوی ہوتی ہے اور بہت دیر میں مرجھاتی ہے (ایسا ہی انسان کا حال ہے جس کی غذا کم ہوگی وہ لڑائی میں نہایت سخت ہوگا اور ناز و نعم کے پلے ہوئے یوں ہی ڈھیل کردہ جائیں گے) مجھے رسول اللہ سے وہی نسبت ہے جو آپس میں دو نہالوں کی جو ایک ہی اصل سے پیدا ہوتے ہوں۔ مجھے حضرت سے وہی اتصال ہے جو کلائی کو بازو کے ساتھ ہوتا ہے۔ قسم خدا کی اگر تمام عرب بھی مجھ سے لڑنے پر آمادہ ہو جائے تو میں کبھی پشت نہ دکھاؤں گا جب تک بھی مجھے ان کی گردنیں اتارنے سے فرصت ممکن ہو اس وقت تک برابر ان پر نہایت سرعت کے ساتھ حملے کئے جاؤں گا۔ میں عنقریب کوشش کروں گا کہ اس شخص سرنگوں اور جسم واژگوں (معاویہ) سے زمین کو پاک کر دوں۔ حتیٰ کہ اس دانہ کے درمیان سے کفر کے ڈھیلے کو نکال کر پھینک دوں جسے اسلام نے بو دیا ہے۔ اے دنیا تو میری طرف سے اپنی ہی جانب پلٹ جا۔ تیری مہار تیرے ہی کوہان پر ہے۔ میں تیرے پنجوں سے الگ ہو چکا ہوں۔ تیری قید سے رہا ہو چکا ہوں۔ میں نے تیری لغزشوں میں چلنے سے اجتناب کر لیا ہے۔ کہاں ہیں وہ گروہ جنہیں

تو نے اپنے لہو و لعب سے فریب دیا ہے۔ کہاں ہیں وہ امتیں جنہیں تو نے اپنی آرائشوں پر فتنوں کر رکھا تھا۔ وہ اب رہین قبور ہیں۔ وہ لحدوں میں سو رہے ہیں۔ قسم خدا کی اگر تو کوئی ایسی چیز ہوتی جسے دیکھ سکتے۔ اگر تو کوئی ایسا جسم ہوتی جس کا احساس ہو سکتا تو بیشک میں تجھ پر حدود الہی کو جاری کرتا کیونکہ تو نے بندوں کو آرزوؤں کے ساتھ فریب دیا ہے۔ تو نے امتوں کو جاہ سے ہلاکت میں ڈال دیا ہے تو نے بادشاہوں کو نیستی کے سپرد کر دیا ہے۔ انہیں بلیات کی آب گاہوں تک پہنچا دیا ہے۔ جبکہ نہ وارد ہونے کا وقت تھا نہ بازگشت کرنے کا۔ ہیہات ہیہات اے دنیا جس نے تیری لغزش گاہوں پر قدم رکھا وہی لغزش کھا گیا۔ جو تیرے دریا میں سوار ہوا وہی غرق ہو گیا۔ جو تیرے پھندے سے منحرف ہوا اسی کو توفیق رہائی نصیب ہوئی۔ جو تیرے شر سے محفوظ رہا اسے اپنی خواب گاہ کی تنگی کا کچھ خوف نہیں۔ تو اس کے نزدیک ایک ایسے دن کی مانند ہے جو ڈھلنے کے قریب ہی ہو۔ مجھ سے دور ہو جا۔ قسم خدا کی میں تیرا مطیع نہیں ہوں جو تو مجھے ذلیل کرے گی۔ میں ایسا رام نہیں ہوں کہ تو میری مہار کھینچ لے گی قسم خدا کی میں مشیت الہی کا استثنا کرتے ہوئے (انشاء اللہ تعالے کہتے ہوئے) اپنے نفس کو ایسی ریاضت کا پابند کرتا ہوں کہ جس کے سبب سے وہ ایک قرص نان کو دیکھ بھی شاد شاد ہو جائے اگر اس کے کھا لینے پر قادر ہو اور نانخورش کے لئے فقط نمک پر قناعت کرے۔

میں اپنے حدقہ چشم کو آنسوؤں سے خالی کر کے اس پانی کے چشمہ کی مانند چھوڑتا ہوں جس کا پانی نکل گیا ہو۔ آیا کسی حیوان چرندہ کا شکم چرنے سے بھرتا ہے کہ وہ شکم سیر ہو کر سو جائے۔ کیا گلہ گوسفند اپنی چراگاہ سے سیر ہو کر آرام کر سکتا ہے۔ کیا علیؑ اپنے توشے کو کھا کر خواب گاہ میں لیٹ سکتا ہے؟ اس وقت اس کی آنکھیں روشن ہوں جبکہ وہ سالہائے دراز کے بعد صحرا میں پھرنے والے چوپایوں چرنے والے اور محفوظ حیوانوں کی پیروی کر رہا ہے۔

خوشحال اس نفس کا جس نے اپنے حقوق واجبہ پروردگار عالم کو ادا کر دیئے ہوں۔ اپنے پہلوؤں پر سختیوں کی مالش کی ہو۔ رات کے وقت آنکھ جھپکانے کو ترک کر دیا ہو۔ حتی کہ اونگھنے کی حالت اس پر غالب ہوتی ہو تو اس نے زمین کو اپنا فرش اور کف دست کو بالش سر بنا لیا ہو۔ اس گروہ کے درمیان کہ روز معاد کے خوف نے جن کی آنکھوں کو بیدار کر رکھا ہو، خواب گاہوں سے جن کے پہلو دور ہو گئے ہوں۔ اور پروردگار کی یاد میں جن کے ہونٹھ آہستہ آہستہ جنبشیں کرتے رہتے ہوں۔ درازی مدت استغفار کے باعث ان کے گناہ زائل ہو گئے ہوں۔ یہ لوگ خدا کی جماعت ہیں۔ اور آگاہ رہو کہ خدا کی جماعت کے لوگ ہی فلاح یافتہ ہیں۔ پس اے ابن حنیف تو خدا سے ڈر اور تمہارا ادا یہی ہے کہ تیری روٹیاں (جیسی بھی ہوں) تجھے کفایت کریں تاکہ آتش جہنم سے تیری خلاصی ہو جائے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

اپنے ایک عامل کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن سے میں اقامت دین میں مدد کا طالب ہوں۔ اور جن کے بھروسے پر میں گنہگار کی نخوت کا قلع قمع کرنا چاہتا ہوں۔ جن کے سبب سے مجھے ایک خوفناک رخنہ کا بند کرنا منظور ہے پس تو خداوند عالم سے اس چیز کے بارے میں اعانت طلب کر جو تیرے لئے ضروری ہے۔ شدت وسختی کو کسی قدر نرمی اور ملائمت کے ساتھ آمیز کر دے۔ بہ رفق و مدارا پیش آ۔ جب تک کہ یہ محبت و ملاطفت تجھے موافق حال نظر آئے۔ شدت وسختی کا ارادہ کر جب سوائے اس درشتی کے کوئی چیز تجھے فائدہ نہ پہنچا سکے۔ رعایا کے واسطے اپنے پروں کو بچھا دے۔ اپنے پہلوؤں کو ان کے واسطے نرم کر دا نہیں اپنے پہلو میں جگہ دے۔ اپنا ہم نشین بنا) ملاحظہ کرنے۔ دیکھنے، اشارہ کرنے اور تعظیم کرنے میں ان کے درمیان مساوات کو مد نظر رکھ، تاکہ بزرگان قوم تیرے ظلم وستم کی طمع نہ کریں (انہیں یہ خیال پیدا نہ ہوگا کہ تو ان کے لحاظ سے کمزوروں پر ظلم وستم کرے گا) اور ضعیف لوگ تیری عدالت سے محروم نہ ہوں

وصیّت جناب امیر علیہ السّلام

جب ابن ملجم ملعون نے سر مبارک پر ضربت لگائی تو حضرت نے دونوں صاحبزادوں (حسنین علیہما السّلام) کو طلب فرما کر یہ وصیت فرمائی۔

میں تم دونوں کو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ میری یہ وصیت ہے کہ دنیا کو طلب نہ کرنا۔ اگرچہ وہ تمہیں طلب کرے۔ تمہاری طرف مائل ہو۔ اور کبھی اس چیز پر حسرت و افسوس ظاہر نہ کرو۔ جو از قسم مال دنیوی تم تک پہنچنے سے روک دی جائے۔ سچی باتوں پر زبان کھلے۔ اجر و ثواب کے واسطے عمل کرنا۔ ظالم کے دشمن رہنا اور مظلوم کے مددگار۔ میں تم دونوں کو (خصوصاً) اور تمام بیٹوں اور اہل وعیال اور جس شخص کو بھی یہ نوشتہ ملے اس کو (عموماً) وصیت کرتا ہوں کہ تقوائے الہی اختیار کرو۔ اپنے امر دین کا انتظام کرو۔ اپنے درمیانی تنازعات کے مصلح ہو۔ کیونکہ میں نے تمہارے جد بزرگوار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے۔ آنحضرتؐ فرماتے تھے کہ اپنی ذات اور اپنے گروہ کی اصلاح تمام روزہ و نماز سے افضل ہے۔ یتیموں کے بارے میں خدا سے ڈرو، خدا سے خوف کرو۔ ان کے دہانوں کو بھوک کی حالت میں ایک روز بھی نہ چھوڑو۔ یہ بات نہ ہو کہ (ایک دن انہیں کھانا کھلا دیا اور دوسرے دن نہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر روز ان کو شکم سیر کرتے رہو) اپنی مجلسوں میں انہیں ذلیل وخوار نہ کرو۔ اپنے ہمسایوں کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ یہ تمہارے نبی کی وصیت ہے

ان کے ساتھ مراعات کرنے کے لئے آپ بکثرت وصیت فرمایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ہمارا گمان تھا کہ آپ اپنی میراث میں سے انہیں حصہ دیں گے۔ رعایت قرآن کرنے میں خدا سے پرہیز کرو۔ تقوے کو اپنا شعار بناؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا غیر اس پر عمل کرنے میں تم سے سابق ہو جائے۔ ڈرو خدا سے ڈرو خدا سے نماز کے بارے میں کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ ڈرو خدا سے ڈرو خدا سے اپنے بیت اللہ کی رعایت کرنے میں جب تک تم زندہ رہو اسے خالی نہ چھوڑو (برابر حج و عمرہ بجا لاؤ) اگر تم اسے ترک کر دو گے تو عذاب خدا سے تمہیں مہلت نہیں ملے گی۔ اپنے اموال اپنے نفوس۔ اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد فی سبیل کرنے میں خدا سے ڈرو۔ خدا سے ڈرو۔ تم پر لازم ہے کہ آپس میں مواصلت اور احسان کرتے رہو۔ ایک دوسرے کی طرف رُخ نہ کرنے اور قطع رحمی سے الگ رہو۔ امر بالمعروف اور نہی منکر کو نہ چھوڑو ورنہ تمہارے اشرار و بدکردار تم پر حاکم ہو جائیں گے۔ تم درگاہ خدا میں دعا کرو گے۔ مگر وہ قبول نہ کی جائے گی۔ پھر فرمایا۔ اے اولاد عبدالمطلب میں تمہیں ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ تم مسلمانوں کے خون میں سر سے پاؤں تک رنگین ہوتے پھرو اور کہتے جاؤ کہ امیرالمومنین قتل ہو گئے۔ امیرالمومنین قتل ہو گئے۔ آگاہ رہو کہ میرے قاتل کے سوا کوئی دوسرا شخص قتل نہ ہونا چاہیے۔ تم نظر کرنا کہ اگر میں اس کی ضربت سے مر جاؤں تو اسے بھی ایک ہی ضربت لگانا۔ اُسے مثلہ نہ کرنا۔ اس کے ہاتھ پاؤں کان ناک نہ کاٹنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مثلہ کرنے سے حذر کرو اگرچہ وہ سگ گزیدہ ہی کیوں نہ ہو۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

معاویہ کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے۔ ظلم اور مکر و فریب انسان کو اس کے دین و دنیا میں ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس شخص کے پاس جو اس کی عیب جوئی کرتا رہتا ہے۔ اس کے فساد کو اظہار کرتے رہتے ہیں۔ تو نے خوب جان لیا ہے کہ تو کبھی اس (خون عثمان) چیز کو نہ پا سکے گا جس کے گم ہونے کا پروردگار عالم کی طرف سے حکم صادر ہو گیا ہے۔ ایک قوم (اصحاب جمل) نے بغیر حق کے اس امر (خلافت) کا قصد کیا۔ اور خون عثمان کے طالب ہو کر یہ تاویل کرنی شروع کی کہ خلیفہ وقت خدا کی نافرمانی کر رہا ہے۔ مگر خداوند عالم نے ان کی تکذیب فرما دی۔ تو اس دن سے حذر کر جس دن وہ شخص نادم و پشیمان ہے جس نے شیطان کو اپنے اوپر مسلط کر لیا کہ وہ اسے اپنی طرف کھینچے۔ تو نے مجھے حکم قرآن کی طرف دعوت کی حالانکہ تو اس کا اہل نہیں ہے۔ ہم نے اس دعوت میں تیری آواز کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ حکم قرآنی کی اجابت کی ہے۔ والسّلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

معاویہ کے علاوہ کسی اور شخص کو یہ مکتوب روانہ فرمایا ہے۔

حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہو کہ دنیا اپنے غیر (آخرت) سے روگرداں کرنے والی ہے۔ اہل دنیا کو دنیا کی طرف سے کوئی شے حاصل نہیں ہوتی۔ الّا یہ کہ اس دنیا نے اپنی حرص کے دروازے اس پر کھول دیئے۔ وہ اس کا شیفتہ ہو گیا۔ اہل دنیا کو جو چیز کہ دنیا کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ اس کے سبب سے اس چیز سے بے نیاز اور مستغنی نہیں ہو جاتا جو اسے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ حالانکہ اس کے پس پشت اس عال سے مفارقت موجود ہے جسے اس نے جمع کیا ہے۔ اس شے (حرص و آز) کی شکستگی تمام ہے جسے اس نے محکم کیا ہے۔ وہ چیز جو کہ گذر گئی ہے اگر تو اس سے عبرت حاصل کرے تو بے شک مابقی کی حفاظت کر سکتا ہے۔ والسّلام

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

اپنے لشکر کے سرداروں کے نام حضرت نے یہ نامہ رقم فرمایا ہے۔ بندۂ خدا علیؑ امیر المومنین کی طرف سے یہ خط مسلح شخصوں (سپاہیوں) کے مصاحبین (سرداروں) کے نام ہے۔

حمد و نعت کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ والی اور حاکم کو یہ بات لازم ہے کہ وہ عزت جو اسے حاصل ہے۔ وہ غنا اور وسعت جو اس کے ساتھ مختص ہے۔ یہ امر اسے رعیت کی طرف سے متغیر نہ کرنے پائیں۔ وہ نعمتیں جو خداوند عالم نے اسے عطا فرمائی ہیں۔ بندگان خدا کو اپنا مقرب بنا کر اپنے بھائیوں کے ساتھ الطاف و مہربانی سے کام لیکر ان نعمات کو زیادہ کیا جائے۔ آگاہ ہو جاؤ! مجھ پر تمہارا یہ حق ہے کہ میں تمہارے سامنے کسی بھید کو نہ چھپاؤں۔ بجز امر لڑائی کے بارے میں (کیونکہ ابھی اس کے اظہار کرنے کی صلاح نہیں ہے) اور سوائے حکم مخصوص کے (جو علم حاکم کے ساتھ مختص ہے) کسی حکم کو تمہارے ساتھ نہ لپیٹوں کسی امر حق کو اس کے مقام سے موخر نہ کروں نہ بغیر قطعی اور جزمی دلیل و حجت کے حق پر قائم رہوں اور یہ بھی مجھ پر حق ہے کہ تم سب کے سب میرے نزدیک مساوی الحقوق ہو جاؤ۔ اور جب میں نے ان حقوق کو ادا کر دیا تو فضل خداوندی کی طرف سے تم پر نعمتوں کا نزول لازم و واجب ہو گیا۔ میری اطاعت اور فرمانبرداری تم پر فرض ہو گئی۔ تم پر یہ بات واجب ہو گئی کہ میری دعوت سے منہ نہ پھراؤ۔ مصلحت امر میں تقصیر نہ کرو۔ امر حق کی طرف دوڑتے ہوئے مکروہات و شدائد میں مبتلا ہو جاؤ۔ اگر تم ان باتوں پر قائم نہ رہے جو بیان کی گئی ہیں تو بیشک کج رفتاری پر عمل کرنیوالے

سے زیادہ میرے نزدیک کوئی ذلیل و خوار نہ ہوگا۔ میں اس کے لئے ایک عظیم تعزیر پیش کروں گا اور اسے تعزیر و عقاب سے رہائی حاصل کرنے کی میری طرف سے رخصت نہ دی جائے گی۔ تم ان باتوں کو اپنے بزرگوں سے حاصل کرو۔ اپنے نفوس، اپنی جانیں انہیں عطا کر دو۔ (ان کے فرمانبردار ہو جاؤ) بیشک پروردگار عالم اس فرمانبرداری کے سبب سے تمہارے امور دین و دنیا کی اصلاح فرمائے گا۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

خراج تحصیل کرنے والے عمّال کو یہ نامہ رقم فرمایا ہے۔ عبد بندۂ خدا علی امیر المومنین کی طرف سے خراج تحصیل کرنے والے عاملوں کو حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ جو شخص اس چیز سے نہیں ڈرتا جس کا ضرر اس کی طرف پلٹنے والا ہے۔ ایسا شخص کوئی ایسی شے روز آخرت کے لئے پیشتر روانہ نہیں کرتا جو اسے عذاب و عقاب سے بچالے۔ تم خوب جان لو کہ تمہیں ایک تھوڑی سی تکلیف دی گئی ہے مگر ثواب اس کا بہت ہے۔ ظلم و عدوان جن سے خداوند عالم نے نہی فرمائی ہے کہ اگر ان میں کسی قسم کا عذاب نہ ہوتا جس سے خوف کیا جا سکے تو بیشک ان سے اجتناب کرنے کا ثواب اس قدر ہوتا کہ پھر ان کی طلب کو ترک کر دینے میں کوئی عذر نہ رہتا۔ تم اپنے نفوس کی جانب سے لوگوں کے ساتھ بعدل و انصاف پیش آؤ۔ ان کی حوائج و ضروریات کے پورا کرنے میں صبر و شکیبائی سے کام لو کیونکہ تم رعیت کے خزانہ دار ہو۔ امت کے وکلا ہو اماموں کے سفیر ہو۔ کسی شخص کی حاجت اور ضرورت کو مدنظر رکھ کر اپنی حشمت و بزرگی کا اظہار نہ کر دو (یہ نہ سمجھو کہ ہم بھی کوئی چیز ہیں۔ ہم بھی حاجات خلق اللہ کو پورا کرنے والے ہیں) لوگوں کو طلب خراج کی بابت محبوس نہ کرو۔ ادائے خراج کے لئے انہیں اس قدر مضطر نہ بناؤ کہ وہ اپنے گرمی اور جاڑے کے لباسوں اور غلاموں کو بیچ کر خراج ادا کریں۔ ادائے خراج کے لئے اپنے چوپایوں کو فروخت کر ڈالیں جس سے وہ اپنا کاروبار چلاتے ہیں۔ درہم کے ادا کرنے کے واسطے کسی شخص کو تازیانہ نہ مارو۔ کسی شخص کا مال نہ چھوؤ۔ خواہ نماز گزار مسلمان کا ہو، خواہ کافر ذمی کا۔ ہاں آخر الذکر گروہ کے گھوڑے اور آلات حرب جن سے وہ اہل اسلام پر ظلم و تعدی کرتے ہیں، لے لو تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ مسلمان کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ ان اشیاء کو اعدائے اسلام کے تصرف میں رہنے دے اور یہ چیزیں اسلام کی مغلوبیت کا باعث ہوں۔ اپنے نفوس کو نصیحت قبول کرنے کے لئے آمادہ کرو۔ لشکروں کو حسن سیرت کے حصول کا حکم دو، رعیت کی اعانت کرو، دین خدا کو قوت دو۔ اور راہ خدا میں احسان و انعام پر اسی مقدار سے عمل کئے جاؤ، جو تم پر واجب

لازم ہے کیونکہ خداوند تعالےٰ نے اسی لئے ہمارے اور تمہارے ساتھ لطف و احسان کیا ہے کہ ہم اپنی انتہائی کوششوں کے ساتھ اس کا شکریہ ادا کریں۔ اپنی طاقت اور قوت کے موافق اس کی مدد کریں اور بے شک خدا کے سوا کوئی قوی زبر تر نہیں ہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

بعض شہروں کے بزرگوں کو نماز کے بارے میں یہ فرمان تحریر فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ لوگوں کے ساتھ بجماعت ظہر کی نماز اس وقت پڑھو جبکہ آفتاب کا سایہ بڑھ کر ایک بکری[۱] کی خواب گاہ کی مانند ہو جائے۔ عصر کی نماز لوگوں کے ساتھ بجماعت اس وقت ادا کرو جبکہ قرص آفتاب سفید ہو۔ زندہ ہو (مائل بہ زردی ہو کر قریب غروب نہ ہو جائے) اور اتنا دن باقی ہو جس میں دو فرسخ مسافت طے کر سکیں (یہ فضیلت عصر کا وقت ہے) مغرب کی نماز ہمراہ مردم اس وقت پڑھو جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتے ہیں اور حجاج مقام عرفات سے کوچ کرتے ہیں عشا کی نماز مل جل کر اس وقت ادا کرو جبکہ سمت مشرق کی سرخی زائل ہو جائے (یہ فضیلت عشا کا وقت ہے) ایک ثلث رات کے گزر جانے تک اور صبح کی نماز سب باہم مل کر اس وقت پڑھو جبکہ ایک شخص دوسرے کا چہرہ اچھی طرح پہچاننے لگے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ نہایت ہی ضعیف اور قلیل طریقہ سے نماز پڑھو (اقل واجبات کو بجا لاؤ) فتنہ انگیز نہ ہو (نماز کو اس قدر طول نہ دو جس سے ضعیف لوگ گھبرا کر نماز چھوڑ بیٹھیں)

عہد جناب امیر علیہ السلام

جب محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی حکومت مصر میں مضطرب ہو گئی تو حضرت نے مالک اشتر رحمۃ اللہ علیہ کو حکومت مصر کے لئے تجویز فرمایا اور وصیت کی جو کہ تمام وصیتوں کی خوبیوں پر حاوی ہے۔ وہو ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ وصیت ہے جس پر بندۂ خدا علی امیر المومنین نے مالک ابن اشتر کو حاکم مصر مقرر کرتے وقت کاربند ہونیکا حکم دیا ہے۔ خراج کی تحصیل، دشمن کے ساتھ جہاد، اہالیان مصر کی اصلاح، مصر کے شہروں کا آباد کرنا یہ سب امور اس میں بیان کئے گئے ہیں اور حاکم موصوف کو حکم دیا ہے کہ خوف خدا کو لازم سمجھے، اطاعت خدا کو اختیار کرے اور ان احکام فرائض و سنن کا اتباع کرے جنہیں اس نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے وہ ایسے واجبات (فرائض و سنن) ہیں کہ جن کی اطاعت کے بغیر سعادت دارین حاصل نہیں ہو سکتی۔ انہیں کے انکار سے انسان شقی ابدی ہو جاتا ہے۔ ۱۔۷

[۱] یہ ایک کنایہ ہے جو غالباً سایہ کے ایک ہاتھ بڑھ جانے کی نسبت استعمال فرمایا ہے اور یہ وقت فضیلت ظہر ہے ۱۲

حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ، اپنی زبان، اپنے قلب کے ساتھ خداوند عالم کی مدد کرے۔ کیونکہ وہ پروردگار عالم اپنے مددگار کی نصرت کا متکفل ہے۔ جو شخص اسے غالب اور معزز سمجھے اس کی عزت کا ضامن ہے۔ اے مالک اشتر! حکم دیا ہے کہ وہ شہوات نفسانی کے وقت کسر نفسی اختیار کرے۔ نفس کو سرکشی سے باز رکھے کیونکہ یہ نفس امارہ برائیوں اور گنہگاریوں کی طرف لے جانیوالا ہے۔ خدا ہی کی رحمت شامل حال ہو تو اس سے چھٹکارا ممکن ہے۔

اے مالک! اب تو سمجھ لے کہ میں نے تجھے ان شہروں کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا ہے جن پر تجھ سے پہلے بہت سے حکام عادل و جابر مقرر گزر چکے ہیں۔ جیسے کہ تو اپنے سے پہلے صاحبان اختیار کے امور میں نگاہیں دوڑاتا تھا۔ اب لوگ تیرے احکام پر نظریں ڈالنے کے لئے آمادہ ہیں۔ جو کچھ تو ان گزشتہ حکام کے بارے میں کہا کرتا تھا اب تیری نسبت بھی وہی کلمات زبانوں سے نکلیں گے۔ بیشک صالحین کی نیکیوں پر انہیں باتوں سے استدلال کیا جاتا ہے جنہیں خداوند عالم اپنے بندوں کی زبانوں پر جاری کر دیتا ہے۔ اب یہی زیبا ہے کہ عمل صالح کا ذخیرہ تمام ذخیروں سے زیادہ تجھے محبوب ہو۔ اپنی خواہشات نفسانی پر مسلط ہو جا۔ اپنے نفس کے ساتھ بخل سے کام لے کیونکہ نفس کے ساتھ بخل اختیار کرنا حقیقتہً اس کی جانب سے اس شے کے ساتھ عین انصاف ہے جسے تو دوست رکھتا ہے یا جسے تو مکروہ سمجھتا ہے۔ رعیت کے ساتھ رحم کرنے کو اپنا شعار بنا۔ ان سے محبت کر۔ ان سے بلطف و عنایت پیش آ۔ تو ان کے لئے ایک شکاری درندہ نہ بن کہ ان کے مال کھانے کو غنیمت سمجھے۔ سن! ان لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔ یا تو تیرے دینی بھائی ہیں۔ یا اپنے مخلوق ہونے میں تیری مانند ہیں۔ انہیں کی لغزشیں ظاہر ہوتی ہیں۔ انہیں کو امراض عارض ہوتے ہیں۔ انہیں کے ہاتھوں سے عمداً و سہواً خطائیں سرزد ہوتی ہیں۔ پس تو ان لوگوں کو اپنی طرف سے معافی عطا فرما۔ ان کے گناہوں سے اعراض کر جیسا کہ تو دوست رکھتا ہے کہ پروردگار عالم تجھے معاف کرے۔ تیرے معاصی سے اعراض فرمائے کیونکہ تو ان لوگوں کا سردار ہے اور تیرا جو حاکم ہے وہ تجھ پر مسلط ہے اور خداوند عالم اس شخص پر حکومت رکھتا ہے، جس نے تجھے حاکم بنایا ہے اور مرضی خدا ہے کہ تو ان لوگوں کے امور کی کفایت کرے۔ تجھے ان لوگوں کے ساتھ اس نے مبتلا کیا ہے۔ انہیں لوگوں کے ساتھ تیرا امتحان لیا گیا ہے۔

اپنے نفس کو خدا کی دشمنی کے لئے قائم نہ کر کیونکہ اس کے عذاب کے دفع کرنے کی تجھ میں بالکل قوت نہیں ہے تو اس کی معافیوں اور رحمتوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ لوگوں کے گناہوں سے درگذر کرنے پر پشیمان نہ ہو۔ سزائیں دے کر خوش نہ ہو۔ سر راہ غیظ و غضب کی طرف جلدی نہ کر۔ کیونکہ اس بات سے تجھے کوئی گنجائش حاصل نہ ہوگی۔ تو ہرگز یہ نہ کہہ کہ میں امیر

ہوں۔ میں حکمراں ہوں۔ میری اطاعت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ قول قلب میں فساد پیدا کرتا ہے ضعف دین کا سبب ہے۔ خدا کے سوا دوسرے کا تقرب حاصل کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اگر تجھے اپنی سلطنت کے سبب سے کوئی بزرگی یا تکبر لاحق ہو تو خداوند تعالے کے ملک کی عظمت وشان کو دیکھ جو تجھ پر مسلط ہے۔ اپنے مقابلے میں اس کی قدرت کو معائنہ کر کہ وہ کس طرح اس چیز پر قادر ہے۔ جس پر تیرا نفس ہرگز قدرت نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہ معائنہ تیری سرکشی کو باز رکھے گا۔ تیری تندی غیظ وغضب کو تجھ سے دور کرے گا۔ اور اس عقل ودانش کو تیری طرف لوٹا دے گا جو تجھ سے علیحدہ ہوگئی ہے۔ خبردار خدا کی عظمت وجلالت کا مقابلہ نہ کر۔ قہر وغلبہ میں اپنے آپ کو اس کا مثل نہ بنا کیونکہ پروردگار عالم ہر ایک جبار کو ذلیل اور ہر ایک متکبر کو خوار کر دیتا ہے۔

حقوق الہی اور حقوق مردم کے بارے میں اپنے نفس اور اپنے اہل کی طرف سے انصاف کر اور اس شخص کی جانب سے بھی جسے اپنی رعیت میں سے تو دوست رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر تو عدالت پر عمل نہ کرے گا تو یقیناً ظالم ہے اور جس شخص نے بندگان خدا پر ظلم کیا بیشک پروردگار عالم بندوں کے علاوہ اس کا دشمن ہے۔ اب جس شخص کی پروردگار عالم نے مخاصمت کی تو اس شخص کی حجت باطل ہوگئی۔ وہ عذاب وعقاب کے وقت کوئی عذر نہیں کر سکتا۔ وہ برابر خدا کا دشمن ہے۔ جب تک کہ ظلم سے ہاتھ نہ اٹھائے اور توبہ نہ کرے۔ یاد رکھ کوئی چیز ظلم وستم سے بڑھ کر خدا کی نعمتوں کے زوال کی طرف دعوت دینے والی اور عذاب وعقاب کی طرف تعجیل کرنے والی نہیں ہے۔ کیونکہ پروردگار عالم مظلوموں کی فریاد کو سنتا ہے اور ظالموں کی گھات میں رہتا ہے۔ تیرے کل امور امر حق میں معتدل ہوں۔ عدل وانصاف پر شامل رہیں۔ رعیت کی خوشنودی کو جمع کرتے رہیں کیونکہ عوام الناس کا غضب خواص کی خوشنودی کو باطل کر دیتا ہے۔ اور خاص لوگوں کا خشم عوام کی خوشنودی کے ساتھ بخشا جا سکتا ہے۔

خواص رعیت سے زیادہ کوئی شخص حاکم پر وسعت وآسودگی حاکم کے وقت از راہ مطالب وحاجات بھاری نہیں ہے۔ نہ بلاؤں کے وقت از روئے اعانت قلیل نہ انصاف کے وقت نہایت کراہت کرنے والا۔ نہ الحاح واصرار کے ساتھ زیادہ سوال کرنے والا۔ نہ عطا وبخشش کے وقت ناشکرا۔ نہ دست کرم روک لینے کے وقت عذر کو بصد مشکل قبول کرنے والا۔ نہ حوادثات زمانہ کے وقت از روئے صبر ضعیف تر۔ بیشک دین کے ستون مسلمانوں کو جمع کرنے والے۔ دفع اعدا کے لئے قوت اور طاقت عامۃ الناس ہی ہیں۔ تو انہیں کے ساتھ سینہ صاف ہو کر دل انہیں کی طرف مائل ہو۔ ہاں بے شک تجھے زیبندہ ہے کہ رعایا میں سے ان لوگوں کو دور ہی دور رکھے۔ انہیں دشمن سمجھے جو لوگوں کی عیب چینی کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ رعیت میں بہت

سے ایسے عیب ہوتے ہیں جن کا چھپانا حاکم کو لازم ہے تو ان عیبوں کو آشکارا نہ کر جو تجھ سے پوشیدہ ہیں، کیونکہ جو عیب تجھ پر ظاہر ہو جائے اس کی تطہیر تیرا فرض ہے۔ اور جو عیوب تیری نگاہوں کے سامنے نہیں خداوند عالم خود ان کے بارے میں حکم صادر فرمائے گا۔ لہذا حتی الوسع عیب پوشی میں کوشش کر۔ خداوند عالم بھی تیرے ان عیوب کو چھپائے گا جو تیری رعیت میں ہیں۔ اور ان کے پوشیدہ کرنے کو تو دوست رکھتا ہے۔ لوگوں کے دلوں سے ہر ایک حسد کی گرہ کھول دے، ان کے ساتھ برابر احسان کر، ہر ایک حسد کا رشتہ اپنی ذات سے قطع کر دے۔ ہر ایک وہ چیز جو تیرے لائق نہیں ہے اس کو نگاہوں سے غائب کر دے۔ بدگو کی باتوں کو سچ سمجھنے کے لئے عجلت سے کام نہ لے کیونکہ بدگو مکار ہوتا ہے۔ اگرچہ ناصح سے مشابہ ہو۔ اپنے مشورے میں کسی بخیل کو داخل نہ کر کیونکہ وہ تجھے فضل و کرم سے منحرف کرتا ہوا فقر و فاقہ سے ڈرائے گا، کسی بزدل سے مشورہ نہ لے کیونکہ اجرائے احکام میں وہ تجھے بھی ضعیف اور ڈرپوک بنا دے گا کسی حریص و طماع کو مشیر نہ بنا۔ کیونکہ وہ ظلم و ستم کی حرص کو تیرے سامنے مزین کر دے گا۔ خوب یاد رکھ کہ بخل، بزدلی اور حرص و طمع یہ مختلف طبیعتیں ہیں اور خدا سے بدگمان رہنا انہیں جمع کر لیتا ہے۔

تیرا بدترین وزیر وہ ہے جو تجھ سے پہلے ظالموں کا وزیر رہ چکا ہو۔ اور وہ شخص جو ان ظالموں کے گناہوں میں شریک رہا ہو۔ ایسا شخص ہرگز تیرا ہمدم و ہمراز نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے لوگ گنہگاروں کے مددگار ہیں ظالموں اور ستمگاروں کے بھائی ہیں۔ حالانکہ تجھے ان سے بہتر وزیر اور ان کا اچھا جانشین میسر ہو۔ اور وہ ان لوگوں میں سے ہو جو ان گنہگاروں کی مانند صاحب عقل ہیں، صاحب تدبر و تفکر ہیں۔ ان کی مانند عاصی نہیں۔ ان پر کسی قسم کا وبال نہیں۔ انہوں نے کسی ستمگار کی اس کے ستم پر مدد نہیں کی نہ کسی گنہگار کی اس کے گناہ پر حمایت کی ہے اس جماعت کے لوگ از روئے تکلیف تجھ پر نہایت ہی ہلکے ہیں۔ مدد کے لئے نہایت ہی بہتر ہیں۔ مہربان ہو کر تیری طرف مائل ہیں اور تیرے غیر سے الفت کا رشتہ بالکل قطع کئے ہوئے ہیں۔ اب تو اسی جماعت کو اپنی خلوتوں اور اپنی مجلسوں کے لئے مخصوص کرنے تجھے ایسے وزیروں کا انتخاب کرنا چاہیئے جو کہ سخنان حق کو جن میں بظاہر تلخی کا اثر ہوتا ہے، تجھ سے بیان کریں۔ اور وہ امور جنہیں خداوند عالم اپنے دوستوں کے لئے پسند نہیں فرماتا جو تیری خواہشات کی بدولت جہاں کہیں بھی واقع ہوں۔ جن میں صاحبان تقوی کی ہمرنگی کا اثر بھی نہ ہو۔ ان امور میں نہایت ہی کم تیری مدد کریں۔ پھر تو ان لوگوں کو تعلیم کر کہ تیرے سامنے تیری مدح و ثنا نہ کریں۔ اپنے ان باطل اقوال سے تیری خوشنودی کو مد نظر نہ رکھیں جن کا تو مصداق نہیں ہے۔ کیونکہ روبرو مدح گوئی نخوت کو پیدا کرتی ہے اور غفلت سے نزدیک کر دیتی ہے۔ بدکار اور نیکوکار تیرے نزدیک مساوی المرتبہ نہ ہونے چاہئیں، کیونکہ یہ امر ان دونوں کو مساوی سمجھنا، نیکوکار کو نیکی کی طرف راغب ہونے

سے رد کرتا ہے۔ اور بدکار کو بداعمالیوں کی جرأت دلاتا ہے۔ ہر ایک شخص کو اسی چیز کے ساتھ لازم کردے جسے اس نے اپنے نفس کے لئے لازم کر رکھا ہے (برُے سے برُی طرح اور اچھے سے اچھی طرح پیش آ) خوب سمجھ لے کہ رعایا کے ساتھ حسن ظن رکھنے۔ ان پر احسان کرنے ان کی تکلیفات میں تخفیف کرنے۔ امورات ناگوار کے سبب سے ان پر ظلم وستم نہ کرنے سے زیادہ کوئی شے رعایا کو اطاعت حاکم پر آمادہ کرنے والی نہیں ہے۔ لہٰذا تو وہ امر اختیار کر جس سے رعیت تیری طرف سے بدگمان نہ ہو، کیونکہ رعایا کا حسن ظن تجھ سے طول طویل زحمت اور رنج و تعب کو قطع کر دے گا، اور بیشک تجھے حسن ظن اسی کے ساتھ رکھنا چاہیئے جس کے پاس تیری نعمتیں ہوں جس پر تو نے احسان کیا ہو اور بدگمانی اسی سے زیبا ہے کہ تیری زحمتیں جس کے سامنے موجود ہوں جسے تو نے تکلیف پہنچائی ہو۔

اس طریقۂ صالحہ کو نہ توڑ جس پر اس امت کے سابقین نے عمل کیا ہے جس کے سبب سے الفت اور محبت جمع ہوئی ہے، جس کے سبب سے رعیت کی اصلاح ہوئی ہے۔ کوئی ایسا طریقہ ایجاد نہ کر جس سے تو سنن گزشتہ کو ضرر پہنچا سکے۔ کیونکہ جس شخص نے سنت صالحہ کو بنا کیا ہے اسے تو ثواب ملے گا، اور تمام وبال تیری ہی گردن پر رہے گا۔ کیونکہ تو نے اس طریقے کو شکست کر دیا ہے۔ علماء سے نہایت کثرت کے ساتھ سبق لیا کر۔ حکیموں اور دانشمندوں سے ان امور کے برقرار رکھنے کی نسبت دریافت کیا کر جن پر تیرے شہروں کی اصلاح منحصر ہے اور ان اشیاء کو قائم رکھنے میں جنہیں تجھ سے پہلے لوگوں نے قائم کیا ہے۔

خوب سمجھ لے کہ رعیت کے مختلف طبقے ہیں۔ ایک کی دوسرے کے ساتھ اصلاح ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہے۔ بعض ان میں سے خدا کی راہ میں لڑنے والے سپاہی ہیں۔ بعض عام وخاص کے مصالح کے کاتب ہیں۔ بعض قاضیان عدل ہیں۔ بعض با انصاف و مروت ہیں! بعض اہل ذمہ (پناہ اسلام میں آئے ہوئے کافر) ہیں جن سے جزیہ لیا جاتا ہے۔ بعض مسلمان زمیندار ہیں۔ جن سے خراج حاصل ہوتا ہے۔ بعض تاجر ہیں۔ بعض اہل حرفہ ہیں۔ اور ان طبقات میں سے صاحبان حاجت و مساکین کا ایک نہایت ہی ادنیٰ طبقہ ہے ان طبقوں میں سے ہر ایک کے لئے پروردگار نے ایک حصہ مقرر کر دیا ہے، اور ہر ایک کو اپنی کتاب یا اپنے نبی کے طریقے میں اس کی حد اور اس کے فریضے پر قرار دیدیا ہے اس امر کی وصیت کر دی گئی ہے۔ اور وہ وصیت ہمارے پاس محفوظ ہے۔

پس سپاہی خدا کے حکم سے رعیت کے واسطے قلعہ ہیں، حاکموں کی زینت ہیں۔ دین کی عزت ہیں۔ امن وامان کے رستے ہیں۔ رعیت انہیں کے ساتھ قائم ہے۔ اور یہ لشکر اسی چیز کے سبب سے قائم رہ سکتے ہیں۔ جسے پروردگار عالم نے ان کے واسطے خراج کی مد سے علیحدہ کر دیا

ہے جس کے سبب سے دشمن سے جہاد کرنے کے لئے قوت حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ اپنی اور در پیش ہونے والی حاجات (مثل نان و نفقہ و سلاح و مرکب وغیرہ) میں اسی پر بھروسا رکھتے ہیں۔ اب یہ دونوں قسمیں (خراج گذار رعایا اور مجاہد سپاہی) باقی نہیں رہ سکتیں جب تک کہ ایک تیسری قسم یعنی عادل قاضی، منصف حکام اور محررین مصلحین کا وجود نہ ہو۔ کیونکہ قضاۃ کی وجہ سے معاملات و مناکحات کی گرہیں مضبوط ہوتی ہیں۔ والیان ملک اور حکام ذوی الاحتشام سلطنت کا خراج اور اس کے منافع جمع کرتے ہیں اور دبیران و منشیان مملکت پر امور خاصّہ و عامّہ کا اعتماد اور بھروسا ہیں۔ اب یہ طبقے جن کا بیان ہوا جب تک کہ تاجر اور اہل حرفہ ملک میں موجود نہ ہوں قائم نہیں رہ سکتے کیونکہ انہیں کے سبب سے ان کے منافع جمع ہوتے ہیں یہی گروہ ان کے بازاروں کی رونق ہیں اور اپنے ہاتھوں سے وہ وہ منفعتیں انہیں پہنچاتے ہیں جو دوسرا انہیں پہنچا سکتا۔ اب نہایت ہی ادنےٰ اہل حاجت و مساکین کا طبقہ وہ ہے جس کے افراد اول الذکر طبقات کی بخششوں کے مستحق ہیں۔ ان کی مدد کا استحقاق رکھتے ہیں۔ اب خداوند تعالےٰ کے فضل و کرم میں ہر ایک کے واسطے وسعت ہے اور بقدر صلاح حال حاکم پر ہر ایک کا حق واجب و لازم ہے۔

اب جو شخص بلحاظ دامن و گریبان ان طبقات میں سے تیرے نزدیک خدا و رسول خدا اور تیرے امام کے واسطے نہایت ہی پاک صاف ہو از روئے حلم و بردباری ان لوگوں میں افضل ہو جو غیظ و غضب کے وقت تدبر و تانّی سے کام لیتے ہیں۔ گنہگار کے عذر سے راحت حاصل کرتے ہیں (اس کے عذر کو قبول کرنے پر آمادہ رہتے ہیں) ضعیفوں پر مہربان ہیں۔ طاقتوروں پر رفعت کے متلاشی ہیں۔ سخت گیری جنہیں برانگیختہ نہیں کرتی (لوگوں کے ساتھ سخت گیری سے پیش نہیں آتے) نہ ضعف تدبیر و رائے انہیں اجرائے احکام سے بٹھا سکتا ہے۔ ایسے لوگوں کو لشکر کا سپہ سالار بنا۔ پھر تو صاحبان بزرگی و خانوادہ ہائے شائستہ و خصائل حسنہ کے ساتھ پیوست ہو جا۔ پھر اہل رفعت و شجاعت و سخاوت و جوانمردی کے ساتھ چسپاں ہو۔ کیونکہ ایسے نفوس کرم اور بزرگواری کے جامع ہیں اور شجر جود و احسان کی شاخیں۔

سپاہیوں کے امور (ضروریات) کا اس طرح جویاں رہ جیسے کہ ماں باپ اپنی اولاد کی ضروریات کے خبرگیراں رہتے ہیں جس چیز کے ساتھ تو نے تقویت عطا کی ہے اسے اپنے دل میں بزرگ نہ سمجھ۔ اس احسان کو حقیر نہ شمار کر جس کا تو نے ان کے ساتھ عہد کیا ہے۔ اگرچہ قلیل ہو، کیونکہ بذل و احسان انہیں تیرے ساتھ خیرخواہی اور حسن ظن پر آمادہ کرنے والا ہے۔ ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں (ضرورتوں) کی تلاش کو ان کے امورات بزرگ کی نگہداشت پر بھروسا کر کے ترک نہ کر کیونکہ بعض مقامات پر تھوڑا سا احسان بھی انہیں بہت کچھ نفع پہنچائے گا اور بعض

موقع پر تیرے احسان عظیم سے بے نیاز اور مستغنی ہوں گے۔

سپہ سالاروں میں سے برگزیدہ اور منتخب سپہ سالار تیرے نزدیک وہ ہونا چاہیئے جو اپنے مال سے سپاہیوں کی مدد کرے۔ اپنی تونگری اور مالداری سے ان پر کرم و احسان کرے۔ پھر ایسی مقدار کے ساتھ جس میں ان کی بھی گنجائش ہو اور ان کے پس ماندگان و اہل و عیال بھی اس لطف و کرم کے سائے میں سما سکیں تاکہ پھر یہ لوگ ایک جان ہو کر دشمن سے جہاد کرنے میں مشغول ہو جائیں۔ پس بیشک جب تو ان کی طرف مائل ہو گا، ان سے محبت کرے گا تو یہ بھی تیری سمت راغب ہوں گے۔ تجھ سے مانوس رہیں گے۔ اب جب تک کہ یہ سپاہی اپنے سپہ سالاروں پر مہربان ہوں اپنی دولتوں کے بوجھ کو قلیل نہ سمجھیں۔ اپنی مدتوں کے منقطع ہونے میں دیر پا سمجھنے کو ترک کریں اس وقت تک ان کی مہربانیوں کی صحت نہ ہو گی۔ لہٰذا ان کی آرزوؤں کو وسعت دے۔ ان کی مدح و ثنا کے حسن سے واصل ہو جا جو تکلیفیں اور مشقتیں انہوں نے (جہاد میں) برداشت کی ہیں، ان کا مکرر ذکر کر۔ کیونکہ ان کے حسن کردار کا مکرر ذکر کرنا شجاع کے دل میں جہاد کی تحریک اور بزدل کے قلب میں اس کی حرص پیدا کرتا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ تو ہر ایک محنت و مشقت کی برداشت کو پہچان۔ کسی شخص کی بلا دوسرے کے سر نہ ڈال۔ جبکہ ایک انسان نہایت محنت کر رہا ہو تو اس محنت کے اجر میں تقصیر نہ کر۔ یہ ہرگز زیبا نہیں کہ کسی شخص کے حسب نسب کی بزرگی کے سبب سے اس کی معمولی اور قلیل محنت کے اجر کو بھی بڑھا دے۔ نہ تجھے یہ لازم ہے کہ ایک کم مرتبہ شخص کی عظیم الشان محنت کے اجر کو اجر کی حیثیت دیکھ کر بے حقیقت شمار کرے۔ اس امر کو خدا اور رسول پر چھوڑ جو تجھ پر مشتبہ ہو اور جس کے بارے میں اجرائے حکم تجھے درماندہ کر دے۔ کیونکہ خداوند عالم نے اس قوم کے واسطے جن کی ہدایت کو دوست رکھتا ہے ارشاد فرمایا ہے "اے ایمان لانے والو تم خدا اور رسول خدا اور اولی الامر کی اطاعت کرو (وہ اولی الامر) جو تم میں سے ہو۔ اگر کسی حکم میں تم تنازعہ کرو تو اس کے حکم کو خدا اور رسول کی طرف رد کر دو" اب یہ بھی سمجھ لے کہ خدا کی طرف رد کرنا یہی ہے کہ اس کی کتاب محکم سے تمسک کیا جائے اور رسول کی طرف رد کرنے سے یہ مراد ہے کہ اس کی جمع کرنے والی اور تفرقے پیدا نہ کرنے والی سنت کو اختیار کیا جائے۔

اب آدمیوں کے قضایا کا فیصلہ کرنے کے لئے اس شخص کو اختیار کر جو تیری رعیت میں سب سے اول ہو مختلف کاموں نے اسے تنگ نہ کر رکھا ہو (وہ اپنے ہی جھگڑوں میں گرفتار نہ ہو) نہ عہدیداروں کی خصومت جسے دل تنگ نہ کرے ہمیشہ لغزشوں کا شکار نہ ہو۔ جب حق کو پہچان لے تو اس کی طرف مائل ہونے سے تنگدل نہ ہو۔ اس کا نفس طمع کی طرف راغب نہ ہو۔ پورے پورے افہام و تفہیم کے طریقے کو چھوڑ کر تھوڑی سی سمجھ پر اکتفا نہ کرے رغوب غور و خوض سے کام لیکر

فیصلہ صادر کرے) شبہات کے وقت نہایت ہی توقف سے کام لے۔ سب سے زیادہ حجتوں کے ساتھ گرفت کرنے والا ہو۔ دعویداروں کے دعوے رجوع کرنے کے وقت سب سے کم تنگدل ہونے والا ہو۔ امورات حقہ کے ظاہر کرنے میں سب سے زیادہ بے صبرا ہو۔ حکم کے ظاہر ہونے کے وقت سب سے زیادہ دعووں کو منقطع کرنے والا ہو۔ ایسا شخص ہو کہ روز روز مدح وستائش جسے مغرور ومتکبر نہ کرے، نہ حکومت کا غرور اسے طریق مستقیم سے منحرف کرے مگر ایسے لوگ نہایت قلیل ہیں۔

پھر اس کی حکومت کا بکثرت ملاحظہ کر کہ وہ کس طرح حکمرانی کرتا ہے۔ بخشش وانعام میں اس کے واسطے اس قدر وسعت عطا کر جو اس کے عذر کو زائل کر دے۔ اور لوگوں کا محتاج نہ رہے۔ اس کی احتیاج بمردم قلیل ہو جائے۔ اپنے قرب میں اسے ایسا مرتبہ عنایت کر جس کا اس کا غیر جو تیرے مقربین میں سے ہو طمع نہ کرے۔ تاکہ وہ تیرے نزدیک رہ کر اس مرتبے کے سبب سے لوگوں کی مذمت سے امین ہو جائے۔ پھر اس کی حکمرانی پر ایک گہری نظر ڈال کیونکہ یہ دین اشرار کے ہاتھوں میں اسیر تھا۔ وہ اس میں اپنی خواہشوں کے مطابق عمل کرتے تھے۔ اس کے ساتھ دنیا کو طلب کرتے تھے۔ پھر تو اپنے عاملوں کے امور کو دیکھ۔ انہیں از راہ اختیار عامل کر۔ از راہ بخشش وبرگزیدگی انہیں حاکم نہ بنا۔ کیونکہ یہ دونوں صفتیں ظلم وجور اور حمایت کی جامع ہیں۔ نیک خاندانوں اور سابق الاسلام لوگوں میں سے صاحبان حیا وتجربہ کو منتخب کرے کیونکہ یہ لوگ کریم الاخلاق ہیں۔ صحیح الناموس ہیں۔ طمع سے مشرف ہونے میں نہایت قلیل ہیں۔ اور انجام کار کو دیکھنے میں نہایت ہی مبالغہ سے کام لینے والے ہیں۔ پھر ان لوگوں پر ان کے روزینوں کو تمام کر۔ کیونکہ بافراغت رزق کا حصول نفسوں کی اصلاح کے واسطے ان کے لئے ایک قوت ہے۔ اپنے زیر تصرف اموال کے کھانے سے انہیں بے نیاز کر دے گا۔ یہ ان پر ایک زبردست حجت ہے۔ اگر یہ تیرے حکم کی مخالفت کریں یا تیری امانتوں میں رخنہ اندازی سے کام لیں تو ان کے اعمال کی جستجو کر۔ صاحب صدق ووفا جاسوس کو ان پر مقرر کر دے۔ کیونکہ ان کے امور پوشیدہ کا اگر تو ملاحظہ کرتا رہے گا تو یہ امر ان کو امانت کے قائم رکھنے اور رعیت کے ساتھ بلطف ومحبت پیش آنے اور اعوان وانصار کی محافظت کرنے پر برانگیختہ کرتا رہے گا۔ اب اگر ان میں سے کسی نے خیانت کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس خیانت کے متعلق تیرے جاسوسوں کی خبریں تیرے پاس جمع ہو گئیں تو شہادت کے لئے ان اخبار کو کافی سمجھ اور ایسے خائن کے بدن میں عقوبت کے ہاتھ دراز کر دے۔ اس کے کردار پر اس سے پورا پورا مواخذہ کر۔ ذلت اور خواری کے مقام میں اسے کھڑا کر دے۔ خیانت کی علامتیں اس پر لگا دے اور تہمت وخیانت کا گلوبند نہایت کس کر اس کی گردن میں باندھ دے۔ امر خراج کا ایسے طریقے سے جو یاں وہ جو صاحبان خراج کی حالت کے موافق ہو کیونکہ اصلاح خراج وصاحبان خراج میں ان لوگوں

کی اصلاح مضمر ہے جو اہل خراج نہیں کیونکہ جب تک اہل خراج کی اصلاح نہ ہو غیر اہل خراج کی اصلاح بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ لوگ خراج گذاروں کے اہل و عیال ہیں۔ ہاں خراج حاصل کرنے سے زیادہ زمینوں کی تعمیر میں اپنی نگاہ کو قائم رکھ کیونکہ جب تک زمین آباد نہ ہو گی خراج میسر نہ ہو گا۔ اور جس شخص نے زمین کے آباد کرنے بغیر خراج طلب کیا۔ اس نے شہروں کو ویران کر دیا۔ بندگان خدا کو ہلاک کر ڈالا۔ ایسے شخص کی حکومت نہایت ہی قلیل مدت تک قائم رہے گی اب اگر اہل خراج شکایت کریں کہ یہ خراج بہت گراں ہے یا کسی آفت ناگہانی کا شکوہ کریں (کہ اب کے سال ٹڈی نے فصلیں خراب کر دیں یا کوئی آفت آگئی) یا پانی کی قلت یا بارش کی حد سے بڑھی ہوئی زیادتی کا عذر پیش کریں یا زمینیں متغیر ہو گئیں ہوں۔ سیلاب نے غرق کر دیا ہو۔ یا تشنگی اور کم آبی نے غلہ کو تلف کر دیا ہو تو بیشک ان کے خراج میں تخفیف کر جس کی وہ امید کرتے ہیں۔ اور جس کے سبب سے ان کے کاموں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

تجھے وہ چیز گراں نہ معلوم ہونی چاہیئے جس کے سبب سے تو نے خراج گذاروں کی محنت و مشقت میں تخفیف کی ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا ذخیرہ ہے جو تیری ہی طرف پلٹ آئے گا۔ اس (کمی خراج) کی طرف سے وہ تیرے شہروں کو آباد کریں گے تیری ولایت کو زینت دیں گے تو اس کے سبب سے اپنے بارے میں ان کا حسن ظن حاصل کرے گا۔ ان کے بارے میں عدل و انصاف سے کام لیکر تو ہی خوش حال ہو گا۔ ان کی وہ خوش حالیاں جو تو نے ان کے پاس جمع کر دی ہیں ان کے سبب سے وہ قوت و قدرت حاصل کریں گے۔ اور اس قوت و قدرت کی زیادتی پر تو اعتماد کر سکے گا۔ نیز ان کے بارے میں جو عدل و مدارات کا طریقہ تو نے اختیار کیا ہے اس کے سبب سے وہ تجھ پر بھروسا کریں گے کیونکہ لیبا اوقات ایسے امور حادث ہوتے ہیں جن میں ان پر بھروسا کرنا پڑتا ہے اور جب وہ تجھ پر اعتماد رکھتے ہیں تو بطیب خاطر اس بوجھ کو اٹھا لیں گے۔ اور خوب جان لے کہ زمینوں کی آبادی پر جس قدر بھی تو بار ڈالے گا وہ اسے برداشت کر لے گی۔ بیشک صاحبان زمین کا محتاج رہنا زمین کی خرابی اور بربادی کا باعث ہے اور زمیندار محتاج اسی وقت ہوتا ہے جب حاکموں کے نفس مال جمع کرنے پر تل جائیں۔ ان کی حکومت کے باقی رہنے کے سبب سے وہ بدگمان ہوں، اور زمانہ کی عبرتوں سے انہیں کوئی نفع حاصل نہ ہو۔

اب تو اپنے منشیوں کے حالات پر نگاہیں دوڑا۔ ان میں سے جو بہتر ہوں انہیں اپنے کام کی طرف متوجہ کر۔ تیرے وہ مراسلات اور نامے جن میں تیری پوشیدہ تدبیریں اور تیرے اسرار درج ہوں ان مراسلات کو ایسے منشی کے سپرد کر جو سب منشیوں میں اخلاق شائستہ (مثل علم و حلم و صدق و دیانت و امانت) کا جامع ہو جسے کرامت اور بزرگی سرکش و مغرور نہ کر دے تاکہ

بزرگوں کے سامنے اس غرور کے سبب سے وہ تیری مخالفت کی جرآت نہ کرے۔ ایسا منشی ہو جس کی غفلت اسے تیرے کارکنوں کے نوشتے تیرے پاس پہنچاتے اور ان کے جوابات تیری منشا کے موافق تحریر کرنے۔ تیرے لئے غیروں سے نوشتہ جات لیتے اور تیری جانب سے پروانجات کے دینے میں قاصر نہ رکھے۔ وہ پیمان جو تیری طرف سے باندھے جائیں۔ انہیں محکم و مضبوط کردے (عہدنامہ جات میں وہ شرطیں تحریر کرے جو تیری منفعت کے پہلو رکھتی ہوں) وہ قیود جو دشمن کی طرف سے تیرے ضرر کے واسطے (عہدنامے میں) لگائی جائیں ان کی کشاکش سے عاجز نہ ہو، امورات میں اپنی قدر و منزلت سے جاہل نہ ہو۔ کیونکہ جو شخص اپنے مرتبہ سے جاہل ہے۔ وہ دوسروں کے مدارج سے ضرور جاہل ہوگا۔

پھر یہ بات بھی ہے کہ تیرا ان کو انتخاب کرنا محض تیری فراست۔ تیرے اطمینان اور تیرے حُسن ظن کی وجہ سے نہ ہو۔ کیونکہ اکثر لوگ اپنے تصنع اور اپنی حسن خدمات کی وجہ سے حکام کی عقلوں سے متعرض ہوتے ہیں (انہیں دھوکے میں ڈال دیتے ہیں) حالانکہ خلوص و امانت کا ان میں شائبہ بھی نہیں ہوتا (تصنع ہی تصنع ہوتا ہے) لیکن تو انہیں اس چیز کے ساتھ آزما جیسے یہ تجھ سے پہلے نیکوکاروں کے لئے دوست رکھتے تھے اور عامۂ بندگان میں جو سب سے زیادہ ثمر دینے والے ہیں امانت میں سب سے زیادہ روشناس ہیں۔ انہیں انتخاب کر کیونکہ یہ آزمائش تجھے خداوند عالم اور اس شخص کے ساتھ خلوص پر آمادہ کرے گی جس نے تجھ کو حاکم کیا ہے (جو تیرا امام ہے) اور اپنے امور میں سے ہر ایک کام کے سر پر ایک منشی کو مقرر کر۔ جسے کسی کام کی بزرگی عاجز نہ کرے۔ اور کاموں کی زیادتی اس کے سبب سے پراگندہ نہ ہو جائے۔ اور جبکہ تیرے منشیوں میں کوئی عیب ہو اور تو اس سے تغافل اختیار کرے تو بیشک اس عقوبت کی سزا تجھے مل جائے گی۔

پھر تو تاجروں اور اہل حرفہ کے بارے میں وصیت کو قبول کر۔ ان میں سے جو مقیم ہیں اور اپنے اموال کے ساتھ سفر کرنے والے ہیں، اپنے بدن کے ساتھ نفع حاصل کرنے والے ہیں (اہل حرفہ ہیں) انہیں نیکی کی وصیت کر۔ کیونکہ یہ لوگ منفعتوں کے ذخیرے ہیں۔ اشیائے بامنفعت کے اسباب و وسائل ہیں۔ تیری خشکی و تری و زمین ہموار و سنگلاخ میں وہ مقام جو ہلاکت کے مقام ہیں دور دراز فاصلے پر واقع ہیں۔ وہ مقامات منافع جہاں لوگ جمع نہیں ہوتے جس جگہ تحصیل منافع کی جرآت نہیں کر سکتے۔ ایسے مقامات سے یہ لوگ منافع کو کھینچ کھینچ کر لاتے ہیں۔ بیشک یہ لوگ عیب و نقص سے پاک ہیں جن کے شر سے خوف نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایسے صلح پسند ہیں جن کے فساد کا بالکل خوف نہیں۔ تو اپنے سامنے اور اپنے شہروں کے اطراف میں ان کے امور کی تلاش (اور حفاظت) کرتا رہ۔ اب یہ بھی جان لے کہ ان میں اکثر ایسے بھی ہیں جو درسوائیوں کی نہایت سخت طریقے سے گرفت کرتے ہیں، نہایت ہی قبیح بخل اختیار کرتے ہیں۔ بیشک ان کا یہ فعل عامۃ الناس کو ضرر پہنچانے کا دروازہ ہے اور حاکم کے لئے سخت عیب ہے

لہذا تو انہیں منع کرتا رہ کہ ما یحتاج مردم کو نہ روکیں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ بیشک ان کی فروخت نہایت ہی آسانی کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ ترازو بالکل درست ہے اور نرخ ایسا ہو جو بائع و مشتری میں سے کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔ اب اگر کسی نے تیری ممانعت کے بعد بھی لوگوں کے منافع کو روکا، تو ایسے شخص پر اپنا عذاب مسلط کر۔ اور اسے حد سے گزر جانے والی سزا دے۔ پھر تو اس ادنیٰ طبقے کے بارے میں جن کا کوئی حیلہ نہیں، جو مسکین ہیں، محتاج ہیں، زمانے کی سختیوں میں گرفتار ہیں۔ کمانے سے عاجز ہیں۔ خدا سے ڈر، خدا کا خوف کر، کیونکہ اس طبقہ کے اکثر افراد قانع ہیں۔ کسی سے سوال نہیں کرتے۔ اپنے فقر و فاقہ کے باعث لوگوں سے متعرض نہیں ہوتے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں خداوند عالم نے جو حکم دیا ہے اس پر محض خالصاً لوجہ اللہ عمل کر۔ ان کے حقوق کی فی سبیل اللہ حفاظت کر جیسا کہ خدا نے تجھے ان کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اپنے بیت المال میں سے ان کے حصے مقرر کر۔ ہر ایک شہر میں جو اسلام کی املاک خالصہ ہیں ان کے محاصل میں سے ایسے لوگوں کے لئے حصے معین کر دے۔ بیشک ان لوگوں کے واسطے جو تجھ سے دور ہیں وہی حصہ ہے جو تجھ سے نزدیک رہنے والوں کے لئے اور ہر ایک شخص کے حق کی رعایت تجھ سے طلب کی گئی ہے۔ اب لازم ہے کہ اور مشاغل تجھے ان کے خیال سے غافل نہ کریں کیونکہ مہمات کثیرہ کا استحکام تجھے کسی حق کے ضائع کرنے کے لئے معذور نہیں کر سکتا (تیرا عذر قابل سماعت نہیں کہ مہمات کی کثرت تضییع حقوق کا باعث ہوئی) تو اپنے اہتمام کو ان سے علیحدہ نہ رکھ۔ ان کی طرف سے روگردانی نہ کر۔ ان لوگوں کے امور ضروریات کا جویاں رہ جن کی طرف آنکھیں حقارت سے دیکھتی ہیں جنہیں لوگ حقیر سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں پر اپنے ایسے معتمدین کو موکل کر جو خدا سے ڈرتے ہوں۔ متواضع ہوں۔ تاکہ ان کے حالات کو یہ تجھ تک پہنچاتے رہیں۔ پھر تو ان کے ساتھ وہی عمل کر جس کے سبب سے تو بروز ملاقات پروردگار عالم اس کے سامنے عذر پیش کر سکے۔ کیونکہ یہ لوگ رعایا میں اپنے غیر سے عدالت کے زیادہ محتاج ہیں (یہ سب سے زیادہ انصاف کے خواہاں ہیں اور ان کا انصاف یہی ہے کہ ان کا حق انہیں عطا کیا جائے) تو ہر ایک کا حق اس کے پاس پہنچا کر خداوند عالم کے سامنے عذر پیش کر۔

یتیم، ضعیف، عمر رسیدہ وہ لوگ جن کی معاش کا کوئی حیلہ نہیں۔ وہ قناعت والے بندے جو سوال کرنے کے لئے اپنے نفس کو قائم نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے حالات کی تلاش کرتا رہ۔ بیشک یہ امر حکام کو اکثر گراں گزرتا ہے۔ اور یوں تو ہر ایک حق کا ادا کرنا گراں معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس اداۓ حق کو پروردگار عالم نے ان لوگوں کے لئے سبک اور خفیف کر دیا ہے جو عاقبت کی نیکیوں کے طالب ہیں اپنے نفسوں کو صبر و شکیبائی کا عادی بناتے ہیں۔ اور اس اجر و ثواب کی راستی پر بھروسا کرتے ہیں جس کا ان کے واسطے خداوند عالم کی طرف سے وعدہ ہوا ہے۔ اب صاحبان حاجت کے لئے تو اپنے

اوقات میں سے کوئی وقت مقرر کردے جس میں تو ان کی ضرورتوں تک پہنچنے کے واسطے اپنے اور کاموں سے بالکل فارغ ہو (فقط انہیں کی حاجتوں کو پورا کرنے پر آمادہ رہے) ان کے واسطے ایک جلسہ عام میں نشست کر۔ اس خداوند عالم کی رضا جوئی کے لئے جس نے تجھے پیدا کیا ہے تواضع اور فروتنی اختیار کر۔ اپنے سپاہیوں، مددگاروں، پاسبانوں اور چاؤشوں کو منع کردے کہ وہ ان سے معترض نہ ہوں حتیٰ کہ ان میں سے کلام کرنے والا بغیر اس کے کہ کسی قسم کا اضطراب اسے لاحق ہو تجھ سے کلام کرے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے کہ اکثر ان مقامات میں وہ امتیں مقدس اور گناہوں سے پاک نہیں ہوتیں جہاں ضعیف کا حق صاحب قوت سے نہ دلایا جائے، جبکہ وہ اپنے حق کو حاصل کرنے کے لئے مضطرب ہو۔ ان حاجت مندوں کی طرف سے درشتی اور سست گفتاری کا متحمل ہو۔ (وہ سختی کے ساتھ کلام کریں یا رک رک کر آہستہ آہستہ تجھے متحمل ہونا چاہیئے) تنگ حوصلگی اور سختی کو اپنے نفس سے دور رکھ۔ کیونکہ پروردگار عالم اس کے سبب سے اپنی رحمت کے گوشے تجھ پر پھیلا دے گا۔ (اپنی طاعت کا ثواب تیرے واسطے واجب ولازم کرے گا۔ تو جس شخص کو جو چیز دینی چاہتا ہے بطیب خاطر عطا کر۔ اس بات سے دست بردار نہ ہو جس شخص کو کچھ عطا نہ کرے۔ میٹھی میٹھی باتوں اور طرح طرح کے عذروں سے اس کی تسلی کرنی چاہیئے۔ پھر اس کے بعد تیرے کاموں میں سے اور بھی کچھ ایسے کام ہیں جن سے تعلق رکھنا تجھے لازمی ہے۔ ایک تو ان میں سے یہ ہے کہ جس امر میں تیرے منشی عاجز اور درماندہ ہوں اس میں اپنے کارکنوں کی رائے کو قبول کرے۔ دوسرے یہ کہ جب حاجت مندوں کی حاجتیں تیرے پاس پہنچیں، جن کے سبب سے تیرے اعوان وانصار تنگدلی ظاہر کریں۔ تو انہیں پورا کردے۔ آج کے کام کو کل پر نہ چھوڑ۔ آج ہی پورا کردے۔ کیونکہ ہر ایک دن کا کام اسی دن کے واسطے مخصوص ہوتا ہے۔ اپنے نفس کے واسطے اپنے اور خدا کے درمیان وہ وقت مقرر کر جو بہترین اوقات ہو۔ جو حصہ تمام اوقات میں عمدہ ترین حصہ ہو عبادت الٰہی کے لئے سب سے اچھے وقت کو اختیار کر) اگرچہ تمام اوقات خدا کے ہی واسطے ہیں (تو ہر وقت درجۂ عابد حاصل کرسکتا ہے) جس وقت کہ تیری نیت شائستہ ہو۔ اور اپنی رعیت پر ظلم وستم کرنے سے پاک صاف ہو (وہ وقت بھی جس میں نیت اچھی رہے۔ رعیت کے ساتھ انصاف کیا جائے اوقات عبادت میں شمار ہوجاتا ہے) وہ وقت جو تو نے پروردگار عالم کے لئے مخصوص کیا ہے اس وقت میں ان فرائض وواجبات کو قائم کر جو اسی خداوند جل وعلیٰ کے لئے خاص ہیں شب وروز عبادت خداوندی کے لئے اپنے بدن کو وقف کردے اور اس عہد اور عبادت کو وفا کر جس کے سبب سے تو پروردگار عالم کا تقرب تلاش کرتا ہے۔ وہ عبادت کامل ہو۔ اس میں

کسی قسم کا نقصان نہ ہو، عیب وار نہ ہو، اور عبادت کے لئے اپنے بدن کو اس درجہ پر پہنچا دے جہاں تک کہ تیرے امکان میں ہے۔ اور جبکہ تو لوگوں کے ساتھ (بجماعت) اپنی نماز ادا کرنے کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ ہو کہ لوگ (تیرے طول نماز کے سبب سے) رمیدہ ہو جائیں۔ تو نماز کو (بسبب ترک واجبات) ضائع کرنے والا نہ بن۔ کیونکہ لوگوں میں اکثر ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں کوئی بیماری لاحق ہے یا کچھ ضرورت درپیش ہے (اور تو نے انہیں گھنٹوں کے لئے نماز ہی میں گھیر لیا تو وہ خواہ مخواہ بھی نماز سے گھبرا اٹھیں گے) جب حضرت رسول خدا نے مجھے یمن والوں کے پاس بھیجا تو میں نے حضرت سے سوال کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کس طرح نماز پڑھوں۔ فرمایا ایسی نماز پڑھ جیسا کہ ان میں نہایت ہی ضعیف شخص نماز پڑھتا ہے۔ اور ہمیشہ مومنین پر رحم کرنا

اب ان وصیتوں کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ ہرگز ہرگز رعیت سے خلوت نشین نہ ہونا۔ ان سے الگ رہنے کے زمانے کو طول نہ دینا۔ کیونکہ حکام کا رعیت کی نگاہوں سے غائب رہنا رعیت کے ساتھ سختی کرنے کی ایک قسم ہے۔ ان کے امور سے جاہل رہنے کی ایک شاخ ہے۔ بیشک ان سے پوشیدہ رہنا اس چیز کے علم کو قطع کرتا ہے، جو ان حاکموں سے پوشیدہ ہے۔ لہذا چھوٹے چھوٹے امور ان کی نگاہوں میں عظیم الشان معلوم ہونے لگتے ہیں اور امور عظیم میں تصغیر کا پہلو نظر آتا ہے۔ اچھی باتیں ان کی نگاہوں میں قباحت کے رنگ پیدا کر دیتی ہیں۔ اور امر قبیح اچھا معلوم ہونے لگتا ہے۔ حق باطل کے ساتھ مخلوط ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حاکم بھی تو آخر بشر ہی ہے۔ ان امور کو نہیں جان سکتا جنہیں لوگ اس سے چھپاتے رہتے ہیں۔ اور حق کی بظاہر کوئی علامت مقرر نہیں جس کے سبب سے دروغ و کذب سے راستی و صدق کی قسموں کو پہچان لیا جائے۔

بیشک تو آدمیوں میں سے ایک ضرور ہے یا تو ایسا شخص ہے کہ تیرا نفس مستحق کے ساتھ بخشش کرنے میں سخاوت سے کام لیتا ہے۔ پھر تو کیونکر اور کس سبب سے اس حق واجب یا کارِ نیک سے حجاب اختیار کرتا ہے جس کے عطا کرنے پر تو کمربستہ ہے اور اس کار نیک کے ساتھ احسان کرنے پر آمادہ ہے۔ یا تو ایسا شخص ہے کہ بخشش و عطا کے روکنے میں مبتلا ہے۔ اندریں صورت مایوسی کی حالت میں لوگوں کا تیرے پاس آنے سے باز رہنا خود ہی بڑھا ہوا ہے۔ باوجودیکہ لوگوں کی حاجتیں از قسم شکایت مظالم یا بہ نسبت معاملہ عدل و انصاف کی درخواستیں تیری طرف بڑھی ہوتی ہیں اور جن میں تجھ پر کچھ بھی مشقت نہیں (غرض دونوں حالتوں میں تیرا عزلت گزین ہونا ٹھیک نہیں) پھر یہ بھی سمجھ لے کہ حاکم کے مصاحبین اور خواص ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی عادت میں داخل ہوتا ہے کہ اموال و املاک کے تن تنہا ہی مالک ہو جائیں۔ لوگوں پر دراز دستی کریں۔ عدل و انصاف میں

کمی کریں۔ لہذا اس جماعت کی منفعتوں کو ان کے خصائل کے اسباب کو قطع کرتے ہوئے منقطع کردے اپنے خویش و اقارب میں سے کسی کو زمین کا کوئی ٹکڑہ اعطانہ کر یہی زیبا ہے کہ یہ لوگ زمین و زراعت کی عقد بندی کی تجھ سے اس طرح طمع نہ کریں جس کے سبب سے قرب و جوار کے لوگوں کو کھیتوں کی سیرابی یا کسی عمل مشترک میں نقصان پہنچے اور یہ لوگ مشقت و آلام کو اپنے اغیار پر ڈال دیں۔ یہ امر انہیں لوگوں کے واسطے خوش گوار ہو سکتا ہے، نہ کہ تیرے لئے۔ ہاں اس عمل کی مذمت دنیا و آخرت میں تجھ پر باقی رہے گی۔

تیرا کوئی قریب ہو یا بعید حق کو اس کے ساتھ لازم کر۔ اس پر حدود حقہ جاری کر۔ جو حد شرعی کا مستحق ہو چکا ہو۔ خصوصاً جہاں کہیں بھی تیرے عزیزوں کے حق میں حدود جاری کی جائیں، وہاں صبر و شکیبائی سے کام لے، اور اجر و ثواب کا طلب گار رہو۔ چونکہ یہ امر تجھ پر گراں گزرتا ہے۔ لہذا اس کے سبب سے حسن عاقبت کو طلب کر۔ بیشک اس کا انجام محمود اور پسندیدہ ہے۔

اگر رعیت تیری ستم گری اور حق سے منحرف ہو جانے کا گمان کرے تو اپنے عذر کو ان پر ظاہر کر اور اس عذر کو ظاہر کر کے ان کے گمانوں کو بدل دے۔ کیونکہ اس ظاہر کرنے میں بھی ایک طلب عذر ہے اور اس کے سبب سے وہ حاجت رفع ہو جائے گی جو تجھے درپیش ہے اور وہ حاجت یہی ہے کہ تو ان لوگوں کے طریق حق پر قائم ہو جانے کی خواہش رکھتا ہے۔ اس مصالحت سے دست بردار نہ ہو جس کی طرف تیرا دشمن تجھے بلا رہا ہو اور اس میں خداوند عالم کی خوشنودی بھی شامل ہو کیونکہ فی الحقیقت صلح کرنے میں تیری سپاہ کے واسطے آرام ہے۔ تو اپنے آلام و غموم سے آسائش پا جائے گا۔ تیرے شہروں میں امن ہو جائے گا۔ لیکن ہر طریقے سے صلح کے بعد بھی دشمن سے عذر کرتا رہ۔ کیونکہ دشمن بسا اوقات اس لیے نزدیک آتا ہے (صلح کرتا ہے) تاکہ مد مقابل کو غافل کر دے لہذا ہمیشہ محتاط رہ۔ اور اس صلح میں بھی دشمن سے حسن ظن رکھنے کو متہم کئے جا رہ ہمیشہ دشمن سے بدگمان رہ) اگر تیرے اور تیرے دشمن کے درمیان کوئی عہد و پیمان بندھ گیا ہے یا یہ کہ تو نے اسے امان دیدی ہے تو اپنے اس عہد کو وفا کر۔ اپنی اس امان دہی کی نہایت ہی امانت کے ساتھ رعایت کر اور اپنے نفس کو اس چیز (امان) کی محافظت کے لئے جو تو نے اسے عطا کی ہے سپر بنا دے۔ کیونکہ واجبات خدا میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس پر لوگ باوجود اختلاف رائے و تفریق خواہشات اس سختی کے ساتھ اتفاق اور اجتماع کریں جیسے کہ تعظیم ایفائے عہد پر کئے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے علاوہ مشرکین تک بھی وفائے عہد کو لازم سمجھتے ہیں۔ کیونکہ غدر اور بے وفائی کے انجام کو انہوں نے ایک وبال سمجھ لیا ہے۔ پس اب امان دے کر تو کوئی حیلہ نہ کر۔ عہد و پیمان کے خلاف نہ کر۔ دشمن کے ساتھ فریب سے کام نہ لے، کیونکہ جاہل اور شقی کے سوا کوئی خداوند عالم کی مخالفت کی جرأت نہیں کرتا (اور خلاف عہد کرنا

بھی گویا خداوند عالم کی مخالفت ہے) بیشک خداوند عالم نے اپنے عہد اور اپنے امن کو امانت بنا کر بندوں پر اپنی رحمت کے سبب سے نازل کیا ہے۔ اسے ایک صاحب حرمت مکان بنایا ہے جس کی قوت اور شوکت کے سائے میں لوگ ساکن ہوتے ہیں۔ اس کی پناہ حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف کوچ کرتے ہیں۔ اور اس مکان میں نہ کوئی خیانت ہے نہ تلبیس و تدلیس ہے، نہ کوئی مکر و فریب ہے۔ تو کوئی عہد و پیمان نہ کر جس کی خلاف ورزی جائز ہو۔ تاکید و توثیق کے بعد باتوں میں ریاکاری کے پہلو اختیار نہ کر کسی امر کی تنگی جس میں خداوند تعالےٰ کا عہد تجھ پر لازم ہو چکا ہے تجھے اس عہد و پیمان کی شکستگی کی طلب کی طرف نہ بلائے۔ کیونکہ ان تنگیوں، سختیوں پر تیرا صبر کر لینا اس امید پر کہ اس کے بعد کشائش حاصل ہو گی اور عاقبت کی بزرگی میسر آئے گی اس غدر و بے وفائی سے ہزار درجہ بہتر ہے جس کے وبال و عذاب سے تجھے ڈرایا گیا ہے۔ بیشک یہی لازم ہے کہ جانب خداوندی سے تجھے ایسا مطلب میسر ہو جس کے توڑ دینے کا ارادہ تو دنیا و آخرت میں نہ کر سکے۔

خبردار! خون سے بچتا رہ، بغیر حلت اس کے بہانے سے عذر کر۔ کیونکہ بغیر حق اور حلت کے خون بہانے سے زیادہ کوئی شے عذاب کی طرف دعوت دینے والی نہیں ہے، نہ اس سے زیادہ کسی گناہ کا عذاب بڑھا ہوا ہے۔ نہ کوئی اور جرم اس سے زیادہ زوال نعمت اور مدت عمر کے منقطع ہونے کا سزاوار ہے۔ بیشک پروردگار عالم قیامت کے روز ان بندوں کے درمیان حکم کی ابتدا کرنے والا ہے، جنہوں نے خلق اللہ کے خون بہائے ہیں۔ اب لازم ہے کہ تو اپنی بادشاہت کو خون حرام بہانے کے ساتھ قوت نہ دے۔ کیونکہ حقیقۃً یہ امر سلطنت کو سست و ضعیف بناتا ہے، بلکہ اسے زائل کرتا ہے اسے دوسرے کی طرف منتقل کر دیتا ہے اور خوب سمجھ لے کہ قتل عمد کا ارتکاب کر کے نہ تو خدا کے سامنے کوئی عذر پیش کر سکتا ہے نہ میرے سامنے، کیونکہ اس کے مرتکب کو قصاص بدنی پہنچایا جاتا ہے اور اگر تو کسی خطا کے سبب سے قتل کا مرتکب ہو، تیرے تازیانے (جن سے تو کسی شخص پر حد جاری کرتا ہے) تجھے حد سے تجاوز کر جانے دیں، یا تیرا ہاتھ عقوبت و عذاب میں حد سے بڑھ جائے تو اب لازم ہے کہ سلطنت کی نخوت تجھے اس بات سے بلند و برتر نہ کرے کہ وارثان مقتول کو تو ان کا حق پہنچائے جسے دیت اور خونبہا کہتے ہیں (مقتول کی دیت کا ادا کرنا لازمی امر ہے۔ کہیں سلطنت کی نخوت پر بھول کر اس سے غافل نہ ہو رہنا) تو اپنے نفس کے تکبر کرنے۔ اس چیز پر اعتماد کرنے سے جو تیرے نفس کو تکبر میں گرفتار کرنے والی ہے اور رو در رو مدح و ثنا کو دوست رکھنے سے پرہیز کرتا رہ کیونکہ یہ عجب و غرور اور اپنی مدح و ستائش کو اچھا سمجھنا شیطان کا تیرے نفس میں ایک زبردست حصہ ہے تاکہ محسن کے احسان کو محو کر دے (خداوند عالم کی کوئی نعمت تجھ پر نازل نہ ہو) تو اس امر سے خوف کر کر رعیت پر احسان کر کے انہیں ممنون بنانے کی تمنا رکھے۔ یا اپنے انعام کو جھوٹ موٹ

زیادہ بیان کرے (دیا تو ایک دینار اور ہوا اڑائی سو کی) یا یہ کہ تو ان سے کوئی وعدہ کرے۔ اور پھر اپنے اقرار کو وعدہ خلافی کا تابع بنائے۔ کیونکہ احسان جتانا احسان کو باطل کرتا ہے۔ ایک زیادہ کر کے ظاہر کرنا نورِ حق کو لے جاتا ہے۔ اور وعدہ خلافی خدا اور بندگان خدا کی دشمنی کا باعث ہوتی ہے چنانچہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ "خدا اس امر کو سخت دشمن سمجھتا ہے کہ تم اپنے اقوال کے موافق عمل نہ کرو"۔ قبل از وقت کسی کام کی انجام دہی کے واسطے عجلت کرنا یا جب اس کے اسباب فراہم ہو جائیں تو اس کا ارادہ ساقط کرنا یا نتیجہ زشت امور کی طرف متوجہ ہونا۔ یا ان کے ظاہر ہو جانے کے وقت سستی سے کام لینا۔ ان کل باتوں سے خوف کرتا رہ۔ اور ہر ایک چیز کو اس کے مقام میں رکھ نے ہر ایک کام کو حسب وقت و موقع بجالا جس بات میں کہ لوگ متفق ہوں اس میں اپنی تنہا رائے کی پابندی سے حذر کر۔ ان امور کی غفلت سے پرہیز کر جن کی نگرانی کے واسطے تو مقرر کیا گیا ہے اور جو دیکھنے والوں کی نگاہوں میں موجود ہیں۔ کیونکہ تجھ سے تیرے غیر (رعایا) کے بارے میں عہد و پیمان لیا گیا ہے اور اس تھوڑی سی غفلت سے حذر کرتا رہ جس کے باعث تجھ سے امورات کے پردے اٹھائے جائیں (حکومت سے برطرف کر دیا جائے) اور مظلوم کے بارے میں عدل و انصاف کے ساتھ تجھ سے انتقام لیا جا سکے۔

اپنی شدت غیظ و غضب کا مالک ہو۔ غصہ کی تیزی پر حاکم ہو جا۔ اپنی قدرت و طاقت کے قہر اور زبان کی تندی پر مسلط رہ۔ سزا دینے کے لئے جلدی کر دینے سے باز رہنے اور قہر و غضب کو تاخیر میں ڈالنے کے باعث اپنے نفس کی حفاظت کر، حتیٰ کہ تیرا غصہ فرو ہو اور تو اختیار کا مالک ہو جائے۔ اگر تو اپنے نفس کو ان امور پر مستحکم کرے گا اور پھر اپنے پروردگار عالم کی طرف رجوع ہونے کو یاد کرے گا تو بے شک تیرے غم و رنج بڑھ جائیں گے۔ تجھ سے پہلے حاکم عادل کے ہاتھوں سے جو چیز ظاہر ہوتی ہے یا طریقۂ صالحہ ظہور میں آیا ہے۔ یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے۔ یا کتاب اللہ میں کوئی فریضہ ہے۔ تجھ پر لازم ہے کہ ان سب باتوں کو یاد کرتا رہے۔ لہذا تو ہر ایک اس عمل کی جس کا تو نے ہم سے مشاہدہ کیا ہے پیروی اور اقتدا کر۔ اور میں نے اپنی اس وصیت میں جو کچھ تجھے وصیت کی ہے اپنے نفس کو اس کے تابع کر دینے کی کوشش کر۔ میں نے اس وصیت کے ساتھ اپنی حجت کو تجھ پر مضبوط کر دیا ہے۔ تاکہ جب تیرا نفس اپنی خواہشات کی طرف بڑھے تو اس کے واسطے عذر باقی نہ رہ جائے۔

اسی وصیت کا آخری ٹکڑا یہ ہے

میں خداوند عالم سے سوال کرتا ہوں۔ اسے اس کی وسیع و فراخ رحمت و عظیم الشان قدرت

ہرایک امر مرغوب کی بخشش پر قسم دیتا ہوں کہ وہ مجھے اور تجھے اس امر کی توفیق عطا فرمائے جس میں اس کی خوشنودی کے رنگ سامنے ہوں۔ اور اس کی خوشنودی و رضا اسی امر میں ہے کہ ہم اس کے اور اس کی خلقت کے سامنے عذر صحیح پر قائم ہوں۔ بندے ہماری مدح و ثنا کریں۔ شہروں میں ہمارے نیک آثار باقی رہ جائیں۔ ہماری دعا ہے کہ اس کی نعمتیں ہم پر تمام ہوں۔ اس کی کرامتیں دوگنی ہو جائیں۔ میں سوال کرتا ہوں کہ وہ معطی برحق سعادت اور شہادت کو ہم دونوں پر ختم کرے بیشک ہم اسی کی طرف راغب ہیں۔ والسلام علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کثیراً وسلم تسلیماً۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

عمران ابن حصین الخزاعی کے ہاتھ حضرت نے یہ خط طلحہ و زبیر کو بھیجا ہے اور ابوجعفر اسکافی نے اپنے مقالات میں اس خط کا ذکر کیا ہے۔

حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ حقیقۃً گو تم اب چھپاتے ہو مگر تم نے اچھی طرح معلوم کر لیا ہے کہ میں نے لوگوں سے اپنی بیعت کے لینے کا ارادہ نہیں کیا جب تک کہ خود لوگوں کی طرف سے یہ ارادہ ظاہر نہیں ہوا۔ میں نے ان سے بیعت نہیں لی جب تک خود انہوں نے (بطوع خاطر) بیعت کرنے کا اظہار نہیں کیا۔ اور تم دونوں بھی تو وہی شخص ہو جنہوں نے (خود بخود) میری بیعت کا ارادہ کیا، مجھ سے بیعت کی۔ بیشک عامۃ الناس کسی سلطنت کے جبر اور میرے پاس موجود رہنے والے کسی مال کی حرص سے میری بیعت پر متوجہ نہیں ہوتے (میں نے ان پر کسی قسم کا جبر نہیں کیا انہیں جاہ و مال کا لالچ نہیں دیا) اب اگر تم دونوں آدمیوں نے برضا و رغبت بیعت نہیں کی تو تم نے میرے واسطے اپنے اوپر زجر و توبیخ اور بحث و مباحثہ کا دروازہ کھول دیا کیونکہ تم نے بظاہر تو اطاعت کا اظہار کیا اور باطن میں نافرمانی کو چھپائے رکھا لہٰذا تم منافق ہو گئے۔ اب تم سے بحث کرنے اور تمہیں ملامت کرنے کا رستہ میرے واسطے نہایت وسیع ہے) حالانکہ مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ تم دونوں مہاجرین میں تقیہ کرنے اور امر حق کو چھپانے کے سبب سے زیادہ سزاوار نہیں ہو۔ بیشک اس امر (بیعت) کو دفع کر دینا قبل اس سے کہ تم اس میں داخل ہوئے، اس بیعت سے باہر ہو جانا قبل اس کے کہ تم نے اس کا اقرار کر لیا تمہارے واسطے نہایت وسیع اور آسان تھا۔

تم دونوں کا یہ بھی گمان ہے کہ میں نے قتل عثمان کا حکم دیا۔ اب میرے اور تمہارے درمیان اہل مدینہ میں سے وہ لوگ حاکم رہے جو میری اور تمہاری نصرت سے دست بردار ہیں (جو کسی کے طرفدار نہیں) اور ان کے فیصلے اور حکم کے موافق ہر ایک شخص کے ذمے وہ گناہ عائد کر دیا جائے جس کا

نہ متحمل ہوا ہے۔ اے شیخ صاحبان اپنی اس (خراب اور فاسد) رائے سے پلٹ جاؤ۔ گو اس وقت یہ ننگ و عار (مقابلے میں آکر ہٹ جانا اور اطاعت کر لینا) گراں گزرتا ہے۔ مگر تمہیں قبول کر لینا چاہیئے قبل اس کے کہ عار اور نار دونوں جمع ہو جائیں۔ والسلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

معاویہ ابن ابوسفیان کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ بیشک خداوند عالم نے دنیا کو اس کے مابعد (آخرت) کی تحصیل کے لئے بنایا ہے۔ اور اہل دنیا کا اس دنیا میں امتحان کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون شخص نیک کردار ہے۔ ہم دنیا میں رہنے کے واسطے پیدا نہیں ہوتے۔ نہ دنیا کو تلاش کرنے پر مامور ہوتے ہیں۔ ہم اس دنیا میں اسی واسطے رکھے گئے ہیں تاکہ اس دنیا کے ساتھ ہمیں آزمایا جائے۔ اور بیشک خداوند عالم نے میرا امتحان تیرے ساتھ اور تیرا امتحان میرے ساتھ لیا ہے اور ہم دونوں میں سے ایک شخص کو دوسرے کے واسطے حجت قرار دیا ہے۔ اب تو نے قرآن کی (اپنے مطلب کے موافق اور غلط) تاویل کر کے طلب دنیا کرتے ہوئے حکم خدا سے تجاوز کیا اور مجھ سے ایسی چیز (خون عثمان) کا طالب ہوا جس کا میرے ہاتھ اور میری زبان نے ارتکاب نہیں کیا (نہ میں نے اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل کیا نہ اپنی زبان سے قتل کرنے کا حکم دیا) تو نے اور اہل شام نے مجھ پر یہ افترا کیا ہے۔ تمہارے عالم نے تمہارے جاہل کو میرا حق چھیننے کی ترغیب دی ہے اور تمہارے کھڑے ہونیوالے نے تمہارے بیٹھے ہوئے شخص کو میری دشمنی پر آمادہ کیا ہے۔

اب تو اپنے نفس کے بارے میں خدا سے ڈر، اس شیطان سے مخاصمہ اختیار کر جو تجھے دنیا کی طرف کھینچ رہا ہے ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ ہو جا کیونکہ ہمارا اور تیرا یہی طریقہ ہے (ہم اور تو آخرت ہی کی طرف چلنے والے ہیں) اور اس بات سے خوف کر کہ خداوند عالم نہایت عجلت کے ساتھ نزدیک ہونے والی بلا کو تجھ پر نازل کرے جو تیری اصل تک پہنچتی ہوئی تیری نسل کو قطع کر جائے (نہ تو رہے نہ تیری نسل) میں نہایت سچے دل سے تیرے بارے میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر جمع کرنے والے مقدرات مجھے اور تجھے دنیا میں جمع کر دیں تو میں برابر اور ہمیشہ تجھ سے محاربہ کئے جاؤں حتّٰی کہ پروردگار کا حکم ہمارے درمیان صادر ہو اور بیشک وہ خیر الحاکمین ہے۔

کلام امام علیہ السّلام

شام کی طرف روانہ ہونے والے مقدمۃ الجیش پر جب شریح ابن ہانی کو سردار مقرر فرمایا

تو اسے باین الفاظ وصیت کی۔ صبح و شام خدا سے ڈر۔ اور خوف کرتا رہ کہ مکار دنیا تیرے نفس کو فریب نہ دیدے۔ اس کی طرف سے کسی حال میں بھی مطمئن نہ رہ۔ اور خوب جان لے کہ اگر تو نے اپنے نفس کو ان خواہشات سے باز نہ رکھا جن کے نقصان و مکروہات سے خوف کرنے کو تو دوست رکھتا ہے تو یہ خواہشیں تجھے اکثر نقصانات کی طرف بلند کر دیں گی۔ لہذا اپنے نفس کو منع کرتا رہ۔ اسے ان خواہشوں سے باز رکھ اور غصے کی جھنجھلاہٹ کے وقت اسے کو منع کرنے والا اور رفع کرنے والا ہو جا۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

جب آپ نے مدینہ سے بصرے کی طرف کوچ کیا تو اہل بصرہ کو یہ نامہ تحریر فرمایا حمد و نعت کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ میں اپنی اس منزل سے ایسی حالت میں نکلا ہوں کہ یا تو ظالم ہوں یا مظلوم۔ یا بغاوت کرنے والا ہوں یا مجھ سے ہی لوگوں نے بغاوت کی ہے۔ اب جس شخص کے پاس میرا یہ خط پہنچے میں اسے خدا کی یاد دلاتا ہوں اور متمنی ہوں کہ وہ فوراً میرے پاس چلا آئے۔ اگر مجھ سے نیکی ظاہر ہو تو میری مدد کرے۔ اور اگر میں گنہگار ثابت ہوں تو مجھ سے حق کی طرف رجوع کرنے کا طالب ہو۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

اکثر شہروں کے معززین کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے جس میں ماجرائے جنگ صفین کا بیان ہے۔ ہماری اس ملاقات (لڑائی) کی ابتدا جو اہل شام کے ساتھ واقع ہوئی کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ دعوت اسلام ایک ہے (جیسے وہ اسلام کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں ویسے ہی ہم بھی) ہم خدا پر ایمان لانے۔ اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں۔ نہ وہ ہم پر فضل و زیادتی کے طلب گار ہیں۔ ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں مگر وہ ابتدا یہ ہوئی کہ خون عثمان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حالانکہ ہم اس سے بری تھے اور اسی لئے ہم نے ان سے کہا کہ آؤ فتنہ کی آگ بجھا کر، خلقت کو آرام دے کر آج ہی اس مرض کا علاج کر لیا جائے جس کا تدارک کل نہ ہو سکے گا۔ تاکہ اسلام کا کام مضبوط ہو جائے اہل اسلام جمع ہو جائیں اور ہم امر حق کو اس کے مکان میں رکھنے کی قوت حاصل کر لیں۔ مگر انہوں (اہل شام) نے جواب دیا کہ ہم تو جنگ و جدل کے ساتھ اس کا علاج کریں گے۔ وہ برابر ہمارے قول سے انکار ہی کرتے رہے حتیٰ کہ قتل و قتال نے اپنے پر و بال کھولے۔ اس کی بھڑکتی ہوئی آگ پوری پوری طرح شعلہ ور ہو گئی۔ اب جبکہ اس جنگ نے ہمیں اور انہیں اپنے دانتوں میں پکڑا۔ اپنے پنجے

ہم برادران پر گر آئے۔ تو انہوں نے اسی چیز کے ساتھ ہماری آواز کا جواب دیا جس کی طرف ہم انہیں بلا رہے تھے۔ ترک جنگ کے طالب ہوئے جسے پہلے ہم چاہتے تھے۔ جس بات کی طرف انہوں نے ہمیں بلایا تھا ہم نے ان کی اس دعوت کو قبول کیا اور جس شے (جنگ کرنے) کی طرف انہوں نے ہمیں طلب کیا تھا ہم نے نہایت سرعت کے ساتھ انہیں اسی شے کی طرف روانہ کر دیا حتیٰ کہ ہماری حقیقت کی حجت ان پر ظاہر ہو گئی۔ ان کا عذر منقطع ہو گیا (وہ خون عثمان کے دعوے سب گرد آباد ہو گئے) پس جو اس حجت کے ظاہر ہونے کے وقت کامل الاعتقاد ہو گیا وہ ایسا شخص ہے جسے خداوند عالم نے ہلاکت سے رہائی عطا فرما دی جو شخص مخاصمت پر قائم اور گمراہی میں ایک زمانۂ دراز تک گرفتار رہا، وہ شخص سرنگون ہے اور ایسا شخص ہے جس کے دل کو خداوند عالم نے زنگ آلود کر دیا ہے اور برائیوں کے دائرے اس کے سر پر گردش کر رہے ہیں۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

سپاہ حلوان کے افسر اسود بن قطبہ کو حضرت نے یہ فرمان تحریر فرمایا ہے۔ بعد حمد و نعت کے معلوم ہو کہ حاکم کی خواہشیں جب مختلف ہو جاتی ہیں (بڑھ جاتی ہیں) تو یہ امر اسے اکثر عدل و انصاف سے روک دیتا ہے۔ اس امر حق میں لوگوں کا کام تیرے نزدیک مساوی ہونا چاہیئے کیونکہ ظلم و جبر میں عدالت کا بدلہ اور عوض نہیں ہوا کرتا (ظلم و ستم۔ عدل و انصاف کا عوض نہیں ہو سکتا) تو اس کام سے اجتناب کر کہ جب وہ تیرے غیر سے سرزد ہو تو تیری نگاہیں اسے مکروہ سمجھیں۔ اپنے نفس کو اس کام میں مشغول اور مصروف رکھ جسے پروردگار عالم نے تجھ پر واجب کر دیا ہے۔ ایسی حالت میں کہ تو اس کے ثواب کا امیدوار رہے اور اس کی عقوبت سے خوف کرتا ہو۔ خوب جان لے کہ دنیا مصیبتوں سے بھرا ہوا گھر ہے۔ صاحب دنیا کو ایک لمحہ کیلئے بھی تو دنیا میں رہ کر بلاؤں سے فرصت نہیں ملتی۔ مگر یہ بات ضرور ہے کہ قیامت کے دن حسرت اس کے واسطے فراغت ہو جائے گی (وہ قیامت کے دن اندوہ و حسرت میں گرفتار ہو کر خیالات دنیوی سے فارغ ہو گا یا یہ کہ وہ حسرت کرے گا کہ میں کیوں امور دنیا سے فارغ ہو کر آخرت کی تیاری میں مشغول نہ ہوا) بیشک کوئی شے تجھے حق سے بے نیاز نہیں کر سکتی اور منجملہ حق یہ ہے کہ تو لوگوں کے مظالم سے اپنے نفس کی حفاظت کرے۔ اور اپنی طاقت کے موافق رعیت کو امر و نہی کرتا رہے، کیونکہ اس حفاظت اور امر و نہی میں جو نفع تجھے پہنچے گا، وہ لوگوں کے جان و اموال کی حفاظت سے بہتر ہے۔ والسلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

حضرت نے ان سرداروں کو یہ مکتوب تحریر فرمایا ہے جن کا طرز عمل سپاہ کو پامال کر رہا تھا

خدا کے بندے علیؑ امیر المومنین کی طرف سے عاملان شہر اور ان لوگوں کو یہ خط لکھا جاتا ہے جو خراج کے جمع کرنے والے ہیں اور جن کے ساتھ لشکر سفر کر رہا ہے۔ خدا و رسول کی حمد و نعت کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ میں نے ان سپاہیوں کو حرکت دی ہے جو تمہارے ساتھ گزریں گے انشاء اللہ تعالےٰ اور بیشک میں نے انہیں وصیت کر دی ہے کہ اذیتوں سے باز رہیں۔ لوگوں سے فتنہ و فساد کو ہٹائے رکھیں، جو خداوند تعالےٰ نے ان پر واجب کر دیا ہے۔ میں اس بات سے سخت بیزار ہوں کہ یہ سپاہی تمہیں یا اہل ذمہ (کفار) کو اذیت پہنچائیں مگر ہاں مضطر کر دینے والی گرسنگی سے وہ بھی لاچار ہیں جبکہ کوئی رستہ ہی انہیں پیٹ بھرنے کا حاصل نہ ہو (جب بھوک سے بے قرار ہوں گے تو خواہ مخواہ بھی اذیت دینے پر کمر باندھیں گے) وہ شخص جن پر یہ ظلم کرتے ہیں۔ اسے ان کے ظلم سے تم دور رکھو۔ اپنے بے عقلی کے ہاتھوں کو ان کے معارضہ سے ہٹاؤ۔ اور اس چیز کے بارے میں جسے میں نے ان سے مستثنیٰ کر دیا ہے ہرگز ہرگز ان سے تعرض نہ کرو۔ میں ان سپاہیوں کے پس پشت موجود ہوں، تم اپنے مظالم کو ان سے اٹھالو۔ میری طرف رجوع کرو اگر یہ قابل سزا ہوں گے تو میں خود سزا دے لوں گا) ان کے امور جو تمہیں مغلوب کر رہے ہیں میرے سامنے پیش کرو تم خدا کی مدد اور میری معاونت کے بغیر اس غلبہ کو دفع کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور میں اسے متغیر کر سکتا ہوں انشاء اللہ تعالےٰ۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

کمیل ابن زیاد نخعی حضرت کی طرف سے قریہ ہیت کا عامل تھا جو کنار فرات پر واقع ہے وہ ادھر سے گذرنے والے دشمن کے لشکروں اور غارت گروں سے بالکل تعرض نہ کرتا تھا لہذا حضرت اس کی معزولی کا حکم صادر فرماتے ہوئے رقم فرماتے ہیں۔

حمد خدا و نعت رسول کے بعد معلوم ہو کہ جس کام کا اختیار آدمی کو دیا گیا ہے اس کا ضائع کرنا اور جس کام پر وہ مامور نہیں اس کی تحصیل میں شقت اٹھانا یہ ایک عجز ہے جو موجود ہے اور ایک رائے ہے جو سخت فاسد ہے۔ تیرا اہل قرقیسیا پر چڑھائی کرنا ان کے قتل و غارت میں مشغول ہونا اور ان مقامات کو خالی چھوڑ دینا جن پر تو حاکم مقرر کیا گیا ہے ایسی حالت میں کہ نہ ان مقامات

میں کوئی ایسا شخص ہے جو دشمن کو روک سکے۔ نہ کوئی لشکر موجود ہے جو دشمن کی سپاہ کا مقابلہ کر کے اسے واپس کر سکے۔ بے شک یہ ایک تدبیر ہے جو بالکل پراگندہ ہے، تو دشمنوں کے لئے ایک پل بن گیا کہ وہ اس پر سے عبور کرتے ہوئے تیرے دوستوں کو غارت کر دیں (کیونکہ دشمن کو کنار فرات سے عبور کرنے سے نہیں روکتا) حالانکہ نہ تیرے شانے قوی ہیں، نہ تجھے کوئی سطوت و شوکت حاصل ہے۔ نہ کسی رخنہ کو بند کر سکتا ہے۔ نہ دشمن کی شوکت کو توڑ سکتا ہے، نہ اہل شہر سے بے نیاز ہے، نہ اپنے امیر و بزرگ کی اپنی حکومت میں کفایت اور مدد کر سکتا ہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

جب آپ نے مالکؒ اشتر کو مصر کا حاکم مقرر فرمایا تو اسی کے ہاتھ اہل مصر کو یہ خط بھیجا:۔

حمد خدا و نعت رسول کے بعد معلوم ہو کہ پروردگار عالم نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ کو اہل عالم کے ڈرانے اور پیغمبروں کی شہادت دینے کے لئے مبعوث فرمایا۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو آپ کے بعد مسلمانوں نے امر خلافت میں تنازعہ کیا۔ قسم خدا کی ہرگز میرے دل میں یہ بات نہ تھی۔ مجھے اس کا سان گمان بھی نہ تھا کہ اہل عرب اس امر خلافت کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کے بعد آپ کے اہلبیتؑ سے زائل کر دیں گے۔ نہ مجھے یہ خیال تھا کہ حضرت کے بعد مجھ سے اس خلافت کو دور کر دیں گے۔ بس اب مجھے کسی چیز نے اس سے زیادہ اندوہناک نہیں کیا کہ لوگ فلاں شخص (ابوبکر) کے گرد جمع ہو کر اس کی بیعت کرنے لگے۔ میں نے اپنے دست تصرف کو روکے رکھا۔ حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ لوگ مرتد ہو کر اسلام سے برگشتہ ہو رہے ہیں۔ اور لوگوں کو دین محمدی کے مٹا دینے کے لئے بلا رہے ہیں۔ اس وقت مجھے خوف ہوا کہ اگر اس وقت اسلام اور اہل اسلام کی مدد نہ کروں گا تو بے شک میں اس میں رخنے دیکھ لوں گا۔ یا اس کی خرابیاں میری نظروں کے سامنے موجود ہوں گی اور یہ مصیبت میری حکومت و ولایت کے گم ہو جانے کی مصیبت سے بھی زیادہ ہو گی۔ اور یہ حکومت و ولایت تو ایسی تھی جو چند روز سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ایک سراب کی مانند زائل ہونے والی اور بادل کی طرح منتشر ہونے والی ہے پس میں ان حوادثات میں کھڑا ہوا حتیٰ کہ باطل زائل اور مضمحل ہوا۔ دین کو اطمینان میسر آیا۔ اس کا اضطراب جاتا رہا۔ **اسی مکتوب کا یہ بھی ایک حصہ ہے۔** قسم خدا کی اگر میں ان سے ملاقات کروں حالانکہ تمام زمین ان سے بھری ہوئی ہو تو مجھے کچھ خوف نہ ہو گا۔ نہ کسی قسم کی وحشت لاحق ہو گی۔ ان کی وہ ضلالتیں جن میں یہ گرفتار ہیں اور وہ ہدایتیں جن پر میں قائم ہوں۔ بیشک میں ان دونوں باتوں کو اپنے نفس کی جانب سے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے اپنے پروردگار کی توفیق سے

ان کا یقین حاصل ہے اور میں خداوند تعالیٰ کی ملاقات کا مشتاق ہوں۔ اس کے حسن ثواب کا منتظر ہوں امیدوار ہوں۔ لیکن میں اس امر سے نہایت ہی اندوہناک ہوں کہ سفہا و فجار امت کے حاکم و والی ہوں۔ وہ خدا کے مال پر جو دست بدست انہیں پہنچا ہے متصرف ہوں۔ بندگان خدا کو اپنا غلام بنائیں نیکو کاروں سے جنگ کریں اور فاسقین سے دوستی اختیار کریں۔

بعض ان میں سے ایسے ہیں جنہوں نے تمہارے درمیان شراب حرام کو نوش کیا اور نیز حد الاسلام جاری کرنے کے لئے اسے تازیانے لگائے گئے (وہ مغیرہ تھا جو عمر کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا جس نے شراب پی کر نماز پڑھائی اور اس پر حد جاری کی گئی اور عتبہ ابن ابوسفیان کو بھی اسی جرم میں تازیانے مارے گئے) اور بعض ان میں سے ایسے تھے جو اسلام نہیں لائے تھے حتیٰ کہ انہیں اسلام لانے کے لئے بطور رشوت رضیخہ دیا گیا (جو زکوٰۃ کا ایک حصہ ہے اور کفار کی تالیف قلوب کے لئے دیا جاتا ہے اس قسم میں ابوسفیان اور معاویہ داخل تھے) پس اگر یہ فساق و فجار حاکم مقرر نہ کئے جاتے تو میں تمہیں کثرت کے ساتھ جہاد کی تحریص نہ کرتا۔ تمہیں سرزنش نہ کرتا۔ تمہیں جمع نہ کرتا۔ ترغیب نہ دیتا۔ جب تم انکار کرتے اور جہاد کو تاخیر میں ڈالتے تو میں تمہیں چھوڑ دیتا۔ کیا تم اپنے اطراف پر نگاہ نہیں کرتے جو شکستہ ہو گئے ہیں۔ کیا تم اپنے شہروں کو نہیں دیکھتے جنہیں دشمن نے فتح کر لیا ہے۔ تم اپنے ممالک پر نظر نہیں ڈالتے جو تم سے منع کر دیئے گئے ہیں (جن پر قبضہ تمہیں میسر نہیں آتا) تم اپنی ولایات کو نہیں دیکھتے جن پر لڑائی کی گئی ہے۔ خدا تم پر رحمت کرے۔ اپنے دشمن سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کرو۔ زمین کی سیر کرنے میں سستی سے کام نہ لو۔ مبادا نقصان کے ساتھ ثابت ہو جاؤ (تمہیں نقصان پہنچے) اور ذلت و خواری کے ساتھ واپس آؤ۔ تمہارا نصیبہ پست ہو جائے۔ بیشک جنگ کا بھائی (جنگ آزما) وہی شخص ہے جو بیدار اور ہوشیار رہے۔ اور جو شخص کہ سو گیا تو دشمن اس سے غافل نہ رہے گا۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

ابو موسیٰ اشعری حضرت کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا جب کوفے والوں کو حضرت نے جمل والوں سے لڑنے کے لئے طلب کیا تو معلوم ہوا کہ ابوموسیٰ مذکور انہیں حضرت کی طرف آنے سے تاخیر میں ڈال رہا ہے۔ یہ سنکر حضرت نے اسے یہ نامہ تحریر فرمایا۔ یہ خط خدا کے بندے علی امیر المومنین کی طرف سے عبداللہ بن قیس کے نام ہے۔ بعد حمد و نعت کے معلوم ہو کہ مجھے ایک بات تیری طرف سے معلوم ہوتی ہے جو تیرے نفع کی بھی ہے۔ اور تیرے ضرر پر بھی شامل ہے (کیونکہ اس نے اہل کوفہ سے یہ کہا تھا کہ علیؑ امام راہنما ہے۔ اس کی بیعت صحیح ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہو کر اہل کوفہ سے جنگ

کرنا جائز نہیں) پس اب جس وقت کہ میرا پیغام تیرے پاس پہنچے تو اپنے دامن کو بلند کر کے اور
اپنے زیر جامے کا بند سخت باندھ لے۔ اپنے سوراخ سے باہر نکل آ۔ اور اس شخص کو بلالے
جو تجھ سے متفق ہے۔ اب اگر تو میری اطاعت پر ثابت قدم رہے تو میری طرف حرکت کر۔ اگر
تو نے میری اطاعت میں تاخیر کی تو مجھ سے دور ہو جا۔ قسم خدا کی تو جہاں بھی ہو گا وہیں سے
تجھے نکال لیا جائے گا۔ تجھے ہرگز نہیں چھوڑا جائے گا۔ حتیٰ کہ تیرا دودھ روغن کے ساتھ اور تیرا
پگھلا ہوا خشک کے ساتھ مخلوط ہو جائے (تیرے امور منتظمہ باطل اور مختل ہو جائیں) اور حتیٰ کہ تو
اپنی نشست سے تعجیل کرے اور اپنے سامنے کی چیز (عقوبت دنیا) سے اس طرح خوف کرے
جیساکہ تو اپنے پس پشت (عذاب آخرت سے ترسناک ہے۔ اصحاب جمل کا یہ فتنہ جیساکہ تو
گمان کرتا ہے آسان نہیں۔ بلکہ یہ ایک حادثۂ عظیم ہے کہ جس کی مصیبتوں کے اونٹ پر سوار
ہونا چاہیئے۔ اس کی دشواریوں کو آسان کرنا چاہیئے۔ اس کے ناہموار کوہستان کو ہموار بنا دینا
چاہیئے۔ اب تو اچھی طرح سمجھ لے۔ اپنے کام کا مالک ہو جا۔ جہاد میں سے اپنا حصہ حاصل کر۔
پس اگر تو جہاد کو مکروہ سمجھتا ہے تو دور ہو جا اور ایسی جگہ چلا جا جہاں بالکل وسعت نہیں اور
نجات و رستگاری ذرا بھی اس میں نہیں۔ پس ضرور ہے کہ اس جہاد کی کلفت سے تیری کفایت
کی جائے۔ حالانکہ تو غافل ہے تاکہ نہ کہا جائے کہ فلاں شخص کہاں ہے (تیری طرف سے بالکل
مایوسی ہو جائے) اور قسم خدا کی حقیقتہً یہ جہاد بالکل حق ہے۔ اور امام و خلیفۂ برحق کے ساتھ رہ کر
واجب ہے۔ ملحد اور دین اسلام سے عدول کرنے والے جو کام کرتے ہیں ان سے بالکل خوف
نہیں۔ والسّلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

معاویہ کے جواب میں حضرت نے یہ فرمان تحریر فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم
ہو کہ جیسا کہ تو نے ذکر کیا ہے۔ ہم اور تم قبل از اسلام ایک ہی الفت اور اجتماع کے طریقے پر
تھے۔ پس بروز گذشتہ اسلام نے ہمیں اور تمہیں جدا کر دیا کہ ہم ایمان لائے اور تم نے کفر اختیار
کیا اور آج کے دن (بعد رحلت پیغمبرؐ) ہم دین پر قائم رہے اور تم نے فتنہ و فساد کیا حالانکہ تم
میں سے کوئی مسلمان اسلام نہیں لایا مگر بالکراہتہ اور بعد اس امر کے کہ اسلام کی ناک (اور بزرگان
اسلام) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کے مددگار تھے۔

تو نے ذکر کیا ہے کہ میں نے طلحہ و زبیر کو قتل کیا۔ عائشہ کو دور کر دیا اور مدینہ و مکہ کے
درمیان اقامت کی (حرمین شریفین سے دور ہو گیا) مگر ان سب باتوں کی حکمت ایک ایسا امر
ہے جو تیری عقل سے غائب اور پنہاں ہے۔ پس تجھ پر کوئی خوف نہیں۔ اور نہ اس امر میں تیرے سامنے

عذر خواہی کی ضرورت ہے (تو قابل جواب ہی نہیں) پھر تو نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ تو مہاجرین و انصار کے درمیان رہ کر (اپنے آپ کو مہاجرین و انصار میں سے سمجھ کر) مجھ سے ملاقات کرے حالانکہ جس دن سے تیرا بھائی قید ہوا ہجرت منقطع ہو گئی (ہجرت کا شرف تجھ میں باقی نہیں) اب اگر تو تعجیل کر رہا ہے تو اپنی رفاہیت پر نظر کر کے آہستہ روی اختیار کر۔ بیشک اگر میں تیری ملاقات (تجھ سے جنگ کرنے) کا ارادہ کروں تو پروردگار عالم نے مجھے تجھ سے انتقام لینے پر مبعوث کیا ہے۔ اور اگر تو میری ملاقات کا قصد کرے تو یہ امر بالکل اس کی مثال ہے جیسا کہ قبیلۂ بنی اسد کے بھائی نے کہا ہے کہ "یہ لوگ (بنی اسد) گرمی کی گرم ہواؤں کی طرف رخ کر رہے ہیں جو گڑھوں اور سنگین پہاڑوں کے درمیان ان پر سنگریزوں کی بوچھاڑ کر رہی ہے"۔ اے معاویہ خوب جان لے کہ میرے پاس وہی تلوار ہے کہ مقام احد (بدر) میں تیرے جد (ربیعہ) تیرے خالو (عتبہ) اور تیرے بھائی (حنظلہ) کو جس کا مزہ میں نے چکھا دیا ہے۔

قسم خدا کی میں جو کچھ جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ تیرے دل پر غلاف چڑھا ہوا ہے اور تیری عقل کے دل پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اور یہ قول نہایت ہی مناسب ہے کہ تو خلافت کی سیڑھی پر چڑھ گیا ہے جو تجھے بدحالیوں کے مطلع پر ظاہر کرے گی۔ اس (خلافت) میں تجھے کچھ بھی نفع نہیں کیونکہ تو نے ایک ایسے امر کو طلب کیا ہے جس کا تو ہرگز ہرگز اہل نہیں۔ نہ تو اس کے معدن میں ہے۔ پس اب تیرا قول تیرے فعل سے کس قدر بعید ہے اور اپنے چچاؤں اور خالوؤں کی شباہت سے کس قدر قریب ہے جنہیں شقاوت اور آرزوئے باطل نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کے انکار پر بار کر دیا لہذا وہ ان کی قتل گاہوں میں ایسے مقام پر ڈال دیئے گئے جسے تو خوب جانتا ہے تو قاتلان عثمان کے بارے میں بہت اصرار کر رہا ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ پہلے تو بیعت کر جیسا کہ تمام لوگوں نے بیعت کی ہے۔ پھر اس گروہ کو محاکمہ کے لئے میرے پاس لا تاکہ انہیں اور تجھے حکم کتاب خدا پر حمل کروں لیکن وہ فریب جس کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ایسا ہی فریب ہے جیسے کہ بچے کو پہلے پہل دودھ چھڑاتے وقت فریب دیا کرتے ہیں۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

معاویہ نے ایک خط لکھ کر استدعا کی کہ آپ اپنے بعد مجھے ولیعہد کر لیجئے۔ اس کے جواب میں حضرت نے یہ تحریر فرمایا نزدیک ہے کہ تو امورات کا مشاہدہ کر کے ایک گہری نظر سے نفع حاصل کرے (قریب ہے کہ مشاہدۂ امورات سے تجھے میری خلافت کی حقیقت کا علم ہو جائے) بیشک تو نے اپنے باطل دعووں میں اپنے اسلاف کی رفتار اختیار کی ہے۔ انہیں کی طرح فریب اور دروغ میں داخل

ہو رہا ہے۔ حق سے فرار کرتے ہوئے۔ اس چیز کا انکار کرتے ہوئے جو تیرے گوشت اور خون سے زیادہ تجھ سے چسپاں ہے، جسے تیرے کانوں نے سنتا ہے، جس سے تیرا سینہ بھرا ہوا ہے (جو نص خلافت حقہ ہے) اس شے کا اپنے لئے بندوبست کر رہا ہے جو تیرے حوصلے سے زیادہ ہے۔ اور اس شے کو لئے جا رہا ہے جو تیرے غیر کے واسطے جمع کی گئی ہے۔ پھر اب یقین، حق کے بعد گمراہی اور بیان کے بعد تلبیس کے سوا اور کیا چیز ہے (اس یقین اور بیان کے حاصل کرنے کے بعد بھی جو تو حیلے والوں سے کام لے رہا ہے تو اسے گمراہی اور تلبیس کے سوا اور کچھ نہیں جان سکتا) پس اب تو شبہہ سے پرہیز کر اور اس شبہہ کے اپنی تلبیسات پر مشتمل ہو جانے سے حذر کرتا رہ۔ کیونکہ فتنہ و فساد نے عرصہ سے اپنے لباس کو لٹکا دیا ہے (وہ مدت سے ظاہر ہو گیا ہے) اور اس کی تاریکیوں نے آنکھوں کو ڈھانک لیا ہے۔ مجھے تیرا خط پہنچا، جس میں تیری مختلف تقریریں درج ہیں۔ جن سے صلح کی امید نہیں پڑتی اور ایسے ایسے فسانے تحریر ہیں جن سے ذرا بھی تیرا علم و حلم ظاہر نہیں ہوتا۔ تو نے ان اقوال کی بدولت ایسے شخص کی مانند صبح کی ہے جو زمین نرم بے ثبات (دلدل) میں اترتا چلا جا رہا ہو۔ اور تہہ خانے تاریک کے نیچے جا کر مخبوط الحواس ہو گیا ہو۔ اور پھر تو نے ایسے منظروں پر ترقی کی ہے جو دور از مقصود ہیں، بعید الاعلام ہیں۔ عقاب بلند پرواز کی پرواز بھی وہاں تک رسائی حاصل کرنے سے کوتاہ ہے اور ایسے منظر ہیں جو ستارہ عیوق کے برابر واقع ہوتے ہیں:

معاذ اللہ کہ تو میرے بعد مسلمانوں کا حاکم ہو۔ یا میں تیرے لئے کسی مسلمان پر عہد و پیمان (بیعت) جاری کروں۔ پس اس وقت تو اپنے نفس کا تدارک کر، اسے نگاہ میں رکھ۔ اگر تو نے اس میں تقصیر کی اور بندگان خدا تیرے مقابلے پر اٹھ کھڑے ہوئے تو کشائش امور کے دروازے تجھ پر بند ہو جائیں گے اور تو اس امر (بیعت) سے منع کر دیا جائے گا۔ جو آج کے دن تجھ سے قبول کیا جا رہا ہے (پھر تیری بیعت و اطاعت پر نظر نہ کی جائے گی) والسلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

قثم ابن عباس کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے جو آپ کی طرف سے مکہ کے حاکم تھے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ ادائے حج کو لوگوں کے لیے قائم رکھ، اور انہیں خدا کے انعام و عذاب کے دنوں کی یاد دلاتا رہ۔ صبح و شام ان کی ہدایت کے واسطے اجلاس کر۔ طالبان فتویٰ کو فتویٰ دے نادان کو تعلیم کر عالم کے ساتھ مذاکرہ کر۔ لوگوں کی طرف جانے کے لئے تیرا قاصد تیری زبان ہو۔ اپنے نفس کے سوا کسی کو دربان نہ مقرر کر۔ کسی صاحب حاجت کو اس حاجت کے سبب سے اپنی ملاقات

سے محروم نہ کر۔ کیونکہ اگر ابتدا ہی میں وہ سائل تیرے دروازوں سے نکال دیا گیا پھر اگر تو اس کی حاجت پوری بھی کر دے گا تو بھی تجھے نیکی کے ساتھ یاد نہیں کیا جائے گا۔
خدا کا مال جو تیرے پاس جمع ہوا ہے اس پر نظر کر۔ صاحبان عیال اور بھوکے لوگ جو تیرے سامنے موجود ہیں اس مال کو ان پر تقسیم کر دے۔ اس مال کو فقر و احتیاج کے مقامات میں پہنچا۔ اور جو کچھ اس مصرف سے زیادہ ہوا سے ہمارے پاس بھیجدے تاکہ اس مال کو ہم ان لوگوں پر تقسیم کر دیں جو ہماری نگاہوں میں موجود ہیں۔ اور اہل مکہ کو حکم دیدے کہ وہ مکہ میں رہنے والوں سے کسی قسم کا محصول یا اجرت نہ لیں۔ کیونکہ حسب فرمان خداوند جلیل مکہ میں عاکف و بادی برابر ہیں (عاکف سے مراد وہ ہیں جو یہیں کے رہنے والے ہوں اور بادی وہ لوگ ہیں جو یہاں رہنے کا قصد کریں، اور یہیں کے قدیمی باشندے نہ ہوں) خداوند عالم ہمیں اور تمہیں اپنی محبتوں کی توفیق دے والسلام

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

اپنی خلافت سے پہلے حضرت نے یہ خط سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ بیشک دنیا کی مثال اس سانپ کی سی ہے جو ہاتھ لگانے سے تو نہایت ہی نرم اور نازک معلوم ہو مگر اس کا زہر بالکل قاتل ہو۔ پس آسائش دنیوی کی قلت کے سبب سے وہ چیز جو تجھے خوش گوار معلوم ہوتی ہے اس سے روگردانی کر۔ آلام دنیوی کو اپنے نفس سے دور کر دے کیونکہ تو نے اس کے فراق کا یقین کر لیا ہے اس دنیا سے مانوس ہونے کے بدلے اس سے حذر کر تا رہ کیونکہ صاحب دنیا جس وقت کہ عیش و سرور میں پڑ کر مطمئن ہو گیا، اسی وقت دنیا نے اسے محذورات و مکروہات میں مبتلا کر دیا۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

حارث ہمدانی کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے۔ قرآن کی حبل المتین سے تمسک کر اس سے نصیحت حاصل کر۔ اس کے حلال کو حلال کر اور اس کے حرام کو حرام جو حق (انبیا) گذر گئے ہیں ان کی تصدیق کر۔ دنیا کا حصہ جو کچھ گذر گیا ہے اس سے عبرت حاصل کر۔ اس کے باقی رہنے والے حصہ کو بھی ویسا ہی سمجھ، کیونکہ اس دنیا کے حصے آپس میں مشابہت رکھتے ہیں۔ اس کا آخری حصہ اول حصے سے لاحق ہونے والا ہے۔ یہ تمام دنیا متغیر ہونے والی اور مفارقت کرنے والی ہے خدا کے نام کو اس بات سے بہت بزرگ سمجھ کہ تو اس کا ہر ایک قسم میں ذکر کیا کرے (ہمیشہ خدا کی قسم کھایا کرے) ہاں اگر وہ قسم راست اور حق ہو تو مضائقہ نہیں ہوت اور جو کچھ موت کے بعد واقع ہونے والا ہے اسے اکثر یاد کیا کر۔ شرط محکم کے بغیر موت کی تمنا نہ کر (اور شرط محکم عبادت خداوندی ہے) اور ہر

ایک اس عمل سے حذر کر جس کا صاحب اس سے راضی ہو اور عام لوگوں کے لئے اسے پسند نہ کرے (اپنے ہی نفس کے واسطے اسے جائز سمجھے) ہر ایک اس عمل سے پرہیز کر جسے پوشیدہ طور پر بجا لایا جائے۔ اور علانیہ طریقے پر اس سے حیا کی جائے۔ ہر ایک اس عمل سے خوف کرتا رہ کہ جب اس کے صاحب سے اس عمل کی بابت سوال کیا جائے تو وہ یا تو انکار کرے یا کوئی نہ کوئی عذر پیش کرے۔ اپنی گفتار کو اقوال مردم کے تیروں کا نشانہ نہ بنا۔ اور ہر ایک وہ بات جو تو نے سُنی ہے اُسے لوگوں سے بیان نہ کر۔ کیونکہ یہ امر تجھے جھوٹ سے بچاتے گا۔ ہر ایک بات کی جو لوگ تجھ سے بیان کریں تردید نہ کر۔ کیونکہ یہ امر تجھے جہالت سے محفوظ رکھے گا۔ غصہ کو ضبط کر۔ غیظ و غضب کے وقت حلم اور بردباری سے کام لے۔ جب تجھے انتقام لینے پر قدرت حاصل ہو تو گناہ سے درگذر کر۔ اس دولت سے آنکھ بند کرلے جو آخرکار تیرے ہی واسطے ہے (تیری ارث ہے) شکرگذاری کے ساتھ ہر ایک نعمت کی جو خداوند عالم نے ازروئے انعام تجھ پر نازل فرمائی ہے اصلاح کرے۔ اور کفران نعمت کے سبب سے ان نعمت ہائے خداوندی کو جو تیرے پاس موجود ہیں ضائع نہ کر۔ اور سزاوار ہے کہ تجھ سے یہ امر ظاہر ہو کہ تو انعام الہٰی کو اچھے مصرف میں صرف کر رہا ہے اور خوب جان لے کہ مومنین میں افضل وہی ہے جو اپنے نفس اور مال کی جانب سے (ازروئے عبادت و انفاق) آخرت کی طرف توشہ بھیج رہا ہے۔ حقیقتہً جو اعمال خیر تو نے آخرت کے لئے روانہ کئے ہیں وہ باقی رہیں گے اور آخرت میں ان کا ذخیرہ باقی رہے گا۔ اور مال دنیا میں سے جو کچھ تو نے پس انداز کیا ہے اس کی بہتری و بہبودی تیرے غیر (وارث) کے لئے ہوگی (پھر تجھے اس سے کیا فائدہ) ہر ایک سست اعتقاد اور بدکردار کی مصاحبت سے پرہیز کر۔ کیونکہ انسان اپنے مصاحب کے ساتھ آزمایا جاتا ہے (اگر مصاحب اچھا ہوگا تو اسے بھی نیک سمجھیں گے اور اگر برا ہے تو اسے بھی برا خیال کریں گے) بڑے بڑے شہروں میں سکونت اختیار کر کیونکہ یہ شہر مسلمانوں کی جمعیت کے محل ہیں۔ ان منزلوں سے حذر کرتا رہ جہاں خدا کی یاد سے غافل رہنا پڑتا ہے۔ جہاں جور و جفا کی جھلک ہے۔ جہاں خدا کی اطاعت پر مدد کرنے والے بہت قلیل ہیں۔ اپنی رائے اور تدبیر اسی کام کے لئے وقف کر دے جو بڑا ضروری کام ہے۔ بازاری نشست گاہوں میں بیٹھنے سے پرہیز کر۔ کیونکہ نشست گاہیں شیطان کے حاضر ہونے اور ظہور فتنہ و فسادات کے مقام ہیں۔ اس شخص کے حالات کا کثرت کے ساتھ ملاحظہ کرتا رہ جس سے تو مال و منال میں بڑھا ہوا ہے کیونکہ اپنے سے پست حال لوگوں کا مشاہدہ کرنا شکر کرنے کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ جمعہ کے دن سفر نہ کر جب تک کہ تو نماز جمعہ میں حاضر نہ ہو جائے۔ مگر یہ کہ جہاد راہ خدا میں باہر گیا ہوا ہو۔ یا کسی ایسے کام کے لئے جانا مد نظر ہو جس میں تو بالکل معذور ہو۔ اپنے

تمام امورات میں خدا کی اطاعت کر، کیونکہ خدا کی اطاعت اپنے ہر ایک غیر سے افضل ہے۔ عبادت کرنے میں اپنے نفس کو فریب دے (ہر طرح کے وعدہ و وعید سے اسے خواہشات سے باز رکھتے ہوئے عبادت خدا کی طرف لا) اس کے ساتھ خاطر و مدارات سے پیش آ (عبادت الٰہی میں اسے حد سے زیادہ تکلیف نہ دے) اسے تکالیف شاقہ کے سبب سے مقہور نہ کر۔ اسے معاف اور خوش وقت کرتا رہ۔ مگر وہ واجبات جو تجھ پر واجب کر دیئے گئے ہیں جن کا ادا کرنا تجھ پر فرض ہے۔ ان کے ادا کرنے میں نفس کی خوشی اور معافی کو مد نظر نہ رکھ۔ اس کی حفاظت کرتا رہ اور خبردار رہ۔ مبادا موت تجھ پر نازل ہو جائے اور تو طلب دنیا کے سبب سے اپنے پروردگار کی رحمت سے بھاگ رہا ہو۔ فاسقوں کی مصاحبت سے پرہیز کر کیونکہ شرارت شرارت کے ساتھ ملحق ہے (خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدلتا ہے) خداوند عالم کی تعظیم و توقیر کر۔ اس کے دوستوں کو دوست رکھ۔ غیظ و غضب سے حذر کر۔ کیونکہ یہ شیطانی لشکروں میں سے ایک عظیم الشان لشکر ہے۔ والسلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

سہل ابن حنیف انصاری جو آپ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا، اسے آپ نے یہ نامہ اہل مدینہ کے اس گروہ کے بارے میں تحریر فرمایا ہے، جو معاویہ کی سپاہ سے جا ملے تھے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو مجھے خبر ملی ہے کہ چند نفر تیرے پاس سے معاویہ کے لشکر میں چلے گئے ہیں۔ اب تو اس پر کوئی تاسف نہ کر کہ ان کی تعداد فوت ہو گئی اور ان کی امداد و کمک میرے پاس سے جاتی رہی کیونکہ ان کا چلا جانا ہی ان کی گمراہی کے لئے کافی ہے۔ ان کی شرارتوں سے خلاصی تیرے واسطے یہی ہے کہ وہ راہ راست و حق سے فرار کر گئے۔ اور نادانی و بے بصیرتی کی طرف نہایت سرعت سے روانہ ہو گئے۔ یہ لوگ اہل دنیا ہیں۔ و دنیا کی ہی طرف رخ کرتے ہیں۔ دنیا کی ہی طرف دوڑ رہے ہیں، حالانکہ حق کو پہچان لیا تھا، اسے دیکھ لیا تھا۔ اسے سن لیا تھا، حفظ کر لیا تھا۔ اور خوب جان لیا تھا کہ لوگ امر حق میں ہمارے نزدیک مساوی اور برابر ہیں۔ لہذا بھاگ نکلے اور سمجھ لیا تھا کہ ہمیں وہاں دوسرے سے زیادہ بخشش و عطا میں حصہ نصیب ہو گا۔ خدا کرے یہ ثواب سے دور رہیں۔ یہ عذاب کی طرف ہنکائے جائیں۔ خدا کی قسم یہ لوگ کسی جور و ستم سے کوچ کر کے کسی عدل و انصاف سے ملحق نہیں ہوئے اور ہم امر امامت اور خلافت میں امید رکھتے ہیں کہ خداوند عالم اس کی دشواریوں کو ہم پر آسان کر دیگا اس کے کوہستان کو ہمارے لئے ہموار فرما دے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ والسلام علیک۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

منذر ابن جارود کے پاس حضرت نے کچھ اشیا امانت رکھی تھیں۔ اس نے خیانت کی تو

حضرت نے یہ فرمان اسے رقم فرمایا. حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ تیرے باپ کی صلاح اور سداد نے مجھے تیری طرف سے فریب دیا. اور میں نے گمان کر لیا کہ تو اسی کے طریقے کی متابعت کرے گا، اور اسی کے رستے پر چلے گا. ناگاہ تو خیانت کا مرتکب ہوا اور اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کو ترک نہیں کرتا اپنی آخرت کے لئے کوئی توشہ راہ باقی نہیں رکھتا. اپنی آخرت کو خراب کر کے اپنی دنیا کو آباد کر رہا ہے اپنے دین کو قطع کر کے اپنے اقربا کے ساتھ صلۂ رحمی بجا لا رہا ہے. یہ خبر جو تیری طرف سے مجھے پہنچی ہے اگر سچ ہے تو بیشک تیرے اہل کا شتر اور تیری جوتی کا تسمہ تجھ سے بہتر ہے (بہائم و جمادات بھی تجھ سے بہتر ہیں) اور جو شخص بھی تیری صفت کا ہو ہرگز سزاوار نہیں ہے کہ اس کے ساتھ کسی دشمن کا رخنہ بند کیا جائے. یا اس کے سبب سے کوئی حکم جاری کیا جائے، یا اس کا مرتبہ بلند کیا جائے. یا اسے کسی امانت میں شریک کیا جائے، یا اسے خیانت سے بچایا جائے (وہ ان امور کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا) جب تیرے پاس میرا یہ خط پہنچے تو فوراً میرے پاس چلا آ. انشاء اللہ تعالےٰ.

مولف کتاب فرماتے ہیں کہ یہ منذر ابن جارود وہ شخص ہے جس کی مذمت میں حضرت نے فرمایا ہے کہ وہ دائیں بائیں بہت کثرت کے ساتھ دیکھنے والا ہے. یعنی ناز و انداز کے سبب سے کبھی اپنے دائیں طرف دیکھتا ہے کبھی بائیں طرف. اپنے لباس فاخرہ کو پہن کر فخر کرتا ہے. اپنے جوتے کے تسموں پر گرد نہیں پڑنے دیتا. نہایت ہی تکبر کے ساتھ چہل قدمی کرتا ہے.

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

عبد اللہ ابن عباس کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے. حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ تو اپنی اجل پر سبقت کرنے والا نہیں (وقت مقررہ سے پہلے تو مر نہیں سکتا) نہ وہ چیز تجھے روزی دی گئی ہے جو تیرے واسطے مقدر نہیں، اور خوب جان لے کہ زمانہ کے دو دن ہیں ایک دن تیرے نفع کے لئے ہے دوسرا مضرت اور نقصان کے واسطے. یہ دنیا انتقال کا گھر ہے جو چیز اس دنیا سے تیرے نفع کیلئے

ہے. دوسرا مضرت اور نقصان کے واسطے. یہ دنیا انتقال کا گھر ہے جو چیز اس دنیا سے تیرے نفع کے لئے پہنچتی ہے وہ تیرے ضعف کی حالت میں پہنچ کر رہے گی (تو اس کے حاصل کرنے میں کتنا ہی ضعف اور سستی سے کام لے گر وہ برابر پہنچے گی) اور جو چیز تجھے نقصان دینے والی ہے، تو اپنی قوت و قدرت سے اسے دفع نہیں کر سکتا (تو اس کے دور کر دینے پر قادر نہیں)

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

معاویہ ابن ابی سفیان کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ میں

تیرے خطوط کا جواب دیتے دیتے تیری تحریروں کو سنتے سنتے پریشان ہو گیا ہوں۔ اور البتہ سزاوار ہے کہ میں تیرے بارے میں اپنے اعتقاد کو ضعیف کروں۔ اور تیری شان میں اپنی عقل و فہم کو خاطی سمجھوں۔ باوجودیکہ میرا یہ اعتقاد ہے کہ تو اپنے جہل پر باقی رہے گا۔ نصیحتیں تجھے نفع نہ بخشیں گی اور پھر بھی میں تجھے برابر خط لکھ کر نصیحت کر رہا ہوں تو گویا میں اپنی عقل و اعتقاد کو فاسد اور خاطی سمجھ رہا ہوں۔ مگر نہیں میرا اعتقاد و یقین نظر بعلم امامت عین الیقین ہے اور فقط اتمام حجت کے لئے میں تجھ سے اس طرح پیش آرہا ہوں) اور تو جس وقت کہ امورات مختلفہ کو مجھ پر محول کر کے نوشتہ جات میرے پاس بھیجتا ہے تو اس وقت تیری مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو گہری نیند میں گرفتار ہو کر جھوٹے اور پریشان خواب دیکھ رہا ہو۔ یا وہ حیرت زدہ کھڑا ہونے والا جس کے قیام نے اسے حیرتوں میں چھوڑ دیا ہو۔ اسے نہ معلوم ہو کہ آگے آنے والا آیا اسے نفع پہنچائے گا۔ یا نقصان۔ حالانکہ تو وہ شخص ہے کہ کسی شخص سے تجھے مشابہت نہیں دی جا سکتی (ان مکاریوں اور گمراہیوں میں تو آپ ہی اپنی مثال ہے)

میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر بعض مخصوں کے باقی رہنے کی خواہش نہ ہوتی تو میری طرف سے ایک کوفتہ کرنے والی جنگ تیری طرف پہنچتی جو تیری ہڈیوں کو کوٹ کر رکھ دیتی۔ تیرے گوشت کو لاغر کر دیتی۔ تو خوب جان لے کہ شیطان نے تجھے اس امر سے برگشتہ کر دیا ہے کہ تو اپنے بہترین امور کی طرف رجوع کرے۔ اور ناصح کی بات کو توجہ کے کان سے سنے۔ والسلام۔

نوشتہ جناب امیر علیہ السّلام

یہ وہ عہدنامہ ہے جو اہل یمن اور بنی ربیعہ کے درمیان حضرت کے ہاتھ سے تحریر ہوا تھا اور ہشام ابن کلبی کے خط سے نقل کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ عہد نامہ ہے جس پر اہل یمن اور بنی ربیعہ کے حاضرین جو شہر میں موجود ہیں اور غائبین جو صحرا میں مقیم ہوئے ہیں۔ اور عہد اس بات پر ہے کہ یہ لوگ کتاب اللہ پر قائم رہیں گے لوگوں کو اس کی طرف بلائیں گے۔ اسی کے ساتھ حکم کریں گے۔ جو شخص اس (کتاب اللہ) کی طرف بلائے گا اس کے ساتھ حکم دے گا اس کی آواز کو قبول کریں گے۔ کسی قیمت پر اسے فروخت نہ کریں گے (مال دنیوی کے لالچ میں اس سے تجاوز نہ کریں گے) اس کی تبدیلی پر راضی نہ ہوں گے اور یہ بھی عہد ہے کہ اس شخص کو دور کرنے کے لئے جو کتاب اللہ کی مخالفت کرے گا اسے ترک کرے گا۔ آپس کی متفقہ قوت سے کام لیں گے۔ دقت پر ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ انکی

دعوت متحد ہے۔ کسی عتاب کرنے والے کے عتاب اور کسی غضب کرنے والے کے غضب کسی جماعت کی دوسری جماعت کو ذلیل کرنے کسی گروہ کے دوسرے گروہ کو گالی دینے کے سبب سے اپنے اس عہد کو نہ توڑیں گے ان دونوں گروہوں (اہل یمن و بنی ربیعہ) کے حاضر و غائب، عالم و جاہل اس عہد پر متفق ہو گئے ہیں، اور اسی عہد کے سبب سے خداوند تعالےٰ کا عہد و میثاق بھی ان پر واجب ہو گیا ہے۔ اور بیشک عہد خداوندی کے بارے میں ضرور باز پرس ہو گی۔ اس عہد کو علی ابن ابیطالب نے تحریر کیا ہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

جب اول ہی اول آپ سے بیعت کی گئی۔ تو آپ نے مدینہ سے معاویہ کو یہ خط لکھا، جس کا ذکر واقدی نے کتاب الجمل میں کیا ہے۔

خدا کے بندے علیؑ امیر المومنین کی طرف سے معاویہ ابن ابوسفیان کو یہ خط لکھا جاتا ہے، حمد و نعت کے بعد معلوم ہو، تم نے خوب جان لیا ہے کہ میں نے تمہارے بارے میں کیوں تساہل سے کام لیا اور کس لئے تم سے اعراض کرتا رہا تمہیں اپنی بیعت کی تکلیف نہ دی۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ اعوان و انصار کی قلت تھی، اور ہر گز ہر گز مصلحت کا یہ اقتضا نہ تھا کہ میں تن تنہا اپنی بیعت کا اشتہار دوں) حتیٰ کہ وہ چیز ظاہر ہو گئی جس سے چارہ ہی نہیں جسے کوئی دفع ہی نہیں کر سکتا (عثمان قتل کر دیا گیا) جس کا قصہ طویل ہے۔ کلام کو بہت گنجائش ہے، مگر بات یہ ہے کہ جو گزر گیا، گزر گیا، اور جو سامنے آیا وہ آیا۔ اب تو ان شخصوں سے پہلے جو تیرے سامنے موجود ہیں، میری بیعت کر اور اپنے مصاحبین کا گروہ ساتھ لے کر میرے پاس چلا آ۔ والسّلام۔

وصیت جناب امیر علیہ السّلام

عبداللہ ابن عباس کو جب بصرے کا حاکم کیا تو یہ وصیت فرمائی۔ لوگوں کو اپنے سامنے آنے، اپنی مجلس میں بیٹھنے کی وسعت دے۔ انہیں تکالیف شاقہ کا متحمل نہ بنا غیظ و غضب سے حذر کر۔ کیونکہ یہ اپنی مضرت کے لئے ایک فال بد اور شیطان کی شرارت ہے، اور خوب جان لے کہ جو کام تجھے خدا سے نزدیک کرتا ہے، آتش جہنم سے دور کرتا ہے، اور جو کام خدا سے دور کرتا ہے آتش جہنم سے قریب کرتا ہے۔

وصیت جناب امیر علیہ السّلام

عبداللہ ابن عباس کو جب خوارج سے بحث کرنے کے لئے بھیجا تو یہ وصیت فرمائی" ان سے

قرآن کے ساتھ مباحثہ نہ کرنا کیونکہ قرآن توجیہات و تاویلات کثیرہ کا اٹھانے والا ہے، تو کسی احتمال کو پیش کرے گا، وہ کسی احتمال کو پیش کریں گے، لیکن ان سے حدیث پیغمبر کے ساتھ بحث کرنا (انہیں یہ حدیث یاد دلانا کہ علیؑ سے جنگ کرنا مجھ سے جنگ کرنا ہے و نیز دیگر احادیث کا ذکر کرنا) کیونکہ انہیں احادیث پیغمبر کی طرف سے کبھی خلاصی نصیب نہ ہوگی۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

ابو موسیٰ اشعری نے حضرت کو اس مقام سے ایک خط لکھا جہاں حضرت علی علیہ السّلام اور معاویہ کے درمیان فیصلہ کرنے کا اقرار تھا۔ حضرت نے اس خط کا جواب رقم فرمایا جسے سعید بن یحییٰ اموی نے اپنی کتاب مغازی میں درج کیا ہے۔

بیشک لوگوں میں بہت سے لوگ اپنے حصہ آخرت سے بے بہرہ ہو گئے، دنیا کی طرف میل کیا۔ اپنی خواہش نفسانی کے ساتھ باتیں کرنے لگے۔ میں اس کار خلافت کی وجہ سے عجیب منزل میں اترا ہوں جس میں ایک ایسی جماعت نے اجتماع کیا ہے جسے ان کے نفسوں نے تکبر و غرور میں پھنسا رکھا ہے (میرے اور معاویہ کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے حکم مقرر کر رہے ہیں افسوس) بے شک ان کے سبب سے اس قرحہ کا معالجہ کرتا ہوں جس کا مجھے خوف ہے کہ وہ اپنی حالت اصلی پر عود نہ کر جائے۔ تو خوب جان لے کہ کوئی شخص امت محمدی کو جمع کرنے۔ ان کی محبتوں کے قائم رکھنے پر مجھ سے زیادہ حریص نہیں۔ کیونکہ اس حرص کے سبب سے حسن ثواب اور بزرگی انجام کی امید رکھتا ہوں۔ عنقریب میں وعدے کو وفا کروں گا جسے میں نے اپنے نفس پر واجب کر لیا ہے۔ اگرچہ تو نیکی سے برگشتہ ہو گیا، مجھ سے مفارقت کر کے اس حالت کی طرف جا رہا۔ بیشک اس سے زیادہ شقی اور بدبخت کون ہوگا جو خدا کی عطا کی ہوئی عقل و تجربہ کی منفعت سے محروم رہے۔ میں اس بات سے بہت خشمناک ہوتا ہوں کہ کوئی کہنے والا قول باطل کو زبان پر جاری کرے اور اس بات سے کہ میں کسی ایسے امر کو فاسد کر دوں جسے خداوند عالم نے باصلاح و خیر مقرر کیا ہے۔ اب تو ان احکام کو ترک کر دے جنہیں نہیں جانتا، کیونکہ بدکار لوگ اقوال بد کو تیری طرف اڑائیں گے والسلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

جس وقت آپ خلیفہ مقرر ہوئے، اس وقت تمام فوج کے افسروں کو یہ فرمان بھیجا۔ بیشک تم سے پہلے شخصوں کو اسی بات نے ہلاک کیا ہے کہ انہوں نے حق کو لوگوں سے روکا۔ اور لوگوں نے رشوت دیکر انہیں احقاق حق پر کمربستہ کیا۔ لوگوں کو باطل کے ساتھ پکڑا۔ انہیں طریقہ باطل پر قائم کیا۔ اور لوگوں نے اس باطل کی پیروی کی۔

ملفوظات امیرؑ

کتاب نہج البلاغت کے اختتام پر سید رضی اعلی اللہ مقامہ نے حضرت امیر المومنین کے چھوٹے چھوٹے نصیحت اور حکمت آمیز جملے، سوالوں کے مختصر مختصر جواب جمع کر دیتے ہیں جو یقیناً ناظرین کے لئے ایک اعلیٰ سبق ثابت ہوں گے۔

فتنہ و فساد (خلفائے جور) کے زمانے میں دو سالہ بچہ شتر کی مانند رہو جس میں نہ تو اتنی قوت ہوتی ہے کہ اس پر سواری کی جائے، نہ پستان ہوتے ہیں جن سے دودھ دوہ لیا جائے۔ (اپنے نفس اور مال سے ارباب جور و ستم کی اعانت نہ کر) جس شخص نے طمع کو اپنا وطیرہ بنا لیا اس نے اپنے نفس کو ذلیل و خوار کر دیا۔ جس شخص نے کسی کے سامنے اپنی احتیاج ظاہر کی، ہاتھ پھیلایا وہ اپنی ذلت و خواری پر خوشنود ہوا۔ جس شخص نے اپنی زبان کو اپنے نفس پر مسلط کر دیا اس کے نفس نے اس کی اہانت کی۔ بخل ایک ننگ و عار ہے اور بزدلی ایک نقص۔ مرد عقلمند کو مطالب کے وقت حجت و دلیل بیان کرنے سے احتیاج گونگا کر دیتی ہے۔ فقیر اپنے شہر میں بھی غریب مسافر کی مانند ہے (کوئی اس کا دوست نہیں ہوتا) اکتساب علم و ہنر سے باز رہنا ایک مرض ہے صبر شجاعت ہے۔ زہد اور تقویٰ ثروت ہے۔ پرہیزگاری ایک سپر ہے۔ بہترین مصاحبین کیا ہے؟ قضائے الٰہی پر راضی رہنا۔ علم وہ مال موروث ہے۔ وہ نہایت ہی بزرگ ہے۔ آداب و اخلاق نو بنو زیور ہیں۔ فکر ایک صاف شفاف آئینہ ہے۔ عقلمند کا سینہ اس کے بھید کا صندوق ہے۔ بشاشت اور خوش رو رہنا دوستی کا جال ہے (جس طرح کہ جال میں پرندے پھنس جاتے ہیں اسی طرح بشاشت و خوش روئی سے دوستوں کے دل کا شکار کیا جاتا ہے) لوگوں کی مشقتوں کی برداشت کرنا، ان کے واسطے تکلیفیں سہنا۔ قبر عیب و نقص ہے (جس طرح قبر مردے کی بدحالیوں کو چھپائے رکھتی ہے اسی طرح جب کوئی لوگوں کی خاطر تکلیفیں اٹھائے گا۔ ان کی مقصد براری میں سعی کرے گا اس کے عیب بھی پوشیدہ رہیں گے کوئی ان کے اظہار کی جرأت نہ کریگا ایک روایت میں دیکھا گیا ہے کہ مندرجہ بالا معنی کو حضرت نے بایں عبارت ذیل بھی فرمایا ہے

لوگوں کے ساتھ صلح رکھنا عیوب کا خیمہ ہے (جس طرح خیمہ اپنے مالک کو چھپائے رکھتا ہے اسی طرح صلح کرنے والے کی صلح اس کے عیوب کو پوشیدہ رکھتی ہے) جو شخص اپنے نفس سے راضی ہو گیا اس پر غضب ناک ہونے والے بہت ہیں (کیونکہ ایسا شخص ضرور اپنے قبائح کو دوسروں کے فضائل پر ترجیح دے گا۔ اور یہی امر لوگوں کے غیظ و غضب کا باعث ہے) صدقہ دینا ایک نہایت ہی نفع بخش دوا ہے۔ بندوں کے اعمال جو یہ اپنی دنیا میں بجا لا رہے ہیں۔ بروز قیامت ان کی نگاہوں کے سامنے موجود ہیں۔ اس انسان پر تعجب کرو جو آنکھوں کی چربی سے دیکھتا ہے۔ زبان کے گوشت سے کلام کرتا ہے، کانوں کی ہڈیوں سے سنتا ہے اور ناک کے سوراخ سے سانس لیتا ہے۔ دنیا جب کسی شخص کی طرف رخ کرتی ہے تو اس کے غیر کی نیکیوں کو اسے عاریتاً بخش دیتی ہے (وہ نیکیاں جو فی الحقیقت موجود نہیں اس میں نظر آنے لگتی ہیں مثلاً جاہل ہے اور ہے مالدار تو عالم ہی دکھائی دیگا۔ لوگ عالم ہی کہیں گے۔ بخیل ہے۔ مگر سخی ہی کہلائے گا وقس علی ہذا) اور جس شخص سے یہ دنیا رُخ پھیراتی ہے تو اس کی ان نیکیوں کو بھی برباد کر دیتی ہے جو واقعی اس میں موجود ہیں (عالم ہو مگر پھٹے حالوں سے ہو سو جاہلوں کا ایک جاہل ہے) تم لوگوں کے ساتھ اس طرح کا طرز معاشرت اختیار کرو کہ اگر تم مر جاؤ تو لوگ (اس حسن معاشرت کو یاد کر کے) تم پر آنسو بہائیں۔ اور اگر زندہ رہو تو تم سے میل جول کا اشتیاق رکھیں جس وقت تو دشمن سے انتقام لینے پر قادر ہو جائے تو اسے اسی امر کے شکریہ میں معاف کر دے کہ تجھے اس سے انتقام لینے کی قدرت حاصل ہو گئی۔

جب نعمتوں کے گوشے تم سے مل جائیں تو ناشکرے بن کر منتہائے نعمت کو دور نہ کرو (جب تھوڑی سی نعمت تمہیں حاصل ہو تو انتہا سے زیادہ شکر کرو، تاکہ نعمتیں کامل ہو جائیں کیونکہ شکر نعمت کو زیادہ کرتا ہے) جس شخص کی نصرت و مدد سے اس کے عزیز و اقربا نے ہاتھ اٹھایا اس کی اعانت کے لئے وہ لوگ معین کئے گئے ہیں جو (بلحاظ رشتہ) اس سے بہت دور ہیں۔ ہر ایک بلاؤں میں مبتلا ہو جانے والا عقوبت رسیدہ نہیں (یہ بات نہیں کہ ہر ایک بلا کسی گناہ کی پاداش میں واقع ہو، شاید زیادتی ثواب کے لئے نازل ہوتی ہو) امورات و احکام قضا و قدر کے تابع رہتے ہیں حتیٰ کہ تدابیر میں موت واقع ہو جائے۔

جناب رسول خدا کی ایک حدیث ہے کہ "بڑھاپے کی علامت (ریش سفید) کو متغیر کرو (خضاب کرو) اور یہود کے مشابہ نہ ہو جاؤ" اس حدیث کے معنی جناب امیر علیہ السلام سے دریافت کئے گئے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے یہ فرمان اس وقت نافذ فرمایا تھا جبکہ اہل اسلام نہایت قلیل تھے اور اب تو اسلام کا کمر بند وسیع ہے۔ اس نے اپنے سینے کو زمین

پرٹیک دیا ہے بالکل ثابت اور قائم ہے۔ اب ہر ایک با اختیار اور اپنے ارادے کا مالک ہے (خواہ خضاب کرے خواہ نہ کرے) کیونکہ اوائل اسلام میں مسلمانوں کی جماعت بہت تھوڑی تھی اور ان میں سے جو سفید ڈاڑھیوں والے تھے وہ نوجوانان کفار سے جہاد کرتے ہوئے ہچکچاتے تھے اور بدمقابل کو بھی شیر ہونے کا موقع مل جاتا تھا۔ لہذا خضاب کا حکم صادر فرمایا تاکہ جہاد کے لئے نفع بخش رہے اور اب جب اسلام میں پوری پوری قوت آگئی ہے بہت سے نوجوان جہاد کے لئے موجود ہیں لہذا کوئی ضرورت نہیں، بلکہ ہر ایک شخص مختار ہے۔

جس شخص نے اپنی آرزوؤں کی لگام کو ڈھیلا چھوڑ دیا، وہ اوندھے منہ اپنی ہلاکت کے غار میں گر پڑا۔ صاحبان مروت کی لغزشوں کو معاف کرو کیونکہ ان میں سے جس کسی کو لغزش ہوتی ہے خداوند عالم اس کا ہاتھ پکڑ کر بلند کر دیتا ہے۔

ہیبت ناک بادشاہ کی رعیت نقصان اور خسارے کے قریب ہے (کیونکہ غرض حاجت سے اس کا خوف مانع ہوتا ہے) حیا و شرم محتاج محرومیت کے قریب ہے (کیونکہ جب سائل سوال کرنے سے شرم کرے گا تو اس کی حاجت کیونکر پوری ہوگی لامحالہ محروم رہے گا) فرصت کا زمانہ بادل کے ہوا ہونے کی طرح گزرا جاتا ہے لہذا اوقات فرصت میں عمل خیر کی طرف سبقت کرو۔ مسلمانوں کے اموال میں ہمارا ایک حق ہے۔ اگر وہ حق ہمیں عطا کر دیا جائے تو ہم صاحب قوت ہیں، ورنہ ہم اونٹ کے پچھوں پر سوار ہیں۔ اگرچہ رات کے وقت تک سیر ہوتے رہیں۔[1] جو شخص اعمال نیک میں سستی کرتا ہے، اس کی بزرگی بھی سرعت سے کام نہیں لیتی (اسے بزرگی حاصل نہیں ہوتی) زبردست گناہوں کا کفارہ یہ ہے کہ درماندوں کی فریاد کو پہنچیں اور غمناک نفوس کو خوش حال و مسرور کر دیں۔ اے ابن آدم جب تو دیکھے کہ پروردگار عالم پے در پے تجھ پر نعمتیں نازل کر رہا ہے تو اس سے خوف کر (مبادا کفران نعمت موجب انتقام ہو) کسی شخص نے محبت و عداوت کو دل میں پوشیدہ نہیں کیا مگر یہ کہ وہ اس کی زبان، غفلتوں اور چہرے کے صفحات میں ظاہر ہو گئی۔ جب تو اپنی عمر سے منہ پھرا رہا ہو اور موت تیرے سامنے موجود ہو تو نہایت ہی جلد تو موت سے ملاقی ہوگا، خدا سے خوف کر، خوف کر۔ اس نے تیرے گناہوں کو اس قدر چھپایا ہے گویا انہیں بخش دیا (پھر بھی اگر تو معاصی سے باز نہ آئے گا تو علم اور بردبار کے غصے کا ٹھکانا نہیں) حضرت سے دریافت کیا گیا کہ ایمان کے اوصاف بیان کیجئے۔ فرمایا کہ ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔ اور چار ستون یہ ہیں۔ صبر۔ یقین۔ عدل، جہاد۔ اب صبر کی چار شاخیں ہیں، شوق

[1] سید رضی فرماتے ہیں کہ یہ کلام نہایت ہی فصیح اور لطیف واقع ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ہمارا حق نہ دیا جائے گا تو ہم کمزور تر ہوں گے۔ اونٹ کے پچھوں پر سوار ہونے سے اسی امر کی طرف اشارہ ہے کیونکہ شتر سوار کا الیا ہمر دلیف اکثر یا غلام ہوتا یا اسیر ۱۲۔

خوف۔ زہد و تقویٰ۔ انتظار۔ اب جو شخص جنت کا مشتاق ہوا اس نے لذات دنیا کو فراموش کر دیا جو کوئی آتش جہنم سے ڈرا، اس نے محرمات سے دوری اختیار کی جس نے مال دنیا سے پرہیز کیا مصیبتیں اس پر آسان ہو گئیں۔ اور جس شخص نے موت کا انتظار کیا اس نے کار خیر کی بجا آوری میں عجلت کی۔ اب یقین کو لو اس کی بھی چار شاخیں ہیں عقل کی بینائی۔ حکمت کی تاویل و تفسیر آزمائش سے نصیحت حاصل کرنا اور طریقۂ اولین پہچاننا پس جس شخص نے اپنی عقل کو روشن کیا حکمت اس کے واسطے ظاہر ہو گئی۔ اس کا علم و عمل کامل ہو گیا۔ اور جس شخص کے واسطے حکمت ظاہر ہوئی اس نے اپنی آزمائش کو پہچان لیا (سمجھ لیا کہ میں دار امتحان میں ہوں) اور اس سبب سے گویا وہ انبیائے اولین کے زمرے میں شامل ہو گیا۔

عدل کے بھی چار شعبے ہیں۔ عقل میں پیرجانا۔ علم کی تہ کو پہنچ جانا۔ حکم کو روشن کرنا۔ علم اور بردباری کو قائم رکھنا۔ پس جس شخص نے عقل و فہم سے کام لیا اس نے علم کی تہ کو پا لیا۔ جس نے علم کی تہ کو پا لیا اس نے شریعت کے موافق حکم صادر کر دیا اور جس شخص نے حلم اختیار کیا وہ اپنے کام میں کوئی تقصیر نہیں کرے گا۔ اور لوگوں میں وہ کر اس طرح زندگی بسر کرے گا کہ سب اس کے مداح رہیں گے۔ جہاد کی بھی چار قسمیں ہیں۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر۔ مقام راستی میں راست گوئی سے کام لینا۔ فاسقوں کو دشمن سمجھنا۔ پس جو شخص امر بالمعروف کا عامل ہوا، اچھی باتوں کا حکم دیا۔ اس نے مومنین کی کمر مضبوط کر دی۔ اور جس شخص نے منہیات سے نہی کی اس نے فاسقین کی ناک زمین پر گھسیٹی جس شخص نے مقام صداقت میں سچ بولا اس نے حکم کو ادا کر دیا جس کا ادا کرنا اس پر واجب تھا۔ اور جس شخص نے فاسق و فاجر کو دشمن سمجھا اور محض خوشنودیٔ الٰہی کے لئے ان پر غضب ناک ہوا تو قیامت کے دن خداوند عالم فاسق پر غضب ناک ہوتا ہوا اس شخص پر خوشنودی کی نظر ڈالے گا۔

علیٰ ہذا کفر چار ستونوں پر قائم ہے اور وہ یہ ہیں۔ کار خدا کو پوشیدہ کرنا۔ حق سے تنازعہ کرنا۔ حق سے منحرف ہونا۔ حق سے مخالفت کرنا۔ پس جس شخص نے کارہائے خداوندی کو پوشیدہ کیا وہ حق کی طرف راجع نہ ہوگا (بلکہ گمراہی اور ضلالت تک پہنچ جائے گا) اور جس شخص نے جہالت کے ہمراہ ہو کر حق سے مجادلہ کیا، وہ ہمیشہ حق کی طرف سے اندھا رہے گا۔ اسے کبھی حق نظر نہ آئے گا۔ اور جو شخص حق سے منحرف ہوا، بدکرداریاں اس کی نظر میں احسن اور نیک کام اس کی نگاہوں میں برے معلوم ہوں گے۔ وہ گمراہی کے نشے میں بدمست ہو جائے گا اور جس شخص نے حق کی مخالفت کی اس کے چلنے کا رستہ اس پر دشوار ہوگا۔ اس کے کام مشکلوں میں گرفتار ہوں گے۔ اور دشواریوں سے نکلنے کا مقام اس پر تنگ ہو جائے گا۔

اب رہا شک۔ اس کی بھی چار شاخیں ہیں۔ اور انہیں شاخوں پر اس کی بنا ہے۔ وہ شاخیں یہ ہیں مجادلہ کرنا۔ خوف کرنا، متردد رہنا۔ گردن جھکانا۔ پس جس شخص میں مجادلہ کرنے کی عادت ہوگی

اس کے اندوہ و الم کی رات کے لئے ہرگز خوشی و خرمی کی صبح نمودار نہ ہوگی۔ اور جس شخص کو سامنے کی چیزیں ڈرائیں گی وہ اپنے پچھلے پاؤں پر پلٹ جائے گا اور جو شخص شبہہ میں گرفتار رہ کر متردد رہے گا شیاطین کے سُم اس کو پامال کر دیں گے۔ اور جو شخص ہلاکت دنیا و آخرت کے لئے گردن جھکائے گا وہ دنیا و آخرت میں ہلاک ہو جائے گا۔

نیکی کرنے والا نیکی سے بہتر ہے۔ اور بدکار بدی سے بُرا ہے۔ سخی بن جا مسرف نہ بن۔ اندازے کے موافق نفقہ دے اور اپنے نفس اور عیال کو تنگی میں گرفتار نہ کر۔ شریف ترین بے نیازی یہ ہے کہ آرزوؤں کو ترک کر دیا جائے۔ جو شخص لوگوں کی طرف ایسی باتیں منسوب کرے جن سے وہ راضی نہ ہوں تو اس کی شان میں وہ ایسی ایسی باتیں بیان کریں گے جن کا انہیں علم نہیں (اسے متہم کریں گے) جس شخص نے آرزوؤں کو طویل کیا اس نے عمل کو خراب کر دیا۔

جب حضرت شام کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو ولایت انبار کے دہقان آپ کی تعظیم کے لئے اپنے مرکبوں سے اُتر پڑے اور پاپیادہ جلو میں چلنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضرت نے فرمایا تم کیوں پاپیادہ ہو کر اس طرح چلنے لگے؟ انہوں نے عرض کی ہمارا خلق ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم اپنے امیروں کی تعظیم کریں۔ یہ سنکر ارشاد فرمایا۔ قسم خدا کی اس حرکت سے تمہارے امیروں کو کوئی نفع حاصل نہ ہوگا۔ تم اس عادت کے سبب سے اپنی جانوں کو تکلیف میں ڈالتے ہو۔ اور پھر اپنی آخرت میں اس کی وجہ سے بدبخت قرار پاتے جاتے ہو۔ وہ مشقت کس قدر نقصان دہ ہے جس کے پیچھے عذاب ہو۔ اور وہ آسائش کس قدر سود مند ہے جس کے سبب سے آتش جہنم سے امن نصیب ہو۔

اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرماتے ہیں۔ اے بیٹا میری چار وصیتیں یاد رکھ۔ اگر تو چاروں وصیتوں کو مدنظر رکھ کر کوئی بھی کام کرے گا تو وہ تجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچائیگا وہ چار وصیتیں یہ ہیں۔ سب بے نیازیوں سے بڑھی ہوئی بے نیازی عقل ہے (کیونکہ عقلمند کبھی سوال کی ذلت گوارا نہ کرے گا) سب احتیاجوں سے بڑھی ہوئی احتیاج حماقت اور بے عقلی ہے۔ سب وحشتوں سے بڑھی ہوئی وحشت تکبر اور غرور ہے۔ کل بزرگیوں سے بزرگ حسن خلق ہے۔

اے بیٹا! نادان کی دوستی سے پرہیز کر۔ کیونکہ وہ تجھے نفع پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے مگر (نادانی کی وجہ سے) تجھے نقصان پہنچا دیتا ہے۔ بخیل کی دوستی سے حذر کر کیونکہ جب تجھے اس کی مدد کی احتیاج ہوگی وہ فوراً تیری اعانت سے دست بردار ہو جائے گا۔ فاجر کی دوستی سے ڈرتا رہ۔ کیونکہ وہ ایک تھوڑی سی قیمت کے بدلے تجھے بیچ ڈالیگا (تھوڑے سے لالچ سے تیری دوستی کو خیرباد کہدیگا) کاذب کی دوستی سے بچتے رہنا کیونکہ وہ دروغگو سراب کی مانند ہے۔ تیرا وہ مطلوب جو تجھ سے دور ہے اسے تیرے نزدیک کرتا ہے اور وہ مطلوب جو قریب ہے اسے بعید کر دیتا ہے۔ جس وقت کہ فرائض

اور احباب کو ضرر پہنچا اس وقت تقرب خداوندی کے لئے امور مستحبہ کا بجا لانا نفع بخش نہیں ہو سکتا عاقل کی زبان اس کے قلب کی آڑ میں ہے۔ اور احمق کا قلب اس کی زبان کے پیچھے۔

بروایت دیگر اسی مطلب کو اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔ احمق کا قلب اس کے مُنہ میں ہے اور عاقل کی زبان اس کے قلب میں۔

اپنے ایک مریض صحابی سے ارشاد فرمایا۔ خداوند عالم اس مرض کی شکایت کے سبب سے تیرے گناہوں کو محو کر دے۔ بیشک مرض کا سوائے اس کے اور کوئی ثواب نہیں کہ وہ گناہوں کو رفع کر دے۔ اور گناہگار کے نامۂ اعمال سے گناہوں کو اس طرح گرا دے جیسے درختوں سے پتے گر پڑتے ہیں۔ اور بیشک ثواب اور اجر زبان کے اقرار اور ہاتھ پاؤں کے عمل سے حاصل ہوتا ہے۔ بیشک خداوند عالم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے صدق نیت و حسن سیرت کے سبب سے بہشت میں داخل کرتا ہے۔

جناب بن ارث جو زمانہ جاہلیت میں شمشیر ساز اور ذنگر تھا، اور اسلام میں آکر فقیر محترم ہو گیا۔ اس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ خداوند عالم جناب پر اپنی رحمت نازل کرے۔ وہ رغبت کے ساتھ اسلام لایا۔ اس نے بطوع خاطر ہجرت کی جہاد میں اپنی زندگی کے دن بسر کئے۔ خوش خبری ہے اس شخص کے لئے جو معاد کو یاد رکھے۔ یوم حساب کے لئے عمل کرے۔ بقدر کفاف رزق پر قناعت کرے۔ اور خداوند عالم کی تقسیم سے خوشنود رہے۔

ایک جگہ فرمایا ہے۔ اگر مومن کے سر پر میں یہ اپنی تلوار اس لئے رکھ دوں کہ وہ مجھ سے دشمنی کرے (یہ تلوار دکھا کر اس سے اپنی دشمنی کا طالب ہوں) تو ہرگز وہ مجھ سے دشمنی نہ کرے گا۔ اور اگر منافق کے سر پر تمام دنیا کے مال لا دوں۔ اس لئے کہ یہ مجھ سے دوستی رکھے تو کبھی مجھ سے دوستی نہ کرے گا۔ اور یہ امر اس لئے ہے (میں اس لئے بوثوق کہتا ہوں) کہ خداوند تعالیٰ کے علم میں ایسا ہی گذر چکا ہے، اور یہی بات رسول خدا کی زبان پر جاری ہو چکی ہے کہ اے علیؑ مومن تجھ سے دشمنی نہ کرے گا اور منافق تیرا دوست نہ ہو گا۔

وہ برائیاں جو تجھے نادم اور پشیمان کرتی ہیں۔ خداوند تعالےٰ کے نزدیک ان نیکیوں سے بہتر ہیں جو تجھے کبر و غرور میں مبتلا کر دیں۔

آدمی کی قدر و منزلت اسی کی ہمت کے موافق ہوتی ہے۔ اس کی راست گفتاری بقدر مروت ہے۔ جتنی حمیت ہوگی، اتنی ہی شجاعت ہوگی، جس قدر غیور ہو گا، اسی قدر پاکدامن ہو گا۔ فتح و فیروزی احتیاط سے حاصل ہوتی ہے۔ احتیاط فکر و اندیشہ کو جولانی کرتی ہے اور فکر و اندیشے کے سبب سے اپنے اسرار نہاں کئے جاتے ہیں۔ کریم کی سطوت سے ڈرو جبکہ وہ بھوکا ہو۔ بخیل اور لئیم

کے حملے سے حذر کر جبکہ وہ شکم سیر ہو. مردوں کے دل جشیوں کی مانند ہیں جو شخص ان سے محبت کرتا ہے اسی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں. جب تک دولت دنیا تجھے نیک بخت ثابت کرتی رہے (مال و متاع تیرے پاس ہو) تیرے عیب نگاہوں سے پوشیدہ ہیں. لوگوں میں سے معافی دینے کا سزاوار وہی شخص ہے جو انتقام لینے پر سب سے زیادہ قادر ہو. سخاوت یہ ہے کہ سوال سے پہلے دیا جائے، اور وہ عطا جو سوال کے بعد ہو سخاوت نہیں بلکہ وہ حیا ہے اور لوگوں کی ملامت کے عذر سے واقع ہوتی ہے. عقل کے برابر کوئی بے نیازی نہیں. جہالت کے برابر کوئی احتیاج نہیں، ادب کے مانند کوئی میراث نہیں. باہم مشورہ کرنے کے برابر کوئی مددگار نہیں، صبر کی دو قسمیں ہیں. ایک تو یہ کہ جو چیز طبیعت کو گوارا نہیں اس کے احساس پر صبر کرنا، دوسرے وہ چیز جو خوش گوار ہے اس کے حاصل نہ ہونے پر صبر سے کام لینا تونگری. عالم سفر میں بھی وطن ہے (امیر کو ہر جگہ وطن کی سی آسائش میسر ہے) اور فقر و فاقہ وطن میں بھی غربت اور عالم مسافرت کے رنگ دکھاتا ہے. قناعت ایک ایسا مال ہے جو نیست ہونے والا نہیں. مال تمام خواہشوں کی بنیاد ہے. جو شخص تجھے کسی شر سے ڈرائے وہ اس شخص کی مانند ہے جو تجھے نیکی کی بشارت دے. زبان ایک حیوان درندہ ہے جب تک اس کی راہیں خالی نہ کی جائیں گی (اس کے رستوں کی حفاظت نہ کی جائے گی) ضرر ہرگز نہ پہنچائے گی. عورت ایک بچھو ہے جس کا کاٹ کھانا نہایت ہی خوش گوار ہے. سفارش کرنے والا حاجت مند کے لئے پر و بازو کا کام دیتا ہے. دنیا والے ان سواروں کی مانند ہیں جو سفر کرتے ہوئے سو رہے ہوں. دوستوں کا مفقود ہو جانا غربت ہے از وطن ہیں جس شخص کا کوئی دوست نہ ہو اس کے واسطے وطن بھی پرایا شہر ہے) اپنی حاجت اور غرض کا فوت ہو جانا بہ نسبت اس کے نہایت ہی آسان ہے کہ اسے نااہل کے سامنے پیش کیا جائے. بخیلوں سے سوال کرنے کی بہ نسبت موت نہایت ہی شیریں ہے. تھوڑی سی بخشش اور عطا سے شرم نہ کر کیونکہ سائل کو بالکل محروم کر دینا اس قلیل بخشش سے بھی کم مرتبہ ہے محرمات سے بچنا محتاجوں کی زینت ہے اور شکر کرنا تونگروں کی آرائش. جب تیری آرزوئیں پوری نہ ہوں تو زمانہ گزشتہ پر نظر کر کے اس خلش میں نہ الجھ کہ اس وقت کس طرح میری تمنائیں پوری ہوتی تھیں (کیونکہ یہ ایک اور مصیبت کی کدورت حاصل ہوگی) جاہل کو کسی کام میں دیکھ لو. یا تو حد سے گزر جائے گا، یا اس میں تقصیر کرے گا. جب عقل کامل ہو جاتی ہے، کلام کم ہو جاتا ہے. زمانہ بدنوں کو کہنہ. آرزوؤں کو تازہ موت سے نزدیک، اور امیدوں سے دور کرتا ہے. جس شخص نے دولت زمانہ پر فتح پائی اسے رنج پہنچا اور جسے اس کی ثروت حاصل نہ ہوئی وہ بھی اندوہناک رہا (ایک رنج و غم کی سرا ہے جس میں کسی پہلو چین نہیں) جس شخص نے امامت کے لئے لوگوں

کے سامنے اپنے نفس کو قائم کر دیا تو اسے لازم ہے کہ اپنے غیر کو تعلیم کرنے سے پہلے اپنے نفس کو عقلمند بنانے کی ابتدا کرے اور قبل اس کے کہ وہ اپنی زبان سے لوگوں کو تادیب کرے، اپنی رفتار سے انہیں ادب سکھانے وہ طریقہ اختیار کرے جسے دیکھ دیکھ کر لوگ ادب سیکھ لیں کہنے کی بھی ضرورت نہ ہو) کیونکہ اپنے نفس کو تعلیم دینا۔ ادب سکھانا۔ لوگوں کے تعلیم کرنے اور ادب سکھانے سے زیادہ تعظیم اور بزرگی کا سزاوار ہے انسان کا سانس لینا موت کی طرف روانہ ہو جاتا ہے جس چیز کی مدت متناہی اور محدود ہے وہ فنا ہو جانے والی ہے ۔ اور ہر ایک وہ چیز کہ قضاء و قدر کے ہاتھوں سے جس کی امید کی جا رہی ہے ضرور آئے گی ۔ (جب کسی کام کا انجام مشتبہ ہو جائے کہ اچھا ہے یا بُرا) تو اس کے انجام کو آغاز کے ساتھ آزمایا جائے گا (اگر آغاز اچھا ہے تو انجام بھی اچھا ہوگا و الّا فلا)

حدیث ضرار بن ضمرہ ضبابی

حضرت کی وفات کے بعد ضرار مذکور ایک مرتبہ معاویہ کے پاس گیا۔ اس نے آپ کے حالات کی نسبت استفسار کیا۔ ضرار نے کہا۔ میں شہادت دیتا ہوں۔ میں نے حضرت کو بعض اوقات حج میں دیکھا ہے کہ رات نے اپنی تاریکی کے پردے چھوڑ رکھے ہیں اور آپ محراب عبادت میں کھڑے ہیں۔ اپنی ڈاڑھی پکڑ رکھی ہے۔ اس طرح پیچ و تاب کھا رہے ہیں جیسے کہ مار گزیدہ پیچ تاب کھایا کرتا ہے۔ محزون و غمگین کی طرح بکا کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں ۔ اے دنیا! اے دنیا! تو اپنے اہل کی طرف پلٹ جا۔ مجھ سے سروکار نہ رکھ۔ کیا تو مجھ سے متعرض ہوتی ہے؟ کیا تجھے میرے پاس آنے کا اشتیاق ہے؟ خدا کرے تیرے پہنچنے کا وقت کبھی نزدیک نہ ہو۔ تیری مراد بہت دور ہے۔ جا میرے سوا کسی اور کو فریب دے۔ مجھے تیری حاجت نہیں۔ میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں۔ میں کبھی اس طلاق سے رجوع نہ کروں گا۔ تو مجھ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو چکی ہے۔ تیری زندگانی کے دن بہت کوتاہ ہیں۔ تیری بزرگی بہت تھوڑی ہے۔ تیری آرزو میں پست ہیں۔ آہ! یہ زاد راہ کی قلت یہ رستے کی درازی، یہ دور دراز کا سفر، یہ منزل کی بزرگی۔

جنگ صفین سے واپسی کے وقت ایک شامی نے سوال کیا کہ یہ ہمارا سفر قضاء و قدر الٰہی کے موافق تھا، اور مراد اس شامی کی یہ تھی کہ جب یہ سفر قضاء و قدر کے موافق ہوا تو ہم اس بارے میں مجبور تھے۔ لہذا وہ تکالیف جو ہم نے اس سفر میں اٹھائیں، ان کا ثواب کیا مل سکتا ہے؟ حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا۔ افسوس ہو تجھ پر اے سائل۔ کیا تو نے یہ گمان کر لیا ہے کہ یہ سفر قضاء و قدر کی وجہ سے لازم و واجب تھا اور تو اس سفر میں بالکل مجبور تھا۔ اگر فی الحقیقت یونہی ہوتا تو ثواب و عتاب باطل ہو جاتا۔ وعدہ وعید ساقط ہو جاتے۔ بیشک خداوند عالم نے اپنے بندوں کو عبادت کا حکم دیا ہے اور انہیں اس کا اختیار بھی دیدیا

ہے رچاہیں کریں چاہیں نہ کریں) انہیں ڈرانے کے لئے معاصی سے نہی فرمائی ہے۔ انہیں نہایت ہی آسان تکلیف دی ہے، اور کسی امر دشوار مافوق الطاقت کی انہیں تکلیف نہیں دی۔ تھوڑی سی عبادت پر بہت سا ثواب عطا کیا ہے۔ گناہگاروں نے مغلوب ومقہور ہو کر اس کا گناہ نہیں کیا (قضاو قدر کے زیر دست ہاتھوں نے انہیں گناہوں پر متوجہ نہیں کیا) مجبوری اور کراہیت کی حالت میں اس کی اطاعت نہیں کی (یہ بات نہیں کہ وہ اطاعت کرنے پر مجبور ہی تھے) اس نے انبیا کو یوں ہی بطور لہو و لعب مبعوث نہیں کیا۔ کتب آسمانی کو یوں ہی فضول اور عبث طریقے سے نازل نہیں فرمایا۔ آسمان، زمین اور جو کچھ بھی ان دونوں میں موجود ہے انہیں باطل طریقے سے خلق نہیں کیا۔ نیز یہ گمان ان لوگوں کا سا ہے جو کافر ہو گئے ہیں، اور کافر ہو جانے والوں کے لئے آتش جہنم کا کنواں موجود ہے۔

حکمت کو حاصل کرو، جہاں کہیں بھی ہو۔ کیونکہ حکمت جب منافق کے سینے میں ہوتی ہے تو اسے اضطراب لاحق ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ وہاں سے نکل آتی ہے، اور مومن کے سینے میں اگر تسکین پاتی ہے جو اس کا اہل ہے۔ حکمت مومن کی ایک گم شدہ چیز ہے۔ لہذا حکمت کو حاصل کرو۔ گو اہل نفاق سے حاصل کرنی پڑے۔ ہر ایک مرد کی قیمت اس کے حسن عمل کے موافق ہے۔ میں تمہیں پانچ وصیتیں کرتا ہوں۔ اگر تم اونٹوں پر سوار ہو کر بھی ان وصیتوں کو حاصل کرنے کی تلاش میں جاؤ تو بیشک زیبندہ ہے تم وصایا یہ ہیں۔ تم میں سے کوئی شخص سوائے اپنے پروردگار کے اور کسی سے امید نہ رکھے بجز اپنے گناہ کے اور کسی چیز سے نہ ڈرے۔ اگر کسی سے ایسی چیز کا سوال کیا جائے جسے وہ نہ جانتا ہو تو اپنی نادانی اور لاعلمی کے اعتراف و اقرار میں ہرگز حیا نہ کرے۔ صاف کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ جو شخص جس چیز کو نہیں جانتا اس کے حاصل کرنے میں ذرا شرم نہ کرے اور صبر و شکیبائی تم پر واجب ہے، کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو جسم سے۔ اس جسم میں کون سی بہتری ہے جس کا سر موجود نہ ہو۔ اسی طرح اس ایمان میں کوئی خوبی نہیں جس کے ساتھ صبر نہ ہو۔ ایک شخص کے جواب میں فرمایا جو حد سے زیادہ آپ کی مدح وثنا کر رہا تھا۔ حالانکہ وہ آپ کی دشمنی کے ساتھ متہم تھا۔ میں اس بات سے بہت پست ہوں جو تو کہہ رہا ہے اور اس امر سے بہت بالا ہوں جو تیرے دل میں ہے۔

وہ منافع جو جہاد راہ خدا کے بعد باقی رہ جاتے ہیں۔ ان کے اعداد کی بقابیت زیادہ ہے۔ اس کی منفعت کے نتیجے اولاد کی کثرت اور اموال کی تعداد کے باقی رہنے سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ ضعیف العمر انسان کی رائے میرے نزدیک ایک نوخیز لڑکے کی قوت سے بہتر ہے میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو رحمت الہیٰ سے مایوس ہے، حالانکہ خدا نے اسے استغفار کی اجازت دے رکھی ہے۔ جس شخص نے اپنے اور خدا کے درمیان اصلاح کی (اعمال وعبادات

برکار بند ہوا) پروردگار عالم اس کے اور لوگوں کے درمیان اصلاح کر دے گا۔ جو شخص اپنے امر آخرت کی اصلاح کرے گا۔ خداوند عالم اس کے دنیاوی امور کی اصلاح فرما دے گا۔ جو شخص اپنے نفس سے نصیحت حاصل کرے گا۔ خداوند عالم اس کے لئے ایک محافظ مقرر کر دے گا۔ کامل اور پورا فقیہ وہی ہے جو لوگوں کو خدا کی رحمت سے ناامید نہ کرے۔ انہیں راحت اور عذاب خدا کی رہائی سے مایوس نہ کرے، اور کسی وقت انہیں خداوند کریم کے عذاب سے بےخوف نہ رکھے۔ بیشک یہ دل بدنوں کی مانند ملول خستہ ہو جاتے ہیں۔ ان کے واسطے طرح طرح کی تازہ بتازہ حکمتیں (نصیحتیں) طلب کرو۔ کوئی شخص تم میں سے یہ نہ کہے کہ بار الہا میں فتنہ میں گرفتار ہونے سے تیری طرف پناہ لے جاتا ہوں۔ کیونکہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو فتنہ میں مبتلا نہ ہو (کون شخص ایسا ہے جو صاحب مال و اولاد نہیں۔ تقریباً سبھی ہیں) مگر ہاں گمراہ کر دینے والوں سے پناہ مانگنی چاہیئے۔ کیونکہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ پروردگار مال اور اولاد عطا کر کے آزمائش کرتا ہے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ کون شخص اس کے رزق سے ناخوش ہے، اور کون اس کی قسمت پر راضی ہے۔ اگرچہ ان کے نفوس سے زیادہ انہیں جانتا ہے مگر یہ آزمائش محض اس لئے ہے کہ جو اعتقاد ان کے دل میں ہے اسی کے موافق اعمال سرزد ہوں اور وہ عذاب و ثواب کے مستحق ہو جائیں۔ اس لئے کہ بعض ان میں سے اولاد ذکور کو دوست رکھتے ہیں اور لڑکیوں کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے مال کی زیادتی اور اس کی منفعت کو دوست رکھتے ہیں، اور اس میں رخنہ اندازی کو بالکل دشمن سمجھتے ہیں۔

حضرت سے دریافت کیا گیا کہ خیر (نیکی) کیا چیز ہے؟ فرمایا خیر یا نیکی یہ نہیں ہے کہ تیرا مال کثیر ہو جائے۔ تیری اولاد بڑھ جائے۔ لیکن خیر یہ ہے کہ تیرے علم و عمل میں ترقی ہو۔ تیرا علم کثیر ہو جائے تو اپنے پروردگار کی عبادت کر کے لوگوں پر فخر کرے۔ پس اگر تو نے کار نیک کیا تو خدا کا شکر کر۔ اور اگر کسی بدکاری کا مرتکب ہوا تو خدا سے مغفرت طلب کر۔ کیونکہ دنیا میں دو شخصوں کے سوا اور کسی کے واسطے خیر نہیں۔ ایک تو وہ شخص جس نے گناہ کیا، اور پھر توبہ و استغفار کے ساتھ اس کا تدارک کر لیا دوسرا وہ شخص جو اعمال نیک میں عجلت کرتا ہے۔ عمل بالتقوے کو کم نہیں کرتا۔ اور وہ عمل کیونکر کم ہو جسے خداوند عالم قبول فرماتا ہے۔

پیغمبروں سے وہی شخص منسوب ہو سکتا ہے جو اس چیز کو سب سے زیادہ جانتا ہو، جسے وہ لیکر آئے ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی "ابراہیم کے ساتھ منسوب ہونے کے قابل وہی شخص ہیں جنہوں نے ابراہیم کی اور اس نبی (پیغمبر آخرالزماں) کی متابعت کی اور جو ایمان لائے"۔

پھر فرمایا "بیشک محمدؐ کا دوست وہی ہے جو خدا کا مطیع ہو۔ اگرچہ بلحاظ رشتہ و قرابت دور ہو۔ اور دشمن محمدؐ کا وہی شخص ہے جو خدا کی نافرمانی کرے۔ اگرچہ بلحاظ رشتہ داری نہایت ہی قریب ہو۔

نیز آپ نے سُنا کہ جماعت حروریہ خوارج میں سے ایک شخص تہجد گزار ہے۔ قاری قرآن ہے۔ یہ سُنکر آپ نے فرمایا کہ اعتقاد حقہ کو سینے میں جگہ دیتے ہوئے سو رہنا حالت شک میں گرفتار رہ کر نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔

جب کسی حدیث کو سُنو تو اسے یاد رکھو اور سمجھنے اور تدبر کرنے کے لئے یاد رکھو نہ کہ روایت کرنے اور دوسرے شخص تک پہنچانے کے لیے۔ کیونکہ علم کے راوی اور ناقل تو بہت ہیں۔ لیکن اس کی رعایت کرنے والے نہایت قلیل ہیں۔

ایک شخص نے کہا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ہم خدا کے ہی واسطے ہیں۔ اور اسی کی طرف رجوع ہونیوالے ہیں۔ یہ سُنکر حضرت نے فرمایا۔ ہمارا انا للّٰہ کہنا گویا اس امر کا اقرار ہے کہ خدا ہمارے نفسوں کا مالک ہے اور ہمارا انا الیہ راجعون کہنا اس بات کا اعتراف ہے کہ ہمارے نفس ہلاک ہونیوالے ہیں۔

ایک گروہ نے آپ کے سامنے آپ کی تعریف کی تو فرمایا۔ بارالہا تو میرے نفس سے زیادہ مجھے جانتا ہے، اور میں اپنے نفس کو (تعریف کرنیوالوں) سے بہتر جانتا ہوں۔ بارالہا! ہمیں اس شخص سے بہتر بنا دے جس کا یہ گمان کرتے ہیں اور ہماری ان باتوں سے درگزر فرما جن کا انہیں علم نہیں۔

لوگوں پر عنقریب ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں بادشاہوں کا مقرب بدگو کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ فاسق وفاجر اس زمانہ میں خوش حال سمجھا جائے گا۔ منصف وعادل ضعیف وناتوان کر دیا جائے گا۔ صدقہ دینے کو لوگ قرض دینا سمجھیں گے (اس کے معاوضہ کے طالب ہوں گے) صلۂ رحم کرکے احسان جتائیں گے عبادت کرکے لوگوں پر بزرگی چاہیں گے۔ اس زمانہ میں بادشاہ غلاموں اور لونڈیوں کے مشورے پر کاربند ہوگا۔ اس کی حکومت لڑکوں کی سی حکومت ہوگی۔ اس کی تدبیریں خواجہ سراؤں اور زنانوں کی سی ہوں گی۔

حضرت ایک ازار پہنے ہوئے تھے جو بالکل پرانی تھی جس میں جابجا پیوند لگے ہوئے تھے کسی نے دریافت کیا کہ اس میں کیا مصلحت ہے؟ فرمایا دل اس کے سبب سے فروتنی اختیار کرتا ہے۔ نفس ذلیل ہو جاتا ہے۔ اور مومن اس کی پیروی کرتا ہے۔

دنیا اور آخرت دو دشمن ہیں، جن کے آثار ایک دوسرے سے بہت علیحدہ ہیں۔ دو مختلف رستے ہیں۔ پس جس شخص نے دنیا کو دوست رکھا، اس کی دوستی کی۔ اس نے آخرت کو دشمن سمجھا اور اس سے عداوت اختیار کی۔ یہ دونوں (دنیا و آخرت) مشرق ومغرب کی مانند ہیں اور چلنے والا اس کے درمیان میں موجود ہے۔ اب جس قدر ایک سمت سے قریب ہوگا، اسی قدر دوسری سے بعید ہوتا جائے گا۔

ان اوصاف کے بعد یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ دونوں وہ عورتیں ہیں جو ایک مرد کے نکاح میں ہوں (پھر کیونکر آپس میں متفق ہوں سو تنیا ڈاہ تو مشہور ہے)

نوف بکالی سے روایت ہے کہ ایک رات امیرالمومنین کو میں نے دیکھا کہ آپ اپنی خوابگاہ سے

باہر نکلے ستاروں کی طرف نظر کی، اور فرمایا اے نوف کیا تو سو رہا ہے یا بیدار ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں جاگ رہا ہوں۔ یہ سنکر فرمایا۔ اے نوف خوشا حال ان لوگوں کا جو دنیا سے بے رغبت ہوں آخرت کے خواہش مند ہوں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو اپنی نشست کے لئے مقرر کیا ہے۔ فرش خاک کو اپنی خواب گاہ بنایا ہے۔ آب زمین کو اپنی لذت سمجھ رکھا ہے۔ قرأت قرآن کو اپنے دل کا لباس بنا لیا ہے۔ اور دعاؤں کو اپنی ردا مقرر کر لیا ہے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے چلن پر دنیا کو کاٹ ڈالا ہے۔ اے نوف! بیشک داؤد علیہ السّلام رات کو اسی وقت اٹھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ایسی ساعت ہے کہ بندہ اس وقت جو دعا کرے خداوند عالم اسے قبول کر لیتا ہے۔ مگر ہاں جو شخص دس حصوں میں سے ایک حصہ نے لیتا ہو (بادشاہ جور کی طرف سے محصول لگانے والا ہو) یا ستمگر اور چور ہو۔ یا سلاطین و حکام جور کی طرف سے کوتوال ہو، یا طنبور نواز ہو، یا نقارچی ہو، ایسے بندے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

پروردگار عالم نے تم پر عبادات واجبہ کو فرض کیا ہے۔ انہیں ضائع نہ کرو، تمہارے لئے حدود کو مقرر کر دیا ہے۔ ان سے تجاوز نہ کرو، محرمات سے تمہیں نہی فرمائی ہے۔ اس کی حرمت کی ہتک نہ کرو، ان سے باز رہو۔ اور اکثر اشیائے مباح کے بارے میں خوشی اختیار کی ہے، اور فراموشی کی وجہ سے ان کے بیان کو ترک نہیں کیا۔ پھر تم ان کے حاصل کرنے میں کیوں تکلیف اٹھاتے ہو۔

لوگ اپنی دنیا کی اصلاح کے لئے اپنے دین میں سے کسی شے کو ترک نہیں کرتے۔ مگر پروردگار عالم ان پر ایسی مصیبتوں کے دروازے کھول دیتا ہے کہ جن کا ضرر منفعت دنیوی سے زیادہ ہوتا ہے اکثر اوقات عالم کو اس کی جہالت نے ہلاک کر دیا۔ حالانکہ اسے علم تھا۔ مگر اس علم نے اسے کوئی نفع نہ پہنچایا۔

ایک گوشت کا ٹکڑا جس سے انسان کی بزرگی متعلق ہے۔ یہ بھی انسان میں عجیب و غریب چیز ہے۔ وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے۔ اور حکمت اس کی مددگار ہے۔ معاندین کے دل حکمت سے خالی ہوتے ہیں۔ پس اگر اسے کسی چیز کی امید ہو تو طمع اسے ذلیل کر دیتی ہے، اور اگر طمع کا ہیجان ہو تو حرص اسے ہلاک کر دیتی ہے۔ اگر یاس اس پر مسلط ہو جائے تو تاسف اور افسوس اسے مار ڈالتا ہے۔ اگر غضب اسے عارض ہو تو خشمناکیاں شدید ہو جاتی ہیں۔ اگر خوشی و خرمی اس کی مساعدت کرے تو وہ بیداری اور ہوشیاری کو فراموش کر دیتا ہے۔ اگر ناگہاں اسے خوف لاحق ہو جائے، تو یہ خوف اُسے روگرداں کر دیتا ہے۔ اگر امن اس کے واسطے وسیع ہو تو غرور اسے اڑا لیجاتا ہے۔ اگر کوئی مصیبت اس پر پڑ جائے تو آہ و زاری اسے رسوا کر دیتی ہے۔ اگر کسی مال کو حاصل کرے تو یہ تونگری اسے گمراہ کر دیتی ہے۔ اگر فقر و فاقہ کے دانت اسے کاٹ کھائیں، تو یہ بلا اسے (جملہ امور سے) روگرداں کر دیتی ہے

اگر بھوک کی تکلیف ہو تو ضعف اُسے بٹھا دیتا ہے۔ اگر اس کا شکم سیر ہونا حد سے گزر جائے تو پرخوری بھی اسے تکلیف دیے بغیر نہیں رہتی۔ لہذا ہر ایک تقصیر اور کمی اسے نقصان پہنچانے والی ہے۔ اور ہر ایک افراط رحد سے گزر جانا) اسے فاسد کر دینے والی۔

ہم ائمہ ہدیٰ وسط و عدل کی مسند ہیں جس سے ہر ایک تفریط کنندہ اور تقصیر کرنے والا ملحق ہوتا ہے۔ اور ہر ایک حق سے تجاوز کرنے والا اسی کی طرف رُخ کرتا ہے رہم حق سے واصل ہونے کے لئے طریقہ عدل و متوسط ہیں) جس شخص نے ہمارے حق میں تقصیر کی۔ ہماری منزلت کو نہ پہچانا۔ اسے لازم ہے کہ ہم سے ملحق ہو جائے۔ تاکہ اسے کمال میسر ہو۔ علی ہذا وہ شخص جو ہمارے مرتبہ سے تجاوز کر گیا، غالی ہو گیا۔ اس پر واجب ہے کہ ہماری معرفت کی طرف پلٹ آئے۔ تاکہ اس کا اعتقاد مستقیم ہو۔

خداوند تعالےٰ کے حکم کو وہی قائم رکھ سکتا ہے جو خلقت کے ساتھ بمدارات پیش آئے خلقت کا مطیع نہ ہو۔ اور جاہ نانے طمع کی پیروی کرنے والا نہو۔

جو شخص ہم اہلبیت کو دوست رکھتا ہے، اسے فقر کا لباس پہننے کے لئے تیار ہو جانا چاہیے

عقل سے زیادہ کوئی مال نفع بخش نہیں، تکبر سے زیادہ کوئی تنہائی وحشت ناک نہیں۔ تدبیر و تدبر سے زیادہ کوئی عقلمندی نہیں۔ تقویٰ و پرہیز گاری کے برابر کوئی بزرگی نہیں، حسن خلق سے اچھا کوئی مصاحب نہیں ہو سکتا، ادب و علم سے بڑھ کر کون سی میراث ہے؟ توفیق خداوندی سے بہتر کوئی چیز پیشرو ہو سکتی ہے؟ عمل صالح کے برابر کوئی تجارت نہیں۔ ثواب سے بہتر کوئی نفع نہیں۔ شبہات کے وقت ٹھیر جانے سے عمدہ کوئی پرہیزگاری نہیں۔ محرمات سے بچنے کے برابر کوئی زہد نہیں۔ فکر کرنے سے زیادہ کوئی علم نہیں۔ واجبات کے ادا کرنے کے برابر کوئی عبادت نہیں، حیا اور صبر کے برابر کوئی ایمان نہیں۔ تواضع اور فروتنی سے عمدہ کوئی بزرگی نہیں۔ مشورہ کرنے سے مضبوط کوئی معاون و مددگار نہیں۔

جس زمانے میں کہ صلاح و نیکوکاری کے زمانے پر اور اہل زمانے کا غلبہ ہوا اس وقت ایک شخص دوسرے سے بدگمان ہوا، جس سے کوئی رسوائی کی بات ظاہر نہیں ہوتی۔ تو بے شک اس نے ستم کیا، اور جبکہ فتنہ و فساد نے دنیا و اہل دنیا کو مغلوب کر دیا، اس وقت ایک شخص نے دوسرے سے حسن ظن رکھا تو بے شک اس نے فریب کھایا۔

حضرت سے دریافت کیا گیا کہ اب آپ اپنے آپ کو کس طرح پاتے ہیں۔ آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا اس شخص کے حال کی کیا پوچھتے ہو، جو زمانہ بقا میں فانی ہو، زمانہ صحت میں مریض ہو اور اس کے امن و غفلت کی جگہ (دنیا) سے خوف اس کی طرف رُخ کر رہا ہو۔

بہت سے صاحب جاہ و منزلت جن پر خداوند عالم نے احسان کیا ہے بے توفیق ہیں بہت سے اسی بات پر مغرور ہیں کہ خداوند عالم نے ان کی پردہ پوشی کر رکھی ہے۔ بہت سے لوگ اسی پر مفتون

ہیں کہ ان کی شان میں لوگ اقوال نیک بیان کر رہے ہیں. خوب یاد رکھو کہ ہر ایک شخص کو پروردگار عالم نے مہلت دینے اور عذاب میں تاخیر کرنے کے ساتھ آزمایا ہے۔

دو شخص میرے سبب سے ہلاک ہوں گے، ایک تو حد سے گذر نیوالا اور غلو کرنے والا دوست (جو مجھے درجۂ امامت سے درجۂ نبوت یا الوہیت تک پہنچاتا ہے) دوسرا میرا دشمن۔ مجھ سے دشمنی کرنے والا (جو مجھے درجۂ امامت سے گھٹا کر مرتبہ ماموییت میں داخل کرتا ہے)

وقت فرصت کا ضائع کرنا غصہ و اندوہ میں گرفتار کرتا ہے۔

دنیا کی مثال اس سانپ کی سی ہے جو چھونے سے تو نہایت ملائم نرم و نازک معلوم ہوتا ہے مگر زہر جو اس کی کچلیوں میں بھرا ہوا ہے وہ مہلک اور قاتل ہے۔ فریب خوردہ جاہل تو اس کا متمنی ہوتا ہے مگر عقلمند اور دانا انسان اس سے حذر ہی کرتا ہے۔

قبیلۂ قریش کا حضرت سے حال پوچھا گیا۔ فرمایا بنی مخذوم قریش کی خوشبو ہیں، تو ان کے مردوں کی گفتگو کو (بہ سبب فصاحت) دوست رکھتا ہے۔ ان کی عورتوں سے نکاح کرنے کی (بسبب حسن و ملاحت) رغبت کرتا ہے۔ اور بنی عبد الشمس بلحاظ رائے و تدبیر گروہ قریش میں بہت دور ہیں (ان کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے، نہایت ہی صاحب تدبیر ہیں) اور ان امور کو جو گروہ قریش کے پس پشت ہیں۔ ان سے منع کرنے والے ہیں (دفع حوادث و مصائب کے وقت صاحب اتفاق و حمیت ہیں) اب رہے ہم (بنی ہاشم) ہم لوگ جو چیز بھی ہمارے ہاتھوں میں ہے اسے بخشنے والے ہیں۔ ہم موت کے وقت (جہاد میں) نہایت ہی جوانمرد ہیں۔ وہ لوگ (بنی مخذوم و بنی عبد الشمس) تو بیشتر مکار ہیں۔ لوگوں کے ساتھ ان کی طرز معاشرت اچھی نہیں۔ اور ہم (گفتگو کے وقت) نہایت ہی فصیح ہیں (بوقت رفتار نصیحت کرنیوالے ہیں (کہ اس اس طریقے سے چلو آرام پاؤ گے۔ ہم فریبی نہیں) اور (بلحاظ طرز معاشرت) نہایت ہی خوشرو اور صبیح ہیں۔

ان دو کاموں میں کس قدر فرق ہے۔ ایک عمل تو وہ ہے جس کی لذت فنا ہو جاتی ہے۔ مگر اس کی تکلیف باقی رہ جاتی ہے، دوسرا وہ ہے جس کی تکلیف مٹ جاتی ہے، اور اجر و ثواب باقی رہ جاتا ہے۔

ایک جنازے کی مشایعت میں تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک شخص کی ہنسی گوش زد ہوئی۔ فرمایا۔ گویا اس دنیا میں موت ہمارے غیر کے واسطے ہی لکھی گئی ہے۔ گویا موت ہمارے غیر پر ہی لازم و واجب کر دی گئی ہے۔ گویا یہ مسافر جنہیں ہم دیکھ رہے ہیں، عنقریب ہمارے پاس پلٹ آئیں گے۔ ہم انہیں ان کی قبروں میں جگہ دیتے ہیں۔ ان کا مال میراث کھاتے ہیں۔ آہ! ہم نے ہر ایک نصیحت دینے والے کام کو فراموش کر دیا (ہم تغیرات دنیا کو بھول بیٹھے) ہم نے ہر نفس ناصح کو بھلا دیا (مرنے والوں کی حالت کو فراموش کر بیٹھے) حالانکہ ہم ہر ایک مصیبت اور آفت میں پھینکے گئے ہیں۔

خوش خبری ہے اس شخص کے لئے جو فی نفسہ ذلیل ہوا جس کا عمل پاک و صاف ہو گیا جس کی خصلتیں نیک ہو گئیں جو حسن خلق کی تصویر بن گیا جس نے اپنے خرچ سے بچ جانے والے مال کو راہ خدا میں صرف کیا۔ جس نے فضول باتوں سے اپنی زبان کو روکا۔ جس کی شرارتیں لوگوں سے دور ہو گئیں۔ طریقۂ نبوی جس کے لئے تنگ نہ ہوا۔ جو کسی بدعت سے منسوب نہ ہوا بعض لوگ اس کلام کو رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے منسوب کرتے ہیں۔ عورت کی غیرت و حمیّت کفر ہے (کیونکہ اسے کبھی پسند نہیں کہ دوسری عورت اس کے شوہر سے ہم پہلو ہو۔ حالانکہ خداوند عالم نے اسے حلال کیا ہے) اور مرد کی غیرت ایمان ہے (کیونکہ وہ ہرگز اس امر کو نہیں دیکھ سکتا کہ کوئی دوسرا شخص اس کی عورت کے فرش پر پاؤں رکھے اور خداوند عالم نے بھی اس امر سے نہی فرمائی ہے)

میں اسلام کی ایسی صفت بیان کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کی بسنو! اسلام کیا ہے؟ وہ (بہ نسبت احکام خدا) تسلیم و رضا ہے تسلیم و رضا ہے۔ وہ (اعتقادات حقہ کا) یقین ہے یقین ہے۔ وہ (پیغمبر کی) تصدیق ہے تصدیق ہے۔ وہ (اطاعت خدا و رسول کا) اقرار ہے۔ اقرار ہے۔ وہ ادائے اطاعت ہے۔ ادائے اطاعت ہے اور اس ادائے اطاعت کے لئے عمل و عبادت لازم ہے۔

میں بخیل کی حالت پر تعجب کرتا ہوں کہ وہ فقر و فاقہ جس سے وہ گریز کرتا تھا۔ اسی کی طرف نہایت عجلت کے ساتھ رُخ کر رہا ہے۔ وہ تونگری جس کا وہ طالب تھا۔ اسی کو کھوئے دیتا ہے۔ وہ دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں امیروں کی طرح حساب دینے کے لئے تیار ہے۔

مجھے متکبر کی حالت پر سخت تعجب ہے جو کل تو ایک قطرۂ منی تھا اور پرروز فردا ایک گندہ مُردار ہو جائے گا۔

جو شخص خداوند عالم کے وجود میں شک کرتا ہے۔ میں اس کی حالت پر بہت متعجب ہوں۔ حالانکہ وہ مخلوقات کو دیکھ رہا ہے اور پھر بھی مشکک ہے۔

مجھے تعجب آتا ہے اس شخص پر جو اپنی موت کو بھول بیٹھا، حالانکہ وہ روزانہ مرنیوالوں کو دیکھ رہا ہے۔

اس شخص کی حالت پر جتنا تعجب ہو تھوڑا ہے جو عالم آخرت کا منکر ہے۔ حالانکہ عالم دنیا اس کے سامنے موجود ہے۔

اس شخص کی حالت بھی میرے نزدیک سخت تعجب خیز ہے، جو سرائے فانی کی تعمیر میں مصروف ہے اور باقی رہنے والے مکان کو چھوڑ رہا ہے۔

جس شخص نے عمل و عبادت میں کوتاہی کی وہ رنج و اندوہ میں مبتلا ہو گیا۔ خداوند عالم کو اس شخص کی کچھ احتیاج نہیں۔ وہ کبھی اس کی پروا نہ کرے گا جس کے نفس اور مال میں اس کا حصہ نہ ہو۔

اوّل وقت میں سردی سے بچو اور آخر میں اس کے پھل کھاؤ۔ کیونکہ بدنوں میں وہ ویسے ہی اثر کرتی ہے جو درختوں میں کہ اوّل میں تو وہ ان کو جھلا دیتی ہے، اور آخر میں کونپلیں نکالتی ہے۔

خداوند عالم کو بزرگ سمجھ لینا مخلوقات کو تیری نگاہوں میں حقیر کر دے گا۔

جنگ صفین سے پلٹتے ہوئے نواحی کوفہ کے ایک قبرستان میں سے حضرت کا گذر ہوا۔ اس قبرستان کو دیکھ کر فرمایا۔ اے وحشتناک مکانوں کے باشندو! اے بے آب و گیاہ مقامات کے رہنے والو! اے تنگ و تاریک قبروں کے ساکنو! اے خاک نشینو! اے غربت میں بسر کرنے والو! اے صاحبان تنہائی اے صاحبان وحشت! تم ہمارے پیشرو ہو اور ہم تمہارے پیرو ہیں۔ عنقریب تم سے ملحق ہو جائیں گے۔ تمہارے گھروں میں اور لوگ آ بسے۔ تمہاری بیویوں نے اور نکاح کر لئے، تمہارے اموال تقسیم ہو گئے۔ ہم نے تو تمہیں یہ خبر سنا دی، تم بھی ہمیں کچھ خبر دو گے۔ یہ فرما کر اصحاب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ آگاہ ہو جاؤ اگر انہیں بات کرنے کی اجازت دی جائے تو بیشک یہ تمہیں خبر دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بہترین توشۂ آخرت تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔

ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دنیا کی خدمت کر رہا ہے فرمایا۔ اے دنیا کی خدمت کرنے والے! اے دنیا کے فریب میں آ جانے والے! تو اس کے فریب میں آ کر پھر اس کی خدمت کر رہا ہے۔ کیا تو اس کا مجرم ہے یا یہ تیری گنہگار ہے۔ اس نے تجھے کب حیران کیا۔ کس وقت فریب دیا۔ کیا تیرے آباؤ اجداد کی پرانی قتل گاہوں یا تیری ماؤں کے خاک کے نیچے واقع ہونے والی خواب گاہوں کے سبب سے تجھے اس نے فریب دیا ہے۔ تو نے اکثر مریضوں کی دستگیری کی۔ اکثر بیماروں کے لئے ہاتھ پاؤں مارے۔ ان کے واسطے شفا کا طالب ہوا۔ اطبا کے سامنے ان کے حالات بیان کئے۔ مگر تیری شفقتوں اور مہربانیوں نے انہیں کچھ بھی نفع نہ پہنچایا۔ کسی ایک کے بارے میں بھی تیرا مطلب نہ بر آیا۔ ایک مریض سے بھی اپنی قوت کے ساتھ بیماری کو دفع نہ کر سکا۔ دنیا نے اپنے آپ کو انہی مثالوں میں تیرے سامنے ظاہر کر دیا، اور ان ہلاک ہونے والوں کے لباس میں آ کر بتا دیا کہ تو بھی ہلاک ہو جائے گا۔

دنیا اس شخص کے لئے جو اس کی تصدیق کرے ایک سچا مکان ہے، جو اس کی باتوں کو سمجھے۔ اس کے واسطے عافیت اور امن کا گھر ہے۔ جو شخص اس سے زاد آخرت حاصل کرے اس کے واسطے تونگری کا مقام ہے۔ جو شخص اس کی نصیحت کو قبول کرے اس کے لئے دار النصیحت ہے۔ یہ دنیا دوستان خدا کے عبادت کرنے کی جگہ ہے، یہ ملائکہ الٰہی کے دعا کرنے کا مقام ہے۔ یہ وحی الٰہی کے نازل ہونے کی جگہ ہے، دوستان خدا کی تجارت کی منڈی ہے، وہ اسی دنیا میں خدا کی رحمت نازل کرتے ہیں۔ انہیں اسی دنیا میں جنت نفع میں ہاتھ آتی ہے۔ اب کون شخص دنیا کی مذمت کر سکتا ہے، حالانکہ دنیا نے اپنی جدائی کی خبر دیدی ہے الفراق الفراق کی آواز بلند کر رکھی ہے۔ اپنی اور اپنے اہل کی توصیف بیان کر دی ہے اکسب کے سب

فانی ہیں) آخرت کی تکلیفیں اپنی زحمتوں کی تصویریں پیش کر دی ہیں (اہل دنیا کو بتا دیا کہ تکلیف اس چیز کا نام ہے۔ اب آخرت کی تکلیف کا اندازہ کر لو) اپنی خوش عالیوں کے سبب سے آخرت کے عیش و سرور کا انہیں شائق کر دیا ہے۔ اس نے عاقبت اور صحت کی حالت میں شام کی۔ اور ایسی حالت میں صبح کی کہ شوق دلا کر۔ ڈرا کر۔ دھمکا کر، خوف دلا کر اہل دنیا کو رنج و اندوہ پہنچا رہی ہے۔ پس اب ندامت اور پشیمانی کی صبح کے وقت اس کی مذمت کرتے ہیں (جب رہ رہکر افسوس ہوتا ہے کہ ہم نے کیوں اس کی نصیحتوں کو نہ سنا تو مذمت کے لئے زبان کھلتی ہے) اور جن لوگوں کو دنیا نے آخرت کی یاد دلائی، انہوں نے اسے یاد کر لیا۔ انہیں اپنے حالات کی خبر دی۔ انہوں نے تصدیق کی، انہیں نصیحت کی، اور انہوں نے نصیحت حاصل کر لی۔ ایسے لوگ دنیا کی مدح کرتے ہیں۔

خداوند عالم کا ایک فرشتہ روزانہ آواز دیتا ہے، اے دنیا والو! موت کے لئے سلسلۂ توالد و تناسل قائم کرو، فنا ہو جانے کے لئے مال جمع کرو، اور خراب ہو جانے کے لئے عمارتیں بناؤ۔

دنیا قائم رہنے والے مکان میں جانے کے لئے ایک گزرگاہ ہے۔ اس دنیا کے لوگوں میں دو طرح کے آدمی ہیں۔ ایک تو وہ جس نے اپنے نفس کو دنیا کے ہاتھ بیچ دیا، اور ہلاک ہو گیا۔ دوسرا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو دنیا سے خرید کر اسے (عذاب آخرت سے) آزاد کر دیا۔

دوست اس وقت تک دوست نہیں جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی ان اوقات سہ گانہ میں حفاظت نہ کرے۔ اول نکبت و احتیاج کے وقت۔ دوم اس کے غائب ہو جانے کے وقت۔ سوم اس کے مر جانے کے وقت۔

جسے چار چیزیں دی گئی ہیں، وہ چار چیزوں سے محروم نہیں جسے دعا کی توفیق عطا ہوئی ہو وہ استجابت دعا سے محروم نہیں ہو سکتا، جس کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے، وہ قبول توبہ سے مایوس نہیں۔ جسے استغفار کی اجازت مرحمت ہوتی ہے وہ کیونکر مغفرت سے ناامید ہو سکتا ہے۔ جسے شکر عطا کیا گیا ہے، وہ زیادتی نعمت سے محروم نہیں رہ سکتا ہے، اور اس قول کی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے چنانچہ خداوند عالم دعا کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے ادعونی استجب لکم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا پھر استغفار کی نسبت ارشاد ہے ومن یعمل سوء او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفوراً رحیما جس شخص نے بدکاری کی یا اپنے نفس پر ظلم کیا پھر خدا سے مغفرت کا طالب ہوا تو وہ خداوند عالم کو بخشنے والا اور رحمت کرنے والا پائے گا، اور شکر کے بارے میں فرمایا ہے لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم شکر کروگے تو میں تمہاری نعمتوں کو زیادہ کروں گا اور توبہ کی نسبت ارشاد ہوا ہے انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ ثم یتوبون من قریب فاولٰئک یتوب اللہ علیھم وکان اللہ علیماً حکیماً۔ جو لوگ جہالت کے سبب سے

بدکاری کے مرتکب ہوتے ہیں، پھر اس کے قریب ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی توبہ کا قبول کرنا خدا پر لازم ہے۔ خداوند عالم ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور خدا دانا، راست گفتار اور حکیم و درست کردار ہے۔

ہر ایک متقی کی نماز سبب تقرب خداوندی ہے۔ حج ہر ایک ضعیف کا جہاد ہے۔ ہر ایک شے کی ایک زکوٰۃ ہوا کرتی ہے۔ اور بدن کی زکوٰۃ روزے ہیں۔ اور عورت کا جہاد یہی ہے کہ وہ شوہر سے اچھی طرح پیش آوے!

صدقہ دے دے کر وسعت رزق کو طلب کرو۔ جو شخص مال چھوڑ جانے کا یقین رکھتا ہے وہ بخشش کرنے میں سخاوت سے کام لیتا ہے۔

خداوند عالم کی اعانت و مدد بقدر احتیاج نازل ہوا کرتی ہے۔

میانہ روی پر کاربند رہنے والا کبھی فقیر نہیں ہوتا۔

اولاد کی قلت کا سبب یہی ہے کہ مالدار ہو کر اور پھر راہ خدا میں صرف نہ کرے۔ خلقت کے ساتھ دوستی کرنا آدھی دانشمندی ہے۔ حزن و اندوہ میں مبتلا رہنا آدھا بڑھاپا ہے۔

صبر مصیبت کے وقت نازل ہوتا ہے (جس قدر مصیبت ہوتی ہے اسی قدر پروردگار عالم صبر عطا کرتا ہے) جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنا منہ نوچ لیا، اس کا ثواب برباد ہو گیا۔

بہت سے روزہ دار ہیں جنہیں روزے سے سوائے پیاس اور بھوک کے کچھ حاصل نہیں بہت سے نماز گزار ہیں جنہیں سوائے قیام و قعود کی مشقت اٹھانے کے نماز سے کچھ فائدہ نہیں۔ عقلمندوں کا سونا ان کے افطار کرنے سے نہایت ہی خوش گوار ہے (احمقوں کا شب زندہ دار رہنا اور روزہ رکھنا کسی کام کا نہیں)

صدقہ دے کر اپنے ایمان کے مالک ہو جاؤ۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے اپنے مال کی حفاظت کرو۔ اور دعاؤں کے ساتھ بلاؤں کی موجوں کو دفع کرو۔

کمیل ابن زیاد کہتا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام میرا ہاتھ پکڑ کر صحرا کی طرف لے گئے جب داخل صحرا ہوئے تو آپ نے ایک سرد آہ کھینچی اور فرمایا۔ اے کمیل یہ قلوب علوم کے ظرف ہیں، اور عمدہ ظرف وہی ہے جو ان علوم کی نگہداشت کرے۔ اب جو کچھ میں تجھ سے بیان کرتا ہوں اُسے یاد رکھنا۔ سن! آدمیوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو عالم ربانی ہے (جو معرفت الٰہی کو جانتا ہے) دوسرا طالب علم ہے اور نجات و رستگاری کے رستے پر قائم ہے (اگرچہ عالم نہیں) تیسرے وہ لوگ ہیں جو عالم ہیں نہ متعلم۔ یہ لوگ نہایت ہی پست فطرت اور احمق ہیں۔ بھیڑ بکری کی طرح گلہ بانی کی پیروی کرتے ہیں (جس طرف اس نے ہنکا دیا چلے گئے) ہر ایک ہوا کے ساتھ دین سے برگشتہ ہو جاتے

ہیں۔ انہوں نے نورِ علم سے ذرا بھی روشنی حاصل نہیں کی۔ اور دین کے محکم اور مضبوط رکن سے پناہ کے خواستگار نہیں ہوتے۔

اے کمیل! علم مال سے بہتر ہے، کیونکہ مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے، اور علم خود تیری حفاظت کرتا ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوگا۔ علم کو جتنا خرچ کروگے، اتنا ہی بڑھتا جائے گا۔ مال کا پرورش یافتہ زوال مال کے ساتھ ہی فنا ہو جاتا ہے (مگر پروردۂ علم کی یہ شان نہیں)

اے کمیل ابن زیاد! علم کا حاصل کرنا دین و ایمان ہے۔ اس پر ثواب عطا کیا جاوے گا۔ اس علم کے سبب سے انسان اپنی زندگی میں اطاعت خداوندی کو حاصل کرتا ہے۔ وہ اس بات کو پیدا کر لیتا ہے کہ مرنے کے بعد لوگوں میں اس کا ذکر خیر ہو۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ۔

اے کمیل ابن زیاد، مال کے جمع کرنے والے عقوبات کی ہلاکتوں میں گرفتار ہیں، حالانکہ وہ دنیا میں زندہ ہیں۔ اور علما (علم کی جمع کرنے والے) باقی رہیں گے جب تک کہ زمانہ باقی ہے۔ ان کے جسم مفقود ہو جائیں گے۔ مگر ان کی صورتیں دلوں میں موجود رہیں گی۔ آگاہ ہو جا اس مکان میں (سینہ مبارکہ کی طرف اشارہ فرمایا) ایک علم کا خزانہ ہے۔ کاش میں کسی ایسے شخص کو پا لیتا جو اس علم کا اٹھانے والا ہوتا۔ مگر مجھے ملا بھی تو ایسا عقلمند ملا جس پر بھروسہ اور اطمینان نہیں ہو سکتا۔ وہ آلۂ دین (عقل) کو دنیا کے لئے استعمال کرتا ہے۔ خدا کی نعمتوں اور اس کی حجتوں کے سبب سے اس کے بندوں اور اس کے دوستوں پر غلبہ حاصل کرنے کا خواہش مند ہے۔ یا ایسا شخص ملا جو ان حق کے اٹھانیوالوں (علما) کا مقلد ہو۔ وہ ذاتی بینائی سے محروم ہے۔ حق کے اطراف و جوانب میں اس کی نظر ہی نہیں جا سکتی۔ اول[1] ہی عارض ہونے والے شبہہ کے سبب سے شک اس کے دل میں ظاہر ہوتا ہے۔ آگاہ رہ نہ تو وہ شخص (آلہ دین کو دنیا کے لئے استعمال کرنے والا عالم) اس علم کے اٹھانے کی قابلیت رکھتا ہے۔ نہ نابینا مقلد۔ اب ایک اور شخص ایسا نظر آیا جو خواہشات نفس امارہ کا نہایت آسان طریقے سے مطیع و پیرو ہے۔ پھر جو نظر کی تو ایک مال جمع کرنے اور دولت دنیا کو ذخیرہ رکھنے والا دکھائی دیا۔ یہ دونوں شخص بھی اس علم کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے اور، یہ دونوں شخص بھی کسی چیز میں دین کی رعایت کرنے والے نہیں۔ یہ دونوں چرنے والے چارپایوں سے بالکل مشابہ ہیں۔ آہ افسوس! اسی طرح اپنے اٹھانے والوں کی موت کے سبب سے علم بھی فنا ہو جاتا ہے۔ بارالہا! ہاں بے شک حجت قائم الٰہی سے زمین خالی نہیں ہوتی۔ یا تو ظاہر بظاہر مشہور ہو، یا خوف کی حالت میں پوشیدہ ہو، تاکہ خدا کی حجتیں اور اس کے شاہد ضائع نہ ہو جائیں اس زمانے کی کیا مقدار ہے؟ وہ ائمہ کا گروہ کہاں ہے؟ قسم خدا کی یہ ائمہ از روئے تعداد نہایت قلیل ہیں۔ مگر از روئے مرتبہ و منزلت نہایت بزرگ ہیں۔ انہیں کے سبب سے پروردگار عالم اپنی حجتوں

[1] کیا عجب ہے اس اول عارض ہونے والے شبہہ سے مراد خلافت اولیٰ ہو۔ فافہم۔ مترجم ۱۲۔

اور اپنے شاہدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ ان حجج و شواہد کو ان کے سپرد کرتے ہیں جو انہیں کی مانند ہوں اور انہیں (شیعیان خالص) کے دل میں ان کی زراعت کرتے ہیں جو اخلاق و افعال میں ان کے مشابہ ہوں۔ علم و عقل کی فوج نے ان پر ہجوم کر رکھا ہے۔ یہ بصیرت حقیقی پر قائم ہیں۔ یہ لذت و راحت علم یقینی کے مباشر ہیں۔ ان نفوس مقدس نے ان محنتوں اور مشقتوں کو آسان سمجھ لیا ہے جنہیں دنیا کے ناز و نعم میں پلے ہوئے دشوار شمار کرتے ہیں، اور اس چیز سے مانوس ہو گئے ہیں جس سے نادان جاہل وحشت کرتے ہیں۔ ان کے بدن دنیا کے مصاحب ہیں۔ لیکن ان کی روحیں مقام اعلیٰ کے ساتھ معلق ہیں۔ یہ لوگ زمین خدا میں اس کے خلیفہ ہیں۔ اس کے دین کی طرف بلانے والے ہیں۔ افوہ! میں ان کے دیدار کا کس قدر مشتاق ہوں۔ اچھا اب (کلام تمام ہوا) تو جہاں چاہے چلا جا۔

آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہیں ؎ تا مرد سخن نگفتہ باشد ٭ عیب و ہنرش نہفتہ باشد

جس شخص نے اپنی قدر نہ پہچانی وہ ہلاک ہو گیا۔

ایک شخص نے سوال کیا مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا۔ تو ان لوگوں میں سے نہ ہو جو بغیر عمل کے حسن انجام کی امید رکھتے ہیں۔ اور طول امل کے سبب سے توبہ کو تاخیر میں ڈال دیتے ہیں دنیا کی شان میں باتیں تو زاہدوں (دنیا سے بچنے والوں) کی سی کرتے ہیں، مگر عمل کرتے ہیں پکے رغبت کرنے والوں اور دنیا داروں کے سے۔ اگر انہیں دولت دنیا عطا کی جائے تو سیر نہیں ہوتے۔ اگر دنیا کو ان سے روکا جائے تو قناعت نہیں کرتے۔ جو کچھ انہیں (رزق و مال دنیا) دیا گیا ہے اس پر شکر نہیں کرتے۔ اور بقیہ عمر میں زیادتی نعمت کے طلب گار ہیں۔ لوگوں کو گناہوں سے منع کرتے ہیں۔ مگر خود باز نہیں رہتے۔ لوگوں کو اس عبادت کا حکم کرتے ہیں جسے خود نہیں بجا لاتے۔ نیکوں کو دوست رکھتے ہیں مگر ان کے سے اعمال نہیں کرتے۔ گنہگاروں کو دشمن سمجھتے ہیں اور خود بھی انہیں میں سے ہیں، اپنے گناہوں کے باعث موت کو برا سمجھتے ہیں۔ اور ان گناہوں پر قائم رہتے ہیں جن کے سبب سے موت کو مکروہ سمجھنا پڑتا ہے۔ دنیا کے مشتاق ہیں جو فانی ہے۔ طلب آخرت میں کاہل ہیں جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ موت سے ڈرتے ہیں، اور موت کے واسطے عجلت نہیں کرتے۔ گناہ کی جس مقدار کو اپنے نفس کے لئے تھوڑا سمجھتے ہیں، اگر وہی مقدار غیر سے سرزد ہو تو اسے بہت بڑی خیال کرتے ہیں اپنی اسی عبادت و اطاعت کو کثیر سمجھتے ہیں کہ جسے اپنے غیر سے واقع ہونے پر حقیر تصور کرتے ہیں لوگوں پر طعن کرتے ہیں اور اپنے نفس کی خاطر مدارات میں مشغول ہیں۔ فقیروں کے ساتھ بیٹھ کر ذکر خدا کرنے سے امیروں کے ساتھ رہ کر لہو و عبث افعال میں مشغول رہنا انہیں مرغوب ہے۔ اپنے نفس کے نفع کے لئے غیروں کے ضرر پر حکم کرتے ہیں۔ اور غیروں کے نفع کے لئے اپنے نفس کے ضرر پر حکم نہیں لگاتے۔ اپنے غیر کی راہنمائی کرتے ہیں، اور اپنے نفس کو گمراہ کرتے ہیں۔ اس قسم کے

شخص (خدا کے سوا) دوسرے کے مطیع ہیں، نافرمانبردار ہیں، دوسرے سے وعدہ کی وفا کے طالب ہیں، اور خود وفا نہیں کرتے۔ خدا سے نہ ڈرنے کے سبب مخلوق سے ڈرتے ہیں۔ اور مخلوق سے ڈرنے کے سبب سے خدا سے نہیں ڈرتے۔

ہر ایک انسان کے لئے خاتمہ ضرور ہے۔ شیریں ہو یا تلخ۔ ہر ایک صاحب اقبال کے لئے ادبار ہے، جس چیز نے اس سے رُخ پھیر لیا ہے۔ وہ گویا تھی ہی نہیں۔ شخص صابر ضرور فتح و فیروزی حاصل کرے گا۔ اگرچہ ایک مدت دراز ہو جائے، جو شخص کسی جماعت کے فعل سے راضی ہوا تو گویا اس کے ساتھ وہ خود بھی اس فعل میں داخل ہو گیا۔ اور ہر ایک باطل میں داخل ہونے کے لئے دو گناہ ہوتے ہیں۔ ایک تو اس نے عمل باطل کیا۔ دوسرا یہ کہ عمل باطل پر راضی ہوا۔ اس شخص کی اطاعت کو لازم سمجھو جس کی شناخت میں تم جہالت کا عذر پیش نہیں کر سکتے (اور یہ اطاعت خدا و رسول و خلیفہ برحق کی اطاعت ہے) اگر تم بینا ہو گئے ہو تو دوسرے کو بھی بینا کر سکتے ہو۔ اگر ہدایت یافتہ ہو تو ہدایت کر سکتے ہو۔ اگر سن چکے ہو تو دوسرے کو سنا سکتے ہو۔ ورنہ جو شخص ایسا نہیں وہ بصیرت پیدا کرنے والا۔ ہادی۔ اقوال حقہ کو سنانے والا اور امام و مقتدا کیونکر ہو سکتا ہے؟ اپنے بھائی کو نیکی و احسان کی سزا دے۔ اور انعام و اکرام کے ساتھ اس کے شر کو واپس کر دے۔ جس شخص نے اپنے نفس کو تہمت کے مقام میں رکھا تو ہرگز اپنے سے بدگمان ہونے والے کو ملامت نہیں کر سکتا۔ جو شخص بادشاہ ہوا اسے لازم ہے کہ ہر ایک منتخب اور چنندہ چیز کو اختیار کرے۔ جس شخص نے تن تنہا اپنی رائے پر عمل کیا ہلاک ہوا۔ اور جس شخص نے مشورہ کیا مردان دانشمند کے ساتھ عقل و دانش میں ان کا شریک ہو گیا۔ جس شخص نے اپنے بھید کو چھپایا خیر و صلاح اس کے ہاتھ میں ہے۔ فقر و فاقہ ایک زبردست موت ہے (کیونکہ بعض اوقات باعث کفران ہو کر موجب ہلاکت آخرت ہو جاتا ہے) جس شخص نے ایسے انسان کا حق ادا کیا جو اس کا حق ادا نہیں کرتا تو بیشک اسے بندہ بے دام بنا لیا۔ خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہ کرنی چاہیئے۔ اس انسان کو سرزنش نہ کرنی چاہیئے جو ادائے حق میں تاخیر کر رہا ہے۔ قابل ملامت وہ شخص ہے جو ایسے کام میں دست اندازی کر رہا ہے جس کا اہل نہیں، خود پسندی زیادتی نعمت کو روکتی ہے۔ موت قریب ہے اور دنیا کی مصاحبت کا زمانہ قلیل۔ قیامت کی صبح اس شخص کے لئے روشن (اور فرحت بخش) ہے جو دو آنکھیں (علم و عمل) رکھتا ہے (ورنہ قیامت کی صبح تاریک ہو گی معاذ اللہ) گناہوں کا ترک کر دینا طلب قبول توبہ سے آسان تر ہے بسا اوقات ایک طعام مضر کا کھا لینا بہت سے کھانوں کو روک دیتا ہے۔ آدمی اس چیز کے دشمن ہیں جسے نہیں جانتے۔ جس شخص نے مختلف عقلوں اور رایوں کی طرف رُخ کیا اسے خطا کے مقامات معلوم

ہو جائیں گے تجربہ حاصل ہو جائے گا جس شخص نے محض للّٰہ خشم و غضب کی سنان تیز کی تو امر باطل میں بڑے بڑے شہزوروں کے قتل کی قوت اسے عطا ہو جائے گی۔ دیانت کا آلہ وسعت دل ہے۔ بدکردار کو نیک اعمال کی سی جزا دے کر بدکاریوں سے منع کر۔ شر کے ارادے اپنے دل سے نکال کر دوسرے کے قلب سے بھی نکال دے۔ لجاجت و منت گزارات کو باطل کرتا ہے۔ کسی شخص سے کسی چیز کی طمع رکھنا ہمیشہ کی بندگی ہے۔ وزیلانے والے کبھی مختلف نہیں ہوتے مگر ضروری ہے کہ ایک ان میں سے گمراہی پر ہو۔ جب سے کہ مجھے حق دکھایا گیا ہے میں نے کبھی اس میں شک نہیں کیا۔ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ میری کبھی تکذیب نہیں کی گئی۔ میں کبھی گمراہ نہیں ہوا۔ اور میرے سبب سے کسی کو ضلالت نصیب نہیں ہوتی۔ ظلم و ستم میں سبقت کرنے والا فردائے قیامت میں غصہ و غم کے باعث اپنے کف دست کو کاٹے گا۔ جس شخص نے حق سے روگردانی کا اظہار کیا وہ ہلاک ہوا۔ جسے صبر نفع نہیں بخشتا اسے آہ و زاری ہلاک کرتی ہے۔ دنیا سے کوچ قریب ہے۔ نہایت تعجب ہے کہ مصاحبت پیغمبر تو خلافت کا حقدار کر دے اور جو شخص مصاحب بھی ہو اور خویش بھی وہ خلافت سے محروم رہے۔

اسی خلافت کے بارے میں حضرت نے ایک قطعہ فرمایا ہے۔

فان کنت بالشوری ملکت امورهم ۔۔۔ فکیف بهذا والمشیرون غیّبُ

وان کنت بالقربی حججت خصیمهم ۔۔۔ فغیرك اولیٰ بالنبی اقربُ

اگر تو شوریٰ و اجماع کے سبب سے امور مردم کا مالک ہو گیا تو یہ شوریٰ و اجماع متحقق کیونکر ہوا۔ کیونکہ صاحبان شوریٰ (بنی ہاشم) تو غائب ہی ہیں (وہ تو اس اجماع میں شریک ہی نہیں) اور اگر تو نے قرابت پیغمبر کی دلیل پیش کر کے ان میں سے مدمقابل کو مغلوب کر دیا تو اس لحاظ سے بھی تیرا غیر (امیر المومنین علیہ السلام) قرابت پیغمبر کا زیادہ سزاوار ہے اور وہ پیغمبر کا نہایت ہی قریبی ہے۔ بے شک انسان دنیا میں وہ نشانہ ہے جس پر موت کے تیر پڑ رہے ہیں۔ ایک ایسی غارت شدہ چیز ہے کہ وہ جس پر مصیبتیں ٹوٹی پڑتی ہیں۔ ہر ایک گھونٹ کے ساتھ گل گھٹتا ہے اور ہر ایک لقمہ کے ساتھ غم و غصہ کھانا پڑتا ہے۔ بندہ ہر ایک نعمت تک دوسری سے جدا ہو کر پہنچتا ہے اور اپنی مدت عمر کے ایک دن سے مفارقت کر کے زندگی کے دوسرے دن کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ہم لوگ موت کے اعوان و انصار ہیں۔ ہمارے نفس موت کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ پھر ہم کیونکر بقا کی امید کر سکتے ہیں، حالانکہ یہ دن اور رات جو ہمارے سامنے موجود ہیں۔ انہوں نے کسی شے کو بزرگی و شرف کے واسطے بلند نہیں کیا۔ مگر یہ نہایت سرعت کے ساتھ اس کے منہدم کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے جسے انہوں نے بنا کیا تھا اور اس شے کو متفرق کرنے پر آمادہ ہو گئے

جیسے انہوں نے جمع کیا تھا۔ حکم کرنے سے باوجود علم خموش رہنے میں کوئی بہتری نہیں۔ جیسا جہالت کے ساتھ بات کرنے میں کوئی خوبی نہیں۔ اے ابن آدم تو نے جو کچھ بھی اپنے قوت لایموت سے زیادہ کمایا ہے تو اس کا اپنے غیر کے لئے خزانچی ہے۔ دل بعض اوقات تو ایک کام کی طرف مائل ہوتا ہے اور بعض اوقات اسے مکروہ سمجھتا ہے۔ اس سے متنفر ہو جاتا ہے۔ بس اب تم اس میلان کے وقت اس کام کو انجام دو کیونکہ دل جب کسی کام کو مکروہ سمجھتا ہے تو اندھا ہو جاتا ہے دل بصیرت و دانائی کے ساتھ اسے انجام نہیں دے سکتا۔ جب میں کسی پر غضب ناک ہوں تو کس وقت غصے کو فرو کروں۔ اور اس سے انتقام لوں۔ آیا اس وقت جب میں انتقام سے عاجز ہوں؟ تو اس وقت مجھ سے یہ کہا جاتا ہے کہ بس آپ کو صبر ہی لازم ہے تو کیا پھر اس وقت جب میں انتقام لینے پر قادر ہوں؟ مگر اس وقت پھر مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اگر معاف ہی کر دیں تو بہتر ہے۔

ایک مرتبہ ایک مزبلہ پر سے گذر ہوا تو فرمایا یہ وہ چیز ہے جس سے بخیل بخل کرتے تھے۔ بروایت دیگر فرمایا۔ یہ وہ چیز ہے کہ کل جس کی طرف تم راغب ہو رہے تھے، جس مال نے تجھے نصیحت دی وہ تلف نہیں ہوا۔

قول خوارج لاحکم الا اللہ سنکر فرمایا۔ ایک سچی بات ہے مگر اس سے معنی باطل کا ارادہ کیا جاتا ہے۔

عوام الناس کے بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر جمع ہو جائیں۔ متفق ہو رہیں اپنے دشمن کو مغلوب کر دیں اور جب تتر بتر ہو جائیں تو پہچانے نہ جاسکیں۔ اس وقت سوال کیا گیا کہ ہم نے ان کے اجماع کی مضرت کو تو جان لیا۔ مگر ان کے متفرق ہونے کا نفع کیا ہے؟ فرمایا اہل حرفہ اپنے اپنے پیشوں میں جاکر مشغول ہو جاتے ہیں۔ معمار اپنی تعمیر میں جا لگتا ہے۔ جولاہا اپنے گھر میں جا بیٹھتا ہے اور نان بائی اپنے مطبخ میں جاکر مشغول ہو جاتا ہے۔ لوگ ان سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک گنہگار کو حضرت کے سامنے لائے اور عوام الناس اس کے ساتھ تھے۔ انہیں دیکھ کر فرمایا۔ الٰہی! ان عورتوں کے واسطے کبھی بشاشت و خوشی نہ ہو جو مقام بدی اور برائی کے سوا کسی جگہ نہیں دیکھی جاتیں۔

ہر ایک انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ جب موت آتی ہے تو یہ فرشتے اس شخص کے اور موت کے درمیان حائل نہیں رہتے۔ بیشک اجل ایک محافظت کرنیوالی سپر ہے (وقت موت کے پہنچنے تک لوگ محفوظ رہتے ہیں)

طلحہ و زبیر نے کہا کہ ہم اس شرط پر آپ کی بیعت کرتے ہیں کہ ہم بھی اس خلافت میں آپ کے شریک رہیں۔ فرمایا یہ نہیں ہو سکتا مگر تم دونوں قوت و استعانت (خلافت دگمراہی) میں ایک دوسرے کے شریک ہو۔ ناتوانی اور کجی (رفی الاسلام) پر ایک دوسرے کے مددگار ہو۔

ایہا الناس اس خدا سے ڈرو جو تمہارے اقوال کو سنتا ہے۔ تمہاری ضمیروں سے واقف ہے

اس موت کی طرف سبقت کرو کہ جس سے اگر تم بھاگنا چاہو تو وہ تمہیں پکڑے گی۔

اگر تم اپنے حال پر قائم رہو جب بھی اگر رہے گی۔ اور اگر اسے بھول جاؤ جب بھی تمہیں یاد کرے گی۔

جو شخص احسان کرنے پر تیرا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ تجھے اس کے سبب سے احسان سے پرہیز نہیں کرنا چاہیئے، کیونکہ تیرے ہر احسان کا وہ شخص (خدا) شکریہ ادا کرے گا جس نے تجھ سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں کیا۔ اور اس شکر گزاری کے سبب سے وہ نفع بلکہ اس سے بھی زیادہ مل جائیگا جسے کفران نعمت کرنے والے نے ضائع کر دیا تھا۔ اور خداوند عالم احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔

ہر ایک برتن جس میں کوئی چیز جس قدر ڈالی جائے اسی قدر تنگ ہوتا چلا جاتا ہے۔ مگر ظرف علم میں جس قدر زیادتی کرو اتنا ہی وسیع ہوگا۔

بردبار کے علم کا پہلا بدلہ یہ ہے کہ جاہل کے مقابلہ پر لوگ اس کے مددگار ہو جاتے ہیں۔

اگر تو بردبار نہیں ہے تو بردباروں کی سی صفات اختیار کر، کیونکہ جو شخص جس گروہ سے مشابہ ہوتا ہے۔ اسی گروہ کا ایک فرد ہو جاتا ہے۔

دنیا اس سرکشی کے بعد ہم پر مہربان ہو جائے گی جیسے کہ کٹکھنی اونٹنی اپنے بچے پر مہربان ہو جاتی ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ان لوگوں پر احسان کریں، جنہیں زمین میں (کفار) ضعیف و ناتوان خیال کرتے ہیں (وہ احسان یہ ہے کہ) ہم انہیں پیشوا بنادیں اور انہیں (روئے زمین کا) وارث قرار دے دیں۔

اس شخص کی مانند دنیا سے حذر کرو جس نے بندگی کے دامن سے کمر باندھ لی ہے۔ تمام علائق سے برہنہ ہے۔ سبکباری کی حالت میں کوشش اور تلاش کر رہا ہے۔ اپنی عمر کے اوقات مہلت میں اعمال خیر کی طرف تعجیل سبقت کر رہا ہے۔ خوف کی وجہ سے شتابی اور جلدی سے کام لے رہا ہے اپنی جائے پناہ کی کیفیت۔ اپنے مصدر و مبداء کے حالات۔ اپنے مرجع کے انجام میں فکر کر رہا ہے۔ غور کر رہا ہے۔

سخاوت و بخشش ناموس کی نگہبان ہے حلم و بردباری نادان کے ہونٹ سی دیتی ہے۔ معاف کرنا دشمن پر فتح پانے کی زکوٰۃ ہے۔

فریبی و غدار سے بدلہ لینا یہی ہے کہ تو اس کی مکاریوں کو بھلا دے۔ مشورہ کرنا ہدایت کا سرچشمہ ہے جس شخص نے اپنی رائے پر بھروسہ کیا ہلاک ہوا۔ صبر حوادث روزگار کو دفع کرتا ہے۔ نالہ و زاری مصائب زمانہ کے مددگار ہیں (بے صبری سے اور مصیبتیں آتی ہیں) بہترین تونگری یہی ہے کہ آرزوؤں کو ترک کر دیا جائے۔ بہت سی غفلتیں ہیں جو امیر کی خواہشات نفسانی کے پنجے میں گرفتار ہیں رہبیت

سے عاقل جاہلوں کے پھندے میں پھنسے ہوتے ہیں) تجربات زمانہ کا یاد رکھنا بھی ایک توفیق ہے محبت ایک ایسی قرابت ہے جس سے فائدہ حاصل کیا گیا ہے۔ جو شخص تجھ سے ملول اور رنجیدہ ہو اسے اپنا امین نہ بنا۔ آدمی کا اپنے نفس کو پسند کرنا (خود پسندی میں مبتلا رہنا) حاسدان عقل میں سے ایک حاسد ہے۔ مکروہات سے چشم پوشی کرے ورنہ کبھی زمانے میں خوش حال نہ ہوگا جس شخص کی لکڑی نرم ہو (جس کی طبیعت احسان کرنے کی طرف مائل ہو) اس کی شاخیں بہت ہوتی ہیں (دوست کثرت سے ہو جاتے ہیں) کسی کام میں اختلاف کا واقع ہونا تدابیر کو خراب کر دیتا ہے جس شخص نے جود و بخشش سے کام لیا۔ اس نے تفوق اور بزرگی و بلندی کو تلاش کیا۔ تغیر حالات میں مردوں کے جوہر پہچانے جاتے ہیں، دوست اگر حاسد ہو تو عیاں نظاہر ہے کہ دوستی بے لاگ نہیں۔ اکثر عقلوں کی قتل گاہیں شمشیر طمع کی بجلیوں کے نیچے ہیں۔ عدالت کا مقتضا یہ نہیں کہ محض اپنے گمان کو پختہ سمجھ کر حکم صادر کر دیا جائے (بلکہ دلائل و براہان کی ضرورت ہے) بندوں پر ظلم کرنا آخرت کے لئے نہایت ہی خراب توشہ ہے۔ کریم کا نہایت ہی عمدہ فعل یہ ہے کہ وہ لوگوں کے ان عیوب کو بھلا دیتا ہے جو اسے معلوم ہیں جس شخص نے شرم و حیا کا جامہ پہن لیا لوگ اس کے عیب نہیں دیکھ سکتے۔ ہمیشہ خموشی اختیار کرنے سے ہیبت اور جلالت بڑھتی ہے۔ عدل و انصاف کرنے سے لوگوں کے ساتھ اتفاق و مواصلت پیدا ہوتے ہیں۔ احسان و اکرام کرنے سے مرتبہ زیادہ ہوتا ہے تواضع اور فروتنی سے نعمتوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ تکالیف و زحمت کی برداشت سے بزرگی واجب ہو جاتی ہے۔ میانہ روی سے دشمن مغلوب ہو جاتے ہیں۔ نادان و جاہل کے مقابلے میں حلم اختیار کرنے سے یار و انصار بڑھ جاتے ہیں۔ ان حاسدوں پر سخت تعجب ہے کہ جسما کی نعمتوں کو دیکھ دیکھ کر جلے مرتے ہیں۔ بدنوں کی صحت و تندرستی پر کیوں حسد نہیں کرتے۔ طمع کرنے والا ذلت و خواری کی قید میں ہے ایمان کی بابت سوال کیا گیا۔ فرمایا، معرفۃ القلب۔ اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا نام ایمان ہے۔ جس شخص نے ایسی حالت میں صبح کی کہ دنیا کے نہ ملنے سے اندوہناک ہے تو اس نے ایسی حالت میں آنکھ کھولی ہے کہ قضائے الٰہی پر خشمناک ہو رہا ہے۔ جو شخص ایسی حالت میں داخل صبح ہوا کہ نازل ہونے والی مصیبتوں کا شاکی ہے تو بیشک وہ اپنے پروردگار کی شکایت کر رہا ہے۔ جو شخص کسی مالدار کی طرف آئے (اس پر بھروسا کرے) اور اس مالداری کے سبب سے اس کے سامنے فروتنی اختیار کرے تو اس کا دو تہائی دین جاتا رہا۔

جو شخص قرآن پڑھتے پڑھتے مرگیا وہ داخل جہنم ہوا۔ کیونکہ یہ ایسا شخص تھا جو آیات قرآنی کو باستہزا و تمسخر اخذ کرتا تھا۔ جس کا دل دنیا کی دوستی کے لئے حریص ہوگیا۔ دنیا کی طرف سے تین چیزیں اس پر واجب ہوگئیں۔ اول رنج و اندوہ جو کبھی اس سے علیحدہ نہ ہوگا۔ دوم حرص جو کبھی اس کا پیچھا نہ چھوڑیگی

سوم آرزو جو کبھی بر نہ آئے گی۔

بادشاہی کرنے کے لئے قناعت کافی ہے (قناعت کرنے والا بادشاہ ہے) نعمتوں میں بسر کرنے کے لئے خوش خلق ہونا کفایت کرتا ہے۔

اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے فلنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ "ہم اسے (مومن کو) ایک پاکیزہ زندگی کے ساتھ جلائیں گے۔" فرمایا یہ (زندگی پاکیزہ) قناعت ہے۔

ان لوگوں کے شریک ہو جاؤ جن کی طرف رزق نے رخ کر رکھا ہے کیونکہ ان کے ساتھ شریک ہونا مالداری کے لئے سزاوار ہے۔ اور منفعت کی توجہ کے لئے نہایت ہی لائق ہے۔

قول خداوندی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان "بے شک خداوند تعالےٰ عدل واحسان کے ساتھ حکم کرتا ہے۔" کے بارے میں فرمایا ہے کہ عدل انصاف کو کہتے ہیں۔ (ظلم سے باز رہنا) اور احسان جود وبخشش کو۔

جس نے کوتاہ ہاتھ کے ساتھ جود وسخا سے کام لیا (باوجودیکہ مال ومتاع اس کے پاس بہت قلیل ہے۔ مگر پھر بھی بخشش کئے جاتا ہے) پروردگار عالم ایک بڑھے ہوئے ہاتھ کے ساتھ عطا کریگا۔

اپنے فرزند ارجمند امام حسن علیہ السلام سے فرمایا۔ تو جہاد میں ہرگز مبارز طلبی نہ کرنا۔ ہاں اگر تجھے محاربہ کے لئے بلایا جائے تو اس کی آواز کو قبول کرنا کیونکہ مبارز طلب کرنے والا ظالم وستمگار مستحق قتل۔

تکبر، بزدلی، بخل مردوں کے لئے نہایت بری خصلتیں ہیں۔ مگر عورتوں کے لئے اچھی ہیں کیونکہ عورت اگر متکبر ہوگی تو کسی کو اپنے سامنے آنے کی اجازت نہ دیگی۔ اگر بخیل ہوگی تو اپنے اور اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی۔ اگر بزدل ہوگی تو ہر ایک چیز سے ڈرے گی جو اس سے متعرض ہو (لہذا محفوظ رہے گی)

سوال کیا گیا کہ عاقل کی تعریف کیجئے۔ فرمایا عاقل وہ ہے جو ہر ایک چیز کو اس کے مقام پر رکھدے پھر سوال ہوا کہ جاہل کی کچھ توصیف ہو ارشاد کیا۔ میں بیان کر چکا ہوں (جب عاقل کی تعریف بیان کردی تو جاہل کی تعریف بھی بیان ہوگئی۔ کیونکہ جاہل عاقل کی ضد ہے لہذا اس کی تعریف بھی عاقل کی توصیف کے برخلاف ہوگی)

قسم خدا کی تمہاری دنیا میری نگاہ میں اس خنزیر کی ہڈی سے بھی زیادہ ذلیل وخوار ہے جو جذامی کے ہاتھ میں ہو۔

ایک گروہ حصول ثواب کے لئے خدا کی عبادت کرتا ہے۔ یہ عبادت تاجروں کی سی عبادت ہے (کہ عبادت کے بدلے ثواب کے خواستگار ہیں) ایک جماعت عذاب سے ڈر کر عبادت الہٰی

میں مصروف ہے۔ یہ عبادت غلاموں کی سی عبادت ہے۔ ایک قوم ایسی ہے جو شکر ادا کرنے کے لئے اس کی عبادت کرتی ہے۔ یہ بندگی آزادوں کی سی بندگی ہے۔

عورت اپنے تمام اوضاع و اطوار میں بد ہے۔ اور بدترین اشیا جو اس میں موجود ہے یہ ہے کہ مرد اس کے ساتھ معاشرت کرنے کے لئے مجبور ہے۔

جس شخص نے کاہلی و سستی کی پیروی کی اس نے حقوق کو اور جو شخص کسی سخن چین اور بدگو کا مطیع ہوا اس نے دوستوں کی دوستی کو برباد کر دیا۔

غصب کیا ہوا پتھر جو گھر میں لگایا جاتا ہے وہ اس گھر کی خرابی کے بدلے رہن ہے (جب تک وہ گھر برباد نہ ہوگا یہ اپنی جگہ سے نہ ہلے گا)

مظلوم کا ظالم سے انتقام لینے کا دن ظالم کے مظلوم پر ستم کرنے کے دن سے نہایت ہی سخت اور شدید ہے۔

خدا سے ڈرا کر اگرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے اور خداوند تعالےٰ کے درمیان مغفرت کا پردہ ڈال دے اگرچہ وہ نہایت باریک ہو۔

سوالات کے جوابات بکثرت دینے سے صواب پوشیدہ ہو جاتے گا (جواب میں خطا واقع ہوگی)

خداوند تبارک و تعالےٰ کا ہر ایک نعمت میں حق ہے جس نے اس حق کو ادا کیا (شکریہ بجا لایا) اس کی نعمت کو خداوند عالم زیادہ کر دے گا۔ اور جس کسی نے ادائے حق میں تقصیر کی بسبب زوال نعمت اس کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔

جب کسی کام پر انسان پورے پورے طور سے قادر ہو گیا تو اس کی خواہش بہ اس کام کے متعلق کم ہو گئی (کیونکہ انسان اسی شے پر حریص ہے جس تک رسائی نہیں)

نعمت کو (بہ سبب کفران نعمت) بھگا دینے سے حذر کرو کیونکہ ہر ایک بھاگا ہوا واپس نہیں آیا کرتا۔

جو شخص تیری طرف نیک گمان رکھتا ہے اس کے گمان کی تصدیق کرنے (نیک ہی بن جا)

افضل الاعمال وہ عمل ہے جس کے لئے تو اپنے نفس پر جبر کرے۔

میں نے خداوند عالم کو ارادوں کے ٹوٹنے اور گرہوں کے کھل جانے سے پہچان لیا۔

دنیا میں جو تلخ چیز ہے، وہ آخرت میں میٹھی ہے اور دنیا کی حلاوتیں آخرت میں تلخ ہیں۔ پروردگار عالم نے ایمان کو شرک سے پاک کر لینے کے سبب سے۔ نماز کو کبر و رعونت سے منزہ کرنے کی وجہ سے۔ اور زکوٰۃ کو رزق کا سبب پیدا کرنے کے لئے فرض کیا۔ روزے خلقت کے خلوص کا امتحان

لینے کے واسطے واجب ہوئے۔ علی ہذا حج تقویت دین کے لئے۔ جہاد غلبۂ اسلام کے واسطے۔ امر بالمعروف عوام کی اصلاح کی غرض سے نہی عن المنکر بے وقوفوں کو معصیت سے باز رکھنے کے لئے۔ صلۂ رحم زیادتی اعوان و انصار کے واسطے۔ قصاص خون کی حفاظت کی وجہ سے۔ حدود کا قائم کرنا تعظیم محارم کے سبب سے۔ ترک شرب خمر عقل کے بچانے کے واسطے۔ چوری سے اجتناب ولانا پاکدامنی کے لئے۔ ترک زنا حفاظت نسب کے واسطے۔ ترک لواطہ (اغلام) زیادتی نسل کے لئے۔ اداے شہادت منکرین کو مغلوب کرنے کے واسطے۔ ترک کذب راستی کی شرافت کے سبب سے۔ صلح خوف سے امن میں رہنے کے لئے۔ امامت انتظام امت کے لئے۔ اور اطاعت تعظیم امامت کے واسطے۔

اگر تم ظالم سے قسم لینے کا ارادہ کرو تو اس طرح حلف اٹھواؤ: "میں خدا کی طاقت وقدرت سے بری وبیزار ہوں (اگر میں نے یہ کام کیا ہو)" کیونکہ وہ اگر اس طرح حلف اٹھائے گا تو بہت جلد اسے سزا مل جائے گی۔ اور اگر اس نے اس طرح قسم کھائی: "قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں"۔ تو اس کی عقوبت میں تعجیل نہ ہوگی کیونکہ اس نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا ہے۔

اے ابن آدم اپنے نفس کا وصی ہو جا اور اپنے مال میں جیسا عمل تو کر رہا ہے ایسا کام کر کہ تیرے پس ماندگان بھی یہی عمل کریں (انہیں وصیت کر کہ تیرے مال کو خیر وخیرات میں صرف کریں)

حسد کرنے کے سبب سے جسم کی صحت قائم رہتی ہے۔

کمیل ابن زیاد نخعی سے فرمایا۔ اے کمیل اپنے اہل وعیال کو حکم دے کہ دن میں تو بزرگی حاصل کرنے کے لئے گام زن ہوں، اور رات کو محتاجین کی حاجت برآری میں کوشش کریں۔ قسم اس خدا کی جس کی قدرت سامعہ نے تمام آوازوں کو گھیر لیا ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کے دل کو مسرور کرتا ہے پروردگار عالم اس سرور کے بدلے اپنا لطف اس کے واسطے خلق فرماتا ہے، جب اس پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو یہ لطف وکرم اس کی طرف اس طرح جاری ہوتا ہے جیسے پانی نشیب میں۔ حتیٰ کہ اس مصیبت کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے گلہ بان شتر غریب کو ہنکا دیتے ہیں۔

جب تم فقیر ہو جاؤ تو خداوند عالم سے صدقہ کے ساتھ تجارت کرو۔

ظالموں کے ساتھ وعدہ وفائی کرنا خداوند عالم کے نزدیک ظلم ہے۔ اور ستمگاروں سے بظلم وستم پیش آنا اس کے نزدیک عین وفا ہے۔

بہت سے لوگ اسی لئے عصیان کے انتہائی درجہ تک پہنچے جا رہے ہیں کہ ان کے ساتھ احسان کا برتاؤ ہو رہا ہے۔ بہت سے لوگ اسی لئے مغرور ہیں کہ ان کی پردہ پوشی کی جا رہی ہے۔ بہت سے لوگ اسی لئے مغرور ہیں کہ ان کی پردہ پوشی کی جا رہی ہے۔ بہت سے لوگ یہی دھوکا کھا رہے ہیں کہ لوگوں میں ان کی مدح وثنا ہو رہی ہے۔ خوب یاد رکھو کہ ہر ایک شخص کو خداوند عالم

نے مہلت دے کر آزمایا ہے۔

جب صاحب العصر کے ظہور کی علامتیں موجود ہوں گی تو یعسوب الدین (امیر المومنین) اپنے نیش کو منافقین و کفار پر مارے گا۔ اور مومنین گروہ در گروہ اس طرح جمع ہو جائیں گے جیسے فصل بہار میں بادل کے ٹکڑے جمع ہو جاتے ہیں۔

بے شک خصومت کے واسطے ہلاکت ہے۔

جب عورت حد بلوغ کو پہنچ جائے تو اس کے نسبی عزیز و قریب پرستاری کیلئے اولیٰ ہیں۔

ایمان پہلے پہل ایک سفید نقطہ کی شکل سے قلب میں ظاہر ہوتا ہے۔ اب جس قدر ایمان بڑھتا جاتا ہے۔ یہ نقطہ بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

ایک لشکر کی مشایعت کرتے ہوئے سپاہیوں سے فرمایا۔ تم حتی الامکان اور بقدر طاقت عورتوں سے باز رہنا۔

جب قتل و قتال کی شدت ہوتی تھی تو ہم رسول خدا سے پناہ کے طالب ہوتے تھے اس وقت ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوتا تھا جو آنحضرت سے زیادہ دشمن کے نزدیک ہو (آپ سب سے آگے ہو کر لڑتے تھے)

جب حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ معاویہ کے لشکر نے ولایت انبار کو تاراج کر دیا تو آپ بنفس نفیس شہر سے پا پیادہ نکلے اور منزل نخیلہ تک اسی حالت میں پہنچے۔ اس وقت کچھ لوگوں نے شرف ملازمت حاصل کر کے عرض کی کہ آپ کی طرف سے ہم دشمن سے لڑنے کے لئے کافی ہیں۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا قسم خدا کی تم اپنے نفسوں کے محاربہ سے تو مجھے بچا ہی نہیں سکتے پھر اپنے غیر کی لڑائی سے کیونکر میرے لئے کفایت کرنے والے ہو جاؤ گے؟ تم سے پہلے اکثر رعایا اپنے حکام کے ظلم و جور کی شکایت کیا کرتی تھی اور میں اپنی رعیت کے ظلم و ستم کا شکوہ کر رہا ہوں۔ گویا میں پیرو ہوں اور وہ (رعایا کے لوگ) پیشوا ہیں یا دشمن سے دور کر دیا گیا ہوں اور وہ دور کرنے والے ہیں۔ جب حضرت نے یہ الفاظ ایک کلام طویل کے ذریعہ سے ارشاد فرمائے تو دو شخص آپ کے اصحاب میں سے سامنے حاضر ہوئے، اور ایک نے عرض کی۔ یا مولا، میں دوسرے کا مختار نہیں مگر مجھے اپنے اور اپنے بھائی کے نفس کا اختیار حاصل ہے۔ پس جو کچھ چاہیں آپ حکم دیں، ہم اطاعت کے لئے حاضر ہیں۔ یہ سنکر حضرت نے فرمایا تم دو آدمیوں سے میرا ارادہ کیا پورا ہو سکتا ہے۔

حارث بن حوط حضرت کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا۔ کیا آپ دیکھتے ہیں کہ میں اصحاب جمل کی گمراہی کا گمان کرتا ہوں؟ آپ نے فرمایا۔ اے حارث تو نے اپنے پاؤں کے نیچے نظر کی (زیب و زینت دنیا کو دیکھا) مگر اپنے بالائے سر کی طرف نظر نہیں کی (اور نہیں پہچانا کہ خداوند عالم ایک قاہر اور زبردست

بادشاہ تیرے سر پر موجود ہے) تو حیران ہو گیا. تو نے حق کو ہی نہیں پہچانا. پھر صاحب حق کو کیونکر پہچانے گا؟ تجھے باطل کی ہی تمیز نہیں. پھر اہل باطل کو کیونکر پہچان سکتا ہے؟ حارث نے یہ سنکر کہا کہ میں تو سعد ابن مالک اور عبداللہ ابن عمر کے ساتھ گوشہ نشینی اختیار کرتا ہوں. آپ نے فرمایا سعد ابن مالک اور عبداللہ ابن عمر نے خود ہی حق کی نصرت اور باطل کے زائل کر دینے کی کوشش نہیں کی.

بادشاہ کا مصاحب اس شخص کی مانند ہے جو شیر پر سوار ہو اس کے مقام و مرتبہ کے باعث اس پر حسد کیا جاتا ہے اور وہ اس مقام کو خوب پہچانتا ہے.

اپنے اغیار کے ساتھ احسان کرو تاکہ تمہارا یہ احسان تمہاری اولاد کے حق میں محفوظ رہے (وہ شخص جن پر تم نے احسان کیا ہے تمہاری اولاد سے با احسان پیش آئیں)

حکیموں کا کلام جبکہ حق اور درست ہو تو دوا ہے اور اگر خطا ہو تو درد ہے.

ایک شخص نے عرض کی مجھے ایمان کی شناخت کرا دیجئے. فرمایا کل میرے پاس آنا. میں تجھے ایسے طریقے سے بتاؤں گا کہ اور لوگ بھی سن لیں. کیونکہ اگر تو میرے کلام کو بھول گیا تو دوسرے تو یاد رکھیں گے. بیشک کلام ایک رم کردہ حیوان ہے. کسی کے ہاتھ آجاتا ہے کسی کے نہیں. یہ شخص اگلے روز حاضر ہوا تو اسے وہی جواب دیا جو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایمان چار ستونوں پر قائم ہے.

اے ابن آدم آج کے دن کل کے لئے اہتمام نہ کر کیونکہ جب کل ہوگی تو خداوند عالم خود ہی تجھے اس کے واسطے رزق عطا فرمادے گا.

اپنے دوست سے خلق و مدارات کے ساتھ دوستی کر. شاید کسی دن یہ تیرا دشمن ہو جائے (اس وقت تیرا خلق و مدارا اس کے پیش نظر رہے گا) اپنے دشمن سے دشمنی کر مگر خاطر و مدارات کا پہلو لئے ہوئے کیونکہ شاید کسی دن یہ تیرا دوست ہو جائے.

دنیا کے لوگ دو طرح کے عامل ہیں. ایک تو دنیا میں رہ کر دنیا ہی کے لئے عمل کرتا ہے. اس کی دنیا نے آخرت کو بھلا دیا ہے. اپنے پس ماندگان کے فقر و فاقہ سے ڈرتا ہے. اپنے نفس کی طرف سے مطمئن ہے. ایسا شخص اپنی عمر کو دوسروں کے لئے برباد کرتا ہے. دوسرا شخص وہ ہے جو دنیا میں آخرت کے لئے عمل کرتا ہے، اور دنیا میں بھی روزی اسے بغیر تردد حاصل ہوتی ہے جو اس کے لئے مقدر ہو چکی ہے. یہ اس شخص نے دنیا و آخرت کے حصہ کو جمع کر لیا. دونوں گھروں کا بالتمام مالک ہو گیا. اس نے نہایت ہی آبرو کی حالت میں خدا کے نزدیک صبح کی. خداوند عالم اس کے ہر سوال کو پورا کرے گا.

روایت ہے کہ زمانہ عمر خطاب میں لوگوں نے کعبہ کی آرائشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کعبہ کو ان آرائشوں کی کیا ضرورت ہے. اگر آپ انہیں وہاں سے اٹھا کر کسی لشکر کی تیاری میں صرف کریں تو یقیناً باعث ثواب ہوگا. خلیفہ صاحب نے بھی یہ رائے پسند کی. اور ارادہ کر لیا کہ کعبہ کی تمام آرائشوں

کو برطرف کر دیا جائے۔ اور حضرت امیر المومنین علیہ السّلام سے بھی اس بارے میں رائے دریافت کی۔ حضرت نے فرمایا۔ بیشک قرآن نبیؐ پر نازل کیا گیا ہے۔ اور مال کی چار قسمیں تھیں ایک تو مسلمانوں کا مال جسے (قرآن نے) ورثاء صاحب مال کو حسب فرائض وحصہ رسد تقسیم کر دیا۔ دوسری قسم فئے تھی (وہ مال جو بغیر لڑائی کے ہاتھ آیا) اسے مستحقین پر تقسیم کر دیا گیا۔ تیسری قسم خمس تھی۔ اسے بھی وہیں رکھا (تقسیم کیا) جہاں اس کا مقام تھا۔ چوتھی قسم زکوٰۃ تھی اسے بھی وہیں قائم کیا جو اس کے قائم رکھنے کی جگہ تھی اور کعبہ کی آرائشیں اس روز (نزول قرآن) کے وقت بھی ایسی ہی تھیں جیسی آج ہیں۔ مگر خداوند عالم نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ اب سوچنا چاہیے کہ خداوند عالم سے سہو و نسیان کے باعث یہ فروگذاشت نہیں ہوئی۔ نہ اس کا مکان اس کی نگاہوں سے پوشیدہ تھا۔ پس تو بھی ان آرائشوں کو وہیں قائم رکھ جہاں خداوند عالم اور اس کے رسول نے انہیں قائم رکھا ہے۔ یہ سُنکر عمر نے کہا ''اگر آپ نہ ہوتے تو بیشک ہم رسوا ہو جاتے'' اور زیورات کعبہ کو بحال خود چھوڑ دیا۔

ایک دفعہ خدمت مبارک میں عرضی پیش ہوئی کہ دو آدمیوں نے مال خدا (غنیمت) میں چوری کی ہے۔ ایک تو ان میں سے وہ غلام ہے جو مال غنیمت میں آیا ہوا ہے۔ دوسرا ایک عامی آدمی ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ بندہ خود مال خدا (مال غنیمت) ہے اس پر حد نہیں کیونکہ مال خدا نے مال خدا کو کھالیا۔ ہاں وہ دوسرا شخص جو ہے اس پر حد شرعی لازم ہے۔ یہ فرما کر اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

اگر میرے خلافت و امارت کے پاؤں لڑائیوں کے لغزش کرنے والے مقامات سے قرار پا گئے تو بے شک بدعتوں کو متغیر کر دوں گا۔ (جنہیں دوسروں نے پھیلا دیا ہے)

تم یقیناً سمجھ لو کہ بندہ ہزار حیلہ کرے۔ لاکھ سختی سے طلب کرے۔ کتنا ہی خدعہ و فریب کی قوت سے کیوں نہ کام لے مگر لوح محفوظ میں جو اس کے واسطے مقرر کر دیا گیا اس سے زیادہ خداوند عالم اسے ہرگز نہ دے گا۔ اور بندہ کے ضعف و ناتوانی اور چارہ گری کی قلت کو اس کے اور اس کے مقدر کے درمیان میں حائل نہیں کیا۔ اس کا حکم جاننے والا اور اس پر عمل کرنے والا تحصیل منفعت (آخرت) میں راحت پانے کے لحاظ سے آدمیوں میں سب سے زیادہ بزرگ ہے۔ اور اس کا ترک کرنے والا۔ اس میں شک کرنے والا۔ اپنی مضرت میں مشغول رہنے کی بنا پر سب آدمیوں سے بڑھا ہوا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن پر احسان کیا گیا ہے۔ اور یہی احسان ان کی عقوبت اور سزا کا باعث ہے اور بہت سی بلاؤں میں مبتلا ہونے والے ایسے ہیں کہ یہ بلائیں ان پر نزول احسان کا سبب ہوتی ہیں۔ اب اے سننے والے اور نصیحت حاصل کرنے والے اپنے شکر میں اضافہ کر۔ امر معیشت میں عجلت اور جلدی کرنے کو کم کر دے۔ اور اسی روزی پر ٹھیر جا جو تیرے لئے مقدر کی گئی ہے۔

اپنے علم کو جہالت نہ بناؤ (تمہیں اپنی فنا کا علم ہے۔ اسے فراموش نہ کرو) اپنے یقین کو شک سے

تبدیل نہ کرو (جب تمہیں اپنی موت کا یقین ہے پھر اس یقین کو شک میں کیوں ڈال دیتے ہو)
جب تم نے ایک چیز کو جان لیا (اپنی فنا کو سمجھ لیا) تو عمل کرو جب تمہیں ایک بات کا یقین آگیا (جان لیا کہ مرنا ضروری ہے) تو اقدام کرو (سفر آخرت پر قدم اٹھاؤ۔ زاد راہ حاصل کرو)

طمع آبگاہ تک پہنچا تو دیتی ہے، مگر سیراب نہیں ہونے دیتی۔ ضامن اور ضمانت کرنے والی تو ہے مگر اس ضمانت کو پورا نہیں کرتی۔ طمع کا پانی پینے والا گلا اکثر اوقات سیراب ہونے سے پہلے پکڑ لیا جاتا ہے۔ جس چیز کی آدمی طمع کرتا ہے، جس قدر وہ شے بزرگ ہوگی، اسی قدر اس کے حاصل نہ ہونے کا رنج ہوگا۔ حالانکہ آرزوئیں بصیرت کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہیں۔ اور مقدر میں جو کچھ ہے وہ اس شخص کو بھی مل کے رہتا ہے جو اس کے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے۔

بار الہا! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ دیکھنے والوں کی نگاہوں میں میرا ظاہر تو اچھا ہو اور میرا باطن جسے میں تیرے سبب سے چھپا رہا ہوں قبیح ہو۔ حالانکہ میں براہ ریاکاری لوگوں سے اس چیز کو پوشیدہ کر رہا ہوں جس پر تجھے اطلاع حاصل ہے۔ میں تیرے بندوں کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اپنے ظاہر کو نیک بنا رہا ہوں اور تیری خوشنودیوں سے دوری اختیار کرتے ہوئے اپنے اعمال بد کو تیری طرف بھیج رہا ہوں اعوذ بک ثم اعوذ بک۔

وہ تھوڑی سی عبادت جسے تو ہمیشہ بجا لاتا ہے اس عبادت کثیر سے زیادہ نفع پہنچانے والی ہے جسے تو نے ملول اور برداشتہ خاطر ہو کر چھوڑ دیا ہے۔

جبکہ اعمال مستحب عبادات واجبہ کو ضرر پہنچائیں تو انہیں چھوڑ دو۔

جو شخص دوری سفر کو یاد کرتا رہتا ہے وہ سفر دور دراز کے لئے مہیا و آمادہ ہو جائے گا۔

آنکھوں کی بینائی کوئی چیز نہیں۔ اکثر اوقات آنکھیں اپنے مالک سے جھوٹ بول دیتی ہیں اور عقل اس شخص کے ساتھ کبھی خیانت نہیں کرتی جو اس سے نصیحت حاصل کرنا چاہے۔

تمہارے اور نصیحتوں کے درمیان تمہاری غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔

تم میں سے جو جاہل ہے وہ نادانی و جہالت کو زیادہ کرنے والا اور عقل و دانش کو تاخیر میں ڈالنے والا ہے۔

بہانہ بازوں کے عذر کو علم نے قطع کر دیا ہے (عالم کا کوئی عذر نہیں چل سکتا)

ہر ایک موت کی طرف عجلت کرنے والا مہلت کا (عبادت کے لئے) سوال کرتا ہے اور ہر ایک وہ شخص جسے مہلت دی گئی ہے عبادت کو تاخیر میں ڈالنے کا بہانہ ڈھونڈتا ہے (جب موت کے نزدیک ہوتا ہے تو مہلت کا سوال کرتا ہے کہ تلافی مافات کرے۔ اور مہلت کے وقت آج کل پر ٹالتا رہتا ہے)

جس کے بڑے دن کو زمانے نے بچھا لیا ہے اسی کو لوگ کہتے ہیں "خوشا حال اس کا"۔
ایک دفعہ حضرت سے قضا و قدر کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا، یہ ایک تاریک رستہ ہے اس پر نہ چلو۔ یہ ایک گہرا سمندر ہے اس میں غوطہ نہ لگاؤ۔ یہ ایک خدا کا بھید ہے اس کے حاصل کرنے میں تکلیف نہ اٹھاؤ۔

آہ! یاد ایام! کل کے دن راہِ خدا میں (دوستی کرنے والا) میرا ایک بھائی تھا۔ اس کا دنیا کو حقیر سمجھنا اسے میری نگاہوں میں معزز و مکرم کر رہا تھا۔ وہ اپنے شکم کے تسلط سے باہر تھا، جو چیز اسے نہ ملتی تھی اس کی خواہش نہیں کرتا تھا، اور جس چیز کو پا لیتا تھا اسے زیادہ نہیں کھاتا تھا۔ اس کے اوقات اکثر خاموشی میں گذرتے تھے۔ جب وہ گفتگو کرتا تھا تو اچھے اچھے بولنے والے اس کے سامنے مغلوب ہو جاتے تھے۔ وہ سوال کرنے والوں کی پیاس بجھاتا تھا۔ وہ نہایت ہی ضعیف تھا۔ اس کے اوضاع و اطوار سے ناتوانی برستی تھی۔ مگر جب کوشش اور جہاد کا وقت آتا تھا تو وہ ایک گرسنہ شیر اور بیابان کا اژدھا تھا کوئی حجت پیش نہیں کرتا تھا جب تک کہ حکم کرنے والے کو نہ پاتے۔ وہ کسی شخص کو ایسی بات پر سرزنش نہیں کرتا تھا جس کے مثل میں اس کے نزدیک عذر کی گنجائش ہو۔ حتےٰ کہ عذر کرنے والے کا عذر قبول کر لیتا تھا۔ کسی مرض کی شکایت نہیں کرتا تھا۔ مگر اس کے دفع اور دور ہونے کے وقت (شکایت مرض میں لب کشائی نہیں کرتا تھا حتےٰ کہ وقت شکایت گذر جاتا تھا۔ گویا بالکل شکایت نہیں کرتا تھا) جو کرتا تھا وہی کہتا تھا۔ جو نہ کرتا تھا اسے زبان سے بھی نہ نکالتا تھا۔ اگر کلام کرتے کرتے خاموش ہو رہتا تھا، تو یہ بات نہیں تھی کہ کسی دوسرے نے مغلوب کر کے اسے ساکت کر دیا۔ وہ کلام کرنے کی بہ نسبت سننے کا زیادہ حریص تھا۔ جب اسے اتفاقاً دو کام پیش آتے تھے تو وہ دیکھتا تھا اور غور کرتا تھا کہ ان میں سے کون سا خواہش نفسِ امارہ کے قریب ہے اور اسی کی مخالفت کرتا تھا۔ پس اب تم پر بھی انہیں اخلاق کی پیروی لازم ہے۔ انہیں واجب سمجھو۔ انہیں کی رغبت کرو۔ اگر تم ان کے بالتمام کرنے پر قادر نہ ہو تو خوب سمجھ لو کہ ان کا تھوڑا سا حاصل کرنا ترک کثیر سے بہتر ہے۔

اگر خداوند عالم اپنی نافرمانی کے سبب سے عذاب و عقوبت کا وعدہ نہ بھی کرتا تو بھی یہی واجب تھا کہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لحاظ سے اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔

اشعث ابن قیس کو اس کے بیٹے کی وفات پر پرسہ دے کر صبر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔ اے اشعث اگر تو اپنے بیٹے کی وفات پر اندوہگیں ہے تو تیری قرابت و خویشی اسی کی مستحق ہے اور اگر تو صبر کرے تو خداوند عالم اس مصیبت کا بدلہ عنایت کرے گا۔ اے اشعث اگر تو نے صبر کیا تو خدا کی تقدیر تجھ پر جاری ہو گی اور تجھے ثواب مرحمت کیا جائے گا۔ اور اگر تو نے جزع و فزع سے کام لیا تو تقدیر الٰہی پھر بھی تجھ پر جاری ہو گی۔ اور اس وقت تیری گردن پر ایک اور وبال ہو گا۔ تجھے تقدیر الٰہی نے مسرور و خوش وقت کیا حالانکہ یہ ایک آزمائش اور فریب ہے۔ اور اسی تقدیر خدا نے تجھے محزون کیا۔ حالانکہ یہ ایک ثواب اور

رحمت ہے۔

جب حضرت رسول اللہ کو دفن کر چکے تو قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا، صبر کرنا ایک اچھی بات ہے مگر حضرتؐ سے صبر کر لینا محمود نہیں۔ جزع وفزع بیشک قبیح ہے مگر آپ کے بچھڑنے کی مصیبت پر نہیں آپ کی مصیبت سے جو رنج و اندوہ ہے وہ نہایت ہی بزرگ ہے۔ اور یہ رنج و اندوہ آپ کی مصیبت سے پہلے حقیر تھا۔ اور آپ کی مصیبت کے بعد بھی حقیر ہی سمجھا جائے گا۔

احمق کی مصاحبت اختیار نہ کر کیونکہ وہ اپنے فعل و کردار کو تیری نگاہوں میں زینت دیتا ہے اور اس بات کو دوست سمجھتا ہے کہ تو بھی اسی کی مانند ہو جائے۔

سوال کیا گیا کہ مشرق و مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ فرمایا بقدر مسافت یکروزۂ آفتاب۔

تیرے دوست تین قسم کے ہیں، اور دوست بھی تین طرح کے۔ دوست تو یہ ہیں۔ ایک تو تیرا دوست دوسرے تیرے دوست کا دوست۔ تیسرے تیرے دشمن کا دشمن۔ اور دشمن یہ ہیں۔ ایک تو تیرا دشمن۔ دوسرے تیرے دوست کا دشمن۔ تیسرے تیرے دشمن کا دوست۔

ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے دشمن کو نقصان پہنچانے کے لئے ایسے امر کا (بیوقوفی سے) متلاشی تھا جو اسے بھی مضرت پہنچائے (جیسے اردو میں مثل ہے، پرائے شگون کے لئے اپنی ہی ناک کٹوائی) حضرت نے اس سے فرمایا تو اس شخص کی مانند ہے جو اپنے ہم ردیف کو قتل کرنے کے لئے اپنے ہی پیٹ میں خنجر بھونک لے۔

عبرت حاصل کرنے کے اسباب کس قدر زیادہ ہیں۔ اور پھر ان سے کس قدر کم عبرت حاصل کی جاتی ہے۔

جس شخص نے خصومت اور نزاع میں مبالغہ کیا گنہگار ہوا جس شخص نے رفع خصومت میں کوشش نہ کی، وہ ظلم و ستم رسیدہ ہے۔ جو شخص کسی کے ساتھ خصومت کرتا ہے وہ خدا سے خوف کرنے کی طاقت نہیں رکھتا (اس کے دل سے خوف خدا جاتا رہتا ہے)

مجھے کوئی گناہ محزون نہیں کر سکتا جس کے بعد مجھے اتنی مہلت مل جائے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔

سوال کیا گیا کہ خداوند اس کثیر التعداد مخلوق کا کس طرح حساب لے گا۔ فرمایا جس طرح باوجود ان کی کثرت کے انہیں رزق دیتا ہے۔

تیرا قاصد تیری عقل کا ترجمان ہے (ایسا دانشمند ہونا چاہیئے جس سے تیری دانشمندی بھی ظاہر ہو) تیرا خط تیرے پیام کو اچھی طرح پہنچانے والا ہے بہ نسبت اس شخص کے جو تیری طرف سے کچھ زبانی بیان کرے۔

آدمی دنیا کے بیٹے ہیں۔ اب اگر مرد اپنی ماں کو دوست رکھے تو اسے ملامت نہیں کی جاتی۔

فقیر خدا کا بھیجا ہوا ہے جس نے اسے منع کیا اس نے خدا کو منع کیا۔ جس نے اسے کچھ عطا کیا، اس

نے خدا کو عطا کیا۔

غیرت مند آدمی کبھی زنا نہیں کرتا۔

موت نگاہبانی کے لئے کافی ہے (جبتک موت نہیں آتی آدمی ہلاک نہیں ہوتا)

انسان فرزند کے مرجانے پر تو سوجاتا ہے مگر مال کی گم گشتگی پر اُسے نیند نہیں آتی۔ سید رضی فرماتے ہیں معنی اس قول کے یہ ہیں کہ انسان قتل اولاد پر صبر کر لیتا ہے مگر مال کے جاتے رہنے پر راضی نہیں ہوتا۔

بیٹوں کے ساتھ باپ کی محبت قرابت کی وجہ سے ہے اور قرابت محبت کی زیادہ محتاج ہے بہ نسبت اس کے کہ محبت قرابت کی محتاج ہو۔

مومنین کے گمانوں سے حذر کرو کیونکہ پروردگار عالم نے حق کو ان کی زبانوں پر جاری فرمایا ہے۔

بندے کا ایمان کبھی کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اس چیز پر پورا بھروسہ نہ کرے جو خدا کے سامنے موجود ہے بہ نسبت اس چیز کے جو خود اس کے سامنے حاضر ہے (جب تک اپنے مال و دولت پر اعتماد کو ترک کر کے محض فضل و کرم خدا پر بھروسہ نہ کرے کبھی مومن کامل نہیں ہوتا)

جب آپ بصرے کے قریب آئے تو انس بن مالک کو طلحہ و زبیر کے پاس بھیج کر کہا کہ انہیں رسولؐ خدا کا وہ قول[1] یاد دلادے جسے وہ بھول گئے ہیں۔ انس گیا مگر اسے یہ امر گوارا نہ ہوا۔ بغیر کچھ کہے سُنے کے واپس آگیا۔ اور کہنے لگا کہ میں تو رسول خدا کے اس ارشاد کو بھول گیا ہوں۔ لہذا اس بارے میں میں نے ان سے کچھ نہیں کہا۔ حضرت نے یہ سُنکر فرمایا۔ اگر تو نے اس وقت کذب بیانی سے کام لیا ہے تو خداوند عالم ایک سفید چمکدار داغ تیرے واسطے پیدا کر دے جسے تیرا عمامہ نہ چھپا سکے (تیری صورت پر برص کا داغ ظاہر ہو جائے) اس دعا کے بعد ہی انس کے چہرے پر یہ نفرت انگیز بیماری ظاہر ہوگئی۔ اور اس وقت سے وہ ہمیشہ برقع پوش دیکھا جاتا تھا۔

دل کبھی تو عبادت کے شائق ہوتے ہیں۔ کبھی اس سے روگردانی کرتے ہیں۔ جب حالت شوق ظاہر ہو تو نوافل مستحبات (مع فرائض) بجالاؤ۔ اور جب وہ روگردانی کریں تو فقط فرائض ہی پر اکتفا کرو۔

گزشتہ امتوں کے جو قصے تمہارے سامنے ہیں قرآن میں ان کی اور تمہارے بعد آنے والے واقعات کی خبر موجود ہے۔ اور ان چیزوں کی بابت حکم موجود ہے جو تمہارے درمیان واقع ہوتی ہیں۔

شرارتوں کے پتھر کو وہیں لوٹا دو جہاں سے وہ آیا ہے (پتھر مارنے والے کے تم بھی پتھر کھینچ مارو)

---

[1] وہ ارشاد رسول یہ ہے کہ ایک روز طلحہ و زبیر اور انس رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت نے طلحہ و زبیر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم دونوں شخص علیؑ سے محاربہ کرو گے اور اس وقت تم دونوں ظالم و ستمگار ہو گے ۱۲۔

کیونکہ شرارت شرارت کے ساتھ دفع ہوتی ہے۔

اپنے منشی عبیداللہ ابن ابی رافع سے فرمایا۔ اپنی سیاہی کو لکھنے کے لائق دائے رواں کر۔ میدان قلم کو وسیع و دراز کر۔ بین السطور کشادہ رکھ۔ حروف کے دائرے ایک دوسرے کے قریب رکھ کیونکہ اس طریق سے لکھنا زیبائش خط کے واسطے نہایت ہی سزاوار ہے۔

میں یعسوب المومنین (امیر المومنین) ہوں۔ اور مال فاسق و فاجر لوگوں کا یعسوب (سردار) ہے سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کے یہ معنی ہیں کہ مومنین میری اطاعت کرتے ہیں اور فجار و فساق مال کے مطیع ہیں۔ جیسا کہ شہد کی مکھیاں اپنے یعسوب کی متابعت کرتی ہیں جو ان کا سردار ہوتا ہے۔

یہودیوں نے اعتراض کیا کہ ابھی آپ کے پیغمبر بھی دفن نہ ہوئے تھے کہ آپ لوگوں میں اختلاف شروع ہوگیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہم نے اس کی خلافت کے بارے میں اختلاف کیا نہ کہ اس کی شان میں۔ مگر تم لوگ وہ ہو کہ ابھی تمہارے پاؤں سمندر کے پانی سے خشک بھی نہ ہوئے تھے (ابھی ابھی دریائے نیل سے گذرے تھے، جس سے گذرنے میں تم نے خدا کی قدرت کا کافی معائنہ کر لیا تھا) کہ اپنے نبی سے کہنے لگے کہ ہمارے لئے ایسا ہی خدا پیدا کر دیجئے جیسا بت پرستوں کا خدا ہے اس وقت تمہارے نبی نے فرمایا کہ بیشک تم ایک جاہل قوم ہو۔

عرض کی گئی کہ لڑائیوں میں آپ نے اپنے ہمسروں کو کس چیز سے مغلوب کیا؟ فرمایا۔ میں کسی شخص سے ملاقی نہیں ہوا۔ مگر یہ کہ اس نے اپنے نفس پر قبضہ دینے کے لئے میری اعانت اور مدد کی۔ سید رضیؒ فرماتے ہیں۔ حضرت نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ میری ہیبت و سطوت اس کے دل میں بیٹھ گئی۔

اپنے صاحبزادے محمد حنفیہ سے فرمایا۔ اے بیٹا! میں تیرے فقر و فاقہ سے ڈرتا ہوں تو اس فقر و فاقہ سے پناہ مانگ، اور خدا سے پناہ کا طلب گار ہو۔ کیونکہ فقر موجب نقصان دین ہے۔ باعث وحشت و حیرانی عقل ہے، سبب خشم و غضب خدا ہے۔

ابن عباس سے فرمایا اور اس مصلحت کی طرف اشارہ کیا جس میں حضرت کی رائے مختلف تھی۔ تجھے لازم ہے کہ مصلحت کو میرے سامنے پیش کرے۔ میں اس میں غور کروں اور جب میں تیری رائے سے اختلاف کروں تو میری اطاعت کر۔

جب حضرت جنگ صفین سے پلٹ کر وارد کوفہ ہوئے تو قبیلہ شبامی کی طرف گذر ہوا اور سنا کہ عورتیں کشتگان صفین کو رو رہی ہیں۔ حرب ابن شرجیل شبامی حضرت کے سامنے آیا اور وہ رؤسائے قبیلہ میں سے تھا۔ حضرت نے اس سے فرمایا۔ کیا تمہاری عورتیں تم سے اس چیز

میں غالب ہیں جسے میں سن رہا ہوں۔ کیا تم انہیں اس نالہ وزاری سے باز نہیں رکھ سکتے، حرب مذکور پیادہ پائی کی حالت میں سامنے آیا تھا اور حضرت سوار تھے۔ اسے پیادہ پا دیکھ کر فرمایا، جا پلٹ جا کیونکہ میری مثال کے ساتھ تیرے مثل کا اس طرح پیادہ پا ہو کر چلنا حاکم کے لئے ایک بلا ہے۔ اور مومن کے لئے ذلت وخواری۔

ایک شخص نے کسی مشکل مسئلہ کا سوال کیا۔ آپ نے فرمایا عقل وفہم کا طالب ہو کر سوال کیا کر اور خطا وغلطی کا طالب ہو کر سوال نہ کر۔ کیونکہ نادان طالب دانش عالم کے مشابہ ہے۔ اور ظالم دانا جاہل کی مانند۔

بروز جنگ نہروان کشتہ ہائے خوارج پر گزر ہوا تو فرمایا تمہیں سختی اور بدبختی نصیب ہو۔ جس نے تمہیں فریب دیا۔ اس نے تمہیں سخت ضرر پہنچایا۔ عرض کی گئی انہیں کس نے فریب دیا۔ فرمایا گمراہ کرنے والے شیطان اور بدی کا حکم دینے والے نفس نے انہیں آرزوؤں کے ساتھ دھوکا دیا۔ انہیں ارتکاب معاصی کی وسعت دی۔ ان کی مدد کا (ارتکاب گناہ میں) وعدہ کیا۔ اور نہایت ہی شرارت کے ساتھ انہیں داخل جہنم کر دیا۔

خلوتوں میں بھی عصیان ونافرمانی خدا سے پرہیز کرو۔ کیونکہ اس پر گواہی دینے والا خود حاکم ہے۔

جب محمد بن ابی بکر کے قتل کی خبر پہنچی تو فرمایا جس قدر دشمن اس کے قتل سے مسرور ہوئے اسی قدر ہم رنجیدہ ہوئے۔ مگر یہ کہ ان کا ایک دشمن کم ہو گیا اور ہمارا ایک دوست۔

وہ عمر جس میں خداوند عالم نے فرزند آدم کے لئے کوئی عذر ہی نہیں چھوڑا (اسے عذر کی گنجائش ہی نہیں) ساٹھ برس ہے۔

جس شخص نے گناہ کے سبب سے فتح حاصل کی اس نے (فی الحقیقت) فتح نہیں پائی جو ظلم وستم کے ساتھ غالب ہوا وہ (حقیقتہً) مغلوب ہے۔

خداوند عالم نے دولتمندوں کے مال میں فقیروں کا رزق مقرر کیا ہے۔ فقیر جب ہی گرسنہ ہوتا ہے جب مالدار اس کے حق کو روک لے۔ اور خداوند تعالےٰ اس سبب سے دولتمندوں سے باز پرس کرے گا۔

عذر خواہی سے مستغنی رہنا راست گوئی سے زیادہ عزیز ہے (اس کام کا کرنا جس میں عذر نہ کرنا پڑے اس کام سے زیادہ عزیز اور باعزت ہے جس میں عذر کرنا پڑے)۔

وہ واجبات جو خدا نے تم پر واجب فرمائے ہیں، ان میں نہایت ہی قلیل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں سے اس کی نافرمانی پر اعانت کے طلب گار نہ ہو۔

اعانت سے عاجز رہنے والوں کی تقصیر کے وقت خداوند تعالےٰ نے طاعت وعبادت کو

عقلمندوں کے لئے غنیمت کردیا ہے۔

بادشاہ زمین خدا میں خدا کا داروغہ ہے۔

مومن کی خوشی و خرمی اس کے چہرے میں ہے۔ اس کا حزن و اندوہ اس کے دل میں ہے اس کا سینہ وسیع ترین اشیاء ہے اور اس کا نفس ذلیل ترین اشیاء۔ وہ دنیا کی بلندی و برتری کو مکروہ سمجھتا ہے ریا اور خودنمائی کو دشمن رکھتا ہے۔ اس کا غم و الم دراز ہے۔ اس کا مطلب اور مقصد دور ہے۔ اس کی خاموشی بڑھی ہوئی ہے۔ اس کا کوئی وقت عبادت سے خالی نہیں۔ شاکر ہے، صابر ہے۔ اپنی فکر میں ڈوبا ہوا ہے۔ اپنی حاجت طلب کرنے میں بخیل ہے۔ آسان طبیعت ہے۔ اس کا نفس نرم لگام ہے۔ (سرکش نہیں) پتھر سے زیادہ سخت ہے (شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکتا) اور غلام زرخرید سے زیادہ ذلیل و خوار ہے۔

اگر بندہ اپنی رفتار اور اپنی موت کو دیکھ لے تو بیشک آرزو اور اس کے فریب کو دشمن سمجھے۔

ہر ایک مرد کے مال میں دو شریک ہیں۔ وارث اور حوادث۔

بغیر عمل کے دعا کرنے والا بغیر کمان کے تیر اندازی کرنے والا ہے۔

علم کی دو قسمیں ہیں۔ عقلی اور نقلی۔ نقلی کچھ نفع نہیں پہنچا سکتا، جب تک علم عقلی نہ حاصل ہو۔

رائے کی درستی صاحبان دولت کے ساتھ ہوتی ہے، اور جہاں دولت کو زوال ہوا، حسن تدبیر بھی چلتا پھرتا نظر آیا۔

سوال نہ کرنا فقیر کا زیور ہے۔ اور شکر میں تر زبان رہنا مالدار کی آرائش۔

عدل و انصاف کا دن ظالم پر مظلوم کے ستم رسیدہ ہونے کے دن سے زیادہ سخت ہوگا۔

جو الفاظ منہ سے نکلتے ہیں وہ محفوظ ہیں (ملائکہ انہیں لکھ لیتے ہیں) نیتیں رعمل کے ساتھ آزمائی ہوتی ہیں۔ ہر ایک نفس اپنے عمل کے بدلے گروی ہے۔ لوگ عیب دار ہیں۔ مجنون ہیں۔ الا وہ شخص جسے خداوند تعالیٰ نے بچا لیا ہے۔ ان لوگوں میں کا سوال کرنے والا (الحاح وزاری کے سبب سے) اذیت پہنچانے والا ہے۔ ان کا جواب دینے والا جواب دینے میں تکلیف اٹھانے والا ہے (اسے کسی سائل کی آواز کا جواب دیتے ہوئے بھی تکلیف ہوتی ہے) ان میں سے از روئے رائے و تدبیر جو فضل ہے قریب ہے۔ کہ کسی شے سے خوشنود ہونا اور کسی کا اس پر خشمناک ہونا اسے اس کے حسن تدبیر سے باز رکھیں۔ ان میں سے جو سخت طبیعت ہے، نزدیک ہے کہ کسی کا گوشہ چشم سے دیکھنا اس میں تاثیر کر جائے۔ اور اسے ایک کلمہ واحد ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل دے۔

معاشر الناس! خدا سے ڈرو۔ بہت سے آرزومند ہیں جو اپنی آرزوؤں تک نہیں پہنچے۔ بہت سے عمارتیں بنانے والے ہیں جنہیں ان میں رہنا نصیب نہیں ہوتا۔ بہت سے مال جمع کرنے

والے ہیں جسے وہ عنقریب چھوڑ جائیں گے۔ شاید کہ انہوں نے اس مال کو ازراہ باطل جمع کیا ہو یا کسی کے حق کو روکا ہو۔ اس مال کے ذریعے سے محرمات کے مرتکب ہوئے ہوں۔ اس کے سبب سے گناہوں کا بوجھ اٹھایا ہو۔ اور اس وبال کو لئے ہوئے اپنی بازگشت کی طرف جاتے ہوں اور نہایت ہی اندوہ ناک اور حسرت ناک حالت میں اپنے پروردگار کے سامنے پیش ہوئے ہوں۔ ان لوگوں نے دنیا و آخرت کا خسارہ اٹھایا اور یہ ایک ظاہر بظاہر نقصان ہے۔

گناہوں سے متعذر رہنا اسباب حصول عصمت میں سے ایک سبب ہے۔

تیری آبرو برف کی طرح جمی ہوتی ہے جسے سوال کرنا پگھلا کر ٹپکاتا ہے۔ اب دیکھ لے کر تو اسے (آبرو کو) کس کے سامنے ٹپکانا چاہتا ہے۔

استحقاق سے زیادہ مدح و ثنا چاپلوسی ہے اور کسی کی مقدار استحقاق میں کمی کرنا یا تو اس لئے ہے کہ مدح و ستائش سے عاجز ہے یا ازراہ حسد۔

سخت ترین گناہ خداوند عالم کے نزدیک وہ گناہ ہے جسے گنہگار سہل سمجھے۔

جس شخص نے اپنے نفس کے عیب کی طرف نظر کی، وہ دوسروں کی عیب جوئی سے باز رہا۔

جو رزق الٰہی پر صابر و شاکر اور راضی رہا۔ اسے مافات کا کبھی رنج نہ ہوگا۔

جس نے بغاوت کی تلوار کھینچی اسی تلوار سے قتل کر دیا گیا۔

جس نے امور ارتکاب میں رنج کھینچا ہلاک ہوا۔ جو شخص لجۂ بحر میں داخل ہوا۔ غرق ہوا۔

جو برائیوں کے مقامات میں گیا۔ متہم ہوا۔

جس شخص کا کلام حد سے بڑھا اس کی خطا بھی زیادہ ہوئی، جس کی خطا زیادہ ہوئی اس کی حیا قلیل ہو گئی جس کی حیا قلیل ہو گئی اس کا زہد کم ہو گیا، جس کا زہد کم ہو گیا اس کا قلب مر گیا جس کا قلب مر گیا وہ جہنم میں داخل ہوا۔

جس شخص نے لوگوں کے عیوب کو دیکھا۔ انہیں برا جانا۔ پھر اپنے نفس کے لئے یہی عیوب اختیار کر لئے وہ بالکل احمق ہے۔

قناعت ایک ایسا مال ہے، جس میں بربادی اثر نہیں کرتی۔

جس شخص نے کثرت کے ساتھ موت کو یاد کیا، وہ تھوڑے سے مال دنیا پر راضی ہو گیا۔

جس شخص نے جان لیا کہ اس کی گفتار اس کے کردار کی وجہ سے ہے، اس کی گفتگو کم ہو گئی۔ مگر جس چیز کا کہ اہتمام کر رہا ہے (اس میں کم نہ ہوگی)۔

مردوں میں سے جو ظالم ہو اس کی تین علامتیں ہیں۔ ۱ اپنے سردار کی نافرمانی کر کے اس پر ظلم کرتا ہے۔ ۲ اپنے سے کم مرتبہ لوگوں کو مغلوب کر کے ان پر جور و ستم کرتا ہے اور گروہ ستمگار کی مدد کرتا ہے۔

تمہارے سختی کے وقت کشائش حاصل ہوتی ہے، اور خلقہائے بلا کی تنگی کے وقت آسائش مل جاتی ہے۔

آپ نے ایک صحابی سے فرمایا۔ اپنے آپ کو اپنے اہل وعیال میں زیادہ مشغول نہ رکھ کیونکہ اگر تیرے اہل وعیال خدا کے دوست ہوئے تو خداوند عالم ان کی دوستی کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور اگر خدا کے دشمن ہوئے تو تو ان کے بارے میں کیا اہتمام کرتا ہے؟ کیوں خدا کے دشمنوں میں مشغول رہتا ہے۔

بزرگ ترین عیب یہ ہے کہ تو لوگوں کے ان عیوب کی گرفت کرے جو تجھ میں موجود ہیں۔

ایک شخص نے آپ کے سامنے دوسرے شخص کو فرزند پیدا ہونے کی مبارک باد دی اور کہا اس سوار کا پہنچنا تجھے مبارک وگوارا ہوا۔ آپ نے فرمایا اس طرح نہ کہہ بلکہ یوں بطریق دعا کہہ۔ تو اس بخشش کرنے والے کا شکر کرتا رہے۔ تجھے اس بخشش میں برکت دی جائے۔ وہ اپنی قوت کو پہنچے اور تجھے اس کی نیکو کاری نصیب ہو۔

آپ کے عاملوں میں سے ایک عامل نے عظیم الشان عمارت تعمیر کی۔ آپ نے فرمایا۔ سکہ شدہ درہموں نے اپنے سر بلند کئے۔ بیشک یہ عمارت تیری دولتمندی کا اظہار کرتی ہے۔

عرض کی گئی کہ اگر ایک شخص کو کسی مکان میں بند کر کے اس کا دروازہ بند کر دیا جائے تو اسے رزق کہاں سے حاصل ہو گا۔ فرمایا جہاں سے اس کی اجل آئے گی۔

ایک جماعت کو ایک تازہ میت کا پرسا دیتے ہوئے فرمایا۔ یہ امر کچھ تمہارے ہی لئے ظاہر نہیں ہوا۔ نہ تم پر اس کی انتہا ہے۔ تمہارا یہ صاحب اکثر سفر بھی تو کیا کرتا تھا۔ تم سمجھ لو کہ اپنے کسی سفر کو گیا ہوا ہے۔ اگر اس سفر سے تمہارے پاس واپس آگیا تو خیر ورنہ تم خود اس کے پاس جا رہو گے۔

اے خواہشات کے اسیرو!! ان خواہشوں کو کم کرو۔ کیونکہ دنیا پر کھڑے رہنے والوں کو حوادث کے دانت خوف آلود کر رہے ہیں۔

ایہاالناس!! اپنے نفسوں کو ادب سکھلانے کی طرف رخ کرو۔ انہیں ان کی جاری ہونے والی عادتوں سے برگشتہ کر دو۔

جب کسی شخص کے منہ سے کوئی بات نکلے تو اس کی برائی کا گمان نہ کر جبکہ تجھے اس کی عمدگی اور نیکی کا بھی احتمال ہو۔

جب تجھے خدا تعالےٰ سے کوئی حاجت ہو تو ابتدائے سوال میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج، پھر اپنی حاجت کو طلب کر کیونکہ خدا کی شان اس بات سے اعلیٰ ہے کہ اس کے سامنے دو حاجتیں پیش کی جائیں۔ ایک کو پورا کر دے اور دوسری کو روک لے۔

جس شخص نے اپنے ناموس کے بارے میں بخل اختیار کیا اور نہ چاہا کہ وہ ضائع ہو تو بیشک اس نے جنگ وجدال کو ترک کر دیا۔

فکر ایک صاف شفاف آئینہ ہے اور عبرت حاصل کرنا ایک ڈرانے والا ناصح۔ تیرے نفس کی تادیب کے لئے یہی کافی ہے کہ تو اس چیز سے پرہیز کرے جسے اپنے غیر کے واسطے مکروہ سمجھتا ہے۔

علم اور عمل دونوں قریب قریب ہیں۔ جسے علم ہے وہ عمل بھی کرتا ہے۔ علم عمل کو پکارتا ہے اگر اس نے اس کی آواز کو سُن لیا تو خیر ورنہ علم کوچ کر جاتا ہے۔

ایہا الناس! دنیا کی دولت (آخرت کی لذتوں کو) شکستہ کرنے والی ہے۔ یہ وبا پیدا کرنے والی ہے اس چراگاہ سے دور رہو جس کا اکھاڑ پھینکنا اس میں آرام کرنے سے مفید ہے اور بقدر کفاف جس میں سے حاصل کرنا اس کے بہت سے مال ومتاع سے پاک تر ہے جس شخص کے پاس بہت سا مال ومتاع ہے اس پر فقر وفاقہ کا حکم لگا دیا گیا ہے۔ اس شخص کی بہ نسبت جس کی نظر میں دنیا کی آرائشیں خوش گوار اور خوشنما معلوم ہو رہی ہیں۔ ایسے شخص کی مدد کی گئی ہے جو آخرت کی راتوں کو مدنظر رکھ کر اس دنیا سے بے نیاز وبے پرواہ ہے۔ اور اول الذکر کی آنکھوں کو دنیا اندھا کر دیتی ہے جس شخص نے دنیا کی محبت کو اپنا شعار بنا لیا دنیا نے اس کے دل کو اپنے رنج والام سے لبریز کر دیا۔ اس کا سویدائے دل اسی سبب سے مضطرب ہو گیا۔ رقص بسمل دکھانے لگا۔ وہ ایسے کام کا ارادہ کرتا ہے جو اسے مصروف کرے (جس سے دل کو ذرا تسکین ہو مگر) وہ ایسے کام کا عزم کرتا ہے جو اسے محزون کر دے۔ وہ برابر اسی حالت میں قائم رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا مجرائے نفس (حلقوم) پکڑ لیا جاتا ہے۔ وہ فضائے قبر میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کی دو جہندہ رگیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ خداوند تعالیٰ پر اس کا فنا کر دینا آسان ہو جاتا ہے اور اس کے بھائی نہایت آسانی کے ساتھ اسے قبر میں ڈال دیتے ہیں۔

بیشک مومن دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اضطرار واحتیاج کے موافق دنیا سے روزی حاصل کرتا ہے۔ متعلقان دنیا کی باتیں غضب اور دشمنی کے کانوں سے سنتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ فلاں دنیا کو دوست رکھنے والا بڑا مالدار ہے، تو درحقیقت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ محتاج وفقیر ہے۔ اگر اسے (دنیادار کو) بقائے دنیا کی خوشخبری دی جاتی ہے تو (فی الحقیقت) اسے فنائے دنیا کی خبر دے کر محزون کیا جاتا ہے۔ یہ ہیں اہل دنیا کے حالات۔ حالانکہ ابھی وہ دن نہیں آیا ہے جس میں وہ رحمت خدا سے مایوس ہوں۔

پروردگار عالم نے اپنے بندوں سے عذاب کو دور کرنے کے لئے اپنی اطاعت پر ثواب

اور انہیں اپنے بہشت میں جمع کرنے کے لئے اپنی معصیت پر عذاب مقرر کیا ہے۔

روایت میں وارد ہے کہ جب آپ کے لئے منبر درست کیا گیا اور جب آپ منبر پر تشریف لے گئے تو خطبہ پڑھنے سے پہلے یہی فرمایا۔ ایہا الناس! خدا سے ڈرو۔ اس نے تمہیں عبث طور سے پیدا نہیں کیا کہ (تمہارے ساتھ) لہو و لعب میں مشغول ہو۔ تمہیں یوں ہی مہمل نہیں چھوڑ دیا تاکہ (اس کا فعل) لغو اور بے فائدہ ہو جائے۔ اس کی دنیا ایسی نہیں جسے اس کی نظر میں آخرت کی جانشینی زیب دے۔ ایسی دنیا ہے جس کی قباحتیں اس کی نظر نے اس کے سامنے پیش کر دی ہیں۔

کوئی شرف اسلام سے اعلیٰ نہیں۔ کوئی عزت تقویٰ سے زیادہ معزز نہیں۔ کوئی حصار زہد و ورع سے زیادہ محکم و استوار نہیں۔ کوئی شفیع توبہ سے زیادہ رستگاری بخش نہیں۔ کوئی خزانہ قناعت سے زیادہ غنی نہیں۔ بقدر کفاف روزی پر راضی رہنے سے زیادہ کوئی مال فقر و فاقہ کو دور کرنے والا نہیں۔ جو شخص بقدر کفاف روزی پر صابر رہا اس نے راحت کا انتظام کر لیا۔ رفاہیت کی وسعت میں جگہ لے لی۔ دنیا سے رغبت کرنا رنج کے کھولنے کی کنجی ہے۔ زحمت و تکلیف کا بوجھ اٹھانے والا اونٹ ہے۔

حرص، تکبر اور حسد گناہوں میں داخل کرنے کی طرف بلانے والے ہیں۔ شر تمام عیوب کی برائیوں کو جمع کرنے والا ہے۔

جابر بن عبد اللہ انصاری سے فرمایا۔ اے جابر دنیا چار آدمیوں کے سبب سے قائم ہے جو یہ ہیں۔ عالم جو اپنے علم کا استعمال کرتا ہو۔ جاہل جو طلب علم سے منکر نہ ہو۔ جواد سخی جو اپنے احسان میں بخل نہ کرے۔ فقیر جو اپنی آخرت کو دنیا کے عوض نہ بیچے پس جس وقت کہ عالم نے اپنا علم ضائع کیا۔ جاہل طلب علم سے انکار کرے گا۔ اور جب سخی و کریم نے اپنے احسان میں بخل کیا تو فقیر اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالے گا۔ اے جابر جس شخص پر خدا کی نعمتیں بکثرت نازل ہوتی ہیں لوگوں کی احتیاج بھی اس کی طرف بڑھی ہوتی ہے۔ جو شخص بطور واجب محض خدا کے لئے حوائج مردم کو پورا کرنے کے لئے کھڑا ہوا اس نے نعمتوں کے ہمیشہ اور باقی رہنے کی عرض پیش کی۔ اور جو شخص بقدر واجب حوائج مردم کو پورا کرنے کے لئے کھڑا نہ ہوا اس نے نعمتوں کو زوال اور فنا کے سامنے رکھ دیا۔

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب ان میں قرآن فقط بطور رسم خط باقی رہے گا۔ اسلام کا نام ہی نام رہ جائے گا۔ ان کی مساجد بلحاظ تعمیر تو معمور ہوں گی۔ مگر بلحاظ ہدایت خراب و برباد۔ ان میں سکونت کرنے میں ان کے تعمیر کرنے والے شریر ترین اہل زمین ہوں گے۔ ان میں سے فتنہ و فساد کا ظہور ہوگا۔ اور بدکرداریاں ان میں گھر کر جائیں گی۔ جو شخص گناہ سے باہر

ہوگا اسے معصیت کی طرف لوٹائیں گے جو گنہگاری سے رہ جائے گا جب گنہگاری کے سامان مہیا نہ ہوں گے) اسے گنہگاریوں کی طرف ہنکائیں گے (سامان معصیت مہیا کر دیں گے) خداوند سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے مجھے اپنی ذات کی قسم میں اس جماعت پر فتنہ و فساد کو بھیجوں گا۔ حلیم اور دانشمند کو اس حالت میں حیران چھوڑ دوں گا۔ بیشک وہ ایسا ہی کرے گا جیسا اس نے فرمایا ہے اور ہم غفلتوں کی وجہ سے لاحق ہو جانے والی لغزشوں کے زوال کو خدا تعالےٰ سے طلب کرتے ہیں۔

ابن جریر طبری اپنی تاریخ میں عبد الرحمن ابن ابی لیلےٰ فقیہ سے روایت کرتا ہے۔ یہ عبد الرحمن وہ شخص تھا جو ابن اشعث کے ہمراہ حجاج سے لڑنے کے لئے نکلا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام سے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے سنا۔ خداوند عالم اس شخص (مجاہد) کے درجے کو درجات صالحین میں بلند کرے۔ اسے شہدا و صدیقین کا ثواب عطا فرمائے جس روز ہم نے اہل شام سے ملاقات کی تو فرمایا۔ اے گروہ مومنین! جو شخص کسی ظلم و ستم کو دیکھے جو اس پر ہو رہا ہے، اور جو شخص کسی گناہ و معصیت کا ملاحظہ کرے، جس کی طرف اسے بلایا جا رہا ہے۔ اور اس کا بدل انکار کرے تو وہ سالم اور عذاب سے بری ہو گیا۔ اور جس شخص نے زبان سے اس کا انکار کیا اسے اجر دیا جائے گا۔ اور وہ اس ثواب میں اپنے مصاحب سے افضل ہے۔ اور جس شخص نے تلوار کے ساتھ اس کا انکار کیا تاکہ خدا کے کلمات بلند ہوں اور کلمات ظالمین پست ہو جائیں تو یہ وہ شخص ہے جو راہ ہدایت تک پہنچ گیا۔ طریق نجات پر قائم ہوا۔ اور نور ایمان سے اس کا دل منور ہو گیا۔

مندرجہ ذیل ارشاد بھی پہلے فرمان کے قائم ہے۔ لوگوں میں سے بعض انسان وہ ہے جو اپنے ہاتھ۔ اپنی زبان۔ اپنے قلب کے ساتھ بدکرداری و محرمات کا انکار کرتا ہے۔ ایسا شخص تمام خصائل حسنہ میں کامل ہے۔ اور بعض شخص وہ ہے جو اپنے دل اور زبان سے تو انکار کرتا ہے لیکن ہاتھ سے انکار نہیں کرتا۔ ایسا شخص خصائل حسنہ میں سے فقط دو خصلتوں سے متمسک ہے اور ایک خصلت کا ضائع کرنے والا۔ بعض انسان ایسا ہے جو از روئے قلب تو منکر ہے مگر اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اس انکار کا اظہار نہیں کرتا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے خصائل حسنہ ثلثہ میں سے دو شریف خصلتوں کو چھوڑ دیا۔ اور فقط ایک کا ہو رہا۔ اب ایک ایسا شخص بھی ہے جو برائیوں کا نہ دل سے انکار کرتا ہے نہ ہاتھ سے نہ زبان سے۔ یہ شخص زندہ تو ہے مگر مردے سے بدتر۔ خوب سمجھ لو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلے میں تمام اعمال خیر اور جہاد راہ خدا ایسے ہیں جیسے ایک متلاطم سمندر کے سامنے لعاب دہن۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

موت سے نزدیک نہیں کرتے۔ نہ رزق میں کوئی کمی پیدا کرتے ہیں اور ان دونوں سے افضل وہ کلمۂ انصاف ہے جو ستمگر حاکم کے سامنے بیان کیا جائے۔

ابی جحیفہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا۔ ابتدائے جہاد جس سے تم مغلوب ہوتے ہو ہاتھوں سے جہاد کرنا ہے (جو شخص باوجود قدرت وطاقت لوگوں کو محرمات ومعاصی سے منع نہ کرے۔ وہ مغلوب ہو جائے گا۔ اس کی یہ قوت سلب کرلی جائیگی) پھر جہاد باللسان (جو شخص اپنی زبان سے باوجود وسعت لوگوں کو ارتکاب معاصی سے نہ روکے گا وہ زبانی جہاد میں مغلوب ہو جائے گا کسی شخص پر اپنی زبان سے غالب نہ ہو سکے گا) پھر جہاد بالقلب پس جس شخص نے اپنی معرفت کے ساتھ عمل بد کو نہ پہچانا۔ اعمال بد کا دل سے انکار نہ کیا۔ اس کا دل الٹ دیا جائے گا۔ اور وہ تہ وبالا کر کے رکھ دیا جائے گا (قوت شہویہ وغضبیہ جو دنیائے دنی کی محبت کے باعث پیدا ہوئی ہے قوت عقلیہ پر غالب کردی جائے گی) بیشک حق (اول میں) ثقیل وسنگین اور (آخر میں) خوش گوار ہے اور باطل (ابتدا ئً) سبک وخفیف اور (انجام کار) وبا پیدا کرنے والا۔

اس امت کے بہترین نفوس پر عذاب الہٰی کے نازل ہونے سے بے خوف نہ رہ۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے "خاسروں اور زیاں کاروں کی جماعت ہی عذاب خدا سے بیخوف رہتی ہے۔ اور اس امت کے بدترین اشخاص کے بارے میں رحمت ومغفرت خداوند الہٰی سے مایوس نہ ہو۔ کیونکہ خداوند جل سبحانہٗ فرماتا ہے "گروہ کفار ہی راحت ومغفرت خداوندی سے مایوس اور ناامید ہے۔

بخل تمام عیوب کی برائیوں کا جامع ہے۔ وہ ایک ایسی مہار ہے جسے ہر ایک خصلت بد کی طرف کھینچا جاتا ہے۔

رزق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رزق کا تو طالب ہے۔ اور دوسرا رزق تجھے تلاش کرتا ہے اگر تو اس کی جستجو نہ کرے تو وہ تجھے آئے گا۔ تو آج کے دن اپنے سال بھر کا فکر نہ کر۔ تجھے ہر ایک دن بسر کرنے کے لئے وہی کافی ہے جو ہر روز مل رہتا ہے۔ اگر تیری عمر میں ایک سال کی مدت باقی ہے تو خداوند جل وعلیٰ ہر روز نئے طریقے سے تجھے وہ چیز عطا فرمائے گا جو تیرے واسطے مقدر ہو چکی ہے۔ اور اگر تیری مدت عمر ایک سال کی نہیں رہی۔ پھر اس چیز کے لئے رنج واندوہ اٹھانے سے کیا حاصل جو تیرے واسطے ہے ہی نہیں۔ کوئی طالب تیرے رزق پر تجھ سے مقدم نہیں ہو سکتا۔

اس رزق مقدر کے بارے میں کوئی غالب تجھے مغلوب نہیں کر سکتا۔ جو روزی تیرے

واسطے مقدر ہو چکی ہے، وہ کبھی تیرے پاس پہنچنے میں دیر نہ کرے گی۔

بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کسی دن کا استقبال کر رہے ہیں۔ مگر اس دن کی آنے والی رات میں موجود نہیں رہتے۔ بہت سے ایسے ہیں جو اپنی رات کے پہلے حصے میں تو کسی کے مال و جاہ پر حسد کر رہے تھے مگر اسی رات کے آخری حصے میں ان کے جنازے پر کہرام مچ رہا ہے۔

جب تک تو نے کوئی بات اپنی زبان سے نہیں نکالی۔ وہ تیری قید اور حراست میں ہے جب تو نے اسے آزاد کر دیا، تو پھر تو خود اس کا پابند ہو گیا۔ لہذا اس اپنی زبان کی اس طرح حفاظت کر جیسے درہم و دینار کی حفاظت کرتا ہے۔ کیونکہ بہت سے کلمے (متکلم) کی نعمت کو سلب کر لیتے ہیں۔

جس چیز کو تو نہیں جانتا، اس میں زبان نہ ہلا جسے جانتا ہے اسے بیان کر۔ بے شک خداوند عالم نے تیرے تمام اعضا پر چند فرائض واجب و لازم کر دیئے ہیں۔ قیامت کے دن انہیں (واجبات) کے سبب سے تجھ پر حجت قائم کرے گا۔

حذر کر کہ خداوند عالم تجھے اپنی نافرمانی کے وقت تو دیکھے اور اپنی طاعت کے وقت موجود نہ پائے۔ ورنہ تو نقصان رسیدوں میں سے ہو جائے گا۔ جس وقت کہ تو صاحب قوت ہے تو عبادت و اطاعت خدا میں اپنی قوت صرف کر۔ اور جب ضعیف ہے تو خدا کی نافرمانی سے ناتوان اور درماندہ رہ۔

دنیا کی طرف راغب ہو جانا باوجود دیکھنے تو اس کے (قابل عبرت) حالات کا مشاہدہ کر رہا ہے سخت نادانی ہے۔ حسن عمل میں کوتاہی کرنا حالانکہ تجھے اس پر ثواب ملنے کا یقین ہے سخت زیاں کاری ہے۔ آزمانے سے پہلے ہر شخص کی طرف سے مطمئن ہو جانا عجز و ناتوانی ہے۔

خداوند عالم کے نزدیک دنیا کے ذلیل و خوار ہونے کی یہی پہلی دلیل ہے کہ جو گناہ کیا جاتا ہے دنیا میں ہی کیا جاتا ہے۔ اور جب تک اس دنیا کو نہ چھوڑ دیا جائے وہ ثواب جو خدا کے پاس ہے حاصل ہی نہیں ہوتا۔

جو شخص کسی شے کا طالب ہوا وہ اس کا کل حصہ یا بعض حصہ (ضروری) حاصل کرے گا۔

وہ نیکی ہرگز نیکی نہیں جس کے بعد جہنم ہو۔ وہ بدی ہرگز بدی نہیں جس کے بعد بہشت ہو۔ بہشت کے سوا ہر ایک نعمت حقیر ہے۔ اور جہنم کے علاوہ ہر ایک بلا اور مصیبت راحت ہے آگاہ ہو جاؤ کہ محتاجی ایک بلا ہے۔ مرض بدن محتاجی اور فقر و فاقہ سے بھی زیادہ ہے اور قلب کی بیماری بدن کی بیماری سے بھی شدید ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ وسعت مال ایک نعمت ہے وسعت مال سے افضل صحت بدن ہے اور صحت بدن سے بڑھ کر قلب کی پرہیز گاری۔

مومن کے واسطے تین ساعتیں ہیں۔ ایک ساعت میں تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے، دوسری میں اپنی معصیت کی اصلاح کرتا ہے، اور تیسری ساعت وہ ہے جس میں وہ اپنے نفس اور لذت نفس کو اس چیز کے بارے میں جو حلال و نیک ہے تخلیہ کی اجازت دیتا ہے۔ عاقل کو لازم ہے کہ انہیں تین حالتوں میں سفر کرتا رہے (انہیں کے لیئے اپنی فکر دوڑاتا رہے) اصلاح معاش کے لئے۔ یا معاد کو سوچنے کے لیئے یا امر حلال سے لذت حاصل کرنے کیلئے۔

دنیا میں زہد اختیار کر۔ خداوند عالم اس دنیا کی پوشیدگیوں کو تجھے دکھاوے گا (موت سے) غافل نہ رہ کیونکہ وہ (موت) تجھ سے غافل نہیں ہے۔

دنیا میں جو چیز تیرے پاس پہنچ جائے اسے لے لے۔ جو روگردانی کرے اس سے تو بھی برگشتہ ہو جا۔ اگر تو اس سے برگشتہ ہونا پسند نہیں کرتا تو اس کی طلب میں اعتدال اختیار کر۔ جس روزی کو کافی سمجھ لیا جائے وہی کافی ہو جاتی ہے۔

موت آجائے مگر دناءیت اور پستی نہ واقع ہو۔ رزق میں کمی ہو جائے، مگر لوگوں کا وسیلہ تلاش کرنا نصیب نہ ہو۔ جس شخص کو عجز و ناتوانی کی حالت میں مال دنیا عطا نہیں کیا جاتا وہ اسے قدرت اور تلاش کے بعد بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ زمانے کے دو دن ہیں۔ ایک تیرے نفع کے واسطے دوسرا تیرے نقصان کے لئے۔ جب تیرے نفع کے لئے ہو تو بے انتہا خوش وقتی اختیار نہ کر اور جب ضرر و نقصان کا دن ظاہر ہو تو صبر کو ہاتھ سے نہ دے۔

لوگوں کے اخلاق سے قریب ہونا (جیسے وہ ہیں ویسا ہی بن جانا) ان کی شرارتوں سے بچ رہنا ہے۔ جو شخص امور مختلفہ (دنیا و آخرت) کی طرف اپنے نفس کو اشارہ کرتا ہے۔ حیلہ و تدبیر اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

کسی نے حضرت سے لاحول ولا قوۃ کے معنی دریافت کئے۔ فرمایا اس کے یہ معنی ہیں ہم خدا کی شراکت میں کسی چیز کے مالک نہیں۔ ہم اسی چیز کے مالک ہیں جس کا اس نے ہمیں مالک بنا دیا ہے (جو ہماری زندگی ہے) پس جب اسی چیز کے مالک ہوئے جس پر خداوند عالم ہم سے زیادہ قابض ہے تو اس نے ہم کو عبادت کی تکلیف دی۔ اور جس وقت ہم سے ہماری ملکیت (حیات) کو لے لیا تو اپنی تکلیف کو ہم پر سے اٹھا لیا۔

حضرت نے ایک دفعہ دیکھا کہ عمار ابن یاسر رحمۃ اللہ علیہ مغیرہ پسر شعبہ کی کسی بات کا جواب دے رہے ہیں، یہ دیکھ کر فرمایا۔ اے عمار اسے جانے دے۔ وہ دین سے فقط اتنا ہی حصہ حاصل کرے گا جس سے اسے دنیا ہاتھ آجائے۔ اس نے جان بوجھ کر اپنے نفس کو شبہہ میں ڈال رکھا ہے۔ تاکہ اپنی لغزشوں سے معذرت خواہ ہونے کے وقت ان شبہات کو بطور عذر پیش کرے

ثواب خداوندی کو طلب کرنے کے لئے فقرا کے ساتھ امیروں کا تواضع و فروتنی پیش آنا کیا اچھی بات ہے۔ اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ خدا پر توکل کر کے فقرا امیروں کے سامنے فروتنی نہ کریں۔

پروردگار عالم نے کسی شخص کو عقل بطور امانت سپرد نہیں کی۔ مگر یہ کہ اس عقل کے سبب سے ایک دن اس آدمی کو رہائی عطا فرمائے گا۔

جس نے حق سے مقابلہ کیا، حق اسے پچھاڑ دے گا۔

قلب صحف چشم ہے (جو چیز دیکھی جائے اسے صفحہ دل پر نقش کر لیا جائے)

پرہیزگاری تمام اخلاق کی سرتاج ہے۔

جس شخص نے تجھے گویائی عطا کی ہے، اسی پر اپنی زبان کی تیزی کو صرف نہ کر۔ جس نے تجھے کلام میں پختہ کر دیا ہے، اپنی گفتگو کی بلاغت کو اسی کے نقصان کے لئے استعمال نہ کر۔

اشعث ابن قیس کو پرسا دیتے ہوئے فرمایا، اگر تو نے کریموں کی مانند صبر کیا تو تو صابر ہے، ورنہ اس مصیبت کو اسی طرح بھول جائے گا جیسے چوپائے فراموش کر دیتے ہیں (مصیبت کو تو بہر حال تو بھول ہی جائے گا مگر صورت آخریں درجہ صبر سے محروم رہے گا)

دنیا کی شان میں ارشاد فرماتے ہیں۔ دنیا دھوکے کی ٹٹی ہے۔ ضرر پہنچاتی ہے۔ تلخیاں چکھاتی ہے۔ خداوند عالم اپنے دوستوں کو بطور ثواب یہ دنیا عطا کرنے کے لئے راضی نہیں۔ نہ اس دنیا میں اپنے دشمنوں کو عذاب دینے سے خوش ہے۔ اہل دنیا ان سواروں کی مانند ہیں جو منزل پر پہنچیں۔ اتنے میں انہیں کوچ دینے والا پکارے اور وہ کوچ کر جائیں۔

اپنے فرزند ارجمند جناب امام علیہ السلام سے فرمایا۔ اے بیٹا! اپنے پیچھے دنیا کی کوئی چیز نہ چھوڑنا، کیونکہ تو اس ترکہ کو ان دو شخصوں میں سے ایک کے لئے چھوڑے گا۔ یا تو ایسا شخص ہو گا جو اس مال میں معصیت خدا پر کاربند ہو گا۔ اب گویا تو ایسے شخص کے لئے اس کی نافرمانی پر مددگار ہو گیا۔ یہ دونوں شخص اس قابل نہیں ہیں کہ تو ان میں سے ایک کو بھی اپنے نفس پر اختیار کرے۔

یہی کلام دوسرے طریق سے بھی پہنچا ہے، جو یہ ہے۔ خدا اور رسول کی حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ جو کچھ مال دنیا تیرے قبضے میں ہے۔ تجھ سے پہلے بھی اس کا ایک مالک تھا۔ تیرے بعد وہ اپنے مالک کے پاس چلا جائے گا۔ تو اس مال کو دو شخصوں میں سے ایک کے لئے جمع کرنے والا ہے۔ ایک تو وہ شخص جو تیرے جمع کئے ہوئے مال میں اطاعت الہٰی کے ساتھ عمل کرے۔ یہ اسی شے کی وجہ سے سعید ہوا جس کی وجہ سے تجھے شقی اور بدبخت ہونا پڑا۔ دوسرا وہ شخص ہے جو تیری اس جمع میں معصیت خدا بجا لائے۔ یہ شخص اس مال کے باعث بدبخت ہو گیا

جیسے تو نے اس کے واسطے جمع کیا تھا۔ یہ دونوں شخص اس قابل نہیں ہیں کہ تو ان میں سے کسی ایک کو بھی اپنے نفس پر اختیار کرے۔ اور ان کے سبب سے وبال اپنی کمر پر اٹھائے۔

ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا استغفر اللہ۔ آپ نے یہ سنکر فرمایا، تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے، کیا تو جانتا ہے کہ استغفار کیا چیز ہے؟ استغفار ان لوگوں کا درجہ ہے جو مقربین علیین کے زمرے میں داخل ہیں۔ استغفار ایک اسم ہے جو چھ معنی اور صفات ستشگانہ کا مجموعہ ہے۔ پہلی صفت گزشتہ پر نادم ہونا۔ دوسری صفت ان کی طرف عود کرنے کے ترک کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ارادہ کرنا۔ تیسری صفت مخلوق کو ان کے حقوق ادا کرنا حتیٰ کہ تو ایسی حالت میں خدا سے ملاقات کرے کہ بالکل پاک وصاف ہو۔ تجھ پر کوئی گناہ باقی نہ ہو۔ چوتھی صفت اگر تجھے معلوم ہو کہ جو فریضہ تجھ پر واجب تھا، تو نے اس کو ضائع کیا ہے تو اس کے حق کو ادا کردے۔ پانچویں صفت اگر تو اس گوشت کو جانتا ہو جس نے اکل حرام سے نشو ونما پائی ہے تو اسے حزن والم کے ساتھ پگھلا دے، یہاں تک کہ جلد ہڈیوں سے لپٹ جائے، اور ہڈی اور جلد کے درمیان میں سے نئے سرے سے گوشت پیدا ہو۔ چھٹی صفت طاعت وعبادت کے رنج کے مزے بھی جسم کو اسی طرح چکھا جیسے گنہگاریوں کے مزے چکھائے ہیں۔ ان چھ صفات پر عمل کرنے کے بعد استغفر اللہ کہنا تجھے زیبندہ ہے۔

بردباری ایک عشیرہ وقبیلہ ہے (جیسے قبیلہ والے شر دشمن سے بچائے رکھتے ہیں، ویسے ہی حلم بھی بچائے رکھتا ہے)

ابن آدم کس قدر مسکین اور بیچارہ ہے۔ اس کی موت کا وقت پوشیدہ ہے۔ اس کے مرض کے اسباب پنہاں ہیں۔ اس کا عمل محفوظ ہے۔ ایک پسّو اسے المناک کر دیتا ہے۔ غم بِغصّہ اسے مار ڈالتا ہے۔ پسینہ اسے گندہ اور بدبودار کر دیتا ہے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اپنے اصحاب کے مجمع میں بیٹھے تھے۔ ایک حسین عورت کا اُدھر سے گذر ہوا جسے ایک گروہ نے کن انکھیوں سے دیکھنا شروع کیا۔ حضرت نے فرمایا ان لوگوں کی نگاہیں بلند بین ہیں، اور یہ امر ان کی خواہش نفسانی کے ہیجان کے سبب سے ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص کسی عورت پر نگاہ ڈالے جس کا حسن اسے متعجب کردے وہ اپنی بیوی سے مقاربت کرے۔ کیونکہ یہ عورت بھی اسی عورت کی مانند ہے۔ اس وقت ایک خارجی نے اٹھ کر کہا۔ خدا (معاذ اللہ) اس کافر کو قتل کرے اسے کس چیز نے فقیہہ بنایا (اس کی فقاہت وعقل وفہم سے تعجب ہے) اصحاب اس کی طرف جھپٹے تاکہ قتل کر ڈالیں۔ حضرت نے فرمایا اسے مہلت دو کہ مہلت دینی اس کی دشنام دہی کی تعذیر کے سبب سے ہے یا اس کے گناہ سے درگزر کرنے کی وجہ سے۔

تیرے واسطے اتنی ہی عقل و دانش کافی ہے جو تیرے ہدایت کے رستے سے طریق گمراہی کو واضح کر دے۔

حلم ایک ڈھانکنے والا پردہ ہے عقل ایک کاٹنے والی شمشیر ہے۔ پس تو اپنے خلق کی برائیوں کو حلم اور بردباری سے ڈھانک دے، اور اپنی خواہشوں کو عقل کے ساتھ قطع کر دے۔

بندے ایسے بھی ہیں جنہیں خداوند عالم نے بندوں کی نفع رسانی کے لئے نعمتوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ جب تک وہ بذل و عطا سے کام لیتے رہتے ہیں۔ ان نعمتوں کو ان کے قبضہ میں قائم رکھتا ہے، اور جب بخل اختیار کرتے ہیں تو ان نعمتوں کو چھین کر دوسروں کے حوالے کر دیتا ہے۔

بندے کو سزاوار نہیں کہ وہ ان دو خصلتوں پر بھروسا کرے۔ اول خصلت صحت بدن دوم خصلت مالداری۔ کیونکہ ابھی تو اس کو صحیح و سالم دیکھ رہا تھا کہ اچانک بیماری نے آ دبایا ابھی ابھی وہ تیری نگاہوں میں مالدار تھا۔ ناگاہ فقیر ہو گیا۔

جس شخص نے کسی مومن کے سامنے اپنی محتاجی کی شکایت کی تو گویا اس نے خدا کے سامنے شکوہ کیا۔ اور جس شخص کافر سے شکایت کی اس نے گویا خدا کی شکایت کی۔

ایک عید کے موقع پر حضرت نے فرمایا۔ بیشک یہ عید اس شخص کے لئے ہے جس کے روزے خداوند عالم نے قبول فرمائے ہیں۔ جسے نمازوں کا ثواب عطا کیا گیا ہے۔ ہر ایک وہ دن جس میں خدا کا گناہ نہیں کیا جاتا روز عید ہے۔

قیامت کے دن اس شخص کی حسرت بھی عظیم الشان حسرت ہے جس نے خدا کی نافرمانی کر کے مال جمع کیا ہے۔ اور ایسے شخص کو اس مال کا وارث کر دیا جائے خدا کی اطاعت میں صرف کر رہا ہے۔ یہ شخص تو اس مال کے سبب سے بہشت میں داخل ہو گیا، اور اس پہلے شخص کو اس مال کی بدولت آتش جہنم نصیب ہوئی۔

تجارت میں سب سے زیادہ نقصان رسیدہ بسعی و کوشش میں تم لوگوں سے زیادہ مایوس اور ناکام رہنے والا وہ شخص ہے جس نے اپنی آرزوؤں کی طلب میں اپنے بدن کو کہنہ کر دیا (بوڑھا ہو گیا) اور مقدرات الٰہی نے اس کے ارادے کے موافق مساعدت نہ کی ہو۔ وہ حسرت لئے ہوئے دنیا سے نکلا اور گنہگار ہو کر آخرت میں پہنچا۔

رزق کی دو قسمیں ہیں طالب اور مطلوب۔ پس جس شخص نے دنیا کو طلب کیا، موت اس کی طالب ہوئی۔ حتیٰ کہ اس دنیا سے اسے نکال دیا۔ اور جس شخص نے آخرت کی طلب کی، دنیا اس کی طلب گار ہوتی حتیٰ کہ رزق دنیا نے اس سے وفا کی۔

بیشک خدا کے دوست وہ ہیں کہ جب تمام لوگ دنیا کی ظاہری حالتوں پر فریفتہ ہوتے ہیں تو یہ اس کے باطن پر نظر ڈالتے ہیں۔ جب لوگ اپنی دنیا میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ اپنی آخرت میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ لوگ دنیا کی اس چیز (خواہش نفس امارہ) کو مار ڈالتے ہیں جس سے خوف ہوتا ہے کہ یہ انہیں مار ڈالے گی۔ دنیا کی اس چیز کو ترک کر دیتے ہیں جسے جان لیتے ہیں کہ یہ عنقریب انہیں ترک کر دے گی۔ ان کے اغیار کے پاس جب مال دنیا کثیر ہوتا ہے اسے قلیل خیال کرتے ہیں۔ جب اور لوگ دنیا کو پا لیتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا ان کے ہاتھ سے جاتی رہی۔ لوگ جس چیز سے خوش ہوتے ہیں، یہ اس کے دشمن ہیں۔ اور جس چیز کو لوگ دشمن سمجھتے ہیں، یہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ ان کے سبب سے قرآن کا علم حاصل ہوتا ہے۔ یہ کتاب خدا کے سبب سے پہچانے جاتے ہیں۔ کتاب الٰہی ان کی وجہ سے قائم و برقرار ہے۔ اور یہ اس کے ساتھ قائم ہیں۔ کسی امیدوار کو اس چیز سے بالاتر نہیں دیکھتے جس کی یہ امید کرتے ہیں۔ نہ کسی ڈرانے والے کو اس چیز سے بلند دیکھتے ہیں جس سے یہ خوف کرتے ہیں (جو خداوند عالم ہے)

لذتوں کے قطع ہونے اور گناہوں کے باقی رہنے کو یاد کرو۔

خدا ایسا نہیں ہے کہ بندے پر شکر کرنے کا دروازہ کھول دے (اسے شکر کی توفیق دے) اور باقی زیادتی نعمت کا دروازہ اس پر بند کر دے۔ نہ وہ ایسا ہے کہ دعا کا دروازہ بندے کے واسطے کھولے، اور قبولیت کا دروازہ کھلا نہ رکھے۔ نہ وہ ایسا ہے کہ توبہ کے دروازے بندے کے واسطے وا کرے اور مغفرت کے دروازے بند کر دے۔

وہی شخص کریم ہونے کے لئے سب لوگوں سے زیادہ شائستہ ہے جس کے رگ و ریشے میں مردمان کریم گھر کئے ہوئے ہوں۔ (جس کے آبا و اجداد کریم ہوں)

سوال کیا گیا کہ جود بہتر ہے یا عدل؟ فرمایا عدل امورات کو ان مقام میں رکھتا ہے اور جود وہاں سے نکالتا ہے۔ عدل عامۃ الناس کی سیاست کو مدنظر رکھنے والا ہے، اور جود فقط ایک ہی شخص کے نفع کے لئے ہوتا ہے۔ لہذا ان دونوں خصلتوں میں عدل نہایت ہی شریف اور افضل خصلت ہے۔

زہد کے معنی اس کلمہ کے معنی ہیں جو قرآن کے دو کلموں کے درمیان میں واقع ہے۔ پروردگار عالم فرماتا ہے "تاکہ وہ مال دنیا جو تمہیں حاصل نہیں ہوا اس پر افسوس نہ کرو اور جو تمہیں مل گیا ہے اس پر خوش اور شاد نہ ہو" پس جو شخص گزشتہ پر اندوہناک نہ ہوا۔ اور آئندہ سے اسے کوئی خوشی حاصل نہ ہوئی۔ تو اس شخص نے زہد کے دونوں گوشوں کو تھام لیا (ابتدا کو بھی انتہا کو بھی

لہٰذا یہ زہد کامل ہو گیا)

سلطنت و امارت لوگوں کے گھوڑے دوڑانے کا میدان ہے۔

دن کے ارادوں کو رات کا سونا کس قدر توڑنے والا ہے۔

تیرے رہنے کے لئے وہ شہر موزوں نہیں، جو دوسرے شہر سے بحسب اصل خلقت بہترین بلاد ہو۔ بلکہ وہ شہر رہنے کے لائق ہے جو تجھے اٹھائے (جہاں شہر والے تیری خاطر تواضع کریں تیرے خواہاں رہیں)

جب ایک شخص مالک اشتر کی شنائی لے کر آیا تو حضرت نے ارشاد کیا۔ مالک! مالک اگر پہاڑ تھا تو وہ پہاڑ کی ایسی چوٹی تھا جس پر کوئی سُم دار حیوان چڑھ نہیں سکتا تھا۔ نہ اس پر بلند ہو کر کسی پرندے کو پر مارنے کی جرأت تھی (میدان جنگ میں کوئی شخص اس کے سامنے نہ آسکتا تھا نہ کسی کا یہ حوصلہ تھا کہ اسے مغلوب کر سکے)

اگر ایک شخص میں کوئی عمدہ اور نفیس خصلت ہو تو اس خصلت کی دوسری بہنوں (تمام صفات و اخلاق) کا انتظار کر (شاید وہ نہایت عمدہ اور خوش آیند ہوں)

مشہور و معروف شاعر فرزدق کے باپ غالب ابن صعصعہ سے فرمایا۔ وہ تیرے بہت سے اونٹ کیا ہوئے؟ اس نے عرض کی یا امیر المومنین حقداروں کے حقوق نے انہیں متفرق کر دیا (انہیں بیچ کر لوگوں کے حق ادا کر دیئے جو میرے ذمہ تھے) فرمایا۔ یہ تفرق کا رستہ نہایت ہی پسندیدہ ہے۔

کسی شخص نے حد سے بڑھا ہوا مزاح نہیں کیا۔ اِلّا یہ کہ اس نے اپنی عقل و دانش میں سے کچھ نہ کچھ گرا دیا۔

جو شخص تیری طرف راغب ہے اس سے پرہیز کرنا بے عقلی کی بات ہے۔ اور جو شخص تیری طرف مائل نہیں۔ اس پر گرنا نفس کی ذلت و خواری ہے۔

ابن آدم کو افتخار سے نسبت کیا۔ وہ ابتدا میں ایک قطرۂ ناپاک تھا۔ اور آخر میں مردار ہو جائیگا نہ وہ اپنے نفس کو رزق دے سکتا ہے۔ اور نہ اپنی موت کو دور کر سکتا ہے۔

سوال کیا گیا کہ سب سے بڑھا چڑھا شاعر کون ہے؟ فرمایا چوگان بازی کے گھوڑوں کے ایک ہی رستے کے ساتھ جماعت شعرا متحرک نہیں ہوئی (شاعروں کے اشعار ایک ہی انداز پر نہیں بلکہ سب کی روش جدا جدا ہے) تاکہ چوگان لے جانے کے وقت ان کا اعلیٰ درجہ کا کمال پہچان لیا جاوے (جبکہ ہر ایک کا طرز سخن نرالا ہی ہے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا کچھ مناسب نہیں) ہاں اگر ترجیح دینی کچھ ضروری ہے تو ملک ضلیل (گمراہ) کو ترجیح دی جاسکتی ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ ملک ضلیل سے مراد امرٔ القیس ہے۔

کیا کوئی آزاد مرد ایسا نہیں ہے جو اس چبائے ہوئے لقمے (دنیا) کو اس کے اہل (کفار) کے لئے چھوڑ دے۔ یاد رکھو تمہارے نفس ایک بیش بہا چیز ہیں۔ ان کی قیمت اگر ہو سکتی ہے تو بہشت ہو سکتی ہے۔ سوائے بہشت کے کسی چیز کے بدلے انہیں نہ بیچو۔

دو بھوکے ایسے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے۔ ایک تو طالب علم دوسرا طالب دنیا۔

ایمان کی علامت یہ ہے کہ کذب بیانی جہاں نفع پہنچا رہی ہو تو وہاں راستی کو اختیار کرے گو وہ نقصان پہنچائے۔ اور یہ کہ خبر دہی میں تیری معلومات سے کیا زیادہ نہ ہو وہی بیان کرے جو تجھے معلوم ہے) اور اپنے غیر کے حق میں خبر دیتے اور شہادت دیتے وقت تو خوف خدا کو دل میں جگہ دے۔

حلم اور تانیؔ ایک دوسرے کے ہمزاد ہیں۔ ان دونوں کا نتیجہ علو رہمت ہے۔

جو شخص انتقام لینے سے عاجز ہوا کرتا ہے، وہ غیبت ہی کیا کرتا ہے۔

کس قدر وہ نفوس ہیں جن کی لوگ خوشامد کرتے ہیں اور اس خوشامد کے سبب سے وہ گمراہ و مفتون ہیں۔

دنیا اپنے غیر (آخرت) کی تحصیل کے لئے پیدا کی گئی ہے اس لئے خلق نہیں ہوئی کہ اسی کی لذتوں کے حصول میں عمر گنوادی جائے۔

انصار کی مدح میں فرماتے ہیں۔ قسم خدا کی ان لوگوں نے دین اسلام کی پرورش کی جیسا کہ ان کی فصیح زبانوں اور سخی و جواد ہاتھوں کے ساتھ ان کی محنتوں کے سبب سے ایک قیمری پرورش پاتا ہے۔

ایک دفعہ اثنائے کلام میں فرمایا۔ ایک حاکم ان پر حکومت کرنے لگا۔ وہ اٹھا اور مستقیم اور برقرار ہو گیا حتیٰ کہ دین خدا نے اپنا سینہ زمین پر ٹکا دیا۔ اور اُسے آرام و قرار میسر ہوا۔

لوگوں پر ایک ایسا گزند پہنچانے والا زمانہ آئے گا کہ مالدار اس چیز کو کاٹ کھائے گا جو اس کے ہاتھوں میں موجود ہے (وہ مال جو اس کے قبضے میں ہے اس میں بخل سے کام لیگا اور راہِ خدا میں صرف نہ کرے گا) حالانکہ اسے اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ خداوند عالم فرماتا ہے "اپنے درمیان میں فضل و احسان کو نہ بھلاؤ" اس زمانہ میں اشرار سرکشی کریں گے اور نیک بندے ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔ محتاجوں اور بے چاروں کے ساتھ خرید و فروخت ہو گی حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مضطر انسانوں اور فقیروں کے ہاتھ طعام نہ بیچو (انہیں راہِ خدا میں کھلاؤ)

میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہوں گے، ایک حد سے گزرنے والا دوست۔ دوسرے بہتان باندھنے والا اور افترا کرنے والا دشمن (اسی مضمون کا ایک ارشاد پہلے بھی گزر چکا ہے)

توحید کے یہ معنی ہیں کہ تو خدا کا توہم نہ کرے (قوت مدرکہ باطنی عقل یا خیال کے آئینہ میں اس کی کیفیت اور چگونگی کی تصویر تلاش نہ کرے) اور عدل یہ ہے کہ تو اس خداوند عالم پر اتہام نہ لگائے (مخلوقات کی کسی صفت کو اس سے نسبت نہ دے)

جب کسی چیز کا علم ہو اس کے بارے میں خموشی اختیار کرنا ایسا ہی برا ہے جیسے جہالت کی گفتار۔

دعائے استسقا میں فرماتے ہیں۔ پروردگار ہمیں ان بادلوں میں سے پانی دے جو شتران بارکش کی طرح مطیع و رام ہیں۔ نہ کہ ان بادلوں سے جو شتران سرکش کی طرح سرکشی کر رہے ہوں۔

عرض کی گئی یا امیر المؤمنین کاش آپ خضاب کر لیتے۔ حضرت نے فرمایا۔ خضاب ایک زینت ہے۔ اور ہم تو ایک مصیبت میں گرفتار ہونے والی جماعت ہیں۔

سید رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس مصیبت سے جناب رسول اللہؐ کی وفات کا صدمہ مراد ہے۔

قناعت ایک ایسا مال ہے جس میں بربادی کا اثر ہی نہیں ہوتا (بعضے عامۃ الناس کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ کا کلام ہے)

جب حضرت نے عبداللہ بن عباس کی جگہ فارس اور وہاں کے انتظام کے لئے زیاد بن ابیہ کو مقرر کیا تو ایک طویل کلام میں خراج کی طرف پیش قدمی کرنے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ عدل کا استعمال کر۔ گمراہی سے حذر کر۔ کیونکہ گمراہی جلاوطنی کو عائد کرتی ہے۔ اور حق سے برگشتہ ہونا تلوار (کشتہ ہونے) کی طرف بلاتا ہے۔

جب تک اہل علم سے خداوند عالم نے تعلیم دینے کا عہد نہیں لے لیا۔ جاہلوں سے تعلیم حاصل کرنے کا پیمان نہیں لیا۔

سب بھائیوں میں بدتر وہ بھائی ہے جس کے واسطے تکلف کیا جائے تکلیف و مشقت اٹھائی جائے۔

جس شخص نے اپنا جاہ و حشم اپنے بھائی کے ہاتھ بیچ ڈالا اس نے اس سے جدائی اختیار کر لی۔

تمام شد

کشف الحقائق

مذہب شیعہ کو مذہب جعفریہ بھی کہا جاتا ہے، اس لئے اس مجاہد ایمان کو ہی کچھ موقع اپنے علوم کو مومنین تک پہنچانے کا ملا ہے. یہ امام جعفر صادقؑ کی سوانحمری علوم بحر بے پایاں ہے مومنین کے قلوب اس کو پڑھ کر انشاء اللہ منور ہو جائیں گے. کاش مومنین اس فقرے کو شاعری یا مبالغہ تصور نہ فرمائیں بلکہ خود مطالعہ فرما کر فیصلہ کرلیں کہ یہ قطعی صداقت ہی قیمت ۸؍

جلاء العینین

بیمار کربلا سار بان اہلبیت کی دکھ درد سے لبریز زندگی کا آئینہ ہے. محبان اہلبیت اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں اور دیکھیں کہ امت محمدیؐ نے کس عنوان رحمۃ اللعالمین کو قبر مطہر میں تڑپایا ہے اور اس صبر وشکر کے پیکر نے کس بلا کے سکون وتحمل سے عمر بھر مصائب وشدائد کو برداشت فرمایا ہے. قیمت دو روپے آٹھ آنے

کتابیں منگانے کا پتہ

مینجر مطبع یوسفی دہلی

قاسم ماتم (جدید)

یہ نظم و نثر کی مجالس کی وہ معرکۃ الآراء
کتاب جس کی انتہائی مقبولیت حد اعجاز تک
پہنچ گئی یعنی صرف دس ماہ کے بعد دوسرا
ایڈیشن طبع کرنا پڑا مستورات نے خاص طور پر اس کو بے حد
پسند فرمایا ہے سہل و آسان عبارت جلی اور پاکیزہ خط
سفید بیز کاغذ ہونے کی وجہ سے اس قدر دلکش اور دلفریب کتاب
ہے کہ اس کے سامنے مجالس کی دوسری کتاب نظر میں سماتی نہیں یہ
دوسرا ایڈیشن جو حال ہی میں طبع ہوا ہے اگر موجودہ رفتار سے طلب
ہوتا رہا تو چند ماہ کے بعد ہی ہمیں معذرت اور آپ کو تیسرے ایڈیشن
کا انتظار کرنا ہوگا۔ اس لئے جس قدر جلد ممکن
ہو طلب فرمائیں قیمت ۱۲

سفینۃ البکا

مجالس نثر کی یہ کتاب قطعی تعارف سے بے نیاز ہے چوتھا ایڈیشن ابھی
طبع ہوا ہے اس مرتبہ باوجود کاغذ کی نایابی کے سفید عمدہ کاغذ
لگایا گیا ہے۔ کتابت و طباعت بھی انتہائی دیدہ زیب انشاء اللہ
آپ اس کتاب کو دیکھ کر بے حد مسرور ہونگے اس کی دس منتخب مجالس
جن میں فضائل و مصائب کے شاہکار موجود ہیں اور مجالس کے آخر
میں اسی مناسبت سے ایک دلخراش نوحہ بھی درج ہے محبان
اہلبیت اور عزاداران امام مظلوم کی مجالس کے لئے یہ کتاب کس قدر
باعث زینت ہوگی اس کا اندازہ آپ آج ہی یہ کتاب
طلب فرما کے لگا سکتے ہیں۔ قیمت فی جلد
دو روپے چار آنے (۲/۴) علاوہ محصول

(مینیجر مطبع یوسفی دہلی)